

ان واقعات کا بیان جو حضرت عثمان کی خلافت میں

ظاہر ہوئے
ہجرت پچیسویں سال کے وقایع اور سکندریہ

کی فتح اور یاججان کی - بعد اسکے کہ وناج کو گرنے سے عہد شکنی واقع ہوئی - اور صلح ارمینہ والو

سناٹہ اور روانہ کرنا مسلمان بن ربیعہ باہلی کو معاویہ کی مدد پر اور فتح پانا روم کے بعض شہروں پر

پہلی عداوت جو شامیوں اور کوفیوں میں جاں دہ ہوئی جنگ آفریقہ کا ابتدا

ہجرت چھبیسویں سال کے وقایع
ہجرت ستائیسویں سال کے وقایع

ہجرت اسیسویں سال کے وقایع
ہجرت اسیسویں سال کے وقایع

ہجرت تیسویں سال کے وقایع
حضرت کی انگشتی خلافت ذوالنورین میں کم ہو گیا

ہجرت اکتیسویں سال کے وقایع
نیشاپور کی فتح

ہرات کی فتح
طبرستان اور بلخ کی فتح

فارس و کرمان اور سجستان و خراسان کی فتح
بادشاہ فارس یزدجر کا مارا جانا

دریائے شتیون پر جنگ کرنا
ہجرت پینتیسویں سال کے وقایع

ہجرت پینتیسویں سال کے وقایع
حضرت عثمان کی ابتدا سے قتل کا بیان
ہجرت پینتیسویں سال کے وقایع

اور ابوباش لوگ فتنہ کی بنیاد لگے اور حضرت عثمان

کو منصب خلافت سے عزل و قتل کر نیلے در پی ہونا
تفصیل اس اجمال کی

کوٹنے کے فتنہ بازوں کا آنا مدینہ کی طرف
اسکھڑی افون اور فتنہ گرد کا آنا مدینہ کی طرف اور بڑے کرنا فتنے کا

ذکر ازواج و اولاد امی و حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مطاع بن عثمان بن عفان رضی

پہلا طعن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں
حکومت دی کہ جس سے ظلم و خیانت واقع ہوئی جس سے

دوسرا طعن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مروان کا باپ
حکم الی العاص کو مدینہ میں بلوایا جس سے جواب

تیسرا طعن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
مال خیر دیا جس سے جواب

چوسا طعن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک
جماعت کو انکی خدمت سے معزول کیا جس سے جواب

ابو موسیٰ اشعری کا قصہ
عمر بن عاص کا قصہ

فاذہ طلیلہ
عمار بن یاسر کا قصہ

پانچواں طعن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مسود کا سالیانہ بند کر دیا جس سے جواب

ابو ذر کا قصہ
عبادہ بن صامت کا قصہ

عبداللہ بن مسعود کا قصہ
عمار بن یاسر کو مارینا کا قصہ

۲۹۸	جو تھی خیابان حضرت علی کی نسبت اور اللہ	کعب بن عبد نیری کا قصہ
۲۹۹	کے بیان میں	قصہ مع جواب
۳۰۰	پہلی روش آن تو کی غنیمت پر کر علی رضی کی	دوسرا جواب
۳۰۱	خیابان میں نازل ہوئیں	علاء بن یاسر کا قصہ
۳۰۲	آیت انکبیر	کعب بن عبد نیری کا قصہ
۳۰۳	حدیث تعلیم	ابن شتر تھی کا قصہ
۳۰۴	اہلبیت میں شہر یمن	چھٹواں طعن عثمان بن عفان کے عہد میں
۳۰۵	حضرت کی اولاد دوسری و سمنوی	بن عمر سے قصاص برتوف یکساں جواب
۳۰۶	دوسری روش آن حدیثوں کے بیان میں	پہلا وجہ ہجران کا قصہ
۳۰۷	حضرت علی کی فضیلت میں آئیں	دوسرا وجہ
۳۰۸	حدیث میں کنت مولا کی تحقیق اور شیوہ	تیسرا وجہ
۳۰۹	پہلی شاخ حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	ساتواں طعن عثمان بن عفان کے سنت نبوی
۳۱۰	دوسری شاخ حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	کو تیسری مع جواب
۳۱۱	پہلا گل حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	آٹھواں طعن عثمان بن عفان کے نسبت الال
۳۱۲	دوسرا گل حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	سے زمین کے قطعے اور ناگیرین اپنے پاموں
۳۱۳	تیسرا گل حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	کو دین مع جواب
۳۱۴	چوتھا گل حضرت علی کے خصوصیات کے بیان میں	نواں طعن سب صحابہ عثمان بن عفان کے قتل
۳۱۵	کے بیان میں	پر راہنی کے مع جواب
۳۱۶	پہلا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ السلام کے بیان میں	چوتھا گل از خلیفہ چہارم علی بن ابیطالب
۳۱۷	دوسرا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ السلام کے بیان میں	کے احوال میں
۳۱۸	تیسرا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ السلام کے بیان میں	پہلی خیابان حضرت علی کے نام نامی و نسب
۳۱۹	چوتھا گل سہ حضرت علی کے مواظفہ علیہ السلام کے بیان میں	گراہی کے بیان میں
۳۲۰	پہلا خیابان حضرت علی کے مواظفہ علیہ السلام کے بیان میں	دوسری خیابان حضرت علی کے مواظفہ علیہ السلام کے بیان میں
۳۲۱	دوسرا خیابان حضرت علی کے مواظفہ علیہ السلام کے بیان میں	میشال اسبق کے بیان میں
۳۲۲	تیسرا خیابان حضرت علی کے مواظفہ علیہ السلام کے بیان میں	تیسری خیابان حضرت علی کے مواظفہ علیہ السلام کے بیان میں
۳۲۳	چوتھا خیابان حضرت علی کے مواظفہ علیہ السلام کے بیان میں	والسلام کے کفر تربیت میں آئے
۳۲۴	پہلا خیابان حضرت علی کے مواظفہ علیہ السلام کے بیان میں	۴۰ کے بیان میں

سنا قتل عثمان بن عفان النورین کا راہ میں اور پھر چاروں طرف
مکہ معظمہ کے
۳۳۸
روانہ ہونا طلحہ وزیر کا طرف مکہ معظمہ کے
۳۳۹
حضرت علی کا مدینہ سے فری قاز تک اور اقامت فرما
اسی مقام پر اور روانہ کرنا محمد بن ابی بکر اور عبداللہ
بن جعفر کو کوفہ کی طرف اور طلب کرنا لشکر کا کوفہ
سے۔ اور مخالفت کرنی ابو موسیٰ اشعری ان پر دو روئے
ساتھ پھر روانہ فرمانا امام حسن و عمار بن یاسر کو کوفہ
کی طرف
۳۴۵
تشریف لانا دوسری فرنی کا اور سبیت کرنی حضرت
علی کے دست مبارک پر اور لشکر میں داخل ہونے کے
جنگ کرنا باغیوں کے ساتھ
۳۴۹
نامہ روانہ فرمانا حضرت علی کا طلحہ وزیر کے نام سے
۳۵۳
دوسرا مکتوب روانہ فرمانا خدمت میں عائشہ صدیقہ
روانہ کرنا حضرت علی کا قتیل بن عمر کو کعبہ کی طرف
اور دریافت کرنا ارادہ ام المومنین طلحہ وزیر کا
۳۵۴
روانہ فرمانا حضرت علی کا عبداللہ بن عباس کو طلحہ
وزیر کے پاس مصالحت کے لئے
۳۵۷
جنگ جمل
۳۵۸
وزیر بن العوام کی فضیلت و شہادت
۳۶۳
طلحہ بن عبداللہ کی فضیلت و شہادت
۳۶۴
حضرت علی روانہ فرمانا عائشہ صدیقہ کو مدینہ منورہ
طرف
۳۶۵
تنبیہ
۳۶۷
کید پنجاہ و یکم
۳۷۰
کید پنجاہ و دوم
۳۷۰
کید پنجاہ و سوم
۳۷۰

مطاعن بی بی عائشہ صدیقہ رضی
۳۷۱
پہلا طعن بی بی عائشہ نے مدینہ منورہ سے
۳۷۱
مکہ معظمہ تک پھر وہاں سے اہل مکہ کے طرف سفر کیا مع جواب
دوسرا طعن بی بی عائشہ نے طلب بن عثمان کے لئے
۳۷۲
سفر کیا مع جواب
۳۷۳
تیسرا طعن بی بی عائشہ نے پیغمبر خدا کی مخالفت مع جواب
چوتھا طعن بی بی عائشہ کا لشکر کعبہ کو ہجرت
الہال کو غارت کیا اور عثمان بن حنیف انصاری کی
ایمانت کی مع جواب
۳۷۵
پانچواں طعن بی بی عائشہ آخر حال میں کہتی
تھیں مع جواب
۳۷۶
مطاعن اصحاب کرام عموماً
۳۷۶
پہلا طعن صحابہ دو بار مرتب کعبہ پر ہونے کے جواب
دوسرا طعن ابن عباس سے اہل سنت کے صحاح
۳۷۷
میں مروی بی مع جواب
۳۷۷
صحابہ انبیاء کے اور باقی امتیوں کے درمیان برتری
دوسرا طعن ابوبکر و عمر نے حضرت امیر اور جناب
۳۷۸
زہیر پر ظلم کیا مع جواب
۳۸۰
مطاعن خوارج و نو اصحاب کے جو حضرت
علی پر کرتے ہیں
۳۸۲
جواب اجمالی
۳۸۴
علمائے کبار سنی اختلاف میں جزم ایک طرف نہیں
کرتے ہیں
۳۸۵
تشریف فرمانا علی کا کوفہ کے طرف
۳۸۹
نامہ روانہ فرمانا حضرت علی کا معاویہ کی طرف
۳۹۰
خطوط روانہ کرنا معاویہ کا طرف اہل مدینہ
۳۹۳
شعرون کے صحیفے کا مضمون جو پیغمبر آخر الزماں کی شان

۴۲۳	و لا اور تبرک کا بیان	۳۹۶	اور حضرت علی کی فضیلت پر مشون ہی
۴۲۴	میلہ مقدمہ	۳۹۷	بابوس پر ہنزہ قبیلہ کا مصالحت سے اور آخر
۴۲۵	دوسرا مقدمہ	۳۹۸	ہم مخبرہ ماجنگ و محاربت کی طرف
۴۲۶	تیسرا مقدمہ	۳۹۹	علاوہ ان کی شہادت و احوال
۴۲۷	چوتھا مقدمہ	۴۰۰	ایضاً اہل بیت کا جنگ
۴۲۸	ہجرت کے چالیسویں سال کے وقائع	۴۰۱	اکبر جیل سے شیش آہن تمام کا حضرت علی کے
۴۲۹	امیر المومنین حضرت علی کی شہادت	۴۰۲	لشکر کے ساتھ
۴۳۰	سیدہ زینب مقدسہ ہجرت کا واقعہ	۴۰۳	حکم مقرر کیا کہ مین اور خلافت مین اور صلح کا حکم
۴۳۱	اوشی کو مار بھاگنے	۴۰۴	جج ہونا و فقیرین کا دوسرا الجندل مین
۴۳۲	حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی	۴۰۵	محمد بن ابی بکر اور ابوبکر اشتر کا قتل
۴۳۳	احوال مین	۴۰۶	ہجرت کے اسیالیسویں سال کے وقائع
۴۳۴	حضرت امام حسن کی وفات کا بیان	۴۰۷	فوجین اور ان کے سامان و کھانہ کے اور مین
۴۳۵	حضرت امام حسین کے ولادت کا واقعہ	۴۰۸	چھ روز عراق کی طرف
۴۳۶	کاتبان	۴۰۹	ہجرت کے اسیالیسویں سال کے وقائع
۴۳۷	عبدالرحمن بن عوف کا احوال	۴۱۰	خوارج کا جنگ
۴۳۸	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی	۴۱۱	فصل تیسرے کے فضیلت مین
۴۳۹	کا احوال	۴۱۲	تبرہوان حضرت مین
۴۴۰	اختتام کتاب	۴۱۳	چودہویں فصل مین جواب

و

۱۱

۱۵۸۵

۱۶۵۰

تاریخ کتاب مطاب حدیقہ الاحیاء نوکیر زخامہ مولوی عبد القادر عظیمی صوفی

یہ حدیقہ حدیقہ غلبا روضہ خوش ہی دلکش و خرم دیکھ اسکو شکوفہ و خندان دیکھا سرسبز اسکا سبز و تر اسکے چشمے کا خضری ساقی کل جنت حبیب کا کل دیکھا اسکا چشمہ ہی چشمہ کوثر اسکا کچھری غیت گلگون پیر رنگ گل کے ہی سن لبت لالہ زار اس چمن کا دیکھا ہی کیا اگر ہو کر طلب زر کی راستی اسکے سرو کی دیکھی اس سے جب صبح کو نہم ہے کہتا باران رحمت یان ہی کھو لاسون زبان لبت و گل شاخ شمشاد اس کی ہی تلوا اسکے زرخیز خواب جو کھا نہرین علم علی کی یان ہی چارہی چارہن دیار چھا وہے خلافت کے جہا پار کا خانہ دین کے چار کھام ہیں چار اخلاط گو جہا ہی ہیں چار کے ہی عدد میں لکنا شیر	کیا ہی روضہ ہی روضہ روکش رنگ تو باغ و دم کہیں اہل بیت باغ چھا دیکھا لکھا یا اسکے کا تون دور جبکا دماہی باقی رشک سے پیرن کو چاک کیا نخل طوبی اسکا ایک شجر جو کہتی ہی دو کہ منہ بلون خام سے اسکے کچھ نشتر لالہ حسرت سے داغ کھایا رشک اگر خاک ہی ہو بشت سرو جہا کی رہتی صحیح صادق صدق اک با کفر کہتا ہی تر باران ہی یہاں درہ عمر کا ہی سنل سرخگون جن سے لشکر کفار گوشتہ چشم سے اشارہ کیا لشکران علوم آیتن یہاں چارہن نیونکی جان ہی دین کی سلطنت کے چارہن دین احمد کے چار نام ہیں پر کہیں اخلاط آپسین چار چہرین ملین تو ہو کسیر	نام لے اسکا کوئی گزیر اسکو کہتے ہیں روضہ جاوید رشک جنت کہا آرزو کل و عین جہا کے دیکھے ہیں جلدین و جوہرین ہی ہیں عند لب بشت آتی ہیں سرو جنت اسکا اک تو کوہے تا مار بر روش اسکی خار زار اسکا یک کستان ہی اسپہ عاشق کی گر نظر جہا اسکی شبنم نے سہی ہی گہر سرو صدیق کی صدق ہی اسکے باران میں ایک کستان نغمہ صدق عدل علم جہا پھول اسکے سیر کا بھول اسکا گلستاہ و شہ خنجر یان کی طوبی کا آئینہ جہا اس حدیقے میں چار کلن ہیں بادشاہ ایک اور وزیر جہا چار گھنے صدق و علم ہیں انہیں کہتے اختلاف ہیں اک فنون ان چہا ہر عین عدو چار حق نے کی پسند	ہو و خوشبو مال غنچ و دان کوئی کہتے ہیں اسکو باغ سید اسکے زرخیز ہو زار چرل حور و غلمان بشت چھو ہیں چار نہرین اسکی پہنی ہیں آشیان اپنے یان بانی جنت اسکا اک مہر مشک و فواہ اسکی ہی خون فاشاک سنبلستان واع دل بحر بار کا مہر جہا جوہری جمع کچھ سلک قامت راست کیا تھا کسو جنت کسو جنت ہی کیا بلیل تو آسمان کو کھا تیج کا پہل وخت اسکا کفر کا پارہ پارہ کو نہر نام لیتی ہی صفا عثمان چار خلفا و ن کی شہرین چار خلفا کو کہتے میر جہا چار آیتن شرم و حلم ہیں گو حد میں ہر خلاف ہیں جن سے جہا و فضل کا شہا اسکے چار کا کیا ہی بلند
---	---	--	--

چار کوفی سے اچھا پڑا یا
 نام اللہ کے ہیں حرف چار
 چار میں غریبوں پر چار چار
 چار دانا دانا دانی شان
 چار دیکھ میں چار دیکھ
 چار میں غریبوں پر چار
 دیکھ چار میں طبیعت بھی
 چار سے میں کام تو پڑی
 چار خلع کی جب چلی غور
 کیا چو سچ کفر کو بے چار
 واسطے دیکھ خون سیاہا
 یہ خدا تیر ہی نام ایک کتاب
 نثار حکم چارم اسطراب
 فیض کا کہ نہ بند کر پائی
 ہند کے چار طاقین ہی
 کوئی تاریخ چار خلع کی
 اسے نقشب جی نام کیا
 چار میں جو کچھ سو چار یا دین
 عدل خلع راشدین ہیں

پس نبی کو بھی چار یا دنیا
 اور محمد کے ہیں حرف چار
 حق سے نازل ان کی شان
 تمام کچھ میں چار سر چار
 جو سکھانے میں ہیں کا حکام
 ندیان بھی بڑے چار ہیں چار
 گئی دوسری تری حسی
 کام کا انتظام ہو پائی
 کفر چار و طرف کی ہی
 تیرے دیول غورے چار چار
 دیوے اللہ غور ہوا کا
 جو تواریخ کی ہی تبت بنا
 یوں ہی عہدی بلند چار
 چار کو دھنڈ دھنڈ کر پائی
 فیض پاہن پر چار راقد
 نہیں اب تک کہنے ہی لگی
 مجھ کو تاریخ کا خیال ہوا
 حق مطلب ہو چار یا دین
 فضل خلع راشدین ہیں
 نام میں انکے اک کرامت ہی

نبی چار میں چار خاص کیا
 انبیاء میں بھی چار کا ہی
 میں فرستوں میں بھی چار
 کر کن بھی میں چار کہے میں
 چار منزل میں میں میں
 چار پر ہی ہی میں ان کا دار
 کر فارض کے بھی کست ہیں
 چار مل کر کہ ہلا دیوں
 دین پہنچا بھر مہ سی سال
 کی چار جہاں دین میں ہی
 اسنے ماضی پر ہے خدا کا
 کون ہی وہ بھی کی تصنیف
 چار بانس کو جو دامت کی
 دھنڈ دھنڈ کر میں ہی ہند
 لکھا خلع راشدین کا حال
 حسن نیب سے رتب کی
 گوئیں مل میں مروش کیا
 صدق خلع راشدین ہیں
 علم خلع راشدین ہیں ہی
 کام میں انکے اک کرامت ہی

ایک بزرگی کا اجتماع
 اک لکھ بیت و چہد ہزار
 ساکاماک جو ہیں مزار
 میں مصطفیٰ بھی چار کہے میں
 بجز انکے کمال ہی مغفور
 چار فخر ہیں انکے حق ہی
 رات کو کچھ میں ہی چار
 جتنے بار کو بھی کفر کر دین
 مشرق و مغرب چار مثال
 دین گستاخی اب تک انجام
 ہم سے پہنچے انہیں بدو و
 کان شہنشاہین کو عیسیٰ
 فیض سے اپنے رتب ہیں
 ہی قلم اسکا چار کاہر دان
 حال اقبال انکا اور چار حال
 زیب تہذیب سے ہند کی
 کیا تعریف ہی چار خلع کا
 عشق خلع راشدین ہیں ہی
 علم خلع راشدین ہیں ہی

سال - ختم کتاب فرخ پتی
 بیچ خلع راشدین میں ہی

۱۹۹۹
 وَفِيهِ كَرِيمٌ
 أَصْدَاءُ بَوَّاشِدْ مِمَّنْ عَمْرُوهُمُ وَأَوْفَا

سبحان اللہ پر غیب گزارا روشید ہا رہی کہ جسکے بر غیب و کل سے احوال عطا عی بر کی نہیں
 شمیم ہر طرف پہنچ رہی ہی اور یہ غیب و وضعہ رضوان کی کہ جسکی بر طیلان شاخ کل
 بر زفر نہ کر میری رضی اللہ عنہم و رضوانہ کہ لال نصرت سے کہہ رہی ہی لای

۸۹۲
 خدایہ الراجحہ
 فی ظل الانوار



تا ایفات مجلہ نگستان تاریخ و سیریل لوستان مان و جز آریار مگر دار بند و عظم
 حضرت مولانا مولوی عبدالحی صاحب اعظم قریب نصف مطبع مواہب الرحمن
 چھپی تھی سوا سکو خاص فیوسفار کاتی نے کامل کر دیا کل مین بخور و شرب مادیں ہریشہ

الحمد لله الذي جعل في كتابه
 المطبوعة الواقعة معكم

دیناچہ النشار دار دقتہ رس سخن طراز صبح نفس فصاحت مظهر قلندر حسین صفا اطہر

	بسم اللہ الرحمن الرحیم	
---	------------------------	--

	قطعہ	
--	------	--

	<p>سرورِ حق خطِ ماست کلمہ نامے سجدہ پندیا حیات از پرہیز حجاز کہ آہنگ بر کشیم یعنی نشید مدحت اصحاب می کشیم</p>	
---	---	--

چمن چمن پستان نشانی گلشن گلشن شاد دنیایش باغبان حقیقی را کہ پنجرہ خورشید چار گلزار صفتش گریبان درخ
روشن است دینارہ آفتاب خار گلزار حکمتش انگشت نامی شجر امین گل از شکفتگی از زبانی گنجینه جودش بلالی قطرات
شبنم درخندہ دندان نما و بلبل از شادمانی انعام لطف خزینہ نوالش بہر از ہفتار زفرہ شکر اندر ہوا خار سر فراز حرور
دشت قدرت او بے عظیم تقدیم دشت زدگان نشانی گشت بر حسین بہارہ و ابلہ گفت پای رہبر روان جاوہ الفتح نیلزار
مردم دیدہ جائیں بخشیم در دادہ نمک زخم جگر بلبل بہ تنگ دمان غنچہ گل نہادہ کہ نہ بدیش مالیدن دوست و بدہ جز
شبنم سلطان بہر جرم خورشید درخشان بجا دگی را جا دادہ کہ بر آمدش بریدن او

کیا گلزار کن بین کافیتان	دمان گل دستش نخل نشان	دل پر داغ طاووس سخن کا	ہی خلیس اک بید بخون سکے کا
ہی جبکہ مینہ زیشان خیابان	ہی ز گرس خرم چمن کا خیمہ خزان	اشتر کو گاہ نہ سر جو دیا ہی	کہ بیسے مین غمی ہون گدا ہی

در امن دامن گلہا سے ثنوت و حجت نثار براق سوار لامکان سیارہ ملک شمس فلک حیم اولی منزلت قدسی مرتب
والفجر کو والی اللیل کو یہ خطاب طہ القاب زینت جاکیز قرآن قبالہ نور خیمہ طوبی بالا کہ خدو خیابان گلزار عدیشہ
بہار جنان خازن بند رسالتش بدان قیامت پیوستہ کہ بجز از و مرسل نیست و معجزات معالی در سیا سادوی و حامی نبوت
واقف شفاعت کہ خدو عالم اندرین شہزادہ برابر عالم مذات بابرکات آن شرف الذوات و ولایت نہادہ کہ بجز از فضل

اپیاست	چلے مین چیار اور تو مین بھر	اور سے کھر کی جالے سے کو
--------	-----------------------------	--------------------------

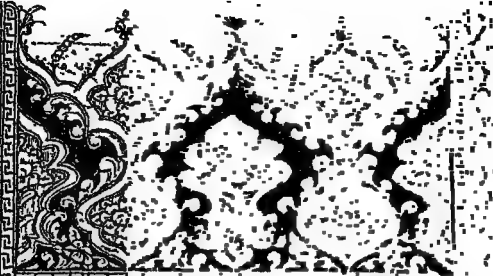
[illegible]

فرج اصفی نامی که در جوانی در سینه کبوتر دود و صد و سیزده شیرو سلطان جامع شهادت بخشد بمایه سلطان شاهی عظیم و سید

شاه شهنشاه وراثت ملک کن	صاحبش و ملک کن	ایستاد	ایستاد
شاه شهنشاه وراثت ملک کن او که در کتبش این امر که سید بهر چنین جبهه را در یاد ایستاد اهل محنت و کار صدا فخر آفرینگر او که است از ادب و علم و شیر خاوند چون میدان چراغ نورافروز و در	شاه شهنشاه وراثت ملک کن او که در کتبش این امر که سید بهر چنین جبهه را در یاد ایستاد اهل محنت و کار صدا فخر آفرینگر او که است از ادب و علم و شیر خاوند چون میدان چراغ نورافروز و در	ایستاد و متنوع که نامی است چون که در کتبش این امر که سید بهر چنین جبهه را در یاد ایستاد اهل محنت و کار صدا فخر آفرینگر او که است از ادب و علم و شیر خاوند چون میدان چراغ نورافروز و در	ایستاد بوفان و در کتبش این امر که سید بهر چنین جبهه را در یاد ایستاد اهل محنت و کار صدا فخر آفرینگر او که است از ادب و علم و شیر خاوند چون میدان چراغ نورافروز و در

بالجمله با تمام سازش تا ملک جهان با او جان و جان و حیدر علی بیگ که فرمای ایستاد و در او هر چه تقدیر کرده که سید
با تمام سازش تا ملک جهان با او جان و جان و حیدر علی بیگ که فرمای ایستاد و در او هر چه تقدیر کرده که سید
و غیرت و کرب می گذرانید و در سینه کبوتر دود و صد و سیزده شیرو سلطان جامع شهادت بخشد بمایه سلطان شاهی عظیم و سید
بهر چنین جبهه را در یاد
ایستاد اهل محنت و کار
صدا فخر آفرینگر
او که است از ادب و علم
و شیر خاوند چون میدان
چراغ نورافروز و در

ملک عرفان و سلیمان	عبدالله و در فراتش	عبدالله و در فراتش	عبدالله و در فراتش
ملک عرفان و سلیمان معجزه کردی بهشت شرع او جان انقران نیز که در کتبش چراغ نورافروز و در	عبدالله و در فراتش عبدالله و در فراتش عبدالله و در فراتش عبدالله و در فراتش	عبدالله و در فراتش عبدالله و در فراتش عبدالله و در فراتش عبدالله و در فراتش	عبدالله و در فراتش عبدالله و در فراتش عبدالله و در فراتش عبدالله و در فراتش



سید الشہداء رحمہ اللہ

[illegible]

بیت کا بیان ہے۔ فَاَنْزَلَ السَّكِينَةَ اِلَيْهِمْ لَمَّا رَاَ كَيْدَ الْمُؤْمِنِينَ اَعْرَضَ
 عَلَى الْكَافِرِينَ اِنكے اخلاق حمیدہ کی تعریف ہے۔ يَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
 لَوْ مَنَّ اللَّهُ اِثْمًا عَلَى الْفَاسِقِينَ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ وَرِثْوَةُ عَلَى اَنْفُسِهِمْ اَلَا بُدْلَ
 وَاِنَّا رَبِّیْ۔ وَيَطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلٰی حَبْتٍ اِنكے غایت کرہی کے آثار۔ خطاب گنتیم جبر
 اُمۃ سے سرفراز ہیں لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلٰی النَّاسِ بِمَا رَزَقْتُمُوهُمْ اَلَا بُدْلَ
 وَاَنْفُسِهِمْ اِنکے سماعی جلیلہی وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْمُقْلُونَ
 اِنکے اجر جلیلہ۔ اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ جَزَىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ اِنکے وعدے کا مقام
 ہے۔ خَالِدِينَ فِيهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ اُنکا مزوہ انعام واکرام۔ حَاجِرًا
 وَاُخْرٰی جَوَامِرَ دِيَارِهِمْ وَاَوْذٰی فِي سَبِيلِنَا اِنکے صبر جمیل کی صفت ہے و
 لَا ذَخٰلَتْ لَهُمْ جَنَّتٌ اِلَّا بِمَا جَزَّوْا مِنْ بَرٍّ اَوْ نَحْوٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا
 اِنکے کمال بیان منشور ہے۔ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّزَوْجٌ وَّكَرْسٍ اِنکے نذیر مغفرت و بذل نعمت
 کا مذکور وَاَلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ اِنکے شکر کی شان ہے۔ الَّذِیْنَ
 يَنْفَقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اِنکے انصاف کے جوہر و سخا کا تبیان۔ الَّذِیْنَ
 يَنْفَقُونَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً۔ اِنکے فقر کی انواع صدقات
 کی تفصیل ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللَّهُ وَرَسُولُكَ اِنکے غایت عزت و جمیل سبحان اللہ ایسے ہی آیات
 بینات و احادیث سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اِنکے کمال اہلال پر دل میں۔ لسانِ انسان اسکی
 تشریح و تبیان میں لال جب کلام خدا کلامِ رسول و اِنکی روح و شامین ہر بقول و پھر ہو کو ہر
 مجالِ انسان و کرے اس باب میں قلم رانی و سبحان اللہ احادیث صحیحہ میں انبیاء اولو العزم کے ساتھ اِنکی شبہات
 آئی ہے۔ چنانچہ کسیکو حضرت ابراہیم اور کسیکو حضرت نوح اور کسیکو حضرت لوط اور کسیکو حضرت یارون اور حضرت
 عیسیٰ کے ساتھ علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ و حدیثیں لگے ہر ایک کی فضیلت کی باب میں آئے گئے کتاب
 و سنت اور دین و شریعت حضرت سب سے سب سے بہت کو پہنچنے میں انہیں بزرگواروں کا واسطہ تھوٹتی ہے۔ یعنی
 قرآن کریم کی آیتیں اور حضرت کی حدیثیں اور اِنکی نبوت کے دلیلین پیچھے آنیوالوں کو اور کسانوں کو کہ وساطت سے
 پہنچے۔ اور دین اسلام احکام سب انہیں سے سیکھے۔ جب کسی نے اِنکے صدق و عدالت کو دستاویز نہ کرتے
 اور اِنکی وساطت اور روایت کو درمیان نہ تھا تو۔ تو حقیقت میں دین قرآن سے ہاتھ اُٹھایا اور اسلام
 و ایمان سے ہاتھ دھویا تو ذلالت و گمراہی۔ جب اعجاز قرآن کے راوی اور دین بتیں کے ناقص اور شرع میں کمال

اور حال ہی میں ہر طرح کے ذوق پر لکھائی ثابت اور لکھائی کو کرام لانہ تھی۔ اور انہوں نے دین کی اعانت اور
شرح ہدایت کی حفاظت میں ایک لکھ اور لکھ و ضلالت کے ساتھ میں ہی کو کششیں کیلئے کہ جس پر زیادہ تفریق نہیں
حضرت سیادتانہ غفر ہر جہت اور لکھائی کی صحت اور جہد کا خدا و رسول کی محبت میں گمراہ اور اپنے
شہر و دیار پر کچھ اور اپنے نام و ناپ اور ذیل و حوالہ اور غرض کا رب کے جہاد اور اپنا جان مال خالص
کفار و شرکین کی شرارت و منافقت سے ہزاروں جانیں کھینچے۔ اور علیٰ صحت کے آئین و مصیبتیں کھائے اور جب جہاد کا
آیا۔ کافروں کے جنگ و جدل میں ایسی جو ہر ذی کی داد دے۔ اور ایسی قادی اور بیاد و مری کے کٹے و کٹے
کہ جس کی شہر زانو کیا نہیں۔ راہ خدا میں پناہوں پر۔ اور اپنے فرزندوں اور ہمسایہ کو ہاروں اور دوستوں کو
کشے۔ بیان تک کہ حق اپنے مرکز میں قرار پا۔ اور دین اسلام شرق سے مغرب تک پھیل گیا۔ لاکھوں
کافر سلطان پر ہزاروں شہر لکھتے۔ اور ہزاروں بچہ دین بچاؤ نہیں۔ اور ہزاروں بچاؤ نے دین گنیں۔
اور صد امارت و سلطانین طبع فرمان و مقررہ کوشش۔ اور اللہ تعالیٰ نے دین اسلام ترقی میں ہی اللہ تعالیٰ کی
مساہی جہاد شکریا اور اسے دینی ہوا۔ اور اس سے ماسی کو چاہا اور فرمایا رضی اللہ عنہم و عنہم
حسنة۔ عرض جب تک کہ حق ہے دین اسلام ہی شریعت اور خلیا اور مسلمانوں میں انکار و جہاد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ
اسلامی ہر ایک کو انہیں کے سفر و آمد کا تھالی۔ اور غلبہ دینی انہیں کے وسیع پہنچے ہزاروں ہزاروں ہزاروں
نابت اور لکھ شکر احسان بیکار و حبیبی۔ اسیر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو تعلیم کی ہی کر کے کھینچے اور لے
میں لکھے میں ہر دھار میں سننا اغفر لنا و لخوائنا اللہ یمن سبغوا یا ایدیمان و
لا یجعل فی قلوبنا غلا للذین استوار بنا انک روف رحیم۔ ہر
مسلمان کو لازم ہی کر کے فضائل و مناقب کو بے ہمتی سے جاننا اور دین اسلام کی پیمائش اور عقیدہ
و مانت کے مزاج دینے میں ہرگز جو مشتقین کو پھینا اور مصیبتیں کے میں اس سے وقف ہو کے اکی قدر و زلت
پہنچا۔ اس میں جن کی ہرگز ہمت میں غرور ہے اور اکی محبت و فیصلت میں جاگیر جو۔ ایک چیز کے حال
کرنے میں اگر کوئی نہ ہو و ہمت افشائے میں ہر قدر کی شرح و تفصیل معلوم ہوتی تھی۔ ہر قدر اس چیز کی
قدر و حرمت کو چھوڑ کر میں بھاگتی تھی۔ اور یہی ہمت لوگوں کی پیروی پر پھر کو عربیت ہی ہی سبحان اللہ
ع اینکا دولت بہت کمزور ناگزیر اسد اسیر اسے علما اعلام و محدثین کرام اسباب میں عقل کا تھن
کے۔ اور صحابہ کا احوال تفصیل و تفویض کے ساتھ لکھے جسے شیخ ابو عمرو ابن عبدالبرہاکی نے کتاب استیعاب الکلی
اور حافظہ حدیث عرب القین ابن ابی شریح نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ کا لکھ ہی اور شارح بخاری
شیخ الاسلام ابن جریر عثمانی نے اسد الغابہ کہ جس کے دس جلد مخیر ہیں تصنیف فرمائی۔ ہر چہ آپ

ہی اس کو مختصر کیا تو اسکے دو جلد کیر ہوئیں۔ اصحاب رب علما و محدثین کے پاس نہایت مستند و معتبر تھی۔ لیکن بہت کم عربی میں عربیوں کو اس
 کچھ نہیں علم شہیر فرمادے نظیر فضائل و سگاہ مولانا مولوی محمد باقر گاہ علیہ الرحمہ نے تحفۃ الاحباب کے دیباچے میں لکھا ہے کہ اکثر علما و
 عربی کتابیں پرستے کی طرف مائل نہیں بلکہ رات دن معذرت میں ہی مشغول ہیں جب اس ملک کے علما کا یہ حال ہو تو عربی کو صحیح کے احوال
 کیا خبر تھی۔ اور فارسی ہندی میں ایسے کتابیں نہایت کیا بلکہ حکم عقار کہتے ہیں مگر فارسی میں علامہ علی بن سید جمال الدین محدث کی
 روضۃ الاحباب و درہند میں جناب گاہ کی تحفۃ الاحباب کے سوا دوسری کتاب لکھنے میں آئی۔ تحفۃ الاحباب میں بھی فقط صحیح کے مناقب مذکور ہیں
 خلفا اربعہ کے زمانہ میں وقوع روڈ اس میں تفصیل کے ساتھ مسطور ہیں۔ اسکے مولف نے محض اختصار کے واسطے ایسی پرکھائی۔ خود مقدمہ
 مناقب سے بھی گاہ ہوا غنیمت سمجھا۔ مان بہار زمانے میں فاضل شہیر محدث و تفسیر مولوی بد اللہ ولد بہادر بدایونی ایک کتاب
 مستی پرست گارہی مناقب فقیہ غار جمعی تالیف کی اور شرح و بسط کے ساتھ لکھا لاکن فقط ابوکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احوال پر لکھا
 کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے۔ اسے خیر دیوے آمین۔ یہ فقیر بھجوان و حقیر ناتوان جب کتاب جناب السیر فی احوال سید البشر کی
 تنظیم فارغ ہوا۔ حضرت کا احوال ابتدا خلعت نور قدس سے وفات شریف تک میں لکھا۔ بعضے دوستوں نے خواہش کیا کہ صحابہ
 احوال میں بھی ایک کتاب منسلک کئے۔ تا حضرت کے بعد وفات چاروں خلیفوں کی خلاف میں جو حال وقوع میں آئیں ہیں ترتیب
 معلوم ہو۔ لاکن دوسرے تصنیفات کی ضرورت ایک کے بعد دوسری ایسی هجوم کی کہ عرصہ سال سے یہ فرصت ہاتھ نہ دئی۔ بار
 اندون سن بارہ سو سی پر چار ہجری خوف ذوالحجہ کے دن جب ہونہ تعالیٰ شانہ ترجمہ تذکرۃ الاولیاء کے ختام پر فرغت حاصل
 ہوئی۔ اسٹی تو کلا علی اللہ تعالیٰ یہ کتاب مستطاب غار کیا۔ چونکہ روضۃ الاحباب میں شہرہ اور مستند و معتبر کتاب ہی جا کر
 ایک ترجمہ کر کے لاکن جب اس میں بھی بعضے حالات اجمال کے ساتھ آئے ہیں۔ اور بعضے وقایع نہیں لکھے گئے ہیں۔ لہذا جا بجا دوسرے کتابوں
 سے بھی بعضے معانی میں اخذ کر کے ایک مستقل کتاب کی بنائا اور یہاں نام حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصلی
 رکھا۔ اور ایک مقدمہ اور چند روش اور چار باب اور ایک خاتمہ یہ کہ تمام علما و الاکابر ماہران تواریخ و سیر ملکیں کہ کہیں خطا
 منظور نظر ہو تو فرجواے اکابر انسان مگر کہ مع الخطاء والنسبائیں کے اس فقیر کو معذور رکھیں۔ اور برعایت اجوت
 اسلامی قلم اصلاح جاری کر کے باخبر ہوئیں بہت توفیق رہی مینی اللہ سبحانہ و تعالیٰ جن افریں کا رکن و منجنا منظومہ

یار بزرگ لطف اور کرم سے	یار بزرگ تری حمت سے	ہر امر میں مجھے مجھ کو خلاص	تالیف میں اس کتاب کے خاص
اور کچھ مہیا اس کا سہارا	کر شکیں میر سہیل و آسان	اور جلد کا انصرام اس کو	وے خلعت خست ام اس کو
کہ اس کو قبول یا آہی	از بہر رسول یا آہی	اور نفع داس سے سلیں	کہا میر فقیر اہل دین کو
دے وقت ہر دم جان مجھ کو	تا زبیر بیان کی شان مجھ کو	امراض سے رکھے مجھ کو محفوظ	اور صحت و عافیت مجھ کو
وے مجھ کو حصہ روز طاعتا	اور دیکھے لذت مناجات	اور مجھ کو جوابے ذکر میں رکھ	اور مستغرق تو فکر میں رکھ
اور نفس کو بزرگ تر کر دے	اور قلب کو میر تصفیہ دے	کہ مجھ کو عطا کمال عیان	اور مجھ کو دکھا جمال عرفان

شان میں کیا حکمہ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودعآلہ ولا یعرف لہ رتبہ بل هو تابعی و
 حدیثہ من سئل۔ اور سافریں کی ایک جگہ اس پر لکھی ہے کہ جسے بچے کی حالت میں حضرت ملا ہو۔ اگرچہ روایت کے دوسرے
 ہر حدیث میں سئل ہی۔ لاکھ شرف روایت کے سب سے وہ صحابہ میں داخل ہی۔ اور اکثر ناموں کے تصانیف اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ
 محدثین الیٰ ہر صدیق کو صحابہ میں کر کے ہیں ملا کر اکی دلاوت حضرت کی وفات میں تین تیسے اوچند روز تک ہوئی۔ اور یہاں
 اس میں بھی رد وہی کہ محالی کا اسم خاص ہی آدم کے ساتھ ہی۔ یا جن ملا کر کو بھی شامل ہی رہا ہی تاہی کہ جن کو بھی شامل ہی کر کے
 حضرت جنوں پر ہی نبوت تھے۔ اور وہاں تکلیف کا یہ اور نہیں ایک و بد ہو کر رہے ہیں۔ پس جنات جسے حضرت کی حضور فیض کفر
 پہنچا اور ایمان شرف ہوا وہ صحابہ میں داخل ہی۔ اور ملا یک کو صحابہ شمار کرنا اس پر موقوف ہی کہ حضرت ان پر نبوت ہیں یا نہ اس
 مسئلہ میں خلا ہی بعضے کہتے ہیں کہ ملا یک پر ہی نبوت تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ نبین اللہ علم۔ پہلی روش صحابیت
 کے اثبات میں۔ جانتے کہ صحابیت کا ثبوت کئی وجہ ہو تا ہی۔ پہلی وجہ تو اس تر ہی۔ یعنی ایک
 کثیر متفق ہو کے کہیں کہ فلاں محالی ہی جیسے معلقاً اربعہ اور باقی عشرہ ایشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دوسری وجہ
 شہرت ہی۔ یعنی ایک جماعت جو حد تو تر سے کم رہے خبر دے کہ فلاں محالی ہی جیسے حکاشہ بن محض امدی و مقام
 بن ثعلبہ وغیرہ۔ تیسری وجہ یہ کہ صحابہ ایک شخص خبر دیں یا کوئی تابعین کہیں کہ فلاں محالی ہی۔ چوتھی وجہ یہ
 کہ ایک شخص حضرت کا ہم عصر ہوا اور وہ اپنی حالت خبر دے کہ میں محالی ہوں۔ اور یہاں محالی ہونا عادت کی راہ کرتے ممکن
 حضرت کے معاصر ہو گیا حضرت کے وفات ایک سال تک ہی۔ پس اگر سو سال کے بعد کہنے دعو کر گیا کہ میں محالی ہوں تو اسکا
 دعو قبول نہیں کیونکہ حضرت نے اپنی اخیر عمر شریف میں فرما کہ واللہ کل کی شب رومی میں رہتے زندگان میں ان سب کو اللہ
 تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ان مذکور سے ایک برس بعد کوئی باقی نہ رہے گا۔ اسی دلیل سے حفاظ احادیث رسول و اکابر اوقات
 عدول کسی کتاب بالفصول کو جیسے ربع بن محمود و دزدونی جو ہجرت سے پانسو دو ہزار سن کے بعد اور باریق مندی کو جو ہجرت
 سے چھ سو تیس برس کے بعد پیدا ہوا اور حضرت کی رویت و محبت کا دعو کے صحابہ نہیں گئے اور ان کے دعوے کو رد کرنے
 پہلا چمن ان اتوں کے بیان میں جو عمر و اسب صحابہ کبار اور خصوصاً حجاج
 و انصار کی قضیت میں آئے ہیں۔ پہلی یہ آیت جو سورہ بقرہ میں آئی ہے
 وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ
 شَهِيدًا۔ یعنی اسی طرح ہم کو امت درمیان کی جو برگزیدہ ہی تاہم گو وہ لوگوں کے اور جو دیر رسول تم بزرگوں۔
 دوسری یہ آیت جو سورہ آل عمران میں آئی۔ کہ تم خلیل امۃ اخرجت للناس۔ یعنی تم سب امتوں
 بہتر ہو۔ اور ایک قول ہی کہ تم سب امتوں بہتر تھے علم الہی میں یا لیح محفوظین یا روزینا قین جو آیت پر کم کے جواب میں جلدی
 اور میرا لایا گیا کہ تا بعد از ہی سے سر فرما رہے۔ حتیٰ کہ حضرت کو کیا ہی حکم خبر از مسلمان پس کیا ہی

نارینون کے چہرے اہل دل کے نظر میں آفتاب مانند تاباں رہتے ہیں کہ مَنْ كَثُرَ صَلَوَاتُهُ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهُ يَالْهَيْكَلِ
یعنی جسے رات میں پانچ سو یا دہ پرتھپائی کا چہرہ دن کے وقت تازہ اور روشن رہتا ہے۔ نجات میں مذکور ہے کہ جب ارواح قرب

الہی کی برکت سے مصفا ہوتے ہیں۔ انوار معرفت ان کے بدن پر ظہور کرتے ہیں۔ ذَلَاكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي

الْإِنْجِيلِ - یہاں وضاحتی مذکور ہو رہی ہیں اس طرح تو بیت میں اور اس طرح انجیل میں مذکور ہیں کَنْجِ الْخَمْرِ شَطَطُهُ فَإِنَّ مَرَّةً فَالْخَمْرُ

فَاسْتَوَى عَلَى سَوْقِهِ - جیسے ایک کسیت کو اپنی شاخ نکالا پھر مضبوط کیا اس شاخ کو پھر روٹا ہوا پھر کھرا دیا اپنی ساق پر بچھ

الترشح نجب میں آتی ہے اسکی مضبوطی اور خوبی درستی۔ کہنی کر نیوا کو گوبہ ایک مثال ہے اس کے مثل حضرت سید ابراہیم اور آپ کے

اصحاب باوقار ہیں کہ پہلے دعوت اسلام ضعیف تھی دن بدن قوی ہونے لگی اور سیدی مکرری رہی۔ اس سے لوگوں کو تعجب کا

سبب ہوا اللہ تعالیٰ نے یہ پیش نظر فرمایا لِيُغَيِّظَهُمُ الْكُفَّارُ تَابِعِ عَاوِيزَ كُفَّارٍ - امام قشیری نے فرمایا کہ یہ آیت

اصحابی شان میں ہی پس جس نے جلیگا اور ناخوش ہو گا وہ کفار میں داخل ہو جائیگا۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ - وعدہ دیا اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل کے اچھے مرتبہ لائے یعنی تمام اصحاب کرام وعدہ

کیا ہے مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا - بخشش کا اور بڑے عظیم کا رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ - پانچویں آیت جو سی

سورہ میں آئی ہے إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِتْيَابًا يَبَيعُونَكَ - اللہ - مقرر جو لوگ بیعت کے تیرے لیے خود میں سو دی

بیعت کئے ہیں اللہ تعالیٰ سے کہ اسکی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔ اسکو بیعت الرضوان کہتے ہیں۔ يَذْكُرُ اللَّهُ -

فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ - اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ماتھا ان کے ماتون پر ہی بیٹھوے صحابہ کا عہد و قرار نہایت سچا اور بہت استوار

ہی اللہ تعالیٰ انکو کفار پر غالب کرے گا اور اپنے پیغمبر کو نصرت دیوے گا اور آخرت میں انکو ثواب عطا فرماوے گا۔ شیخ سلمی رحمۃ اللہ

علیہ نے فرمایا کہ یہ جمع کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جمع کا مرتبہ کیسے واسطے ظاہر کیا۔ مگر اشراف موجودات کے واسطے۔ اسی مقام سے

ہے مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ - یعنی جس نے اطاعت کی رسول کی سو مقرر اطاعت کی اللہ کی۔ چھٹی

یہ آیت جو سی سورہ میں ہے لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ - یعنی مقرر

خوشنود ہوا اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے جس وقت کہ بیعت کئے تیرے سے نیچے ہمارے فعلکم مافی قلوبکم - پھر جانا جو ان

دلوں میں ہی بیٹھنے والی پاک نیتیں۔ فَإِنَّ لَكُمُ السَّيِّئَةَ عَمَلَكُمْ وَأَتَابَهُمْ فَفَتَحْنَا لَهُمُ ابْوَابَ الْجَنَّةِ - پھر اتارا ان پر آرام و چین اور

انعام دیا انکو نزدیک کی فتح یعنی خیر کی فتح یا کئے کی۔ وَمَعَانِزَ كَثِيرَةً يُأْخِذُونَهَا - اور بہت سے غنیمتیں ہیں

جو لوبے کے لئے انکو دیا اللہ عز و جل انکو حکیم - اور ہی اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا کہ اپنے دوستوں کو دشمنوں پر غالب

کر تابی۔ **ساتھوں** یہ آیت جو سورہ توبہ میں آئی ہے۔ لَكِنَّ الرَّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ - لکن رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اسکے ساتھ ہو کے جہاد کئے اپنے مالوں اور جانوں سے

وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - اور انہیں کو ہی خوشیاں - اور وہی پیچھے مراد کو۔ **الوین**

مدد کرتے ہیں وکَلِّجُوا فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً دَلَّ عَلَى الْوُجُودِ اور نہیں بتائیں اپنے دلوں میں کچھ حسد یا خفا یا غم
 ان چیزوں کو جو دے گئے ہیں۔ نقلی کہ جب ہاجرین اپنے گھر بار اور مال و متاع کے میں ہی چھوڑ کے مدینہ آئے انصار کے مددگار
 ہوئے اپنے مکانات اور باغات میں حصہ دے اور مال و زر سے تائب نہ کئے۔ بنی نضیر کے یہود جو مدینہ کے پاس رہتے تھے جب حضرت
 سے بدعہدی کئے انکو مدینہ کے سرحد کمال دے اور انکا مال و متاع مسلمانوں کے ہاتھ آیا تب حضرت نے انصار کو بلا کے فرمائے
 کہ یہ مال اور زمین تمہارا اور ہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیتا ہوں تم اپنے مکانات اور باغات جو ہاجرین کو دے ہو انہیں پر کمال سکون
 یا یہ ہاجرین پر ہی تقسیم کر دیتا ہوں تم اپنے مکانات اور باغات انہیے واپس لے لو۔ تب سعد بن ابی وقاص و سعد بن معاذ
 اور سعد بن عبادہ جو انصار کے سرداروں کے تھے عرض کئے یا رسول اللہ ہماری نہایت خوشی و تسکین ہی کہ نبی کا مال اور زمین وغیرہ
 سب ہمارے کھائی ہاجرین پر تقسیم فرماویں اور انکو ہم جو زمین اور باغات دے گئے ہیں وہ بھی انھیں پر کمال رکھیں اور وہ ہمارے
 مکانات میں ہی تشریف رکھیں کہ ہمارے گھر و زمین انکا رہنا خیر و برکت کا سبب ہی۔ حضرت نے یہ سنکے بہت خوش ہوئے اور انصار کے
 حق میں دعا کئے اور وہ مال و باغات ہاجرین پر ہی تقسیم فرما جو حسب اللہ تعالیٰ انکی شان میں فرماتا ہی۔ **وَيُؤْتِيهِمْ مِنْ فَضْلِهِ**
وَلَوْ كَانَ مِنْكُمْ خَصَاصَةٌ اور ایسا کرتے ہیں اپنے جانوں پر اگرچہ ان چیزوں کے ساتھ انکو حاجت رہے یعنی ایک چیز کی
 ایک حاجت رہتی ہوئی ہاجرین کو مقدم رکھتے ہیں انکو اسے باز رکھ کے وہ چیز انہیں کو دیتے ہیں۔ اسباب نزول میں لکھا
 ہیں کہ بکرے کا ایک سر بریان فقراء صحابہ ایک کے پاس کیے ہر بھیجا وہ صحابی نے کہا کہ فلاں بکرے سے زیادہ محتاج ہی اس کے
 پاس بچائے اور وہ دوسرے تیسرے کو اپنے سے زیادہ حاجت مند جان کے اسے پاس بچا وہ ایسا ہی فن شخص میں پھر اذول
 جس کے پاس یہ آیا تھا اُسکو پہنچا۔ یہ آیت کو درویشان تو نگر کی شان میں نازل ہوئی **وَمَنْ يُؤْتِ شَيْءًا نَفْسَهُ** اور
 جسے بچا لیا گیا ہو وہ نفس کا بخل سے اپنے اپنے نفس کو مال کی محبت سے دور رکھے اور بھلائی بچاؤ **وَالَّذِينَ هُمْ**
بِأَعْيُنِنَا پس وہی لوگ ہیں خوبی اور بھلائی پاسے ہو ہر دو جہان میں **وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ** اور جو لوگ ہاجر و انصار کے
 بعد آئے اور آتے ہیں انسے مراد و کومین ہیں جو قیامت تک ہوں وین اور صحابہ کے تابع رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ویسوی صفت
 بیان کرنا ہی اور انکی ہر علامت بتلاتا ہی کہ **يَقُولُونَ** دے کہا کرتے ہیں یعنی صحابہ کے حق میں ہر بد عا کرتے ہیں کہ **بِأَعْيُنِنَا**
وَلَا حِزْبٌ لَنَا اور انکی **سَبَقُوا** نایا کہ ایمان۔ اسی پر دروگاہ ہمارے بخش بگو اور ہمارے بھائیوں کو جو سبقت کئے
 ہم پر ایمان لانے میں **وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا** اور مت رکھ ہمارے دلوں میں کینہ اور حسد اور خیانت ان
 لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں ہمارے آگے **لَتَكُنَّ آيَاتُكَ** رُفُوفٌ رَحِيمٌ اسی پر دروگاہ ہمارے مقرر تو ہر بان رحم کرنا اور انکی
 ہماری دعا قبول کجئے۔ اور اپنی رحمت سے انکو بخش دے اور انکو سابقین کی گروہ میں داخل فرمائے مفسرین نے لکھا ہی کہ اس آیت سے
 صاف معلوم ہوا کہ اگر کسی کو کسی ایک صحابی کے ساتھ بھی دل میں کینہ رہے وہ اس آیت کے لوگوں نہیں۔ اور اس آیت میں اللہ
 تعالیٰ نے مسلمانوں کے میں قسطنظہ رکھا۔ ایک ہاجر و دوسرے انصار۔ تیسرے ان کے تابعین جو صحابہ کے ساتھ دل میں کینہ رکھیں

[illegible]

نکھ۔ اور نیز یہ اوق کے ارشاد کہ مسند فی ظاہر کہ ہم ان بعد کم قوماً یشہدوا وکایستشهدون بہرہ
 بعد ایسے لوگ آویٹے کہ وہ گواہی دیویں گے حالانکہ ان سے کوئی حدیث کی جائیگی۔ شارحون لکھائی کہ اس میں گواہی سے مراد گواہی
 یعنی انکو سوگند دینے کے آگے جہوں کو گواہی کے شاہدی دیویں گے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں ایسا ہی آیا ہے۔ وکیونون
 وکایونون اور حیات کرینگے اور امانت دار نہ ہینگے۔ وینکدرون وکایقون اور اللہ تعالیٰ سے ندرائینگے
 اور فاکرینگے۔ وینی روائیہ ویکلفون وکایستخلفون اور گواہی کرینگے حالانکہ گواہی نہ دینے جائینگے۔ میری
 حدیث جمع ترمذی میں ان ہی عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا تمس النار سبلاً
 لانی اقدی من رائتی۔ جابر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمائی کہ دونوں کی لگ اسکو نہ لگیں جسے مجھے دیکھا ہو
 یا اسکو دیکھے جسے مجھ کو دیکھا ہے میرے صحابہ و تابعین۔ یہ جو کھنی حدیث شرح الستین ان ہی عن انس قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل اصحابی فی امتی کالمیخ فی الطعام ولا یصلح الطعام
 الا بالمیخ۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمائی کہ میری امت میں میرے صحابہ کما نے میں ملک کے مانند ہیں
 اور ملک کے سوا کھام لہذا اور تابعین ہر تائی۔ باب چھوٹا۔ حدیث جو صحیح ترمذی میں ان ہی عن عبد اللہ بن معقل
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل اصحابی فی امتی کالمیخ فی الطعام ولا یصلح الطعام
 الا بالمیخ۔ عبد اللہ بن معقل جو اصحاب اہل حجرہ سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمائی کہ اللہ
 تعالیٰ سے درو اللہ تعالیٰ سے درو اللہ تعالیٰ سے درو میرے صحابہ کے باب میں لا یتخذون ہم غرضاً من بعدی
 انکو میرے بعدت پر کرو اور نشانہ مت بناؤ کہ انکی طرف طعن و تشنیع کے تیریں پھیکا کرین فمن احببکم فحببتی احببکم
 پس جسے دوست رکھنا ہے انکو سو میری دوستی سے انکو دوست رکھنا ہے ومن ابغضکم فبغضت ابغضکم اور جسے
 دشمن رکھنا ہے انکو سو میری دشمنی سے انکو دشمن رکھنا ہے۔ یعنی انکی محبت میری محبت کا سبب اور انکی عداوت میری عداوت
 کا موجب ہے اللہ کی پناہ ومن اذنبکم فقد اذنب لانی۔ او جسے ایذا دیا یا انکو سو مجھے ایذا دیا۔ ومن اذنی فقد
 اذنی اللہ۔ او جسے مجھے ایذا دیا سو مقرر اللہ تعالیٰ کو ایذا دیا۔ ومن اذی اللہ فیکوشک ان یناخذہ۔ اور
 جسے اللہ تعالیٰ کو ایذا دیا پس نزدیک ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو بکریگا اور عذاب دیگا۔ چھٹوین حدیث جو بخاری اور مسلم
 میں ان ہی عن ابی سعید بن الخدری قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تسبوا
 اصحابی۔ یعنی ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ روایت ہے کہ حضرت نے فرمائی کہ میرے صحابہ کو گالی مت دو۔ فلو ان
 احدکم انفق مثل احد ذہباً۔ پس اگر کسینے ہمارے سے راہ خدا میں کوہ احد کے برابر سہنا خرچ کرے
 ما بلغ مد احدکم ولا لصفیہ۔ انکے ایک پیانہ بلکہ نیم پیانہ اناج کے ثواب کو نہیں پہنچے گا اس جگہ سے صحابہ
 کی فضیلت پر جو کثرت ثواب کے معنی میں ہی بی لیاوین۔ عرب میں مد کا مقدار ایک رطل یعنی تیسرا حصہ رطل کا ہوا ہے

ساقون من حديث زين بن كتاب بن عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سألتكم في عن اختلاف اصحابي من بعدني - عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سے سنا ہوں کہ تم نے کوہے صحابہ کے اختلاف کا عندیہ جو میرے بعد میں ہو گا میرے مراد سے یہ سوال کیا۔ **فَأَوْخِي لَكَ يَا مُحَمَّدُ أَنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِي بِعَيْنِ كَرَامَتِهِمْ فِي الشَّكِّ**۔ اشرافان سے میری طرف وہی کہی کہ یہ محمد کے نزدیک میرے صحابہ میرے پاس کسان کے ساتھ رکھنے سے ہیں۔ بعضہما آقویٰ من بعضہما وکلکلی تو فرمے۔ **لَسْتُ بِمَنْعِ بَعْضِهِمْ تَوَيُّرَ رُؤُوسِ تَرَوِينَ** اور ہر ایک کو ایک نہیں ہے۔ **فَمَنْ أَخَذَ مَا هُمْ عَلَيْكَ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ**۔ پس جس نے انکی اختلاف فی باتوں سے ایک بات لی بعضہما کے مسئلوں میں جو اختلاف آیات میں اس اختلاف سے اسل میں جسے ایک مسئلہ اختیار کیا۔ **فَهُوَ عِنْدِي عَلَى الْكُدَى**۔ پس وہ شخص میرے پاس بہت ہی جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے۔ **اخْتِلَافُ أَصْحَابِي رَحْمَةٌ**۔ یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہی کا ہے **وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابُكَ الْخَيْرُ فَمَا يَنْبَغُ أَنْ تَنْتَهِمَ لِمَ اخْتَلَفْتُمْ**۔ عمر فاروق نے کہا کہ حضرت نے فرمایا کہ میرے صحابہ میرے لوگوں کے امت میں ہیں ان سے تم نے فرمایا کہ وہ سید ہی راہ پاؤ گے چنانچہ ان کے آگے ارشاد ہوا **وَكُلُّكُمْ خَوْفٌ** **فَإِنْ جَاءَ مَا يَنْبَغُ** کہ ہر ایک کو وہ جس پر وہ جہد و جدت رکھتا ہو اور علم و فہم میں صحابہ کے درجہ تفاوت میں اگر کسی کو علم زیادہ تھا وہ کسی کو دکان کے سب سے ایک حد تک سے ہیں یہی شریعت کے احکام سے کوئی مخالفت نہیں کی جیسا کہ یہ مصمم ہیں میں بشریت کی راہ کو ہے بعضہما راضع میں بعضہما جو فطرت و دہری ہی میں علی ایسے اور میں انکی فتوا و دست نہیں اور یہ بات انکی اصل بات کے سائل میں یہ **فَأَقْبَحُكُمْ** **وَبِاللَّهِ التَّقْوَى**۔ **أَخْبَرُونِي** حدیث زین بن کتاب میں عبد اللہ بن مسعود مروی ہے۔ **أَنَّكَ قَالَ إِنَّ كَانِ مَسْتَحْتَابًا فَلَيْسَ بَيْنَ قَدِّ مَا تَسْتَحْتَابُ** **فَإِنَّ الْحَيَّ لَا يُؤْمِنُ عَلَيْكَ الْفِتْنَةُ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَفْضَلَ** **هَذِهِ وَأَكْثَرُ مِنْكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَعْمَقُوا عِلْمًا وَأَقْلَمُوا تَكْلَفًا** **اخْتَارَكُمْ اللَّهُ تَعَالَى لِحُبِّهِ تَبَيَّنَ وَكَافَرَتِ** **دِينُهُ فَأَعْرِضُوا عَنْكُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوا عَمَلَكُمْ عَلَى التَّوْبَةِ وَتَعَبَتْ كُفْرًا أَمَا أَنْتُمْ فَتَعَبْتُمْ مِنْ اخْتِلَافِهِمْ وَتَبَيَّنَ** **فَأَقْبَحُكُمْ كَانُوا عَلَى الْكُدَى وَالْمُسْتَقِيمِ**۔ یعنی عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ جو سنت پر چلے والے وہی ہو جائے کہ ایسوں کی سنت چیلے جو اس سے زیادہ ہیں کیونکہ وہ خدائے سے ہیں اور یہ کلمہ نہیں ہی ویسے کہ وہ سب کو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں ماری امت سے یہ بدل گئے ایک سے اولیٰ الخا میں تھا اور ان میں مختلف کم متاجر کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی ایک جگہ سے اور اپنے نبی میں کے فایر کر کے واسطے میں اپنا تو انکی بزرگی اور پیروی کو دین کے انبیا کی اور جہد ہر کے انکی اخلاق و سیرت کو دین کو دیکھ کر وہ دے تورا سیدی راہ پر تھے۔ **وَفَوْسَرِي** **رُؤُوسِ** **صَحَابِي** **بِهِمْ** **عَدُوِّينَ**۔ چاہئے کہ صحابہ کو ام رضی اللہ عنہم جب چوں طرف لگوں اور شہروں میں اور بخون

اور قریب میں منتشر تھے ایک عدد میں پانچھ سو سکتا ہوں۔ لیکن مجھے جنکون اور سفرون میں جو حاضر تھے انکا شمار آیا
 ہی۔ چنانچہ جنگ بنوک میں حضرت کے ہمراہ رکاب ستر یون ہزار صحابہ تھے۔ اور حجۃ الوداع میں ایک لاکھ سے
 زیادہ تھے۔ روایت ہی کہ امام ابوذر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں جو اکابر ائمہ حدیث تھے کسبہ ذکر کیا کہ حضرت کی حدیثیں
 چار ہزار سے زیادہ ہوں۔ امام ابوذر نے فرمایا جسے ایسا کہنا ہی اسکے دہت قوت جاوے۔ یہ قول محدود اور زندیقوں کا
 ہی کسکو طاقت ہی کہ احادیث نبوی کا شمار کر کے حالانکہ جب حضرت دنیا سے رحلت فرمایا آپ کے صحابہ ایک لاکھ سے زیادہ
 حاضر تھے دسے سب کی رویت شریف سے مشرف تھے۔ اور آپ کے اقوال مبارک سنے تھے۔ پھر لوگوں نے اسے سوال
 کیا کہ ایسی جم غفیر اور جماعت کثیر کون تھی اور کہاں رہتے تھے اور کس جگہ حضرت سے سنے تھے۔ جواب دئے کہ حدیثیں شریفین کے لوگ
 اور جو لوگ کراں دو لون شہر و کج درمیان تھے۔ اور اشراف عرب جو اطراف و جوانب میں رہتے تھے اور حضرت کی شرف ملازمت
 حاصل کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور حجۃ الوداع کے سفر میں جو صحابہ ہمراہ تھے یہ سب حضرت کی زبان دُرفنان سے حدیثیں سنے تھے
 تمام صحابہ کرام چار یا بار بار ایسے راویان ہیں کہ کثرت روایت کے میدان میں اپنے اقوان سے گویے نسبت لیکے ہیں
 اور ابو ہریرہ اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے اپنے کثیر روایت ہیں کہ جن کے مرویات
 کا عدد ہزاروں تک پہنچا ہی۔ انکا تذکرہ کثرت اللہ تعالیٰ ہر ایک کے احوال میں مسطور ہو گیا۔ تیسری روش

طبقات صحابہ کے بیان میں۔ حدیث شریف میں آیا ہی کہ اَصحَابُ الْکِیْمِ فِی الْکِیْمِ
 اَفْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔ یعنی میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں تم جس کی پیروی کرو گے راہ پاؤ گے۔ جیسے جیسا دنیا
 کے مسافر لوگ جب پچھلی پرست میں ٹھکتے ہیں و ستارہ گون کی روشنی میں آہ چلتے ہیں۔ ویسا ہی اہ خدا کے ساروں کو چاہئے
 کہ صحابہ جو ہمان ہدایت کے ستارے ہیں انکی تبعیت کی روشنی میں راہ خدا طی کریں۔ انہیں کی پیروی میں سید ہی راہ طی
 ہی۔ غرض حدیث شریف میں جب صحابہ کی تشبیہ ستاروں کے ساتھ واقع ہوئی۔ اور ستارے بار بار بروج پر منقسم ہیں محدثین کبار و
 محققین غالباً قاری اسی مناسبت پر صحابہ کی تقسیم باربطون پر کئے ہیں۔ اگرچہ صحابیت کی رو سے سب صحابہ ایک مرتبہ رکھتے
 ہیں۔ لاکھ فضیلت کی راہ کرتے انکے باراطبہ ہیں۔ پہلا طبقہ دسے صحابہ ہیں جو ابتدا کعبت میں حضرت جناب رسالت
 پر ایمان لائے۔ حضرت کا آفتاب نبوت طلوع ہو گئی جاہلیت کی ظلمت سے نکل کے اسلام کے نور ہدایت میں آئے۔ دین اسلام
 اور حضرت سید نام کی اعانت میں کمر بستہ باند ہے۔ عنایت ربانی و توفیق یزدانی ان بزرگوں کو اول سفر ایمان پر پھلا
 سلاح ثمنوں سے حصہ کامل بخشی اور عرفان ایمان کے میدان میں انکی سبقت و فضیلت کا علم پر پا کئی انکو سابقین بلکہ اسبق
 السابقین کہتے ہیں۔ جیسے ام المومنین خدیجہ کبریٰ و علی رضی اللہ عنہما و عقیلہ و زید بن حارثہ و ابن مطلقون
 و بلال اور دوسرے اہل فضل و کمال۔ دوسرا طبقہ صحابہ دارند وہ ہیں یعنی نبوت کے چھتوں پر ان جب
 کفار قریش کا ظلم و ستم زیادہ ہوا۔ اور ان ظالموں نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا کہ معطریہ میں ایک مکان تھا کہ اسکو

وادارہ قائم کرنے سے تب حضرت کے غم سے صحابہ کو صاف مہینہ گھر کے رشتہ دار آپ کی مخالفت کرتے تھے کیلک اللہ تعالیٰ
 نے عمر فاروق اور حمزہ رضی اللہ عنہما کو توفیق دی۔ دس ہزار شرف آئیں شرف ہر ایک نے دین اسلام کو بڑا قوت و سہولت کا سبب
 ہوا اللہ تعالیٰ نے انکو کافروں و فتنہ انگیزوں کے خلاف کھڑا کیا جس سے عمر فاروق سے پورا جہاں کیسے اسیر ہو گیا انکو کفر
 والا دین کہتے ہیں۔ چوں کہ امام سے نکلے اور مدینہ منورہ کے رہنے لگے اس حال کی تشویشیں ہر فتنہ خیز جان الیر کے دوسرے جن
 میں اور صحابہ کرام نے مدینہ منورہ میں تھے ان میں سے ایک تھے طبعہ و صحابہ کرامی کرب کہ مصلحت میں کافروں کا ظلم و ستم
 بڑھ گیا تب حضرت کے حکم سے پندرہ ہزار اور شہر و دیہات کے ملک جوش کے طرف ہجرت کئے انکی ہجرت دو بار ہوئی۔
 بار اول گیا نام واد جہاد ویزین۔ دوسرا بار اور مدینہ منورہ اول و آخر کے جو بیانیہ تھی ان سے ان سب کے مرد و عورتوں
 نے۔ چوتھا طبعہ و صحابہ کرام و عورتیں جو بھنے ہجرت کے بارہویں سال اور بھنے تیرویں سال مدینہ منورہ سے
 کہ سولہ کے طرف تھے ان سب کے ہجرت کے۔ پانچواں طبعہ و صحابہ کرام میں کہ حضرت مدینہ
 کی طرف روتی افزا ہونے کے لئے حضرت کے حکم سے کہ اسطرح سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں اقامت کئے تھے جب حضرت
 ہجرت کئے اور قبا میں نزول فرمایا تب دس ہزار میں اتھالیس کے حضرت کی دونوں ملازمت ہو رہی تھی۔ چھٹا طبعہ
 اہل مدینہ و عورتوں و مدینہ منورہ کے اہل مدینہ میں تھے کہ مدینہ منورہ کے اہل مدینہ میں تھے کہ مدینہ منورہ کے اہل مدینہ میں تھے کہ
 کثیر کے ہزاروں کافروں کا مقابلہ کئے اور ایسی جو اندری و شجاعت کی داد دے کہ نہ انکو قیام قیامت تک یاد ہو گا خدا اور
 انکی نصیحت کئے ہیں کہ اب دست انکی نمایاں ظن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انکو مرفوعی و عظیم کی جیسا کہ صحیحین کی حدیث
 میں آیا ہے إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ وَقَالَ لِمَا شَفَعْتُمْ لَقَدْ عَفَرْتُ لَكُمْ۔ یہی ہے مقرر اللہ
 اللہ تعالیٰ کا وہ روز و راتوں پر مقرر کیا کہ جو چاہے سوئم کہ وہیں تین میں تم کو کشا۔ یہی ہے اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں یہاں
 مقرر فرمایا کہ انے ایسے گناہ نہ ہو گئے کہ وہ دوزخ کے سزاوار ہوں۔ سنا تو ان طبعہ و صحابہ کرام میں جو عورتوں
 بد کے بعد ادا صلح حدیبیہ کے آگے مدینہ منورہ کو انکے حضرت پر ایمان لگا اور سعادت جاوادی پائے۔ آٹھواں طبعہ
 دس ہزار میں جو مدینہ منورہ میں لکھ کے جہاد کے بیچے جب حضرت مقرر فرمائے کہ تھے اور کفار سے جہاد کا عزم مسرے تھے تب حضرت
 کی تجدیدیت سے شرف اندوز ہوئے۔ سبحان اللہ انکا کلام تر و جمالی ہے کہ جن سبحانہ و تعالیٰ اسے راضی ہو اور انکے ہاتھوں
 پر اپنا تھم ہی فرمایا چنانچہ پھر تین تین کی نمایاں نازل ہوئیں۔ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
 تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ دوسری آیت إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ
 أَيْدِيهِمْ۔ ان میں صحابہ کو ان جیت ارضان کہتے ہیں دس سب ایک ہزار پانچوئے۔ نواں طبعہ و صحابہ کرام
 میں جو صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ کے آگے حضور نبوی میں آئے اور ایمان کا شرف پائے جیسے خالد بن الولید اور عمرو بن
 العاص وغیرہ۔ دسواں و لیار ہواں طبعہ و صحابہ کرام جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے انکے دوسرے

پہلی قسم وہی جو طبع و رغبت ایمان لائے دوسری قسم وہ جو اہمیت کے ساتھ شرک سے باز آئے اور ایمان لائے
 بار ہوا ان طبقہ ان رکون اور شیعہ خوارطہ نکاہی جو فتح مکہ کے روز اور حجۃ الوداع میں اور اسکے بعد حضرت کی رویت
 شریف سے مشرف ہوئے جیسے محمد بن ابوبکر جو حضرت کے وفات کے وقت تین مہینوں کے تھے ایسے اور بیت کا اٹھال
 رویت بنوی سے بہرہ ور ہوئے جو مشاہیرات حسنین کریمین اور عبد اللہ بن جعفر اور عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن ہر رضی
 اللہ عنہم بلکہ وہ حضرت کی شرف بیت بھی مشرف و ممتاز میں آئے سو اور کوئی رکون کو دولت بیت سرفراز نہیں تھا
 جو حقیقی روش بعض صحابہ کی فضیلت میں۔ جانتے کہ صحابہ کے حقوق کی رعایت اور انکی
 تعظیم و عزت ہر کون کو لازم تھی۔ اور ان سے ہر ایک کامرتبہ اور فضیلت میں کہ حضرت کی احادیث سے ثبوت کو پہنچی تھی
 ویسا ہی اعتقاد کیا جاسکتا ہے۔ احادیث صحیحہ و اخبار مرکیبہ میں آیا ہے کہ اصدق امتی ابو بکر و اشد ہم
 فی دین اللہ عمر و اخیام عثمان و افضنا ہم علی و اقرضہم زید بن ثابت و اقرہم ابی بن کعب و
 اعلمہم بالحلال و الحرام معاذ بن جبل و کل امۃ امین و امین ہذہ الامۃ ابو عبیدہ
 بن الجراح و فی روایۃ ابو ہریرہ و عاء العلم۔ جمہور اہل سنت و جماعت کا اجماع سب پر مفقہ ہوا ہے
 کہ افضل صحابہ مطلقاً اربعہ ہیں انکی فضیلت بترتیب خلافت ہے۔ انکے بعد باقی عشرہ مبشرہ انکے بعد اہل بدر انکے بعد اہل بیت
 بعد اہل بیت الرضوان ہیں صحابہ حدیث اور انام شفعی کا مذہب یہی ہے۔ اور ابوش کو رسالی جو اکابر مفسرین سے یہی اپنی کتاب
 تفسیر میں لایا ہے کہ خلفاء اربعہ کے بعد افضل و اکمل اہل بیت رسول ہیں انکے بعد صحابہ ہیں کہ حضرت سے بالخصوص جنت
 کی بشارت سے کامیاب ہیں۔ انکے بعد اہل بدر انکے بعد اہل بیت الرضوان انکے بعد تمام صحابہ باقی امت سے افضل ہیں انکے
 بعد تابعین انکے بعد تبع تابعین میں چنانچہ حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم
 اس بات پر صاف دلالت کرتی ہے۔ جانتے کہ حضرت نے بعض طوائف صحابہ کی شان میں عموماً فرمائے کہ اہل بیت ہیں جیسے
 اہل بدر و اہل بیت الرضوان۔ اور بعضوں کا نام لیکے جنت کی بشارت دے ہیں جیسے سیدۃ النساء فاطمہ زہرا و خدیجہ کبری
 و عشرہ مبشرہ و حسنین کریمین و حکاشہ بن محسن سدی و سعد بن معاذ و عبد اللہ بن سلام و ثابت بن قیس بن ثمان و غیر ہم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم انشاء اللہ تعالیٰ انکے بیان ہر ایک کے احوال میں مذکور ہو گیا۔ یہ فضیلتیں جن صحابہ کی شان میں
 واقع ہوئیں انکا حکم جو معتکفین و اہل باب ہول کے نزدیک سب مہینیک حکم شیعہ اہل بیت میں ہی ولیکن دوسرے روایت کے نسبت
 دخول جنت کی امید انکے حق میں زیادہ ہے بلکہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث آئی ہے کہ حضرت
 نے فرمائے و لا تمس النار منسلاً رائی اور رائی من رائی۔ یعنی آگ نہ لگی اس مسلمان کو جس نے مجھے
 دیکھا۔ یا جو مسلمان کہ مجھ کو دیکھا ہو جسے مسکو دیکھا جس نے شہر کر کے چلا بلکہ تابعین میں بھی بہشتی ہوئے حکم کر کے ہیں لکن انکا حکم اعتقاد
 انکا حکم نسبت حق میں ہے۔ تعلیم یہ مانا جائے کہ سب صحابہ رسول بلاشبک عدول ہیں اللہ تعالیٰ سے انکو حضرت کی فضیلت

کیانی۔ اور صحیح مسلم و ترمذی کہ اگر الصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُوٌّ۔ یعنی سب صحابہ عدو ہیں پس بناوٹ و عنعنہ کی
 توجیہ کیا جی اور جب بناوٹ متقی علیہ بی میر ہائی کی ثابت کرنے میں کیا مضائقہ اور بعض علماء جو کہ منہ کے ہیں ایسا کہ سب۔
 اور بعض ان کو عقیدہ لکھتے ہیں اور بعض نہیں محمد بن ہرے کی صورت میں حضرت علی کی خلافت پر جو اجماع ہوا بعد اسی اجتماع میں
 شریک نہ ہوئے ہیں کیا نقصان لاکر ان کو محمد بن ہرے کا قول کے منافی ہی جو ابو رافع سے منقول ہے کہ معاویہ ناز و تراکب کہتے ہیں
 جب یہ بیانات حدیث صحیح کے خلاف ہیں ہی میں نے ابن عباس سے ظاہر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اِنَّهُ فَقِيْهٌ۔ کذا فی البخاری
 اور مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اِنَّهُ فَقِيْهٌ۔ پس ان کو محمد بن ہرے کا کیا سبب اہل
 توجیہ کیا جی۔ **جواب** عقاید کے مستون میں جو قوم ہی کہ صحابی پر طعن کیا جاسے درست اور صحیح ہی لاکر کسی حدیث
 کی روایت میں کسی صحابی پر طعن کے وجوہات سے کوئی وجہ پایا جاتا تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اس بات میں ان کا عرض
 صحابہ کا جس ادب ہی نہ ان کو سب صحابہ معلوم تھے اور طعن کے وجوہات سے کوئی وجہ نہیں کہتے تھے کہ اگر اودیل سلام میں بعض صحابہ
 سے شرب خمر ثابت ہوا چنانچہ مشکوٰۃ میں ہی اور حضرت نے بار بار نیز حد قائم کئے ہیں۔ اور حسان بن ثابت اور سبط
 قذف ثابت ہوا سوا نیز حد جاری کئے اور باغری ملی سے زنا صادر ہوا ان کو سنگسار کر دئے۔ ان سے لوگ جو صحابہ کے رو
 و جب الاحقرام بن ابی لغزش اور خطاب بن قیس کی نہیں ہی کہ امت طعن کی زبان دراز کریں جب تک ان کا اتفاق اور اہل بیت
 قطعاً معلوم نہ ہو مثلاً ابو ذر غفاری کے باب میں صحیح بخاری کی حدیث میں وارد ہوا اِنَّكَ اَمْرٌ اَوْ قِتْلٌ كَاھِلِيْكَ۔ یعنی تو
 ایسا مرد ہے کہ تیرے حق کا ہلکا پائے جاتی ہے۔ اب ہم لوگ کو نہیں پہنچاتی کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کو جاہل کین اور سبط خرم
 کے حق میں جو عمدہ صحابہ سے ہیں صحیح بخاری میں وارد ہوا کہ لا یُضِیْعُ عَصَاهُ عَنْ عَاقِبَتِهِ۔ یعنی نہیں اتارنا ہی اپنی
 لکڑی اپنی گردن سے یہ نہ کیا ہی اس بات سے کہ انہوں نے اپنی عورتوں اور خادموں کو بہت مارا کرتے تھے۔ اب ہم کو نہیں پہنچتا کہ
 کہ ابو جہیم کو ظالم کہیں۔ بلکہ اگر ہم نظر بلند کریں تو پاتے ہیں کہ بعضے انبیاء علیہم السلام کے باب میں بھی مارا گیا کہ اس سے عتاب
 کے مقابلہ میں عتاب آئینہ وار ہوئے ہیں سو بہت کو ہرگز جائز نہیں کہ ان کے حق میں ان لفظوں کے موافق کلام کریں چنانچہ حضرت
 آدم کے حق میں وارد ہوا کہ عَصَى اٰدَمَ رَبُّهُ فَفَقَّوْی۔ یعنی بیفرمانی کی آدم اپنے رب کی۔ پس حضرت آدم کو عتاب
 اور غاوی کہا نہ کفر ہی۔ اور حضرت یونس کے حق میں ارثا دہرا کا اَلَا اِنَّكَ اَنْتَ سَيِّئُ الْاَعْمَالِ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِ
 وَاِذْ اِنۡقَىٰ اِلَیَّ الْفَلَکَ الْمَشْحُوۡنَ فَاَلۡتَقَمۡهُ الْحَوۡبَ وَهُوَ مُلۡیۡمٌ۔ اب یونس علیہ السلام کو آہن و
 ظالم اور ملیم کہا کسی شخص کو جائز نہیں۔ پس امت پر جو ادب و عیب ہی اسکی رعایت پر نظر کرتے ہیں ان کو جو عبارت کہتے ہیں
 ہی اور واقع کے نظر کرتے حدیث مذکور کا معنا بھی صحیح ہی اور یہی عقیدہ ہی اہل سنت کا شکر اللہ تعالیٰ سبحانہ۔ اور وہ جو
 اصول کی کتابوں میں لکھا کہ الصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُوٌّ۔ اسکی مراد یہ ہی حضرت سے حدیث کی روایت کرنے میں سب
 صحابہ مانوں اور معتبر ہیں حدیث کی روایت میں ہرگز اسے کذب ثابت نہ ہوا چنانچہ یہ بات تحریر اور تحقیق کو پہنچی ہی کہ وہ ہر

مصداق تین ہی آیتیں تھیں جو کہ لاورد و تہذیب کے تھے۔ لیکن یہاں چنانچہ حضرت گندراک بعض عوام کا بجزرت کے حضور میں
 بیٹے کیا کرتے تھے کہ جب کہ ان کا پسر در شریعی عادی ہو۔ ان کا بڑا بھائی یعنی اللہ بنہر گناہوں کو محفوظ رہا۔ اور ادا و بیگے چہا
 دو غیر اجنبیوں میں تھے کہ اگر کوئی گناہ نہ بین یا نہی کی کوئی گناہ نہ بین ہو تو وہ چہند ہو تو وہی اس مسئلے میں بالیقین خلاصہ کے کوئی نقص کے مبالغہ
 میں آیتا ہو کہ اعتبار نہیں لکھنا ہی اب ہم حالت واقعی کی تحقیق کرتے ہیں کہ وہ ایرون کی نقص اور تفتیش کے بعد مہم مہم
 ہی کہ معاویہ اپنے آخر عمر میں اجتہاد کا جب ہم بیچا ہے۔ لاکن ایرون جو علم کا پایہ رکھتے تھے اس کے سب احادیث کا
 جو معاملہ نہیں تھا خلافت و دوسروں کے حضرت کے حضور میں لکھنا ہی اجنبیوں میں لکھنا ہی لکھتے تھے اور حضرت نے ان کے اجتہاد
 کی محنت پر حکم فرمائے کہ کوئی اور فہم کی اجازت دے نہ چنانچہ حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما اویسے عبد اللہ
 ابن مسعود اور اصحاب اہل قبل اور دیگر بن ثابت اور ان کے شاگرد ہیں جسے معاویہ کی اجتہاد کی نفی کی ویت ہی کی کہ ان کو حضرت کے
 حضور میں اجتہاد کا رتبہ حاصل نہیں تھا اور حضرت نے کسی مسئلے میں بھی لکھنا ہی اجتہاد پر حکم نہ فرمائے یا ان کا اجتہاد
 معتبر اور مہم نہ ہو سکے۔ اور جسے ان کو چہند کہا وہ بھی درست ہی کی کہ معاویہ دوسرے صحابہ سے احادیث کثیر سننے کے سبب
 سے اپنی آخر عمر میں ان کو بعض فقہ کے سلسلہ میں داخل تھا۔ عباس بن علی اللہ عنہ نے جو فرمائے کہ ان کا یقین تھا کہ یہ ان کے خلاف
 ہی مہم تھی۔ اور وہ جامع حضرت علی کی خلافت پر عقد ہوئی اس سے معاویہ کا خروج بھی کچھ پر نہیں لکھنا ہی کی کہ کوئی
 ان کا اجتہاد و مرتبہ نہیں لکھنا تھا کہ ان کو اصل عقد والوں میں شمار کر سکیں اور ملا وہ یہ کہ حضرت علی کی خلافت حقیق کے
 پاس ان سے ثابت تھی اور ان کے معاویہ میں اجتہاد کو مہم اعتبار نہیں جیسا متفقہ کا طلال پرنا جو اس عباس کے طرف مہم
 ہی اور غسل کا جب انہو نا صل کے بعد ان کے بیٹے کی صورت میں جو ان کعب کی طرف مہم ہی۔ فافہم۔ یا چوچو
روشن اس بیان میں کہ صحابہ سے اول کون ایمان لائے۔
 اور باب تو ہی نہ میر میں اختلاف آیا ہی کہ پہلے کون ایمان مسرف ہو ایک جامع کہتی ہی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ
 عنہ تین پہلے قول عمر بن عبد ربو سعید خدری و حسان بن ثابت سے متقول ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اس عباس کی
 ایک روایت عمرو بن عبد ربو سے ایسی آئی ہی کہ جب میں دولت اسلام مسرف ہو حضرت سے سوال کہ امرو میں میں
 آپ کے تابع کون ہیں اسکے جواب میں فرمائے خیر و عابد۔ ایسے ایک آزاد ہی اور ایک غلام۔ راوی
 نے لکھنا ہی کہ اس وقت حضرت کے ساتھ ابو بکر و بلال تھے۔ اور ایک روایت ہی کہ خدیج کبریٰ رضی اللہ عنہما و
 ایوان مسرف ہو میں۔ اور ایک روایت میں عباس سے آئی ہی کہ پہلے جو ایمان مسرف ہوئے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ بہ قول
 اور زعفرانی و سلمان فارسی و مقداد بن الاسود کنندی و خباب بن الارت و جابر بن عبد اللہ انصاری و عمر بن خطاب
 انصاری و ابوبکر انصاری و زید بن عامر و انس بن مالک سے متقول ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور ایک روایت میں
 عباس سے آئی ہی کہ السبق ثلاثی موشی بن شمع بن یون والسابق الی عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

السابق الى محمد صلى الله عليه وآله وسلم على بن ابي طالب۔ یعنی ایمان میں جو بہت کئے موت میں ہوں علی
 السلام پرچہ اول بیان لایا یوشع بن نون نبی اور عیسیٰ علیہ السلام حبیب بنار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر علی بن
 ابیطالب۔ اور ابوذر غفاری و سلمان فارسی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نے اپنے دست حق پرست علی مرتضیٰ کا ہاتھ
 پکڑے اور فرمائے ہَذَا اَوَّلُ مَنْ اَمَنَ بِي یعنی یہ پہلی شخص ہیں جو ایمان لایا۔ اور مروی ہے کہ حضرت نے جناب فاطمہ رضی اللہ
 عنہا سے فرمائے کہ میں تجھے ایسے مرد کے ساتھ نکاح کر دیا کہ کج عارفان سے زیادہ ہے۔ لکن اہل سیر و تاریخ کے پاس صحیح
 بات یہی ہے کہ پہلے خدیجہ کبریٰ پھر علی مرتضیٰ پھر زید بن حارثہ پھر ابو بکر صدیق پھر بلال بترتیب ایمان لائے۔ اس شیخ ابن عبد البر
 اپنی کتاب استیعاب میں لایا ہے کہ محمد بن کعب سے پوچھے کہ مرتضیٰ علی کا اسلام سابق ہے یا ابو بکر صدیق کا۔ جواب
 دیا کہ سبحان اللہ مرتضیٰ علی اول ایمان سے مشرف ہوئے۔ لکن ابوطالب کی رعایت سے اپنا ایمان ظاہر نہیں کئے۔ اور ابو بکر
 صدیق جب ایمان لائے اپنا اظہار اسلام کئے۔ اور بعض ائمہ دین کہے ہیں کہ احتیاط سے نزدیک یہ بات ہی کہہ کر
 کہہ لی یوں کہ پہلے جو ایمان لائے خدیجہ کبریٰ ہیں۔ اور ان کو کون علی مرتضیٰ اور بالغ مردوں کے صدیق اکبر اور مولیٰ سے
 زید بن حارثہ۔ اور غلاموں سے بلال بن رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ پہلا گلزار قدوة المہاجرین
 والانصار۔ ثانی شہنشاہ فی الغار۔ خلیفہ رسول اللہ بالتحقیق المیراثین
 ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عننا کے احوال میں۔
 اس گلزار میں چند خیابان اور چند فضیلین ہیں۔ پہلی خیابان ان کے نام
 ونسب اور تولد و لقب اور شمایل کثیر الفضائل کے بیان میں۔ جانا جائے
 کہ ابو بکر صدیق حضرت جناب رسالت کی ولادت باسعادت کے بعد دو سال اور چند مہینوں کے پیدا ہوئے ان کا نام عبد اللہ
 نبی۔ اور ان کے والد ابی قحافہ ہیں۔ ابی قحافہ کا نام عثمان بنی بن عمرو بن کعب بن سعید بن نسیم بن مرہ بن کعب بن لوی۔ مرہ بن
 کعب میں ان کا نسب حضرت کے نسب شریف کے ساتھ ملتا ہے۔ اور صدیق اکبر کے والدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت ام الخیر نبی بنت
 صخر بن عمر۔ اور وہ ابی قحافہ کے چچا کی دختر تھی۔ اور بعض اہل سیر لکھتے ہیں کہ عالمیت میں صدیق اکبر کا نام عبد اللہ تھا۔ حضرت
 سیدنا نام ان کا نام ظہور اسلام میں عبد اللہ سے بدل فرمایا۔ روایت ہے کہ صدیق اکبر کا رنگ گورا اور قد مبارک و راز تھا۔
 اور ہر دو رخسار پر بال کم تھے اور چہرہ مبارک صاف تھیں۔ اور پیشانی کچھ اٹھی ہوئی تھی۔ انگلیوں اور ہونٹ ہوں پر بال
 نہیں تھے۔ اور اپنی ریش مبارک کو مہندی سے خضاب کرتے تھے۔ اور صدیق و عتیق جو ان کا لقب ہے ان کے وجہ لقب میں
 کئی روایتیں آئی ہیں پہلی روایت یہ ہے کہ حضرت نے ایک روز ان کے چہرہ انور پر نظر کئے اور فرمائے مَنْ
 اَرَادَ اَنْ يَنْظُرَ اِلَيَّ عَتِيقٌ مِنَ النَّارِ فَيَنْظُرَ اِلَيَّ يَكُنْ يَحْيَىٰ جَسَدِي كَيْفَ اَشْخَصَ كَوَيْكِبِ كَيْفَ اَشْخَصَ كَوَيْكِبِ كَيْفَ اَشْخَصَ كَوَيْكِبِ
 تعالیٰ نے آتش دوزخ سے آزاد کیا ہو تو چاہئے کہ وہ ابو بکر کی طرف نظر کرے۔ اور کہتے ہیں کہ جب صدیق اکبر شرف اسلام

ہر دور پر حضرت نے فرمائے اَنتَ حَبِیْبُ اللّٰهِ مِنْ النَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے اپنی محبت سے آزاد کیا۔ جب انکو
 متفق کہنے لگے۔ دوسری روایت یہ کہ انکے حسن حال اور حسن خصال پر نظر کرنے انکو متفق کہنے لگے کہ یہ عارف
 حسن کے بنے ہیں یا نبی۔ تیسری روایت یہ کہ اپنی طہارت کے سبب جو میرین پاک تھے اس لقب سے
 لقب ہر چوتھی روایت یہ کہ انکے دو بار سے ایک کا نام طاق دوسرے کا متفق دسے نزدیکی کے
 ولادت کے انکے دنیا سے قتل کئے۔ جب وہ پیدا ہوئے متفق کے ساتھ بڑی مشابہت رکھتے تھے اسلئے انکو متفق سے
 لقب کے پانچویں روایت یہ کہ انکی والدہ کا کوئی بچہ نہیں پیدا تھا۔ جب وہ پیدا ہوا اور حیرت جانی کو پہنچے
 انکو متفق کہنے لگے کہ یہ گروہ حرکت آزاد ہوئے۔ ایک روایت یہ کہ جب انکا والدہ ہوا انکی والدہ بیت اللہ کے پاس
 لہجے کے یکارت اَیْہَا حَبِیْبُیْنَ لَلْزَیْتِ یعنی میری بہت سے آزاد ہوئی۔ تب مرن کی طرف اشارہ فرمایا
 یَا اَکْبَرَ الزَّوْجِیْنَ یَا الْحَبِیْبِیْنَ وَلَکِنَّ الْوَلَدَ الْعَتِیْقَ یَعْرِفُ فِی التَّوَدُّعِ بِالْقَدِیْقِ یعنی
 رحمن کی باندی مقرر ہوئی ہے فرزند کو کہ وہ آزاد ہوئی۔ اور تربیت میں انکا نام مدین ہی۔ یا اسلئے کہ جب انہوں نے
 سراج کی تصدیق کی حضرت نے فرمائے کہ اللہ تعالیٰ تیرا نام مدین ہی کیا۔ یا اسلئے کہ قصہ علاج میں جو پہلے تصدیق
 کئی وہی تھے۔ یا حضرت کی تربت پر جو پہلے تصدیق لائے وہی تھے۔ اور بعضے اہل متحن کہتے ہیں کہ مدین وہی کہ
 جسکا نام ہر باطن مدق و دہستی کے ساتھ مستقیم ہے گما قالوا القصدین من لم یغیر باطن امر
 من ظاہر وقیل القصدین هو الصادق قولہ وفعلوا وینہ وعقلوا یعنی مدین وہی کہ
 وہ صادق ہے قول و فعل اور فعل کے روئے اور بعضے عرفائے کچھ ہیں کہ رویت حق کے مقابلہ میں کوئیں کو اپنی نظر
 سے دور کرے۔ یہ سب متحن مدین اکبر کے ذات مقدس میں جمع کئے گئے ہیں۔ چنانچہ جب حضرت نے عیش عسرت کا
 تیرہ کرنے لگے۔ ابو بکر مدین یا سب مال حاضر کئے۔ حضرت نے بوجھ کر ای مدین یا مال و فوج حاضر کیا اپنے اہل و عیال
 کے واسلئے کہا کہ جواب دے کہ اللہ نہ روئے۔ دوسری خیابان صدیق اکبر ایمان لائے
 کے بیان میں۔ جانا چاہئے کہ مدین اکبر ایمان لائے کے باب میں کئی روایتیں منقول ہیں۔ اور ابو بکر مدین
 ابن مسعود ابو بکر مدین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت کی انشت کے انکے تجارت کی تقریب سے میں نے جب میں گیا وہاں
 ایک راہب ملا۔ اسکی عمر تین ہزار دو سال کی تھی اور وہ آسمانی گناہوں سے آگاہ تھا۔ اُسے خبر کو دیکھے ہی کہنے لگا
 کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو کونکر حکمران سے آیا ہی۔ میں کہا ان پھر کہ تو قوم قریش سے ہی۔ میں کہا ان پھر کہ تو نبی
 کے قبیلے سے ہی میں جواب دیا کہ ان۔ تب وہ راہب نے کہا کہ اور ایک علامت باقی ہی میں ہے پوچھا کہ وہ کونسی
 علامت تھی۔ اسے کہا کہ اپنے منکر سے کپڑا اٹھائیں گے کہا کہ اس سے تیرا کپڑا متروک ہی جب تک نہ کیگا میں کپڑا نہ
 اٹھاؤں گا۔ تب وہ کہنے لگا کہ میں گناہوں میں دیکھا ہوں کہ حرم میں ایک بیڑہ بڑھتا ہو دیکھا اسکی تائید پر وہ شخص

[illegible]

بن ہست جلدی کرے۔ میں نے چاکہ دیکھا کہ وہ میرے کون بنی اور کھانا کھا کھائی۔ کیا کہہ سکتا ہوں نام نامی محمد بنی ابن عبد اللہ بن عبد المطلب
 ابن ہاشم۔ بن کہا کہ وہ وزیر لایف اور صاحب اور حبیب بنی۔ تب اس جہاد سے میں نے ہدایا کہ جب وہ غیر مہوٹ ہو
 مجھے بشارت دیجیو۔ جب حضرت مہوٹ ہوئے اس جہاد سے آواز آئی کہ ایسا پسروا تو قلاب جلدی کیجئے کہ اس غیر
 وحی آئی۔ قسم بنی رہت ہوئی کہ کوئی سیر برکت نہ لگے۔ پھر جمع ہوئی بن نے حضرت کے حضور فیض گنجور میں گیا۔ اور حضرت
 نے مجھے دعوت کئے میں کیا اشد انک رسول اللہ تعالیٰ بالحق ہی اجاتی ہیں۔ ان کے سبب بیان
 میں اور میں روایتیں آئی ہیں ان سے جسے یہ غیر جان سیر میں لایا بنی تیسری خیابان صدیق اکبر
 کی رہنمائی دو ستر صحابہ ایمان لانے کے بیان میں صدیق اکبر کی بیٹی اہم رضی
 اللہ عنہا سے روایت بنی کہ میرے والد ماجد جسدن یان کے مشرف ہوئے مگر میں تشریف لانے سے ہم سب کو دین اسلام
 کی طرف دعوت کئے جب تک سب مگر والد یان پہرہ ور ہوئے تب تک مجلس سے نہ اٹھے اور جس روز ابو بکر صدیق
 ایمان لائے اسی دن شام تک انہیں کی مرغی سے یہ پانچ اصحاب کرام دولت اسلام کا سیاب ہوئے۔ عثمان بن عفان۔ و تیر بن
 العوام و طلحہ بن عبد اللہ۔ و سعد بن ابی وقاص و عبد الرحمن بن عوف اور ان کے بعد انہیں کے رہنمائی سے یہ صحابہ ایمان کے مشرف
 ہوئے۔ ابو عبیدہ بن الجراح۔ و عثمان بن مظعون۔ و اسلم بن ابی الارقم۔ و ابوسلمہ بن عبد اللہ۔ اور ان کے بعد
 بن الحارث بن عبد المطلب۔ و سعید بن ابی ہریرہ بن عمار بن نفیل۔ و قاطر بن الخطاب عمر فاروق کے خواہر سعیدہ کو کے زوجہ۔
 و قدس بن مظعون۔ و قتیبہ بن نعلون۔ و عمرو بن ابی وقاص۔ و عبد اللہ بن مسعود۔ و سوس
 البرج۔ و سلیمان بن عمرو۔ و عباس بن ابی سہل۔ و عیسٰی بن عذافر۔ و عامر بن ربیع۔ و عبد اللہ بن جحش۔ و جعفر بن ابی طالب اور ان کی
 زوجہ ہما بنت عیسٰی و عاتقہ بن ابی لاث و عاتقہ بن ابی لاث و عاتقہ بن ابی لاث۔ و سائب بن عثمان بن نعلون۔ و نعیم بن عبد اللہ۔ و عامر
 بن فہرہ۔ و قتادہ بن سعد۔ و طاہ بن عمرو بن عبد الشمس۔ و ابو حذیفہ بن غبیر بن ربیع۔ و داؤد بن عبد اللہ۔ و عامر بن ربیع
 و حبیب بن سنان۔ و ایاس بن بکر۔ و قتادہ بن بکر۔ و ابو ذر غفاری۔ و طلحہ بن عبید۔ و عتبہ بن غبیر۔ و ربیع بن ربیع
 بن مغیرہ بن عبد اللہ بن علیہم اجمعین ان سے ہر جہ کے ایمان کا ایک سبب اور ایک قصہ بنی لاکھ اس قصہ میں ان کی تفصیل
 گنجائش نہیں کافالہاج۔ چوتھی خیابان ان آیتوں کی تفسیر میں جو ابو بکر صدیق
 کی فضیلت پر وال ہیں۔ پہلی آیت۔ جو سورہ توبہ میں آئی ہے فَقَدْ نَصَرْنَا اللَّهَ
 یسے ستر نفر کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی پیروی سے رسول قبول کیا۔ اور آخر حجۃ الوداع کے مقرر کیا کہ
 قصد کے کافرون ان کو کہ اسطر سے نکالے گا۔ اور حق سجاد تعالیٰ شام کو ہجرت کی اجازت دی تائی اثنین لہ
 ہما فی الغیار۔ دو جانوں سے جب کہ تھے دونوں غار میں بیٹھے غار ثور میں اذ یقول لصاحبه لا تخرن
 جب کہا پیڑ سے بیٹے یا کہ بیٹے ابو بکر صدیق کو کہ غم نہ کھا اور یہ نہ کہ کر ان اللہ معنا۔ مقرر اللہ ہمارے ساتھ بنی

شخص کے جو ذرا اپنے رب کے آگے گھر دہننے سے دو جنت ہیں۔ یعنی جسے بوقتِ حاجت ڈرے اور گناہ کرے اس کو
دو جنت دی جائے گی۔ ایک جنت عدن دوسری جنت نعیم۔ موقعِ بین لایابی کو دو بار ایسے دی جائے گا کہ اسے ہر ایک کی چار
اور لسانی نو سال کی راہ ہو جائے گی۔ ہر ایک کی باغ و بہار و نعمت اور بہتر ہوئے اور خوبصورت حویلی ہو جائے گی۔ اور جو حکیم
نزدیکی قدس کے لئے کہا کہ ایک بیشعوف الہی کے بعد سے میں ہو گیا دوسری ترک منہای کے عوض۔ یا ایک ظالم
اور فحاش کے واسطے ہو گیا۔ دوسری اسکے تعلق اور خدام رہنے کے لئے۔ کہتے ہیں کہ لیکن خائف سے مراد ابو بکر
صدیق بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بھی آیت سورہ نمرین **الَّذِي يَدْعُو إِلَى اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ** کے لئے ہے وہ
شخص آج بھی بات کے ساتھ **وَصَدَقَ قَوْلُهُ** اور وہ شخص جو حج جانا کرے اور **لَكَ كَمُ الْمُتَّقِينَ** دس لاکھ
پر ہر ہزار ہیں۔ کہتے ہیں کہ جاکر **وَالصَّدَقِ** سے مراد جو نبی ہیں۔ اور **وَصَدَقَ قَوْلُهُ** یعنی سچ جاننے والے انحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ کلامِ الہی پر تصدیق لائے اور قبول کئے۔ اور باوجود اعلیٰ اور بکلی عجباً اللہ جاکر مفسرین
ہیں کہتے ہیں کہ جاکر **وَالصَّدَقِ** سے مراد رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدق سے مراد ابو بکر صدیق بن رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کذا فی تفسیر عالم التبریل کوئی اور دفعہ الاحباب۔ پانچویں آیت سورہ الفجر میں **الَّذِي يَدْعُو إِلَى اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ**
الَّذِي يَدْعُو إِلَى اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ اسی جی ہیں کہ جسے جو ساتھ حق کے کو حق کے سوا کسی طرف التفات نہیں کرتا تھا
نیکو زمین کے جانے سے اور فرشتوں کے صفوں کو دیکھنے سے اور پر جہاں آوارہ ہونے سے دفع کے کہا ہوا ہے اور
الَّذِي يَدْعُو إِلَى اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ اسی حالت میں کہ تو خوشنود ہو تو الہی جہاں حق کی تہلی دیکھنے سے۔ اور پسند کیا گیا ہے
زماںہ **وَالَّذِي يَدْعُو إِلَى اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ**۔ کا **وَالَّذِي يَدْعُو إِلَى اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ**۔ اور داخل ہو میری جنت
میں کہ وہ مقام لذت جہانی کے مزہ اٹھا سکا۔ **وَالَّذِي يَدْعُو إِلَى اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ**۔ اس جگہ پر مجھ
لیا جاوے کہ نفس انسان کو قرآن مجید میں تین صفوں سے موصوف کیا ہے ایک آثارہ دوسری آثارہ تیسری آثارہ
آثارہ کافرون اور فاسقون کے نفس کی صفت یہی جو کفر اور فسق سے ہمراہ ہیں پھرتے۔ اور انھیں نفس انکو ہر وقت
اپنی کاموں کی طرف رجعت دلاتا ہے۔ اور آثارہ ان گناہگاروں کے نفس کی صفت یہی جو اپنی بدی پر ندامت
کھینچتے ہیں۔ اور گناہ جو جانے کے بعد اپنے کو آپ حالت کرتے ہیں کہ پہلے کام میں نے کیا اور بہت برا کیا۔
اور آثارہ انبیاء و اولیاء کے نفس کی صفت یہی کہ ایمان اور طاعت اور ذکر و فکر میں حق کے اطمینان پاتے تھے اور
خوشنود کی کش کش اور گناہوں کی خطرات سے انکی احوال پر گناہ اور اوقات مکرر نہیں ہوتے تھے۔ اور کہتے
کہتے ہیں کہ اگر کسی ہر نفس کی ذاتی صفت یہی کہ شہوت اور غضب کے وقت عقل اور شرع کے حکم پر غلبہ کر دیتی ہے

اور تو آگ بھی ہر نفس کی صفت ہی مگر حقیقت کہ عقل اور شرع کی طرف رجوع کرے اور خیر و شر کو پہچانے اور طہانہ بھی ہر نفس کی صفت ہی مگر جبکہ ذکر کا نور نام بدن کے اجزا پر غالب ہو جاتا ہے۔ اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ سارے نفس قیامت کے دن لواحد ہونگے اور آپکو طاعت کریں گے طاعت زیادہ کیون کی اور گناہ کیون کیا۔ اور ہر چند کہ اصل میں اس نذا اور بشارت کا وقت فریخ اکبر کا ہے اور وہ قیامت کے دن ہو گا لیکن اس کا نذر ہر مومن مرنے کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جب باایمان آدمی کو اجل آتی ہے تو ستر اُسکے فرشتے خوبصورت اور معطر آتے ہیں اور کہتے ہیں اے جان بحق آرمیدہ خوشی اور مسکانی سے نکل آ کہ تیرا پروردگار تجھ سے خوش ہے۔ یہ بات سن کر مسلمان کی جان کمال خوشی سے نکل آتی ہے اور ایک عالم اُسکی خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے اور فرشتے اُسکو ریشمی معطر کپڑوں میں لجا تے ہیں اور دروازہ آسمان کے کھلتا ہے اور رومان کے دربان مہربان کہتے ہوئے استقبال کرتے ہیں اور اس کے واسطے بخشش طلب کرتے ہیں اور اسکو عرش معلیٰ کے نیچے لیجاتے ہیں تا اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے اور حضرت یساکئیل کو حکم ہوتا ہے کہ اس جان کو مسلمان اور نیکو کاروں کی ارواح کے مقام میں داخل کرو اور اسکی قبر کو فراخ کرو تا آرام اور رحمت اُسکو پہنچی رہے اور اُسکو کہدو کہ آرام سے رہے نئی دلہن کے طرح جسکو کوئی بد خواب نہیں کرنا اور کافروں کے ساتھ اس کے برعکس معاملہ واقع ہوتا ہے کذا فی تفسیر عزیزیہ۔ روایت ہے کہ جب یہ آیت شریف نازل ہوئی ابو بکر صدیق نے کہے ان ھذا الحسن۔ حضرت نے فرمائے کہ اے ابو بکر تو آگاہ ہو اس بات سے کہ تیری موت کے وقت فرشتہ یہ آیت تجھ پر پڑیگا۔ انکے سواے اور بھی آیتیں ہیں کہ صدیق اکبر کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں اختصار کے لئے ان چند آیتوں پر اکتفا کیا۔ اور آیت لَوْ کَانَ ذَلِ الْفَضْلِ جَوَّاهِنِ کے شان میں سطح کا نفعہ موقوف کرنے کے باب میں نزول پائی ہے اور وہ سورہ نور میں آئی ہے۔ انکا بیان درازی چہا ہے یہ فقیر جنان السیر کے چوتھے چین میں بسط کے ساتھ لایا ہے چاہیں تو اس میں دیکھ لیں۔ اور سورہ لیل جو صدیق اکبر کی فضیلت میں نازل ہوا۔ تفسیر عزیزیہ سے اُسکے چند آیتوں کی تفسیر جو کئی حدیثوں کو بھی شامل ہے یہاں لکھی جاتی ہے وہی ھذا سورہ لیل کے نازل ہونیکا سبب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں دو شخص رئیس و نبین برے مالدار تھے۔ ایک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اور دوسرا امیہ بن خلف۔ اور ان دونوں کا معاملہ مال کے حرف کرنے میں مختلف تھا اور مال بہت رکھتا تھا اور بارہ غلاموں کو تربیت کر کے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد کیا تھا چنانچہ ایک غلام کو کھیتی کا داروغہ کیا تھا۔ اور ایک کو میوؤں کے باغ کا اور ایک کو قیمتی کپڑوں کی تجارت کے واسطے میں اور شام کی طرف بھیجتا تھا۔ اور ایک کو جانور زون پر مقرر کیا تھا کہ دودھ اور دہی اور نسل کی خبر داری کر کے اس کے حاصل کو جمع کیا کر کے اس طرح ہر غلام کو ایک کام سپرد کیا تھا اور اس تدبیر سے مال بہت جمع کیا تھا۔ اور باوجود اس ثروت اور مالدار

کے ایک کرتی غیر کہ نہیں دیتا تھا بلکہ اگر کسی غلام کسی محتاج کو کچھ دیتی دھری کہنی دیتا تو اس پر خفا ہو تا کہ ہر مسکوکا کام سے
 روتی کرتا تھا اور اگر کوئی شخص اس سخت کو بطور نصیحت کے کچھ بھی تھا کہ باوجود اس کثرت مال کے اللہ تعالیٰ کی راہ
 پر محتاجوں اور مسکینوں کو کسٹے نہیں دیتا ہی اور آخرت کا ذخیرہ کیوں نہیں کرتا ہی۔ تو وہ بد بخت اسکے جواب میں
 کہتا تھا کہ اول تو آخرت کماں ہی اور مال بالقرض ہو ہی تو یہی اقتدار مال اسباب اور اولاد میں نے جمع کیا ہی
 کہ مجھ کو کچھ احتیاج بہشت کے نعمتوں کی نہیں ہی۔ اور ان چیزوں کی بجائے طبع اور راج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود
 اور محتاجوں کو دیتے ہیں اور اس سبب ان لوگوں کو اپنا گرویدہ کرتے ہیں مجھ کو کچھ پروا نہیں ہی۔ اور جسکے
 غلاموں میں سے ایک حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص خادم
 تھے اور بزرگی میں ان کا مرتبہ اس حد کو پہنچا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خواب میں اپنے
 آگے آگے بہشت میں دیکھا۔ اور انکے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بہشت بلال کی نشانی
 ہی ہو حضرت بلال جو صوف میں کہ ٹوک اس بد بخت کے تھے پوشیدہ اسلام لائے تھے آخر کو رفتہ رفتہ ان کے
 اسلام لانے کی خبر ہو گئی تو اول ان کو معزول کیا اور فرما دیا کہ جسے کی دار و دلی چاہئے تسلی تھی دوسرے
 غلام کو سپرد کی۔ پھر ان کو اپنے سامنے بول کے پوچھا کہ تو کس کو چاہا ہی۔ حضرت بلال نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے خدا کو اس بلوں نے کہا کہ اس دین کو چھوڑ دے نہیں تو میں مجھ کو جی سرزد و لکھا اور مارے جاتے
 ہندو اور لکھا۔ حضرت بلال نے کہا کہ میں تو اس دین سے نہیں ہر تالیکن میں نیز غلام ہوں تو جو چاہے سو کر۔ اس ثقی مائل
 اپنے غلاموں کو ایسا حکم کیا کہ دن چڑھتے آگے بدن میں بول کے کاٹے تھے چھو بکا رواد جب آفتاب خوب گرم ہو
 تب وہ روپ میں ان کو چٹا کر سر سے پیر تک انیر گرم بھر لکھا کہ وہ ناکہ ہل سکیں اور گرد آگے آگ جلا کر اواد جب
 شام ہو تب ہاتھ پیر باندھ کے اندھیرے مکان میں قید کر رکھو اور باری بارسی گات بھر کوڑے مارا کر اواد
 صبح تک مار ہو قوف نہ کر و اس طرح کئے دون تک حضرت بلال اس معیت میں گرفتار رہے اور پکار پکار کر اکل
 اکل کہا کرتے تھے میںے محبوب میرا ایک ہی۔ ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت اس
 طرف سے گزے اور اس بلوں کے گھر سے آواز نہ نہ و ناری کی آہ کاں میں پڑی۔ پوچھا کہ اس میں کیا ہو نا ہی
 اور یہ آواز کیسی لوگوں نے کہا کہ بلال نام ایک غلام ہی ہاں پر پڑی ہی یہ آواز اس غلام کے رونے کی ہی تھی پھر
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہ بات سننے نہایت ہیچ ہو اور صبح کے وقت ان کے گھر میں آپ تشریف لے گئے اور
 اس مردود کو نصیحت کرتا شروع کیا کہ خدا سے قضا و اس غلام پر نا ظلم ماحی ہو کر اس لئے کہ ان سے یہ دین کو قبول کیا ہی
 اور اللہ تعالیٰ کی دوستی اور رضا مندی کو اختیار کیا ہی مجھ کو چاہئے کہ اس غلام کو نصیحت جان اور اسکے ساتھ احسان کر کہ
 آخرت میں تیرے کام آجگا اور مجھ کو اس کی سختی سے بچاویگا۔ اس بلوں نے کہا کہ آخرت ہی کہاں اور یہ دین کہاں

اچھے کاروں میں صرف کر کے وغیرہ آخرت کا جمع کیا تھا چنانچہ حضرت ملا علی قلی خان نے غنہ کے خرید کرنے میں جو کچھ خرچ
 کیا سو بھی علوم و کچھ اس سب سے کثرتِ فقر حاصل ہوئی اور لوندی قریش کے جنوں نے دینِ اسلام کو دل سے قبول کیا تھا اور ان کے
 مالک اس سب سے انکار کیا دیتے تھے خرید کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے آزاد کر دیا تھا۔ چنانچہ انہیں سے ایک
 عامر بن فیروز بن کرنی بعد ازاں غلام تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکو انکے مالکوں سے ایک مدخل پر
 سونے کے عوض میں خرید کر کے آزاد کر دیا اور وہ ہجرت کے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجر کا بی بی بن گئے
 تھے اور میر مونس کے کن شہید ہو کر وہ بچہ سے اولیا اللہ سے تھے۔ اور انہیں سے ایک ذبیحہ بن کر کمال کی نہایت
 کو پہنچے تھے اور بڑا ایمان کامل انکو نصیب ہوا تھا انکو بھی انکے مالکوں سے لیکر آزاد کر دیا تھا ایک قصائے کو دکھا کر سے بعد ازاں دہرے
 کے انکی آنکھوں میں درد ہوا اور چٹائی جاتی رہی انکے مالکوں نے یہ بات سن کر انکو غصے کے طور سے کہا کہ دیکھ حالات اور مٹی کی
 مار سے کچھ کبھی کبھار اندھا کر دیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ بات تمہاری جموٹی جی بات اور عمرنی کو ہرگز یہ قدرت نہیں ہی
 اگر کبھی کچھ کچھ اچھا بڑا کر سکیں سو اللہ تعالیٰ کے وہ مالک ہی جو چاہے مٹی کو کوئی بھی یہ بات انکی اللہ تعالیٰ کے جناب
 میں پسند آئی اس وقت انکی آنکھیں اچھی ہو گئیں اور جیسی مٹی جی ویسی ہی ہو گئی۔ اور انہیں میں سے حمیدہ اور انکی بی بی
 ہیں کہ یہ دونوں ایک عورت تھیں عبداللہ کی لونڈیاں تھیں اور وہ عورت انکو نہایت ایدہ پہنچاتی تھی۔ حضرت ابو بکر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکے حال سے خبر پانے کے اس عورت کے گھر تشریف لے گئے اور اس کو نصیحت کی کہ انکو زیادت دے اور
 جو کچھ انکی قیمت ہو بھر دے۔ اس عورت نے قیمت بہت مانگی پاپ نے بلا کر انکی قیمت ملواری اسکی خواہش کے
 اسکو ادا کی اور ان دونوں سے کوئس عورت کے آٹا بیسنے میں مشغول تھیں کہا کہ خوش خبری ہو جو کو کو کہ میں نے تم دونوں
 کو مل لیکر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے آزاد کر دیا اب تمہارا تے کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ آؤ۔ ان دونوں
 نے عرض کی کہ کڑی ابو بکر صدیق بیت بر سر تہم نے اسکے گھر میں پرورش پائی تھی اور یہاں تک لکھا ہی اب یہاں تک لکھا
 اور ہر چھوڑنا مناسب نہیں ہی اس آئے کہ میں کے اسکو کو کو کہ تے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 اس بات کو سکر انہیں آفرین کہے اور انکو انہیں کہنے کے بعد جب اجازت دی۔ اور انہیں میں سے ایک عورت وہ بھی کہ
 بی بی اول کی ملک تھی اور بی بی اول ایک فرقہ تھی بی بی عدی سے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسوقت تک ایمان سے مشرف
 ہوئے تھے اس لوندی کو اسلام لانے کے سبب سخت فقیر اور تعذیب کیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو خرید کر کے آزاد کر دیا۔ اور اس سب سے ام عبیدہ کو بھی خرید کر کے آزاد کیا تھا۔ اور جو
 انکے جو مذکور ہو اور بہت بزدلوں کو آزاد کیا تھی۔ اور بعد اس تمام خرچ کے چالیس ہزار درم جو سرمایہ انکے پاس باقی رہا تھا
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور بوجہ آپکے فرمانے کے دو سو مسلمانوں پر تیرہ برس کے عرصہ میں خرچ کیا اور چھ
 ہزار درم جو باقی رہے تھے کچھ ہجرت کے مسوئین اور کچھ مسجد نبوی کی زمین کے خرید کرنے میں اور کچھ دوسرے بندگان کو

میں خرچ کئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار اپنی زبان فیضِ ترجمان اس کلمہ کو ارشاد فرمایا یہی مَا فَتَحَتْ لِي
 مَا لَمْ أَكُنْ قَطُّ مَا فَتَحَتْ لِي مَا لَمْ أَكُنْ بِكَ۔ یعنی کسی مال سے مجھ کو اتنا فائدہ نہیں پہنچا جس قدر ابوبکر کے
 مال سے مجھ کو فائدہ ہوا۔ اس واسطے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال اور ابوطالب اور عبدالمطلب کا مال آپ کے کھانے
 اور لباس میں اور صلہ رحم میں یعنی خویشی اور اقربا کے دینے لینے میں اور ہمانوں کی ضیافت میں اور محتاجوں کی خبر
 گیری میں صرف ہوا تھا۔ اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مال اسلام کی شوکت اور دبدبے کی زیادتی میں اور مسلمانوں کی
 خلاصی میں کافروں کے پنجے سے اور ضعیف مسلمانوں کی مدد اور دستگیری میں صرف ہوا۔ اور دونوں مصروف
 میں نہان اور زمین کا تفاوت ہی۔ حاصل کلام حقیقت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب مال تمام ہوا اور اللہ
 تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہو چکا اور بالکل فقیر اور محتاج ہو گئے۔ ایک روز ایک کسلی کو کڑے کی طرح گلے میں ڈال کر اس کو
 کانتے سے گونہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے تھے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام
 نازل ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے کہ ابوبکر تو بڑے مالدار اور تو مگر تھے یہ کیا ہو اگر فقیروں کے سے کپڑے
 پہنے بیٹھے ہیں۔ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انھوں نے سب اپنا مال مجھ پر اور میرے واسطے خرچ کر ڈالا
 اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ابوبکر کو سلام فرمایا یہی اور پوچھائی کہ اس
 فقیری میں بھی مجھ سے راضی ہی یا کچھ رنج دل میں رکھتا ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کلام کے سنے
 سے ایک عجب حالت پیدا ہوئی اور صحابہ حال کے مانند بخود ہو کے کہا میں کیونکر اپنے پروردگار سے کدورت لکھو
 اور اس کلمہ کو بار بار اپنی زبان پر لگتے آنا عَنْ رَبِّي رَاضٍ لَنَا عَنْ رَبِّي رَاضٍ یعنی میں اپنے پروردگار
 سے راضی ہوں میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں سو حق تعالیٰ نے اس سورت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
 عنہ کی فضیلت میں ارشاد فرماتا ہي وَسَيَجْزِيكَ اللَّهُ نَفَقَتِي الدِّينِ اور نزدیک ہی کہ دور رکھا جاویگا اوس آگ
 سے جو براتقی ہی اور اہل شرع کی اصطلاح میں تقویٰ اُسے کہتے ہیں جو کفر سے اور گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے بچا رہے
 اور اگر کبھی کوئی گناہ اُس سے ہو جاوے تو اس سے افسوس و توبہ اور استغفار کرے تاکہ اُس گناہ کا اثر اور نشان
 دل پر باقی نہ رہے اور گناہ دل میں گھر کرنے پناوے اور اتنی کام تہ اس سے بھی بڑھ کر ہی یعنی شریعت اور طریقت کے
 آداب بھی بخیر تھے اور گناہ کا قطرہ اور بری نیت کا خیال بھی دل میں نہ آنے دے اور اپنے ظاہر اور باطن کو ایکساں
 رکھے سو یہ باتیں بہت نادر اور کیا ہیں اللہ تعالیٰ جس کو اپنے کرم اور فضل سے بہرہ رتبہ نصیب کرے اُس کو ملتا ہی
 اور اس جگہ پر اتنی سے سب مفسرین کے نزدیک مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ سورت انھیں کے
 شان میں نازل ہوئی ہی جیسے اشقی سے ہمہ بن خلیفہ مراد ہی کہ کفر کی شقاوت اور بد بختی کو بخل اور دوسرے گناہ اور
 حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ایذا کے ساتھ جمع کر کے اشقی کے مرتبے کو پہنچا تھا اور اہل سنت و جماعت نے حضرت

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اور بزرگی سب بہت پروردگار علیہ السلام جو سب باتوں میں سب سے
 سے علیہ جوئے ہیں اسی نسبت سے کمال ہی اور ہی نسبت ہی کی دلیل ہی اور کفر یہ اس لیل کی اس طرح یہی کہ حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے اتنی فرمائی اور وہ سری آیت میں فرمائی کہ اِنَّ اَبْرَارًا لَّعِنَّا
 عَنْكَ اللَّهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کہنے بے شک بزرگ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہی جو بڑا متقی ہی تو ان دونوں میں
 میں فرق وہ ہے سے ابراہیم جو بزرگی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو یوں ہیں بڑے بزرگ ہیں اللہ تعالیٰ
 کے نزدیک اور ہی فضیلت کے اور تفصیل لوگ کہتے ہیں کہ یہاں پر اتنی سے متی مراد ہی نہ یہ کہ جو سب زیادہ ہو تو ہی
 میں مراد جو اس واسطے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاں بکتر تھے تو ان معنوں سے
 ان پر اتنی بڑا ثابت ہو بلکہ یہ اس حساب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے صداقت ہوتی ہی اور جب اتنی ہی کے
 کے معنی میں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا فضل ہر نام سب سے پر غایت ہو اور انسانی سنت ان کے جواب میں کہتے ہیں کہ اتنی
 کو حق کے معنوں میں کہنا عربی لغت کے خلاف ہی اور اللہ تعالیٰ کے کلام سے جو عربی خالص ہی ایسے معنی مراد لیا جو
 کے خلاف ہو ہی نسبت میں ہی اور جو عورت کلام معنوں کے مراد لینے میں بیان کرتے ہیں وہ مراد ہی کو کہ
 کلام دوسرا کیوں ہیں ہی نہ پیغمبروں میں اس واسطے کہ شریعت کے قاعدوں معلوم ہو چکا ہی کہ سب پیغمبر بزرگی اور حجت
 میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے بڑے ہی پیغمبروں کو دوسرا کیوں پر اور دوسرا کیوں کہ یہ یوں کہ یہ سب امر میں
 قیاس کیا جاتے اس واسطے کہ ایسے افکار کے بولنے سے بزرگی اور برائی تمام پر عرف شری میں ہی مراد ہی کہ
 یہ پیغمبر ہرگز اس مراد میں نہ ہو اور عرف کی تفصیل کی تفصیل سے قوی ہوتی ہی جیسا کہ اگر کوئی شخص کے گریہ ہو ہی وہی وہ
 روٹیوں سے اچھی ہوتی ہی تو اس کلام سے یہ نہ جو جھجکا کہ باوام کی روٹی سے بھی بہتر ہوتی ہی باوام سب سے
 کہ باوام کی بھی وہی ہوتی ہی لیکن یہ کلام عرف سے خارج ہی ہو اس واسطے کہ کلام کے بولنے سے وہ مراد ہی جو ظہر
 سے جو نہ وہ روٹی جو چوک سے ہی ہو اور کہنے میں سنت و جاعت کے بزرگوں سے سنا گیا ہی کہ فرماتے تھے کہ اتنی یہاں اپنے
 اصل میں تفصیل یہی ہے کہ وہ شخص جو قوی میں زیادہ ہو اپنے سوائے کسی پر خواہ پیغمبروں خواہ بہت لیکن یہ خاص ان لوگوں
 کی نسبت سے ہی جو زندہ ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آخر عمر میں مد رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو
 اتنی خلاف کا نہ مان ہی اس لئے کے صداقت ہو سکے ہیں ایسے اتنی کا لفظ اس وقت میں اپنے صداقت آتا ہی اور حضرت
 عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ ہیں لیکن میں پر نہیں ہیں بلکہ ان پر یوں تو دنیا والوں کے نزدیک مراد حکم
 رکھتے ہیں اور اتنی کو باوام میں ہی کہ عروقت اور شریعت کی نسبت سے تو سے میں زیادہ مراد اگر اس پر تو کسی کو متقی
 کہنا درست نہ ہو اس واسطے کہ کہیں میں قوی ہو نہیں سکتا ہی اور جو منصب اور ہر چیز میں خود ہی اس میں آخر کا اعتبار ہی
 جیسے صالح ہر نیا غوث ہر نیا قطب ہو یا ولی ہو یا نبی ہو یا اس واسطے کہ شخص اپنی آخر عمر میں ان مرتوں کو پہنچے ہیں

بھی انہیں القابوں سے دکر کرتے ہیں اگرچہ کہیں ہیں اور جو انی میں انکو بہ مرتبہ حاصل نہ ہوا تھا تو معلوم ہوا کہ اتنی اسکی کہتے ہیں جو اپنی آخر عمر میں کہ وہی علو کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے کے لوگوں سے جو زندہ ہیں افضل ہوا اور تو سے میں زیادہ بس اس تقریر سے اپنا مطلب ثابت ہوا بغیر تکلف اور تاویل کے اور جو دوزخ کی آگ سے دور رکھنے میں ابوبکر کو اتنی فرمایا یہی وجہ ہے محل انکے جو اس سورت کے اترنے کے درگاہ آئی میں مقبول ہو گئے یا دفرماتے ہیں کہ اَلَّذِي يَتَّقِي فَيُنْتِظِرْ یعنی وہ تو سے والا اور دین والا کہ اپنے مال کو دینا ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں چنانچہ بلال سے شخص کو اور سوائے اسکے دوسرے غلام اور لونڈیوں کو جو اسلام لائے اور اسلام لانے کے سبب انکے مالک انکو ایذا دیتے تھے اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے ان سب کو ان کا فروغ سے مول لیکر آزاد کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاموں میں اور ہجرت کے سفر کے سامان میں اور مسجد نبوی کی زمین خرید کرنے میں اپنے مال کو خرچ کیا اور غرض اسکی اس مال کے خرچ کرنے سے یہہ متی کہ میں نے کئی اپنے تین پاک کرے سود مبدم مال کے دینے میں اس نیت سے ترقی کرتا جاتا ہی اور اسکا کمال نئے ہوتا ہے کے طرح کہ پانی اور ہوا کے پہنچنے سے پڑھتا ہی روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہی ہوا سطلے کہ زکوٰۃ کی لفظ میں دینے پاجاتے ہیں ایک ہمارت اور دوسری زیادتی اور یہ دو باتیں اسکو حاصل ہیں وَمَا كَلَّا حَلَّ عِنْدَهُ مِنْ فِغْمَةٍ حَجْرًا۔ اور نہیں ہی اسکی کساں کہ اس مال کے دینے سے اسکا عوض اور بدلہ لیا جاوے ہر چیز کہ مال کا دینا احسان اور سلوک کے بدلے میں بھی نیک ہی لیکن جو اس میں اپنا نام بھی منظور ہوتا ہی تو کمال اخلاص کے مرتبے کو نہیں پہنچتا۔ اور حدیث صحیح میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا ہی کہ کسی کا سلوک اور احسان مجھ پر ایسا نہیں ہی جسکا عوض اور بدلہ دنیا میں میں نے اسکے ساتھ کیا ہو سوا ابوبکر کے اور اسکے احسان اور سلوک کا عوض میں نے نہیں کیا اسکا عوض اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن عنایت فرماوے گا۔ اسی جگہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے کا کمال اور ثواب کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ قُلْ هِيَ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ فَمَا تَجِدُونَ لَهَا مِن شَكٍّ اَوْ شِبْهِ بَاقِي رہے تو یہ سمجھ لے کہ ایمان کے آفتاب کا پرتو اسکے دل پر نہیں پڑا۔ گرنہ میں روزِ شہرہ چشم چشم آفتاب راہِ گناہ پڑا اور دوسری صحیح حدیث میں آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی دن پہلے اپنی وفات سے خطبہ پڑھا اور اس میں تعریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیت ارشاد فرمائی چنانچہ یہ بھی فرمایا کہ کسی کا احسان مال کا اور سلوک اور حق کی خدمت کا اور جان کا مجھ پر سہد رہنمائی جسقدر ابوبکر گاہی اپنی جتنی میرے نکاح میں دی اور مجھ سے جہر نہ لیا اور بلال کو اپنے خالص مال سے مول لیکر آزاد کیا اور مکے سے مدینے کو ہجرت کے سفر میں سب اسباب زاد اور راحلہ کا درست کر کے مجھ کو پہنچایا اور اپنے جان اور مال سے ہمیشہ میری غمخواری کرتا رہا سوا سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دیا ابوبکر کے دروازے کے کہ اسکو کھلا رہنے دو۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال کا مرتبہ اس سے زیادہ کہا ہو گا کہ غلام الغیوب خود انکے دل کے خلاص پر گواہی دیتا ہی اور اپنے کلام پاک میں فرماتا

ہی کہ وہ یہ کام نہیں کرتا ہی بلکہ ایسا کہ وہ خبر نہ دے کہ اعلیٰ۔ گروا سطر چاہئے رضامندی اپنے پروردگار کی جو سب
 بڑوں پر اور بزرگ ہی ہو کہ سطر کی ضمانت اس طرح کرنے میں ہو کہ منظور نہیں ہی ہو کہ وہ اب کال لے اور مذہب کو دوری
 بھی دینے میں اسے مقصود ہیں چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہی کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت کو تندی
 غلاموں کو جو اسلام لائے تھے بڑی بڑی قیڑوں سے خرید کر کے آزاد کیا۔ ابو قحافہ جو آپ کے باپ تھے اس کا بیٹا
 کو ناسخ کیا کہ اگر کوئی تندی غلام نکالے اور ناسی منظور تھا تو چھ چست اور چالاک جو سب کام کے قابل ہو اور بھلا
 ہر کام میں مدد کرے ان کو آزاد کیا ہوتا تو کچھ فائدہ بھی تھا ایسے تندی غلام کو جو کسی کام کے نہیں ہیں ان کو لیکر آزاد کرنا
 اور مانا کرنے کے بعد ان کے کھانے پکڑے کا بھی ذمہ دار ہونا اس کے کچھ فائدہ ہی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے اپنے باپ کا جواب میں یہی کہا کہ اس کام سے جو محکوم اللہ تعالیٰ کی رضامندی منظور ہی اس کے سوا کوئی دوسری چیز منظور
 نہیں ہی۔ اور جامع عبد البر زناقی بن بھی صحیح طریق سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ کسی کا مال سلاخ
 جتن سیرے اس کا کام نہیں آیا جیسے ابو بکر کا مال سیری ضرورت پر کام آیا راوی کہنا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال کو اس طرح صرف کرتے تھے جیسے کوئی اپنا مال خرچ کرتا ہی اور کسی طرح کی بدائی اور فرق
 اپنے اور ابو بکر کے مال میں نہ سمجھتے تھے۔ اور ابن ابی جہل کی شتم میں مذکور ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا اے مال سے جو محکوم ہند فتنہ نہیں ہر جہت ابو بکر کے مال سے جو محکوم فتنہ ہر جہت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 پر حاکم سے یہ بات سن کر رونے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی اچھا ہوں اور میرا مال بھی اچھا ہی اور امام
 احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قصے کو روایت کیا ہی۔ اور جسے کمال کے مرتبہ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی یہ بات دلالت کرتی ہی کہ حق تعالیٰ نے جس طرح چاہے پیغمبر کی دلجوئی اور غلط داری کے واسطے والضحیٰ کی
 سورت میں وہ فرمائی کہ وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَكُنْ صَاحِبًا بِشْرًا اس رت میں حضرت ابو بکر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے وہ فرمایا ہی کہ وَلَسَوْفَ يَنْصُرُنِي اللَّهُ۔ اور یقین ہی کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حق تعالیٰ جل شانہ ابو بکر سے رہی ہو گا ہوا ہے کہ یہ صفتی میں غیر ہی وہ دو مثال کہتی ہی ایک مثال یہ بھی کہ حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پھر سے اور دوسرا مثال یہ بھی ہی کہ حق تعالیٰ کی طرف پھر سے لیکن وہ ضرورت
 میں اپنے مطالب رسولی و کلمہ ساقیٰ کے لیے کہا اچھی بات کہی ہی کسی شاعر نے بخت اگر مدد کند و آتش و دم
 کہ کشتن ہی طرف و بکشد زنی شرف دینے اگر اپنے نصیب کی مدد سے مشوق کا دامن آخر میں آوے پھر اگر میں اس کو
 کیچوں تو نہ نصیب میرے اور اگر دیکھنے تو نہ بے بزرگی ہی۔ اور حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہی کہ جہت
 ہمارا اور انصار ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے کے پاس حاضر تھے اور لوگوں کی فحشیاں اور بزرگیاں
 آپس میں بیان کر رہے تھے کہ فلا اس مرتبہ کا اور فلا اس مرتبہ کا ہی۔ اسی گفتگو میں آدھین ہمارے وطنہ جو بنی حباب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو تہائی مبارک سے تشریف شریف باہر لگا اور ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ کس شغل میں مشغول ہو۔ ہم نے عرض کیا بعضے لوگوں کی بزرگیان بیان کرتے ہیں تب آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اگر اس طرح کا ذکر ہی تو خبردار ابو بکرؓ کی بزرگ مت جائز اس واسطے کہ وہ فضل ہی تم سب کا دنیا اور آخرت میں۔ اور ابو دراسہ دار قطنی میں صحیح سند سے روایت آئی ہے کہ ابو درواسہ نے کہا کہ ایک روز میں آگے آگے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راستے میں جاتا تھا کہ یکایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستے میں ٹپکے اور فرمایا کہ کیا تو اس شخص کے آگے آگے چلتا ہے جو دنیا اور آخرت میں تجھ سے بہتر ہے قسم ہی خدا کی کہ آفتاب طلوع اور غروب نہیں کیا کسی پر بعد انبیا اور مرسلین کے کہ وہ بہتر ہو بکر سے۔ اور ابن السمان کتاب الواقعہ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے والد بزرگوار امام باقر سے اور واپس والد بزرگوار امام زین العابدین سے اور وہ اپنے والد ماجد جناب سید الشہداء حضرت امام حسینؓ اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنا ہے کہ آفتاب طلوع اور غروب نہیں کیا ہے کسی پر بعد پیغمبروں اور رسولوں کے کہ بہتر ہو بکر سے۔ اور حافظ خطیب بغدادی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت ایک شخص ایسا آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا اور اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کے شفاعت کے مانند ہوگی۔ جابر کہتے ہیں کہ دیر گزری تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور بچہ گھر پر کر ایک ست اُست حاصل کی اس بات سے معلوم ہوا کہ جس طرح رضامندی حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت میں منحصر ہے۔ اس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی رضامندی ہوتی شفاعت میں اس واسطے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضائیں فانی تھی اور بس واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

پانچویں خیابان ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض خصوصیات کے بیان میں۔ جانا چاہئے کہ چار فضیلتیں ایسی ہیں کہ جن میں صدیق اکبرؓ کی شریک نہیں۔ اول ثانی اثین اذ ہما فی العار۔ یعنی غار میں حضرت کے دو سر رکھے۔ وثانی اثین فی العریش۔ اور دوسرے میں بھی حضرت کے ثانی تھے یعنی بدر میں حضرت کے واسطے ایک منہ وا دلے تھے اس منہ دے عین ابو بکر صدیق حضرت کے ساتھ تشریف رکھے تھے۔ وثانی اثین فی المذقن اور مدفن میں حضرت کے ثانی ہیں۔ وخلفہ مکرماً اور حضرت کے بعد خلیفہ ہو۔ اور ان کے خصوصیات سے ہی کہ آپ کے والدین اور تمام اولاد اور اولاد کے اولاد بھی سب ایمان لائے اور صحابہ میں داخل ہوئے۔ یعنی عبد اللہ وعبد الرحمنؓ فی بنی

عائشہ رضی اللہ عنہا۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ حضرت محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر۔ اور نوے سے عبد اللہ بن اسمانہ ابی بکر رضی اللہ عنہم۔ یہ
 فضیلت کسی صحابی کو نہیں کہ وہ دین اور دوا و دسلمان اور مجاہدین۔ اور اول جو حضرت کے حضور میں غلبہ کرتا ہے اور کفار کو ہار
 کی طرف دعوت کئے وہی ہے۔ اور اول جو حضور نبوی میں غزوی دے وہی ہے۔ اور اول جو معراج کی تصدیق کئے وہی
 ہے۔ اور اول جو امیر معراج ہو وہی ہے۔ اور اول جو اسلام میں مسند خلافت پر بیٹھے وہی ہے۔ اور اول قریش سے
 اپنے باپ کے میں حیات جو غلبہ ہوئے وہی ہے۔ اور اول جو اس امت مسجد کی بنائے وہی ہے۔ اور اول جو حضرت پر
 جان تن بذل و نثار کئے وہی ہے۔ اور اول جو اس امت کی پشت میں آئیے سو وہی ہیں۔ اور رحمت و رافت کی صفت ہر
 حضرت تک تفسیر کیا ہے اور ہر سیم علیہ السلام کے ساتھ دیئے۔ چھتویں خیابان صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ کے مر ویا تکے اتحاد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت سے حدیثیں روایت کئے
 ہیں وہ سب حدیث کے مستبرکین ہیں ایک نواریس میں آئے متن علیہ بیہ بخاری و مسلم میں آئے ہیں اور فرد بخاری
 کہا ما بین اور فرد مسلم ایک ہی۔ حضرت کے ساتھ ابوبکر صدیق کو باوجود کثرت ملازمت رہنے کے قلت روایت کا سبب
 یہی ہے کہ حضرت کے بعد انھوں نے جلد وفات پائی کہ دوسرا اور پنج جیسے اور چند مدد خلافت کئے۔ اور اس زمانے میں لوگ
 روایت حدیث میں زیادہ کام نہیں کئے تھے بلکہ اکثر جہاں کفار میں کہ دین کے اہم مقامات سے ہی کرنا نہ ہوتے۔ اس لئے
 اکثر روایت حدیث کی فرصت نہیں تھی۔ صحابہ کی ایک جماعت صدیق اکبر سے روایت کرتی تھی۔ جیسے عمر بن الخطاب و
 عثمان بن عفان علی ابن ابی طالب عبدالرحمن بن عوف و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس رضی اللہ
 بن عمر بن الحارث و عبداللہ بن الیمان و زید بن ثابت و ہر ابن ثابت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق و عبدالرحمن بن ابی بکر
 و عبداللہ بن ابی بکر و انس بن مالک و جابر بن عبداللہ و زید بن رعم و عبداللہ بن مسعود و عمار بن ابی سلمیٰ و جابر
 بن عمر و زنی و عامر بن جحش و عقبہ بن عامر و نفی و عمر بن جریر و عمر بن حفصہ و عمر بن حفصہ و عمر بن حفصہ و عمر بن حفصہ
 بن سلمان الشجعی و ابو امیہ و ابو ہریرہ و سلمی و ابو ہریرہ و سلمی و ابو ہریرہ و سلمی و ابو ہریرہ و سلمی و ابو ہریرہ و سلمی
 ان سے روایت کرتی تھی۔ جیسے قیس بن ابی ہازم و ابو حنیفہ عبداللہ ضامی و جابر بن عمر و جالس بن قیس طائی و سید بن عقیل
 حنفی و عبداللہ بن ربیع و اسلم بن نوائل و خطاب و زہرہ بن مرسل و محمد بن ابی بکر صدیق و ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احادیث مرفوعہ سے ایک حدیث یہی کہ کہ میں نے حضرت سے سنا ہوں کہ فرماتے
 تھے مَا مِنْ شَيْءٍ اَذْنَبَ ذُنْبًا فَوَضَّاهُ خَسَنَ الْوَضْوِءِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَكَانَ يَمْنَعُ نَفْسَهُ
 وَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ لَا تَغْفِرُ رَبِّي ثُمَّ قَرَأَ۔ یعنی نہیں ہی کوئی مسلمان ایک گناہ کیا پھر وضو کیا اچھا وضو پھر کھڑا
 رہا اور رکعت نماز پڑھی پھر دعا کی اور بخشش چاہی اپنے پروردگار سے کہ بخشے اس کو اللہ تعالیٰ پھر ہر ایک آیت تلاوت
 قرآنی وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا

یعنی اور جو کوئی گناہ کرے یا اپنا بڑا کرے پھر اللہ سے بخشنا دے پاوے گا اللہ کو بخشنا مہربان۔ اور مروی ہی کہ ابو بکر صدیق نے حضرت عمرؓ کے لئے حجے ایک دعا تعلیم فرمائی تانا زمین پر مار کر وہ تب حضرت نے انکو یہ دعا سکھائی۔ **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاعْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِکَ وَ اَرْحَمِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَفُوْرُ الرَّحِیْمُ**۔ تفسیر حسینی میں لائے ہیں کہ شیخ ابو صالح روایت کرتا ہی کہ اہل اسلام اور اہل کتاب کی ایک جماعت ایک مجلس میں جمع آئے تھے یہود و نصارا فرخ کرنے لگے کہ تمہارے پیغمبر موت ہو اور ہماری کتاب تمہاری کتاب کے آگے نازل ہوئی۔ بہشت میں داخل ہووینگے مگر یہود و نصارا۔ مسلمان جو حاضر تھے انکو جواب دے کہ ہمارے پیغمبر خاتم انبیاء ہیں اور ہماری کتاب تمہاری کتاب کی ناسخ ہی۔ پس بہشت میں جانے کے لئے ہم زیادہ نراواہیں۔ تب یہ حدیث نازل ہوئی۔ **لَیْسَ بِاَمَّا بَیْنَکُمْ**۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ جو ثواب کا وعدہ کیا ہے ای مسلمان تمہارے آرزوئیں حاصل ہووینگا و لا اَمَّا بَیْنَ اَهْلِ الْکِتٰبِ۔ اور نہ آرزوئیں اہل کتاب کے جو کہتے ہیں **لَیْسَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ کَانَ هُوْدًا اَوْ نَصَارٰی**۔ یعنی کوئی کام آرزو سے بر نہیں آتا ہی بلکہ ریاضت کھینچنا چاہئے کہ ریاض بہشت میں جاوے۔ **مَنْ یَعْمَلْ سُوْءً مِّجْزَیْہ**۔ جسے بُرائی کر گیا اسکی جزا دیا جاوے گا جب یہ حدیث شرف نزول پائی صحابہ دیگر اور ملوث ہوئے۔ ابو بکر صدیق نے کہنے لگا یا رسول اللہ کیف الفلاح بعد ہذا کا لیتے ہیں اس حدیث شریف کے نزول کے بعد کیونکر رہ سکا رہو گی یا رسول اللہ کیونکہ کوئی شخص بد عمل سے خالی نہیں پس اسکے بدلے کی طاقت کسکو ہوگی۔ حضرت نے فرمایا کہ باکوبیا رہیں ہوتا ہی اور نکلین نہیں ہوتا ہی کیا تجھ پر مصیبتیں نہیں آتے ہیں۔ صدیق اکبر نے کہا مان یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا ہوذا کہ یعنی اس بدی کا وہی بدلہ ہی۔ اور تیسرے میں لایا ہی کہ اس ارشاد کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ای ابو بکر تجھے اور میرے یاروں اور مومنوں کو دنیا میں جزا دیوینگے۔ تاہم درگاہ الہی میں جب جاوین کچھ گناہ باقی رہے اور دوسرے دن کو جمع کرینگے قیامت کے دن انکو دیوینگے انتہی۔ **سَاتُوْنِیْ خِیَابَانَ اَبُو بکر صدیق کے بعض کلمات فیض سمات کے بیان میں**۔ مروی ہی کہ صدیق اکبر نے فرمائے **مَنْ ذَا قَ خَالِصَ حُبِّ اللّٰهِ شَغَلَہُ ذٰلِکَ عَنْ طَلَبِ الدُّنْیَا وَ اَوْحَشَہُ عَنْ جَمِیْعِ الْبَشَرِ** یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی خالص محبت کا ذائقہ چکلیگا۔ اس محبت کا ذائقہ اسکو دنیا طلب کرنے سے بچھو دے گا۔ اور سب لوگوں سے اسکو وحشت ہوگی۔ اور فرمائے **الْمَرْءُ کُلُّہَا شَیْءٌ وَ شَرُّ مَتَہَا اِنَّہٗ لَا یَدْرُکُہَا**۔ یعنی عورت سب سے بدہی اور اس سے بدتر وہ شخص ہی جو اس سے ناچار رہی۔ اور انہیں کے مواعظ سے ہی کہ جسے اپنی عمر محبت میں گذرانے کا اپنی زراعت کا وقت ضائع کر لیا زراعت کا شے کے وقت پشیمان کھینچے گا۔ اور انہیں سے منقول ہی کہ فرمائے **وَدِدْتُ اِنِّیْ حَصِیْنٌ یَّا کَلْبِی الدَّوَابُّ مَخَافَتِ الْعَذَابِ**

فیہ عن ابی ذر بن عسکری عن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کہ فرماتے ہیں۔ اور فرماتے کہ **تَصْلَحُ لَكَ النَّاسُ**۔ یعنی دوست اور چمکار اپنے نفس کو تب لوگ تجھے اچھا جانیں گے۔ اور معرفت کے باب میں
 فرماتے۔ **الْمُحِبُّ مَنْ دَانَ لَكَ لَدَى الْإِلَهِ**۔ یعنی عاجز مرنے والے سے اور اک کے اور اک
 ہی۔ قدّہ العارفین شیخ مدنیان نقل اپنی شیخ غلیات میں سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے نقل کی
 ہے کہ بیت عمرہ کمرچ معرفت کے باب میں خلق ہوا۔ یہ صدیق اکبر قول ہے۔ اور فرماتے کہ **الْبَصِيرُ مَحْبُوبٌ**
وَالْمُتَعَبُّ مَكْرُوبٌ۔ یعنی صبر کے ساتھ کمرچ محبت نہیں اور دود و فراہ میں کمرچ نفرت نہیں۔ اور فرماتے
الْبُكَاءُ مَوْكَلٌ بِالْمَطْلُوقِ۔ یعنی بلا سوچے گئی ہے کلام کے ساتھ۔ پس چاہئے کہ جو عقدہ ہر کے زبان
 کو بچاؤ گا بلا میں چرسے۔ اور فرماتے کہ **خَرَضَ كُلُّ الْمَوَدِّ لَوَجْهِ لَكَ الْحَيَوَةُ**۔ یعنی موت کی
 حرم کرنا تجھے حیات بخشنے جاوے۔ ہمیں شہادہ ہی موت اختیار کی گا اور بخل جانا صفات ہشیدہ سے اور اتصال
 عالم قدس سے۔ **فصل** پہلی سقیہ نبی ساعدہ کے ذکر میں۔ اور اختلاف مہاجر
 و انصار کا امر خلافت میں اور بیعت صحابہ کی ابو بکر صدیق رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کی ماحضہ پر۔ ثبات کلام و علما کلام روایت کرتے ہیں کہ سیدنا امیر مصلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم جس روز وفات کے آس دوزخ و آگ میں خطاب فرمایا کہ میں نے ابوجہدہ بن ابی اسحاق فرمایا کہ کیا تم ہمارے
 لیے نماز کے بیت کردہ کو کو حضرت نے تمہاری بیعت میں فرمایا ہے **أَمِينٌ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أَوْ عَدُوٌّكُمْ**۔
 انھوں نے کہا کہ اے عرب سے کہ تم مسلمان ہو گئے تمہارے یہ کلام نہیں سنا۔ مگر یہ بات جو کہتے ہو کہ میرے
 بیت کرے حالانکہ ابو بکر صدیق کی جسک شان میں **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ أَوْ أَتَى النَّبِيَّ** اور ایک روایت **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ أَوْ أَتَى النَّبِيَّ** اور ایک
 تھا وہ میں موجود ہیں۔ جابنہ کہ ابو جہدہ کے ہر کلام میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو صدیق اکبر کی
 شان میں آئی ہے **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ أَوْ أَتَى النَّبِيَّ**۔ **وَيَقُولُ لَهَا جِئْنَاكَ وَأَتَى النَّبِيَّ** **إِنَّ اللَّهَ مَعَكُمْ** اور
 وہ جو حضرت نے فادین ابو بکر صدیق کو فرمایا **وَمَا ظَنُّكَ يَا شَيْخُ** **اللَّهُ تَاللَّهِ**۔ اگر مہاجرین اور انھوں سے
 انصار ابو بکر صدیق کی طرف پائل تھے۔ سقیہ نبی ساعدہ ایک بری جوئی نبی کہ کسی کام کے مشورہ کرنے یا تنبیہ کا فیصلہ
 دینے کے وقت انھار اس مکان میں جمع تھے۔ یہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے مشورہ کرنے کے لئے انھار
 جمع تھے اور صدیقین عبادہ کو جو انھار کے سردار وقت تھے بعد نام بلائے۔ اور چتے تھے کہ انھوں نے خلافت پر چڑھاؤ
 اور انھیں بیت کریں۔ معین عبادہ اس وقت اگر ہمارے پر ایک غلبہ چرسے۔ ہمیں ان کی حمد اور حضرت پر درود و سلام
 اور انھار کلام اسلام میں بیت کیے ہیں سو فضیلت ہے بعد نبی منون تھا۔ کہ اسی سلاطین پیغمبر مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
 مسکن میں تیرا ساں کنگ اپنی قوم کو دعوت کے لیے ایک فتوری حاجت کے لیے آگیاں لائے۔ اور اس چھوٹی حاجت کو

یہ طاقت نہیں تھی کہ حضرت کی حمایت اور دین کی اعانت میں کربانہ بین اور کفار کا رنج و ضرر دفع کریں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے قدم محنت ازوم سے تھارے شہر کو مشرف کیا۔ اور ایمان کی دولت سرفراز فرمایا۔ اور دین بتین کی حمایت و سید المرسلین کی اعانت اور کفار و مشرکین سے جنگ و جہاد کر نیکی عم کو توفیق دی۔ یہاں تک کہ عرب اپنی کج مزاجی اور ضد و عداوت اور ظلم و ستم و کفر و شرک چھوڑ دیکے راہ راہت پر آئے۔ اور ایمان عرفان سے بہرہ ور ہو۔ اور عرب کے اکثر قبائل تھارے ہی زوار کے بل طوعاً و کرہاً حضرت کے مطیع و منقاد ہوئے۔ اور حضرت دنیا سے سدا رہے تم سے رضی تھے۔ پس تم اس امر خلافت میں جلدی کرو دوسرے لوگ اس کے درپہلے ہونے کے آگے ہی تم حاصل کر لو۔ انصار باوقار جب یہ خطبہ سنے جواب دے کہ تم اچھی بات کہے ہو ہم تھارے خلافت قبول کرتے ہیں اور ہم تھارے سے رضی ہیں پھر آپس میں کلام کرنے لگے کہ اگر ہمارے قریش اپنا استحقاق ایسا بیان کریں کہ ہم سلام میں سبقت کئے ہیں اور حضرت کی خدمت بجا لائے ہیں اور اپنے وطن سے ہجرت کئے ہیں اور حضرت کے ساتھ قربت رکھتے ہیں جب ایسی فضیلتیں ثابت کریں ہم کہاں جواب دیں۔ تب انصار نے ایک گروہ کہنے لگی کہ ہم ہمارے قریش سے کہیں کہ مِنَّا اَمِيْنٌ وَمِنْكُمْ اَمِيْنٌ یعنی ہم سے ایک امیر ہو اور تھارے سے ایک امیر۔ اور ہم سب کے سوا ہرگز رضی نہ ہوں۔ ہر ایک شخص کے خاطر میں جو گذرنا تھا وہی کہتا تھا۔ ایسے میں انصار ایک مرد عمر فاروق کی خدمت میں جا کے سب انصار جمع ہو کے اس مشورت میں ہیں سو خبر پہنچایا۔ اور بہت مبالغہ کیا کہ اسباب میں بہت جلدی کی گئی تاجدار و قتال کی نوبت نہ پہنچے۔ یہ خبر سننے ہی عمر فاروق نے اٹھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کی طرف آئے۔ ابو بکر صدیق وہاں حاضر تھے سو انکو خبر دئے اور سقیفہ بنی سعدہ میں جمع انصار کا مجمع تھا وہاں جانے کے باب میں بہت جھگڑا۔ تب ابو بکر صدیق اور ابو عبیدہ بن الجراح اور قریش کی ایک جماعت اتفاق کر کے وہاں جا پہنچے۔ اور علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ اور زبیر اور بنی ہاشم اور صحابہ کی ایک جماعت حضرت کی تجویز و کفین اور غسل و تدفین کے کام میں شاعلی ہے۔ اور راہ میں انصار دو مرد یعنی عوم بن سعد و یحییٰ بن عدی و عذیقہ کبر و عمر فاروق سے ملے اور انکی دلداری کئے۔ اور جب سقیفہ میں جا پہنچے کہا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص پلنگ پر گھس گیا ہوا تھا ہی اور انصار اس کے اطراف جمع آئے ہیں اور اپنی فضیلتیں بیان کر رہے ہیں۔ اور خلافت کا داعیہ رکھتے ہیں۔ عمر فاروق نے پوچھا کہ یہ مرد جو پلنگ پر بیٹے کون سی سہ کے کہ سعد بن عبادہ ہی۔ عمر فاروق سے متول ہی کہ کہے کہ میں کہتے باتیں اپنے دل میں مقرر رکھا تھا اس وقت بیان کرنا چاہا۔ لکن ابو بکر صدیق نے مجھے قسم دیکے منع کئے اور آپ باتیں کرنے لگے۔ قسم ہی پروردگار جل شانہ کی کہ جو باتیں میں نے اپنے دل میں کھا تھا اس سے بہتر کلام کئے۔ اور ایک روایت ہے کہ ابو بکر اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء داکئے اور حضرت پر درود و سلام بھیجے۔ پھر ہاجرین کی فضیلتیں جو انھوں نے اسلام میں سبقت کئے اور حضرت کے ساتھ نبوت اور حسن سلوک سے پیش آئے اور ایک گروہ جو حضرت پر جان و مال فدا کئے۔ اور کفار قریش سے سخت جھانیں اور بلائیں کھینچے بیان کئے۔ اور اس کے بعد انصار کے

تہمت خلافت ابوبکرؓ

4

انصاف کا یہی شمار کیا کہ اگر کوئی مہر و ملازمتی پیش کش کرے۔ اور ثابت کر دے کہ ہاجرین حضرت کے ساتھ زبانت و قرب کر کے
محبوب ہوں عرب میں اور حبیب مال رکھتے ہیں۔ اور عرب سوا قریش کے دوسرے کے مانع نہ ہو سکیں گے۔ پس تم ان سے
حسد کرو اور ان کی مخالفت پر نفاؤ۔ حکم حدیث شریف لکھنا ہے۔ یسوع قریش کے لوگ قریش کے پیرو ہیں۔ تم کتاب
اللہ کے رو سے باہر کیا ہیں اور جس میں ہمارے ترک کیا ہیں۔ اور دوسروں کے نسبت ہمارے دوسرے دوست ہیں سو تم
زیادہ ہزار اور سہات کے ہیں کہ قصاصے الہی پر بھی زمین اور اپنے بھائیوں کی فضیلت کو تسلیم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ جس
کام سے ان کو فرزند فرما دے تم تک دل نہ دیں۔ انصاف کہنے لگے اجماع ہاجرین سے کسی کی خلافت قبول کرے یہی بشرط
جب وہ متاع کرے تب انصاف سے کوئی غلط نہ ہو۔ اور یہ کام پہنچ جا رہا ہے۔ عمر فاروق نے کہا کہ اللہ جو
ہماری مخالفت کرے ہم کو قتل کرے۔ جواب میں اللہ انصاری جو خریج کے قبیلے سے تھے ان سے کہے کہ اللہ تم
کسی کی خلافت قبول کرے گے ان سے کہے ایک امیر ہو کہ تمہارے سے ایک امیر۔ حدیثی لکھتے ہیں کہ امارت ہمارا
حق ہی پس ہے کہ امیر ہمارے سے ہے اور تم ہمارے وزیر جناب نے انصاف کو خطاب کر کے کہا کہ ای انصاف روز پناہ تم
اس بات کو قبول کرو اور ثابت قدم رہو کہ خلافت کے لئے تم احق ہو۔ اور ہاجرین نے کہا کہ ای ہاجرہ اس کے سوا گزیر
نہیں کہ ہمارے سے ایک امیر ہو اور تمہارے سے ایک امیر۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس بات کو قبول کرو و لاہم تمہارے ساتھ قتال
کرے گے تا ایک بار آزار پاؤ۔ عمر فاروق نے کہا کہ اللہ خلافت میں دونی رہا نہیں ہی دو بادشاہ ایک ملک میں ہونا ممکن
نہیں جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے قبیلے سے نہیں تھے عرب تمہاری امانت پر رہی نہ ہو سکیں جناب
کہنے لگے کہ ہم جو یہ بات کہتے ہیں تمہارے پر کچھ حسد نہیں کہتے ہیں۔ ولیکن ہمارا اندیشہ یہی ہے کہ ہم پر ایسے لوگ والی ہوں
کہ جن کے باپ اور بھائی کو ہم قتل کئے ہوں۔ عمر فاروق نے کہا کہ جب خلافت ان پر قرار پاؤ تو مسکنائی و مرقعہ چار عرض
جناب اور عمر بن الخطاب کے درمیان پیش رفتی سے ہاتھ ملے۔ ہاجرین انصاف کے درمیان جڑی خاصیت اور کھانا
کھڑی رہی یہاں تک کہ زوار پہلے کی نوبت قریب تھی اور اس شور و غنائ میں سعد بن جباہہ لوگوں کا پال ہو گئے۔
تب انصاف سے ایک شخص فریاد کیا کہ تم نے مسکو مار ڈالا۔ عمر فاروق کہنے لگے کہ خدا اس کو داد کرے کہ تم نے شر اور فتنہ
پھیلایا ہے۔ ابو بکر صدیق جب یہ حال دیکھے کب سے جناب کو اچھی طرح سے تسکین دے اور کہے کہ ای گروہ انصاف تم کو خدا
عزوجل کی قسم دیتا ہوں تم یا دو کہ اگر مصلحین جس شب عتبہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تم نے جو بیعت کیا
اس وقت حضرت نے تم سے جو چند شرطیں لے لیں یہ بھی ایک شرط تھی کہ خلافت و حکومت کے باب میں تم مخالفت نہ کرو
جو شخص اس کام کے لائق ہو اسکے ساتھ نہایت پیش آویں۔ یہ بات سننے ہی سے سب کہے کہ ان۔ میر سعد بن
عبادہ کی طرف متوجہ ہو کہ کہنے لگے کہ تم نے حضرت سے نہیں سنائی کہ اس کام کے والی قریش ہیں۔ سعد نے کہا ان
میرزہ بن ثابت انصاری انصاف اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاجرین کی قوم سے تھے پس ان کا خلیفہ بھی ہاجرین

ہی چاہئے۔ ابوبکر صدیق کے جزاکم اللہ خیر ایسے عمر فاروق اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کے کہنے لگے کہ ان دونوں سے ہر ایک کو میں خلافت کے لائق جانتا ہوں۔ عمر فاروق کہے کہ ہم تمہارے سے بیعت کرتے ہیں کہ ہم میں جبر اور بہتر تم ہی ہو۔ اور ہم سب سے حضرت کے نزدیک زیادہ دوست تم ہی تھے۔ اور ایسا شخص کون ہی کہ جس میں بہترین فضیلتیں جمع ہوں جو اس آیت سے معلوم ہوتے ہیں۔ لَکِنِیْ اَشْیَیْنِ اِذْ هَمَّا فِی الْعَارِ اِذْ قَالَ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ پس ابوبکر صدیق کا ہاتھ پکڑے اور بیعت کئے پھر ہاجرین کو کہے کہ بیعت کیجئے تب وہ بھی بیعت کئے۔ پھر سب انصار بھی کر چکے مگر ایک چھوٹی جماعت باقی رہ گئی۔ اور بعضوں نے کہا کہ ہم علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے سوا کسیکے ہاتھ پر بھی بیعت نہ کریں گے۔ اور سعد بن عبادہ نے تعصب اور حمیت کے سبب جب تک زندہ تھے بیعت نہ کی۔ پر ایک ضعیف روایت آئی ہے کہ آخر الامراسنے اگر اسے بیعت کی۔ تب بلیہ پوشیدہ نہ رہے کہ ہاجرین انصار کا اختلاف عرب کی عادت پر واقع ہوا۔ کہ کسی قوم پر اس قوم والے کے سوائے دوسرے کو حاکم نہیں ٹھہراتے تھے۔ اور حضرت نے جو فرمائے تھے اَلَا تَرْضَوْنَ الْقُرَیْشَ۔ اس ارشاد سے غافل تھے جب وہ بات یاد آئی اس خلاف سے باز آئے۔ اور ہاجرین و انصار کی وہ مخالفت صاف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت حضورؐ کسی کی خلافت پر تفضیل نہیں فرمائے کیونکہ حضرت خاتم کی خلافت پر نص فرمائے ہوتے تو صحابہ اسباب میں ایسا خلاف نہ کئے ہوتے۔ اور منقول ہے کہ جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ جب تک حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ تھیں بیعت نہ کی۔ کیونکہ آپ کی دامن خاطر پر اس بات کا غبار تھا کہ ابوبکر صدیق ام خلافت اور عقد بیعت کی ایک خبر نہ دی اور اسباب میں آپ سے مشورت نہ کی۔ اور اکثر یہی ہاشم امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کے ساتھ اتفاق کر کے بیعت نہیں کئے۔ اور ہاجرین قریش کی ایک جماعت جیسے زبیر اور طلحہ اور خالد بن سعد بن العاص۔ اور انصار کی ایک گروہ بیعت میں توقف کی تھی اور چند روز کے بعد سب بیعت کئے۔ روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیعت لینے سے فارغ ہوئے۔ اسی روز ایک خطبہ پڑھے اس میں حمد ثنا و درود و سلام اور لوگوں کے دل جوئی کے بعد یہ مضمون تھا کہ اے مسلمانوں میں نے اس امر خلافت اور حکومت کی طرف مائل نہ ہونگا بلکہ میں خدا و رسول کی اطاعت کروں تو تم بھی میری اطاعت کرو۔ اور میں خدا و رسول کی بیعت مانی کروں تو تم پر مجھے کچھ حکم اور فرمان روائی نہیں۔ بلکہ میرے سے کبھی خدا واقع ہو جاؤ تو تم مجھے گاہ کرو اور راہ راست بتلاؤ۔ پھر اس کے بعد حضرت کے دفن میں مشغول ہوئے۔ جب دفن سے فرغت حاصل ہوئی ابوبکر صدیق نے دوسرا خطبہ پڑھا کہ اے مضمون تھا کہ امیر بیعت میں تم نے جو میرے سے تمام دیکھا سو وہ ولایت و امارت کی حرص کا سبب نہیں تھا بلکہ فتنہ و فساد اور اختلاف کا اندیشہ تھا اس واسطے میں نے جلدی کی۔ الحمد للہ

ابن ابی اسود اور ہوا۔ پس اب تم جو کہتے ہو غلطہ تمہارے میں بھی اس سے بیعت کرنا ہوں۔ سب کے سب گئے
 خلافت ابو بکر ہی سزاوار ہی ہم سب آپ سے رہی ہیں۔ صدیق اکبر نے کہا اللہم صل علی محمد و آلہ
 علیہ السلام۔ پس خلافت انہیں پر قرار پائی۔ اسی روز سے ان کو خلیفہ رسول اللہ کہنے لگے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت
 کے دفن سے قلعہ خیر سے علی رضی کریم اللہ عنہ چھڑنے عزت اختیار کی۔ اور اپنے گھر میں تشریف رکھے اور لوگوں
 سے طلب کر کے۔ ابو بکر صدیق پر ایمان بھیجے کہ تم کسی بیعت نہیں کئے گے میری خلافت کو کر دے رکھتے ہو۔ مرتضیٰ
 علی نے جواب دیا کہ میں آپ کی خلافت کو کر دے نہیں سکتا ہوں۔ لاکھ ہیں نے قسم کھائی کہ جب تک قرآن مجید
 جمع کرنے سے قلعہ نہ ہوں اپنی چادر کھندے یہ زور دے ان کو مگر فرض مانوں گے۔ کیونکہ مجھے سب کا برا خوف ہی کہ
 قرآن کریم جو صحابہ کو یاد ہی کہیں کسی سے عجز ہو۔ اور بیٹے اہل تاریخ نے بن جب بیعت کی ہم سے وقت
 حاصل ہوئی ابو بکر صدیق نے ہمارے انصار کا ایک جمع کر کے علی مرتضیٰ کو بلا بھیجے۔ جناب امیر نے قبول کر کے اس
 مجلس میں باقی افراد ہوئے اور اپنے لائق مکان میں تشریف رکھے اور آپ کو بلا بھیجے کہ سب دریافت کئے
 عمر فاروق نے کہا کہ آپ کو بلا بھیجیے بسبب فاکہ سب صحابہ ابو بکر صدیق سے بیعت کئے ہیں آپ بھی بیعت
 کریں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ غم انصار چہ جات کی حجت لاکھ خلافت کا منصب ہے۔ میں ہی تم پر ہی دلیل لانا ہوں
 تم سچ کہو کہ حضرت جناب سالت کے ساتھ زیادہ نزدیکی اور قربت کس کوئی۔ عمر فاروق نے کہا کہ ای علی ہم آپ کو
 بیعت کے سوا نہ چھوڑینگے۔ جناب امیر نے کہا کہ اول میری اس بات کا جواب باصواب دیجئے اسکے بعد میں سب
 کیجئے۔ ابو عبیدہ کہنے لگے کہ ای ابو اس آپ کو سلام میں جو بیعت اور حضرت کے ساتھ نزدیک کی قربت حاصل
 رہی اس فضیلت پر نظر کر کے خلافت کے لئے آپ ہی زیادہ سزاوار ہو۔ لاکھ سب صحابہ متفق ہوئے اور ابو بکر صدیق
 سے بیعت کئے مناسب ہی ہی آپ بھی اپنی وقت کرن اور قدم دائرہ وفاق میں رکھیں۔ جناب امیر نے کہا
 کہ ای ابو عبیدہ حضرت کے قول سے تم اس امت کے امین ہو گئے اور کردار میں نرمی اور استی اور صبا امانت ہیں
 ایسی بات نہ کہنے جو صدق و درست سے متروک نہ ہو۔ نہ سوچئے کہ حسیہ نہ تعالیٰ جو جو بخششیں اور نعتیں خاندان نبوت
 میں کر امت فرمائی ہیں دوسری جگہ نفل کہیں۔ حالانکہ قرآن کریم ہمارے گھر میں نازل ہوا علم دین کے مخزن اور
 سنن سید المرسلین کے مخزن بھی ہیں۔ شریعت کے طور میں اور دین و ملت کے صلحہ میں دوسروں سے ہم ہر
 جانتے ہیں اسلئے خلافت و امارت کے واسطے ہم زیادہ سزاوار ہیں۔ بشیر بن حداد انصاری نے کہا ای ابوالحسن
 واللہ آپ کی یہ جو بہتس چراغ ظاہر کرتے ہو اسکے آگے لوگوں کو معلوم ہوتی تو بلا شک آپ سے ہی بیعت کے ہوتے
 ہرگز خلاف کرتے لیکن تم نے جب گھر چھو لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ آپ اور خلافت سے دست بردار ہیں یا امت
 و حکومت سے بیزار۔ لہذا لوگوں نے ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کیا۔ یہاں میں اس واسطے اتنی جلد ہی کتاب شریف

امور جاری ہونے میں کچھ خلل نہ آوے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اسی بشیر کا تم اسباب کو رد کرتے ہو کہ میں نے حضرت خواجہ کائنات و خلاصہ موجودات کا جس شریف گھر میں چھوڑ دیے اور آپ کی تجویز و تکفین کو ضروریات سے بچان کے طلب ریاست و حکومت کی طرف دوڑوں۔ اور لوگوں سے منازعت کروں۔ جب ابو بکر صدیق نے دیکھا کہ مرتضیٰ علی کا ہر سخن نہایت استوار تر اور محکم تر اور ہر بات ہزار باتوں کے مقابل اور برابر ہی برتری اور ملائت کی راہ اختیار کی اور کہنے لگے کہ اسی ابو الحسن میرا گمان یہ تھا کہ آپ اسباب میں میرا خلاف نہ کرو گے والا اس امر میں ہرگز تقدیم نہ کیا ہو تا اب جو لوگوں نے میری بیعت پر اتفاق کیا ہی آپ بھی انکی موافقت کرو گے تو میرا گمان خطا نہ کیا بلکہ راست آیا فی الحال بیعت کرنا نہیں چاہتے ہو اور اسباب میں فکر و تامل کر سکیا اور ادھہ کہتے ہو تو آپ پر کچھ حرج و تکلیف نہیں۔ جب علی مرتضیٰ نے یہ بات سنی وہیں مجلس سے اٹھے اور اپنے گھر تشریف شریف ارضانی فرمائے۔ بعضہ کہتے ہیں کہ چالیس روز کے بعد اُس کے بیعت کی۔ اور ایک روایت یہی کہ قرآن مجید کے جمع کرنے میں اور جناب زہرا جو حضرت کی جدائی میں غلین اور بیمار تھیں چھ مہینے انکی غم خواری اور بیمار داری میں فرصت نہوی جناب خاتون کے وفات کے بعد بیعت کر سکیا اتفاق ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسکا بیان آگے آویگا۔ اور صاحب روضۃ الصفا غنیہ سے نقل کیا ہے کہ ابو بکر صدیق کے ماتھے پر لوگ بیعت کرنے کی خبر جب جناب امیر کو پہنچی ایسی جلدی کر کے گھر سے نکلے کہ چادر اوڑھنے کی بھی فرصت نہ ملی پیرہن کے سوا بے کچھ نہیں تھا اسی حالت سے صدیق اکبر کے پاس آئے بیعت حاصل کی۔ ابجا پوشاک اسی مجلس میں گھر سے لٹکائے۔ اور بعض روایت میں آیا ہے کہ جب لوگوں نے ابو بکر صدیق سے بیعت کیا ابوسفیان بن حرب جناب امیر کے پاس جا کے کہے کہ ایا تم رضی ہوئے ہو کہ بنو نمیم کا ایک شخص امر حکومت کا والی ہو واللہ تم چاہتے ہو تو یہ جنگل سوار اور پیادوں کے بھروں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اسی ابوسفیان تو ایام جاہلیت میں ہمیشہ فتنہ ڈالتا رہا اب بھی جتنا ہی کہ اسلام میں فتنہ ڈالے اللہ تعالیٰ تیرے فتنے سے مسلمانوں کو کچھ ضرر نہ پہنچائے گا میں ابو بکر صدیق کو خلافت و امارت کے لئے لائق اور سزاوار جانتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ جب صدیق اکبر اور عمر فاروق کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان مخالفت کا عزم رکھتے ہیں جلد یزید بن ابی سفیان کو شام کی حکومت پر مامور کئے۔ تب ابوسفیان مخالفت سے باز آئے اور مطیع و منقاد ہوئے۔

فصل دوسری ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماکول و مطبوس کے بیان میں جو بیت المیال سے مقصر ہوا تھا۔ اور ان کے کاتب و حاجب و عمال اور نقش خاتم کے بیان میں۔ روایت یہی کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سند خلافت پر بیٹھے دوسرے روز علی الصبح اپنی قدیم عادت کے موافق تجارت کے لئے بازار کی طرف توجہ ہوئے۔ ناگاہ عمر فاروق اور ابوبکر

رضی اللہ عنہما نے راہ میں لے اور پوچھے کہ یا خلیفہ رسول اللہ کیا ان تشریف فرما تھے جو کہے کہ تجارت کے لئے
 بانام کی طرف جانا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ آپ مسلمانوں کے امیر ہو اور مسند خلافت پر بیٹھے پس اب بانام کی
 طرف جانا اور تجارت کرنا اس منصب کے لائق نہیں۔ کہنے لگے کہ میرے اہل و عیال کا فتنہ جو اللہ تعالیٰ میرے
 فتنے پر واجب کیا ہے کہ بکراؤں اور ہوں گا۔ وہ بے پروا و بزدلوں نے کہا کہ بیت المال سے ہم آپ کا کفاف مقرر کرتے
 ہیں تب انکو بغیر لاکھ اور اس کے اور اہل و عیال کے دسے ہمیشہ آدھا بکر اور سا لیا نہ دو ہزار پانچ سو درہم اور ایک ہزار
 اور ایک خادوم بیت المال سے مقرر کئے۔ کہتے ہیں کہ انکا کھانا دینے کے مغرب کی طرف واقع تھا وہاں مسجد
 نبوی تک ایک میل کی مسافت تھی شروع خلافت میں ایک مہینے تک وہیں رہیں ہر روز سواہر کے تشریف لائے
 اور ناز بچکانہ جماعت کے ساتھ مسجد نبوی میں آپ امام ہو کے ادا کرتے۔ اور ناز عشا سے فلح ہو کے اپنے
 مکان کی طرف مراجعت فرماتے تھے۔ کبھی وہ حاضر ہوں تو انکی نیابت سے عمر فاروق امامت کرتے تھے اور جمعہ
 کے روز جماعت کے اور دوسری کو ہندی کا خضاب کے غسل سے فانی ہو کے آتے اور ناز جمعہ ادا کرتے
 تھے اسلئے ایک مہینے کے بعد مسجد نبوی کے نزدیک آگے پہنچتے۔ کہتے ہیں کہ منصب خلیفہ عمر فاروق کے کول
 کی۔ اور عثمان ذوالنورین و زید بن عارث و عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہم کو اپنے کاتب ٹھہرائے اور شریعہ جو
 انکا مولا تھا اسکو حاجب بنے اپنا دربان مقرر کیا۔ اور لکھن پر جو عاملوں کو مقرر کئے سو یہ تھے کہ حضرت نے فتح مکہ
 کے بعد غناب بن اسید کو مکہ معظمہ کے عامل ٹھہرائے تھے ابو بکر صدیق بھی انھیں کو بحال رکھے موصاف انکا حال
 تھا اسی منصب پر جو تھے صدیق اکبر کی رحلت کے روز وہ بھی رحلت کی۔ اور طاہفہ بر عثمان بن ابی العاص کا دار
 مصفا پر مہاجرین ابی اسید کو۔ اور حضرت پر زید بن ولید۔ اور مولانا پر یعلیٰ بن اسید کو۔ اور برجنہ پر حاضہ بن جہل
 کو۔ اور بکر بن بطلان بن عمرو بن ابی اسید کو۔ اور بکر بن ابی اسید کو۔ اور سواد عراق پر شعیب بن عارث کو۔ اور
 دیار شام پر ابی عبیدہ بن الجراح و تروجل بن حسنہ و زید بن ابی سفیان کو مقرر فرما سے اور یہ تینوں امیر باوجود ان
 کے خالد بن ولید کے تحت حکم تھے۔ اور صدیق اکبر کی خاتم پر یہ فقرہ متوشش تھا۔

نَحْمَدُكَ اللَّهُ
الْقَادِرُ

عبداللہ بن
الرحمن الجلیل

تیسری فصل ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے
 پہلے سال کے وقایع کے بیان میں۔ صدیق اکبر اپنی خلافت میں کافروں
 سے جنگ کرنے کے لئے پہلا لشکر روانہ کئے سو وہ اسامہ کاشکرا تھا۔ اسکا ذکر مختصر
 یہ ہے جو جنان السیر میں لایا ہے سو یہ ہے۔

[illegible][illegible]

سب غفلت کے امام تھے ہوا سے اپنے دفن میں میری ہوی سو چار شنبہ کی خوش بختی میں دفن کئے۔ اس کے بعد مدفن
 اگرچہ جانتے غفلت پر پہنچے پر حکم کے گوہر نہ نہرہ میں مذکور ہیں کہ ہمارے شکر کے ساتھ حضرت نے جن جن کو مقرر
 فرمائے تھے وہ سب ہمراہ جاوین کوئی باقی نہ رہا۔ ایسے میں بہر خبر آئی کہ بعض قبائل عرب سرزد ہوئے اور
 بیسے ہر دہائی اپنے ساتھ شریک ہو کر مدینہ کے ناخست و ناخج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لہذا بعض صحابہ ابوبکر صدیق
 سے گزارش کئے کہ لشکر اسلام کی میری جماعت ہی جو ہمارے ہمراہ جاتی رہی پس ایسے وقت میں بعض قبائل
 عرب جو مرتد ہو کرے بود کی شرکت سے غفلت پر کرنا نہ ہے ہیں۔ اس فرست کو شنیت جان کہ جنیش کر گئے تو ملک
 ملت میں ایک غفل واقع ہو جائیگا۔ پس چندے اس لشکر کے پیچھے میں وقف مناسب ہی صدیق اکبر سے جواب دیا۔
 اسامہ بن زید لشکر لکھوائے سے اگر وہ نہ سے مجھے کھا جائے تو بھی ہر لشکر روانہ ہی کرونگا۔ نقل رائی کہ انصار کی ایک
 جماعت نے عرف فاروقی سے کہا کہ طیفہ پیغمبر صدیق اکبر سے آپ کہنے کہ ہمارے حکم عمر بنی اس لشکر کی امارت اپنے نصیر
 پر مقرر کرے کہ عمر اور عمر بنی اسامہ سے زیادہ رہے۔ عمر فاروق نے صدیق اکبر سے عرض کی تو فرمائے مجھے
 ای عمر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسکو پر منصب عطا فرمایا ہو تم کہنے ہو کہ ہمارے رسول کروں۔ عرض حکم کئے
 کہ لشکر کوچ کرے۔ اس فوج میں تین ہزار زیادہ اور ایک ہزار مرد تھے۔ ہمارے حسب الحکم مرکب پر ہمارے ہر کس
 کی طرف توجہ ہوئے۔ ابوبکر صدیق ہمارے ساتھ پیادہ چلنے لگے۔ ہر چند ہمارے علموں کی کہ آپ بھی ہمارے
 ہر دین یا نصحت دین۔ پر صدیق اکبر قبول نہ کئے۔ اور کس لشکر کے سرداروں کو وصیت کی لگائی امر میں کرا و ذیات
 کریں۔ اور بوقت جون اور غور توں اور چون کو نہ مار دالین۔ اور بار بار جھارتوں کو نہ کات دین۔ اور رہا میں نے
 قوم انصار کے درویش و صوفیوں کو درمیان عبادت میں مشغول رہیں ان سے تعرض کریں۔ اور اتقول ہی کہ حضرت نے
 جن جن کو لشکر اسامہ کے ساتھ جانے کے لئے مقرر فرمائے تھے انہ کوئی باقی نہ رہا سب کے سب روانہ ہوئے۔ لاکھ
 اکبر نے رحمت کے وقت ہمارے کہا کہ اگر کثرت میں عرف فاروقی میرے پاس پہنچے کی حاجت ہی۔ تمہاری رائے
 بھی استیلا پر آوے تو اگر نصحت دیجئے۔ ہمارے قبول کئے اور عرف فاروقی کو مدینہ منورہ کی طرف رجعت کر چکی رحمت ہی
 پیش نہیں کریں مدینہ منورہ کی طرف پہر گئے۔ اور ہمارے لشکر اسلام کو اس کے قطع منازل کرنے لگے جس شہر اور
 جس قبیلہ پر آگیا گذر ہوتا ہے کہ اسلام کا براہ چڑھا۔ اور صدیق اکبر کے فرمان پر جو جب قضا کے قابل پر پہنچے تو
 نارت اور تاج کئے۔ اور جب اس منزل پر پہنچا کہ جہان کافروں نے لکھنے والد ماجد کو شہید کیا تھا۔ اپنے پیر کے
 قانون سے انتقام لیا۔ پھر اسلام خاتم مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آیا۔ مدینہ سے ہمارے لشکر کو کھانا خاسترہ روز ایک
 رات سے چائیس دس کھوے میں پھر داخل مدینہ ہوا۔ اور بیچ الاول کے آخری دنوں میں اسود عسک کے قتل کی
 خبر آئی اس کا نام عیال بن کعب تھا اس کا خفقہ قریب ہی سکھرت کے چھ توین سال میں جب ایک حاکم باذان مسلمان ہوا تھا

نے یمن کی حکومت اسی پر بحال رکھے ہو و غنسی بھی باذان کو قوت ایمان لایا تھا۔ جب ہجرت کے دسویں سال باذان کا انتقال ہوا حضرت اسکی ریاست کے چند حصے کئے اسکی تفصیل یہ ہے باذان کا بیٹا کہ جسکا نام شہر تھا اسکو صنعا کا ناظم بنائے صنعا ایک بڑا شہر بھی جو یمن کا دار السلطنت بھی۔ اور بحر ان کی حکومت عمرو بن خزیمہ کو دئے۔ بحر ان اور ربیعہ کے درمیان جتنے شہر ہیں ان شہروں کی فطرتی خالد بن سعید بن العاص کو بخشے۔ اور ہمدان کی حکومت عامر بن ہبل کو عنایت فرمائے اور حضرت موت پر زیاد بن ابیہ انصاری کو حاکم مقرر کئے۔ اور چند مواضع کے بندوبست پر عکاشہ بن ثور اور ہاجر بن امیہ کو مقرر کئے اور ابو موسیٰ اشعری کو امامت پر اور معاذ بن جبل کو قصائد پر نصب کر کے روانہ فرمائے۔ حضرت کی وفات کے قریب اسو غنسی اپنی ثقافت سے ہوت کا دعوہ کرنے لگا وہ ملو کاہن تھا ایک جن اسکا تاج تھا سو اس شقی نے عجیب و غریب شعبہ بے بلا کے لوگوں کو راہ حق سے پھیرا۔ منجج کا قبیلہ اسکا تاج ہوا اور قیس بن عبد یغوث کو جو یمن کے رئیسوں سے تھا اسو غنسی اپنا سپہ سالار مقرر کیا اور روز بروز اسکا فساد ترقی کرنے لگا آخر ساتھ سو آدمی کو جمع کر کے صنعا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور شہر یمن باذان جب اس سے مقابلہ کیا اسی کے جنگ پیشہ ہوا۔ اور وہ ملعون صنعا پر مسلط ہو کے شہر یمن باذان کی عورت کو اپنے کنجا میں لایا وہ شہید کیلہ تھی اسکا نام لزاز تھا اگرچہ ظلم سے اس کے کنجا میں آئی لاکن وہ دین پر ثابت قدم تھی اسو غنسی اس بی بی کے پیچھے بھائی فیروز دیلمی کو اور داودیہ نام جو ایک شخص تھا اسکو یمن میں جو بھی لوگ تھے سردار بنایا۔ اور یمن کا سب ملک ماتھے لانے کے ارادے سے حضرت کے عاملوں کو اپنی متابعت کرنے کے باب میں خطوط لکھا۔ تب معاذ بن جبل صنعا سے نکل کے ابو موسیٰ اشعری کے پاس جا کے ملاقات کی پھر دسے دو یون ملے حضرت کو آئے اس ملعون کو دفع کرنے کی تدبیر میں تھے اس نشان میں یمن کا سب ملک اس ملعون کے ہاتھ آگیا یمن کے سب مسلمان ظاہر میں اس کے عاملوں کے تابع اور در و دل بیزار تھے اور اکثر لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ جب یہ خبر حضرت کے حضور میں پہنچی حضرت نے اس کذاب کو قتل کرنے کے باب میں یمن کے اہل اسلام کو ایک حکمنامہ روانہ فرمائے۔ معاذ بن جبل اس کے قتل میں جبری کوشش کر رہے تھے اور وہاں ایک عورت کو کنجا کے اسکا نام ملہ تھا وہ بنی السکون کے قبیلہ والی تھی اس قبیلہ کے تمام لوگ معاذ کے تابع ہوئے۔ ایسے میں اسو نے اپنے سپہ سالار قیس پر بھڑکایا تھا۔ اور فیروز دیلمی اور داودیہ جو بھی لوگ کے سردار تھے یہ ہر دو بھی اس پر دل تھے معاذ اس بات کو غنیمت جان کے سب مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کے ان تینوں سے ساخت کئے اور اس کے قتل پر متفق ہوئے۔ پھر فیروز نے اپنی بہن سے جو اس ملعون کے کنجا میں تھی سخت کر کے شب کے وقت اس کے گھر کی دیوار کو سو راخ ڈال کے اندر گیا وہ ناہنجار شراب پی کے کچھوٹے پر پڑا ہوا اور خوراک نہ مار رہا تھا اسکی عورت اس کے سرے بیٹھی تھی فیروز کو دیکھتے ہی اسکا شیطان اسکو ہشیار کر دیا۔ فیروز نے دیر نہ کر کے اسکو قتل کیا پھر باہر جا کے قیس اور داودیہ کو بلا لایا۔ یہ تینوں ملکر اسکا سر کاٹنا چاہے تو اسکا شیطان اسکو

حکمت میں لایا اور وہ خطر اب کرنے لگا۔ تب دو شخصوں کی میسر پر چڑھ کے دبائے اور ایک عورت اس کے سر کے بال کچھ کے پکڑ کر تب وہ آؤ کر گئے۔ اس کے گھر پر جو لوگ گھبرانے لگے وہ دڑتے آئے اور باہر سے پوچھے کہ یہ کیا آؤ نہی تب اس کی عورت نے کہی کہ یہ تمہارے بی بی پر وہی نازل ہو رہی ہے۔ غرض اس کے قتل کے بعد سب لوگ معاذ بن جبل کے قریب آئے اور ان کے ساتھ ناز پر پہنچ گئے۔ اور مدینہ میں اسی شب حضرت نے خبر پڑنے کے آج کی شب اس وقت اب کو اچھی جماعت کا ایک نیک شخص نے قتل کیا۔ صحابہ عرض کئے کہ یا رسول اللہ وہ کون سی عورت تھی کہ وہ فیروز و ملی تھی۔ اور اس کے قتل کی خبر معاذ لکھ کے حضور نبوی میں روانہ کئے انھار عینہ پیچھے کے آئے حضرت کی وفات ہو گئی۔ صدیق اکبر سے خلافت پر بیٹھے بعد پہلی خوشخبری جو آئی یہی تھی **الحمد لله على ذلك**

بدویان عرب کا بلو جب اس امر کا انکار مدینہ سے روانہ ہو چکا اطراف و جوانب کے لوگ جو مدینہ کے مدینے پر شیخوں کو لے کر آئے گا اور وہ رکھتے تھے۔ یہ پہلے صدیق اکبر نے مدینہ میں آنے کے جو ماہین تھے ان پر علی مرتضیٰ اور طلحہ و زبیر اور عبد بن ابی وقاص کو پاس بٹائی کے واسطے مقرر کر دئے۔ اور سب لوگوں کو بھی مسجد میں حاضر رہنے کا حکم کئے۔ پس تیس روز نہیں گزرے کہ مرتدوں کی فوج مدینہ کا قصد کر کے آئی۔ اور ان کے آہے لوگ ان کی لگ کے آئے اور ان میں تھے غرض جب مرتدوں کی فوج مدینہ کے قریب آئے کی خبر صدیق اکبر کو پہنچی۔ مسجد میں جو لوگ حاضر تھے ان سب کو ہرا لے کے اور تین ہزار سوار جو سکے مرتدوں نے فوج اسلام بٹیتے ہی بھاگنے لگے اہل اسلام انھار بھا کر کے ذوالحجہ تک پہنچائے۔ پھر مرتدوں اور مسلمانوں میں جنگ ہو اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت بخشی اور مرتدوں کو شکست فاش ہوئی۔ **زکواہ موقوف کئے سو**

مرتدوں کا جنگ۔ مدینہ کے اطراف و احوال میں بعض قبیلے والوں نے زکواہ دینے میں جو استاد کئے تھے صدیق اکبر نے جمادی الاولیٰ میں ان کے جنگ پر ایک فوج لے کے نکلے۔ ان مرتدوں نے شکوہ میں دم بھر کے پیادوں پر سے لڑا دئے۔ اور نہ اس سے چمک کے ہرانے لگے۔ لشکر اسلام میں ہند مرتدوں کو دیکھا کہ شام تک جاؤر کسی اختیار میں تھے پس شب کو مدینہ میں آئے رہے اور مرتدوں نے سب کو لے کر اب مسلمانوں کو قتل باقی نہیں۔ پھر صدیق اکبر نے شب کو فوج تیار کئے اور مدینہ میں سنان بن خمری کو نائب ٹھہرائے اور مدینہ کے رہائوں کی حفاظت پر عبد اللہ بن مسعود کو متعین کئے اور آپ فوج لے کے پچھل شب میں نکلے۔ ہر موضع صادق نہیں ہوئی تھی کہ ہر دو جاعتیں ایک ہی میدان میں مل گئیں۔ تب اہل اسلام ان پر تلوار چلائے اہل اقباب طلحہ نہیں ہوا تھا کہ کفار کو شکست ہو گئی اور ان کے اکثر جاؤر مسلمانوں کے ماتھے آئے اور صدیق اکبر انھار بھا کر کے ذوالقعد تک لگے ذوالقعد مدینہ سے آٹھ فرسنگ پر واقع تھی ایک فرسنگ کے تین میل ایک میل کے چار ہزار قدم ہوتے ہیں۔ اس فتح سے یمنوں کو قوت و شوکت حاصل ہوئی اور کافروں کو خواری وادارت۔ اور بنی

ذہبی اور بنی نبیس کے قبیلے ولسے مرتد ہو کے اپنے قریبوں میں جو مسلمان کو قتل کئے تھے اپنی جرأت دیکھ کر دوسرے
قبیلے ولسے بھی ایسا ہی کئے۔ صدیق اکبر نے قسم کھائی کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسکے بے یمن ہونے کا وہ ان مرتدوں کو
قتل کروں گا۔ پھر مغرور و مغرور مدینے کی طرف لوٹ آئے اسی شب عدی بن حاتم اور صفوان اور زبرقان کے یہاں
نکوہ کا مال آیا ایک کے یہاں اول شب میں دوسرے کے یہاں اور وسط شب میں تیسرے کے یہاں آخر شب میں
چوتھے کے یہاں حضرت کی وفات سے ساتھ دن کے بعد واقع ہوا۔ پھر چار روز کے بعد اس مدینہ بن زید بھی فتح کر کے آئے
ابیرق کا جنگ ابو بکر صدیق نے اس مدینہ کو مدینے میں خلیفہ کئے اور ان کے لشکر والوں کو وہاں
چھوڑ دئے تا جاؤروں کو آرام ہو۔ اور آپ نے اول جن غازیوں کو ساتھ لے کے گئے تھے انہیں کو ہمراہ لے
کے ابیرق کی طرف روانہ ہوئے وہاں بنی عبس اور بنی ذبیان اور بنی کنانہ کے تکریمان جمع آئے تھیں اپنے
جنگ کئے مخالفوں کو ہزیمت ہوئی۔ پھر ابیرق میں چند روز اقامت کئے اور بنی ذبیان کے ملکوں کو اپنے
تصرف میں لائے اور فرمائے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو غنیمت دیا پھر دسے لوگ ان ملکوں کے مالک
ہو نا حرام تھی۔ اور ابیرق اور ربذہ کو احاطہ باندھ کر مسلمانوں کے گھوڑوں کی چراگاہ مقرر کئے۔ اور
آپ مع الخیر مدینہ کی طرف تشریف لائے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
روانگی ذوالقصہ کو بنی عبس اور بنی ذبیان جو بھاگے تھے بڑا خد میں جا کے طلیحہ سدی کے
پاس جمع ہو پھر صدیق اکبر ہمد کے لشکر کو ساتھ لے کے طلیحہ پر جانے کے ارادے سے ذوالقصہ تک آئے۔ واپسی
ابن عمر سے اور ذکر یا ماجی علیائشہ صدیقہ سے روایت کئے ہیں کہ جب ابو بکر صدیق اونٹ پر سوار ہو کے سیدھے
اور تر واریام سے کہنے علی مرتضیٰ نے اگلے ناکے کی جہاں پر کڑے گئے کہنے لگے کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ کہاں جاتے
ہو حضرت نے آپ کو جنگ احد کے روز جو فرمائے تھے میں بھی وہی بات کہتا ہوں کہ تم اپنی تر واریام کو نیام کرو
اور اپنی جان کی مصیبت کا درد ہم کو نہ بتلاؤ۔ اور مدینہ کی طرف تشریف لے چلو واللہ آپ پر کچھ مصیبت ہو تو
اسلام کا نظام باقی رہے گا۔ اور دوسرے صحابہ بھی ایسا ہی ملتے ہوئے اور عرض کئے کہ مدینہ کی طرف مرجعت
کیجئے اور جنگ کے واسطے دوسرے صحابہ کو روانہ فرمائے۔ تب صدیق اکبر نے اپنا سفر موقوف کئے جب ہمد
کا لشکر آرام پا یا اور صدقات کی تقسیم کے بعد کچھ مال باقی رہا۔ گہارا جھنڈے بنا کے گہارا امیروں کے
حوالے کئے۔ ایک جھنڈا خالد بن ولید کے ہاتھ دیکے حکم کئے کہ تم جا کے طلیحہ بن خویلد سدی کے ساتھ جنگ کرو۔
اسے فارغ ہوئے بعد بطلان کی طرف مالک بن نویرہ پر جاؤ۔ دوسرا جھنڈا عکرمہ بن ابوجہل کے ہاتھ دے کے واپس
کہ تم جا کر سید کذاب سے جنگ کرو۔ تیسرا جھنڈا شرجیل بن حسنہ کے حوالے کر کے عکرمہ کی کمک پر مقرر فرمائے اور
کہے کہ اس سے فرخت پائے کے بعد بنی قضاہ پر جاؤ۔ چوتھا جھنڈا ہاجر بن ابی امیہ کے ہاتھ دے کے فرمائے

کہ غصی کا لکڑے کے قس بن کشتی پر بٹاؤ۔ پانچواں جہتہ عالم بن محمد بن الحامس کے ایک بکے مشرق کے جانب
شام کی طرف روانہ گئے۔ چھٹاں جہتہ عمر بن الحامس کے حوالے کر کے قینا وغیرہ پر بھیجے۔ سہواں
محمد بن احمد بن محمد بن الحسن کے ہاتھ دے کے ابن یونس پر بھیجے۔ اور آٹھواں جہتہ انور بن غار جہ کے ہاتھ دیکے
بنی سلیم اور جازن پر روانہ فرمائے۔ نوواں جہتہ اسود بن مرقن کے پاس دیکے ہمارا کی طرف بھیجے۔
دسواں جہتہ الامین بن عمر بنی کے ہاتھ دیکے بحرین کی طرف روانہ گئے۔ گیارہواں جہتہ اعلیٰ بن محمد
اسدی کے ہاتھ دیکے قطن کی طرف روانہ فرمائے اور ہر امیر کو ان کے منصب کا حمد عامہ اور مرثیہ
کے تثنیہ میں ایک فرمان لکھ دئے اور ہر ایک کا لشکر لگے ساتھ دیکے ذوالقعد سے جو طرف روانہ ہوا
اور آب مدینے کی طرف مراجعت گئے۔ **ہجرت سے بارہویں سال کا**
احوال ہجرت سے بارہویں سال کے ابتدا میں ابو بکر صدیق نے طلحہ بن خدیج سے جنگ کر لیا
قصہ لگے اور ذوالحجۃ تک پہنچے مدینہ و مکان ایک ہفتہ کے قیام سے برہی۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ
وجہ انتخابنا مصلحت وقت نہ جان کہ ان کے مرکب کی ہاگ پر کیے کہنے لگے کہ آپ کا جانا مناسب نہیں ہے
کہ آپ کے عوض بنی اور کیکر بھیجے تب صدیق نے خالد بن ولید کو روانہ کر کے آپ مراجعت کی۔ ان دونوں
طلحہ بن خدیج اور اسد بن ہاشم کو ایمان لکھ کر گاہ قہر دیا مٹا۔ اس طلحہ کا قصہ مختصر یہ ہے کہ اسے حضرت کے وقت میں
ایمان لاکے اپنے قبیلے کی طرف گیا ایک ایک مرتبہ ہر کے نبوت کا دوا کرنے لگا اور لوگوں سے ناز و زلف
کر دیا اور نہ ہاگو مباح شہر یا شہو ذواللہ تھا ایسی ہاشمی اور سواد لایطانی کے جب بنی اس کے لوگ اسکی رسالت
کا اقرار گئے۔ اور عیینہ بن حصین بنی خزاعہ کے ساتھ اور عمر بن عبد کرب بھی اس کے شریک ہو گئے۔ حضرت کی پوتی
کے بعد ان کا ہم دور بھی قوی اور حکم ہوا حضرت طلحہ اپنے لشکر سمیت ان میں چاہیئے اول طلحہ کے پاس کیلون کو
رواہ گئے اور ہر ایک نصیحت کی کہ مخالفت چھوڑ دو یہیے اور اس وقت سے باز آؤ اس نے قبول کیا۔ تب
خالد نے لشکر کسی کئی اور مصلحی کر سستہ گئے عیینہ بن عمر بن عامر طائی اور عیینہ بن زید بن لیل کو مقرر کئے اور
آپ قہر لشکر میں قیام کیا۔ اور طلحہ بنی اسد اور غطفان اور خزاعہ کے قبیلوں کو لشکر اسلام کے مقابل کیا
اور مصلحی کی بنی اور آب سر ہر ایک چادر کی بنی ہر ایک گلہ پر مٹیا۔ اس کے سپاہ کو ایسا نظر آتا تھا کہ گویا جبریل علیہ
السلام کے نزول کا انتظار کر رہی تھی۔ پھر دولشکر جنگ آغاز کئے۔ عیینہ بن حصین بنی خزاعہ سے ساتھ کوشہ
کو ہر ایک خالد کا تھا کیا اور بہت سعی و کوشش کیا لایا کچھ قانون ہوا۔ جب سپاہ اسلام کی تھوکت اور
وہ بہر دیکھا نہایت مضطرب سے جنگ موقوف کر کے طلحہ کے پاس گئے پوچھا کہ جبریل نازل ہوا یا نہ طلحہ نے کہا جبریل
نہیں آئے۔ عیینہ پھر طرغاد کو راجا جنگ کرنے لگا ہر ایک ساعت کے بعد دوسرے بار کے طلحہ سے دریافت کی

فیض و رحمت میں لے آئے تھے توفیق حاصل ہوئی۔ اور حضرت نے جبروئے حق سے یہ عورت بڑے بعد مخالفت پر
 کرنا نہ سیکھی۔ یہ سبھی حضرت کے بعد اس حکومت اور ریاست کی جو سب سے پہلی ہوئی وہ نایاب مرتبہ ہو گئی۔ خلق ان
 اور چواڑن اور سلم اور ہمد اور علی کے قبیلوں کی ایک جماعت کے زیرِ تابع ہوئی۔ جب یہ خبر خالد کو پہنچی اپنا
 لشکر جو اس ہزارے کے ایک ہزار سپر چلے گئے۔ سلمیٰ بھی یہ خبر پانچ کے کرانی کے لئے لشکر تیار کر لی جب ہمد و سلم
 مقابل ہوئے خالد اس وقت جنگ کے کہ ہمد و سلم کو سوائے فرار کے چارہ نہ بچا کر تھا گئے سلمیٰ جو ایک
 اونٹ پر سوار تھی غازیوں کی ایک جماعت اس کو گھیر لی اور اس کے اونٹ کو بے گناہ اور سلمیٰ کو قتل کر کے چمن
 میں رہا ان کے دوسرے فتوحات پر یہ فتح عظیم علاوہ ہوئی۔ **سجاء نبوت کا دعوا**
 کرنا اور سید کذاب کے ساتھ ملنا اور خالد ان کے ساتھ
 جنگ کرنا۔ قتل بھی کر سجاء ایک امرانہ عورت تھی۔ فصاحت بیانی اور طلاق لسانی میں
 مشہور و معروف تھی۔ شریعت عیسوی کی اوضاع و احوال بخبردار تھی جب ریاست اور علم فصاحت کے
 سبب پہنچی تھی کہ نبوت کا دعو کرے لاکھ جب تک حضرت زندہ تھے طاقت نہ پائی۔ اور جب حضرت رحلت
 فرمائے سجاء نبوت کا دعو ابرہہ مارنے لگی۔ کلمات مستحجہ بنائی اور کہتی تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی
 آئی ہے۔ جی ٹھیک لوگ جو وہ بھی انھیں سے تھی سب کے سب اسکے تابع ہوئے اور اس کی تصدیق کئے
 اور سجاء اپنے ناموں کو ناز و روزہ اور زکوٰۃ و صدقہ کا حکم کرتی تھی۔ اور شوخ کا گوشت ان پر سباج کر دیا
 بنی قریظہ تابع چلے گئے فی الجملہ جب اس کا مرقع پڑا یا اکثر قبائل عرب کو خطوط لکھے کہ اپنی نبوت باطل
 کی طرف رجوع نہ کریں۔ جب ایک جماعت اس کی تابع ہوئی اور اس کا ہم قومی ہونا ملک بن نویرہ کو جو بنی قریظہ کا
 سردار تھا اور شعابہ سلام رکھتا تھا مار لکھی۔ ملک اپنی اہلی و عیال اور کم عقل سے دین اسلام بدل گیا اور اس کا
 تابع ہوا۔ اور عرب کے بہت سردار جب اسکے تابع ہوئے سجاء کہے کہ ہمارے مخالف بہت ہیں سو ہم پہلے اس
 فرسے کے رفع کرنے میں کرنا چاہیں۔ سجاء چند مستحجہ باتیں ان کو سنائی اور کہی کہ یہ کلمات کہاں سے نازل
 ہوئیں۔ ان جملات میں یہی معنوں تھا کہ اول بنی زباب سے جنگ کریں پس اس قبیلے کے جنگ پرست
 ہوئے اور اس قوم کے اکثر لوگ مارے گئے۔ پھر وہ سرداروں نے سجاء سے کہا کہ ہم ایک ام غنیم پر کر
 بانہ ہیں جب ہم مخالفانہ ہیں مناسب یہی ہے کہ اول ان سے سلام جنگ کر کے ابو بکر صدیق کے لشکر کو تباہ
 کر دیں۔ سجاء نے کہا کہ میں وحی کا انتظار کر رہی ہوں اسی شب چند مستحجہ باتیں تراشی کہ اول یادر کے
 طرف جا کے سید کذاب سے جنگ کیجئے۔ اور علی الصبح اپنے سرداروں کو سنا دی۔ ان دنوں سید کذاب
 پہلی بار کی طرف نخل کے نبوت کا دعو کر رہا تھا۔ سو ابو بکر صدیق نے شرجیل بن حسنہ اور عکرمہ بن ابی جہل کو اپنے

تھے۔ اور ابو بکر صدیق کے فرمان پر خالد بن ولید بھی شرجیل اور عکرہ کی کمک پر جائیگا قصد رکھے تھے۔ ایسے میں خالد نے بہر خبر سنی کہ سبجاء نے مسیلہ کذاب پر لشکر کشی کی یہی مصلحت اسی میں دیکھے کہ چندے تو قضا کرے۔ اس اثنا میں شرجیل اور عکرہ یہی حال معلوم کر کے مدینہ کو لوٹ آئے۔ کہ ان دونوں کا انجام کار کیا ہوتا ہی دیکھیں۔ غرض جب مسیلہ کذاب نے سنا کہ سبجاء ایک برا لشکر لے کے جنگ کرنے کو لے آتی تھی۔ مسیلہ کذاب نے اپنے چند مصاحبوں کو دکالت دے کے سبجاء کے پاس بھیجا تا اسکا غرض معلوم کریں۔ وکیلون نے جا کے اسکا غرض دریافت کیا سبجاء نے کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بروچی کی ہی کہ تمہارے سے جنگ قتال کروں۔ پھر اسباب میں دے پریشان کلمات جو باندھی تھی انکو سنائی اور رخصت کی۔ وکیلون نے اسیرقت پھر اور جو کچھ سنا تھا مسیلہ کذاب کے پاس جا کے سنایا وہ ملعون ہر چند جانتا تھا کہ سبجاء اپنے مانند نبوت کے دعوے میں جھوٹی ہی لاکن لشکر اسلام کا برا ہی خوف جو اسکے ناپاک دل میں جاگیر تھا مصلحت وقت اسی میں جانا کہ سبجاء سے صلح کرے سو دوسرے روز اپنے وکیلون کو سبجاء کے پاس روانہ کیا اور یہ پیام بھیجا کہ جب تیرے پر وحی نازل ہوتی ہی تصدیق کے سواے چارہ نہیں۔ اب میں چہتا ہوں کہ تو اپنے خواص کو ہمراہ لے کے آوے تا تیرے سے ملوں اور تیرے باتیں سنوں۔ جب وکیلون نے یہ پیام پہنچایا۔ سبجاء بڑی جلدی سے اپنے خواص و دشمن شخص کو ساتھ لے کے نکلی جب نزدیک جا پہنچی وہ ملعون نے حکم کیا کہ قلعے کے دروازے پر ایک باغ جو واقع ہی اس میں خیمہ کھڑا کریں۔ پس آپ قلعے سے باہر آیا اور اس خیمے میں سبجاء سے ملاقات کی۔ اثنائے کلام میں سبجاء نے اس پوچھی کہ آی مسیلہ ان دنوں کو ہی آیت تجھ پر اتری ہی۔ کہا ہاں پوچھی وہ کونسی تھی۔ تب وہ کہنا کہ اب نے یہ جملات بکا۔ الم ترکیف فعل رباک باللیل اخرج منها فسلبت تسعی من صفاق۔ پھر اسے پوچھی کہ اسکے بعد تیرے پر وردگار نے کیا بھیجا ہی۔ تب وہ ملعون نے چند کلمات عشق آمیز اور شہوت انگیز جرم دون اور عورتوں کے اختلاط میں تھیں سنایا جب سبجاء سنی اسکی شہوت کو چھیر ہوئی بے اختیار بول تھی کہ واللہ تو پیغمبر ہی جب وہ کذاب نے سبجاء کی رغبت اپنی طرف دیکھی اور بھی اسکی طمع زیادہ ہوئی۔ کہنے لگا کہ تو اور میں ہر دو پیغمبر ہیں۔ اور ہر دو نبوت میں برابر پھر اس سے کہا بہتر کہ شیر و شکر کے مانند میرے لمبا دے اور میرے نکاح میں آوے۔ سبجاء رضی ہوئی۔ پھر ہر دو کہنے لگے کہ وحی کا انتظار کریں چونکہ مسیلہ کذاب کی شہوت غالب ہوئی تھی فی الحال اضطراب شروع کیا اور سبجاء کو ایسا بتلایا کہ گویا آپ پر وحی نازل ہوئی ہی پھر ایک لحظے کے بعد ایک مسیح عبارت بنا کے سنا دی اور اس میں سبجاء کے ساتھ جماع کی تصریح کی تھی کہ ان شئت جماع پس اس وقت دے ہر دو بدکار زنا میں گرفتار ہوئے تین دن وہی خیمہ کے دریا زنا کاری میں رہے پھر سبجاء اپنے قوم میں آئی اسکے لشکر کے سرداروں نے جیسے ٹالک بن نویرہ و زرقان

بس جو وہ طاعون کا جب وہ غیر اس پہنچا کہ سیدہ کذاب کے ساتھ تیری ملاقات کس طرح ہوئی۔ کہنے لگی کہ اسکو
 میرے سامنے بڑی حکم الہی سے اسکے ساتھ اپنا تلخ کی۔ سردار ورنے پہنچا کہ تیرا مہر کہا مقرر کیا۔ کہی کہ نہ نہیں انھوں
 نے کہا کہ یہ ہر برس عید کی بات تھی کہ تیرے سی عورت بلا ہر اسکے تلخ میں آوے اب اپنا مہر طلب کیجئے
 سب سے پھر گئی اور مہر طلب کئی۔ وہ طعون پہنچا کہ تیرا ہون کون تھی۔ اسے کہی شیت بنی تھی۔ کہا اسکو کہ بڑا
 جب وہ حاضر ہوا کہا کہ اپنی قوم میں نہا کر دے کہ عشا اور صبح کی غار میں جو دین محمدی کے موافق تھیں میں نے تم سے
 معاف کیا ہوں اور سب سے عید کا یہی ہر شہر آیا ہوں۔ اور بیٹھے تو اس کے میں مسطور ہی کہ جب ان دونوں کی غوث
 صحیح ہوئی اور عرب کے سردار جو اسکے تلخ پہنچے تھے انکو بہر خبر پہنچی وہ بے بہت ہی پشیمان ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم
 غلط کئے تھے کہ تیرے قبائل سے تلخ اس عورت کا دین قبول کئے اور اسکو بارہ کے قتلے تھے لاسیدہ کذاب طاعون سے بیان
 تک کہ ہر روز ناکاری میں گرفتار ہوئے۔ اب ہم اسکا تدارک کیا کریں اور خالد کو کس طرح نہیں نکالیں۔ سب کے
 سب شورت کر کے متفرق ہوئے اور اپنے اپنے قبیلوں میں جا پہنچے اور کمال مذمت اور معذرت سے ابھر کر
 حدیقہ کی خدمت میں عرضے روانہ کئے۔ جب سب سے حال دیکھی جلد گھر اسکے چار کو شمع کے چراغ لے کے اپنی
 منزل کی طرف روانہ ہوئی۔ لاکھ بیٹھے یہ دیکھتے تھے کہ سب سے آخر الامر اپنے گھسے باز آئی اور تیرے کے اسلام
 سے شرف ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ خالد بن ولید کے ماتھے سے مالک
 بن نویرہ کا مقتول ہونا۔ مالک بن نویرہ عرب کے سردار ورنے تھا اور عمر فاروق کے
 ساتھ اسکو دوستی تھی مالک جب سب سے جدا ہوا اطلاع میں فاطمہ کی اپنی موت تک وہیں رہا۔ تفصیل اس
 احوال کی یہ تھی کہ امیر المومنین حدیقہ کے کبر جب خالد کو شخصیت کی بہر وصیت فرمائی کہ جا سو سون کو عرب کے قبیلوں
 کی طرف بھیجئے۔ جس قبیلے سے اذان کی آواز آوے انپر سلام کا حکم فرمائے اور ان سے عرض نہ کیجئے۔ اور جس قبیلے
 سے اذان کی آواز نہ آوے انکو سلام کی طرف بلائے اگر قبول کریں نیز ورنہ انپر تیغ چلائے۔ خالد نے یہ وصیت
 قبول کر کے روانہ ہوئے۔ جب مسافرا کہ عرب کے سردار سب سے پشیمان ہو کے اپنے قبیلوں کی طرف
 پھر گئے تھے۔ ابو بکر حدیقہ کی وصیت کے موافق اپنے قبیلوں کی طرف جا سو سون کو روانہ کئے تا ان کے حالات
 واقف ہو کے جلد اگر ضرورت ہو۔ سو ایک جماعت کو مالک بن نویرہ کے قبیلے کی طرف بھیجے تھے تا انکی کفر و اسلام
 سے آگاہ کرے۔ انہوں نے یہ ایسا ہی دریافت کر کے آئے۔ اور بیٹھے جا سو سون سے عرض کیا کہ مالک بن نویرہ کے
 قبیلے سے ہم اذان کی آواز نہ سنا۔ لاکھ ابوقادہ انصاری جو انھیں میں تھے یہ گواہی دی کہ میں اس قبیلے سے
 اذان کی آواز نہ سنا ہوں۔ عرض جب خالد نے مالک سے ملاقات کی انھوں نے کلام میں بار بار خالد کی خاطر میں گنہگار
 تھا کہ یہ شخص مرتد ہی۔ اور مالک جب با ورن بات حضرت سیدہ کائنات سے کوئی قول نقل کرتا تو وہ کہتا کہ

قَالَ صَاحِبُكُمْ يَا قَالَ رَجُلُكُمْ۔ یعنی ایسا کہا جس کا نام ہمارا یا مروت ہمارا۔ جب کئی بار ایسا کیا۔ خالد نے غصہ ہوا۔ اور سر بلند کر کے کہنے لگے کہ ارے کتنے۔ کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہی جیسے تھے تمہارے جیسے تھے۔ پس حکم کئے کہ اس کو قتل کرو مجھ کو اس حکم کے اسکا سر اس کے تن سے جدا کر دے۔ اور بعضے تارہ بخون میں لائے۔

پہن کہ جب مالک کو اسکی قوم سمیت اسیر کر کے لائے خالد نے انکو قید میں رکھے۔ رات کے وقت جب ہوا تند چلنے لگی اور سرد مزاد ہو گیا۔ خالد کمال شفقت سے حکم کئے کہ اربو الاسرا حکم۔ یعنی تمہارے قیدیوں کی نگہبانی کرو۔ حتیٰ زہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرنا ہی تو اسکا سبب بھی ہوتا ہی۔ جب خالد نے یہ حکم کیا نہ کرنے والے نے بنی کنانہ کی لغت سے جو قتل سے عبارت تھی نہ کی۔ اکثر نگہبان جو بنی کنانہ سے تھے کنایہ قتل سے سمجھ کے قبضہ شمشیر پر ماتھے دالے اور سب قیدیوں کو قتل کر دئے۔ جب خالد حقیقت حال خبردار ہو گئے کہ اگر اَرَادَ اللہ اَمْرًا اَصَابَهُ۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرنا ہی تو وہ کام ہو جاتا ہی۔ غرض مالک کے قتل کے بعد خالد اسکی عورت کو اپنے بھائی میں لائے۔ کہتے ہیں کہ جب مالک بن نویرہ اور اسکی قوم قتل ہوئی۔ ابو قتادہ انصاری برہم ہو کر کہنے لگے کہ خالد جس لشکر میں رہے میں اس لشکر کے ساتھ نہ آؤں گا۔ پس اس لشکر سے بھل کے مدینہ طیبہ کے طرف روانہ ہوئے ابو بکر صدیق کی خدمت میں پہنچ کے سب برگزشت بیان کئے اور یہ کہ خالد نے میری بات نہ سنی دوسرے اعراب کے گواہی جو انکا مقصد غنیمت حاصل کرنا تھا معتبر جانی۔ **نقل** یہی کہ مالک کا بھائی ضم بن نویرہ بھی وارد مدینہ ہوا اور صدیق اکبر کے حضور میں حاضر ہو کے صورت حال گزارش کی اور اپنے بھائی کے خون کا بدلہ طلب کیا۔ عمر فاروق اسکی تائید کر کے کہے کہ خالد کی شمشیر اسلام پر کھینچی گئی یہ بات واقع کے مطابق ہو تو پھر قصاص کیا جائے۔ جب اسباب میں عمر فاروق کا بھائی حد سے گذر ا صدیق اکبر فرمائے کہ خالد کو اس مقدمے میں کچھ تاویل رو دینی ہوگی اور اس سے اس تاویل میں خطا ہوئی۔ اسی عمر اسکی شان میں اپنے زبان کو پچائے کہ حضرت نے اسکو سیف اللہ فرمائے اللہ تعالیٰ جس شمشیر کو کافروں پر کھینچو یا میں اسکو ہرگز نیام میں نہ ڈالوں گا۔ پس خالد کو ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمائے کہ لشکر کو وہیں چھوڑ کے آپ مدینہ مقدسہ کی طرف آوئے۔ جب ابو بکر صدیق کا نامہ پہنچا خالد اُفتیت نکلے اور جب داخل مدینہ ہوئے ویسا ہی بلال کی اعانت سے صدیق اکبر کی خلوت میں جا کے ملازمت حاصل کی اور حقیقت واقعی بیان کر کے اس مقدمے میں اپنی عذر خواہی ظاہر کی۔ صدیق اکبر سب احوال سنے اور انکا عذر قبول کر کے اسکی انکو رخصت دی اور حکم فرمائے کہ اُفتیت روانہ ہوئے اور اپنے لشکر میں جا کے پہنچتے ہی تیاری کر کے بامد کی طرف جاؤ وہاں عکرم بن ابوجہل جو مسیلمہ کذاب کے جنگ پر مستعد ہیں ان کے ساتھ بل کے اس بلوں سے جنگ کرے خالد حکم کے موافق اُفتیت روانہ ہوئے۔ باہر عمر فاروق جو دروازے پر بیٹھے تھے خالد کو خوشحال

دیکھ کے کہ خالد صدیق کبر کے حضور میں قبول ہوئی۔ میر صدیق حکم کے کہ مالک بن نویرہ کا تختیاست لال
 میں دیکھ کے قوم کے سبب ان ہی مالک کے چنانچہ گنجا دے۔ روانہ ہونا خالد کا کام کے
 طرف اور مارا جانا سیکندرب کا۔ جب خالد ابو بکر صدیق کے حکم پر مدینہ سے
 نکلے جلد قلع منائل کر کے اپنے لشکر میں داخل ہوا اور جلد رسوا و جنگ کا سہا ہوتا کہ یہ مالک کی طرف اور
 ہوئے۔ اور گردہ انصار کی زمام اختیار ثابت بن قیس کے ماتر مٹے۔ اور حکم کے کہ سب ہجاء و انصار ابو بکر
 بن عتبہ بن بیہ کے اور زید بن الخطاب کی صواب دید سے بجا و نوکریں اور اسی طرف میں خالد نے دیکھا کہ سواروں کی
 ایک جماعت گھوڑوں کے اتر کے اگلے باگیں اپنے ہاتھوں میں لے کے سوئی تھی۔ ایک شخص نے جو یاہم کے سردار
 سے ایک سہ دار کو قتل کر کے فرار ہوا تھا سو وہ سواروں نے اسکو دھو تہنے کے لے لے لے خالد کے لشکر
 انکو سار کر کے پوچھے کہ تم کون لوگ ہو اور کہاں جاتے ہو۔ دے اپنا قصہ بیان لے تب انکو خالد کے پاس
 آئے خالد انکا مفاد و دریافت کئے دو سے گراہوں نے جواب دیا کہ تمہارے سے ایک پیغمبر اور ہمارے
 ایک پیغمبر تھے۔ خالد یہ سننے ہی ان کے قتل کا حکم کئے جب سب کو قتل کر چکے ساریہ بن عامر اور قحطافہ بن خزیمہ
 یہ ہر دو سیکندرب کا ایک ارکان دولت اور یاہم کے سرداروں سے تھے سوساریہ نے کہے تھا کہ ای خالد اگر تم چہتے ہو کہ ہم
 ملک تمہارے ہاتھ آوے تو ہمارے خون سے دنگ نہ کرو تب اسکی وصیت کے موافق خالد ان سب کو قتل کر دئے
 اور بجا و کو گناہ بانی بن رکھے۔ پھر خالد یاہم کے قریب ایاض جو ایک قریہ تھا اسکو اپنا لشکر گاہ منبرائے تاخو
 و تامل سے جنگ ہمال پر قیام کرین کہ کون کون نہ تون رجال بن فواہ کی جمہوری گواہی سے سیکندرب کا کاروبار بیت
 قوی ہوا تھا اور چالیس ہزار مرد جمہوری کے قریب اسکے پاس جمع آئے تھے رجال کی جمہوری گواہی کا قصہ یہ بھی
 کہ اسے حضرت کے زمانے میں اقل مدینہ کے حضرت پران کا یا اور سورۃ البقرہ سیکندرب کا کہ وہ بار بیت
 گیا وین اسلام سے میر جا کے سیکندرب کے ساتھ شریک ہوا اور اسی لحون کے اعوان سے یاہم والوں کے جلس میں
 جمہوری گواہی دی کہ میں نے حضرت سے سنا ہوں کہ سیکندرب سیری پیغمبری میں شریک تھی۔ اسس لحون کی
 جمہوری گواہی سے ہی پیغمبر کے لوگ اسکو پیغمبری کے دعوے میں بچا جانے سے عزم سیکندرب نے جب خالد کی
 خبر سنا اپنے لشکر کو تیار کر کے مقابلہ پر آیا۔ خالد زید بن الخطاب کو اپنے لشکر کے یمنہ پر اور زید بن الحارث کو میسر
 پر مقرر کر کے جنگ شروع کئے مخالفوں سے پہلے جو مارا گیا وہی رجال تھا جو جمہوری گواہی دی تھی زید بن الخطاب
 کے تراد سے داخل مقرر ہوا۔ اور خالد اپنے لشکر سے باہر آئے جنگ کے میدان میں شجاعت کی داد دیئے اور
 ایک رجز پڑھتے تھے اپنی شمشیر بانی سے آتش فشاں کر دے تھے بیت سے کا فزون کو قتل کر کے اپنے ہاتھ
 کے نیچے لے کر رہے ان کے بعد عابین یہاں نے میدان میں آئے اور ایک رجز پڑھتے ہوئے علامتیں کر رہے تھے

دشمنوں کی ایک جماعت کو قتل کر کے دوزخ کی طرف بھیجے ایسے میں ایک شقی نے اپنا ایک شمشیر لگا لیا ضرب کیا کہ اسنے سر کا پوست کٹنے لگے کھنکھانے لگا رہا تھا عمار باوجود ایسے زخم کے اُس ملعون کو مار کے زمین پر گر گئے پھر اپنی جگہ پر لوٹ آئے پھر حارث بن ابشام مخزومی بعض کو قتل اور بعض کو زخمی کر کے اپنی جگہ میں اگر کھڑے رہے۔ کہتے ہیں کہ زید بن الخطاب مخالفوں کے پانچ مشہور سپاہیوں کو قتل کر کے گھوڑے سے زمین پر گر گئے آخر انکو ایک خرم ایسا لگا کہ اس سے شہادت پا کے جنت کی طرف روانہ ہوئے اور سالم جو ابو حذیفہ کے غلام تھے اور اس روز علم برداری کی خدمت انھیں پر مقرر تھی وہ بھی شہید ہو گئے۔ باوجود مسلمانوں میں تین تلو شخص کے قریب مشرب شہادت نوش کئے کہتے ہیں کہ ابتداء سے ظہور اسلام اسوقت تک مسلمانوں میں ایسا واقعہ رونمایا تھا۔ جب لشکر خالد کے برے برے بہادر شہاوت پا گئے لشکر میں ضعف آیا دشمنوں نے غنیمت جان خالد کے خیمہ پر اگرے اور نواروں سے اسکو پارہ پارہ کر کے اندر گئے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد اسکی عورت اتمیم کو خالد جو اپنے بچل میں لگائے اور وہ عورت اسخیمے میں حاضر تھی چاہے کہ اسکو قتل کریں۔ مجاہد جو اسخیمے میں مقید تھا سو مخالفوں کو اسے قتل سے منع کیا اور کہنے لگا کہ اس عورت سے میں سوا رحمت و شفقت کے امر دیگر نہیں دیکھا ہوں۔ اس اثنا میں خالد نے شمشیر انتقام اپنے نیام سے کھینچ کے اُن کافروں کی جماعت کو قتل کر ڈالے۔ غرض شام تک جنگ و جدال کمال رہا۔ اور ہر دو فریق بھی شب خون کے اندیشہ سے گھورتوں کی باگ مانتے نہ چھوڑے اور اس شب میں خوب نکلے علی الصباح جب اقلیم چارم کا بادشاہ خنجر زنگار لیا ہوا اُفق شرقی سے طلوع کر کے ولایت نیرو کی تسخیر کے لئے جھنڈا کھڑا کیا یعنی جب آفتاب طلوع ہوا مخالفوں کے لشکر سے پہلے جو میدان میں آیا مسیلہ کذاب کا حصہ راز حکم بغین تھا لشکر اسلام مقابلے میں آگے ایک رجز پڑھا میں سید کذاب اور اس کے خواص کی تعریف تو تو صیف تھی۔ تب ثابت بن قیس انصاری نے جو شہید دلاوری میں بے نظیر تھے اپنا گھوڑا میدان میں لگوا اور بہت جلد کے حکم کی کمر پائی نیزہ ایسا مارا کہ اسکا کام تمام ہوا اور اسے قتل کے بعد سر کے من چپ و بہت اپنا گھوڑا دوڑاتے تھے اور دشمنوں کو قتل کرتے تھے بہتوں کو قتل کر کے آپ بھی شہادت پائے اُنکے بعد جناب بن ثابت بن العوام جو زبیر کے برادر تھے میدان میں آئے اور بہت سے دشمنوں کو قتل کر کے آپ بھی شہادت پائے۔ پھر بڑا بن غائب اپنے لشکر سے باہر آئے کفار پر حملے کر کے بہتوں کو تیر تیغ کئے۔ جو غزوہ کی داد دے کے پھر اپنے چار کے کھڑے رہے دشمنوں نے یہ حال دیکھ کر بہت فکر مند ہوا اور سب کے سب ایک بار حملہ کر کے لشکر اسلام پر گرے۔ تب خالد کے لشکر میں ایک تیز زل آیا خالد نے ایک نعرہ کیا کہ اے مسلمانو خدا سے درو عاقبت کا اندیشہ رکھو اور ملت محمدی رکھتے ہو تو اپنی جانے بچھو۔ جب اہل اسلام خالد کی آواز سننے اپنی دین و دنیا کی بہتری آئین جان کے پھر لگے برے اور کافروں پر ایسے کچھ حملے کئے کہ ان کے لشکر میں تیز زل آگیا۔ القصہ اس روز ایسا جنگ ہوا کہ ہر دو لشکر میں بڑا زیادہ اپنی جگہ چھوڑ کے پھر

ایسے مقام میں قائم ہو پھر اللہ تعالیٰ لشکر اسلام کی تائید کی جاوے جس جنگ و جدوجہد میں اس دنیا میں خودی کو کافروں کی لشکر کا بے لاکہ ایک باغ میں جسکو حدیقۃ الرمان کہتے تھے پناہ لے اور اس باغ کا دروازہ بند کر دے جب باغ کے اندر جاننا مشکل ہو جائے اور ابن مالک نے کہا ای گردہ بیلین بھی اٹھا کے دیو اور پر باغ کے اندر داخل ہو کر دروازہ کھلے گا کیونکہ ہو۔ سو انکو حصار پر پھینک دے گا فزون کی ایک جماعت جو دروازہ کھلے پس حق برادر ہے انکو قتل کر کے کھڑا کر دے گا جب اسکا دروازہ کھل گیا اور لشکر اسلام اس باغ میں داخل ہوا پھر جنگ شروع کئے اور ایسا سخت جنگ ہوا کہ دشمنوں کو س ہزار آدمی کے قریب مار گئے حکم بن ظہیر بن ابی انہین بن مارا گیا اور سید الکذاب بھی اسی باغ میں وحشی کی تیغ سے قتل ہو گئے جنم کی طرف اپنا منہ نکال گیا اسی باغ وہ باغ حدیقۃ الرمان سے مراد ہے یہ وحشی وہی نبی جو حضرت کے عم بزرگوار حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ وحشی کے ایمان لانے کا بیان یہ ہے کہ جو ان السیرین منہا نبی جو چاہیں اس میں دیکھیں کہ حق منہ وحشی سے قتل ہوئی کہ عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد میں نے مدینہ کو آئے کہ حضرت کا درخت کا شرف ہوا وہاں لایا ہر چند حضرت پیر تقییر بن جندب نے لاکھ بیری ملاقات کو کر دے رکھتے تھے کہ کوئی مجھے دیکھے سے حضرت کو عمر رضی اللہ عنہ یاد آتے تھے ہوا اسلئے میں حضرت کے حضور میں نہیں آتا بلکہ پیچھے رہتا کہ تا جب حضرت کا وفات ہوا اور لشکر اسلام یا مد کی طرف توجہ لایا میں خود ہی حربہ کر جبکہ عمر رضی اللہ عنہ کے اور پیچھا تھا لیا ہوا اس لشکر کے ساتھ تھا جب کافروں نے حدیقۃ الرمان میں پناہ لے اور مسلمانوں نے اسے جنگ کرنے لگے میں بھی اس جنگ میں حاضر تھا ناگاہ کہا دیکھتا ہوں کہ سید الکذاب نے شمشیر کھینچا ہوا کھڑا ہے اور لوگوں کو جنگ پر ترغیب کر رہا ہے جب میری نظر اس پر پڑی اور وہ بھی مجھے دیکھا میں نے اسکا قصد کر کے چل دیا ایسے میں غارہ انصاری کے چہرے بھائی نے دوسری طرف سے اس میں لوگوں پر آئے بن نے اپنی حربہ اس میں پھینکا سو اس کا فر کے سینے سے پار ہو گئی اور ادھر سے غارہ کے چہرے بھائی بھی تیغ چلائی اللہ تعالیٰ جانے کہ وہ میں پیر کرب سے مارا گیا یا ان کے قریب سے۔ لاکھ جازی پر ایک عورت نے کھڑی تھی سو چار کے کہنے لگی کہ سید الکذاب کو ایک سیاہ غلام نے مار دالا۔ اور وحشی کا یہ قول مشہور ہے کہ میں نے اپنی جاہلیت میں خیر الناس کو قتل کیا تھا اور اسلام میں شر الناس کو مار دالا الحمد للہ علی ذلک جمہور مدینہ نے کہا نبی کہ اس روز کافروں کو ستر ہزار شخص باغ کے اندر اور ستر ہزار شخص باہر مارے جا کے پرے گئے۔ کہتے ہیں کہ جب سید الکذاب نے مارا گیا نبی خفیہ کے لوگ اس باغ کے دیوہ کو روزن وال کے بھاگ گئے اور مسلمانوں سے اس جنگ میں ایک روایت سے تین سو پچاس شخص دوسری روایت ایک ہزار دوسرے جو انہما جہود انصار شہادت پائے اور ان میں اکثر قرآن مجید کے حافظوں اور قاریوں سے تھے ایسی سب سے جب ابوبکر صدیق نے یہ واقعہ سنے انکو چڑا دیا کہ یہ لوگوں کے باطن سے کلام برائی اور کلمات

موجودہ اس قرآن مجید کے جمع و ترتیب کا حکم فرمائے۔ القصد یہ تھا کہ خالد کو یقین ہو کہ مسلمانوں کو اب مارا گیا تھا کہ اس کی نفس ناپاک دیکھتے تب مجاہد کو اپنے ساتھ لے کے معقولوں میں گشت کرنے لگے ایسے میں ایک شخص نظر آیا کہ وہ خوش رو اور عظیم الجسم تھا خالد مجاہد سے پوچھے کہ کیا تمہارا صاحب یہی ہے اسے کہا نہیں لیکن یہ شخص مجاہد صاحب سے ہزار مرتبہ بہتر تھا یہ حکم بن طفیل ہی۔ پھر ایک نفس پرگزرسے کہ وہ زرد چہرہ اور لاغر اندام تھا مجاہد نے کہا کہ مسلمانوں کو اب یہی ہے کہ نہ اپنی بھلائی کی نہ ہماری۔ خالد نے کہا کہ افسوس ہی تمہارے یہ کہ ایسے بد شکل اور بدکار کے سبب دولت اسلام اپنے ماتھے سے دھوئے ہو اور اپنی دنیا و آخرت کو برباد کئے ہو۔ نفیل ہی کہ جب اس جنگ سے فراغت حاصل ہوئی اور زمانہ کا ملک ماتھے آیا خالد نے مجاہد کی دختر کو اپنے نکاح میں لائے اور اسی جنگ میں ایک کسیر جو ماتھے آئی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حصے میں آئی کہ جب کو حقیقہ کہتے ہیں انھیں کے شکم سے ایک فرزند از جنم نہ نکلا حضرت علی نے انکا نام محمد رکھے جو محمد بن حنفیہ سے مشہور ہیں اور وہ ثقات تابعین میں داخل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ بحرین کے مرتدوں کا احوال روضۃ الاحباب میں لائے ہیں کہ حضرت نے اپنے صحابہ سے علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف مندر بننا دی کے پاس بھیجے تھے مندر نے سب بحرین کے لوگوں کے ساتھ ایمان سے مشرف ہوا اور علاء بن الحضرمی نے حضرت کے حضور فیض گنجور میں حاضر ہوئے ان کے ایمان لائے خبر دی ہجرت کے دسویں سال جب حضرت نے زکوۃ اور صدقات وصول کرنے کے واسطے چاروں طرف قیلون پر عاملوں کو روانہ کئے علاء بن الحضرمی کو بحرین کی طرف بھیجے تھے انھوں نے بحرین میں ہی تھے حضرت نے مدینہ منورہ میں وفات کئے اسکے بعد متوڑے ہی عرصہ میں مندر بھی فوت ہوا اور بحرین کے لوگ اور ربیعہ کے قیدیوں نے سب سب مرتد ہو گئے اور اس واپسی شبے میں پرے کہ حضرت پیغمبر بیتہ توحلت کئے ہوتے۔ اس آیت سے انکو غفلت ہو گئی تھی۔ وَمَا جَعَلْنَا الْإِنسَانَ مِنْ قَبْلِكَ الْخَالِدَ أَفَازْتَ فَهُمْ الْخَالِدُونَ كُلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ علاء بن الحضرمی صدیق اکبر کے خدمت میں حاضر ہوئے یہ احوال ظاہر کئے۔ کہتے ہیں کہ عبدالقیس حضرت کے زمانہ میں مدینہ کو ان کے ایمان سے مشرف ہوا اور قرآن مجید اور حکام شریعت سیکھا تھا سو اپنے قوم کو جمع کر کے نصیحت کی اور انکو جو شبہ ہوا تھا قوی دلیلوں سے اسکو دور کیا اسکی قوم والوں نے پھر توبہ کر کے مسلمان ہو گئے بنی بکر کی قوم جو بحرین میں تھی دنیاوی معاملات میں عبدالقیس کے لوگوں کے ساتھ مخالفت رکھتی تھی سو وہ اپنی مرتدی سے نہ پھری اور عبدالقیس کے قوم کے ساتھ انکی عداوت اور زیادہ ہوئی دنیا کی عداوت کے ساتھ دین کی عداوت بھی منضم ہو گئی۔ تب بنو بکر کے لوگ کسری کے پاس آئے اس سے مدد طلب کئے اسکی طرف سے ایک لشکر لے آئے جنگ پر مستعد ہوئے عبدالقیس بھی اپنی قوم کو فراہم کیا اور جنگ کا سبب جنیبا کر کے انکا مقابلہ کیا۔ ہر دو فریق میں جنگ عظیم واقع ہوا۔ پہلے لشکر کفار کو شکست ہوئی۔ پھر حرب اے علی علیہ

مدرست پانی گئی۔ تب لشکر اسلام ایک قلعہ میں داخل ہوا کہ اس کا دروازہ بند کر دئے اور کھانا یک مدت دیوار سے پہرے بھر
کئے۔ جب قلعہ میں کھانے پینے کے چیزیں نہیں مل سکیں تھیں ان سلامت ہی تک آئے۔ تب اُنہی ایک شخص نے یہ
گنج و نقد بیچ ایک شجر میں ظاہر کر کے صدیق گوگر کے حضور میں لائے کیا سعید بن ابی جراح علاء ابن الحضرمی کے ساتھ
دیکھے جن کو کہ جب پروردگار کے اوپر فرمائے کہ وہ میں سیلانوں کی قبیلوں پر تھا راگز رہو و مجا آنکو بھی اس جنگ کے
محرم صوماء سے قبول کریں تو انکو اپنے ہمراہ لیاؤ۔ پس علاء حضری جب اپنے فوج کو ہمارے لیے مدینہ سے نکلا
مین نامہ بن ناگ حنفی اور قریش بن عام مضر بن نضیر نے اسے اور بہرہ خود شخص اپنے قبیلوں کو ہمراہ لے کے علاء حضری کے
ساتھ حملہ دئے کہنے میں ایک شب ایک ترکستان میں نزول کئے ہوئے آدم میں پاؤں خیمے نہیں اتھاڑ کئے انکا
سببا مان اونٹن پر ہی تھا کہ ایک بیک سبب دن نما جان بخل گئے۔ وہ سخت اندھیری شب تھی صبح جاہل
نے اونٹن کے دو نہ ہوتے ہیں برقی نقد بیچ اٹھائے اور پیٹ جستجو کئے پر کسی اونٹن کا سراغ نہ پاتے آخر شک
جا کے بے امید ہو گئے۔ اس باباں میں جث انکاب سبب آپاد اور تورشا اونٹن پر گر گیا اور اس باباں میں کہین
پانی کا غام و نشان بھی نہیں تھا اور وہ زمین ترکیستان کی ہونے سے منزل بھی طے نہیں ہونی تھی سبک سبب
جیسے سے باورسن ہو گئے ایسا درد والہ نمبر وارو ہو اگر سو غذا نیالی کے کوئی نہیں چارنا ہی پس سبب اپنی
زندگی سے بے امید ہو گئے رو تجھوئے ایک دوسر کو دعا کرنے لگے علاء حضری جو صحابہ میں جزلیل القدر اور عالم
عابد و تقابلہ روحاً تھے اور انکی محنت بلند تھی اور انکا صدق و توکل کامل تھا بسک دلکاری کرنے لگے اولیٰ علی بن ابی طالب
کہ تم اہل اسلام جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے اور دنیا کے دشمنوں سے جدا کرنے کے لئے مجھے جو سقم مضاعف
اللہ بین ہیں اسکے لطیف و رحمت کے سپرد داد ہو مقین ہی کہ کوی ملاک نظر نگاہ ان باتوں سے نسبت مجاہدین کو کہیں
حاصل ہوئی۔ یہ صورت وہ شب اسی باباں میں گذارے جس طرح کی ناز سے فارغ ہوئے علاء حضری نے دعا کے لئے
باتھ اٹھائے اور بہت تصریح اور بحر و نیاز سے بارگاہ الہی میں مارنے لگے اور بہت مجاہدین بھی نہایت آواز زاری
سے آمین آمین کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمایا ایک ایک اس باباں میں ایک پانی کا چشمہ پیدا کیا پانی
بہت شیریں اور مصفا تھا پس سبب سبب کے پاس لگے شرابی بجالائے اور وہ پانی پئے اور وضوء غسل کے بعد بھی
آفتاب بلند ہوا تھا کہ انکے اونٹ بھی اسی باباں میں نظر آئے لگے سب اہل لشکر بہت خوش ہوئے ان اونٹوں کے
پاس لگے اور اپنے اونٹ کو کھانے کے اور پانی پانی سے سپرب کر کے آگے کوچ کئے کہتے ہیں کہ صدیقی اکبر نے ابو ہریرہ
کو بھی اس فوج کے ساتھ روانہ کئے تھے خواہر یہ میر نے مناجات میں خدا کو اپنے ساتھ لے کے اس چشمے پر حاضر
دیکھے کہا میں اس چشمے میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں جی رہتا ہے ابو ہریرہ سے کہے گا کہ میں باوجود اس چشمے
گذر ہوں بھی اس چشمے میں ایک مشک غیر ذراتی بھی نہیں کیا ہوتا۔ ابو ہریرہ نے کہے کہ ان تور بہت قیمتی

واحد یہ وہی جگہ تھی جو ہم نے ابھی اسکا پانی نوش کئے اور اونٹوں کو بلا گئے۔ میرا منصوبہ یہی تھا کہ تاجتھے معلوم کروں کہ یہ پانی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بھیجا اس میں کیا بات ہے اور اس میں مسلولی کے مانند ہی جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر نازل فرمایا پس ہر دو شکر الہی بجالاے پھر وہاں سے جلد روانہ ہو کے اپنے لشکر میں جا ملے۔ عرض جب یہ لشکر اس قلعے کے نزدیک جا پہنچا کہ جس میں عبدالقیس کا لشکر محصور تھا علاء حضرمی ایک قاصد کو انکے پاس روانہ کئے وہ قلعے والے مجاہدوں نے اس خبر کے سنے سے نہایت خوش ہوئے اور شکر الہی بجالاے اور علاء حضرمی کی خدمت میں یہ پیام بھیجے کہ دشمنوں کی کثرت حد سے گذر گئی ہے چاہئے کہ تم ان پر شب خون گرین اور ہمارے قلعے سے چھڑا لین تب ہم بھی تمہارے ساتھ شریک ہو کے کافروں کی خونریزی کریں گے علاء حضرمی کو یہ راسے پسند آئی سو انھوں نے اپنے طرف سے ایک جاسوس کافروں کے لشکر کی طرف روانہ کیا تا انکی خبر رکھے اور قابو دہوندتا رہے جب انکو غافل پاوے لشکر اسلام کو جلد اس بات سے واقف کر دیوے سو وہ جاسوس نے جاکے قابو دہوندتا تھا ایک شب ان کافروں کو غافل پا کر جلد انکے لشکر اسلام میں خبر دی۔ تب علاء حضرمی کا لشکر ان پر شب خون گر کے بہت ہی جنگ کیا بہت کفار مارے گئے اور بعضے مقتید ہوئے اور بعضے بھاگ گئے اور انکا بہت سا مال و متاع مسلمانوں کے ہاتھ آیا پس علاء حضرمی نے قلعے والے مجاہدوں سے ملاقات کر کے انکو بہت کچھ تسلی اور دلداری دی۔ اور کہے کہ تم پر کافروں نے ایک مدت دراز جو حیا مرہ کئے تھے اور تم نے جو بیخ و تصدیع اٹھائے ہو یہاں میں امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ترازو ثواب عطا فرماویگا اور یہ تمہارا جہاد دین کے دشمنوں کے ساتھ جو واقع ہوا بدراور احد اور احزاب و حنین کے جنگ کا حکم رکھتا ہے القصد اسی سرزمین میں ایک جزیرہ تھا کہ مردوں کی ایک گروہ جو عبدالقیس کے دشمنوں سے تھے اسکو اپنا ملجا و ماوا تھا تھے عبدالقیس کے لشکر والوں نے جب انکی خبر دئے انکے ساتھ بھی جنگ کرنے کا ارادہ کر کے یہہر دو لشکر آگے روانہ ہوئے چند منزلین قطع کئے تو ایک دریا ملا اس دریا سے جزیرے تک کشتی کی سواری ایک رات دن کی فاصلہ تھی بغیر کشتی کے اس دریا سے پار ہونا ممکن نہیں تھا اور وہ جزیرے والوں نے علاء حضرمی کی فوج کی خبر سن کر دریا سے کشتیاں بچا لے تھے جب لب دریا پہنچے اس میں کشتیاں نہ رہنے سے بہت ملول اور مکرہ ہو گئے علاء حضرمی نے انکو تسلی دی اور اس گنگستان میں اللہ تعالیٰ کا جو فضل ہوا تھا انکو یاد دلوا دئے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بیابان میں یہ پانی جو تم کو کرامت فرمایا تم جانتے کہ وہ اس کے واسطے تھا کہ اس سے اعتبار لین اور اس کے فضل پر کھیر کر اس دریا سے بھی پار ہو جاوین سو اب بھی وہی فضل ربانی و تائید اسمانی کے امیدوار ہو کہ وہ قادر و متعال جل شانہ کو بغیر کشتیوں کے اس دریا سے پار کر دیوے گا۔ علاء حضرمی سے جب یہ بات سنے ہر دو لشکر کے مجاہدین بھی قبول کئے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو اس دریا میں اتارے۔ علاء حضرمی نے پھر عجز و نیاز کے ساتھ دعا آغاز کئے اور

ملک کی حکومت اُن ہی کو دی گئی تھی یہ ہر دو عمان سے نکل جانے کے پیاروں کے واس میں پناہ لئے اور حذیفہ نے ایک قاصد کو صدیق اکبر کے حضور میں بھیجا۔ عمان اور مہر اور یمن کے لوگ جو مرتد ہو گئے ان کا سب احوال ظاہر کیا صدیق اکبر نے حذیفہ بن یشیعہ بن جہری کو عمان پر اور عرجہ بارتی کو مہر پر جانے کے لئے مقرر کر دئے۔ اور اسکے آگے عکرمہ بن ابی جہل کو سید کذاب سے جنگ کرنے کے لئے یامہ کی طرف جو بھیجے تھے اس ملعون پر فتح پانے کے بعد عکرمہ کی اقامت اسی سرزمین میں تھی سو ابو بکر صدیق نے عکرمہ کے نام سے ایک نامہ میں مضمون کا لکھا کہ عمان اور مہر اور یمن کے مرتدوں سے جنگ کرنے کے لئے ہم نے حذیفہ اور عرجہ کو بھیجے ہیں تم بھی اُن کے ساتھ شریک ہو کے انکو دفع کرنے میں بری کوشش اور جواغری بجا لائے۔ جب یہ نامہ عکرمہ کو پہنچا انھوں نے خلیفہ کے حکم کے موافق ان ہر دو امیر کے ساتھ شریک ہو کے ان مرتدوں کے ساتھ بری لڑائی کی۔ عمان پر جو جنگ ہوا اس میں دس ہزار کافر مقتول ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید سے ان پر فتح و ظفر پائے اور بری غنیمت ماقتہ آئی۔ مہر و عمان سے مہرہ کی طرف گئے اللہ تعالیٰ نے اس پر بھی فتح دیا الحمد للہ علی ذلک۔ قبیلہ کندہ اور حضرت موت اور یمن کے مرتدوں کا جنگ۔ حضرت نے ادھر عمر شریف میں یاد بن لبید الفزاری کو حضرت موت پر اور عکاشہ بن امیہ کو سکناسک اور سلوک پر اور جہاجرین بن امیہ کو کندہ اور صفار میں پر عامل بنا کے بھیجے تھے۔ اس ملک کے لوگ جب دوسرے قبیلہ مرتد ہونے کی خبر سنے آپ بھی مرتد ہو گئے۔ زیادہ ایک لشکر اسلام جمع کر کے چاہا کہ انکو دفع کریں لیکن مرتدوں کی کثرت کے سبب مقابلہ نہیں ہو سکا۔ تب مدینہ کی طرف آگے صدیق اکبر کی خدمت میں یہ خبر کتابت جناب خلافت مآب اکابر ہاجرہ انصار سے مشورت کر کے چالیس ہزار جنگی مردوں کو اپنے ساتھ دیکے کندہ اور حضرت موت اور یمن کی طرف روانہ کئے جب لشکر اسلام وہاں چلا پہنچا ہر دو فرقہ میں جنگ ہونے لگا اہل اسلام کبھی شکست پاتے تھے کبھی فتح و ظفر۔ جب اسی میں ایک مدت دراز منقض ہوئے ابو بکر صدیق کے حکم سے عکرمہ بن ابی جہل اور جہاجرین امیہ زیاد کی مدد پر لیغاریا پہنچے جب بہت سے جنگ ہوئے زیاد ان پر غالب آئے۔ اور مجاہدین اسلام شعث بن کنذہ کو جو اس قبیلہ کے سرداروں میں تھا حیرہ کے قلعے میں محاصرہ کئے اور کچھ ہی ایام دراز گزرے آخر صلح استبا پر پھری کر ان سے دس شخص کو امان دیوں۔ زیاد نے راضی ہو کے قلعے کا دروازہ کھولے اور ان دس شخص کو جو معین کئے تھے علیحدہ کر کے فرمائے کہ اقرار کے موافق وئے دس شخص کو میں امان دیا ہوں تجھے اور دوسروں کو سب قتل کر دو گنا۔ شعث یہ بات سن کر غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ کب تک یہ گمان ہی کہ میں دوسروں کے واسطے امان ہوں۔ اور اب کون کون سے دس شخص کو امان دے گا یہ بات کس طرح ہو سکیگی عقل اس بات پر دلالت نہیں کرتی ہی۔ اور بہت سے باتیں چلے آخر یہ بات پھری کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حکم فرماوے قبول کریں۔ تب زیاد نے سات سو مرتدوں کو جو اس قلعے میں محاصرہ کئے تھے قتل کر دئے۔ اور ان کے اکابر سے

علی کو وصیت کئی تھیں مگر مجھے رات کے وقت وفات کیجئے تا نا محرم کی نظر پرے جنازے پر نہ پڑے۔ حضرت علی نے بی بی کی وصیت کے موافق رات میں ہی آپ کے جنازے پر نماز ادا کئے۔ ایک روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ جنازے کی ناز پڑھے۔ پھر بقیع میں دفن کئے اس وقت بی بی کی عمر ساٹھ سال کی تھی بی بی کے مناقب و فضائل جسطحہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ اور بی بی کے فضیلتیں صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں از انجھ فرمائے ہیں کہ جنت کے سب بی بیوں کے سیدہ فاطمہ زہرا ہی۔ اور فرماتے ہیں کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہی پس حضرت کے جگر پارے پر لکھو بھی فضیلت نہیں ایسا ہی کہا ہے امام مالک نے۔ اور جناب خاتون جنت کے بطن مبارک سے پانچ اولاد ہوئے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں امام حسن و امام حسین و بی بی زینب و بی بی ام کلثوم یہ فقیر انجھ مذکور پر نور و وضوہ الابرار و شرح ستر الشہادتین میں لایا ہے صلوٰۃ اللہ وسلم علی جدہم و علیہم الی یوم الدین۔ ائمہ ایمین کی رحلت۔ اسی ل ہوئی۔ ام ایمن کا نام برکتہ بنتی ثعلبہ بن عمرو بن نفیل بن مالک بن سلیم بن عمرو بن عثمان کی بیٹی تھی۔ اور وہ حضرت کے والد کی کزنہ تھی۔ حضرت کے بچپن میں اپنی خدمت گزار سی و ہی سعادت پائی۔ حضرت نے انکو آزاد کر کے عید کے ساتھ نکاح کر دئے انہی ایمین پیدا ہو اسکے بعد زید بن حارثہ کے ساتھ نکاح کر دئے۔ زید حضرت کے بھتیجے تھے انہی سے ام ایمن پیدا ہوئے۔ ام ایمن حبش کے ہر دو ہجرت کے بعد مدینہ کی بھی ہجرت کئیں۔ اور وہ بی بی بڑی صالحہ تھیں۔ حضرت انکی ملاقات کے لئے انکے گھر تشریف لیا اور فرماتے تھے کہ میری والدہ کے بعد وہی میری والدہ ہی حضرت کے بعد ابو بکر صدیق اور عمر فاروق بھی انکی ملاقات کے واسطے جایا کرتے تھے۔ وہ بی بی نے حضرت کی وفات کے پانچ یا چھ مہینے بعد رحلت کئیں۔ اور اسی سال عبداللہ بن ابو بکر صدیق کی رحلت ہوئی وہ قدیم الاسلام تھے طایف کے جنگ میں حضرت کے ہمراہ رکاب تھے اور ابو محسن ثقی نے انکو تیرے زخمی کیا زخم تو درست ہوا لکن اسی سے لاغر ہو کے بیمار یاں کھینچے شوال میں انتقال کئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ علی مرتضیٰ کا بیعت کرنا ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر یہ بات صحت کو پہنچی ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا زندہ تھیں اور حضرت کی جدائی میں نہایت مغموم اور رنجور تھیں انکی دلجوئی اور تیمارداری میں جناب مرتضیٰ علی کو بیعت کرنے کا اتفاق ہوا جب بی بی کی رحلت ہوئی صدیق اکبر کے پاس یہ پیام بھیجے کہ کل کے دن واحد اپنے گھر تشریف لاویں۔ صدیق اکبر قبول کئے دوسرے روز علی مرتضیٰ کے مکان پر تشریف لے گئے جب ہر دو کی ملاقات ہوئی جناب امیر نے اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ادا کی پھر حضرت پر درود و سلام بھیجے اسکے بعد ابو بکر صدیق کے فضیلتیں بیان کر کے بیعت میں جو ہمدرد ناخیر ہوئی اسکی عذر خواہی کی۔ اور فرمانے لگے کہ میں نے جو آپ سے بیعت نہیں کیا یہ کچھ حسد کا منہب نہیں تھا بلکہ آپ سے یہ لگہ ہے کہ آپ نے ہم سے رائے نہ لیا اور کس باب میں مشورت نہ کی حالانکہ یہ حضرت کی

قرابت کی حیثیت سے اسباب میں غل غلطی ہو سکتی تھی۔ ایسے ہی صلح انیز اور محبت انیز بائیں زبان پر لگا اور حق پر
 کرنا دیکھتے تھے۔ صدیق اکبر کو بڑی رفت بوی ملنے لگے انھوں نے پانی جاری ہوا تب حضرت علی سے معذرت
 کرنے لگے کہ قسم علی اس پر دروگاری کہ جسکی دست قدرت میں میری جان نبی حضرت کی آل کے ساتھ ٹکی کرنی
 اور محبت رکھنی میرے خویش و اقارب کے ساتھ ٹکی کرنے سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ پھر باغ فدک کے
 بابت میں جناب خاتون جنت کے ساتھ جو معاملہ روایا تھا اور بیعت نبی ماعدہ میں جو مہاجر و انصار جمع آئے تھے
 اور خلافت کے باب میں جو لگے درمیان نزاع آیا تھا سوائے جلد بیعت لینے میں جو مصلحت مندرج تھی اور اب جو جناب
 امیر سے مشورہ لینے کی جو فرصت نہ ملی ابو بکر صدیق نے ان باب باتوں کی معذرت کئے۔ جناب امیر بھی بالخاصہ
 قبول کر کے فرماے کہ جب ناز نہ کر کے لئے میں مسجد کو تو ٹھکانا کے بعد آپ سے بیعت کرو گنا تب صدیق اکبر رخصت
 لے کے اپنے گھر آئے۔ جب سب صحابہ نظر ادا کرنے کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ صدیق اکبر نماز کے بعد منبر پر
 چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ادا کئے اور حضرت پرار و دوسلام بھیجے پھر جناب امیر کے شرف اور فضیلت بیان
 کر کے بیعت میں چلے آئے بعد نماز خیر ہوی ہا میں انکا عذر بھیج ظاہر کئے اور منبر سے اتر گئے۔ پھر جناب امیر نے منبر پر
 سوار ہو ایک خطبہ جو حمد و ثناء الہی اور تشہد و درود حضرت رسالت پناہی کے ساتھ شش نما کمال فصاحت کے
 ساتھ پڑھا پھر ابو بکر صدیق کے فضیلت بیان اور اپنا عذر جو بیعت میں تاخیر ہوئی جیسا صدیق اکبر بیان کئے تھے
 آپ بھی ویسا ہی فرماے۔ پھر صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کئے سب صحابہ ہنایت خوش ہوئے جناب امیر کی
 تحسین کرنے لگے اور دعا کئے۔ اور بعضے کتب تاریخ میں مذکور ہے کہ جناب امیر کی بیعت جناب فاطمہ زہرا
 رضی اللہ عنہا کے وفات کے بعد شتر روز کے واقع ہوئی واللہ اعلم۔ اور اسی سال صدیق
 اکبر کے حکم سے قرآن مجید کو جمع کئے۔ جانا چاہئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ کریمہ ارشاد
 مکتوب **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَنَاكَرُ كَمَا فُظِّقَ** میں قرآن کی مناسبت حفظ کا جو وعدہ کیا تھا سرفظا ہے
 مہشدين کے زمانہ میں واقع ہوا تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ حضرت کے زمانے میں جو آیتیں نازل ہوئیں حضرت
 کے حکم سے صحابہ ہر کو قید قلم کرتے تھے جب کاغذ میسر نہیں تھا۔ اونٹ کے چمکی کے اتر پر اور پوست کے ٹکڑوں
 پر اور چونے پتھر پر لکھ کے رکھتے تھے۔ جب صدیق اکبر کی خلافت میں جنگ یمامہ ہوا میں صحابہ خصوصاً قرآن مجید
 کے ستر قاریان شہید ہوئے سب صحابہ کرام کو کسباً بخار کا عزم نہا۔ عمر فاروق نے ایک روز بعضے قاریوں کو
 ایک آیت دریافت کی تو انھوں نے کہا کہ ہر آیت ظان صحابی کے پاس تھی سو وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔
 عمر فاروق نے یہ سنے ہی کہا **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ**۔ اور یہ وقت صدیق اکبر کی خدمت میں
 انکے عرض کی کہ یا علیہ السلام رسول اللہ جنگ یمامہ میں اکثر قاریان شہید ہو گئے اب جو قرآن باقی ہیں انکا جو ذخیرہ

مجھے بہانہ کا خوف نہ کہ کہیں قرآن کریم محفوظ نہ ہو جائے۔ بہت مناسب سمجھتا ہوں کہ اسکو کاغذ میں جمع کر لیا حکم کریں۔
 صدیق اکبر نے فرمایا کہ میں اس کام پر کسی طرح اقدام کروں گا جو کام حضرت نہ کئے ہوں۔ عمر فاروق نے نہایت مجید
 ہو کے اس امر خیر کی حکمت و مصلحت بیان کی اور اللہ تعالیٰ کی قسم دی۔ تب صدیق اکبر قبول کئے۔ عمر فاروق مجمع
 صحابہ میں اٹھ کر کھڑے رہے اور اعلام کئے کہ جن جن کے پاس آیات قرآنی سنگ و چوب وغیرہ پر مرقوم ہیں
 حاضر کریں۔ حسب الحکم صحابہ حاضر کرنے لگے۔ ابو بکر صدیق نے فاروق اعظم پر حکم کیا کہ مسجد نبوی کے دروازے
 پر بیٹھیں ہر آیت پر جب تک دو گواہ معتبر نہ آئیں حضور نبوی میں لکھی گئی تھی کر کے نگذاہیں قبول نہ کریں زمین
 ثابت انصاری جو بڑا قاری اور حضرت کے زمانے میں کاتب وحی تھے سوا کو حکم کئے کہ کاغذ پر جمع کریں۔ زید
 کہتے ہیں کہ جب مجھے صدیق اکبر کا حکم ہوا یہ کام مجھے دشوار نظر آیا کہ اگر ایک پیارے اٹھائے گا حکم کرتے تو ہتھکڑیاں
 ہوتا۔ میں نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ کس لئے یہ کام کرتے ہو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں
 کئے۔ ابو بکر صدیق کئی وجوہات سے اس کے مصلحتیں سمجھائے۔ میں نے سوچا کہ یہ امر خیر ہی۔ پس بچہ و قوتہ لکھی
 تحریر پر مستعد ہوا۔ جن جن صحابہ کے پاس متفرق آیتیں تھیں وہ سب فراہم آئے تب اسکو میں کاغذ پر نقل کیا
 جب تمام آیتیں جمع ہو کے قرآن حسن انصرام پایا سب احباب کرام بہت خوش ہوئے۔ اور سب متفق ہو گئے اسکو
 مصحف سے ملقب کئے۔ سبحان اللہ صدیق اکبر کی خلافت میں یہ بڑا کام ہوا۔ جناب مفتی علی کرم اللہ وجہہ نے یہاں
 میں صدیق اکبر کی تعریف کی ہے کہ اعظم الناس فی المصاحف احرار ابو بکر رحمہ اللہ ہو من
 اول جمع کتاب اللہ۔ یہ پہلا جمع قرآن ہی جو حضرت کے بعد ابو بکر صدیق کی خلافت میں ہوا۔ دوسرا احباب
 انیسویں جمع کئے تھے حضرت کے بعد وفات چھ مہینے تک جماعت نماز کے سوا بے جو باہر تشریف نہیں لاتے
 تھے سو قرآن مجید جمع کرنے میں ہی مشغول تھے آپکا جمع کرنا ترتیب نزول پر تھا۔ آپ کے سوا دوسرے بعض صحابہ
 جیسے ابی اور ثابت بن ثابت اور عبداللہ بن مسعود بھی جمع کئے تھے۔ تیسرا جمع کرنا عثمان ذوالنورین کا ہی۔
 ابو بکر صدیق اور عثمان ذوالنورین اور دوسرے صحابہ کے جمع کرنے میں فرق ہی تھا کہ ابو بکر صدیق اور دوسرے صحابہ کا
 جمع کرنا محض سوا سے تھا کہ قرآن مجید سے کہیں کچھ جاتا نہ ہے بلکہ سب ایک جگہ جمع رہے۔ اور جناب ذوالنورین
 کا جمع کرنا لغت قریش پر اس قراءت کے مطابق تھا جو حضرت کے سال وفات جبریل امین آپ کو سنانے
 تھے انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان عثمان ذوالنورین کے احوال میں آویگا وہو علی ذلک قدیر۔ ابو بکر صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت سے دوسرے سال کا احوال۔
 صدیق اکبر کے فوجیں عرب کے جزیرے میں جب تمام مرتدوں کو قتل کر چکے اور دین اسلام کو از سر نو قائم اور تمام عرب
 کا جزیرہ تابع ہوا تب صدیق اکبر کا قصد سبابت پر آیا کہ لشکر عجم کی تسخیر پر بھیجیں اور عجم میں اسلام کو بھندہ بپا کریں۔

روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ تمہاری امت میں
 ایک مسلمان ہو اور عرض کیا کہ مجھے بادشاہوں کا کاروبار نہایت غصہ اور پریشانی کو پہنچائی مجھے اجازت فرماؤں
 تو کہنے کے بعد سے جنگ شروع کرتا ہوں جو جو شہر کہ میرے تختہ میں آوے مجھ کو اس کی حکومت دینے کا حکم دے
 یہ بات قبول کر کے انکو روانہ کئے اور فرمائے کہ تمہارے پیچھے مدد کے واسطے ایک لشکر روانہ کرو مگر اس میں
 کسی طرف ترجیح ہو سکے کہ اطراف و احوال میں جو قبائل کہ رہتے تھے بادشاہان عجم کی طرف سے بہت مزاحمت
 کھینچتے تھے جبکہ دشمن سے بدلہ لینا انسان کی طبیعت میں رکھا گیا ہے مگر انہوں نے کئی قبیلوں کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے
 اطراف و احوال کے قریب کو غارت کرنے اور اسلام کے پھیلنے پر ایک نئے جبہ جنگی شوق و شجاعت کی
 شہرت جو طرف مشہور ہو رہی اور یہ خبر ابو بکر صدیق کے خدمت میں پہنچی انکو ایک غصت اور غم روانہ فرمائے اور بڑے
 کے جنگ پر توجہ نہیں کی۔ اور جب مثنیٰ کے دفع کرنے کے لئے جو طرف سے کفار تھے اور یہ خبر صدیق کی خبر کو پہنچی انکار
 ہمارا جو انصاف کے مشورے خالد بن ولید کو مثنیٰ کے مدد پر روانہ کئے۔ ان دنوں خالد نے سید کے جنگ سے فلاح
 ہو کے مدینہ آئے تھے مگر انہوں نے کہا کہ ابھی یا رسول اللہ میرے خدمت میں ہی تھے صدیق اکبر انکو ایک نئے لڑکے کی طرح
 سے تم نے عراقی عرب و عجم کی طرف ترجیح ہو سکے اہل خارجہ کے ساتھ جنگ کیجئے ملک چہرہ کو کوفہ تک پہنچا دیں
 اور اس کی فتح کے بعد خالد کی طرف توجہ ہو دیں انہی مخالفان کی عنایت سے انکو بھی فتح کیجئے اتنی۔ اور وہ اسرا کو تہ تیغ
 بنی حارثہ کے نام سے اس معرکہ کا خالد کو تمہارا طرف روانہ کیا ہوں تو چاہئے کہ انکا اکرام و احترام کیا جائے
 اور اپنے تمام لشکر کو لے کر انکی استقبال آوے اور سب کا نوین نامی تاج و زماں اور مددگار رہے۔ پس غنیمت مولیٰ اللہ
 کا یہ فرمان جب خالد کو پہنچا انہوں نے ایک لشکر کہ جس میں س ہزار سوار کے قریب تھے اپنے ہمراہ لے کر مدینہ
 جیسے میں یا مدینہ سے نکل کے مدینہ اور عراق اور عجم کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں انکے کہ شہر اور قلعے بہت
 آباد ہیں۔ ان دنوں ابن حنظلہ تاجر کسریٰ کی طرف سے وہاں کا حاکم تھا بیت سے کفار کو جمع کر کے جنگ کے واسطے
 ہتھیار آخر ہزیمت پانے کے صلح کرنے پر آیا خالد نے اس سے کہ وہ دینار لے کے مصالحت کی اور وہاں کے کئی قریب
 اہل قبیلہ ان طرف میں آئے۔ جب حیرہ کے پاس آئے وہاں کے لوگ بھی گھبرائے اور اپنے قلعے میں پناہ لے کے
 اسکے دروازہ بند کر دیئے ہوت حیرہ کا حاکم کسریٰ کی طرف قبضہ بن دایس طائی تھا سو اسنے جنگ کے
 کی طاقت نہ پانے کے صلح کا پیام بھیجا۔ خالد کیلئے بھیجے کہ تمہارے میں جبر حرا قاتل اور دانا ہو سکو بھیجو اس سے کلام کروں
 تب انہوں نے ایسے ایک پودے کو روانہ کیا کہ اسکی عمر تین سو پچاس سال کی تھی وہ جبر حرا قاتل اور فصیح تھا اور
 وزیران کے خواب کی تفسیر کئے کی خدمت اسی پر تھی اسکا نام عبد المسیح تھا دین انسانی رکھتا تھا جب اسنے
 خالد کے حضور میں آیا بیت سے باقی کر کے صلح کا ذکر درمیان لایا اور اسوقت ایک کاغذ کی پوری پیسہ ہوئی

சுதந்திரம்

عنایت کر چکا ہوں سو اگر کہہ دوں کہ میں اتنے سے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا منہبر برپا کیا کہ جس سے گزرنے والے میں اپنی منزل پر پہنچا
اہل اسلام ہر باب ہو اور خوشی کئے اور شکر اُٹائی جیالا۔ غرض جب ہر وہ لشکر کا مقابلہ ہوا ہرگز نے اپنے گھوڑے سے لڑ کر
پایادہ میدان میں آیا اور جنگ کرنے کے لئے مسلمانوں کو بلایا۔ اور ہر خالد بھی اپنے گھوڑے سے اترے اور پایادہ
میدان میں آئے اول ہرگز نے اُن پر ہاتھ چڑھا خالد اس کو بچائے اور آپ جب اس پر کراچیتے تھے ایسے میں
ہرگز کے لشکر سے حامیہ کی ٹکری اس کو بچانے کے واسطے خالد پر چڑھ گئی۔ خالد ان کے چلے پر نہ ہونے کے ہرگز کے ہی
قتل میں مشغول تھے ایسے میں لشکر اسلام حامیہ کی ٹکری محل کے لشکر ہرگز کے حامیہ کو بتا دی حامیہ اس فوج کو کہتے
ہیں جو لشکر کے سردار کی محافظت پر رہتی تھی۔ غرض خالد کے ہاتھ سے ہرگز مارا گیا پھر لشکر اسلام فانیان مارنے
لگے فارسی کا لشکر ہزیمت پائے جلنے لگا وہ لوگ جو ایک دوسرے کو بازو دھتے تھے ہماگ نہ سہے گویا ہاتھ
کے ہاتھ سے ان کے مشکیان بندو کے اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں کے سپرد کیا تا قاسم غازیوں نے ان کا پیچھا کر کے
غروب آفتاب تک قتل کرتے رہے ان کا اسباب ہتھیار وغیرہ جو ہزار اونٹ کا بیج ہو گا مسلمانوں کے غنیمت
میں آیا اور ان کے تیس ہزار آدمی مارے گئے اور بہت سے لوگ جو دریائے کربلا کے کنارے تھے وہ بھاگ گئے۔ پھر خالد
نے وہاں سے کوچ کر کے بصرہ کے پاس چیان اب بڑا پل بنی جس کے نزول کئے اور فتح کی خوشخبری اور غنیمت کا
خبر اپنے لوٹ کا پانچواں حصہ رزمین بن کلیہ کے ہمراہ دیکھے مدینہ کی طرف صدیق اکبر کے حضور میں روانہ کئے
اور ہرگز کی فوج اور ایک ماضی ماضی کو بھیجے۔ ابوبکر صدیق نے حکم کئے کہ اس ماضی کو مدینہ کے اطراف
پھر ادین مدینہ کے حورین جو ماضی کبھی نیکین تھیں اس روز دیکھ کے تعجب کرنے لگیں۔ صدیق اکبر نے پھر وہ
ماضی رزمین کے ساتھ ہی خالد کے پاس بھیجے اور ہرگز کے بدن کا اسباب خالد کو عنایت کئے۔ کہتے
ہیں کہ اس کی فوج پر لاکھ دینار کے جو اہل گئے تھے عجم کی یہ حادثہ تھی کہ جعفر بن زبیب بڑا جوان ہندو جو اپنی قبیلہ
پر لگانے ہرگز کا منصب جبرائیل سے ویسی ترجیح پڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے مقام پر اقامت کئے تھے اپنے ہاتھ
کے ساتھ فوجین دیکھے اطراف و فواحش میں روانہ کئے اور بہت سے قلعے جنگ اور صلح سے فتح ہوئے اور بہت
سامان غنیمت میں آیا خالد حکم کئے کہ فقط جنگی لوگوں کو قتل کریں نہ راعت کرنے والوں کے اور ان کے اولاد کے
ساتھ جو جنگ کریں شرمین ہرگز میں عجم کے بہت سے رہا یا مسلمانوں کے تابع ہوئے۔ مدار کا جنگ
اس جنگ کا یہ سبب ہو کہ ہرگز نے خالد کا خط جو ارد مشیر کے پاس روانہ کیا تھا ارد مشیر نے فاذن بن قریظ
کے ساتھ فوج دیکھے ہرگز کے مدد پر بھیجا وہ فوج آنے کے آگے ہی ہرگز مارا گیا اور اس کی فوج کو ہزیمت ہوئی
تھی اور جو لوگ ہمیں بچ گئے تھے سو وہ فاذن کے پاس جا کے پھر خالد سے مقابلہ کرنے پر مستعد ہوئے خالد نے یہ
خبر سننے ہی اسلام کے جوان مردوں کو ہمراہ لے کے نکلے اور کس طرف سے فاذن کا لشکر بھی نکلا یہ ہرگز

لشکرِ مدینہ میں اتارے۔ بنی نضیر نے اپنے غزوہ و کبر سے بہت سارے دروہا پر پہنچے ہوئے میدانِ بنی نضیر کے جنگ کے لئے
 بنائے تب لشکرِ اسلام خالد بن ولیدؓ لاکھ لشکرِ اسلام کے امیر و نایب خالد پر بوقتِ کر کے آپ آگے ہوئے کہ کہیں مبادا
 خالد شہید ہوں تو لشکرِ اسلام کا نظام باقی نہ رہے گا غرض اس روز ایسا جنگ ہوا کہ فارسوں کی فوج بھاگنے لگی اور
 ان کے تیس ہزار آدمی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے اور بہت سے لوگ جان بچانے کے لئے پانی میں
 گر کے تباہ ہوئے۔ خالد نے مدینہ میں اقامت کر کے غنیمتِ جمع کی اور مخالفوں کے عورت بچوں کو رہا کیا سے
 مصالحت کر کے اپنے خراج گزار غنہرائے اور سلب یعنی ہرقتول کے بدن کا لباس اور ہتھیار اور زر و جواہر
 وغیرہ اسکے قاتل کو دئے اور غنیمت کا خمس معید بن نعمان کے ہمراہ دیکے صدیقِ اکبر کی خدمت میں بھیجے اور باقی
 اہل لشکر پر تقسیم کئے اسکے آگے جو مال کنیر مدینے کو روانہ کئے تھے اسکے بعد دو روز کے پہلے مال و متاع بھی جا پہنچا
 صحابہ اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور خالد کی آفرین و تحسین کر کے ان کے حق میں دعا کئے۔

ولیجہ کا جنگ۔ اس جنگ کا یہ سبب ہوا کہ جب ہرمز کے قتل کی خبر اردشیر کو پہنچی اپنے بھائی کے برے
 پیلو ان کو کہ جس کا نام ابدردن تھا اور وہ جیشون کے اولاد مدائن میں پیدا ہوا تھا۔ ایک برے لشکر کے ساتھ
 روانہ کیا اور اسکے پیچھے دوسرے امیر کو کہ جس کا نام ہمیں جاوید تھا بھیجا۔ یہ ہر دو لشکر نخل کے ولیجہ کے مقام پر آپرے
 خالد یہ خبر سننے ہی نخل کے انکے لشکر کے مقابل جا آئے دوسرے روز جنگ شروع ہوا مگر کے سے ایک غبار ایسی
 اٹھی کہ ایک آسمان کے مانند نظر آتی تھی اور تلواروں کی چمک بجلی کے مانند نمودار تھی اور جنگ ایسا سخت ہوا کہ خون
 کی نہریں بہنے لگیں۔ خالد میدان میں آگے بڑھ کر بلاتے تھے۔ جو اسے میدان میں آنا اس کو قتل کرتے۔ پھر دوسرے کو
 بلاتے۔ جب ان کے پورے ہزار آدمی مارے گئے انکے ناپاک نعشوں کی ایک ڈھیلگ ہو گئی تھی۔ خالد اس ڈھیلگ
 کو تکیہ لگا کے ہانپتے کئے اور خالد نے اپنے لشکر کے دوڑ کر ان کی گاہ میں رکھے تھے وہ نہ آنے سے ان کو نہایت
 اضطراب ہوا ایسے میں کہیں گاہ سے دوسرے دو فوجیں و طرف سے آہنچے۔ غمی لوگ بھاگنے لگے۔ پیٹھ سے خالد کی
 فوج اور رد و بد کہیں گاہ کی فوج ان کو گھیر لی۔ پھر کافروں کا قتل عام ہوا۔ ستر ہزار آدمی انکے مارے گئے۔ او ما بزر
 اپنی جان بچا کے بھاگا۔ آخر تشنگی سے جنگل میں مر گیا۔ پھر خالد نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھا۔ اور غنیمت کا خمس صدیق
 اکبر کے حضور میں بھیج کے باقی اہل لشکر پر تقسیم کر دئے۔ اور اس ملک کے رعایا پر خراج مقرر فرمائے۔ جب ہر
 فتح و نصرت کی بشارت اور خمس غنیمت دینے کو بھیجا ابو بکر صدیق اور سب صحابہ بہت خوش ہوئے اور شکر الہی بجا
 لائے اور خالد پر بہت آفرین و تحسین کئے۔ لیکن اس جنگ کا خالد بن ولید نے جب ولیجہ کا جنگ کئے
 اس جنگ میں بکربن و ایل کے عرب کو جو نصرانی تھے اور بنی نضیر کے ساتھ شریک ہوئے تھے بہتوں کو قتل کئے۔ سوا
 انکے تمام قبائل جمع ہوئے خالد سے جنگ کرنے کے لئے عزم سے مدد چاہتے تب اردشیر نے جابان کے ساتھ

ایک جزائش دیکھ کر ایک گروہ رو کر گیا سو وہاں تک کہ اس کے تمام میناں کے اتر اور مکر بن واصل کے قتلے لے جانے۔ خالد
 یہ خبر سنے ہی اپنی فوج کو عہدہ لے کے طیارہ روانہ کر آئے۔ کفار و سرخسان بچا کے کھانے کے لئے بیٹھے تھے۔
 ایسے مین خالد اپنے لشکر سے باہر آئے بلند آواز سے بچارے کو عرب کے جو اہل دکان مین جو سیر منابے مین آؤ۔ کسی کو بھی
 طاقت نہ ہو یہ سیر ایک ایک نام لے کے نکلی تب مالک بن قیس میدان مین آیا خالد نے کہے کہ اسی جسٹس مجھ کو بھی برحق
 ہو کر میرے مقابلے مین آؤ پھر ایک ہی طار مین لگا کام تمام کئے۔ عیرون نے یہ حال دیکھ کے گھر اسے اور کھانا لے کر
 سفر پر مجبور دیکھنے مقابلے پر آئے۔ پھر ہر دو طرف سے جنگ شروع ہو۔ خالد نے نذر کی کہ الہی اسے شکستین
 کی ہر قدرت دیو گناؤں کے خون سے ندی بہا دینگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان پر غالب کیا۔ خالد نے منادی کو بلایا
 کہ انکو قتل کر کے اسیر کر۔ غازیان اسلام نے انکو اسیر کر کے لے گئے۔ خالد نے حکم لے کہ ہر کوئی گناہ باندھ کے اسکا
 پانی دو سر طرف میرا و ان اسیروں کو نہریں بہا کے گردن مارو۔ تین دن انکو قتل کرتے تھے۔ ایک لاکھ پچاس
 ہزار کافروں سے لگے انکا خون نچر رہا تھا۔ جب اسیر پانی پئے۔ تب خون پئے لگا اور اسی پین ہر ہر
 اُس دن سے اُس ہر کا نام ہر لکھم ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب جنگ سے فراغت ہوئی۔ غازیوں نے انکے دستروں
 پر اوجھے زمانہ گزارے یہت ہی سفید دہرے ہن۔ جنگلی عرب مجھے کہ کبر سے کہے ہیں۔ تب شہری لوگ
 کہے کہ عرب جسکو رقیب العینس کہا کرتے ہیں سو یہی تھی۔ الغرض اس جنگ مین بیت مسی غنمت ماخذ آئی انعامات و
 ایک سوا کو در ہزار دہم ملے خالد نے خمس اور بڑے جندل علی کے عہدہ صدیق اکبر کے حضور مین روانہ کئے
 صدیق نہایت خوش ہوا۔ اور ایک باندی جندل کو مرحمت کی۔ اور قریش سے کہے کہ تمہارا شیر شیروں کو شکا کیا
 خالد سے جو اہل دکان کو کون عورت جنگی۔ القصد خالد و ان چند روزہ کے اطراف و اواسط کے لوگوں کو تنبیہ کئے۔
انتہار کی فتح انہیں پیام مین عجم کا بادشاہ اور شیر مر گیا اسنے اسکی سلطنت مین غل غلیم رو یا خالد نے
 عجم والوں کو ایک نامہ مین سفر مین لکھئے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ نار خالد کی طرف سے کسری کو لکھا جاتا تھی
 کہ تمکو سپاس تھی اس پر وہ گارو کہ جسے تمہاری جماعت کو متفرق و پریشان کیا۔ اور تمہاری حرکت کو توڑ دیا۔ اب
 تم اسلام قبول کرو۔ تمہارا ملک تم پر باقی رہے گا۔ اسلام مین نہیں آئے مین تو جزیرہ دو دلائم پر ایسے لشکر کو بھیجے گا کہ
 موت کو ایسا عجز رکھتے ہیں جیسے تم حیات کو دوست رکھتے ہو۔ جب یہ پروانہ کسری کو پہنچا عجم مین جڑا ہی انقلاب
 پڑ گیا۔ پھر خالد نے دمان سے نخل کے اناج کی طرف گئے بادشاہ فارس کی طرف سے شیر زاد و مان کا حاکم تھا
 وہ برا غل غل تھا۔ خالد نے اسکے شہر کا حاصر کئے۔ اس قلعے کی جڑی خندق تھی اسکے گرد و نواح کے اسباب جمع
 ہو کے خندق کے پاس پائے سے من گئے۔ خالد نے انکو ہزیمت دیکھ خندق کے پاس چاہئے۔ اور قلعے والوں نے
 جب غصیلوں پر آئے خالد نے حکم لے کہ انکو تیروں کارو۔ جب اہل اسلام تیر چلائے گئے انہیں ہزار کافر کے انکھیں

ہوئے۔ تب شیرزاد نے صلح کا پیغام بھیجا خالد نے چند شرطیں کئے تو قبول کیا۔ تب خالد نے حکم کئے کہ رومی اونٹوں کو فوج کر کے خندق میں ڈالیں اور رومی سامان بھی ڈال کے خندق بھر دیں۔ جب حکم کے موافق خندق بھر دیئے لشکر اسلام اسیر سے چل کے قلعے کے نزدیک پہنچا۔ شیرزاد یہ دیکھ کے گھبرا یا۔ اور خالد کی شرطیں قبول کیا اور اسن چلا۔ خالد نے اسکو ان کے قلعہ لے لئے۔ چند روز وہاں کے لشکر کو آرام دئے۔ اور انبار میں برفاں بن بدر کو نائب قہر کے عین التمر کا قصد کئے۔ **عین التمر کی فتح** مہروان بن ہیرام جو عین التمر کا حاکم حاعر ب کی بہت سے جماعتیں اس کے پاس جمع آئے تھے اور عین التمر کے اطراف جو عرب کے چند قبیلے رہتے تھے انکا حاکم عقبہ بن ابی عقبہ تھا۔ جب خالد کا لشکر نزدیک پہنچا عقبہ نے مہران سے کہا کہ تم مجھ کو ہم عرب بن عربوں کے ساتھ جنگ کرنے کا ذہب ہو خوب معلوم ہی۔ ہم خالد کے جنگ میں سمیت کرتے ہیں۔ تم ہماری کمک پر میٹھ رہو۔ مہران قبول کیا پس عقبہ اپنا لشکر لے کے لشکر اسلام کے مقابلے میں آئے کہ مہران اپنے لشکر کی صفیں اگے نہ کرنا تھا۔ ایسے میں خالد نے اپنے لشکر سے لکھڑے اور تہا اس کے لشکر پر جا کرے اور عقبہ کو اسیر کر کے لائے۔ انکا لشکر بھاگنے لگا بہت لوگ اسیر ہوئے مہران عقبہ کے لشکر کی ہزیت سے قلعہ چھوڑ کر بھاگا۔ وہاں کچھ زراعت کرنے والے لوگ جو نصرانی مذہب رکھتے تھے قلعہ کا دروازہ کھلا ہوا دیکھ کے آپ قلعہ پر مسلط ہو خالد انکا محاصرہ کئے تب عاجز کے صلح کا پیغام بھیجے خالد نے قبول کئے پھر عقبہ اور دوسرے جنگیوں کو قتل کر کے قلعے کے اندر گئے اور جو کچھ حاضر تھا غنیمت لئے۔ اور ان کے کلیسے میں چالیس لڑکے انجیل پڑھتے تھے۔ کلیسے کا دروازہ بند تھا۔ دروازے کو توڑ کے ان لڑکوں کو پکڑ لئے۔ اور اپنے لشکر کے امیرون پر تقسیم کئے۔ اور عمران جو انہیں میں تھے عثمان بن عفان کے حصے میں آئے اور سیرین جو محمد بن سیرین کے والد تھے انس بن مالک کے اخس میں آئے اور ایسے ہی چند غلام مشہور تھے انکی اولاد میں برے برے علماء پیدا ہوئے۔ اور اسی جنگ میں بشیر بن سعد خزرجی جو انصار میں اول وہی ایمان لائے اور سقیفہ میں صدیق اکبر سے اول وہی بیعت کئے اور خالد کے ساتھ سب جنگیوں میں شریک تھے شہید ہوئے۔ **دومۃ الجندل کی فتح** عیاض بن غنم نے دومۃ الجندل کا محاصرہ کیا تھا۔ کافرون کی ایک فوج عراق کے جانب سے آئے عیاض کی راہ بند کی تھی۔ صدیق اکبر نے ولید بن عقبہ کو جو خالد کے نزدیک جس لے کے مدینے کو آئے تھے عیاض کی مدد کے واسطے دومۃ کی طرف روانہ کئے۔ پھر ولید کی مشورت سے عیاض نے خالد کی خدمت میں بھی طلب تائید میں ایک نامہ لکھے خالد نے عین التمر کے بند و بست میں تھے کہ ایسے میں انکا نامہ پہنچا۔ تب عین التمر میں جو میر کو نائب قہر کے آپ دو سے کی طرف روانہ ہوئے وہاں دوسرے دار تھے ایک الکید بن عبد الملک دوسرا جو دی بن ربیعہ۔ اور چند قبیلوں کے لوگ ان کے پاس جمع آئے تھے۔ خالد نے ان کی خبر سننے الکید سے کہنے لگا کہ وہ برا جمیع اور جو اغر دی کیسی بری جمیعت

والابی جو ہو سکے دیکھتے ہی عجب کما کے ہریت پاتائی۔ پس اس سے صلح کرنا بہتر ہی نہیں تو پچھاؤ گے۔ لوگ کہیں ہاتھ نہیں مارتے۔ آخر اکیس دہائیہ خالد کے ساتھ جنگ کرنے کی مجھے طاقت نہیں۔ پس وہ کہہ چھوڑو گے جاکا۔ خالد نے جب دوزخ کے قریب آئے یہ خبر سنے اکیس دہائیہ کے پکڑنے کے لئے عامر بن عمرو کو بھیجے عامر کو اسیر کر کے لائے خالد کو قتل کئے۔ یہ وہی اکیس دہائیہ کی حضرت نے اس کو اسیر کرنے کے لئے جن کو اسے خالد کو بھیجے تھے اور وہ گورنر کی مشاعر کے لئے ایک شب بچھا تھا اسے خالد اس کو شکار کر کے حضرت کے حضور میں حاضر کئے اکیس دہائیہ صلح چاہا۔ اور جزیرہ دینا قبول کیا بعضے کہتے ہیں کہ وہ سلمان ہوا تھا پھر حضرت کے بعد مر نہ ہو گیا۔ بغرض خالد نے اس کو قتل کر کے اس کا سب مال و اسباب لوٹ لئے۔ پھر دوزخ کا حاکم جودی بن ربیعہ قاتل قتل کو ہراؤ گے کے مقابلے میں آیا۔ خالد نے اپنے لشکر کی دو تہیں ان کے ایک تہی اپنے ساتھ دوسری کلزی حیا میں بن غنم کے ہراؤ گے کے ہراؤ طرف سے دو گرو گئے۔ خالد کے پہلے سے جودی اسیر ہوا۔ کفار بھاگ کے غلے میں پناہ لئے۔ خالد نے غلے کا دروازہ توڑ کے اندر گئے اور سب کو قتل کئے اور ان کے لڑکے بالوں کو سناٹا پر ہر تہ کئے۔ جودی کی بیٹی نہایت جمیل تھی خالد اس کو آپ سول لئے۔ اور اقرب بن جابس کو انبار کی طرف روانہ کر کے دوزخ کے بندوبست سے جب فراغت ہوئی وہاں سے نکل کے حیرہ کی طرف گئے خالد کے اپنے سے وہاں لوگ بہت خوش ہوئے۔ حصد اور مضیع کا جنگ۔ خالد نے دوزخ کی طرف روانہ ہوئے سو خبر سنے عمر و ان بن نے فرقت یمینت چاہا اور چاہا کہ انبار کو نیز قاتل کا تہ ہے جو خالد کا نایب تھا چمن لین۔ زہر بان یہ بات سنے ہی قلعہ بن عمرو کو جو حیرہ پر خالد کی طرف سے ہے نایب تھا لکھ بھیجا۔ انہوں نے عبداللہ بن فہک کو لکھا کہ تم اپنا لشکر لے کے حصد کے پاس لیجا آ جانا۔ اس طرح میں خالد بن حیرہ کو اپنے انکا عمر معمر شاہک دین کو جو کسری کا دارالسلطنت ہی سحر کر بن لیکن غلے کا حکم نہ آنے سے اسکا قصد بالفعل ہو قوف رکھ کے قلعہ بن عمرو کو اسیر لشکر بنا کے حصد پر روانہ کئے اور عمر کا لشکر حصد میں اترا تھا جب ہر دو طرف سے جنگ شروع ہو اسلام غالب آئے ان کا فرمایا گئے۔ اس لشکر کے دو نو ہزار جو ایک زہر دوسرا دوزخ تھا مقتول ہو اور بہت کفار مار گئے اور بہت سی غنیمت اسلام کے ماتھے آئی۔ اور عمر کے لشکر کے جو بھاگے تھے مضیع کو جا کے کچھ دم لئے۔ ایسے میں خالد نے کہہ اپنے اور شیخون گر کے سب کو قتل کئے مگر ضرور سے لوگ جان بچا کے بھاگ گئے۔ انکے قتلان کروں کے ہاں نہ فرج ہو کے پر تہ سے پھر خالد وہاں سے نکل کے ثنی اور دوسری کی طرف آئے۔ عجمیوں نے سوتے تھے ان پر شیخون گر کے سب کو قتل کر دے یہاں تک کہ انکی خبر لیجا بنے والا کوئی باقی نہ رہا۔ پھر خالد نے غنم و سبی کو صدیقی اکبر کے پاس بھیجے اسی سبی بن ربیعہ بن جبر تغلی کی جی کو مرتضیٰ علی حرید کئے انہیں سے عمر اور ربیعہ پیدا ہوئے۔

فرائض کا جنگ - خالد نے اس جنگ سے فراغت پا کے اپنی فوج لیکر فرائض کو گئے وہ ایک حد فاصل ہی شام اور عراق اور جزیرے کے درمیان - رمضان کا مہینہ تمام وٹان اقامت کئے اور جہاد کے واسطے رمضان میں افطار کئے تھے - جب رومیوں کو معلوم ہوا کہ خالد ہمارے سرحد کے قریب آگئے تب آپ بھی لشکر جمع کر کے جنگ کے واسطے نکلے - ذوالقعدہ کی پندرہویں کو فرائض پر پہنچے ہر دو لشکر میں جنگ شروع ہوا رومیوں کی برتری کثرت تھی مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے ثابت قدم رہے اور انکی کثرت و شوکت کا کچھ پروا نہ کئے ترا سخت جنگ ہوا آخر رومیوں کی ہزیمت ہوئی - لاکھ کا فرسر کے مین مارے گئے - پھر خالد نے فرائض میں دس روز اقامت کئے - ذوالقعدہ کی پچیسویں کو حیرہ کی طرف اپنی فوج بھیج دے کے آپ مخفی تھوڑے لوگ کو ہمراہ لئے ہوئے مسجد الحرام کا قصد کئے اور حج کے مناسک ادا کر کے پھر وٹان سے نکلے ابھی انکی فوج حیرہ تک نہیں پہنچی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ حیرہ میں داخل ہو گئے - جب یہ خبر صدیق اکبر کو پہنچی تو ایک نامہ عتاب امیر خالد کو لکھے کہ لشکر کو چھوڑ دے کے بے اجازت تم گیسار و اٹھ ہوئے - اور اسی حرکت کے پاداش میں انکو عراق کی امارت سے پھر کے شام کے جہاد پر جانے کا حکم لکھے - اور اسی سال جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لڑکی امانہ کو جناب خاتون جنت کی وصیت کے مطابق اپنے نکاح میں لائے - اور اسی سال عمر فاروق نے عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل کے ساتھ اپنا نکاح کئے - یہ بی بی پہلے عبداللہ بن ابی بکر کے نکاح میں تھیں انکی وفات کے بعد عمر کے برادر زید بن الخطاب کے نکاح میں آئیں انکی شہادت کے بعد انکی تزویج عمر فاروق کے ساتھ ہوئی - انکی شہادت کے بعد زبیر کے ازدواج میں آئیں - اور اسی سال عمر فاروق نے اسلام کو خرید کئے اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسلام تابعین میں برے عالم اور بزرگ ہوئے - انکے فرزند علماے ثقافت ہیں - اور اسی سال ابوالحارث بن الربیع جو حضرت کے دامادی بی زینب کے شوہر تھے رحلت کئے انہوں نے بی بی خدیجہ کے بھانجے تھے انکی والدہ کا نام مالہ بنت خویلدہ تھی - ابوالعاص کا نام ہاشم تھا جنگ بدر میں مشرکوں کے ساتھ اسیر ہوئے اور فدیہ دیکر رہائی پائے - فتح مکہ کے آگے چند روز کے اگر ایمان مسرف ہوئے - حضرت نے بی بی زینب کو نکاح ساتی سے انکے بچوں کے انکو بی بی کے ساتھ بری محبت تھی ہر چیز انکو کافروں نے کہا کہ بی بی کو مطلق دو لاکھ انہوں نے قبول کئے - حضرت ابو بنی ہاشم اور بنی مطلب جب غار میں تین سال اقامت کئے تھے ویسے قتلے میں رات کے وقت کافروں نے پوشیدہ ابوالعاص نے اناج وغیرہ لجا کے پہنچاتے تھے حضرت ان کے حق میں دعا کرتے تھے - اور حضرت کے صحن حیاء علی مرتضیٰ کے ساتھ میں کو گئے

تھے حضرت انکی بیعتی بیان فرماتے کہ میں نے جو بات کہی ہے وہ سب سچ ہے اور مجھ سے جو وعدہ کیا اسکو وفا کیا۔ ہجرت سے تیرہویں سال کے وقایع۔ حضرت صدیق اکبر لشکر اسلام کا روانہ کرنا طرف شام و روم تھے۔ اول ابو بکر صدیق نے جزیرہ حبشہ کے بعد بیت اور متوکل قتل پر کمر باندھ دیا۔ جب اس سے وفات حاصل ہوئی عراق کی تیسری طرف متوجہ ہوئے۔ جب اس کے نامور سپہ سالار تھے۔ پھر حیرت کے تیرہویں سال ورم اور شام کا قصد کیا۔ ابھی کاعلم کسی پر ظاہر نہ ہوا تھا کہ توحید بن خنیس نے اپنے پاس لے کر چلا۔ کہ یا خلیفہ رسول اللہ کیا آپ میرے جنگ کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں اس کی تعبیر یہی ہے۔ پس اپنا خواب ظاہر کیا۔ صدیق اکبر نے وہ سب کچھ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ شام و روم کی طرف توحید روانہ کروں تو تم صبر سے ہو گے۔ پس ابو بکر صدیق نے صحابہ کے مجمع میں ایک خطبہ طبع پڑھا اور لوگوں کو جہاد پر متوجہ کیا۔ فرمایا کہ لشکر تیار کر بن اور چار شخص کو لادارت دی۔ عمر بن العاص کے ساتھ ایک فوج دے کے حکم کیا کہ اٹلیہ کی راہ سے فلسطین کی طرف جاؤ۔ اور ابو عبیدہ کو حصن پر اور یزید بن ابی معین کو دمشق پر اور شریحیل بن حنیس کو باران پر مقرر کیا۔ اور امو کو پریر گاری بکالا اور غنیمت میں حیات کرنے کی وصیت کر کے جہاد کی تحریک دی۔ اور فرمایا کہ جب تک ایک ایک جگہ جمع ہوں تو ابو عبیدہ امیر رہے۔ اگر زمین مشرق ہو جاوے تو ہر ایک اپنی اپنی فوج پر امیر ہی چلے۔ ہر ایک اپنی فوج کے لئے روانہ ہوا۔ کہنے لگے کہ لشکر کے سب غازی مشائخ تھے۔ عمر بن العاص نے جب فلسطین کو پہنچا تو خبر پائی کہ ہر فوج نے لشکر اسلام کے لئے کی جہاد کے اپنے بھائی شادق کے ساتھ پاس پڑا اور ایک روایت سے سنو ہر ایک لشکر روانہ کر کے آپ انطاکیہ کی طرف گیا۔ لشکر اور سب سب جنگی جمع کر کے تیس ہتھیاروں پر چلا۔ تب عمر بن العاص نے صدیق اکبر کی خدمت میں یہ سب احوال لکھ کر بھیجا اور غنیمت کی تحمیدیں لکھ کرے ان میں سے عمر بن العاص کے ہمراہ کچھ انصار بھی لے کر اپنے طرف بھیجا۔ اور ہر روز وہ بکے واسطے فارسی غازی و حنین روانہ کرتے تھے۔ عمر بن العاص کے بھائی ہشام کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت دے کے ہر فوج کے پاس روانہ کیا تاکہ وہیں ہمدام اس پر نظر کرے۔ یہی جماعت کو ہر اے کے سوا دی کی حالت ہی تھیں۔ ہر فوج کی ہمدانی ایک جگہ بھیجا۔ ہر فوج نے اس حالت کو دیکھتے ہی ترسان و لرزان ہوا اور وہ صحابہ کی جماعت آواز بلند سے کہنے لگی کہ لا الہ الا اللہ محمد بن رسول اللہ میں یہ لکھتے ہیں کہ ہر فوج میں نزاع نہ ہو گیا۔ سب روانہ ہو جائیں۔ ان میں سے ایک آدمی آواز بلند سے کہنے لگا کہ میں نے کانٹا لے لیا۔ تب ہر فوج نے اٹھ کھڑا ہوا کہ کوئی بھیجے کہ کوئی بھیجے کہ ہر ایک کو بار بار اس طرح ایسا دینا چاہیے۔ اگر کچھ پیام کہتے ہو تو بھیجاؤ۔ پھر ہر فوج میں داخل ہو کر ہر فوج نے جہاد کا نعرہ دیا کہ ہر ایک نے ہمت پر تیار تھا۔ دے دیا کہ ہر ایک کو سلام کہنے سے منع کیا۔ ہر فوج نے جو حکم کہہ دیا کہ کس نے شرط توحیت بخدا لائی۔ ہشام نے کہا کہ توحیت اسلام اہل اسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ ہر فوج نے توحیت محمدی کے احکام اور عبادت و محاسن اور ادب و اخلاق کی کعبیت پر تجھے لکھا۔ ہشام نے مفصل بیان کیا۔ اس تمام میں سوال کیا کہ تمہارے میں بہت بزرگ کلر کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ لا الہ الا اللہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِهِٖ وَ صَحْبِهِٗ وَسَلَّمَ
 بھی ویسا ہی ملے لگا اور بھی نہایت حیران ہوا اور پوچھا کہ یہ کلمہ تم جس مکان میں پڑھیں کہا وہ مکان بھی ایسا ہی ملتا ہی ہم
 کہے نہیں تیرے مکان کو سو یہ حال ہم نے کہیں نہ دیکھا تب کہا اگر ہر مکان میں ایسی جنبش ہوتی میں اسکو سحر جانا ہوتا جب
 ہر مکان میں نہیں یہ سحر بھی نہیں پھر ہمارے وضو و نماز سے سوال کیا۔ ہم سب بیان کئے۔ پس ایک مکان خالی کر داکے
 ہکو اسمین انارائین دن ہکو رکھا اور بڑی تکلف سے ضیافت کی۔ ایک شب ہکو بلو اسکے اول جو باتیں دریافت کیں جن میں
 پھر انہیں باتوں سے سوال کیا۔ ہم نے سب کا جواب دیا تب ایک صندوق لنگایا اس پر نہری کام کیا گیا تھا اسکو کھولا
 تو اسمین چھوٹے خانے بہت تھے۔ اور ہر خانے پر قفل لگا ہوا تھا۔ ایک خانے کا قفل کھول کے ایک تصویر بخالی سرخ
 رنگ براسر بڑی بڑی انگلیں لپی گردن اور گیسو چھپتی ہوئی تھیں۔ ایسی خوب تصویر تھی کہ ہم کہیں نہ دیکھا تھا ہم سے پوچھا
 کہا تم نے اسکو پہچانا۔ ہم کہے نہیں اسنے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پھر دوسرے خانے کو کھول کے ایک دیبا کا
 قطعہ نکالا۔ اس پر بھی ایک تصویر تھی۔ گوار رنگ فرخ چشم گردن اور ہی تھی پوچھا کہ یہ کون ہی ہم کہے کہ ہم نہیں جانتے
 اسنے کہا کہ یہ نوح علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پھر تیسرے خانے سے ایک حریر کا قطعہ نکالا۔ اس پر ایک تصویر نہایت
 خوب و لذیر تھی چاند کیسی شکل صاف رخسار سفید اور پیاری انگلیں تھیں اور پیشانی پر ایک نوردخشان تھا۔ پوچھا
 کہ یہ کون ہی ہم نے کہا کہ نہیں پہچانا کہا یہ ابراہیم علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پھر ایک حریری قطعہ نکالا ایک تصویر
 بہت خوب اور طبع تھی پوچھا کہ یہ کون ہی ہم نے کہا کہ یہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر ہے ہم اسکو دیکھتے
 ہی بے اختیار روئے گئے۔ پوچھا کہ کیا یہی سچ ہمارے پیغمبر ہیں ہم نے کہا ہاں۔ اسنے کہا کہ یہ تصویر خانہ اخیر میں
 تھی میں نے تم سے امتحان کرنے کے لئے اُنکے اسکو نکال کے پوچھا۔ ایسا ہی ایک ایک خانہ کھول کے ایک ایک پیغمبر
 کی تصویر بتلائی۔ پھر ایک قطعہ نکالا اس پر ایک جوان تصویر تھی انگلیں چاند کے مانند اور ریش سیاہ تھی پوچھا کہ
 یہ کون ہی ہم کہے کہ معلوم نہیں اسنے کہا عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے ہم نے پوچھا کہ یہ تصویر میں تجھے کہاں سے ملین
 اسنے کہا کہ ایک بار آدم علیہ السلام نے خواہش کی کہ انہی میری اولاد میں جتنے انبیاء ہونگے انکی سنگین تہا۔ تب اللہ
 تعالیٰ نے انکی دعا قبول کر کے سب انبیاء کی تصویریں روانہ کیں سو آدم علیہ السلام کے صندوق میں تھیں وہ
 صندوق سکندر کو ملا سو دانیال علیہ السلام کو پہنچا انھوں نے ایک ریشمی تھان پر اپنے ماتھے سے یہ تصویریں کھینچیں
 پھر کہنے لگا کہ تمہارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میں نہایت مشتاق ہوں چاہتا ہوں کہ اپنا ملک و مال ترک
 کر کے انکی خدمت میں جاؤں اور تابع فرمان رہوں۔ پس ہکو بہت سے تحفے وغیرہ دیکے مدینے کی طرف روانہ کیا۔ ہم
 جب صدیق اکبر کی حضور میں حاضر ہوئے۔ سب احوال بیان کئے صدیق اکبر بہ سنے رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ
 تعالیٰ اگر اسکا خیر چاہیگا تو وہ ایمان لاویگا پس کہا کہ یہ وہ نصارا ہمارے حضرت کے اوصاف سے آگاہ ہیں

حضرت نے توہین خردی ہی۔ روانہ ہونا خالد بن لید کا عراق سے طرف
 شام کے حکم پر صدیق اکبر کے۔ نقل ہی کہ انطاکیہ پر حمل کا انا اور اہل اسلام سے
 جنگ کرنے کے لئے وہاں لشکر جمع کرنا جب صدیق اکبر کو معلوم ہوا۔ اس وقت خالد بن لید کو ایک کتبہ اس
 مسفرن کا لکھا کہ عراق کا لشکر اسی جگہ چھوڑ دے اور واپس سے جو قوم ہمراہ لے آیا تھا اسیکو ہمراہ لے
 کے تمام کی طرف روانہ ہو کے ہر بندہ کے ساتھ ملحق ہو جاؤ اور یہی غریزہ یا ایک جب وہاں پہنچے سب لشکر اسلام
 کی امارت مگر ہی۔ خالد کو جب یہ کتبہ پہنچا۔ انہوں نے حکم کے موافق مشی بن حارث شیبانی کو عراقی کی امانت دیکر
 آپ یاہد کا لشکر ہمراہ لے کے روم کی طرف کوچ ہوا۔ راہ میں بعضے قلعے اور شہر غارت کئے بہت سامان اور بے پایاں
 ہاتھ آئے۔ بصرے کے پاس ابو عبیدہ سے ملا وہاں کے لوگوں کو لشکر اسلام کی یہ کثرت و شوکت دیکھ کے جزیرہ دینے
 پر آمادہ ہو کر اوصاف کی۔ وہاں شام سے پہلا شہر حاتمہ آیا وہی تھا۔ خالد نے یحییٰ بن العاص کی مدد کے لئے اسے روانہ
 ہوا۔ یہ سب اسلام کی فوجیں باہم جمع ہونے کی خبر روئی تو پوچھنے ہی ہر قل کی طرف سے ایک بڑی فوج
 کفار کی مدد پر آئی لشکر کفار کا عدد ستر ہزار اور ایک لاکھ تین سو دو سو چالیس ہزار اور ایک روایت میں نو سو تیر ہزار
 کو پہنچا تھا۔ اور لشکر اسلام کا زخمی چھتیس ہزار تھے۔ پھر ہر دو فوجی بن جنگ شروع ہوا۔ خالد نے حکم کیا کہ سب
 اہل اسلام ایک بار حملہ کریں۔ اور دو آدمی اور شجاعت کی دین۔ یحییٰ سب حملہ کئے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت
 اکی مددگار ہوئی آیہ کریمہ **فَكَفَّ قَلْبُكَ عَنْكُ فَلَئِنْ غَلَبَتْ فَتَنُكَ عَنْ شَيْئٍ مِّنْهُ لَكُنَّ مِنَ الْغَالِبِينَ** کے بموجب لشکر کفار کو شکست ہوئی
 سب کو ہزیمت پائی۔ فادون کے جو انگریز کی ایسی داد دی کہ وہ چون تین ہزار مرد و قتل کو زمین پر پڑ گئے۔
 اور بھاگنے کے وقت بھی بہت کفار مارے گئے اور جو بھاگے تھے سوا اسی اور قیصر یا رور دشتی میں جا بیٹھے اور قلعوں میں
 پناہ لئے ان کا یہاں اسباب مال کسند کے ذمال اور اپنی خود اور دادوی بکتر اور باواگوڑے اور بڑے ٹکڑے کے
 سر پر اور ہزار دہا اس قدر کہ حساب و شمار سے زیادہ تھا مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ کہتے ہیں کہ زمین و آسمان کی رست
 انہی کے مال و اسباب و جان و مال سے بھری تھی۔ خالد نے اس فتح و نصرت کی بشارت عبدالرحمن حبیبی کے ہمراہ صدیق
 اکبر کی خدمت میں روانہ کی۔ ابو بکر صدیق اور دوسرے مہاجرین انصار نبایت خوشی کئے اور شکر الہی بجا لائے۔ اور انصار
 نے اس باب میں ایسا اور قصاید مدحیہ کہے۔ اور اہل انساب نے نظیر فتح نامے تحریر کئے اس جنگ میں کبار صحابہ سے ابان
 بن عبد بن العاص اور سلمیٰ بن ہشام خردی اور نعم بن الحام اور ہشام بن العاص سب غنیمت سے شہادت پائی۔
 متوّل ہی کہ خالد نے اس فتح کے بعد دمشق کی طرف روانہ ہو کے ایک دیر کے پاس پہنچا اسکو اب تک بھی خیر
 خالد کہا کرتے ہیں۔ وہاں سے دمشق باب شرقی سے ایک میل کے فاصلے پر ہی۔ خالد نے اس جگہ منزل کی۔
 ابو عبیدہ اور یزید بن ابی سفیان دوسرے دروازوں کی طرف اترے۔ شہر دمشق کو درمیان لے کیے محاصرہ کئے۔ ایسے

بن یہ خبر پہنچی کہ میں ہزار مر دھجلی دم کی طرف سے دشمن کی مدد پر ان کے برج العنبر کے مقام میں آئے ہیں۔ خالد نے یہ سن کر اسامہ لیکے وہاں جا پہنچے اور دیکھا کہ کافر کو بڑبڑت ہوئی۔ مگر میں ہانسو کا فرار سے پرے اور بھاگنے کے وقت بھی کفار مقبول ہو

اس اجمال کی یہ ہے۔

کہ جب ابو بکر صدیق کا حکمرانہ خالد بن ولید کو سنی انہوں نے شام کی طرف روانہ ہونے کے وقت ابوعبیدہ بن الجراح کے نام سے ایک نامہ لکھا کہ قَدْ وَكُنِيَ اَبُو بَكْرٍ عَلٰى جِيوشِ الْمُسْلِمِينَ فَلَا تَبْتَخِ مِنْ مَكَانِكَ حَتّٰى اَقْدِمَ عَلَيْكَ وَالسَّلَامُ اور یہ خط عام بن طفیل دو سچے ہاتھ دیکھ کر روانہ کیا عامر سے روایت ہے کہ میں جب ابوعبیدہ کی خدمت میں جا کے وہ نامہ پہنچا یا انہوں نے اسکو پڑھ کر ہنس اٹھا اور کہا الْحَمْدُ لِلّٰهِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلّٰهِ وَلِخَلِيفَتِهِ سَوَّلَ اللّٰهُ صَلٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بھڑائی مغزولی اور خالد کی منصور کی مسلمانوں کو گاہ کیا۔ اور یہ نامہ پہنچنے کے آگے ابوعبیدہ چہار ہزار سوار کا ب رسول اللہ شہر چل بن حسنہ کے ساتھ دیکھ بصرے کی طرف روانہ کئے تھے سو شہر چل دمان پہنچ کے بصرے کے حوالے میں آئے تھے اور وہاں جا کر روماس مناجا ہر قیل کے اور رب رومیوں کے پاس پر آم تیرہ رکھنا تھا۔ اور پچھلی کتابوں اور گزشتہ حالتوں سے خوب واقف تھا اور اہل روم تمام بلاد شام سے اسکے پاس آئے اور حکمت کی باتیں اس سے سنتے تھے اور شہر بصرہ بہت آباد تھا اور اسمیں بارہ ہزار رومی رہتے تھے۔ اور ایک موسم مقرر تھا کہ جہاز اور مین کے تجارت بھی وہاں آتے تھے اور اسکے واسطے ایک لوہے کی کرسی بچھا چائی اور وہ اسپر ہتھ کے علم و حکمت بیان کرنا اور لوگ سنتے تھے۔ ایسے ہی حالت میں شہر چل بھی مع لشکر وہاں جا پہنچے۔ جہاں روماس کو انکی اپنی خبر ہوئی اپنی قوم کو تاکید کی کہ میں جب تک مسلمانوں سے نہ ملوں تم سے کوئی فردائے کلام نہ کرے۔ پھر اسنے لشکر اسلام کو فرمایا کہ اگر کوئی مسلمانوں تمہارا سردار کون ہی تب شہر چل بھی اپنے لشکر سے نکلے اسکے نزدیک آئے پوچھا تم کون ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اصحاب سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں جو نبی آتی تھے اور جنگا ذکر تورات وانجیل میں مذکور ہی۔ روماس حضرت کی خبر دریافت کی شہر چل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی روح قبض کر کے اپنے پاس بلوالی اور وہ چیز جو اپنے پاس ہی انکے لئے اختیار کی۔ روماس نے پوچھا کہ انکے بعد کون شخص انکے قائم مقام ہو شہر چل نے کہا کہ اس جانب کے بار غار ابو بکر صدیق خلیفہ ہو۔ روماس نے کہا کہ قسم ہے اپنے دین کی میں جانتا ہوں کہ تم لوگ حق پر ہو اور بالفرض تم عراق اور شام کے مالک ہو جاؤ گے اور میں اپنی راہ سے کہتا ہوں کہ تمہاری جماعت تھوری اور باری فوج کثیری پس تم اپنے ملک کو لوٹ جاؤ تم سے تعرض نہ کرے۔ اور ابو بکر میرے دوست ہیں اگر وہ یہاں آتے مجھ سے نہ کرتے۔ شہر چل نے کہا کہ اگر انکے بیٹے بھیجے بھی دین ملت کا خلاف کرینگے تو وہ نہ چھوڑے گی کیونکہ میرے دین خدا ہی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جیاد کا حکم فرمایا ہے اور جب تم تین باتوں سے ایک کو اختیار نہ کر دے گے ہم تم سے جدا ہونے لگے یا ہمارے دین قبول کر دیا جزیرہ دو یا جنگ پر آمادہ ہو جاؤ۔ روماس نے کہا واللہ اگر میرا اختیار ہوتا میں تم سے نہ لڑتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو۔ میں جیتا ہوں کہ اپنی قوم میں جا کے انکو نصیحت کروں تا انکو کجا منظور نہ ہو دیکھو۔ شہر چل نے کہا

کہ اس باب میں بہت جلدی کیجئے کہ جو کہ تم سے جو تین باتیں کہ چکے ہیں ان کی کیا بات کا سر انجام دینا ہو کہ نہایت
 خود ہی جیسے تم کو داخل اسلام کرنا یا تم سے جو نہایت جنگ کا تب رعاش اپنی قوم میں جاکے کہنے لگا کہ انی نصرانی تمہاری
 کتابوں میں جو مذکور ہے کہ عرب تمہارے شہروں میں داخل ہو گئے اور تمہارا مال لوٹ لیا اور تمہارے یہاں دو کوفی کر کے لے گیا
 وقت بھی اپنی اور تم لوگ کثرت میں روئیں گے لشکر سے ترک نہیں ہو جو خود وہ اس کے سامنے اور فلسطین میں مسلمانوں کی
 ایک چھوٹی سی طاقت کے ساتھ سے آگئے اور باقی بھاگ گئے اور یہی سنائی کہ ان میں سے ایک شخص حکام خالد بن ولید
 بن سنان کی طرف سے فرج کیا ہی اور اسنے ار کہ اور تمہارا دور اس فتح کرنے میں اور مغرب تمہارا طرف پہنچا۔ پس پھر
 یہ بھی کہ تم خبر دینا قبول کریں تاہم اپنے جان مال سے محفوظ رہیں اور یہ لوگ یہاں پہلے جاویں۔ روئیں یہ تقریر سننے ہی
 اسکی قوم اس کے قتل پر آمادہ ہوئی۔ اسنے کہنے لگا کہ انی نصرانی میں شخص تمہارے امتحان کے یہ بات کی تم حاضر مجھ پر ہیں
 تمہارے ساتھ ہوں۔ واقعہ یہ کہ رحمۃ اللہ علیہ نے رعایت کی ہی کہ اس کو کہ جو کہ بعد وہی کفار اور جنگ و پیکار
 ہوئے۔ شریعت بھی لشکر اسلام کو لینے پر آمادہ تھے۔ لیکن مسلمانوں کی قتل اور کافروں کی کثرت ایسی تھی کہ ماحول
 روم العیسائی خبر دی کہ اہل اسلام بہت ان کافروں میں نظر آتے تھے جیسے سیاہ اوت کے بیٹوں ایک سفید
 نظر آئے۔ شریعت نے مجاہدوں کو جہاد کی ترغیب دی اور بارگاہ انبی میں ہاکی بھی دعائے نام پڑھیں پانی تھی کہ ایک گروہ
 خود ہوئی دیکھتے کیا ہیں کہ وہ سارے ہی مقدار ہی تیزی سے آ رہے ہیں شریعت نے مسلمانوں کو بشارت دی کہ اللہ نے
 ہاتھ دے دی ہے۔ وہ ہر دو سو دھبہ نہ دیکھنے لگے ایک شخص کہا کہ بن خالد بن ولید ہوں دوست نے کہا کہ میں۔
 عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق ہوں۔ خالد کا ہاتھ میری کھینچ لیا اور وہی کے نام سے نامہ روانہ فرمایا
 آپ سے لشکر کوچ کیا اندھا بین گئی شہر میں لے لے لے اور تمہارا سحر اور حوران اور قرطبہ وغیرہ کی تیسریں آئے اور ان
 شہروں کو لوگ مسلمان کیا جزیہ قبول کیا اور جیسے مسلمان ہو۔ غرض خالد اور عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق جب ظفر
 و منصور ٹھہرے پانچ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا۔ جب دونوں خالد کی آواز سنیں لگے آواز میں
 ہو گئیں اور بہت گھبرائے۔ پھر خالد نے اس دوسرے جنگ فزوں کے سب اہل اسلام کو نام بایکا کر لیا۔ دوسرے روز ٹھہرے کا لشکر
 جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ خالد نے کہا کہ لوگ کہو اور ہمارے ہاں دو کوفی کے مانے دیکھ کر کج زبانی پرستند ہو گئے۔ پس تم بھی سوار
 ہو جاؤ اور ادا ہو جائیے امیدوار ہو۔ پس جب مسلمان سوار خالد نے رافع بن عمر الطائی کو میرے سپرد حصار
 بن الازور کو سپرد مقرر کیا اور خود کم سن اور زانی میں رہے دیکھے۔ اور عبدالرحمن بن حمید بھی
 پیدل پر مقرر فرمایا۔ اور حکم کیا کہ میں جب حکم کروں تم بھی حکم کرو لشکر اسلام حکم کرنے پر مستعد ہو جاوے میں لشکر روم کی
 صفیں چرتا ہوا ایک سردار نکلا اور شاگ و عہد پہنا تھا سوار ہوا اور حیرت باقوت اس کے بدن پر چھتے تھے تردد لشکر کے دنیا
 اگر کھڑا اور کہنے لگا کہ انی گروہ مغرب تمہارا جو حورانی وہ باہر آوے کہ میں حاکم ٹھہرے کا ہوں۔ میرا نام روماء

ہی۔ تب خالد بھی اپنے لشکر سے نکل کے اسکے مقابل ہوئے۔ کہنے لگا کہ اسی سردار عرب میں بادشاہ روم کے مقرربن اور دشمنوں
ہوں میں کچھ کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر زمان میں بنی ہاشمی کو عرب میں نبی کریم کا نام محمد بن محمد کا صلی اللہ علیہ وسلم
خالد نے کہا کہ وہ ہمارے پیغمبر ہیں۔ روماس نے پوچھا کہ آیا اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی کتاب نازل کی ہے۔ خالد نے کہا ہاں کے
نام قرآن ہے۔ پھر پوچھا کہ آیا شراب تم پر حرام ہوئی ہے۔ خالد نے کہا ہاں جسے شراب پینا ہی ہم اس پر جاری کرتے ہیں۔ پھر پوچھا
کہ آیا تم پر نماز فرض ہوئی ہے۔ خالد نے کہا ہاں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی ہے۔ پھر پوچھا کیا تم حج کرتے ہیں۔ خالد نے کہا ہاں
پھر پوچھا کیا تم جہاد فرض ہوئی ہے۔ خالد نے کہا ہاں اگر جہاد فرض ہوتا ہم تم پر حج کے لئے نہ آتے ہوتے۔ روماس نے کہا کہ میں خوب
جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور میں تم کو دوست رکھتا ہوں اور میں اپنی قوم کو تمہارے طرف سے دریا لاکھ وہ ہتھکنڈے بھی خالد
کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ روماس نے کہا کہ تجھے اس بات کا دعویٰ کہ میں اسلام لاؤں تو میری قوم مجھ کو قتل کرے گی اور میرے لوگوں کو قید کر دے گی
اس واسطے پھر بھی میں تمہارے لشکر کو ترغیب دیتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ انکو رد راست پر لا دے۔ پس جب اس نے اپنی قوم میں جا کے
لشکر عرب کو دریا اور ایمان کی ترغیب دی اسکی قوم اسکی دشمن ہو گئی اور کہا کہ وہ جا کے اپنے گھر میں بیٹھا رہے ہم جنگ کرتے ہیں۔
جب روماس بھی تو یہی چھٹا تھا خوشی سے اپنے گھر چلا گیا۔ اور اہل بصرہ نے دریا کے کنارے کو اپنا سردار چھوڑ دیا۔ جب کان
زور پہنچا ہوا اپنے لشکر کو لیکے میدان پر آیا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے اسکا مقابلہ کیا پھر رات وقت بروہن میں کھڑا رہا
ہوئی آخر دریا کے کنارے بھاگ نکلا۔ پھر لشکر اسلام جب حکہ کی بہت سے کفار مار پڑے باقی لشکر کو ہزیمت ہوئی مسلمانوں کے درمیان
شہید ہوئے۔ اور بصرہ والوں کا مال بھی مسلمانوں کے ہوتے۔ کیا خالد نے شہیدوں پر نماز پڑھنے لگاؤں کو دیا۔ جب اس رات چوتھا
حصہ گذر رہا روماس نے اپنے غلاموں کے ہاتھ سے شہر بھاہ کی دیوار کو سوراخ ڈھونڈا کے نکلا اور خالد کی خدمت میں اسکی اپنی قوم کا
موجودہ اظہار کیا اور اسلام سے مشرف ہوا اور کہا کہ تم اپنے معتقد چند لوگوں کو میرے ہاتھ روانہ کرین تو اس سوراخ سے انکو اپنے
قلعے میں لیجاتا ہوں تا شہر تمہارا قبضے میں آجائے یہ بات خالد نے سجدہ شکر ادا کیا پس عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کے ہر ایک
سوار کے روانہ فرمایا جب داخل شہر ہوئے عبدالرحمن نے اپنی تکی کے چار حصے کے شہر کے چار طرف انکو کھڑے رہنے کا حکم کیا ہر طرف کھڑے
تھے ان کا حکم کیا کہ جب تم میری تکبیر کی آواز سنیں تم بھی تکبیر کو پس روماس عبدالرحمن کو اس ریح پر لگیا جہاں بصرہ کا سردار دریا
اپنے ساتھیوں سمیت مقیم تھا اسے پوچھا کون ہے روماس نے کہا میں بطریق ہوں اور یہ میرا سردار عبدالرحمن ہیں وہ اسلئے یہاں آئے ہیں
تا میری ریح کو درخت میں رہا نہ کریں۔ دریا کے کنارے ہاتھ کے غصہ ہوا اور حکم کرنا چاہا لاکھ نامہ دہی قدم نہ بڑا سکا ایسے میں عبدالرحمن
نے جلدی کر کے اسکے شانے پر تر دار کا ایک ایسا ضرب کیا کہ وہ گر پڑا اور داخل درخت ہوا۔ تب عبدالرحمن نے تکبیر کی انکی آواز سنکر
شہر کے چاروں طرف سب مجاہدین تکبیر کہنے لگیں بلکہ درختوں اور پہاڑوں اور پرندوں بھی تکبیر کی آوازیں آنے لگیں اور
کہا اے ہمارا مالک ہی ہمارے معبود کیا خوش اور پاک ہے تیرے نام اور ذکر کا سنا اور ہمارے کون تیری حقیقت شکر میں قیام کر سکتا
ہی اور تحقیق سنا ہم کل کو حید اور دیکھا ہم نے تیرا شکر اور تیری بزرگی ظاہر کرنا تو انکو اللہ حب عبدالرحمن نے تکبیر کی سب مسلمان بھی

خلافت صدیق اکبر جنگ دمشق

مکیر کہنے سے کافرون کا قتل شروع کیا۔ اور خالد بھی اپنی آواز میں نہ تھی اپنے لشکر کو لیکے خمری پہنچے۔ جب انہوں نے
دیکھا کہ عرب اپنے شہر کو فتح کر لیا ورنہ خمری اور ذکوان کے گریز کے بجائے خود داخل ہوا۔ خالد نے دیکھا کہ یہ لوگ کچھ
ہیں۔ روماس نے کہا کہ ان کو طلب کرتے ہیں۔ خالد نے حکم کیا کہ اب تلوار بچاؤ نہ مان دو۔ روماس نے خالد سے گزارش کی کہ
میں اس شہر میں قامت نہیں کرتا ہوں بلکہ تمہاری ساتھ جتنا ہوں میرا مال و اسباب میرے گھر سے باہر لانا چاہتا ہوں تب نام
کے حکم سے چند شخص ملے۔ اسکی اطاعت کی۔ جب روماس کی خدمت کو ان کے اسلام سے خبر نہیں تھی اسے شوہر کو دیکھتی ہی نہ تھی
اور اہل بیت کے ساتھ اس دورہ ہوئی جب ملاقات یہ حال دیکھا چچا اسکا کی سبب ہی اس خدمت سے کہا کہ مجھے تم اپنے سردار تک
سے چلتے رہا ہوا حال بیان کرو۔ میں جب لوگوں کو اسکو خالد کی خدمت میں حاضر کیا اسنے عرض کی کہ ان کی سرکار میں کئی
شب اچھے خواب میں ایک معاملہ عجیب دیکھا جی کہ ایک مرد علیل انسان کو جنگا چڑھو مبارک بدر تاج نامزد و نشان نبی تشریف
لانی ہی اور مجھ کو دیکھ کے فرماتے ہیں کہ یہ شہر بغیر اور نام ملک شام و عراق کی گودہ و ملک ائمہ سے فتح ہو گا میں نے عرض کی کہ آپ
کون ہر فرما یا کہ میں محمد رسول اللہ ہوں پھر مجھ کو اسلام کی طرف شوق کی ہیں اس وقت اسلام سے مشرف ہوئی پھر مجھ کو قرآن مجید
دوسو مرتب سکھائیں خالد نے یہ سنا تعجب کیا کہ کہہ کر وہ دوسو مرتب کی تھی میں نے چونکہ شہر نے سوا فاقہ اور قتل جو اللہ اور نہ کر سارے
خالد کے ائمہ راجہ اسلام کو نازہ کیا۔ اور اپنے شوہر روماس کے کہا کہ از تو یہاں قبول کیجئے یا مجھ کو حیرت و دیکھ خالد یہ سنے شہر
کہا **سُبْحَانَ مَنْ قَفَّيْهِمَا** اور اس سے کہہ کر تیرا شوہر تیرے سے پہلے مسلمان ہو چکا جی ایسے سکروہ عورت بہت خوش ہو
واقعی میں نے معمر بن سلم سے روایت کی کہ روماس نے خالد کے ہوا ہو گیا اور شام کے سب از انہوں میں شریک اور
کنار سے جہاں کہہ کر انام ملک شام فتح ہوئے پھر ابو عبیدہ کی دعوت پر جب حضرت عمر فاروق نے روماس کو بغیر کی حکومت پر
تھوڑے دنوں کی حکومت کی کہ ایک بیٹے کو حیرت کر صحت کی۔ اللہ تعالیٰ کا شہر تیر میں آیا سو وہ سرور علی الصلح سب
خالد کی خدمت میں حاضر ہو کر معاہدہ کیا خالد نے اپنے طرف سے ایک نائب شہر کے وہاں سے کج کیا اور ابو عبیدہ کے نام
ایک نامہ میں مضمون کہ لکھ دیا کہ جو ذوال شانہ شہر بغیر مفتی ہو چکا اب میں دمشق کی طرف کوچ کرنا ہوں تم وہاں مجھ سے آنا
اور ایک نامہ اس بات میں حضرت صدیق اکبر کی خدمت میں بھی رہا یا کیا روانہ ہو خالد کا بغیر سے سے دمشق
کی طرف کہتے ہیں کہ جب خالد نے بغیر سے پہلے راہ میں قرنیہ مقنیہ پر پہنچے تو فتح کیا اور اپنا نشان جگ نام راہ راہ
معاہدہ نصیب کر دیا ابو سف سے اس حکم کا نام مقنیہ العقیات سو وہاں چھوڑا ان سے دمشق کی طرف کوچ کیا اور سو ف و دمشق
میں اطراف و زواجی کے بہت لوگ جمع آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ فقط سو سو تنگ اور بارہ ہزار سے زیادہ تھا اور انہوں نے بہت
برق اور صلیب شہر راہ کو آتا رہا کیا تھا جب خالد میں لشکر قریب دمشق کے پہنچے ایک دیکھ کے پاس خزاں کیا ابو عبیدہ اس
اب تک دیر خزاں کہتے ہیں اور اس مقام کو پہاں گواہ شہر کے ابو عبیدہ کی انتظار ہی تھی۔ **واقعی** میں نے روایت کیا
جب برقل یہ خبر پہنچی کہ خالد نے ارکا اور تدر اور حوران اور حمہ اور بغیر سے کو فتح کیا اب دمشق کی طرف متوجہ ہوئی ہن

مقتدر ہوا اور اپنے سرداروں کو جمع کر کے کہنے لگا کہ دمشق ملک شام کا بہشت ہی اگر وہ میری فتح ہو جاوے تو بڑی نصیب ہے اگرچہ میں ایک بڑا لشکر مسلمانوں کا دو جہز ہو گا دمشق کی طرف روانہ کیا ہی لاکن تمہارے سے کوئی جوانمرد اگر مایں جا کے انکو ہز دینا تو مسلمانوں نے جتنے شہروں کو فتح کر لیا ہی ان سب شہروں کا حصول میں اسکو دوں گا۔ ہر قیل کے سرداروں ایک سردار کہ جس کا نام **کلوص** تھا اور اس زمانے میں اسکی شجاعت کا جاہی چڑھا تھا فارس کا لشکر جب شام کا قصد کیا تھا اسوقت اسکی بہادری ظاہر ہوئی تھی ہر قیل کا کلام سنے کہا ای بادشاہ مسلمانوں کا مقابلہ کر کے میں انکو نہایت دو گنا ہر قیل نے اسکا کلام سنے خوش ہوا اور ایک سو بیس صلیب کو دی اور پانچ ہزار سوار اسکے ساتھ دیکے کہا اس صلیب کو اگے رکھ ہی تجکو مدد دیگی۔ افسوس ہی ہر قیل کی سمجھ پر کہ باوجود عقل بادشاہی کے اتنا نہیں سوچا کہ صلیب جو ایک جادوئے حسن حرکت ہی وہ کیسی کیا دے کر گئی وہ تو مسلمانوں کے ہاتھ سے قوت پر نی اور بارہ بارہ ہونوالی ہی۔ پس کلوص نے اسی روز انطاکیہ سے کوچ کیا اور جب تہہ اپنیچاؤ ان کے قیسوں اور راہبوں کو خوشبو دار حیرین جلاقی ہوں اور باجیل ملوں میں لے ہوں اسکے استقبال آئے اور مہر پر کا پانی اسپر چھڑکا اور اسکی فتح کے لئے دعا کی۔ پھر جب جمع سے آگے تر باہر شہر کے نصار اسکے ساتھ ایسا ہی پیش آئے پھر جب دمشق پر اپنیچا اسوقت دمشق کا سردار ہر قیل کی طرف سے **عزرائیل** نامی مقرر تھا کلوص اور عزرائیل کے درمیان مخالفت اگئی۔ آخر یہ جوڑ نہ تھری کہ ایک روز کلوص جنگ کرے اور ایک روز عزرائیل **رفاعہ بن سلم** نے زور امت کی ہی کہ خالد مع لشکر جو در غوطہ کے مقام پر لڑے تھے وہ فتح انہوں کو دیکھا کہ فوج دمشق اپنے طرف رخ کیا ہی چلاؤ کو حکم کیا جلد تیار ہو جائیو سب کے سب سوار ہو گئے۔ کلوص کو عربی زبان میں معلوم ہوتی تھی اسلئے اسے جر جس نصرانی جو ان میں بڑا فصیح اور دانشمند تھا ہمراہ لیکے آیا اور خالد سے گفتگو آغاز کی اور اپنے لشکر کی کثرت اور کلوص کی شجاعت سے جو رایا اور مثالیں بیان کر کے پوچھا کہ تم اور کس آئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ خالد نے اسکی باتیں سنے کہنے لگا ای دشمن خدا تو ہمارے واسطے مثالیں بیان کرنا ہی اور اپنے لوگوں کی کثرت سے قرابائی و اللہ ہم نے تمہاری کثرت کو ویسی سمجھتے ہیں کہ جیسے ایک شکاری بہت پرندوں پر اپنا جان بھیا اور پرندے اسکے قدم میں آگئے اور وہ شکاری داین بائیں جس پرندے کو چاہا پکڑ لیتا ہی اور انکی کثرت سے نہیں قرتا ہی۔ اور ہم اور ہر ایسا کہ سب ہی کہ یہ ملک ہماری زمین ہی اسکو اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے پسند کیا ہی اور یہ ملک ہمارا تھا ایسا وعدہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زبان مبارک سے بھکودیا ہی۔ اور تو نے ہمارا قصد دریافت کیا ہم چاہتے ہیں کہ تم میں باقرن سے ایک قبول کرن اسلام سے مشرف ہوو یا جزیرہ دیا کرن یا جنگ پر آمادہ ہو جاوین حتیٰ بحکم اللہ بحکمہ و هو خیر الحاکمین جز جسے خالد کا یہ کلام سنے عجیے تھے لگا اور اسکا رنگ بدل گیا اور خالد کی مہابت کلوص کی ایسی غالب ہوئی کہ وہ اپنی زمین پر اس طرح کانٹنے لگا جیسے تنہ ہوا سے شاخ ملتی ہی۔ اور جر جس سے کہا کہ اس سردار عربت رخصت مانگئے کہ ترانی کل صبح پر موقوف رکھیں کہنا کہ تو میرے سے فریب کرنا ہی حالانکہ میں تیرے فریب خوب آگاہ ہوں یہ بول کے اسپر زہ اٹھا یا مارے خوف کے

خلافت ابو بکر صدیق

جس کی زبان بند ہو گئی اور وہ بھاگنے لگا پھر خالد نے کھوس پر چڑھ کر اسے اسکو لکر دم کے قریب پہنچا یا اسکو بھاگنے نہ
 سب کھوس بھی چڑھ کر بارہویں نیز و بازی ہوئی آخر کھوس نے گناہ کٹی چاہی یہ خالد نے نہ چھوڑا نیز سے ایک ضرب
 کر کے اسکو گھورتے کی زمین سے جھک گیا تب سلمان نے خبر پکڑتے ہوئے اس کے پاس دوڑے خالد نے کھوس کو پکڑ کر مسلمانوں کے
 حوالے کیا اور کہا کہ اسکو شکنجیان ہاند کر قید بن رکھو۔ جب کھوس قیدی ہوا خالد سے کہا کہ اسی ہر رات تم قید خانہ میں دمشق روانہ
 کرو تا وقت تک دمشق تمہارے ہاتھ رہا جائیگا۔ خالد نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ میں تو کسی مشرک اللہ کے سوا اللہ تعالیٰ کے واسطے
 میرا قید و بیانی پختہ نہ تھا پھر خالد نے اسکا منہ خبر پکڑا اور چھوڑا **واقعی** روح نے رعایت کی ہی کہ جب جرجس نے
 اپنے قوم میں جا کے سب ماجرا ظاہر کیا اسکی قوم نے غزابل کو ترغیب دینے لڑائی پر بھیجی اسنے خالد کے مقابل ہوا خالد اس پر حملہ
 کرنا چاہتا تو اسنے کہنے لگا کہ اسی سردار عرب غزوہ اذ قحط کچھیر نام سے کچھ تین کر لیں تب خالد نے ہاتھ دھو کر کے پوچھا کہ تو کون
 ہی مائے کہا میں اپنے لشکر کا شہسوار ہوں میں انہیں مشائخہ لاکر ترک اللہ جو اسکا گواہوں لائے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے
 کہا کہ میں ملک الموت کا ہمنام ہوں میرا نام غزابل ہی خالد نے تیرے منہ سے کہنے لگا کہ اے انی دشمن خدا تو جیسا ہمنام ہی ہے تیرا
 مشاق ہی مانچھے داخل جہنم ہے۔ اسنے پوچھا کہ تم نے جو کھوس کو قید کر دیا کیا سب کے اب تک قتل کیا۔ خالد نے کہا کہ ہر
 باقی رکھنے کا یہ سبب ہی کہ نام دوڑ کر ابھی وقت قتل کروں۔ غزابل نے کہا کہ ایک ہزار دشمن سونا اور دس کپڑے
 اور پانچ گھوڑے مجھ سے لودہ کھوس کو قتل کرو اور اسکا سر مجھ کو دو خالد نے اسکا منہ لے کر کہا کہ یہ مال تو کھوس کو خون کا
 عوض ہی تو اپنے مارے جانتا کیا عوض دیگا۔ غزابل نے ہفتے ہو کے کہنے لگا کہ تم حقدہ تھا۔ ہی قطع کر کے جہنم تمنا ہی
 ہماری دولت و امانت سے میں نے میں بن غم انکو پھر یونین تمہارا قاتل ہوں۔ خالد نے یہ بات سنے پہلے اٹش کے اندر
 حملہ کیا ویرنگ اور خون بن لڑائی ہوئی۔ غزابل کی میاد ہی جو ملک شام میں شہر مدینہ بنانے پر نکلے تھی خالد کے روپر
 کچھ میں کہ سی۔ سوائے بھاگنے لگا خالد نے اسکا پیچھا کیا کہ جب اسکا گھوڑا تیز تھا خالد اس تک پہنچ نہ سکے غزابل
 یہ حال دیکھ کر کچھ کے بھی کر دے مجھ سے تہ گئے ہیں پس بیڑی کہ میں تمہارا خون جب وہ مجھ سے آملیں کو قید کر لیں شاید کہ
 مسیح مجھ کو غالب کریں آں مشرک پیردہ جو جاکر اب کوئی دم میں اللہ خدا اسکو خالد کا شکار کر دیتا ہی اللہ بلا اذن الہی کوئی
 کیسی تائید نہیں کر سکتا ہی اللہ یہ بھی نہیں پوچھا کہ مسیح و نصارہ انکو ترک خدا تمہارے اللہ پر اثر ازان کا انکار کرنے سے
 ان سب ہر قسم میں عرض لیا بھیجے کہ تمہارے جب خالد اس کے نزدیک پہنچے انکا گھوڑا تنگ گیا اور پیسے میں وہ باغیچہ
 اسکو کہا الہی دشمن خدا کیا نیز گھوڑا تنگ نے سے تو میرے طرف مل کر آئی میں کسی حال سے تجھ کو چھوڑ دوں گا پیدل کے پوچھے تار
 پس گھوڑے سے اتر کے اس پر چڑھ کر خالد کے ایک ہی ضرب میں اسکو گھورتے کی کوہن کاٹ دین غزابل نے گھوڑے
 گر کے اپنے لشکر کی طرف بھاگنے لگا۔ خالد نے اسکا پیچھا کیا اور کہا الہی دشمن خدا تو جیسا ہمنام ہی ہے تو تجھ پر غصہ ہی اور تیری
 جان کا پیچھا ہی پس اسکو پکڑ کے اپنے قانون انصاف اور احکام اللہ میں اسکا یہ حال دیکھ کر مجھے کا قصہ کیا

ایسے وقت میں ابوعبیدہ کانشکر بھی پہنچا خالد نے پھر سے کچھ مقام سے جواکر نامہ لکھنے کے قاصد کا تھ سے بھیجا تھا قاصد کو کہہ دیا
 میں آئے ہوئے پایا اور ان کے ساتھ فوت گیا۔ القصد ابوعبیدہ کانشکر جب ایسے وقت میں پہنچا کہ خالد کانشکر پر سریدان کا فرقہ
 مقابلہ کیا ہی اور خالد ان کے سردار کو پکڑ کے اپنے قانون پر تھا یا ہی کافروں کو دونوں میں مسلمانوں کا برائی رعب بھاگیا سو حکم کرنے
 پایا اور خالد نے غزائیل کو جو سپر کر لیا اپنے لشکر میں لائے گھڑاؤں کو لے گیا۔ **واقعی** سچ روایت کی ہی کہ جب ابوعبیدہ
 خالد کے نزدیک آ پہنچے چاہا کہ سوار سی اتریں خالد بن ولید نے انکو قسم دیکے اترنے سے منع فرمایا کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 انکو بہت دوست رکھتے تھے اور انکی شان میں آمین **ہذین** لکھتے فرمایا ہی۔ عرض جب ایک دوسرے کو سلام کیا ابوعبیدہ
 بن الحارث نے کہا ای فرزند خط سے ابو بکر صدیق کے تم امیر ہوئے اور ہر انکی خبر مجھے پہنچی تھی تمہارے آنے سے مجھے بری خوشی حاصل ہوئی
 کیونکہ تم نے اہل فارس اور عرب کے ساتھ جو جنگ کیا ہی میں خوب جانتا ہوں۔ خالد بن ولید کہنا قسم ہی خدا سے تعالیٰ کی میں
 تمہارے بلا مشورت کوئی کام نہ کروں گا اور تمہارا خلافت رہو اور کھو گنا واللہ اگر خطبے کا حکم ہوتا میں امامت کا منصب قبول نہ کیا ہوتا
 کیونکہ آپ میرے سابق الاسلام اور خاص گمان درگاہ میدان نام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو پھر ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔
 کلوص اور غزائیل سے ہر دو سردار اسیر ہو گئے باقی کرتے ہو دو میں مقام دیر کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے لشکر گاہ میں آئے
 پھر جب دوسراؤں آیا کانشکر اسلام آ رہے تھے ابو بکر صدیق سے جنگ کر کے لے نکلا۔ جب ان کے ہر دو سردار قیدی ہو گئے دمشق
 والوں نے تو کہا کہ جو ہر قتل کا وادھا تھا اپنا سردار شہر لایا اور اپنا لشکر لیکے معرکے میں آئے۔ پس سب مسلمانوں نے کبیر کہتے ہوئے ان پر
 حملہ کیا انکی کبیروں سے اس مقام کا گرد و فوج کا پٹا تھا **عاصم بن طفیل** نے روایت کی ہی کہ اس مجلس میں ہم سے ایک ایک
 غازی نے دس دس آدمی کو قتل کیا اور لوگ ایک ساعت سے زیادہ شہر نہ بکے اور بھاگ نکلے اور ہم نے مقام دیر سے دمشق
 کے دروازہ شرقی تک انکو تار پھیرے بھیجا کیا اور دمشق والوں نے اپنے لشکر کی ہزیمت دیکھ کے شہر کے دروازہ کو بند کر لیا تب انہیں
 لوگ جو باقی رہے سہر گئے اہل اسلام انہیں جھنڈاؤں قتل کیا اور بعض کو بکریا۔ پس خالد نے نصف لشکر لیکے دروازہ شرقی پر اترے اور
 ابوعبیدہ نے نصف لشکر لیکے دروازہ جانیہ پر نزول کیا۔ اور اہل دمشق یہ معاملہ دیکھ کے بہت گھبرائے۔ کلوص اور غزائیل
 نے ہر دو سردار رومی جو قید میں تھے خالد نے حکم کیا کہ انکو حاضر کریں جب نگہبانوں نے ان ہر دو کو حاضر کیا خالد نے انکو سلام کی طرف
 دعوت کی دے ہر دو بلجوزوں نے انکار کیا تب خالد نے قتل کا حکم فرمایا۔ پس خرازمی الاوز نے غزائیل کو اور رافع بن
 عوف الطائی نے کلوص قتل کر دیا جب دمشق والوں نے یہ حال دیکھا ہر قتل کو یہ سب ماجرا دیکھنے اپنے ہر دو سردار کا مارا جانا اور
 اہل اسلام دمشق پر حاصر کرنا اور اگر شہر دونوں پر فتح پائی مفصل لکھ کے لگ در خواست کی اور خط ایک قاصد کے ہاتھ میں دیکے
 اسکی ہر کو سی باندہ ہر رات کے وقت شہر بیاہ کی دیوار سے اتار دیا اس قاصد انکا کیرنگ جا کے جب وہ خط پہنچا یا ہر قتل
 وہ خط دیکھتے ہی بہت رو لگا اور اپنے سب ارکان دولت کو جمع کر کے مشورت کی کہ اب مسلمانوں کے جنگ پر کس کو روانہ کریں۔
 سہیل نے مشفق ہوئے کہا کہ جس کا حکم **وزیران** برابر دیا ہی اور جنگی معاملات میں وہ ہم سب زیادہ ماہری اور

فارس کا لشکر جب ہمارا قصد کیا تھا اس وقت اس کی کسی بھانسی ظاہری تھی معلوم ہی نہیں ہوا کہ وہ ان کو ہرا کر
 اس کی بڑی تعریف و توصیف کی ہو گی کہ تو میرے بھائی تو بکری ہی ہیں بارہ ہزار سواروں پر بھگڑ کر مارا دینا یا ہی تو اس وقت کی
 جب مقام جب تک پہنچے ہوں گا ایک لشکر جو مقام اجنادین پہنچے اس لشکر کے لوگوں کو حکم کر کہ دشمن بلقا اور خیال سواروں میں
 ہو کے قہر سے دشمن ناکس تھا لہذا کہ وہ ہرگز نہیں۔ جب وہ ہلے پاتین ہی نہایت خوشی سے بھول گیا اور اپنے فتنہ غفلت
 و غرور و شیطنت سے کہنے لگا کہ میں اول عیال بن لید کا سر کا تو کا پھر حجاز میں جا کے کہے اور میرے کو کمرہ وچا لکھا۔ ہر قل نے کہا
 قسم ہی نہیں کیا کہ اگر زینا تو قتل پورا کر گیا تو مسلمانوں میں سخت ہون اور عقوبت کو تو کیا ہی میں تھی کہ وہ دیکھ دو گنا اور سیر ہو
 تو ہی بادشاہ بیک اندھی ہو کر دنگا۔ پھر ہر قل نے اس کو سخت مارا کہ نہ کی صلا ہی جیکے چاروں دشمن باقوت میں قہریت گئے تھے اور کہا کہ
 دشمن سے غافل رہیں صلیب کے آگے رکھا جا رہے کہ یہ مدد ہوگی۔ **واقعی** شیخ رعایت کی ہی جب دروان صلیب کے لیے
 کہیں میں ان کے سرور کے پانی میں دیکھا اور سب سے شیخ ایک واسطے فتح کی فائز ہی اور کن اس کے خوشیوں کا بخیر ویکو دیا پس
 اس وقت دروان شہر سے نکل کے باب فارس پر حیدر کر گیا اور وہی لوگ اس کے ہوا جانے کے لیے آیا وہ ہر گز ہر قل نے
 کوچ کرتے اپنے ارکان دولت کو لیا ہوا اس کو رخصت کر کے کہنے آیا اور وہ کے ہلنگ اس کی ہر لڑی کے کہ رخصت کی۔
 دروان اپنا لشکر ہوا ایک راستہ بنی کرنے لگا اور مقام اجنادین پر آئے قہر۔ اور خالد نے دمشق پر چڑھی اور کیا تھا
 جنگ جو زنا تھا کفار قہر پر پڑے تیرا وہ پہنچتے تھے اہل اسلام بھی تیرا وہ پھر سے جنگ کرتے تھے آخر دمشق والوں نے
 نہایت تنگ آنے صلیب کا پیغام کیا کہ ہم ایک ہزار آؤ تیرے روپے کے اور ہاں آؤ تیرے سونے کے اور ایک سو روپیہ کہتے دینے
 ہیں تم یہاں گلی کیجئے۔ خالد نے نہیں مانا کہ جب تنگ تین ہزار سے ایک قبل نکرین ہم یہاں کوچ کر گئے یا تم مسلمان
 ہو جاؤ یا آخر ہر داکر بن یا جنگ کریں۔ اپنی مشق پر یہ بات نہایت گراں آئی۔ تیرا وہ پھر کا جنگ تو ہمیشہ جاری
 لگا خالد نے ایک روز دیکھا کہ اہل دمشق قہر پر آیا ان یمنین ناچنے کو نہ ہیں اور ہمارے طرف اشارہ کرتے ہیں
 ایسے میں ایک جری گرو و غبار بھی نظر آئی بھی شاہ کا اہل دمشق کی مدد پر کوئی لشکر آیا ہی لشکر اسلام کو حکم کیا کہ ہاتھ نہ
 جنگ پر نہ ہو جائیں اس شان میں چند غزوہ شوق اس کے خبر دی کہ ہمارے دامن میں روئین کا ایک لشکر چڑا کر کے انرا ہی
 خالد نے یہ سننے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہا کے کہا کہ **لَا جُنُودَ لَنَا وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ** پھر اپنے لشکر کو
 دروازہ دمشق پر چھوڑ کے آپ گھر آؤ تو دروازہ نہ چاہیے پر گئے اور جو عیدہ کو یہ خبر دی کہ گئے لگا کہ میری آہ میں یہاں
 آئی ہی کہ تم سب کے اس لشکر سے تیرے کے لیے جاؤں۔ اور عیدہ نے کہا کہ یہ بات میں مناسب نہیں جانتا ہوں کہ تم
 ہم سب یہاں چلے جاؤں تو اہل دمشق قابو پا کے پھر قہر کر لو گئے بلکہ میری یہ بات یہی کہ تم اپنے لشکر سے ایک جواز
 جنگ آؤ ورنہ کے ساتھ ایک نگر ہی دیکے ساتھ کہ یہ اگر مقابلے کا قوت پاؤ تو ان سے جنگ کرے والا ہمارے طرف ہوت
 آوے۔ خالد نے اس خبر کو قبل کا **ضارب بن الازور** جو ہے شیخ اور وہاں تھے اور ان کے باپ چچا جاؤں

خلافت ابو بکر صدیق ۹ جنگ دمشق

ہوئے تھے سوانکو ہوا کے فرمایا کہ میں تمکو پانچ سو سوار پر سرداری دی تم لشکر روم کے جنگ پر جانو۔ خزار جو شہادت اور کارزار کرتے
 مشتاق تھے یہ بات سنے بہت خوش ہو اور اپنی فوج کو براہ لیکے کوچ کیا۔ اور بہت لہانگ جانے نزل کیا بہت لہاکا
 جنگ ابیرہ مقام ہی کہ جہان آذربیت تراش بت بناتا تھا غرض جب ہر دو لشکر جنگ پر آمادہ ہو مزار کا بہرہ حال تھا کہ جنگ
 عربی گھوڑے پر سوار اور مقررین ایک نیزہ ابدار لیا تھا جب لشکر کفار کے قریب ہو گئے کہنے لگی سب غازیوں بھی تیرے
 اور ایسی ہنڈ کی کہ کافروں کے دونوں بن رعب پر گیا۔ اور لشکر روم کا سردار وردان مقدمہ الجیش تھا اور وہ صلیب لشکر کے
 سب نشان ایک دوسرے سے ملے ہوئے اسکے ساتھ تھے۔ خزار نے ابیرہ دیکھ کے سمجھا کہ سردار لشکر انہیں میں ہو گا پس غلوار
 کھینچ کے تنہا آپ ان پر حملہ کیا اور قلب لشکر تک پہنچ گیا۔ اور لشکر کفار میں ایک سوار کے سینے پر جوشان بردار تھا نیزہ چلایا
 وہ سوار گھوڑے سے گرا اور نشان اسکے ماتھے سے چھوٹ کر پڑا۔ پھر مزار نے میزہ دالون ایک شخص کو مار ڈالا۔ پھر وردان کو دیکھا
 کہ صلیب اسکے سر پر ہی اور اسکے جواہر چمک رہے ہیں۔ اور ایک تاناری گھوڑے کا سوار جو اس صلیب کو اٹھایا ہوا تھا خزار
 ایسے قوت سے اسپر نیزہ چلایا کہ اسکے سینے سے سرین تک پہنچ گیا اور وہ بے اختیار سر زمین ہوا اور صلیب اسکے ماتھے سے گر پڑی
 وردان ابیرہ حالت دیکھتے ہی اپنی ہلاکت اسکو یقین ہو گئی جانا کہ گھوڑے سے اتر کے صلیب اٹھا لے لاکن غازیان اسلام
 کی ایک جماعت صلیب کو گھیر لیا تھا اسلئے اسکو طاقت نہ ہوئی پھر خزار نے لشکر اسلام کو جہاد کی ترغیب دی اور یہ بات پڑی
 اِنَّ اللّٰهَ يَحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَغًا كَا كُمْ بَنِيَّانٍ مِّنْ صَّوْصٍ يَّفِيْ اللّٰهَ تَعَالٰى دَوْت
 رکھتا ہی ان لوگوں کو جو رتے میں اسکی راہ میں صف باندھ کر گواہ بنیا و مضبوط ہیں۔ مسلمانوں نے یہ بات سنی ہی اپنے
 گھوڑوں کو جنبش میں لایا اور جنگ کرنے لگا اور مزار نے وردان کی طرف متوجہ ہوا اسنے گھبرا کے بھاگنے لگا مزار نے اسکا
 پیچھا کر کے قلب لشکر میں گھس گیا کفار کو تنہا دیکھ کے اسپر کرتے تھے لاکن اسنے کمال بہادری سے اپنے بائیں انگوٹھ کو رخ کرنا اور
 جو روبرو آوئے اسکو نیزے سے مار ڈالتا تھا ایسا ہی رومیوں کی ایک جماعت کو مار ڈالا۔ اور ہر دو طرف آتش جنگ
 تیز ہوئی اور مزار نے وردان کا پیچھا کر کے جو کفار کے قلب لشکر میں گھس گیا اور اپنے لشکر سے جدا ہوا تھا ایسے میں حران
 بن وردان نے اگے خزار پر نیزہ چلایا سوانکے بائیں بازو میں لگا اور وہ ضرب انکو مست کر دیا۔ با این مزار خیرت میں لگے
 حران پر نیزے کا ایک ایسا ضرب کیا کہ اسکے سینے سے پار ہو گیا اور وہ کافر مزار نے پھر سپاہ نیزہ کھینچی تو بلاستان باہر آیا
 کافروں اسبات کو بہت خیمت جانا اور انکو بے ہتیار دیکھ کر اسپر کر لیا۔ جب مسلمانوں نے مزار کو کفار کے ماتھے اسپر دیکھا ابیرہ
 ان پر بہت شاق گذرا اور جنگ میں بہت سختی کرنی شروع کی اور ہر چند چاہا کہ مزار کو کفار کے ماتھے سے چھوڑا وین لاکن بہت
 بن نہ آئی اور لشکر اسلام میں ایک سنی رومی۔ تب رافع بن عمرہ الطالی نے مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیکے ایک ایسا
 سخت حملہ کیا کہ لشکر کفار کے تیسے تیسے بہادر مار مار مسلمانوں کے ماتھے سے مار پڑے۔ جب خالد کو یہ خبر پہنچی کہ مزار بدست کفار
 اسپر ہوا اور بہت سے مسلمان شہادت پائی ابیرہ با جہا خالد پر سخت گذرا اور پوچھا کہ رومیوں کا تعداد کس قدر رہی تو کوئی

بارہ ہزار بن کہا اور اللہ تعالیٰ انکی جماعت خود ہی ہوگی جو کہ اپنی قوم کو بھیجے ہر جہت کی۔ پس ایک شخص کو ابو عبیدہ کے پاس
 بھیجا یہاں پہن مشورت طلب کی۔ بہن نے کہا بھیجا کہ اپنے مسندوں کوں کو مدعاۃ شرفی پر چھوڑنے کے تم ہی لشکر روم کی طرف
 روانہ ہو دوین تو مناسب نہی۔ تب خالد بن ولید سے عرض کیا کہ میں اس لشکر کے ساتھ ہوں کہ ایک ہزار سوار پر سردار بنا کے اپنی جگہ
 مقرر کیا اور باقی لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے اشعار جزیرہ پر پہنچے ہوئے اپنے لشکر کے ٹکے چلنے لگے ناگاہ راہ میں ایک سوار کو دیکھا
 کہ گھوڑے سے بلند قامت کو ناہ کروں پر سردار دیکھے ناظرین ایک بتائیں وہ آبدار نہی۔ اس سوار کے کمانہ پر
 سوار کو ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اور نہ سوار کی کوئی کھنکھاہٹ نہی اور نہ ہی وہ غلغلہ کی اسکی شکل اور وضع سے غور نہ۔ اور اسکی
 شجاعت گھوڑے کے ہاگ مڑنے سے ظاہر ہوا تھا کہ وہی۔ اور اس کے گھوڑے کے بائیں پہلی کی ہوشن میں اس کے ہونٹوں
 نہیں ہڑیے جیسے نہیں کہ گویا جہان پر گزین ہیں اور لباس سیاہ اس کے بالاکثر تھا اور ایک چادر اس کے سر سے مضبوط ہانڈی ہوئی
 اور سینے کی طرف سے پشت تک کچی ہوئی تھی اور اس کا گھوڑا شوالہ آتش کے مانند رینگا لگے چلتا تھا خالد نے اس کو دیکھ کر کہنے
 لگا کہ کاش مجھے معلوم ہو تاکہ یہ کون سوار ہی اور اللہ یہ سوار چہ بہا اور دن کی حقیقت اس سوار کی خالد پر نہیں کھتی
 سوار بی بی خولہ طرار بن الامور کی بہن تھیں بی بی خولہ کی شجاعت اور بہادری کا بیان
 واقعہ می رح نے روایت کی کہ بی بی خولہ طرار بن الامور کے ہونٹوں کے برے استقلال سے رومیوں کے
 ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ ایسے میں خالد بھی مع لشکر انکی لگ رہا پیچھے رافع بن حرقہ الطائی اور سب مجاہدین کی
 غرور سے اس لشکر پر ترقی ہی سب کا سب بہت خوش چہا اور سب اول بی بی خولہ نے گھوڑا دوڑا کے روم کے لشکر کو
 ایسا حاکم کیا جیسے بازو چوبہ چکر کو ناہی اور اس سے روم کے لشکر میں ترنزل چڑ گیا اور انکی گردن میں متفرق ہو گئیں اور
 اس بی بی نے اپنے لشکر کو ایسا ہادیہ کیا ایک راحت دست لشکر میں غائب ہو گئیں پھر جب باہر نکلی تو اس کا تیز و خون سے بھر پورا
 بہت سے رومیوں کو مار ڈالا اور بہت سے بہادروں کو زخمی کیا۔ اور اسکی وضع سے افسوس یاد بغیر اسی ظاہر ہوئی تھی
 پھر دو سوار بھی روایا یہ ایک سخت حاکم اور دشمن کے لشکر کو بہا دو دیکے تھوڑا وقت پوشیدہ ہو گئیں پھر جب باہر آئیں تو
 اسے تڑپا افسوس ظاہر ہو رہا تھا اس بی بی کے حملات ویرانہ و محاربت شیرازہ کو دیکھ کے رافع بن حرقہ الطائی تو یہ بھیجا کہ سوار
 خالد بن ولید بن امیہ کو گونے آپس میں کئے لٹکا کر ایسے محلے خالد بن ولید کو سوار دیکھ کر کسی سے بن نہ آجئے۔ اسی گفتگو میں جن کو
 ایسے میں خالد بن ولید بھی مع لشکر اپنے پیچھے ہر دو لشکر اسلام ایک لشکر کو سلام کیا رافع نے با مان بلند خالد سے پوچھا کہ
 یہ سوار کون ہی جو اپنی جان کو راہ خدا میں خاک کرنا ہی اور دشمنان خدا کے ساتھ دلیری کی حادو سے رہائی۔ خالد نے کہا
 کہ اللہ تعالیٰ میں بھی نہیں جانتا ہوں کہ یہ کون ہی اور اس کے اوصاف و حالات مجھے حیرت و تعجب میں ڈال رہی ہیں خالد نے حکم کیا
 سفایاں اسلام بلا اتفاق یا کیا دھوکہ دین یہ حکم سننے ہی سب اہل لشکر اپنے تیز سے بھاگنے لگے اور حکم کرنے پر مستعد ہوئے
 ایسے میں دیکھتے کیا ہیں کہ وہی بی بی نے دشمنان کے قلب سے مانند شوالہ کے بھلے اور وہ خون سے بھری ہوئی تھی

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

دیکھتے خبر ندری کہ میں فرار کو قید کیا یا منزل کی۔ پس جب انکو پہنچا تو بے امید ہو گئے اور نہ ہی کسی میرا
 میت کی طرف خطاب کیا کرتے تھے۔ اور یہاں سے خطاب کر کے یہ کہنے لگی یا ابن ابی اسلمت سفیر ہے فی البیت اور
 طر حوک ام تہد سائیک صفحہ کت یا لیت اٹھک لک الفکہ اترائی انی انک بعتک ہا ایدک
 ترکک واللہ فی قلب اٹھک جرم کہ یطغی فیہما ولا کھن کھنحت یا لیت الجدل بین یدک
 المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیک منی السلام الی یوم القیامۃ ترجمہ اے میرے بھائی
 میں ہاں ہی کہہ رہا تھا کہ میں یا تیرا کر یا انکو تیرا سے خون ہیں۔ کاش تم ہمارے میں تم پروران ہو جاتی یا یہ بہت
 ہو سکی کہ میں پھر بھی نکو دیکھوں گی تم ہی اللہ کی جھوڑی ہی تم نے اپنی میں دین ایسی مانگ کی چٹاری کہ اسکا شعلہ برگر
 نہ بجھ سکا اور نہ ختم ہوا۔ ہاں تم اپنے باپ کے ساتھ رہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور میرا سلام لکھو نیچے طاقت
 کے روز جنگ۔ خالد اور سب اہل اسلام جب خود کا یہ کلام رفت الیام نہایت مدد سے روئے گا۔ پھر دوسرا بار لشکر کا
 پر جھکرنا یا ایسے میں دیکھنے کیا ہیں کہ لشکر دم کے بمنز سے سواروں کی ایک گروہ نکلے جب نزدیک آئیں پھر مسلمان
 جنگ پر آمادہ ہو تب دوسے کفار اپنی جیسا دین پیسے دین اور گھوڑوں کے چلا کے کہنے کا لعون لفون پر
 زبان میں لفون مانا کو کہتے ہیں۔ خالد نے مسلمانوں نے کہا کہ انکو مان دواؤ نزدیک نے انہیں جب انکو روکے
 خالد نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم مدین کے لشکر والے ہیں ہاؤ مقام حص ہی انکو یقین ہو چکا کہ انکو
 معاف کی طاقت نہیں ہے اس واسطے انہیں میں کریم ہو کر ہمارے اہل حیا کی کراؤں ہیں۔ اور جن سے تم نے صلہ کی ہی ہو کر
 بھینچیں اور جن سے صلہ نہ کی ہو وہ تم کو دینگے اور جو لوگ ہمارے میں دوسے بھی بات پر ماضی ہو گئے۔ خالد نے کہا
 جب تم تمہارے شہر کو پہنچو تب اللہ صلہ کریں پاس جگہ صلہ کر کے لاکھ تم اس وقت تک ہمارے ساتھ رہو کہ اللہ فرما
 ہمارے اللہ ہمارے دشمنوں کے درمیان حکم کرے جو چاہے۔ پھر خالد نے انہیں فرار کا احوال دریافت کیا انہوں نے کہا کہ ان
 امیر جب اسے مدد کے لیے کو قتل کیا ہوا ان کو یہ حادثہ بہت ہی رنج میں روا ہی فرار جب اسکے تابو میں گیا اور ان
 اسکو ایک ایسے سردار کو ملے جو خود کے ہوا اسکو حص کی طرف بھیجانی تا وہاں سے ہر قتل کے پاس بھیجے اور اپنی
 شجاعت ظاہر ہوئے اس خبر کے سننے سے خالد کو تیری ہی خوشی حاصل ہوئی اس وقت رافع کے ساتھ ایک سوار
 کو دیکھنے روا کیا تا جو محل کے راستے سے جلد جا کے راہ میں آئے اللہ فرار کو قید سے چھوڑا لاؤ جب رافع نے کج کہا
 خود بھی تیری خوشی سے اس کے ہوا پھر میں جب راہ میں پہنچے رافع نے بہت خود مال سے تالاش کر کے دیکھا کہ میں نے
 قدم کے نشان نظر آئے نہیں سب مسلمان سے کہا کہ کو بشارت ہو کہ جنگ رومی لوگ یہاں تک پہنچے نہیں پائے پس
 مادی الحیات کو کہیں گاہ تمہارے سب اہل اسلام مسین پوشیدہ ہو گئے۔ ایسے میں مدنی کافروں کے دوسے سوار فرار کو گھر
 ہوئے عزیز اپنے اس وقت فرار کی زبان لے کر دیکھ کر گال شمار ہائی تھے کہ کہیں کافروں نے خود کو قتل نہ کیا

[The page contains dense handwritten text in Arabic script, likely from a manuscript. The text is written in a cursive style and covers most of the page area.]

جناب دین بر جانیہ و اقدری روح نے دعوت کی ہی کہ جب خالد صوان کے قاتل سے پہلے اور دشمن پر اپنے وقت
 عبدالبن سعید الخفیری نے قبر سے کے مقام سے شترین حسن کی طرف اگر وہ ہزار کا لشکر تمام اجنادین بر جیج ہوئی خبر خالد کی
 خدمت میں پہنچی خالد یہ خبر سنتے ہی سوچا کہ اب جو عیدہ کے پاس آئے اور دے مشورت طلب کی انہوں نے کہا کہ افواج مسلمان کے
 ہزاروں شترین بن حسنہ قبر سے ہیں اور ہزاروں جیل میں رہا ہوں اور میری بن ابوسفیان حاضر بلحاظین اور انہوں نے
 معقرین تہمیرین اور عربوں کا خاص فیصلہ میں چھاپی فوجیں لے کر آواہ ہیں میری ساریں میرات آتی ہی کہ ان کے خطوط
 بھیج کر ملائیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ ہم سب بالاتفاق اتحاد دین پر جا کے جس کا مقابلہ کریں۔ پس خالد نے اس وقت ان
 امیروں کے نام سے خطوط روانہ کئے کہ ہر امیر کے لشکر اپنے مقام سے ٹھکرا کر تمام اجنادین پر حاضر ہوں۔ اور آپ بھی اپنے
 لشکر کو حکم کیج کا دیا اور نوٹ کا مال لشکر کے پیچھے رکھنے کا حکم فرمایا۔ اور ابو عیدہ سے کہا کہ آپ لشکر کے آگے رہو میں بھیجے
 رہتا ہوں کیونکہ فہمیت کا مال اور دن و افعال بھیجے رہینگے۔ ابو عیدہ نے کہا کہ میری ساریں میری کہ میں بھیجے لشکر کے
 اور تم آگے لشکر کے رہیں تا اگر وہ دن روم کا لشکر لیکے تھا سہ روز رو قباد سے قوم اسکا مقابلہ کریں۔ اور ان فہمیت اور
 عورات تک پہنچے سے باز نہ کریں خالد کہا کہ میں تمہارا خلاف کر دو خدا ہی لشکر کے آگے ہو کے چلے گئے اور ابو عیدہ ایک ہزار
 سوار ساتھ لیکے لشکر کے پیچھے رہے۔ ہر پہلے مرتب سے بچے کفار کا بھیجا گیا سوا ایک راہ دین جنگ ہوا بولص اور
 بطرس کے ہر دو نصرائی بھیجا کر ان کا لشکر خال کا۔ اور قیدی ہو جانالی بی خوالہ اور بغیر
 اور دوسرے بی ہو گیا۔ پھر لوت کے آنا خال کا پھر جنگ کے شکست دینی و مٹو نوٹ
 اور قیدی کرنا بولص کو اور قیدی سے چھوڑا نا ان لی ہوں کو روایت ہی کہ جب دشمن اور
 دیکھا کہ لشکر اسلام اپنے مقام سے کوچ کیا بہت خوش ہو کے نچے کوڑے لگے اور آئے والشمز دن کہا کہ عرب اگر دیکھیں کہ
 جاتے ہیں تو اساد دفع خمس لگایا ہی اور پھر اس کی راہ لی ہی تو کچھ شک نہیں کہ وہاں تک طرف فرار ہوئیں جب کہ اسلام ہج
 سہ ہر کہ راہ لی ہی دشمن کے ساتھ ہری کا سادہ کیا و اقدری روح نے روایت کی ہی کہ دشمن میں ایک بڑا
 بطرس تھا اسکا نام بولص بن بلقا تھا اور نصرا اس کی قیدی کر کے تھے یہاں تک کہ ہر قس کے پاس کوئی اطمینان نہ
 اسکا جواب ہر قس سے دین آنا کہ بولص کو ہلا دے اسکا جواب دیا۔ اور بولص تیرا تندی میں بگاڑتا تھا جس دن کہ اس دن
 و مشق پر حاضر کیا کہی بولص کے جنگ پر نہیں آیا تھا جب کہ اسلام و مشق سے مدد ہو و دشمن و لوت بولص کو بہت ہی مدد
 کہ اسلام و جنگ بھیجا کہ نہ عون و مانی ہو گیا۔ مگر بولص کی صورت مانی ہوئی اور اپنا ایک خواب ایسا بیان کیا کہ جس سے اس کی
 شکست کی خبر پڑی جانی تھی یہ سب کے قصہ ہوا وہ اپنی عورت کو ایک جہانچہ مارا اور کہا کہ سر مار عرب کو میں تیرا خادم ہا و دنگا
 اور اس کے ساتھ ہو کر کہ چڑھنے پر لگاؤ گا یہ دو کو دشمن کا کھڑا دیکھ لے گا اس میں کہ جے ہزار سوار اور دس ہزار پیادے
 سوار و کھار و آپ ہوا و پیدل چاہنے یہاں بطرس کو مقرر کیا۔ تری جلد ہی کھارہ ہر کے لشکر اسلام تک پہنچا

ابو عبیدہ جو لشکر کے پیچھے تھے بولے اُن پر جاگرا۔ انہوں نے اپنے ہزار سوار کو لیکے اسکے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اسکا بھائی بطرس
 زن اطفال پر چڑھ کر کے بی بیوں کی ایک جماعت کو اسیر کر لیا اور انکو ساتھ لیکے دمشق کی طرف لوٹ گیا۔ جب نہر اتر سر
 پر جا پہنچا وہیں اُن کو لیا کہ انجام کار اپنے بھائی بولے کا خالد کے ساتھ کیا ہوتا ہے دیکھے۔ اور ابو عبیدہ نے جب دیکھا کہ بطرس ایسا برا
 لشکر لیکے بچھا کیا اسوقت خالد کی بات یاد کی کہ انہوں نے آپ لشکر کے پیچھے رہنے کی جو جوڑ کی تھی وہی راے بہتر تھی۔ غرض بولے کا
 ویسا برا لشکر جب فوج آگے ابو عبیدہ کے ہزار سوار کو گھیر لیا اور بطرس نے لشکر اسلام کے بی بیوں کو اسیر کر لیا سہیل بن صباح
 نے اپنا گھوڑا دوڑا کر کے برق کے مانند خالد کے پاس جا پہنچا اور سب سرگندہشت بیان کی۔ خالد نے سنے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ
 رَاجِعُونَ اور افسوس کر کے کہنے لگا کہ میں ابو عبیدہ سے کہا کہ مجھے لشکر کے پیچھے چھوڑ دو انہوں نے یہ بات سنی لاکن ارادہ
 انہی میں جو بات تھی وقوع میں آئی۔ پس فوراً رافع کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکے حکم کیا تم جلد عورتوں کی عاربوں تک جا پہنچو۔
 انکے بعد عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکے حکم کیا تم جا کے دشمنوں سے مقابلہ کرو۔ اسکے بعد ضرار بن الازور
 کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکے روانہ کیا قیس بن مہیرہ بھی ان ہی میں داخل تھے۔ پھر خود ب لشکر لیکے انکے پیچھے روانہ ہوئے
 ابو عبیدہ جنگ کر رہے تھے کہ ایسے میں یہ لشکر اسلام مدد پر پہنچا مجاہدوں نے ایسی جوانمردی کی اور ایسی شجاعت کی داد دی
 کہ کفار کا قتل عام ہو کر انکے چھ ہزار سوار میں ایک ستو سے زیادہ کو ہی بہنیں بچا۔ ضرار بن الازور نے بولے بجز ہزہ اٹھا یا
 آپکو گھوڑے سے گرا دیکے بھاگنے لگا ضرار بھی گھوڑے سے اتر کے اسکا پیچھا کیا۔ بولے نے کہا کہ مجھ کو نہ مارو میری بغاوت تہائی
 عورات کی بھی بغاوت ہے۔ جب ضرار نے دیکھا کہ اپنی بہن خولہ اور دوسری بی بیان دشمنوں کی قیدی ہو گئیں ہیں بولے کو
 مارنے سے ماتھر رکھا لاکن اسکو بکڑے اسیر کر لیا۔ پس خالد نے ابو عبیدہ کے ساتھ سب لشکر دیکے حکم کیا کہ آہستہ آہستہ آگے چلتے رہو
 مہرچ شہوار اور رابطہ کے مقام پر پتھر پڑو۔ اور آپ دو ہزار سوار کو ہواہ لیکے قیدی عورتوں کو چھوڑنا لکے ارادے سے دمشق کی طرف
 روانہ ہوئے خولہ اور دوسرے عورات عرب کا جنگ ان مشق کے ساتھ کہتے ہیں کہ جب
 بطرس عورات عرب قید کر کے لپکا اور نہر استریاق پر چاٹھرا اور سب عورتوں کو اپنے روبرو بلوایا اور خولہ کو دیکھا تو بہت خوبصورت
 پایا تب کہنے لگا کہ یہ خاص میرا سطل ہے اور دوسرے بی بیوں کو بھی دیکھ کے دوسرے کف رنجی ایسا ہی کہنے لگے اُن بی بیوں
 یہ بہت شائق گذری پھر ان سب کو ایک خیمے میں آنا۔ ابھی لشکر اسلام سے ان بی بیوں کی مدد پر کوئی بہن پہنچا تھا۔ جب تمام
 عورتیں ایک جگہ غزون تھیں تب بی بی خولہ نے انہیں کہا اے بی بیان حیرانہ کی کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ روم کے کفار تم پر ظلم
 ہو جاویں اور تم کو اپنی خدمت گزار بنالیں۔ یہ سنے بی بی غفورہ بنت عمار حمیرہ نے کہا اے بنت الازور کہ واللہ عقل اور شجاعت اور
 گھوڑے کی سواری اور معاملات جنگ میں ہماری قوم کی بی بیان پورا کمال رکھتی ہیں۔ لاکن اب کیا کر سکیں کہ ہمارے پاس
 نہ گھوڑے ہیں نہ ہتھیار۔ خولہ نے کہا کہ خیموں کے چوبین تو حاضر ہیں یہ اللہ تعالیٰ اُن ہی چوبین کے چوکون پر غلبہ سے یا ہم شہاد
 پاویں اور ان مشرکوں کی خدمت گزار کی ننگے عمار سے بچ جاویں۔ سب بی بیان اُٹھی ہو کر لوگین تم نے اچھی بیگاری پس

بی بی نے ایک ایک چوب کپنج لی اور خود نے ایک بڑی چوب اپنے کندھے پر لی ہوئی سب گنگے تھی اور انکے پیچھے غزو
 اور آتم بان اور سلمیہ اور دوسری بی بیان علی حسین ایسے بن ایک گاندوی سے رہا تو خود نے اسکے سر پر چوب ایست
 مارا کہ وہ گریزا اور مر گیا۔ جب بطرس کو یہ خبر ہوئی اسنے تعجب کی اور باہر نکلا دیکھا کیا بی بی کو وہ تین چوبین لی بی بیوں کی
 جیلا کر کہا کہ سختی ہو تم پائی ہو تو یہ کیا معاملہ ہے۔ غزو گئے ملی کوئی کا فرقتا، اللہ تعالیٰ ہم آج تم کو یہاں مار گئے کہ
 تمہارا سر پہنچے گریزاؤں۔ بطرس یہ بات سنے پہنچے تھا اور اپنی قوم کو بھار کہا کہ سب ہاتھ باندھو کہ میدان پر آؤ
 اور ان عورتوں کو ترہ دار سے نہ مارو بلکہ متفرق کرو اور پکڑو۔ جب اسکی فریاد آدہ ہو کے آئی اور چوٹ سے ان
 بی بیوں کو گریزا ہوا ہر چند چاہتے تھے کہ خود کو کمر بین ملاں کیسے یہ طاقت نہیں ہوتی تھی جو سواروں کی قریب آنا اسکے گویا
 اگلے پاؤں پر چوب ایسا ماری کہ گھوڑا اور سوار ہر دو گرتے پھروے سب نے نہیں پایا کہ وہ کس چوب سوار کو مارا تھی ایسا ہی
 ان بی بیوں نے نہیں سواروں کو مارا تھا۔ جب بطرس نے دیکھا کہ خود سب کے اگلے شیکہ کا مندر و زن ہی اور اشارہ یہاں ہی کہ
 چڑھتے ہیں چاہے گھوڑے سے اترے اور انکے نزدیک آئے کہ زور و زبرد مال و مثال و شمشیر کی کھلم کھلائی اور اپنی خدمت
 میں بیٹے کی متناظر کی۔ خود نے نہایت ہر دم ہر کے کہا کوئی کا فرنا ہوا جو کہ کاب کے بیٹے قسمی اللہ کی کہ میں تجھ پر غلبہ پاؤں
 تو یہ سر کے پیچھے اس چوب گراؤں کہ قسمی خدا تعالیٰ کی کہ میں بتا ہوا راضی ہوں کہ تجھ کو اپنے کیوں اور او تون کا چوڑا
 بناؤں کہ تو اس کام کا میں قابل نہیں ہوں پناہ کو کہہ کر ہو سکیگا۔ بطرس کبیر کلام سنے غصے ہوا اور اپنی قوم کو جنگ
 بلانے لگا کہ کیا اللہ کہا کہ اس زیادہ کوئی بات شرم کی ہوگی کہ عورتیں تم پر غالب ہو جاؤں۔ یہ بات سنے اسکی قوم ایک
 سخت حملہ کیا اور ان بی بیوں کے سر کے قدم پیچھے نہیں رہا اللہ سخت قزاقی کرتی تھیں کہ ایسے میں خالد بھی نہ لٹکے اپنے
 مژدہ بطرس کی طرف متوجہ ہو۔ اس گھر نے کہا کوئی عورتی تمہاری بہن کو لے اور تم کو مبارک ہو یہ بول کے بھاگنے لگا۔
 خزانے اسکا بھیجا کیا خود ہی اپنے بھائی کے ہمراہ تھیں جب طرا۔ اسکے قریب ہوا اسکے بیٹے پر زور چلایا اور خود اسکے گھوڑے
 کے پیروں پر چوب مارا اسکا گھوڑا جھکا وہ دشمن خود گریٹے اگلے خزانے کے پیچھے لے کے اسکی کر رہا ایک ایسا نیزہ مارا کہ وہ کانفر
 مر گیا خزانے میں بڑے شیش کا رنگ مارا فلاہس مدھی لوگ جب بھاگنے لگے اہل اسلام و متق نگت اسکا بھیجا کیا ہر مشق و قوت
 کوئی زور نہ لگا جب میں فتح و نصرت حاصل ہوئی یا کمال اللہ تمہارا گھوڑے و قوت و تیری شہینت نامہ آئی پھر خزانے بطرس کا
 سراپے نیزہ پر چڑایا۔ اور خالد نے لشکر اسلام کو پراہ لیکر اور عیدہ کی طرف کوچ کیا جب مسلمان لشکر اور عیدہ کے قریب پہنچے
 ٹکیر و گانی آواز میں بلند کیں ہر دو لشکر کے بچا ہر ایک ایک دوسرے کو سلام کیا اور عیدہ کے لوگ قیدی بی بیوں کی طرف
 اور یہ کار و فی بتا ہی اور اپنے بھائیوں کی فتح مندی سے کھیت خوش ہوئے اور مبارک باد دیا۔ پھر خالد نے حکم کیا کہ ہر
 حاضرین جب وہ حاضر ہوا اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اسنے قبول کیا خالد نے کہا کہ اسلام قبول کرواؤ تیرے بھائی
 ساتھ جو معاملہ ہو ادبی معاملہ تیرے ساتھ کیا جائیگا۔ اسنے پوچھا کہ وہ کیا معاملہ ہے۔ خالد نے اسے بھائی کا سر لٹکانے بتایا

مروئی کی نذر بھی والی اور اپنے سر پر تاج بھی رکھ لیا تا اپنا وجود بظاہر کرے پس عربی گھوڑے پر سوار ہوا ایسے میں
 اصطفیان جو عمان کا حاکم تھامیں کے کہنے لگا کہ اسی سردار غزاد سے تیرا بدترین کیا ہوں آیا لاہی بیٹی کو سزا
 کھنک کر دیگا۔ اور دان کہا دو ہرے ہی واسطے ہی میں اصطفیان کی بری دلیری کا شکار کے مانند نکلا اور غزاد کے مقابل کھڑا
 اس وقت ایک سو بیس صلیب کے جنگی گھوڑے کی رزگاری تھی اسکے گھمے میں تیری تیری تھی اور وہ اسکو چوم رہا تھا پس ایک دوسر
 پر حملہ کیا اور دیر تک تیری تھی سے ترے یہاں تک کہ آفتاب گرم ہوا اور ہر دوسرا پسینہ پسینہ ہوا اور ان کے گھوڑے بھی خشک
 تب غزاد اپنے گھوڑے کی طرف خطاب کر کے کہنے لگا کہ ایک گھوڑے میرے ساتھ مضبوطی اور جلال کی کر میں تو حضرت جابر
 علیہ السلام کے روضہ شریف کے پاس تیری شکایت کرو گا یہ بات سنتے ہی ان کے گھوڑے نے نہ ہانے لگا غزاد
 وہ خطاب جواپے گھوڑے کو کیا اور گھوڑے نے جو نہ ہانا لوگوں کو سن لیا۔ ایسے میں لشکر دم سے اصطفیان کا غلام ایک کو تن
 گھوڑے ایک نکلا تا اصطفیان کو دے جب غزاد کی نظر اس پر پڑی جلد اگے بڑھ کے اسکے غلام کو نیزے سے مار ڈالا اور اسکے گھوڑے
 پر سوار ہو اپنے گھوڑے کو لشکر اسلام کی طرف چھوڑ دیا۔ اصطفیان میدان دیکھ کے گھبرا یا اور غزاد کے ماتھے سے اپنا مارا جانا
 یقین کر لیا۔ اور دروان اسکو قریب الہلاک دیکھ کے اسکی ہر دے لئے دس سوار کہ جنگی بیرون میں لوہے کے موزے اور ان کے
 بازو بھی لوہے کے تھے اور ان کے ماتھوں میں لوہے کے گردھے اپنے ہر دے لئے ہوئے نکلا۔ اصطفیان جو گھبرا یا تھا اپنی قوم کو دیکھتے
 پھر اسکا دل مضبوط ہوا جناب نے جب میدان دیکھا آپ مجھ دس سوار اپنے ہر دے لئے ہوئے غزاد کی اعانت کے لئے معرکے میں اپنے
 اور ہر ایک مومن ہر ایک فزکی طرف متوجہ ہوا اور خالد نو دروان کے دربی تھے اور غزاد اصطفیان سے ترے تھے آخر جب ہر
 نیز چلا یا اصطفیان پھر گھبرا یا اور اپنا اپنے گھوڑے سے گر کے بھاگنے لگا غزاد بھی گھوڑے سے اتر کے اسکا پیچھا کیا اور اس
 پہنچے اور ہر دو ٹکے کشی کی وہ دشمن جلد ایک پہاڑ کے مانند اور غزاد دبے پتلے تھے اللہ نے انکو قوت دیا آخر اسکا اپنے ماتوں
 اٹھایا اور زمین پر تنک مارا اسے چلائے لگا پھر اسکے سینے پر چڑھنے اپنی تر داری سے ایسا مارا کہ سینے سے حلق تنگ بھاڑ دیا اور
 اسکا سر کاٹ لیا اور تکبر کوئی سبیلان بھی ان کے ساتھ تکبر کرنے لگے اور ہر فرقہ ایک دوسر پر حملہ کیا اس میں تیری سخت لڑائی ہوئی
 بیان تک کہ وقت عصر کا قریب ہوا اس جنگ میں ردیوں تین ہزار آدمی کے قریب مار گئے اور ان کے ترے ترے سردار بھی مار
 ہوئے کہتے ہیں کہ ردیوں سپاہی تین ہزار کے قریب اور بہت سے سردار اور دس بادشاہ مارے گئے چنانچہ دسے یے میں مارا
 عمان کا حاکم قرش بن شمس و دیراب کا حاکم و خدر و اور جولان کہن و قدیم کا حاکم لاون بن السواد کا حاکم مرزخوار
 غزاد و عسقلان کا حاکم سخی اطلول کا حاکم جرقاش یا قادور کا حاکم مروئیس ارض بلقا کا حاکم کوزل
 نابلس کا حاکم اور عوانم کا حاکم کہ جکانام معلوم نہیں اور سلوان بنس مجاہد شہید ہوئے رضی اللہ عنہم جمیع۔ جب ہر دو ٹکے
 اپنی اپنی جگہ پر کوٹ آئے۔ اس روز دروان کو تیرا ہی رعب ہوا اپنے لوگوں سے کہنے لگا تم لوگ خدا تعالیٰ کے فرمان پر
 اور سلمان اللہ تعالیٰ کے اور اپنے پیغمبر کے فرمان پر اور میں ہوا اپنے دے تم پر غالب آئے میں اور تمہاری عورت جو کچھ کر لیا ہی

پونیدہ روز جب رات گزریاگی طلع آفتاب کہدین سردار عرب کو کچھ لوگ اور نگو بچار ونگا تو تم جلد اُکے اسکا کام تمام کر دو۔ اور خالد جب داؤد کو نصرت کر کے اپنے لشکر میں آئے اول ابو عبیدہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے خالد کو کہتے ہوئے دیکھا اور کہا اے اباسلمان اللہ تعالیٰ ہمیشہ تمکو نصرت ہی رکھے کیا حال ہی بیان کجیو خالد نے حقیقت حال ظاہر کی ابو عبیدہ نے بوجھ پھر تمہارا کیا ارادہ ہی خالد نے کہا کہ میں کیا جانا چاہتا ہوں ابو عبیدہ نے کہا واللہ اگر پرانے بکے لئے تم ہی کافی ہو لاکن تم اکیلے مت جاؤ اللہ تعالیٰ نے فرمائی **وَعَدُوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُضْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ** ترجمہ ہم نے تمہارے لئے جو قوت سے پہنچے جنگ کے ساز و برگ سے۔ اور باندھے ہوئے گھوڑوں سے۔ تاؤ اور تم اس دشمن کو اللہ کے اور دشمن کو تمہارے۔ اور تمہارا مقابلے میں اسے جو دس آدمی کو مادہ کیا ہی تم بھی اس غازیوں کو مادہ کر کے کہیں گاہ میں رکھو جب وہ اپنے لوگوں کو بچار گیا تم بھی اپنے پیادوں کو بچار و اور ہم بھی سب گھوڑوں پر سوار اور مادہ جنگ و بچار رہینگے تم جب اس دشمن خدا کے کام سے فارغ ہو جاؤ گے تم بھی سب کے لشکر کفار پر حملہ کرینگے اور ہم اللہ تعالیٰ سے نصرت کے امیدوار ہیں۔ خالد نے کہا کہ میں تمہاری رائے کا خلاف نہ کروں گا۔ پس خالد اپنے لشکر سے ان میں سے جو ارادہ کو اختیار کیا رافع بن عمرہ الطحطاوی اور سعید بن جبہ القرظی اور معاویہ بن جبل۔ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی اور سعید بن عامر بن حریج۔ اور ابان بن عثمان بن سعید۔ اور قیس بن ہبیرہ۔ اور زفر بن سعید البیاضی۔ اور عذری بن حاتم طامی اور ان میں سے غازیوں پر وردان کا فریب ظاہر کر کے حکم کیا تم اسی کہیں گاہ کے پاس جا کے شب گزارو اور علی الصباح جب وردان اور میں ایک جا پر ملیں اور نگو بچار وں تو دور لے آؤ۔ اسکی قوم کے دس شخص جب کہیں گاہ سے آویں تم بھی ایک ایک کا مقابلہ کرو اور میں وردان کا مقابلہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ چاہا تو میں اس کے واسطے بس ہوں۔ مزار کہا ای سردار مجھے اس بات کا خوف ہی کہ اسکی قوم تمکو اپنے سردار سے باز رکھیں اور تمہاری طرف متوجہ ہو جاویں سنے میری رائے یہی کہ ہم لوگ اپنی انکی کہیں گاہ میں جا بیچیں اگر انکو سوتے ہوئے پاویں تو انکو قتل کر دیں انکی جگہ پر ہم پوشیدہ بیٹھیں اور جو وقت وردان اپنے لوگوں کو بچارے ہم دور سے ہوئے اُکے اسکا کام تمام کریں خالد یہ بات سنے کہنے لگے اور کہا کہ اگر ممکن ہو دیسا ہی کرو اور اس جماعت پر تم سردار ہو پھر اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ تمہاری مراد کو پہنچا دے۔ پس یہ جماعت خالد کو اور سب مسلمانوں کو سلام کیا اور ان سے دعا چاہی اور اپنے ماتون میں تر واریں لی ہوین روانہ ہوئے اسوقت رات سے نہانی گزری تھی۔ پس غز حیا میں مقام کے نزدیک جا پہنچے اپنے ساتھیوں کو شہرہ دیکھ کر آپ اکیلے کہیں گاہ میں جا کے دیکھا کہ وہ دس شخص جو اس روز جنگ کی مشقت کھینچی تھی ہرے ماندے بیٹھ کر سو گئے ہیں یہ دیکھ کر کھٹکے اور اپنے ساتھیوں کو بشارت دی **سے** شکر خدا کہ ازمہ و سخت کار ساز ہا ہر جیکہ خواستم ز خدا میسرم و پس کہنے لگا بارود سے دس آدمی سو ہیں اب تم بہت اہمہ چلو تا ہمارے پاؤں کی آواز سے ان سے کوئی بیدار نہ ہو دے اور دوسروں کو نہ جگا دے تم سے ہر ایک غازی انکے ہر ایک شخص کو مار دے لاکن چاہئے کہ زوار و دنی مار ایک ہی ہو۔ پس سبہوں نے خوش ہو اپنی تر واریں علم کہیں اور اہمہ کہیں گاہ میں جا کے ایک ہی وقت انکی گردنوں پر ضرب کیا اور انکے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ضرر کہنے لگے الحمد للہ یہ پہلی فتح ہی پھر سب غازیوں نے نام شکر الہی میں گزرائی اور اس سے مدد مانگتے رہے جب صبح ہوئی غازیوں نے فارغ ہو کے اپنے کپڑے

امارہ نے امداد غزوہ کو کئی کچرے پہرے لہوائی نہیں پوشیدہ کر دیں وہ ہاتھیار اور کٹو کار کے امیدوار بنے رہے۔
 واقعہ یہ کہ روایت کی گئی کہ جب حج بھی خالد نے سب مسلمانوں کو ساتھ لے کر نذر ہی اور اپنے لشکر کو بصورت قرانی
 کے قرب کیا اللہ کی طرح رسول کی لشکر بھی آباد ہو دیے میں لشکر دم سے ایک سو دھار لگا دینے لگا ہی گروہ عرب کیا تم نے
 برعہ کی کہان ہی وہ معاملہ کل تھا کہ وہ ہندو میں غریب پایا۔ تب خالد اپنے لشکر سے بچے اور کہا ہمارا طریقہ غدار اور
 یوسفی کا نہیں۔ تب وہ سویرہ لہا کہ وہ لڑنے سے عہد چیتا ہی۔ خالد نے فرمایا کہ میں حاضر ہوں تب اس سویرہ نے جا کے
 غزوہ کو امداد بیت خوش ہوا وہ دین علی اور اپنی غایتی کے واسطے جڑو کی گردن بند اور سر خدا و نوح سے تہمت پر کے
 ایک امیر پر چڑھا ہوا تھا۔ اور خالد بھی اپنے گھر سے پر سویرہ کے بچے اور اس دشمن خدا کو دیکھ کے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ چاہا تو
 اس کی تربیت و تربیت کا یہ سامان مسلمانوں کی غیبت ہی۔ غرض جب ہر دو اپنے قہر گاہ پر پہنچے اپنے کرکوتہ اتنے اور ایک
 اور سر کے سدھ پر بیٹھے جناب خالد نے فرمایا کہ توجہ چیتا ہی بان کو کہن حق خدا سنی کو تیش نظر کر کہ اللہ یہ بھی چاہے کہ تو اس شخص کے
 رو بہ و بھائی کو دیکھ کے کہ وہ فریب کا کچھ پرہیز نہیں کرتا ہی۔ وہ دن کہا کہ تم کیا چتے ہو بیان کو کہ تمہارے ہمارے در بیان
 معاملہ نزدیک چیتا ہی اور لوگوں کی غور نری سے حاضر کر۔ اور اگر تم دنیا کی کوئی چیز چیتے ہیں تو میں کل کر دھکا بطور حد سے
 اور غرات کے دھکا کیونکہ ہمارے پاس کوئی گروہ تمہارے سے زیادہ ضعیف نہیں ہی تم لوگ ملک خدا کے رہنے والے
 برہنگی اور غری کے ہمارے سر سے ہر جس جو کچھ منظور ہو اور ہمارے سے غور سے یہ گفتا کر۔ جب حضرت خالد نے اس طرح
 یہ وہ کلام سنا کہنے لگے اے نبی کے نذرانہ کے مقرر خدا سے عرض نہ ہو کہ ہمارے سے ہر ہر کار کو دہائی اور تمہاری غور
 ہم بھال نہیں جب تک کہ تم کہو کہ **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہ اگر تم بان میں لائے ہو تو ہر شخص کی نظر
 سے چہرہ دیکر اس صورت میں تم خود ذلیل ہیں۔ اگر اس سے بھی شکایت تمہارے اور ہمارے درمیان حاکم تہمائی اللہ تعالیٰ
 جس کو چاہے گا وہ دو بھلا۔ واللہ جو صلے سے لڑی کی خواہش زیادہ ہی اور تو نے ہمارے گروہ کا ضعف بیان کیا واللہ تم لوگ
 ہمارے پاس مثل کون کے ہو کہ ہمارا ایک شخص تمہارے ایک ہزار آدمی کو ضعیف جانتا ہی اور بڑی مہنگو صلح کی نہیں بلکہ
 خدا کی ہی اگر بڑی گنگو اس صلح سے ہی کہ میں کیا ہوں اور اپنی قوم سے جہاں ہوں تو جہاں وہ رکھنا ہی سو کر ان شاء اللہ
 تعالیٰ میں ترے واسطے کافی ہوں۔ وہ دن نے خالد کا یہ کلام سننے ہی اٹھا اور ڈانک کرانے دو بازو پکڑنے خالد بھی
 نہ کہہ کر کے اپنے بازو چھوڑا لے اور اس کے بازو پکڑنے اور ہر دو لگے اور ایک کو دوسرے نے لپٹ لیا تب اس دشمن خدا نے
 اپنی قوم کو پکارا کہ جلد آؤ کہ صلیبے میری مدد کی ہی مرد عرب میری تابو میں کی گئی اس کا یہ کلام تمام ہونے نہیں پایا تھا
 کہ غرا ہی جماعت لے ہوئے دور سے اس دشمن خدا نے بھی کہ اپنی قوم ہی جب غرا ہی ترور کو خوش دیتے ہوئے اور ہر
 مانند جہت کرتے ہوئے نزدیک اپنے وہ دن کا حال متغیر ہو گیا۔ غرا کہنے لگے اے دشمن خدا تیرا وہ کہ وہ فریب کہاں گیا
 جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرنا تھا پھر غرا کے ہجری لوگ بھی ترور دین چکاتے ہو جن
 اس کو لے گھیر لیا خالد نے فرمایا کہ اس کے مارنے میں جلدی نہ کرو جب تک میں حکم نہ دوں۔ وہ دن کا تھا بازو میں لڑو ہزار
 سو زین پر گر کر اور اپنی ناشکی سے اشارہ کرتا تھا اور امان امان پکارتا تھا خالد کہا کہ امان اس کو دی جاتی ہی جو امان کا

سنی ہو اور تو کو دیکھ کر پناہ مانگا اور اللہ خیر الماکی بنی نزار جب جناب خالد کا یہ کلام سنا اسکو ہلکتا ہوا سر تاراج ہوا اور اسکے ہمراہی مجاہدین بھی اپنی تر داریوں سے اسکو پارہ پارہ کر دیا اور اسکا سر کات کے خالد اپنی تر داری کی نوک پر لٹکے کر گئے۔ ہوسے جلد سے روم کے لشکروں کے دور سے دیکھ کے سمجھا کہ وہ سر خالد کا ہی اور مارے خوشی کے کوٹنے اور تالیان بجانے لگے اور لشکر اسلام کے مجاہدین سے بھنے دیکر ہوسے اور دعا کرنے لگے جب خالد نزدیک سے ہر دو لشکر کے درمیان کھڑے رہے اور بلند آواز سے کہا اے رومیو یہ سر تمہارے سر وار و روان کا ہی مین خالد بن ولید صحابی ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس اسکا سر ناپاک انکے روبرو پھینک دیا اور ٹکیر کرنا ہوا حملہ کیا، لگے چھے ہزار اور انکے ہمراہی لوگ بھی چلے گئے اور انکے چھپے ابو عبیدہ بھی سب لشکر لے ہوئے ٹکیر کرتے ہوئے چلے گئے۔ جب رومیوں نے اپنے سردار کا سر دیکھا انکو یقین ہو چکا کہ عرب کے ہاتھ سے ہم نہیں بچیں گے پس پیچھے ہٹ کر بھاگنے لگے اور مجاہدین اسلام انکا پیچھا کر کے صبح سے عصر تک مارتے تھے روم کا لشکر جو نوز ہزار کا تھا سوائے پچاس ہزار سے زیادہ مارے گئے اور باقی متفرق ہو گئے بعضے قیساریہ اور بعضے دمشق کی طرف بھاگنے لگے ایسے میں ایک گردوغبار ظاہر ہوئی پھر دیکھتے کیا کہ ایک لشکر آ رہا ہے جنھوں کو گان ہوا شاید کہ ہر قل نے رومیوں کے لئے مدد بھیجی ہے۔ جب نزدیک پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ لشکر اسلام ہی جو صدیق اکبر نے روانہ فرمایا ہے رومیوں سے جو لوگ بھاگتے تھے راہ میں اس لشکر والوں کو ملے تھے تو بلا توقف ان کا فرو کو قتل کرتے تھے پس کفار ہر دو طرف سے مارے گئے اور اس جنگ میں

رومیوں کے سونے روپے کی صلیب اور زنجیریں اور انکا مال و متاع گھوڑے اور ہتھیار اسقدر مسلمانوں کی اوت میں آئے تھے کہ فتوحات شام سے کسی فتح میں بھی اتنا مال غنیمت میں نہ آیا تھا۔ خالد نے کہا کہ دمشق کی فتح حاصل ہو گئی میں اسکی تقسیم کا حکم کرونگا میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں **واقعی** روح نے روایت کی ہے کہ یہہ اجنادین کا جنگ چار گشتہ کے دن جمادی الاول کی انتھائیسویں سن ہجری میں تیرا روز آگے صدیق اکبر کی وفات سے واقع ہوا۔ پھر دوسرے روز جو رجب ششم تھا خالد نے صدیق اکبر کے نام سے ایک نامہ اس فتح و نصرت کی بشارت میں لکھا اور عبدالرحمن بن عبدالمجلی کے ہاتھ میں دیکے حکم کیا کہ اسبوقت روانہ ہووے۔ پس عبدالرحمن نے اسبوقت وہ نامہ لیکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور جناب خالد کو لشکر دمشق کے جانب کی کیا۔ **واقعی** روح نے روایت کی کہ ابو بکر صدیق ہر روز اخبار شام کی تلاش میں ہمیشہ مدینہ طیبہ کے باہر آیا کرتے تھے پس ایام انتظار میں عبدالرحمن جا پہنچے اور بعضے صحابہ نے پوچھا کہ ملک شام کی کیا خبر ہے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت دی یہ بات سننے ہی سے صحابہ جلد صدیق اکبر کی خدمت میں جا کر اس بشارت سے بھرپور ہوئے ابو بکر صدیق نے اسبوقت مجدد شکر میں سر رکھا اور مجددہ دراز کیا یہاں تک کہ عبدالرحمن آئے اور کہا السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ اب سر اٹھائے مقرر اللہ تعالیٰ نے آپ کے انگلیں تھنڈی کیں تب سجدہ سے سر اٹھایا اور

مقرر کرد دست رکھتے تھے۔ غرض لشکر اسلام کے سرداروں نے جب ہر روز وار سے پر نزول کیا۔ اہل مشق نے ارادہ کر لیا کہ اگر
یہاں تک آئے کہ اپنی قوم سے ایک شخص بھی قتل نہ ہو اور اپنے زن و اطفال انکے ماتھے لگنے نہ دے۔ پس قیام پر چڑھ کر تیار ہو۔
پھر سے جنگ کرنا شروع کیا۔ اہل اسلام بھی تیر و تھیر چلانے لگے یہاں تک کہ ہر دو طرف بہت سے لوگ زخمی ہو گئے۔ اسی ہی
ایک دروازہ شرقی پر جنگ ہو رہا تھا کہ ایسے میں عبدالرحمن بن عجمی نے مدینہ طیبہ سے ابو بکر صدیق کا نام لے پہنچا خالد بہت تر
ہوئے اور غازیان اسلام کو یہ خوشخبری سنائی کہ ابو سفیان اور عمرو بن سعد ایک کے ہمراہ مدینہ منورہ سے تمہاری طرف
ساتھ ہزار کا لشکر آ رہا ہے۔ باب شرقی پر جو لشکر حاضر تھا اسکے سب مجاہد بہت خوش ہوئے۔ اور اس روز شام تک لڑائی جاری
تھی جب رات ہوئی ہر دو فریق اپنے اپنے مکان پر گئے اور مسلمانوں کا لشکر کامر سردار اپنی فوج لیا ہوا ہر دروازے پر ٹھہرا
اور خالد نے ابو بکر صدیق کا ذکر مکتوب ہر دروازے پر روانہ کیا ہر سردار اپنی فوج کو ترہم سنا یا سب مسلمان بہت خوش ہوئے
اور تمام رات کو ہوشیار رہے تا کہ کبھی کوئی لشکر ہرقل کی طرف سے نہ آوے اور ضرار مع دو ہزار سوار قلعے کے اطراف بھرتے
تا کہ کبھی اہل مشق ارادہ شب خون کا نکرین۔ اور دمشق کے عاقل اور دانشمندوں نے جمع ہو کر تو حاکم کے پاس گئے جو ان
بڑے شیخ اور جو افراد لڑائی کے فن میں تری جہارت رکھتا تھا اسی لئے ہرقل نے اسکی اپنی مٹی دی تھی اور تو اسے سب
احوال ظاہر کئے اور کہا کہ عرب معائب کی حکو طاقت نہ ہی اب تو انھے مصالحہ کر یا ہرقل کو لکھ کے ہماری مدد کے لئے ایک لشکر
منگوا تو یہ سنے کہنے لگا کہ کل عرب میں مقابلہ کرتا ہوں اور انکے سردار کو مار ڈالتا ہوں تم خاطر جمع رہو جب صبح ہوئی -
مسلمانوں کا ہر سردار اپنی فوج کو لیکے مار پڑی اور سب فوجیں جنگ پر آمادہ ہو گئیں۔ اور تو ابھی اپنا لشکر لیکے نکلا اور
انصرانیوں میں جو ایک ترازو ہمدرد بھی اسدن اپنے مکان سے نکلا اور صلیب اعظم اسکے سر پر تھی اور دروازہ تو مالکے برج
اس صلیب کو مالکے کھرا کیا اور انصرانیوں کا ایک عالم اپنے ماتھے میں انجیل لیا ہوا کھڑا تھا۔ تو مالکے صلیب کے قریب آیا اور انجیل کی ایک
ماتھے پر رکھ کے کہنے لگا۔ اے اللہ مدد دہم میں اس شخص کو جو حق پر ہوا اور تباہ کر ظالم کو کم زور کی جیتے ہیں تیری اس صلیب کے وسیلے
اور اسکے وسیلے سے جو سولی دیا گیا اور ظاہر کیں اسے نشانیاں ربوبیت کی اور اطفال لاہوتیرہ کے اور وہ شخص قدیم ہی او
بہشت تیرے ساتھ ہی دنیا میں آیا پھر تیرے ساتھ لٹ گیا غرض تو مالکے ایسے ہی کلمات کفر کہے اور اسکی قوم آمین کہتی تھی
شریح بن حسنا اپنی فوج لیکر دروازہ تو مارا جو کھڑے تھے اسکے بے کلمات کفر سننے ہی غضب میں آئے اور سب مسلمان اللہ تعالیٰ
سے پناہ مانگی۔ شرح بن حسنا کہہ لایا دشمن خدا تو جو تھکے پستی پھر عیسیٰ علیہ السلام کی مثل اللہ تعالیٰ کے نزدیک ام
کی سی ہی کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے انکو مٹی سے۔ زندہ رکھا انکو جب چاہا اور بولایا انکو جب چاہا۔ پھر ہر دو فریق میں لڑائی
شروع ہوئی شرح بن نے اسدن لڑائی میں تری سختی کی اس روز مسلمان گھوڑوں پر سوار نہیں گئے کیونکہ کفار قلعے کی بلند
تھے اور تیر چلائے تھے انکو موقع قابو کا تھا جب اہل اسلام نیچے تھے ویسا موقع انکو نہ ملا با این مجاہدوں نے تیر و تھیر چلائے تری
ہی کوشش کی اور مور کے میں ثابت قدم رہے۔ اور بہت لوگ زخمی ہو انھیں زخمیوں میں ابان بن سعید بن

اسکی قوم بھی فتح میں داخل ہو کر وازہ بند کر لیا اور اسکے لوگ وہ تیر ہر چند اسکی انگلی نگہ سے نکلان چاٹا لاکن وہ ہرگز نہیں بچا تھا۔
لوگ اسکی مکاری کو کثرت کے اس پر ہی باندھ دی اور وہ نالہ و فریاد کرتا تھا وہ روز دیسا ہی در و دام میں گزرا جب شب آئی اور کچھ
اسکے در دین سکون ہوا اسکی قوم کہنے لگی کہ تم آگے ہی کہا تھا کہ عرب بری خواہر وہیں انکے ساتھ ہر یکو مقابلے کی طاقت نہیں
بہتر ہی کہ منسا کر لیں تو سنے ہمارا کہنا مانا آخر جو ہونا رہا ہوا اب بھی مناسب یہی ہی کہ اسے مصالحو کر لیں۔ تو مالمون یہ
بات سنکے باوجود اس تباہی اور خواری کے اپنی قوم پر غصہ ہوا۔ اور کہنے لگا کہ تمہاری ایسی نامردی کے ہی سبب عرب کی عیبت
غلط کر گیا اور صلیب بھی ہم سے خفا ہو کے جاتی رہی اگرچہ میری انگلی نہ خلی ہوئی لاکن میں بدلے سوا انکو بچو نہ دینگا۔ اور میری
ایک انگلی کے عوض اتنے ہزار انگلی دینگا۔ اور ایک ایسا کر دو گنا کہ جسکے ذریعے سے انکے سردار تنگ پہنچ جاو گنا اور اسکو بکرو گنا
اور اسکے لوگ کو مار دلو گنا اور انکا مال لوٹ لو گنا پھر انکے مال اور سردار کو ہر قل کے پاس بھیج دو گنا اور اسی پر اکتفا کرو گنا بلکہ ایک
لشکر جمع کر کے ملک حجاز میں جا دو گنا اور انکے سردار ابو بکر سے جنگ کر دو گنا اور انکے نشانہ نوکوتا دو گنا اور انکے مسجدوں کو
کھود دلو گنا اور انکے شہر و ملک و دشمنوں کا مسکن بنا دو گنا۔ اس مالمون کفر و نخوت کے بیونے یہ بیہودہ باتیں نکلتی تھیں لاکن اسکی
تقدیر نے اسکی سوئے تدبیر پرستی تھی اور اسکی چھوٹی انگلی کی طرف اشارہ کر کے یہ فردنی البدیہہ اسکے حسب حال پرستی تھی۔
۷۰ این مراتب کہ دیدہ جز دلست و کار کلی ہونہ در قدرت و غرض تو مالمون اپنی قوم کو ترغیب و تحریص دے کے۔
دوسروں جنگ پر لے آیا اس روز بھی صبح سے قریب عھرتنگ بری سخت لڑائی ہوئی۔ جب عھرتنگ دقت اپہنچا جنگ موقوف
ہوا ہر دو فریق اپنے اپنے مکان پر گئے۔ مسلمانوں نے ناز عھرتنگ کی جیشم ہوئی آگ روشن کئی گئی جب مغرب اور عشا سے فراغ
ہوئے تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے۔ اور تو اس شب میں اپنے سب لوگ کو بلوایا اور کہنے لگا کہ اب عرب جنگ سے ہٹ گئے
ہیں کوئی سوتا ہوگا اور کوئی بیدار ایسے وقت میں چاہئے کہ دم دفعہ ایسا شب خون گرین کہ دے اپنی ہمتیا رنگ پہنچ سکین
اسکی قوم جب یہ بات سنی بہت دلیر ہوئی پس اس دشمن خدا نے دروازہ کھلو کے قوم کو براہ لیا ہوا باہر نکلا اور اپنے لوگوں کو
ناکید کی کہ ہر مسلمان کو قتل کرو اور اگر کوئی تم سے امان طلب کرے اسکو امان نہ دو مگر انکے سردار کو پس کافروں نے یکسک
حملہ کیا اگرچہ عرب اہل دمشق کے اس کرد و فریب سے غافل تھے لاکن اکثر اپنی جگہوں پر جو شیار تھے اور جیسے خواب میں تھے
جب کفار کی آوازیں نہیں جلد با ہمتیار ہو گئے اور جو لوگ سوئے تھے انکو جگا دیا اپنی دشمن انکے نزدیک نہیں پہنچے تھے
کہ پیش قدمی کر کے نکلے مگر بے ترتیب تھے اور رات اندھیری تھی ہر دو طرف سے تروارین چلی لگیں اور آوازیں بلند ہوئیں
خالد جو مقام فیکر پر اترے تھے اور سب مجاہدین کے خیال و اطفال بھی دین تھے یکسک لڑائی کا غل و جریگ جا پہنچا خالد نے
سمجھا کہ شاید دشمنوں نے کچھ کرد و فریب کیا ہی اور مسلمانوں کی بے خبری کی حالت میں ان پر جا کر سے ہیں پس خالد جو اس
اور گھبراہے ہوا تھے اور بلند آواز سے کہا وَاغْوَاهُ وَالْإِسْلَامُ وَاجِدَاهُ أَكْبَدُ وَاقْوِي وَرَبُّ الْكَعْبَةِ
اللَّهُمَّ انْظُرْ إِلَيْهِمْ بِعَيْنِيكَ الَّتِي لَا تَنَامُ وَانْصُرْهُمْ وَلَا تَسْلِيهِمْ إِلَى عَدُوِّهِمْ تَرْتَجِمُهُ دَائِبَ أَيْ فَرِياد

اور سلام پیر کے کہا کہ حوکل و کافور کا نام دے دیا۔ ابو عبیدہ اور ان کے ساتھی لوگوں نے اس سخت جنگ کیا کہ دشمنوں کو زخمی کیا اور ان کا سردار جرجی بھی مارا گیا۔ اس رات خالد بھی اس جنگ کیا کہ وہ اس قتال کو نہیں دیکھتا تھا وہ اسی حالت میں تھے کہ سردار بھی اپنے حال کے وہ خون آلودہ تھے خالد نے بوجھا کر اسی سردار کو مارا کیا حال ہی کہ اسی سردار کو مار کر باب الصغیر کی طرف سے یزید بن ابی سفیان پر تلے تھے میں نے اپنے بھائی بکر کی تائید کی اور دشمنوں پر سخت حملے کیے اور شہر کا قریب قریب سوا کا فر میرے ہاتھ سے مار گئے اور میرے ساتھیوں اس قدر دشمنوں کو مار کر حیران ہوا کہ خالد یہ سب بہت خوش ہوئے ہر ایک سب شہزاد بن حنظل کی طرف آئے اور ان کی جو فوج تھی شکر یاد کیا **واقعی** سچ کہتے ہیں کہ یہ رات سخت تھی کہ اسکے مثل کسی پیش نہیں آئی تھی اس رات میں مسلمانوں نے ہزار ہا رومیوں کو مار ڈالا جب قرانی موقوف ہوئی اور ہر گروہ اپنے اپنے مکان کی طرف مراجعت کی۔ دمشق کے جسے برے رئیس جمع ہوئے تو ان کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے آگے ہی کہا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ ہر قرانی کا مجال نہیں پس مصالحوں کا لینا بہتر ہی تو ہے ہمارا کہا ناما اور ہمارے ہزاروں دلبروں کو کٹا دیا اب ہم تنگ آگئے ہیں بہتر ہی کہ تو ان سے مصالحوں کر لے اگر قریب بھی جا کر کہا نہیں ماسوائے تو ہم ان سے مصالحوں کر لیں گے اور برے حال پر کچھ کو چھوڑ دیں گے۔ تو ان کا یہی قوم جو کہ غصہ زری جھلت دو باہادشاہ کو خط لکھوں اور جواب منگالوں۔ پھر موقوف خط لکھا اپنی قوم جنگ اجداد میں جو شکست فاش پائی اور دمشق کی قرانیوں میں جو تباہی اٹھائی اور اپنی آنکھ جو زخمی ہوئی اور اپنی قوم تنگ آگے جو مصالحوں چاہتی ہیں یہ سب احوال میں عن ظاہر کیا اور صبح ہوئے آگے قاصد کے ہاتھ دیکھ کر فریق کے پاس روانہ کر دیا۔ جب صبح ہوئی لشکر اسلام آمادہ جنگ ہوا اور سب دمشق والوں نے جمع ہوئے خالد کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہم کچھ جھلت دو مانا اپنے کام میں سوچیں خالد نے نہیں مانا اور انکار کیا۔ تب اہل دمشق بہت گھبراہٹ کی طاقت تو نہیں تھی اور صلح کرنی ہی چاہتے تھے لاکن فریق کے جواب کا انتظار تھا۔ انہیں ایک رومی بود جس نے جو ان کی کتابوں سے دافع نمائے کہنے لگا کہ اسی قوم کو کہ تمہارا بادشاہ ایک لشکر انبوه بھی ملے آوے مسلمانوں پر غالب ہو سکیگا کیونکہ میں نے کتابوں میں دیکھا ہی کہ ان کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید المرسلین اور خاتم النبیین میں اور قریب ہی کہ ان کا دین سب دینوں پر غالب ہو جائیگا پس تم جلد جوی چھوڑ دو اور دوسے جو تم سے مانگن انکو دیکھ صلح کرو تمہارے واسطے ہی بہتر ہی۔ اس کی قوم یہ کلام سنے کے خوش ہوئی چونکہ اس کو عالم اور بزرگ جانتے تھے اس کی طرف میل کیا۔ اور بولے کہ ہم تم سے رائے کا خلاف نہ کریں گے تب اس نے کہا کہ مسلمانوں کا وہ سردار جو دروازہ شرقی پر ہی بیٹھے خالد وہ ایک مرد خون ریز ہی سودہ صلح قبول کرنا نہایت دشواری ہی۔ ان کا وہ سردار موجود دروازہ جاوید پر ہی بیٹھے ابو عبیدہ البتہ اس سے امید ہی کہ مصالحوں قبول کرے۔ پس سب اہل دمشق اس بات پر متفق ہوئے کہ اسی شب میں ابو عبیدہ کے پاس آئے اور برے الحاج سے مصالحوں چاہا۔ ابو عبیدہ نے قبول کیا۔ اس وقت دمشق میں نصار کے آٹھ گھنے تھے سوا ہزاروں عرض کی کہ دوسے ہمارے آتشوں کہیںے چھوڑ دیں گے۔ ابو عبیدہ نے یہ بات بھی قبول کی اس نے ایک کہیںے بھی تھا جواب اس کو سجدہ جامع بنائی

میزیں اسے کہ خلافت کرو گے اللہ تعالیٰ جنت کے تم پر۔ پھر کیا رہ جائیگا کہ اسباب میں مشورہ کرنے کے بغیر نہ کیا کرے باجرا
 صدیق اکبر کی خدمت میں لکھن دس جو حکم کرتے ہیں اس پر عمل کریں۔ جناب خالد نے کہا کہ میں نے عہدِ بخاری میں ل اور اس مشق
 کو بیاہ دی مگر تو ما اور ہر مس کو اور ان کے لشکروں کو نہیں۔ جناب ابو عبیدہ نے کہا کہ ردیوں کے یہ ہر دو سردار بھی صلح کے وقت
 جب شہر میں تھے میری صلح میں داخل ہو چکے۔ خالد نے فرمایا واللہ اگر تمہاری امان دی ہوئی میں ان ہر دو کو مار ڈالا ہوتا
 لاکن اب ہر دو ملعون اس شہر سے جبرِ جاہلین نکلیا دیں۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ میں بھی اسی اقرار پر صلح کی ہی تو ما اور ہر مس
 جب ابو عبیدہ اور خالد کی یہ منازعت دیکھی گھبراہٹ اور کہنے لگے کہ ہم ہمارے مستحقوں کے خون کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں
 بلکہ یہی چاہتے ہیں کہ تم ہر دو چھوڑ دو کہ ہمارے لشکر سمیت جبرِ جاہلین چلا جائیں۔ خالد نے فرمایا کہ اچھا تم ہمارے ہر دو درباری بڑا
 ہیں جبرِ جاہلین چلا جاؤ لاکن جب تم دار الحرب میں لینے تم جس زمین کے مالک ہو پیچو گے ہمارے ذمہ سے نکلیاؤ گے۔ وہ
 ہر دو ملعون نے کہا کہ ہم کو تین دن کی ہجرت دو ہمارا پیچھا کر دو جب تین دن گذر جائیں تمہارے ہمارے درمیان عہدِ قی
 نہ ہو گا۔ خالد نے فرمایا اچھا تم اپنا مال و اسباب چھوڑ دو یہاں یہ فقط تم اپنے کھانے کی چیزیں لجاؤ۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا
 کہ صلح اس بات پر ہوئی ہی کہ دسے اپنے مال و اسباب سمیت جاؤ جناب خالد نے فرمایا اچھا میں نے یہ بھی قبول کیا
 لاکن یہ لوگ بلا ہتھیار چلا جاؤ۔ دسے ہر دو کہنے لگے اگر ہمارے پاس ہتھیار نہ ہے راہ میں کوئی بلاؤسے تو ہم
 کس طرح اسکو دفع کریں۔ جناب ابو عبیدہ نے کہا کہ ہر شخص کئے ایک ہتھیار کی نصبت دیکھو۔ آخر جناب خالد نے قبول کیا۔
 پس تو ما اور ہر مس نے اپنی قوم کو جمع کر کے حکم کیا کہ اسباب نکالیں تو ما کے حکم سے شہر کے باہر ایک خیمہ ریشمی اسادہ کیا گیا کہتے
 ہیں کہ ہر قل کا ایک خزانہ تھا جس میں قریب تین سو بوجہ کے طلائی کپڑے تھے وہ اور اس کے سوا سہ اور مال و اسباب شہر کے باہر
 لجا کے جمع کئے خالد نے ان کے مال و اسباب کی کثرت دیکھ کر حیران ہوئے اور اپنے ہر دو ماتھے آسمان کی طرف اٹھا کے پیر دعا
 کی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا وَمِلْكًا اَيَّاهُ وَاجْعَلْ هَذِهِ الْاَمْسِيَّةَ فَيَا لَيْسَلَيْنِ اِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ
 ترجمہ یہی ہے اے اللہ کروے تو اسکو ہمارے واسطے۔ اور مالک کروے تو ہر دو اسکا اور کر تو اس مال کو عینیت واسطے
 مسلمانوں کے یہ تحقیق تو سننے والا دعا کا ہی۔ القصہ اس مشق نے صلح کے عوض جتنا مال دینے کا اقرار کیا تھا اتنا مال
 لاکے حاضر کیا ابو عبیدہ اسکو دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تم چلا جاؤ تین دن تک تمہارے ساتھ کہ تو جن میں
 اسکے بعد اگر کوئی مسلمان تم تک پہنچ کے پکڑ لیا تو اس پر کھلاعت نہیں۔ پس جب تین دن گذر گئے خالد نکلا پیچھا کر نیکے فکر
 میں تھے لاکن راستہ معلوم نہ ہونے اور دسے لوگ زیادہ راہ غلطی کر جانے کے اندیشے سے جیسے جیسے میں تھے ایسے میں
 یونس نے اکر کہا کہ میں بہیری کے لئے حاضر ہوں۔ یونس کا قصہ یہی کہ دمشق کے محاصرے کے ایام میں لشکر
 اسلام کی ایک ٹکری ہر شب جو قلعے کے اطراف گشت کرتی تھی ایک شب یونس جو بطارت و دردم سے تھا ایک شخص
 مسلمانوں کے ہاتھ پکڑ گیا جب اسکو خالد کے پاس لیکے جناب خالد اسکا احوال دریافت فرمایا تو وہ کہنے لگا کہ اسی در

میں ظاہر کیا خالد بہت خوش ہو کر شکر اُٹھایا اور سب مسلمانوں کو بشارت دی پھر اپنا لشکر ہر ایک پہاڑ پر گئے۔ تو ماہ اور ہر بیس کی نظر جب ان کے لشکر پر پڑی جلد اپنے قوم کو پکار سب کے سب اپنی تختیاں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر صلیب کے آگے رکھا اور تیرے زور سے لڑائی شروع کی تباہی سخت جنگ ہو حضرت خالد نے تو کامقا مقابلہ کیا تھا بی بی ام ابان کی ہر تہ تو نو ماہی ایک آنکھ زخمی ہو گئی تھی خالد نے اس روز اسکی دوسری آنکھ بھی اپنے نیزے سے پھوڑ کر اسکو گھوڑے سے اونڈھا کر ڈالا اور ہر بیس کو دھونڈہنے لگے اور خالد کے ساتھی لوگوں نے تو ماہ کے لشکر پر چڑھ کر اور انکی صلیب انہی کی ردی اور کافروں کو قتل کرنے لگے۔ جبہ الرحمن بن ابی بکر صدیق نے دیکھا کہ خالد نے تو ماہ کو نیزے سے مار کے زمین پر گرادیا آپ جلد گھوڑے سے اتر کے اسکا سر کاٹ ڈالا اور اسکو اپنی تیرہ کی نوک پر لیکے پکارا اے مسلمانو تو مارا گیا یہ سراسی ملعون کا بی بی اب تم ہر بیس کو دھونڈو اور افرغ بن عیترہ العطار نے بیان کیا ہے کہ میں لشکر خالد کے میمنہ میں تھا سو ابی کردہ سمیت اس طرف جا نکلا چہاں رومیوں کے اہل و عیال اترے تھے ناگاہ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک سوار لباس رومی پہنا ہوا ایک عورت کے ساتھ تیرہ ماہی کبھی عورت پر وہ غالب آتا ہے اور کبھی عورت اس پر۔ ہر دو کشتی کر رہے ہیں جب نزدیک جا کے دیکھا تو وہ یونس رہی کہ اپنی زوجہ سے کشتی کر رہی ہیں چاہا کہ اسکی لپک کر وہاں ایسے میں تین عورتوں نے میری طرف پتھر چلانے لگیں ایک خوبصورت عورت نے جویشی کپڑے پہنے تھے ایک بڑا پتھر چلایا سو میرے گھوڑے کی پیشانی پر لگا گھوڑا اس مار سے زمین پر گر پڑا اور مر گیا وہ ایسا گھوڑا تھا کہ اسکی سواری سے میں جناب خالد کے ہمراہ رکاب جنگ یا مہم میں حاضر ہوتا تھا وہ گھوڑا جب اس پتھر کی مار سے مر گیا مجھے تباہی درد ہو سو میں اس عورت نے فریاد کیا وہ ہرن کے مانند بھاگنے لگی اور اس کے ہمراہی عورتیں بھی بھاگیں میں بھی چھپا گیا ہوا ان پر چاہنے پھا اور ان سبکو مار ڈالنا چاہتا پھر انکو روک لیا۔ اور اسی عورت کو مارنا چھوڑنا تھا جسے میرے گھوڑے کو مارا جب اسکے نزدیک ہوا اس پر تیرا تھا ہی اسنے اپنے سر پر ہاتھوں کو رکھ کر کہنے لگی لفون لفون یعنی امان امان تب اسکے مارنے سے ہاتھ رکھا اور اسنے وہ بہاری کپڑے دیاج کے پہنے تھے اور اسکے سر پر موتیوں کی تریاں تھیں پس میں اسکو اور اسکے ہمراہی عورتوں کو پکڑ لیا کہ تم لوگوں کو مارنا چھوڑو اور ایسے میں دیکھا کہ ایک رومی گھوڑا بغیر سوار کے کھڑا ہے اس پر سوار ہوا اور ان قیدی عورتوں کو ہمراہ لیا ہوا پھر۔ وقتہ راہ میں ایک جگہ پر دیکھا کہ یونس راہبر و تا ہوا پتھیا ہے اور ایک عورت اسکے سامنے خون آلودہ پڑی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے اور تو کس روتا ہے اسنے کہا کہ یہ میری زوجہ ہے میں اس پر غالب آیا اور پکڑ لیا وہ کہتی ہے کہ مجھ کو چھوڑ دے قسم ہی حق مسیح کی میں تیرے ساتھ ایک جاہلو دنگی کیونکہ تو مسلمان ہو چکا ہے میں قسطنطنیہ کی طرف چلی جاؤنگی اور وہاں راہبر بن تجھونگی میں کہا تجھ کو نہیں چھوڑ دوں گا تب اسنے پاس ایک چاکو جو رکھی تھی نکال کر اپنے سینے پر مار لی وہیں گر پڑی اور مر گئی۔ جب اس عورت کے ساتھ مجھے بڑی محبت تھی اسکے غم میں رورہا ہوں راوی کہتا ہے کہ اسکا رونا دیکھ کے میں بھی رونا دھونڈا ہوا کہتا کہ اے یونس اللہ تعالیٰ اس سے بہتر اور خوبصورت عورت تجھ کو اسکا عوض دیا ہے پوچھا کہاں ہے میں اس عورت کو بلایا جویشی

کیر۔ اور سونے لنگن اور توبوں کی زبان پنی ہوئی یقین پڑیں اسکو دیکھا وہ موتی قبی انداس عورت زبان دنی ایک سنا
اس سے گفتگو کی۔ یونس میری طرف متوجہ ہو کر کہا کیا جانا تم نے کہ یہ کون ہی میں کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں اے کہا کہ میرے
اوتشاہ کی مٹی ابد تو مکی زود جہی جبرائی اسکی زوجیت کی صلاحیت جن میں مکتا ہی مادہ ہر قل افرد اسکے عوض مال خرید دیکھ تم
لے لیجان کہ اب تو یہ ترے واسطے ہی مادہ تو اسکے واسطے تب یونس اسکو مرے سے لے لیا۔ اسوقت سلمان سخت جنگ کر
اور مال ہوتے میں معدود تھے۔ الش بن ابی بکر روایت ہی کہ اس نے مدرب تو مانے جناب خالد کے ہاتھ سے ماہا ترا
پیر حال دیکھ کر ہنس اپنی مکاری کو ساتھ لیکے سر کے سے نکل گیا میں خالد بھی دیکھا اسکی تلاش میں نکل کر دھونڈتے تھے
آخر اسکو ایک بیابان پر دیکھا اس پر دخت بہتر ایسا جنہ تھے گھوڑے کی سوار شی سے تلک کرنے کے لئے موقع برابر نہیں
اسنے چادہ ہو کے اس پہاڑ پر چڑھے اور جنگ کرنے لگے ہر میں کی مکاری دلوں اسکو گھیر لیا اور ہر میں پیچھے سے انکے
سر پر تر و اعلائی جس سے خالد کا خوراد عامر کٹ گیا خالد نے انکو مگر کچھتے ہوئے دھمکین بائیں حکم کر رہے تھے ایسے
میں عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق گھوڑے دوڑانے اور بکیر کچھتے ہوئے آئینے۔ اور عبدالرحمن نے ہند اواز سے کہا لا الہ الا

الله وحده لا شریک له وان محمد عبده ورسوله یا ابا سلیمان اتک الغوث من رب
العلمین ترجمہ یعنی اے یا سلیمان کیا تم اسے پاس غزوہ اس پر مددگار عالم کی طرف سے میں عبدالرحمن بن
ابی بکر صدیق بنوں اور ہر میں کو گھیر لیا وہ بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ ایسے میں خالد نے ایک ہی جہت میں اس پر آئیے اور ایک
ہی طرف میں اسکو مار ڈالا اور عبدالرحمن کے ساتھیوں نے ہر میں کی قوم والوں کو مارنا شروع کیا جب سب مار گئے تو عبدالرحمن
نے خالد سے کہنے لگے کہ اللہ نے ہکو سر کے میں کھادی پر نعت دی سلمان لوٹ میں مشول تھے ایسے میں غیب سے ایک نا
جہوی کہ خدا کے دشمنوں نے خالد کو گھیر لیا ہی اور تم لوٹ میں مشول آگے جو میرا اواز سنتے ہی آپ کی تلاش میں دوڑے آئے
پھر خالد اور عبدالرحمن مع نواح اپنے لشکریں آئیے اور سب مسلمان انکو دیکھ کر شکر الہی بجا لیا پھر خالد نے یونس کی زد دھکا کا
سکے تعجب کیا اور اسکو فرمایا کہ ہر قل اپنی لڑکی کو طلب کرے وہ تیری ہی واسطے ہی اگر طلب کرے اللہ تعالیٰ کے درجوں
اس سے بہتر تجھے دیجا الفیہ خالد نے مال غنیمت اور فیدہ بنا کر ہر قل سے جوئے جب کچ کیا اسنے ماہ ہر قل کا ایک اعلیٰ خالد
ملکر ہر قل کی طرف سے اسکی مٹی کو طلب کیا خالد نے اسکے عوض میں کچ مال لیکے بطور دے کے دیا اور دمشق کی طرف را
ہوے۔ کہنے میں کہ دمشق میں ابو عبیدہ بن الجراح اور سب مسلمان خالد مع لشکر سلامتی کے ساتھ پھر
آئے سے بے امید ہو گئے تھے اور بہت متفکر اور طول تھے۔ جیسا اللہ تعالیٰ کی مدد خالص لشکر اسلام سالہ و خانہ آئیے سب مسلمان کی
خوشی سے انکے استقبال آئے اور سلام کیا اللہ مبارک باد دی اور حکمرانی بجا لیا۔ اور خالد نے ابو عبیدہ کی خدمت میں انکے نام
سرگزشت بیان کی ابو عبیدہ انکی شجاعت اور جود غرضی کے تعجب کرتے تھے۔ پھر خالد نے مال غنیمت خمس نکال کے باقی نام غازیوں پر
تقسیم کر دیا۔ اور یونس راہبر کو اپنے خاص مال سے بھی بیت کر دیا اور فرمایا کہ یونس مال اپنے نکاح میں خرچ کیجئے یا اس کے کسی ہوی

پھر خالد نے قاصد کو نذر یک بلا کے اسمتہ اس پوچھے کہ ابو بکر صدیق کے بعد خلافت کس پر قرار پائی۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ
یہ خالد نے کہا پس میں امارت سے معزول ہوا۔ قاصد کہا ان۔ پھر نوحہ کیا کہ اس لشکر کی امارت کس پر قرار پائی کہا ابو عبیدہ
بن الجراح یہ پھر خالد نے کہا کرتے میت چھایا کیا کہ یہ بات برحق ہے لیکن اور پھر پوچھا کہ ان کہیں جنگ میں داخل نہ اوسے۔ بقصد خالد
بارگاہ انبی کی طرف رجوع لاکر دوسرے اہل اسلام کے کہ خدایا تو جاننا ہی کہ میں نے یہ جنگ جہاد جو کیا ہی طلب کیا ابو بکر صدیق
کی خوشنودی کے لئے نہیں ہی بلکہ خاص تیری ہی رضا مندی کے واسطے ہی۔ پس اپنے لشکر کے غازیوں کو جنگ کا حکم کیا۔
تب یہاں وہاں اور وہاں وہاں ایک جماعت عقب لشکر سے نکل کے کفار پر حملہ کی۔ عمر بن العاص جو مہتمم پر ابو بکر صدیق بنی
سفیان یرموک پہنچے ہر دو طرف سے دوسرے بھی مداخلت کئے۔ بڑا ہی جنگ ہوا۔ اس فوج کی بارہ ہزار و ستر ہشت ہونے
تھی پھر حکم کرنے سے آخر میں قتل لاکم بعلق و کعبی کے نفرت ربانی و تائید۔ ثانی کی ہوا لشکر اسلام پہنچنے لگی۔ سب سے کیا ہر حکم کے لشکر کفار کے صفوں کو دوہرہ ہر کر دئے۔ کفار بے طاقت و مہیا ہو کے بھاگنے لگے۔
اہل اسلام انچاچا کر کے شام تک قتل کیے۔ کہتے ہیں کہ اس روز ایک لاکھ سب ہزار کفار کے قریب آجائے اور اہل اسلام
سے تین ہزار مرد شہادت پائے۔ اور بہت سے غازی زخمی ہوئے۔ لائے ہیں کہ اس جنگ میں تین ہزار خیرہ دیا اور
تین ہزار یرمہ مختلف مزیں اور بہت سا نقد و جواہر اور فخر و ستارک مسلمانوں کی غنیمت میں آیا۔ خالد نے حکم کیا کہ غنیمت
جمع کریں۔ پس ابو عبیدہ کو بلوایا اور ابو بکر صدیق کی رحلت اور غر فاروق کی خلافت اور اپنی معزولی اور ابو عبیدہ کی پھر
سے لشکر اسلام میں اعلام کروایا۔ اور سب خاص خاص حکم کیا کہ آج سے تمہارا امیر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت میں
تصور مت کرو۔ میں بھی اسکی اطاعت کرنا ہوں۔ صدیق اکبر کی وفات کی خبر مدت اترے سننے ہی لوگ بے اختیار
روئے لگے اور خالد کے حق میں دعا کئے اور کہے اِنھَا اَلَا بُرْہَانَ اَللّٰہِ خَیْرٌ اَبَاہِ لَمَلْتَ اِسْلَامَہِ کِی جہنم
تمام لی کہ صف میدان میں یہ بات کسی پر ظاہر نہ فرمائے۔ یہ بات اگر کوئی کہیں کہیں معلوم ہو جاتی یا اہل اسلام طول
اور دگر ہوئے اور دشمن اس پر فتح پاتے تب نے اسلام کی تری بخود کی کی اللہ تعالیٰ تمہیں جو اسے خیر دے۔ پس خالد
غر فاروق کا حکم نامہ نکالا اور ابو عبیدہ کے ماتھ دیا اسکا حضور ہی شاکر اللہ تعالیٰ ابو بکر صدیق کو اس حق میں فانی سے طرف
عالم باقی کے لیکیا۔ خلافت اور امارت مسلمانوں نے میرے توفیق کی۔ اب میں سب مسلمانوں کا حجت دار ہوں۔
اور جانتے کہ خالد وہ شخص ہی کہ مالک بن نویرہ کو قتل کیا اور جہت کہا پس مسلمانوں کی امارت ایسے شخص کو سزاوار نہیں مگر
یہ کہ خالد سب لوگوں کے روبرو اقرار کرے کہ میں نے جھوٹ کہا۔ اور مالک بن نویرہ کو ناحق مار دیا اور وہ مسلمان تھا۔ اگر خالد
ایسا اقرار کرے امارت ابو بکر کال نہی۔ اگر ایسا نہ لکھا میں اسکو معزول کیا ہوں اور اسکی جگہ ابو عبیدہ کو امیر مقرر کیا ہوں چاکر اللہ
تس اس طلب سے۔ اور غنیمتوں کا خمس وغیرہ جو اس باقی ہی ہے اسے جو اسکا خاص مال ہو اسے دجھہ کر کے ایک حصہ مال
میں داخل کرے اور دوسرے اسکو چھوڑ دے پس ابو عبیدہ خالد کی طرف متوجہ ہو گیا کہ اس میں تم کیا صلحت کچھ نہ ہو ہر دو کو کوئی

بات اختیار کرتے ہو۔ خالد نے کہا کہ مجھے آج کی شب جہالت دیکھئے۔ ابوجہدہ نے کہا بہت اچھا۔ کہتے ہیں کہ خالد کی ایک ہمیشہ بری عاقلہ تھیں انکا نام فاطمہ تھا خالد نے ان سے مشورت کی انکی ہمیشہ نے ایسا کہا کہ اپنی امارت ابوجہدہ کو دیکھئے اور اپنا آؤ مال بھی بلا شک انکے تحویل کیجئے کیونکہ وہ دوسری بات قبول کرنے میں جان کا خطرہ ہی۔ یعنی مالک بن نویرہ کے اسلام کا اور اسکو ناحق قتل کرینکا اقرار کروگے تو اسکے قصاص میں مارے جاؤ گے۔ پس دوسرے روز خالد نے اپنے مال کا حساب کیا اسکا نصف جو چالیس ہزار درہم تھے ابوجہدہ کے حوالے کر دئے۔ **حَزَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَعَنْ جَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ وَرَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ**

عَنْ جَمِيعِ أَصْحَابِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ - مثنی بن حارثہ کا احوال۔
 نقل ہی کہ جب خالد نے عراق عرب سے شام کی طرف توجہ لائی۔ اور ابوبکر صدیق کے حکم کے موافق عراق کی حکومت مثنی بن حارثہ پر تفویض کی اس سال عجم کی بادشاہت میں براہی خلل رونمایا۔ اور عجم کے لوگ اپنے بادشاہوں سے بیدل ہو کر ایک بادشاہ کو قتل کر کے دوسرے کو اسکی جگہ پر تخت نشین کرنے لگے۔
 عرضہ قریب میں ایسے کئی سلاطین مار گئے۔ پس جب اردو شیر کا میتا جو شہر یار تھا تخت نشین ہوا عجم کے شہزادوں سے ایک شخص کہ جسکا نام بردون تھا اسکے ساتھ تین ہزار سپاہ اور بیت سے ماتی دیکے مثنی بن حارثہ کے جنگ پر روانہ کیا۔ جب مثنی اس بات سے آگاہ ہوا جلد تیار ہی کر کے اور اپنا لشکر ہمراہ لے کے نکلا۔ جب ہمدون لشکر امین جانے پر بڑے براہی جنگ ہوا مثنی اپنے لشکر کے تیر اندازوں کو حکم کیا کہ انکے ماتین پر تیریں چلاؤں غازیان اسلام جب تیریں چلانے لگیں ایک تیر انکے ماتی کے آنکھ پر لگی۔ وہ ماتی شور کرتا ہوا پھراوران پر گر پڑا۔ اسکے ساتھ کافروں کے لشکر میں ایک پریشانی اگئی ان کے بہت لوگ مارے گئے یہ خبر دیا عجم میں پہنچی تک شہر یار بھی مر گیا تھا۔
 اور وہاں کی حکومت نہ کون اور عورتوں کے نام پر قرار پائی تھی۔ عجم کی ریاست میں براہی خلل رونمایا تھا۔ اسوقت عراق کی طرف توجہ ہو سکے تھے۔ یہ اس شامت کا بدلہ تھا کہ ہجرت کے چھٹے سال جب حضرت نے ضر کو مارا لکھا وہ ملعون غصہ ہو کر اسکو بھار دیا۔ حضرت نے اسی شب مدینے میں اس بات کی خبر دیکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ غم قریب انکا اقبال نامہ چھارہ دیو لگا۔ ویسا ہی انہیں دنوں ضر کو کا میتا شہر وید نے فخر سے اسکا سینہ چاک کر کے آپ تخت بٹھا۔ پھر اسے بعد اسکے خاندان میں ایسا ہی ایک دوسرے کو مار کے آپ بادشاہ ہوتا تھا یہاں تک کہ شہر یار بھی مار گیا۔ پھر اسے بعد کوئی لابی سلطنت کے باقی نہ رہا۔ **سَيُعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنَّهُمْ مَنَقَلُوا**
بِئَقْبَلُونَ کا کرشمہ ظاہر ہوا۔ قصہ کو تاہ ملک عراق و جہرہ و کوفہ اور اسکے ماتحت کے ملک مثنی بن حارثہ کے ماتحت آئے مثنی نے عراق کی حکمرانی پر سہ گرم تھا ایسے میں صدیق اکبر کی ماری سنی وہیں دوسرے کو اپنی طرف سے عراق کا والی مقرر کیا آپ مدینے کی طرف روانہ ہوا صدیق اکبر کی نزاع کی حالت میں حاضر خدمت ہو کر سب

نامے کی تحریر سے فراغت حاصل ہوئی صدیق اکبر نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند کئے۔ اور کہنے لگے کہ خداوند امین! میری عمر طویل فرما۔ اور اس امر میں میں نے اصلاح مسلمانوں کے سوا دوسری بات نہ چاہی۔ میں نے جو یہ کام کیا تو خوب جانتا ہی کہ میں نے اس باب میں بہت سی کوشش کی۔ مسلمانوں میں جسکو بہتر پایا اسکو ان پر والی تھمرا یا۔ تو جانتا ہی کہ اس باب میں میں نے عمر کی کچھ حاجت نہیں کی۔ اب میں دنیا سے آخرت کی طرف چلا ہوں الہی تو ان پر خلیفہ رہو۔

کیونکہ وہ میرے بندے ہیں۔ انکے والی کو انکی اصلاح کی توفیق دیجئے۔ اور خلفائے راشدین جو میرے پیغمبر کی سیر کی متابعت کریں عمر کو ان سے ہی کیجیو۔ اور اسکے رعیتوں کے کام کو درست فرمائیو۔ پس اس عہد نامے پر ہر کرد والی اور اطراف و جوانب میں جو امر اور ذمہ ہوئے تھے ہر ایک امیر کے نام سے ایک ایک عہد نامہ نقل کر کے اُس پر بھی مہر بن کر وائیں۔ پھر عمر فاروق کو بلا اسکے فرمایا کہ اسی عمر میں بے نگو سب اصحاب رسول پر خلیفہ کیا ہوں۔ انہوں نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ! یہ کام میرے سے دور رکھو مجھے خلافت کی حاجت نہیں ہے۔ صدیق اکبر نے فرمایا کہ نگو اُسکی حاجت نہیں تو اسکو تمہارے ساتھ حاجت ہی وہ نگو بھیجی۔ الفصیح حق اللہ اور حقوق المسالین کے باب میں انکو بہت سی وصیتیں فرمائیں۔ اور ختم کلام اس بات پر کئے کہ اگر تم میری وصیت نگاہ رکھو گے جب تمہاری موت آوے گی اسوقت کو ہی چیز اس سے زیادہ دوست تمہارے پاس نہ ہوگی۔ اگر میری وصیت ضائع کر دو گے کوئی چیز اسوقت تمہاری موت سے زیادہ مکر وہ نظر نہ آوے گی۔ حالانکہ تم موت کو عاجز نہ کر سکو گے۔ بحقیق ابن ابی قحطہ سے منقول ہے کہ میں صدیق اکبر کے خراج کا وکیل تھا جب انکی بیماری سخت ہوئی۔ میں نے انکے پاس گیا اور سلام کیا۔ خلیفہ تھمرا نے کے کام میں مشغول تھے جب فلان ہوئے جھکو دیکھ کے فرمائے اے یحییٰ! آج تک تو ہمارا خراج کا مقصد ہی تھا۔ میرے پیسے دریاں کیا معاملہ ہی بیان کر۔ میں نے کہا کہ میرے پچیس درم آپ پر باقی ہیں اسکو میں نے چھوڑ دیا۔ فرمائے کہ خاموش رہ میری راہ آخرت کا تو مشہد اسکو نہ تھمرا۔ میں نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ! آپ کے اور دیر دریاں بہہ گزر چکی ہیں اور آخر صحبت ہی۔ پس مجھے رقت غالب ہوئی بے اختیار رونے لگا۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا اے یحییٰ! وہ ذاری اور بقراری مت کر اور صبر و شکیبائی لے۔ کیونکہ میں امید رکھتا ہوں کہ ایسی جگہ جاتا ہوں کہ وہ جگہ اس دنیا سے فانی سے بہتر ہے اور باقی۔ پس اسوقت بنی ہاشمہ صدیقہ کے پاس پچیس درم منگو کے جھکو گئے۔ اور بنی ہاشمہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق اپنے مرض الموت میں آخر روز یہوش ہوئے تھے میں نے روتی تھی اور کہتی تھی کہ میرے والد ماجد پر کیا سخت بیماری ہے۔ جب آپ نے ہوش میں آئے میرے سے وہ بات سننے فرمائے اے یحییٰ! میں نے جانتی ہی تھی کہ میں جنت میں جاؤں گا۔ سکرۃ الموت بالحق ذلک ما کنتم منه مخفی۔ پھر پوچھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کھرنے سے کفن دئے۔ میں نے کہا کہ تین کبرے کہ جن میں میر میں اور عمار نہیں تھا۔ پھر پوچھے کہ حضرت کو کتنے روز دنیا سے نقل فرمائے

یہ شخص کہ چوہہ راعی بن صاحب تختہ آغا عشرہ شہر بکر جواب باصواب لکھا ہی۔ یہ فقیر بہان اختصار کے لئے ان کے بعض مطالب کا جواب جو عوام کے قریب الفہم ہو سکتا ہی۔ باقی کو اسی پر قیاس کر لیں۔ مطاعن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ پہلا طعن۔ مالک بن نویرہ نے ایک عورت جمیدہ رکھتا تھا۔ خالد بن ولید جو ابوبکر صدیق کے فوجوں کا امیر لامر تھا۔ اس عورت کو اپنے نکاح میں لائے طع سے مالک کو جو مرد مسلمان تھا قتل کیا۔ اور اسی شب اس عورت کو اپنے نکاح میں لائے اسی شب ہمستر ہوا شوہر کی موت کے بعد مدت کے ایام چوہا ربینے دس وزین گدے تک توقف نہ کیا۔ یہ تو اس سے زنا واقع ہوا۔ کیونکہ اتنا سے مدت میں نکاح درست نہیں ہی۔ اور ابوبکر صدیق نے نہ خالد پر زنا کی حد جلدی کی۔ نہ اس سے قصاص لیا۔ حالانکہ قصاص لینا اور عید جاری کرنی ابوبکر صدیق پر واجب تھا۔ اور عمر بن الخطاب نے اس باب میں اس پر کھڑا کیا۔ اور خالد سے کہا کہ میں اس کام کا والی ہوں تو تیرے سے قصاص لوں گا۔ جواب اس طعن کا اس قسم کے بیان پر موقوف ہی۔ سیر و تاریخ کی معتبر کتابوں سے جو ثابت ہی ہی کہ طلحہ بن خولید اسدی متنبی نے جو انوائے شیطانی سے نبوت کا دعویٰ آغاز کیا تھا خالد نے اس کے ہم سے فارغ ہوئے کے بعد نواحی بطاح کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اطراف و جوانب میں فوجیں روانہ کیں۔ اور حضرت کے طریقہ سنو نہ پر حکم کیا کہ جس قوم پر تاحث لاویں اگر اس قوم سے اذان کی آواز آویے قتل اور غارت مانتھہ رکھیں۔ اگر اذان کی آواز نہ آوے اس مقام کو دار الحرب قرار دیکے قتل اور غارت میں مانتھہ دراز کریں۔ مالک بن نویرہ جو حضرت کے حکم سے بطاح کی حکومت اور دمان کے لوگوں سے حدقات حاصل کرنے کی خدمت پر مقرر تھا اس کے قیدیہ پر ایک مگرمی روانہ کی۔ اس مگرمی میں ابوقادہ انصاری بھی حاضر تھے۔ سو اس مگرمی والوں نے مالک بن نویرہ کو پکڑ کے جب خالد کے پاس لے آیا۔ ابوقادہ نے گواہی دی کہ میں نے اس کی قوم سے اذان کی آواز سنی ہوں۔ اور دوسری ایک جماعت جو اس مگرمی میں حاضر تھی اسکے بالکل برعکس ہر کہ اس اذان کی آواز نہ سنی اور اس نواح کے اطراف و جوانب کے لوگوں کی گواہی یہ بات تو آگے ہی ثبوت کو پہنچی تھی کہ جب حضرت کی حلت کی خبر قیامت اثر اس نواح میں پہنچی۔ مالک بن نویرہ کے گھر میں عورتیں مانتھہ پاؤں کو مہندی لگا کے دف بجائے اور گانے اور دوسری خوشی کے لوازم ادا کرنے میں مشغول ہوں تھیں۔ عرض اتفاقاً مالک نے خالد کے حضور میں جب سوال جواب کر رہا تھا۔ حضرت کی جناب میں یہ کلمہ کہا کہ قال رجلکم آؤ صاحبکم کذا ایسے کہا مرد تمہارا یا صاحب تمہارا اس طرح۔ حضرت کی جناب میں ایسا کلمہ کہنا اس لئے کہ کافروں کا شیوہ تھا نہ اہل اسلام کا۔ اور اسکے آگے یہ بات بھی تحقیق کو پہنچی تھی کہ حضرت کی خبر حلت سننے کے بعد مالک بن نویرہ نے اپنی قوم سے جو صدقہ وصول کیا تھا سوا سکو واپس کر دیا۔ اور کہا کہ تم نے اس شخص کے بارے

خلاصی پائی۔ ایسا شخص جب خالد کے حضور میں حضرت علیؓ علیہ السلام کے بہ نسبت ایسی بات کہا اسکا ارتداد ثابت ہوگا۔
 اس وقت خالد نے حکم فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔ جب مالک بن نویرہ اور پھر مدینہ منورہ میں پہنچے اور خالد کی اس
 حرکت سے ابو قتادہ انصاری بھی غصہ ہو کے وہ خلافت بن اے خالد کی خطا بیان کیا۔ اور عمر بن الخطابؓ بھی اٹل
 رہی سو جہاں کہہ قتل بجا واقع ہو اور خالد پر قصاص اور حد آتا تھی۔ جب ابوبکر صدیقؓ سے خالد کو ایسے حضور میں بلانے
 دریافت فرمائے وہ حقیقت اسی ظاہر ہوئی۔ تب انکو قین بڑا کر حتیٰ بجانب خالد تھی۔ اسلئے انکے کچھ تعرض تھے۔
 بلکہ عمر انکو وہی منصب ایزد لارائی عنایت کیا۔ اب اس قصہ میں داخل کیا چاہئے اور اس صورت کا فقیہ حکم سمجھئے
 کہ کس طرح خالد پر قصاص آویگا۔ اور حد نہ لگاسکے۔ ان پر واجب ہوگی۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ حرمیہ عورت کو بھی ایک
 جیٹ کا استنہاد ضروری اور خالد اس حد تک بھی انتظار کیا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ طعن خالد پر تھی نہ ابوبکر
 صدیق پر اور خالد نہ معصوم نہ امام عام۔ اور باہرین خالد اسکی اس حد سے بے خبر ہوئے کی روایت کسی معتبر کتاب
 میں پائی جاتی نہیں۔ اگر بعض غیر معتبر کتابوں میں بھی باہرین اسکا جواب یہ ہے اسکی اہمیت کے ہمراہ موجود تھی
 کہ اس صورت کو مالک نے طلاق دیکھ کر اس حد تک رجحانیت کے موافق عقیدہ کے رکھا تھا اسکی سم فاسد کو دفع
 کرنے میں ہدایت شریف و امدادی و اذ اطلقتم النساء فلیعلن اجلھن فلا تعدن لھن۔
 پس اسکی حدت کے آیات منقضی ہو گئے اور تھلج اسکا اعلان اسکی خالد نے دوسری حدت کی انتظار نہ کی۔ یہی
 مذہب بھی صحیح فقہائے اہل سنت کا۔ جب اس باب میں اہل سنت کو لازم و بنا منظور ہو تو معارض انہیں کی درکارت
 اور مذہب ثابت کیا چاہئے۔ واللہ مقصد محال ہوگا۔ استعجاب میں یائمی۔ و امرہ آتی خالد ابوبکر
 الصدیق علی الجیوش ففتح اللہ علیہ الیمامۃ وغیرھا و قتل علی ید یراکم
 اھل الردۃ منہم مسینک و مالک بن نویرۃ ان اخرا قال۔ دوسرا جواب
 یہ ہے کہ سکتنا مالک بن نویرہ مرتد نہیں تھا لکن بلاشبہ اس کے ارتداد کا شبہ خالد کے ذہن میں جا بیکر ہوا و انقصا
 یتکد رینی بالشبھات۔ کہا فرماتے ہیں مذہب امامیہ و اہل سنت کے علماء دین و مفتیان شیعہ نہیں
 اس صورت میں کہ اگر ایسے حرکات و کلمات جو مالک بن نویرہ سے صادر ہو گئی کسی شخص سے واقع ہو گیا یا عاشورہ
 کے دن فرحت و شادی کرے اور حضرت امام حسینؓ کے جناب میں امانت کے کلمات اپنی زبان پر لادے۔ اور
 خاندان رسولؐ اور اولاد نبولؐ کی ایک جماعت جو اس روز سخت مصیبت میں مبتلا ہوں انکی تحقیر کرے ایسے شخص کی
 کہا کیا چاہئے اگر کسی مرتدی پر حکم کرین فیما۔ واللہ کسی شخص نے ایسی حرکات و کلمات کسی سے پاسکے
 یہ گمان کیا کہ وہ مرتد ہو گیا اور اس گمان سے اس کو قتل کیا تو اس پر قصاص آتا ہی یا نہیں۔ ایکسرا جواب
 ابوبکر صدیقؓ تو رسول اللہ علیہ السلام کے خلیفہ تھے دینی و دنیویہ کے۔ ماسنی و شیعہ کے فراموش و غافل نہیں

بگڑا تو حضرت کی سنت کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ حضرت کے زمانے میں تو یہی خالد بن ولید صدمہ مسلمانوں کو مفتارتا دیکھتے تھے۔ مارتا والا۔ اور حضرت ہرگز انکے متعرض نہ ہوئے چنانچہ اہل سیر و قوافل کے اجتماع سے ثابت ہوئی۔ اسکا قصہ یہ ہے کہ حضرت خالد کو ایک لشکر پر امیر بنائے روانہ فرمایا مگر اسو انہوں نے ایک قوم پر تاخت کی۔ وہ قوم اسلام لائی تھی لاکھ ہزار اسلام کو قواعد جمع طرح نہیں جانتے تھے۔ جب خالد کا لشکر انکے قتل میں مشغول ہوا۔ وہ قوم والوں نے اسلام ظاہر کرنے کے مقام میں کہنے لگا کہ صبا نا صبا نا۔ یعنی ہم بیدین ہو بیدین ہو۔ اسکی مراد یہ تھی کہ ہم اپنے دین قیام سے توبہ کی اور دین اسلام میں آئے۔ خالد نے انکو قتل کا حکم فرمایا۔ اور عبداللہ بن عمر کمرہ خالد کے متبعوں کے تھے اپنے یاروں اور رفیقوں کو تاکید کیا کہ اس قوم سے جو لوگ باقی رہ گئے ہیں انکو موت مارتا دیکھ اسیر کرو۔ جب حضرت کے حضور میں بھیجے سب باجواز من گئے۔ حضرت یہ کہتے ہی غصہ ہوا اور بیت افسوس کہنے اور فرمائے۔ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرُ الْاِیْکَ مَاصِنَعَ خَالِدٌ**۔ اور خالد پر نہ قصاص جاری فرمائے اسے دیتے دوئے۔ کیونکہ خالد کی خاطر میں اس قوم کی ارتداد کا شبہ نہ تھا۔ پس ابوبکر صدیق بھی ایسے ہی بلکہ اس سے قوی تر شبہ سے ایک شخص کے خون کی بابت میں خالد کے ساتھ غرض نہ فرمایا تو کب بڑا کیا۔ حالانکہ انہوں نے مالک کی دیت بھی بیت المال سے دلوائی تھی۔

جواب اگر مالک بن نویرہ کے قصاص میں ابوبکر صدیق کا توقف کرنا انکی خلافت میں قاجح ہو۔ عثمان بن عفان کے قصاص میں جناب امیر کا توقف بطریق اولی قاجح ہوگا۔ کیونکہ حضرت عثمان کو قتل کرنا کجائی کی وجہ نہ متحقق تھا نہ تو ہم۔ جب اہل سنت حضرت امیر کے توقف کو قاجح نہیں جانتے ہیں۔ حضرت ابوبکر کے توقف کو کسلے قاجح جانشین کے پس ان پر الزام عاید نہیں ہوتا۔ **جواب** خالد سے مالک بن نویرہ کا قصاص لینا ابوبکر صدیق کے ذمے پر اسوقت واجب ہوتا کہ مالک کے وارثوں نے قصاص طلب کریں۔ اس کے وارثوں سے تو قصاص طلبی ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ اسکا ہر وارث میں بن نویرہ جو مالک کے ساتھ بری محبت رکھتا تھا اور ایک مدت اس کے فراق میں بھرے مارتا اور کپڑے پھارتا اور مرثیے کہتا تھا عرب میں اس کے مرثیے مشہور اور ضرب المثل ہوتے تھے سو اسے بھی عمر فاروق کی خدمت میں اپنے بھائی کے ارتداد کا اقرار کیا۔ جب حضرت عمر نے یہ بات سنی صدیق اکبر کے زمانے میں خالد پر جو انکار کرتے تھے اسے نادوم ہو۔ اور اقرار کیا کہ صدیق اکبر نے جو عمل کیا محض حق اور عین صواب تھا۔ اس بات کی دلیل صریح یہی ہے کہ عمر فاروق کو حد جاری کرنے اور قصاص لینے میں جو بری شدت تھی۔ اور اپنی خلافت میں بڑا اقتدار پایا باوجود اس کے ہرگز خالد کے متعرض نہ ہوئے نہ حد جاری کیا نہ قصاص لیا۔ **دوسرا طعن**۔ ابوبکر صدیق کہتے تھے کہ سنت بخیر کم و علیٰ فینکم پیر اگر اس قول میں صادق ہیں تو امامت کے قابل نہیں۔ کیونکہ مفضل باوجود فضل کے لائق امامت نہیں۔ اگر کاؤب میں تو بھی امامت کے قابل نہیں۔ کیونکہ کاؤب فاسق ہی و الفاسق لا یصلیہ لہ الامامہ **جواب**

[illegible]

اَمْرًا نَا اَبُو بَكْرٍ فَشَنَّا الْغَارَةَ۔ اَلْاَمْرُ الْحَدِيثُ۔ اور معارج النبوة اور حبیب السیر میں مذکور ہے کہ غزوہ تبوک کے بعد ایک اور ایسے حضرت کی جناب فیضِ نبویؐ میں آکے عرض کیا کہ اعراب کی ایک قوم وادی الرمل میں جمع ہوئے کچھ شجر کا رادہ رکھتی ہیں تب حضرت نے اپنا خاص جہنہ ابوبکر صدیقؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ اس جماعت پر روانہ فرمایا۔ اور جب بنی عمرو اور بنی عوف میں غارتہ جنگی واقع ہوئی فخر کے بعد حضرت کے حضور میں یہ خبر پہنچی سوانحی اصطلاح کے لئے اگلے محلے کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ اور بلالؓ کو حکم فرمایا کہ نازعہ کا وقت پہنچے اور میں نہ آؤں تو ابوبکر صدیقؓ کو کہہ دے کہ امامِ مہر کے ناز ہے۔ اس روز حکم کے موافق صدیقؓ اکبریؓ نازعہ کی امامت کیا۔ اور نوین سال جب حج فخر ہوا اور بعض مہاجرات کے سبب حضرت کا تشریف لیجانا ہوا تو سکتا تب صدیقؓ اکبرؓ کو امیرِ حجاج بنا کے اپنے صحابہ کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف روانہ فرمایا تا وہاں جا کے حج قائم کرے۔ اور خلافت کو اس عادت کبریٰ کے قاعدوں سے اگلی دین اور حضرت نے اپنے عرض موت میں ناز کی امامت جو اگلے تقویض کی منجھنے کی شب دو شبے کی صبح تک جو انہوں نے ناز پر ہوائی اس قدر مشہور ہے کہ بیان کی حاجت نہیں۔ اور تامل کیا چاہئے کہ انہوں نے دینیہ جو رئیس کے ساتھ علاقہ رکھیں یہی تین چیز ہیں۔ اول جہاد و دوسری حج تیسری ناز۔ ان تینوں چیز میں حضرت نے انکو اپنے حضور میں اپنی نیابت عنایت کی ہے۔ پھر دوسرا کونسا امرو دین باقی رہا کہ اس میں ابوبکر صدیقؓ کو امامت کی لیاقت نہیں تھی۔ دوسرا یہ کہ سکتا حضرت نے ابوبکر صدیقؓ کو کسی کام کے والی فرمایا۔ لکن انکو تو اپنے وزیرِ مشیر چاہئے اور انکے بلا حضور دین کا کوئی کام سر انجام نہیں پاتا تھا۔ اور ہمیشہ بادشاہوں کی بھی عادت رہی ہے کہ اپنے وزیروں اور امروں کو علاقہ داری اور فوج داری پر نہیں بھیجتے ہیں۔ کیونکہ حضور کے عہدہ کام اگلے رہنے سے ابتر ہو جاتیں۔ اور یہ وہ جو خود حضرت نے ہی ارشاد فرمایا۔ کہ حاکم نے صدیق بن الیمان سے روایت کرنا ہی کہ میں حضرت سے سنا ہوں فرماتے تھے کہ میرا قصد یہی ہے کہ لوگوں کو دور دراز کے ملکوں پر دین اور فرائض کی تعلیم کے لئے روانہ کروں جیسے عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو روانہ کرتے تھے۔ حاضر دن نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ایسے لوگ حضورِ معلیٰ میں موجود ہیں جیسے ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ کو لا رہے غیر مرتب عنہما اھما من الدین کالتامع والبصی یعنی دے دو دن از رو دین کے بجائے سمع و بصر کے ہیں اور انہیں جھکوا استغاثی نہیں۔ اور بھی حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں کی مہر دے دی۔ اہل میں سے دو وزیر ہیں ایک ابوبکرؓ ہی دوسرا عمرؓ اور اہل نہا سے دو وزیر ایک جبریلؓ دوسرا میکائیلؓ۔ تیسرا یہ کہ کسی کام پر روانہ فرمائے سے امامت کی عدم لیاقت کا موجب لازم نہیں آتا ہی۔ مگر شیعہ کے اس دعوے کو تسلیم کریں تو یہ بات لازم آتی ہے کہ حضراتِ حسین میں بھی امامت کی لیاقت نہیں تھی معاذ اللہ من ذلک۔ کیونکہ حضرت امیرؓ نے ان پر وہ امام عالم کا کوئی جنگ میں اور کسی مہم پر نہیں بھیجتے تھے۔ بلکہ ان کے برادرِ علاقائی محمد بن الحنفیہ کو اکثر مہاجرات پر مامور فرماتے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ آپ کے پدر بزرگوار جنگوں میں اور خطرناک جگہوں

میں آپ کو ہی مردانہ فرمائے ہیں اور جنسین کو آپ سے جدا نہیں کرتے ہیں اسکا کیا سبب ہے۔ اس نام نہاد باالہذا
 نے فرمایا کہ میرے والد ماجد کے اولاد میں جنسین کو میں انسان کے بدن میں وہ انکھ کی جاکر ہیں اور دوسرے ہاتھ اور پیر
 کی جاکر جب کام ہاتھ اور پاؤں سے سر انجام پاد انکھ کو کس لئے بیچ دیں۔ بلکہ انسان کی جملی عادت ہی کو کاف کے
 وقت ہاتھ کو اپنی انکھ کی ذمال بنانا تھی۔ چوتھا طعن۔ ابوبکر صدیق نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سے جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو صندیا۔ تب بی بی نے فرمایا کہ اے پیغمبر خدا تو فرما اپنے باپ کا میراث لینا اور میں نے
 باپ سے زلیا کو کس انصاف ہے۔ اور بی بی کے مقابلے میں ایک ہی شخص کی عداوت سے محبت لانی اور
 وہ شخص واحد آپ ہی تھے سو اس طرح عداوت کی کہ میں شخصیت سے سنائی کہ فرماتے کہ ہم لوگ جو فرقہ انبیاء ہیں
 انکھ سے میراث لیتے ہیں اور نہ کوئی ہم سے میراث لیتا ہے یہ حدیث صاف نص قرآنی کی مخالف ہے وہ نص
 یہ بھی یوحنا صلیم اللہ فی اولادکم الذکر والانثیین اور یہ نص عام ہی بنی اور غیر بنی
 کو شامل ہے۔ اور وہ حدیث اس دوسری حدیث کی بھی مخالف ہے وراثت مسلمان داؤد و ہب
 لی من کذلک ولینا۔ میراثی و وراثت بین الی یعقوب۔ پس معلوم ہوا کہ انبیاء وراثت
 بھی ہوتے اور انکے عداوت ان سے میراث بھی لیتے ہیں۔ جواب اس طعن کا یہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے جناب
 فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو میراث نہ دیا تھو اس نص کے سننے کا سبب ہے۔ نہ کچھ بعض عداوت کا وجہ
 اس میں ہے کہ میراث چھیننے کی تقدیر میں ازواج مطہرات کو بھی حضرت کے ترکے سے حصہ نہیں تھا۔ اور میراث
 اکبر کی دختر جناب عائشہ صدیقہ بھی انہیں سے تھیں۔ یہاں ابوبکر صدیق کو فاطمہ زہرا کے ساتھ عداوت تھی تو
 ازواج مطہرات اور انکے بدرون اور برادروں خصوصاً اپنی دختر کے ساتھ کیا عداوت تھی کہ سب کو محروم
 الیراث کر دیا۔ اور حضرت کے ترکے سے نصف کے قریب آپ کے نزدیک بزرگوار عباس رضی اللہ عنہ کو پہنچا تھا۔ اور
 عباس ہمیشہ مدینہ اکبر کے ابتدا سے خلافت کے رفیق اور شیر خوار کے لئے محروم الیراث کرتے۔ اور وہ
 جو کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنی ہی ایک روایت سے جناب عاتون کو خوار کیا ہے۔ یہی کہہ کر کہ
 یہ حدیث اہل سنت کی کتابوں میں حدیث بن علیان اور تیر بن العوام حدیث ابورواد اور ابوبکر مرید و عباس
 و علی مرتضیٰ و عثمان و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص کی صحیح روایت ثابت ہے۔ اور یہی
 سب اچلہ صحابہ سے ہیں۔ اور ان سے بعض جنت سے بھی بشر ہیں۔ اور حدیث کے باب میں تو طاعہ اللہ
 شہدی نے اہلبار ائمہ میں حضرت کی یہ حدیث لائی ہے۔ کہ ما جحد تکم یہ جحد یفقد قصد
 اور نے علی مرتضیٰ بنی کہ شیعہ کے اجماع سے معصوم اور اہل سنت کے اجماع صادق ہیں۔ گو کہ عائشہ زہرا
 اور مدینہ اکبر و عمر فاروق کی روایت کو اس مقام میں اعتبار نہ کریں۔ آخر حج البخاری ہے

عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ ابْنِ الْحُدَّانِ الْبَصْرِيِّ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَخْضَرُ
 مِنَ الصَّحَابَةِ فِيهِمْ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ وَعُمَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ
 وَسَعْدُ بْنُ ابْنِي وَفَاصٍ اَشَدُّكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي يَاذَنُهُ تَقْوَمُ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ
 اَتَعْلَمُونَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُورِثُ مَا تَرَكَاهُ صَدَقَ
 قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعْمَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَالْعَبَّاسِ فَقَالَ اَشَدُّكُمْ كَمَا بِاللّٰهِ هَلْ
 تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ قَالَا اللّٰهُمَّ
 نَعْمَ۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث بھی قطعیت میں آیت کے برابر ہی۔ کیونکہ یہ جماعت جنکے نام مذکور ہوئے
 انیسے ایک راوی کی خبر بھی یقین کا افادہ دیتی ہے۔ کہا پوچھئے کہ جب یہ جماعت کثیر علی الخصوص علی مرتضیٰ کہ شیعہ
 کے پاس معصوم ہیں۔ اور معصوم کی روایت یقین کا افادہ دینے میں اتنے نزدیک قرآن کے برابر ہی۔ روایت
 کرے ان سب روایتوں کے قطع نظر شیعہ کی صحیح کتابوں میں نام معصوم بھی موجود ہی کہ روای محمد بن
 يعقوب الرّازي في الكافي عن ابي الجحّاز عن ابي عبد الله جعفر بن محمد
 الصادق عليه السلام قال ان العلماء ورثة الانبياء وذلك ان الانبياء
 لم يورثوا وفي نسخة لم يرثوا ذرّها ولا ذرّها واما اوصروا الاحاديث من
 احاديثهم فمن اخذ بشي منهن فقد اخذ بحظ وافر۔ اور کلمہ ائمہ شیعہ کے
 اعتراف سے قطعاً مفید حصہ ہے۔ چنانچہ آیت اِمَّا وَلِيُّكُمْ اللّٰهُ میں گذرا۔ پس معلوم ہوا کہ انبیاء علم و
 احادیث کے ہوا کیسے کسی چیز میں میراث نہیں ہے یہی قُبِلَتِ الْمَدْعٰی بِرِوَايَةِ الْمُعْصُومِ۔ اور
 یہ بھی جانا چاہئے کہ پیغمبر کی خبر جسے بلا واسطہ اس جناب سے سنا ہو بلاشبہ اسکے حق میں علم یقینی کا افادہ دیتی ہے
 اور اپنی سماعت پر عمل واجب ہی۔ خواہ دوسرے سے سنا یا نہ سنے۔ اور اجماع اہلین میں سنی و شیعہ کے ثابت
 ہی کہ خبر متواتر و غیر متواتر کی تقسیم ان لوگوں کے نسبت ہی جو پیغمبر کو نہ دیکھے بلکہ دوسروں کی وساطت سے ہوں۔ ان
 لوگوں کے حق میں جو رسول کا مشاہدہ کئے۔ اور بلا واسطہ اس سے ایک خبر سنے۔ کہ یہ خبر اسکے حق میں تواتر بلکہ متواتر
 سے زیادہ کا حکم رکھتی ہے۔ جب ابوبکر صدیق نے یہ خبر خود سماعت کی تھی دوسرے سے نفی کر کے حاجت نہ تھی
 اور وہ جو کہتے ہیں کہ یہ خبر آیت کی مخالف ہے یہ بھی غلط ہی کیونکہ اس آیت میں کم کا خطاب اہل بیت کی طرف ہی
 پیغمبر کی جانب۔ پس یہ حدیث آیت کے تعین خطاب کی مبین ہی نہ اسکی تخصیص۔ اور اگر تخصیص بھی ہو پس آیت کی
 تخصیص لازم آوے گی مخالفت کہاں۔ اور یہ آیت تو بہت تخصیص پائی ہے۔ مثلاً کافر کی اولاد و وارث نہیں اور غلام
 وارث نہیں اور قاتل وارث نہیں ہے۔ اور شیعہ بھی روایت کرتے ہیں کہ خود ائمہ اپنے باپ کے بعض وارثوں کو

میں بطریق الطبیعی الی آخرہ۔ اگر کہیں کہ لفظ وراثت علم میں مجازی ہی۔ اور مال میں حقیقی۔ پس لفظ کو بلا ضرورت مجازی میں صرف
 کہنے پیرایا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ قول معصوم کی حفاظت کی ضرورت ہی تاکذب لازم نہ آوے۔ اور وراثت مال
 میں حقیقی ہی سو بات بھی ہم مسلم نہیں رکھتے ہیں بلکہ فقہا کی عرف میں غلبہ استعمال سے تخصیص بانی ہی جیسے فقہات
 عرفیہ و حقیقت میں علم و منصب کی وراثت پر اسکا اطلاق صحیح ہی۔ سنا کہ وہ مجازی ہی لاکن مجاز متعارف اور مشہور
 ہی۔ خصوصاً استعمال قرآنی میں اس حد کو پہنچا ہی کہ حقیقت کے ساتھ ہلوا رہتا ہی۔ ثم اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ
 اصْطَفَيْنَاهُ مِنْ عِبَادِهِ مَخْلَفِينَ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثْنَا الْكِتَابَ۔ لاکن دوسری آیت
 یعنی یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا مَلَکَتْ اِلَیْکُمُ الرِّسَالَةُ فَاُولَٰئِکَ لَیْسَ لَکُمْ اَنْ تَدْرِیْکُمْ اَنْ تَدْرِیْکُمْ اَنْ تَدْرِیْکُمْ اَنْ تَدْرِیْکُمْ
 ہی کیونکہ اگر لفظ ال یعقوب سے مجازی راہ کرے حضرت یعقوب کی نفسیات مراد ہو تو لازم آتا ہی کہ حضرت
 یعقوب کا مال ان کے زمانے سے حضرت ذکریا کے زمانے تک کہ دو ہزار سال سے زیادہ گزرے تھے تقسیم نہ پا سکے
 بانی تھا۔ حضرت ذکریا کی وفات کے بعد اسکی تقسیم ہو کے حضرت یحییٰ کا حصہ یحییٰ کو پہنچا و هو سفسطہ۔
 کیونکہ اگر حضرت ذکریا کی وفات کے آگے تقسیم پایا ہو وہ مال حضرت ذکریا کا ہو گا اور یحییٰ شئی میں داخل۔ اور
 ال یعقوب سے مراد اولاد یعقوب ہوں تو لازم آتا ہی کہ حضرت یحییٰ تمام بنی اسرائیل کے وارث ہیں کہا موسیٰ
 کہا زیدے اور یہ سفسطہ تو پہلے سے اشد و افحش ہی۔ پس یہ آیت اس مقام میں لانی اس فرقے کے علما کی
 کمال غش فحش ہی اور بھی حضرت ذکریا و لفظ فرمائے و لَیْکُمْ اَنْ تَدْرِیْکُمْ۔ جناب الہی سے ایک ولی ایسا چاہا
 کہ صفت وراثت سے موصوف رہے۔ پس اگر خاص وراثت علمی مراد ہو تو یہ صفت محض لغو ہو گی۔ اور اس کے ذکر
 ذکر میں کچھ فائدہ نہیں کیونکہ سب شرایع میں باپ کا وارث بیٹا ہی۔ اور لفظ ولی سے مال کی وراثت معلوم ہوتی
 ہی۔ اور انبیاء کے ہم عالیہ و نفوس قدسیہ تو اس عالم بے ثبات کے تعلقات سے بری ہیں سو جناب الہی کے
 دوسرے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ اور تمام متاع دنیوی کو ایک جوئے کے برابر شمار نہیں کرتے ہیں خصوصاً حضرت ذکریا
 علیہ السلام جو کمال بے تعلقی کے ساتھ مشہور و معروف ہیں۔ ایسے پیغمبر گرامی قدر مال و متاع کی وراثت سے جو انکی
 نظر میں ادنیٰ قدر نہیں رکھتی تھی اندیشہ کرنا محالات عادیہ ہی۔ اور اس واسطے کمال اندوہ و ملال بارگاہ ایزد تعالیٰ
 میں ظاہر کرنا مراحمہ ولی کی کمال محبت اور تعلق کو چاہتی ہی۔ اور حضرت ذکریا اگر سب سے ورے ہوتے کہ میراث
 میر جبر سے بھائیوں کو پہنچ گیا اور وہ امور مجنونہ میں خرچ کرینگے۔ اول تو یہ مقام ورے کا نہیں تھا۔ کیونکہ جب حصہ مال فوت
 ہو گا اور وہ مال وراثت کی راہ کرتے دوسرے کی ملک میں آوے خواہ بجا خرچ کرے یا بجا اسکا باز پرس کیسے دے
 پر ہی مونی کہچہ مواخذہ اور عتاب نہیں۔ مع ہذا یہ خوف بارگاہ الہی میں ظاہر کرنے کی کہا ضرورت تھی۔ اسکا
 دفع خود انہی کے ہاتھ تھا کہ تمام مال اپنے وفات کے آگے اللہ خیرات کر دینا اور بدتر و مشن وارثوں کو محروم چھوڑ دینا

عکس نما۔ انبیاء کو ان کی رحمت کا گاہ کرتے ہیں اور موت و حیات میں ان کو اختیار دیتے ہیں پس ان کو مرگ معافیات کا بھی خواہش نہیں نما۔ اتمام صلی اس جگہ پر پہنچنے سے منصب کی وراثت مراد ہی کہ گیس ان شرابی اسرائیل میر بعد فکر کے بھلا ابی و شریف ربانی کی تحریف و تبدیل کریں۔ اور میر علم کے محافظ اور عامل ہر کے فساد عظیم کے موجب ہووین پس ان کا قصہ طلب و داد احکام الہی کا جاری کرنا۔ اور شریعت کا رواج دینا اور اپنے خاندان میں نبوت کا باقی رہنا ہی۔ تاہر کی زیادتی اور مدت و زمانہ تک ان کے بقا کا موجب جو نہ بخل مال کا سبب۔ اور بعضے ظالم اس جگہ بحث کرنے ہیں کہ پیغمبر سے کیا میراث ملتی ہے تو ازواج مطہرات کے حرم کے لئے ان کی میراث میں دے دئے جو اس بحث کی غلطی پر ظاہر ہوئی کہ اگر ازواج مطہرات کے حرم سے ان کی ملکیت کے سبب لئے صرف نبی سے نہ میراث کی حیثیت۔ پس حضرت زہرا کا جو۔ کہ حضرت نے ہر ایک جزو ایک ایک بی بی کے نام سے ہلکے اُن کے حوالے فرمائے تھے پس پیغمبر مع الغنیمت تھیں ہوا اور وہ ملکیت کا موجب ہی۔ بلکہ حضرت زہرا اور حضرت ام سلمہ واسطے بھی اس طرح مکانات بنا کے ان کے تحویل فرمائے تھے اور ان مکانات کے مالک ہوئے حضرت کے حضور میں صرف ان کا ذکر کرتے تھے۔ اور اس سے یہ دلیل میری کہ شہیدہ اوسنی کے اجماع ثابت ہی کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی رحلت نزدیک پہنچی۔ اپنے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے رخصت طلب کی کہ میرے وفات کے لئے میرا میرا حصہ کدے ہمسایہ میں لگادے۔ اگر ام المومنین کا جزو ان کی ملک میں ہوتا تو انے اذن طلب کرنا کہ معنی نہیں لکھتا ہی۔ ازواج مطہرات جو اپنے مکانات کے مالک تھیں ان کی ملکیت قرآن مجید سے بھی معلوم ہوتی تھی۔ کہ اگر ان کی افاضت ازواج مطہرات کی طرف کر کے اوستا ہو کر وہ قرآن فی مکتوب تھیں۔ و لا مقام ہوتا کہ ایسا فرادین و قرآن فی مکتوب۔ اور بعضے علامہ شیعہ کہتے ہیں کہ ایسا جو تو شہید اور زہرا اور ولید اور ایسی ہی چیزیں کہ ان کے احباب کو میراث میں ہوتی تھیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہی وہ بنا دلیل صحیح اس ثابت پر ہی کہ حضرت کے مرزوں کے میں میراث نہیں تھی۔ کہ اگر حضرت امیر کو آپ کی میراث نہیں پہنچی تھی اگر ان کو میراث پہنچی تھی حضرت ہر اور ازواج طاہرات اور حضرت عباس بھی وراثت ہوتے پس یہ چیزیں جو حضرت امیر کو عنایت ہوئی ان کا سبب یہی کہ حضرت کا مال آپ کی وفات کے بعد نبی مسلمانوں پر وقف کا حکم رکھتا ہی۔ غلیظہ وقت جس کو چاہیگا ایک چیز کے ساتھ مخصوص کر گیا۔ حضرت امیر کو ان چیزوں کے لائق بلکہ الیقین پیغمبر کے غلیظہ اول نے خاص کیا۔ اور حضرت کے مرزوں سے بعض ہمسایہ میں ان کو ام بھی جو حضرت کے پیسے کے فروخت تھے دین۔ اور محمد بن مسلم انصاری کو بھی بعضی چیزیں عنایت کیں پس یہ تقسیم میراث ہونے پر دلیل صحیح تھی۔ اور اس کو معروض شہید میں نا اہل سنت کے واسطے دوسری دلیل زیادہ کرنی تھی۔ کہ وہ مشو و سبب خبر گزشتہ وہاں وہ خبر زیادہ وہاں شہید اگر سنگ است۔ اس جگہ اور ایک فائدہ عظیم میری کہ شیعہ پہلے یہ طعن لگے کہ صدیق اکبر نے منع میراث کیا۔ جب امیر معصوم کے عمل سے

اور ان حضرات کی روایات آنحضرت کی عدم توریت ثابت ہوئی اس کے عکس انتقال کر کے دوسرے دعویٰ تراشے وہ یہی
پانچواں طعن - ابوبکر صدیق نے جناب فاطمہ زہرا کو باغ فدک نہ دیا۔ حالانکہ حضرت نے بی بی کے لئے عہد
 کیا تھا۔ اور بی بی کا دعویٰ سمجھ گیا اور سپر گواہی طلب کی۔ جب بی بی نے حضرت علی اور امین کو شاہد لایا۔ انکی
 گواہی رد کی کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کفایت نہیں کرتی ہی۔ بلکہ دوسری ایک عورت بھی چاہئے تب
 حضرت فاطمہ نے غصہ ہوین اور ابوبکر صدیق سے ترک کلام کیا حالانکہ حضرت نے جناب فاطمہ کے حق میں ارشاد فرمایا
 مَنِ اعْتَصَبَهَا اعْتَصَبَنِي۔ **جواب** اس طعن کا یہ ہے کہ حضرت زہرا پر گواہی کا دعویٰ کرنا۔ اور حضرت علی اور امین یا
 حسین کریمین علی اختلاف الروایات گواہی دینی اصلاً اہل سنت کے کتب میں موجود نہیں۔ محض شیعہ کے مفتریات
 سے ہے۔ ایسی بات اہل سنت کو لازم دینے کے مقام میں لانا اور اسکا جواب طلب کرنا کمال سفاہت ہی۔ بلکہ اہل سنت
 کی کتابوں میں اس کے برخلاف موجود وہی چنانچہ مشکوٰۃ میں ابو داؤد نے مغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز
 خلیفہ ہوا ہومروان کو جمع کر کے کہا اَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَكَ فِدَاكَ وَ
 كَانَ يَفِقُ مِنْهَا وَيَعُوذُ مِنْهَا عَلَى صَبْغِ بْنِ هَاشِمٍ وَيُزْجِ مِنْهَا امْتُحِمُ وَإِنَّ فَاطِمَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَأَلَتْ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَا بَنِي فَكَانَتْ كَذَلِكَ فِي حَيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَضَى بِسَبِيلِهِ فَلَمَّا انْ وَلَّى أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَيَاتِهِ حَتَّى مَضَى بِسَبِيلِهِ فَلَمَّا انْ وَلَّى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
 عَمَلٌ فِيهَا بَاعَ أَعْمَالَهُ حَتَّى مَضَى بِسَبِيلِهِ ثُمَّ أَقْطَعَهَا مَرْوَانَ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ
 فَرَأَيْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ تَلِيْسَ لِي بِحَقِّ وَا بَنِي أَشْهَدُ
 اَنْي رَدَدَهَا عَلَى مَا كَانَتْ يَعْني عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
 ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَابْنُ مَرْوَانَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ زَيْدٍ وَابْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ مُطَرِّفٍ وَابْنُ
 جَوْشَمِ كَ زَوْدِيكَ مَصْرُومٍ وَابْنُ زَوْدِيكَ مَحْفُوظٌ هُنَّ اِسْكَانُ اَوْ رِجَالِشِ نَبِيْنِ كُتِبَتْ اَيْ۔ **دوسرا جواب**
 شیعہ کے کہے موافق ہم نے اس روایت کو قبول کیا۔ لاکن یہ مسئلہ شیعہ و سنی کا مجمع علیہ ہے کہ وہ بوب ملک کو زہرا
 کی نہیں ہوتی ہی جب تک کہ اسکے قبضہ و تصرف میں نہ آجا ویسے۔ فدک تو حضرت کے حین حیات حضرت زہرا
 رضی اللہ عنہا کے تصرف میں نہیں آیا تھا۔ بلکہ حضرت کے ہی ہاتھ تھا۔ اس میں تصرف مالک کا نہ کرتے تھے۔ اور ابوبکر
 صدیق نے زہرا کے دعویٰ میں جناب فاطمہ زہرا کی تکذیب نہ کی۔ بلکہ تصدیق کی۔ لاکن فقہی مسئلہ بیان کیا کہ حجر ہر ملک
 کا موجب نہیں ہوتا ہی۔ جب تک کہ قبضہ متحقق نہ ہو وے۔ اور اس صورت میں ہرگز گواہ طلب کر نکی حاجت نہیں
 تھی۔ اگر بالفرض حضرت علی و امین محض خبر دینے کے طور پر ظاہر کئے ہوں۔ اسکو رد شہادت کہنا عجب چیز ہے۔

قبول کر کے آپؐ خوشنود ہو دیں۔ چنانچہ اہل سنت کی روایتیں مدارج النبوة اور بیہقی کی کتاب الوفا اور مشکوٰۃ کے شروع میں ہو چکے ہیں بلکہ شیخ عبدالحی نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے اس قضیہ کے بعد حضرت فاطمہؓ ہر کے مکان پر آیا اور آفتاب کے گرمی میں گھر کے دروازے پر کھڑے رہے عذر خواہی کی۔ حضرت زہراؓ نے ان سے راضی ہوئیں۔ اور ریاض النضر میں بھی یہ قصہ مفصل مذکور ہے اور فضل الخطباء میں بیہقی کی روایت سے بھی یہ قصہ مروی ہے۔ اور ابن السمانؒ نے کتاب الوفا میں اوزاعی سے روایت کی کہ ابوبکر صدیقؓ جناب فاطمہؓ زہراؓ کے دروازے پر آئے سخت دھوپ میں کھڑے رہے اور کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ جب تک بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے راضی نہ ہوں۔ پس حضرت علیؓ ان پر گزرتے اور جناب زہراؓ کو سونگہ دی کہ اے راضی ہو دیں تب بی بی نے ابوبکر صدیقؓ سے خوشنود ہوئیں اور شیعہ سے بھی بدیدہ تو اسباب میں بعض اہل سنت کے موافق روایت کئے ہیں اور امامیہ سے صحابہ کرامؓ اور ائمہؓ و دیگر علماء روایت کرتے ہیں کہ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ لَّمَّا رَأَى اَنَّ فَاطِمَةَ اِنْقَبَضَتْ عَنْهُ وَهَجَرَ نَهْ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِعَدَدِ ذَلِكْ فِي اَمْرِ ذَلِكْ كَبُرَ ذَلِكْ عِنْدَهُ فَارَادَ اِسْتِزْضَاَهَا فَاتَاَهَا فَقَالَ لَهَا صَدَقْتَ يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ فِيمَا اَدْعَيْتَ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتُمُهَا فَيُعْطِي الْفَقْرَ وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيلِ بَعْدَ اَنْ يُؤْتِيَ مِنْهَا قَوْلُكُمْ وَالصَّائِفِيْنَ بِهَا۔ فَقَالَتْ اَفْعَلْ فِيْهَا كَمَا كَانَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فِيْهَا فَقَالَ وَلَكَ اللّٰهُ عَلٰى اَنْ اَفْعَلَ فِيْهَا مَا كَانَ يَفْعَلُ اَبُوْكَ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا فَعَلَنَّ ذَلِكْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ فَرَضَيْتُ بِذَلِكَ وَاَخَذْتُ الْعَهْدَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَبُو بَكْرٍ يُعْطِيْهِمْ مِنْهَا قَوْلُهُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِي فَيُعْطِي الْفَقْرَ وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيلِ۔ یہ عبارت صحیح السالکین اور امامیہ کے دوسری کتب معتبرین مروی ہے اس عبارت سے صراحتاً مستفاد ہوا کہ ابوبکر صدیقؓ نے جناب ہر کے دعو کی تصدیق کی۔ لکن بی بی اس کے قابض نہ ہونا اور تاحین جیٹا حضرت ہی شرف رہنا مانع ملک سمجھے تھے۔ جیسا کہ یہ بات مقرر ہے جیج امت کے پاس جب ابوبکر صدیقؓ اس جو میں جناب ہر کی تصدیق کی ہو پھر حضرت علیؓ اور ائمہؓ امین کی گواہی کی حاجت نہ رہی۔ الحمد للہ امامیہ روایات سے ہی حق ظاہر ہوا۔ اور صدیق کبر رجو طوفان و تہمت باندھے تھے کہ بی بی کا دعوائہ سنا اور رؤشہادت کی یہ بات صریح دروغ ہوئی واللّٰهُ يَحْكُمُ الْحَقَّ وَيَسْطُلُ الْبَاطِلُ۔ اور یہ بھی جانا چاہئے کہ شیعہ کے علماء جب کہ یہ کہہ رہے ہوں قبض کے ملک نہیں ہوتا ہی پس حضرت زہراؓ کے اسلئے غضب میں آئی ہوں۔ اور ابوبکر صدیقؓ کی کہا تقصیر ناچار فی زمانہ مانگے علماء اس دعوے سے انحال کر کے دوسرا دعویٰ نکالے اور دوسرے طعن برآوہ یہ ہے۔ چھٹا طعن حضرت نے جناب ہر کو ذل کے واسطے وصیت فرمائی تھی۔ ابوبکر صدیقؓ نے انکو ذل پر تصرف نہ دیا۔ حضرت کی وصیت کا خلاف کیا جواب اس طرح کا کہی ہے۔ آئی اول یہ کہ وصیت کا دعویٰ جناب ہر سے اہل سنت یا شیعہ کے کسی کتاب ثبوت کو پہنچایا جائے۔ اس کے بعد جواب طلب ہے۔

ہی کہ وہ اس کے نابوک صدیق اور وفادار و دوست و سرمد حضرت کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان پر آئے اور گھر کرنے لگے کہ اسے
 ہوا کہ آپ نے خبر دی تاہم ناز جنازہ اور حضور کی شرف پانچوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کی وصیت تھی
 کہ میں جب نیلے سرداروں مجھے شب کو وقت و فن گئے تاہم غیر غم کی نظر نہ رہے۔ پس انکی وصیت ہو جب عمل کیا۔ یہی
 تھی وہاں مشہور۔ لاکن فصل الخطاب میں لایا یہی کہ ابو بکر صدیق اور عثمان و عبد اللہ بن عمر بن ابی سہل و عمار فاروق
 کے وقت حاضر ہوئے اور حضرت زہرا کی رحلت مغرب و عشاء کے درمیان شنبہ کی رات رمضان المبارک کی تیسری میں
 حضرت کے بعد چھ مہینے کو ہوئی۔ اور بی بی کی عمر اسی سال کی تھی ابو بکر صدیق حضرت علی کے کہے کے موافق پیشانی
 ہوئے اور جنازہ پر ناز پڑا اور چار رکعت کی۔ اور دلیل عقل سے بھی ابو بکر صدیق جنازہ سے پر حاضر نہ تھا یہی سبب تھی
 نہ کہ کچھ دور و فاصلہ تھی کا موجب۔ اور صدیق اکبر جنازہ سے پر ناز پڑی بی بی کو ناگوار لگا کہیں تو یہی ہو نہیں سکتا۔
 کہ اگر شیعہ و متبرکات اجماع مورخین سے ثابت نہ ہو کہ جب حضرت امام حسن کی رحلت ہوئی تب معاویہ کی طرف
 سے سعید بن العاص مدینہ کا امیر تھا۔ جب انکا جنازہ لے آئے حضرت امام حسین نے سعید بن العاص کی طرف
 اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ اگر میرے بھائی کی سنت نہ ہوئی کہ جنازہ کا امام میری وقت وہ ہرگز تجھے آگے
 نکلیا ہوتا۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت زہرا نے وہ وصیت اپنے نہیں کی تھی کہ ابو بکر صدیق ناز جنازہ نہ پڑے۔
 واللہ حضرت امام حسین حضرت زہرا کی وصیت کا خلاف کیا کرتے ہوئے۔ اور ظاہر تھی کہ سعید بن العاص اس
 کی لیاقت میں ابو بکر صدیق سے ہزار گنا متبرک تھے۔ اور چھ مہینے گزرے تھے کہ جناب زہرا کے پیر بزرگ
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کو سب جہا جہین و انصار کی امامت کا حکم فرمایا۔ اور ناز
 کی امامت کے اب میں ان کی کو عاص کر کے تاکید الکید کی سوا اس احتمال کہ یہی گنجائش نہیں کہ اس
 عرصہ قلیل میں حضرت زہرا نے یہ واقعہ فراموش کیا ہو۔ چھ مہینے کا جواب با صواب بیان نام
 ہوا۔ اس کے سوا اور مطالعہ کے جوابات بھی کتاب با صواب محمد اثنا عشریہ میں شرح
 و بسط کے ساتھ مطہرین جو چاہیں اس میں دیکھ لیں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
 وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا
 غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَصَلَّى
 وَسَلَّمَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ الْكَرِيمِ ۝ وَاللَّهُ
 الطَّاهِرِينَ ذُرِّيَّةَ الْحَظِّ الْجَسِيمِ ۝ وَأَضْحَا بِهِ الْمُتَهَنِّدِينَ
 إِلَى صِرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ ۝

دوسرا گلزار خلیفہ دوم عمر بن الخطاب الملقب بے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے احوال میں یہ لکھا کہ کنی خیابان اور شاہین اور گل و گلہ سے پرشال ہی پہلی خیابان حضرت عمر کے نام و نسب اور کنیت کے بیان میں۔ اپنی کنیت ابو حفص بنی اور بعضی ابو حفصہ کہے ہیں۔ انکا اصلی نام عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن یاح بن عبد اللہ بن قریظ بن فاح بن عدی بن کعب بن لوی العذری القریظی انکا نسب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ کعب بن لوی بن مین بن ہنی بن ہنی۔ اور انکی والدہ کانام شیمہ بنت ہاشم بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بنی۔ اور کہتے ہیں کہ انکی والدہ ابو جہل کی بہن ہی۔ اور دوسری روایت ابو جہل کے چچا کی بیٹی ہی۔ عمر بن الخطاب اشرف اور اکابر قریش سے تھے اور سفارت و وکالت کا منصب رکھتے تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں قریش اور دوسرے قبیلوں کے درمیان کچھ نزاع و خصومت رو دو کو تباہی کو سفیر اور وکیل مقرر کرتے تھے۔ اور قریش انکے ساتھ فخر کرتے۔ اور انکی عزت و تکریم بجا لاتے تھے۔ دوسری خیابان۔ حضرت عمر کے حلیہ و شمایل کے بیان میں۔ نبوت کو پہنچا ہی کہ حضرت عمر بلند قامت اور فروہ اندام تھے۔ جب پیادہ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ سوار ہیں۔ اور ایک روایت ہی کہ اور لوگوں کے نسبت ایک گز بلند تھے۔ جب کسی کے ساتھ بیٹھتے تو اس سے اونچے نظر آتے۔ اور جسم کی فروہی انکی درازی کے مطابق تھی۔ اور جو کام دابنے ہاتھ سے کرتے وہ کام بائیں ہاتھ سے بھی کرتے تھے۔ اور اکثر کہتے ہیں کہ انکا رنگ مبارک گندم تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ابیض یعنی نہایت سفید رنگ تھا۔ کہتے ہیں کہ انکی خلافت میں ایک سال بڑا قحط پڑا جسکو عام الرماد کہتے ہیں اُس قحط میں آپ نے نہیں چاہا کہ کھانے پینے میں نفیر اور مساکین سے آپ ممتاز رہیں رات دن زیور کے روغن برہی کٹھار کرتے تھے دوسری چیزیں ترک کر دیں اسسٹ انکے رنگ میں تغیر آیا تھا۔ پس ہر دو تولہ کی تطبیق ہی ہی کہ پہلے انکا رنگ گورا تھا بعد روغن تیور پر مداومت کرنے اور کلفت کھینچنے سے تغیر پایا گندم گون ہوا۔ اور انکی انگلیں نہایت سرخ اور داری اور فحجہ کے بال انہوہ تھے۔ اور اکثر کہتے ہیں کہ اپنی داری ہی کو مہینہ ہی خضاب کرتے تھے۔ اور ایک روایت ہی کہ انکی ایک کینر نے انکی داری کو خضاب کرنا چاہا تو آپ فرمایا کہ کبا تو چاہتی ہی کہ میرے نور کو دور کرے جیسے فلاں اپنے نور کو دور کیا ہی۔ نقل ہی کہ انے پوچھے کہ آپ کسے اپنی پیری کو نہیں بدلاتے ہو۔ جیسا ابو بکر صدیق خضاب کرتے تھے تب فرمایا کہ مجھے غیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث پہنچی ہی من شاک شب شبہ فی الاسلام کانت لک نوراً کیوم القیامت۔ یعنی جسے اسلام میں بودا ہوا۔ وہ بدایا اسکے واسطے قیامت کے دن نور ہوگا۔ اسواسطے میں اپنے بدایے کو نہیں بدلاتا ہوں۔ جب ہر دو روایت صحیح ہوں انکی جمع و تطبیق ہی ہی کہ شاید پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا سے خضاب کرتے تھے۔ پھر جب حدیث صحیح علی اسکو ترک کر دیا۔ تیسری خیابان۔ حضرت عمر کے سبب اسلام کے بیان میں۔ جانتے کہ عمر بن الخطاب یا لانے کے باب میں متعدد روایتیں منقول ہیں ہوسکے کہ وہ سب کچھ یوں ہی ہوں۔ یہ فقیر جناب السیر اور منہاج النبہ میں انسے بعض دایات طویلہ نقل کیا ہی۔ اب اور ایک دوسری

روایت جہاں ہر دو کتاب میں نہیں آتی یہاں اختلاف صاحب فضل کی جاتی تھی۔ عمر فاروق کہتے ہیں کہ میں یا ان لائے کے اگلے
ایک شب حضرت کے ساتھ عرض ہو چکا اودھ کے اپنے گھر سے نکلا جب مسجد الحرام پر گزر رہا وہ کہتا گیا ہوں کہ حضرت ان میں
مستول میں ہیں بی جا کے آپ کے پیچھے کھڑا رہا۔ آپ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت آغا تک میں نے نظم قرآن اور ایک فصاحت
و بلاغت سے کہنے نہایت تعجب اور حیران ہو گیا۔ اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ وہ اللہ عیسا قرین کہنے میں بیرون و متاعوی۔
یہ بات جبریلین گزرتے ہی حضرت کی زبان مبارک پر نہایت جلدی ہوئی اِنَّهُ لَقَوْلٌ تَسْوِیْلٌ لِّکَرِیْمٍ وَّمَا هُوَ
بِقَوْلٍ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تَوْحِیُّوْنَ وَلَا یَقُوْلُ کَیْجاہِنِ قَلِیْلًا مَّا تَدَّکُرُوْنَ ۝ تَنْزِیْلٌ
مِّن رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ آخر سورۃ تک تلاوت فرمایا۔ جبریل میں یا ان کی رخت پیدا ہوئی۔ اور ایک نہایت
ہنی کہ فاروق اعلم نے کہا کہ ایک شب میری بشریہ کو دکھا دو دشمن میں نے گھر سے نکلا۔ اور کہنے کی دہلیز کے نیچے
اگے کھڑا اس شب میں سردی بڑی شدت سے تھی ایسے میں حضرت نے تشریف لائی اور جھکے پاس نماز میں قیام
فرمایا اور قرآن عظیم کی تلاوت شروع کی۔ وہ کلام ایسا تھا کہ میں نے وہ کلام کہی سنا۔ جب فائدہ سے فارغ ہو کے
تشریف فرما ہوا۔ میں بھی چلنے لگا۔ چوتھے کون تھی میں کہا کہ عمر بن۔ فرمایا اسی عمر توات دن ہمارا قصد کرنا تھا
میں سمجھا کہ اب میرے حق میں بددعا کر گئے۔ تب میرے دل میں ایک تفسیر اور ایک رخت پیدا ہوئی۔ یا ان کی توفیق
اُلْحِی سُبْحًا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حضرت نے فرمایا اسی عمر اپنا اسلام
پوشیدہ رکھ۔ میں نے کہا قسم ہی اس پر وہ گارہاں کی یا رسول اللہ خدائے آپ کو رضی کی ہدایت کے لئے عیسا میں
نے توحید کے دین کو بڑا آشکارا کر دیا۔ جب اسے شکر اٹھا دیا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت فاروق اعلم کی عمر چھ بیس سال
کی تھی۔ انجالیس مراد گیا راجوت اور ایک قول سے خیز و عورتوں کے بعد انھوں نے یا ان لایا۔ جب انھوں اسلام
سے شرف ہو حضرت نے تین بار یہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اَخْرِجْ مَافِیْ صَدْرِہٖ وَاَنْدِکَ لِمَ اٰمَنَ اَنَا۔ اور اس وقت
چوبیس نزل ہو کے کیا یا رسول اللہ عمر کے یا ان لائے سب اہل آسمان خوش ہوئے۔ اور ان سجدہ ستون کی کہ کہتے تھے
كَانَ رَسُوْلُہٗ فُتُوْا وَ كَانَتْ حَیْرَۃٌ لِّہٖ نَصْرًا وَ كَانَتْ اِمَامَۃٌ رَّحْمَۃٌ وَّمَا اسْتَطَعْنَا
اَنْ نَّصْلٰی حَوْلَ الْبَيْتِ ظَاہِرِیْنَ حَقِّیْ اَسْلَمَ عُمَرُ ۝ اور رضی اللہ عنہ سے وہی تھی کہ کہا کہ
میں نہیں جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے کہنے کے سے میری طرف ہجرت کی ہو مگر پوشیدہ۔ لاکن جب عمر بن خطابؓ ہجرت
کا ارادہ کیا اپنی شمشیر حائل کی اور کان کہندے برہم کی اور جہیز بن ابیہ میں لیکے مسجد الحرام کی طرف آئے۔ سات بار گئے
کا طرف بجا لایا اور دو گنا زنا زادہ لکھا۔ اشرف قریش گردہ گردہ جمع ہو گئے میں بیٹھے تھے سوائی طرف اسوہ پر کہ کہا
شَاہِدِ الْوُجُوْہَ۔ جسے چاہتا ہی کہ اپنی مان کو گلین اور اپنی عورت کو بڑھ اور یوں کہ بیٹیم کرے۔ سو چاہے کہ
اس آدمی کے پیچھے میرے ملاقات کرے سب کو یقین ہو کہ میرے کی طرف ہجرت کرتے ہیں کوئی شخص بھی ان کے ساتھ

نقض کر سکا۔ پہلی شاخ حضرت عمر کا لقب فاروق پڑنے کے سبب میں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب سے پوچھا کہ آپ کو فاروق کب کہنے لگے۔ فرمایا کہ میں ایمان لانے کے آگے سب صحابہ انجالیس تھے ناز و شہ پر تھے۔ میں جب ایمان سے مشرف ہوا اسلام آسکا رکھا۔ سب صحابہ کو دارالرقم سے مسجد الحرام میں لگایا۔ اور ہم سب ناز علانیہ پر تھے۔ سو یہی وہ حضرت نے مجھے فاروق فرمایا۔ اور علی مرتضیٰ سے منقول ہے کہ سَمَّاهُ اللَّهُ الْفَارُوقَ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ یعنی انکا نام اللہ تعالیٰ نے فاروق کر کے رکھا۔ یہ فرمانا جناب امیر کا اس واسطے کہ نام رکھنا حضرت کا اللہ تعالیٰ نام رکھنے کے حکم میں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت کی وصف کرتے ہوئے وَمَا يَطْلُقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ یا جناب امیر کا کہنا اس لئے تھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ اگلے آسمانی کتابوں میں انکو فاروق فرمایا ہے۔ اور مفسرون نے کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ كُفُّوا رُءُوسَهُمْ لَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ فَهُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ اور مفسرون نے کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ كُفُّوا رُءُوسَهُمْ لَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ فَهُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ کے سبب نزول میں لایا ہے کہ حضرت کے زمانے میں بشر نام ایک منافق تھا اسکے اور ایک یہودی کی درمیان خصومت واقع ہوئی۔ یہودی اس منافق سے کہا حضرت کے پاس چل تا ہمارے درمیان حکم کرے اس منافق نے حکم کر دیا کہ قَدْ بَكَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تَحْتَفِيْ صُدُوْفُ رُءُوسِهِمْ کے اسکو کعب بن اشرف یہودی کے پاس بلایا اسنے کہا افسوس ہے تجھ پر کہ تو اسلام کا دھوکا دے رہا ہے حضرت کے باوجود کعب بن اشرف سے فیصلہ جتنا ہی۔ منافق یہ بات سننے شرمندہ ہوا آخر حضرت کے پاس آیا اور اپنا احوال ظاہر کیا حقیقت میں جب حق یہودی کے جانب میں تھا حضرت نے اسیکے دھوکے کے موافق حکم کیا جب حضرت کے مجلس سے ہردو باہر نکلے منافق نے اس یہودی کو عمر بن الخطاب کے پاس بلایا جب ہردو گئے یہودی نے اپنا دھوکا بیان کر کے کہنے لگا کہ ہم ہردو حضرت کے پاس گئے تھے تا ہمارے درمیان حکم کرے۔ حضرت نے ہردو کا اظہار سننے حکم فرمایا کہ حق بجانب یہودی ہے۔ جب حضرت کی مجلس سے ہم ہردو باہر نکلے یہ شخص حضرت کے فیصلے پر راضی نہ ہوئے مجھے آپ کے پاس طلب کیا تا آپ اسباب میں حکم کرے۔ عمر بن الخطاب نے اس منافق سے پوچھا کہ کیا حقیقت واقعی ہے ہی۔ منافق نے کہا کہ ناں۔ تب عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ تم ہردو میں ہر دو میں گھر میں جا کے آنا ہوں۔ پس گھر میں گئے اور اپنی شمشیر نیام سے کھینچ کے لے آیا ایک ہی ضرب میں اسکو مار ڈالا اور فرمایا کہ هَكَذَا أَقْضَىٰ لِمَنْ كَانَ يَضْطَرُّ بِقَضَاءِ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَرَسُولِهِ یہودی نے یہ حالت دیکھتے ہی بھاگ گیا جبریل سیقت نازل آئی اور یہ لے اَلَّذِيْنَ تَرَىٰ اِلَى الَّذِيْنَ يَنْعَمُونَ اَنْعَمَ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ وَمَا اَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ یعنی آیا تو تو نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جو گمان کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ان چیزوں پر جو تیرے پر نازل ہوئے یعنی قرآن کریم اور جو چیزیں نازل ہوئیں تیرے آگے یعنی تورات و انجیل وغیرہ۔ يَرْثِيْكَ وَنَا اَنْ يَّتَّكِمُوْا اِلَى الطَّاغُوتِ۔ یعنی وہ لوگ باوجود دعویٰ ایمان کے جیسے ہیں کہ مرا فخر کرن اپنے معائے کو طرف طاغوت کے یعنی کعب بن اشرف کے طرف جو بڑا طاغی اور باغی تھا۔ وَقَدْ اَمَرُ وَاَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيَرْثِيَ الشَّيْطَانُ

آیت جو سورہ فتح میں آئی ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ۔ حسن بصری سے منقول ہے کہ اشداء علی الکفار سے مراد عمر فاروق ہیں چنانچہ اس آیت کی تفسیر آگے گزری جو بھی آیت جو سورہ انعام میں آئی ہے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَابُ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنْقَلَبٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ يَبْعَثُ دے لوگ جو دے ہم ان کو کتاب جانتے ہیں کہ وہ قرآن اتار لیا ہے تیرے پروردگار کی طرف سے ساتھ رہتی کے۔ عطا بن ابی رباح نے کہا کہ عمر فاروق انہیں لوگوں سے ہیں یا کون من آیت جو سورہ نسا میں آئی ہے۔ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔ یعنی جو لوگ خدا و رسول کی اطاعت کرتے ہیں دے لوگ قیامت کے دن ان کے ساتھ رہینگے کہ انعام کیا ہے اللہ نے انہیں سو گناہوں سے اور شہداء و صالحین۔ مگر مہ نے کہا کہ شہداء سے مراد عمر فاروق و عثمان و الزبیر علی عقیقہ ہیں۔ چھٹی آیت جو سورہ نسا میں آئی ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔ یعنی اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ہمارے میں اولی الامر کی۔ مگر مہ اور امام تغلبی کہتے ہیں کہ اولی الامر سے مراد صدیق اکبر و عمر فاروق ہیں۔ دوسری روش ان آیتوں کے بیان میں جو حضرت عمر کی رائے کے مطابق شرف نزول پائیں۔ اور بہت سے آیتیں عمر فاروق کی رائے کے موافق نازل ہوئیں ہیں پہلی آیت جو مقام ابراہیم کو مصلیٰ شہر آنے کے باب میں آئی ہے۔ روایت ہے کہ ایک بار حضرت کا گذر مقام ابراہیم پر ہوا عمر فاروق بھی ہمراہ تھے سو عرض کی کہ یا رسول اللہ کہ یہ مقام ہمارا باپ ابراہیم کا نہیں ہے فرمائے مان کہا پھر کہلے ہم اس کو مصلیٰ یعنی نماز پڑھنے کی جگہ نہ شہر وین۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم کو اس کا حکم نہیں ہوئی اس روز نہ منور آفتاب غروب نہیں ہوا تھا کہ یہ آیت جو سورہ بقرہ میں آئی ہے نازل ہوئی وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مَوْضِعًا یعنی لو اے مومن مقام ابراہیم سے نماز کی جگہ مقام ابراہیم کو کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر کہے کہ تم میرے جیسے کی دیوار بلند ہوتی تھی وہ پتھر بھی بلند ہوا تھا۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم کے قدم کا نشان ظاہر ہوا ہے دوسری آیت طلاق کے باب میں ہے ایک بار حضرت نے اپنے بی بیوں سے ناغوش ہو کر کہا کہ یہ آیت عمر فاروق نے اپنی دختر بی بی حفصہ کے پاس جا کے بیت غصہ کیا اور فرمایا کہ عَسَىٰ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَكَ أَنْ تَبْلُغَ أَرْوَاحُ خَيْرٍ مِنْكَ۔ اس طرح بول کے جب حضرت کے حضور میں آئے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جو سورہ تحریم میں آئی ہے۔ عَسَىٰ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَكَ أَنْ تَبْلُغَ أَرْوَاحُ خَيْرٍ مِنْكَ۔ یعنی شاید کہ حضرت تم کو طلاق دیوین تو آپ کا پروردگار آپ کو بدل دیوگا تم سے بہتر عورتیں۔ تفسیر حسینی میں لایا ہے کہ یہ بات قدرت الہی سے خبر دینی ہی نزوح اہل کلام لازم۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جاننا ہی کہ حضرت طلاق

نہیں دیر گئے جو کج روایت کی تشریف کر تھی کہ مسلماتِ مؤمناتِ قائماتِ ناکباتِ عابداتِ است
 سائحاتِ نیکاتِ و انکارِ اکھڑتی ہو گئیں رکھنے و ایمان بیان و نیکان ناز پر پہننے والیان و تبرک کرنے
 والیان بادشاہِ تعالیٰ کی طرف رجوع لائے و ایمان عبادت کر نوالیان ہجرت کرنے یا روزہ رکھنے والیان تو ہر
 دیکھے ہر مہین اور بارگاہِ رکبان۔ ابن عباسؓ کے گیارہویں سے مراد بنی آسید اور بارگاہ سے مراد بنی مریم جنہو جہا
 تعالیٰ نے وعدہ کیا تھی کہ بہشت میں ان ہر دو کو حضرت کے جناح شرف فرما دیا گیا۔ سری آیت
 ہر کے قید کوں باب میں ہی جیسے جنگ بدین فریض کے کافروں جب ستر شخص اسیر ہوئے حضرت نے ان کے بایں
 صحابہ شہری کیا تو ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر ان کافروں سخت بیعتیں پہنچے ہیں لاکن اپنے ذہ
 لیکر جہت دین تمنا یہی کرنا یا کہ یہ ایمان لائے گئے۔ عمر فاروقؓ نے گھاراش کی کہ یا رسول اللہ یہ لوگ سخت کافروں
 کافروں کے پیروں میں ان کو قتل ہی کر دیا جائے اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ دینے سے سختی کیا ہی انصار سے سعد بن معاذ عمر
 فاروقؓ کے ساتھ شریک ہوئے لکن حضرت جو رحمۃ للعالمینؐ میں مدینہ کی گھر کے موافق ان کے قتل سے روک دیا
 اور فخر مقرر فرمائے۔ تب یہ آیت جو سورہ انفال میں آئی تھی جناب فاروقؓ کے سر کے موافق داخل ہوئی مساکان
 لینی ان یكون لکم استری حتی یخربن فی الارض یعنی نہیں نرا دانی کسی پیغمبر کو کہ ہر دین کے
 پاس قیدیان والے فدیہ لیکے چھوڑ دے یہاں تک کہ ان کے بعد کو قتل کر دیں میں کہ اس میں کافروں کی ذلت
 اور مسلمانوں کی عزت و شوکت کا سبب بھی فرماید و ن عمر عرض اللہ تبارک و تعالیٰ لا اکرہ۔ تم
 جیتے ہو عرض نیاں۔ اور اللہ تعالیٰ چاہا ہی تھا دے واسطے ثواب آخرت کا۔ واللہ عمرؓ بن حوکنیمؓ اور اللہ تعالیٰ
 غالب ہی چاہے دوستوں کو دشمنوں پر ظہر دینا ہی اور ملک و لایہی۔ چوتھی آیت۔ منافق کے جنازے پر ناز
 نہ دینے کے باب میں تھی۔ نقل اہل کربلاؑ کی جب پیار ہوا حضرت اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اسے عرض
 کی کہ کیا میری عمر کے کنک کے لئے عیادت کیجئے اور میرے دفن کے وقت تشریف لائے۔ اور میرے جنازے پر ناز ادا کر کے میری
 بخشش طلب کیجئے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت دو پہر میں پہنچے تھے اوپر کا پہر میں نکال کے اس کو دیا اور اس کے جنازے
 پر تشریف لائے چاہتے تھے کہ اس پر ناز دہیں۔ عمر فاروقؓ نے یہ بہت خطر اب کیا۔ اور کہی برا بیان یا دولا کے اس پر ناز
 نہ دینے سے بہت ہی ملن ہوئے۔ لکن حضرت نے نہایت ہرانی سے قہد کیا کہ اس پر ناز نہ دہیں تب یہ آیت نازل ہوئی
 جو سورہ توبہ میں آئی تھی۔ اور ایک روایت یہی کہ ناز چہ بعد از ہی ولا فصل علی احد منکم مات
 ابداً یعنی نازت نہ دہ کیے اور ان سے یہ منافقوں سے جو مگر ہرگز۔ ولا تقم علی قبورہم کہ قبروں
 پر اللہ و ن سو لہ و ماتوا و ہم فاسقون یہی مت کمر اس کی قبر پر دفن یا زیارت یا دعا
 استغفار کے لئے مقرر مافی لوگ کافر ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو ترک کئے۔ اور ان کے رسول کے ساتھ جو

فرمانبراری نہ کئے اور مر گئے حالانکہ وہ ایمان سے نکل گئے ہیں۔ پانچویں آیت رمضان کی راتوں میں نخت کے باب میں ہے۔ روایت ہے کہ اوایل اسلام میں ایسا حکم تھا کہ روزہ دار رمضان کی راتوں میں نماز عشا پڑھ کر سو گئے بعد کھانا پینا اور عورت جماع کرنا حرام تھا۔ عمر فاروق کو کہا گیا کہ آرزو تھی کہ آب و طعام اور جماع طلوع صبح صادق تک جائز ہو جاوین تو بہتر ہے۔ ایک شب دیر تک حضرت کی حضور میں رہا۔ جب اپنے کمر گیا دیکھا کہ اپنی بی بی سوئی ہیں۔ انکو بیدار کر کے ہمستر ہونا چاہے انکی بی بی نے کہیں کہ میں تو سو گئی تھی۔ فاروق اعظم نے کہا کہ تو نہیں سوئی ہو ہم محبت ہو۔ اور کعب بن مالک بھی ایسا ہی کیا۔ دو سر دن عمر فاروق جب یہ حال حضرت کی جناب میں ظاہر کئے حضرت نے فرمایا تم ایسا کرنا سزاوار نہیں تھا تب یہ آیت جو سورہ بقرہ میں آئی ہے نازل ہوئی **لَا تَحِلُّ لَکُمُ الْفَوَاحِشُ** **الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِکُمْ** یعنی حلال ہوا مگر روزے کی راتوں میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے یعنی ان سے جماع کرنا **هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهِنَّ** وہ پوشاک ہیں تمہارے اور تم پوشاک ہیں انکے یعنی جیسا کہ تمہارا بدن سے لگا رہتا ہے مرد و عورت میں ایسی نزدیکی ہی پس اُسے کنارہ لینا بیت دشوار ہے **عَلَّمَ اللّٰهُ اَنَکُمْ کَکُمْ تَحْتَ اَوَّلِ اَنفُسِکُمْ** اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی جانوں کی خیانت کرتے ہو کتاب **عَلِیْکُمْ وَعَفِیْ عَنْکُمْ** سو معاف کیا تمکو اور درگزر کی تم سے **فَاَن لَّانْ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ** پھر اب تم ان سے یعنی عجمیت کرو اور چاہو جو کچھ دیا اللہ نے تمہارے واسطے یعنی فقط شہوت رانی کا قصد کرو بلکہ نسل جاری ہو سکتی رکھو چھو آیت جنگ بدر کے باب میں ہے۔ روایت ہے کہ حضرت نے جنگ بدر کے باب میں صحابہ سے مشورت کی کہ مدینے سے باہر جا کے جنگ کریں یا مدینے میں ہی رہیں بعض صحابہ عرض کی کہ مدینے میں ہی رہیں کفار بیان آویں تو اُن سے عمر فاروق نے گذارش کی کہ باہر جاوین تب یہ آیت جو سورہ انفال میں آئی ہے نازل ہوئی **کَمَا اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ** یعنی جیسا کہ باہر لایا تھے تیرے پروردگار نے تیرے گھر سے مدینے سے جنگ کے واسطے رستی کے ساتھ **وَ اِنْ فَرَّقَ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکَا رَھُوْنَ** اور مقرر ایک گروہ مومنوں سے باہر جا کے لئے **اَللّٰہُ رَاسِیْتُ طَبِیْعِیْ** یعنی حق ہی سفر کی بے اسبابی سے نہ حکم کی مخالفت کے سبب ساتویں آیت **فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ** ہے۔ روایت ہے کہ جب یہ آیت جو سورہ مومنوں میں ہے نازل ہوئی۔ **لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلٰتٍ مِنْ طِیْنٍ** یعنی مقرر جب ہم نے پیدا کئے انسان کو خلاصہ یہ مٹی کے شمشیر **جَعَلْنَاهُ نَظْفَةً فِیْ قَرَارٍ** مکیں پھر گردائے ہم اسکو نظفہ ایک قرار گاہ میں یعنی رحم میں چالیس روز شمشیر **خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً** پھر بنائے ہم نظفہ کو جو سفید پانی تھا ایک خون بستہ سرخ رنگ چالیس روز رنگ **فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مَضْغَةً** پھر بنائے ہم اس خون بستہ کو ایک گوشت کا ٹکڑا چالیس روز۔ **فَخَلَقْنَا الْمَضْغَةَ عِظًا** پھر بنائے ہم اس گوشت کے ٹکڑے کو ماریا اسکو حکم کے تین چاروں بعد **فَکَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا** پھر بنائے ہم

اس بار کو گوشت۔ کچم آتشا نامہ خَلَقَ الْإِنْسَانَ۔ پھر یہ کہنے ہم کہ دو سری پیدا کر لینے تاکہ تم میں اس کے بدن میں
بہرے روح ہو گئی جو مردہ خامو زنده ہوا۔ عمر فاروق نے جب یہ بات سنی بے اختیار کہا قَسْبَارُكَ اللَّهُ أَحْسَرُ
الْحَالِ الْيَقِين۔ پس بزرگ بھی اللہ تعالیٰ باری برکت بھی اللہ تعالیٰ کی جو جب پتر بنا تو لایا ہی تب اسی لفظ سے آیت
نازل ہوئی۔ اَمْ تَحْمِلُونَ آيَاتِ بِلَىٰ عَالِيهِمْ رَفْعِ مِيزَانٍ مِّنْ هٰذَا۔ روایت بھی کہ جب منافقوں نے جہاں صغیر
پر بیان کیا۔ اور بعضے نوٹیں بھی خلا سے لکھے ساتھ شریک ہوئے حضرت نے قول ہو کے بی بی کو اٹھے مانا گیا کہ اگر
رواندہ کرو۔ اور کہ باب میں جب مجاہد سے نہروٹ کی تو سب سب بی بی کی عصمت و طہارت کے قریب بیان کر کے لگے
اور عمر فاروق نے عرض کی کہ یہ رسول اللہ بی بی عاتقہ کے آپ کے ساتھ ملنا کون کر دیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ۔ تب فاروق
اعظم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ قرب کر لگا سُبْحَانَكَ هٰذَا الْجَهَنَّمُ الْعَظِيمُ۔ تب بی بی کی ثبوت ہمارے
اور دفع قیمت میں دس کسین نازل ہوئیں جو سورہ زمر میں آئی ہیں۔ اُنہیں آیات میں اسی لفظ سے جو عمر فاروق
نے کہا عاتقہ آیت نازل ہوئی سُبْحَانَكَ هٰذَا الْجَهَنَّمُ الْعَظِيمُ۔ پاک بھی اللہ تعالیٰ اس بات سے کہ
پتھر کے حرم محرم میں باسی برائی روا کرے۔ یہ بڑا بیان بھی جو منافقوں نے باندھا۔ نوٹیں آیت
جبرئیل و میکائیل کی نفیست میں ہیں۔ روایت بھی کہ ایک عمر فاروق کو چند اجارہ پر دے کے ساتھ قیل و قال جو اسو لکھا
کہ تو مات میں ہمارے پتھر کی اوصاف و علامات مذکور ہیں اور تم یہ بات چاہتے ہو کہ تم باوجود اس علم کے حضرت
پر ایمان نہیں لاتے۔ یہودوں کہا کہ حضرت یہ جبرئیل نازل ہوئے ہیں وہ تو ہمارے دشمن ہیں کہ ہمارے باپ دادوں پر بھی اور
آفتیں لایا۔ میکائیل اور شیث کے فرشتے ہیں۔ اگر حضرت پر ایمان نازل ہو تو ہم ایمان لا دیں گے۔ عمر فاروق نے پھر جھگڑا
اگلی میں ان ہر دو فرشتوں کی قرب و نزول کیسی تھی۔ یہودوں کہا کہ ہر دو برے فرشتے ہیں چنانچہ ان کی
تہریر فرما دے داہنے طرف جبرئیل بائیں طرف میکائیل رہتے ہیں۔ تب عمر فاروق نے کہا کہ تم کہہ دو کہ بدتر وہ
سخت کا فرہیں کہ نہ کہ جب وہ ہر دو فرشتوں کی قرب و نزول معلوم ہوئی پس انے ایک کا دشمن دوسرے کا بھی دشمن
ہی مان ہر دو کا دشمن خدا تعالیٰ کا دشمن ہی ایسا جواب دیکے حضرت کے حضور میں آئے یہ وقت آئے آئے کے آگے یہ
آیت نازل ہوئی جو سورہ بقرہ میں آئی۔ مَن كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَ
مِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ۔ یعنی جس نے دشمن ہو گا اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا اور
اس کے پیغمبروں کا اور جبرئیل و میکائیل کا۔ پس مقرر اللہ تعالیٰ دشمن ہی کافروں کا۔ دسویں آیت
اس آیت کے کثرت و تواتر حجت کی بشارت میں تھی۔ روایت بھی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جو سورہ واقفہ میں
آئی ہِیْ فِي جَنَّاتٍ النَّعِيمِ ثَلَاثُ مِائَاتٍ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ۔ یعنی جنتوں میں پہلے
کے جن جن طرح طرح کی نعمتیں ہیں۔ ایک گروہ لکھے پیغمبروں کی امتوں سے اور دوسرے پچھلوں سے جو امت محمدی

سے ہوں۔ عمر فاروق یہ آیت سنتے ہی رونے لگے اور عرض کئے کہ یا رسول اللہ ہم تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور جو بارگاہ سے حقورے لوگ نجات پانگے۔ فی النور یہ آیت نازل ہوئی جو اسی سوکھ میں ہی **ثَلَاثَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْقُرْآنِ قُلْتُمْ مِّنْ آخِرِ** یعنی اصحاب العین جو اہل جنت ہیں ایک گروہ اگلے سے ہوگی اور ایک گروہ پچھلے سے حضرت نے فاروق کو بلا کے یہ آیت سنائی انہوں نے بہت خوش ہو کر کہا کہ **رَضِیْنَا عَنْ رَبِّنَا** حضرت نے فرمائے کہ آدم سے میرے زمانے تک جتنے لوگوں کو میں ایک گروہ ہی۔ اور پھر زمانے سے قیامت تک جو مومن ہو ایک گروہ ہی۔ حدیث شریف میں آیا ہے **لَا أَكْفُرُ النَّاسَ بَعْدَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ** اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جنتیوں کے تمام ایک سو بیس صفیں ہونگے اور اس امت مروجہ کی اسی صف اور سب اہل انور کے چالیس صفیں رہیں گی کیا رہ مومن آیت شراب حرام ہونے کے باب میں۔ روایت ہے کہ شراب کی برائی میں اگرچہ تین آیتیں نازل ہوئی تھیں لیکن نقص قطعی نہیں آئی تھی ایک مجلس میں چند لوگ کھانے سے فارغ ہوئے بعد شراب پیئے پھر آپس میں جدال ہوا ایک سرگوزخ ہوا جب یہ فرمایا حضور نبوی میں بیٹھی۔ عمر فاروق حاضر تھے دست التجا بلند کر کے ہدایت تفرغ و نیاز سے دعا کرنے لگے کہ **اللَّهُمَّ بَيِّنْ لَنَا** فی الخمر بینا ناسکافیا یعنی اے الہی ظاہر ہمارے شراب کے باب میں بیان شافی۔ تب شراب کی تحریم میں آیت نازل ہوئی جو سورہ مائدہ میں آئی ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَكْثَامُ رَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ** یعنی ای ایمان والو مقرر شراب اور جو اور بت اور فال کے تیرے پلید اور شیطان کے عمل سے ہیں۔ **فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تَقْلِقُونَ** پس پرہیز کرو اس سے شاید کہ تم مڑاؤ کو پہنچو۔ ائمائے نیک **الشَّيْطَانُ أَنْ يَوْفَعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ** مقرر جہاں ہی شیطان کہہ دے تمہارے درمیان دشمنی اور عداوت شراب پیئے اور جو اٹھیلنے میں۔ **وَيَصِدِّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنتَهُونَ** اور روکو تم کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے پھر اب تم اس سے باز آؤ گے یعنی باز آؤ موضع القرآن میں لائے ہیں۔ **ف** شراب جس چیز کا پانی سرائے بعد نشہ لانے لگے وہ حقور ہو یا بت حرام اور نجس ہی باقی جو چیز نشہ لاؤ اور ستر ہی ہو وہ نجس نہیں لیکن حرام ہی۔ اور جو اس شرط باند پہنا کسی چیز پر جس میں حیثیت ماری ہو محض حرام ہی اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں باقی جو کھیل کے نہیں شرط بدی رواج ہی اگر بغیر شرط کھیلے تو حرام ہو لیکن یہ کہ شیطان اس پہلے سے روکتا ہی اللہ کی یاد اور نماز سے بار مومن آیت صفامروہ کے درمیان سعی کرنے کے باب میں۔ صفامروہ دو پہاڑ ہیں ان دونوں کے درمیان ساتھ بار دوڑنے کو سعی کہتے ہیں۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے عمر فاروق سے ٹکرا دیا کہ صفامروہ کے درمیان سعی کرنی جو ج کے فرضوں میں ایک فرض ہی مروہ سے شروع کیا جائے۔ عمر فاروق نے کہا کہ صفاسے ابتدا کیا جائے تب یہ آیت نازل ہوئی جو سورہ بقرہ میں آئی ہے **إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ** یعنی مقرر صفا اور مروہ حج بیت اللہ کی نشانیوں سے

ہیں۔ اس ایک نزول کے بعد حضرت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس سے ابتدا کیا یہی تم میں اس سے ابتدا کر دینے حق تعالیٰ پہلے صفا کیا
 لیا یہی سو فرمایا ہی صفا سے شروع کرو۔ تیرہویں آیت عورت سے رخصت ہوا صاحب باب میں۔ روایت ہے
 کہ ایک یہودی نے عمر فاروق سے کہا کہ کیا عورت سے مباشرت کے وقت عورت کی پشت مرد کی طرف ہو تو بیکہ اتول
 پیدا ہو نامی۔ عمر فاروق نے کہا کہ یہ بات غلط ہے۔ بلکہ جس طرف چاہیں اس طرف محبت کریں بشرطیکہ لوالت نہ ہو تب
 یہ آیت مانل ہوئی **فَإِنْ لَمْ يَجِدُوا فِيكُمْ حِرْمًا فَافْتَحُوا** احسن نکاح انہی شش ٹیم میں تہا ری عورتیں تہا ری
 کسی تین پس آؤ تہا ری کسی کی جگہ میں جس طرف سے کہ چاہتے ہو۔ خواہ آگے سے خواہ پیٹھ کے پیچے سے خواہ پیٹھ
 کے خواہ لٹکے۔ **وَقَدْ مَوَّكَّكَ فَتَشْكُمُ** اور آگے کی تدبیر کو اپنے واسطے لینے طلب اولاد اور اپنے نفس کو ملنے
 سے بچا بیکی نہ کرو۔ **فَإِنْ لَمْ يَجِدُوا فِيكُمْ حِرْمًا فَافْتَحُوا** اور تہا ری عورتیں تہا ری کسی کی جگہ میں کسی جگہ چاہئے کہ چاہیں
 سے پہلے ہر ایک امید ہوئے اولاد ہو۔ جس جگہ سے اولاد کا جو ناگھن نہیں مانے چاہئے مقصود قرآن کا خلاف ہی اور
 اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ **وَلَا تَقْرَبُوا حَتَّى يَخْطُبَ إِلَيْكُمُ الْمَوْلَىٰ** یعنی عورات جب حدیث میں
 ان سے نزدیک مت کرو جب تک و پاک ہوں۔ یہ رخصت نجاست کا سبب ہی پس پڑے سے جماعت کرنے میں ہی
 نجاست کی علت ہر جوئی پس جیسا جس کی حالت میں دلی کرنی حرام ہی ویسا ہی دیگر میں حرام ہی یہ بات قیاس قرآن
 سے ثابت ہے۔ اور ذکر و لوالت کو بھی حرمت قیاس سے نہیں بلکہ مرامہ قرآن حدیث اور اجماع ثابت ہی خود باللہ
 بنا۔ **چودہویں آیت**۔ استیذان لینے اور چہنہ میں ہی۔ روایت ہے کہ حضرت نے ایک روز نایک غلام
 انصاری کو کہ جس کا نام علی بن عمر تھا وہ ہر کوف عمر فاروق کو بلائے کے لئے روانہ فرمایا اس نے بے اجازت گھر میں
 گیا۔ جناب فاروق نے سوتے تھے اور کئے بعضے اعضا کپڑے کا تھا۔ اور ایک قول ہی کہ میرا تھے اولاد میں زوجہ کے
 ساتھ تھاجر کر رہے تھے۔ اس غلام کھٹے سے اٹھے دلیں ایک کہ استیذان ہو ہی تب انکی زبان پر بے اختیار یہ بات
 گزری کہ ایسے وقتوں میں باپ اور خزانہ بڑا دادر اور غلام وفادار بے اجازت گھر میں آنے سے منع فرمانا تو کہا پس
 نماز پڑھنے محضی حالات پر مطلع ہوں۔ پس جب حضرت کی خدمت فیصد رجب میں حاضر ہوئے اس وقت یہ آیت شرف نزول
 پائی جو سورہ زمر میں آئی ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ لَا تَخْلُوا بَيْنَكُمْ وَاللَّذِينَ فِيكُمْ أَتَمَّكُمْ** یعنی
 ای ایمان والو چاہئے کہ تمہارے سے اذن طلب کریں و اگر کہ جب تک کہ ہر کس میں تمہارے اندر لینے تمہارے باندی غلام
 الذین کہ تم سے کھلو اللہ تم سے کسم۔ اور ذکر کے ہی جو ہر زوجہ علی کی نہیں پہنچے میں تمہارے قوم سے۔ لینے
 تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے تمہارے سے اجازت کے تمہارے گھر آویں۔ **فَلَمَّا مَرَّتْ مِنْ قَبْلِ صَلَوةِ**
الْفَجْرِ تَمَّ يَأْتِيهِ نَازِعَاتُ الْغَمْرِ کہ آتی جب جواب بیدار ہو نامی جا رہا خواب محال کے دوسرے کپڑے پہنے میں رہتا
 ہی **وَرَجُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُو مِنَ الظَّهِيرَةِ** دوسرا وقت جب محال کتھے جو تہا چاہئے کپڑے جو دوسرا

وقت ہی ومن بعد صلوة العشاء اور تیسرے وقت نماز عشا کے بعد ہی جو اپنے بدن لباس اور نیکو وقت ہی کہیں
 علیکم ولا علیکم جُناح بعد ہُن اور نہیں ہی تم پر اور نہ اُن غلاموں اور راکوں پر کچھ گناہ۔ ان میں تو تن
 کے بعد بے اذن تمہارے پاس نے میں طوافوں علیکم ان میں تو تن کے بے سوا تمہارے غلام طواف کرنے
 والے یعنی تمہارے پاس نے جانوالے تمہاری خدمت کے واسطے پس ہر وقت اذن لینا دشوار ہی بعضکم علی بعض
 اور ناکرتے ہیں بعض تمہارے بعض پر یسین اللہ لکم الاکایات بیان کرتا ہی اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے سچی دلیل
 اور شرع کے احکام واللہ علیکم حکیم اور اللہ تعالیٰ جانتا ہی کہ بندوں کی بہتری کس بات میں ہی اور حکم
 کرتا ہی اسکے موافق۔ تیسری روش اُن حدیثوں کے بیان میں جو عمر فاروق
 کی شان میں آئیں ہیں۔ پہلی حدیث جو صحیحین میں آئی ہی عن ابی ہریرۃ
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الائمہ
 محمد توون فان یک فی امتی احد فانه عمر۔ یعنی تمہارے گئے جو امتیں ہوئیں ان میں محدث تھے محدث
 وال کی تشدید اور زبردستی۔ سو میری امت میں ایسا شخص ہی تو عمر و عمر ہی ف سمجھا چاہئے کہ یہ کلمہ شک و ترد
 کا نہیں بلکہ تاکید و تخصیص ہی چنانچہ کہا کرتے ہیں کہ دنیا میں میرا دوست ہی تو فلان ہی اس سے مراد اس فلان کی کمال صدا
 کی تخصیص ہی۔ محدث اسکو کہتے ہیں کہ جسکے طرف الہام کیا جاوے سو وہ اسکے موافق خبر دیتا ہی کی طرح ہی نہایت
 اور جمع الجارین لایا ہی کہ محدث اسکو کہتے ہیں کہ غیب اسکے دل میں ایک بات ڈالی جاتی ہی سوائے فراست ایمانی کے
 ساتھ اس خبر دیتا ہی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندگوں جسکو چاہا ہی اسکو اس مرتبہ سے مخصوص کرنا ہی۔ اور بعضوں کو کہا
 ہی کہ محدث وہ ہی کہ ملائکہ اسکے ساتھ کلام کرتے ہیں۔ دوسری حدیث جو ترمذی میں آئی ہی عن ابن
 عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ جعل الحق
 علی لسان عمر و قلبہ۔ مقرر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہی حق بات کو عمر کے زبان اور دل پر۔ اور ابی داؤد کی روایت
 میں ابی ذر سے منقول ہی کہ حضرت نے فرمایا ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول۔ مقرر اللہ نے
 رکھا ہی حق بات کو عمر کی زبان پر سو وہ اسی کلام کرتا ہی۔ تیسری حدیث جو بیہقی کی دلائل السنۃ
 میں آئی ہی عن علی رضی اللہ عنہ ما کان یجد ان السکینۃ ینطق علی لسان عمر علی منہ
 رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ ہم ہمہ بات دوہرین سمجھتے تھے کہ سکینہ کلام کرتا ہی عمر کی زبان پر۔ یعنی جس بات سے
 دلوچین و سکون حاصل ہو وہ بات عمر کی زبان پر جاری ہوتی ہی اور وہ بات غیب عمر کی زبان پر پرتی ہی۔ اور یہ
 بھی احتمال ہی کہ سکینہ سے مراد فرشتہ ہی جو عمر کی زبان پر الہام کرتا ہی ایسا ہی کہا ہی تو راپشتی نے جو بعض حدیث
 صحیحین میں آئی ہی عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخلت

مِنْ جَدِيدٍ كَمَا أَخَذَهُ فِي اللَّهِ لَوْمَةً كَثِيرَةً - اور ایسے ہی بہت حدیثیں آئی ہیں خوف طالت اسی پر کتنا
 کیا گیا۔ نقل ہی کہ حضرت عمرؓ نے ایک جبر پوچھا کہ آسمانی کتابوں میں تو نے کچھ میری صفت دیکھی ہے یا نہیں کہا ہاں۔ پوچھا کیا دیکھی
 ہے کہا قرآن پوچھا کہ قرآن کہا ہے۔ کہا قرآن مِنْ حَدِيثِ اَمِيْنٍ اَمِيْنٍ كَمَا أَخَذَهُ فِي لَوْمَةٍ
 کثیر یعنی لوہے کی سنگ کے مانند استوار اور امیر امانت دار اور محکم براہ خدا میں کسی طالت کرنے والے کی طالت کا
 پروا نہیں کھتا ہے۔ پھر سوال کیا کہ جسے میرے بعد ہوگا اسکو تو آسمانی کتابوں میں کیسیا پاتا ہے کہا خلیفہ کو کار پر سب نون
 اپنی قربت والوں پر ایثار کرے گا۔ اور ظالموں کی گروہ کی قتل پر اقدام کرے گا۔ جناب فاروق نے یہ سنا کہ ہمارے رحم اللہ عثمان
 یعنی اللہ تعالیٰ عثمان پر رحمت کرے۔ پھر اس پوچھا کہ ان کے بعد جو خلیفہ ہوگا اسکی توصیف تو نے کس طرح پائی ہے کہا کہ ان کا لازم
 ہوگا یعنی اسکے زمانے میں جنگ قتال بہت ہووینگے پھر کہنے لگا یا امیر المؤمنین وہ خلیفہ راست گفتار اور نیکو کردار ہوگا لاکن میں
 بہت ہوں اور غریزی ہووینگے پہلا گل ان اخبار و آثار کے بیان میں جو صحابہ کبار نے عمر
 فاروق کی مدح و ثنا کی ہیں۔ نقل ہی کہ صدیق اکبرؓ نے کہا کہ عمر بن الخطاب سے کوئی میرے پاس
 زیادہ دوست نہیں نقل ہی کہ عثمانؓ و انورین کی ایام خلافت میں آنے لوگوں نے کہا کہ آپ کس لئے عمر فاروق کے مانند
 سلوک نہیں کرتے ہو فرمایا کہ لا اَسْتَطِيعُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ لِقَآنِ الْحَكِيْمِ - یعنی میں نہیں کھتا ہوں کہ
 لقمان حکیم ہوؤں۔ اور مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اللَّهُ اعْلَمُ بِالثَّالِثِ یعنی حضرت کے بعد سب لوگوں بہتر ابو بکر ہیں
 ان کے بعد عمرؓ کے بعد اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تیسرا کون ہے اور انہیں سے منقول ہی کہ فرمایا کہ ان ابوبکرؓ و اھا و کان عمرؓ مخلصاً
 ناصحاً للهِ - کہتے ہیں کہ جناب امیر کی خلافت میں بحران والوں نے مدینہ آئے اور عرض کی یا امیر المؤمنین ہم کو عمر فاروق نے
 بحران سے نکال دیا۔ آپ ہمارے وطن کی طرف بھیجیں تو کرم ہی امیر فرمایا کہ کان عمرؓ رَشِيْدٌ لَا مَرَفَاةَ لَآ اَعِيْنَ شَيْئًا
 صَنَعْتُ یعنی عمر کا ہر کام رشید تھا میں اسکے کو نہیں بدلاؤنگا۔ عبد اللہ ابن مسعود نے کہا کہ عمر فاروق کا علم ایک پل
 میں اور ساری جہان کا علم ایک پلے میں تو لین تو عمر کے علم کا پلہ غالب آویگا۔ زید بن وہب سے نقل ہی کہ میں نے ایک بار عبد
 بن مسعودؓ کے پاس آیا اسنے اثنائے کلام میں عمر فاروق کو یاد کی اور رونے لگا استدر رونا کہ اُن کے اشک زمین کے سنگ پر
 تر ہو گئے پھر فرمائے کہ عمر فاروق اسلام حصین حصین یعنی قلزہ حکم تھے سو مسلمان اس قلعے میں داخل ہوئے اور باہر نہیں آتے تھے
 اور انکی رحلت اسلام قلعے میں ایک رختہ پر اسوسے باہر جاتے ہیں اور پھر نہیں آتے ہیں۔ اور ایسا ہی کلام انکی شانہ
 جناب امیرؓ بھی منقول ہی۔ اور ابو طلحہ انصاریؓ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گاگھر ہوگا مگر فاروق کی رحلت اس گھر والوں کو دین
 یا دنیا کے امور میں غلغلہ آیا ہو۔ اور عروہ بن زبیرؓ بنی عاصمہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں اَحْجَا السَّكَمِ بِالصَّلَوةِ
 عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِذِكْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي مَجْلِسِ كُوزِيَّتٍ وَبِحُيُوتِ

عمر بن الخطاب جب مسند خلافت پر بیٹھے صحابہ کرام نے کہے کہ ابوبکر صدیق کو خلیفہ رسول اللہ کہتے تھے جو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہے تو درازی خالی نہیں کلام کرنا لوگوں پر دشوار ہوگا۔ معیز بن شعبہ نے کہا کہ ہم مومنین ہیں اور آپ ہمارے امیر۔ پس آپ امیر المومنین ہو۔ عمر بن الخطاب یہ سنے اس لقب سے راضی ہو۔ دوسرا قول یہ بھی کہ اپنی خلافت کی ابتدا میں جیسا کہ ان کو نام لکھتے تو ابوبکر خلیفہ ابوبکر تحریر فرماتے تھے۔ ایک بار عراق کے عامل کو لکھا کہ تمہارے لشکر کے حکام دوم وزیرک اور ہوشیار کو روانہ کیجئے۔ باعراق کے لوگوں کے حالات اور اس ملک کا ضبط و نسج ان سے دریافت کروں۔ عراق کے عامل نے بیزین بریجہ عامری کو اور حدی بن حاتم طائی کو روانہ کیا۔ جب یہ ہر دو مدینہ پہنچے مسجد نبوی کے پیچھے اپنے اونٹوں کو لٹا کے مسجد میں آئے۔ عمرو بن العاص کو مسجد میں دیکھ کے کہ ہمارے باریابی کے لئے امیر المومنین سے اذن طلب کیجئے۔ عمرو بن العاص نے بہت خوش ہو کر کہا کہ تم نے خلیفہ کے لئے بہت اچھا نام اختیار کیا کہ ہم مومنین ہیں اور انہوں نے ہمارے امیر پس یہ بیعت اٹھا اور خلیفہ کے پاس جانے کے کہا **اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ** عمر فاروق سنے پوچھے کہ تم یہ نام کیسا ایجاد کیا انہوں نے صورت حال گزارش کی۔ اور کہا کہ آپ کے لئے یہ نام بہت بہتر اور سزاوارتر ہے خلیفہ نے قبول فرمایا اسی وزوہ نام مقرر ہوا اور وہی لقب لکھنے لگے۔ چوتھی خیابان حضرت عمر کے زہد و ورع اور کثرت عبادت و ریاضت اور قلت اکل و شرب و رحلم و تواضع بیان میں۔ **طیہ بن عبد اللہ سے مروی کہ کان عمر ازھدنا فی الدنیا و از غلبنا فی الآخرۃ** یعنی تھے عمر ہمارے میں زیادہ زہد کرنے والے دنیا میں اور زیادہ رغبت کرنے والے آخرت میں۔ اور ایسا ہی سعد بن ابی وقاص سے بھی مروی ہے۔ روایت ہے کہ ایک بار اپنی دختر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے تشریف لے گئے بی بی نے چینی کے کانے میں تھندی آتش اور سپر روغن زیتون ڈال کے لے آئی۔ عمر فاروق نے ہرگز نہ پیا کانسہ چینی اسباب تنعم سے رہنے کے بسبب اس سے احتراز اور فرمایا کہ ناز و تنعم نہیں چاہتا ہوں جب تک دنیا سے سدا روں۔ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ہمیشہ عمر فاروق کا کھانا دس لہجوں سے زیادہ نہیں تھا۔ لاکھین کہ ایک بار خوشیوں کی ایک جماعت بی بی حفصہ سے کہنے لگی کہ تم اپنے والد ماجد سے کہیں کہ ہمیشہ جو ایسی شدت ریاضت میں مشغول ہیں بری ناتوانی لگتی ہے بارگاہی کبھی لذیذ آب و طعام تناول فرماؤ بی بی نے یہ سنے اپنے پدر بزرگوار سے گزارش کی تو فاروق اعظم فرمایا کہ **غَشِیْتَ اَبَاکَ وَ نَضَحْتَ لِقَوْمِکَ**۔ یعنی اے بی بی تو کہا اپنے باپ کو دھوکا دیتی ہے اور اپنے خویشتن کی بھلائی کرتی ہے۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ عمر فاروق کے پیرہن کو چار پیوند لگے تھے ایک روایت ہے کہ دو کھنڈروں کے درمیان چار پیوند تھے **فَقُلْتُ** کہ فاروق اعظم جب ملک شام کی طرف رونق افروز ہوا تو ان کے ارکان دولت و اعیان سلطنت استقبال آئے اس وقت جناب فاروق اونٹ پر سوار تھے ان کے خواص عرض کئے کہ یا امیر المومنین یہاں کے اکابر اور اشراف آپ کے استقبال آرہے ہیں آپ گھوڑے پر سوار ہووین تو انکی شوکت اور دبدبائے ولین جائے گیر ہوگا

فرمایا کہ اسی بارے میں سے صلیب پائی ہوئی تھی بلکہ کام سے ٹکڑے سے ٹکڑے تھی تب آسمان کی طرف اشارہ کیا لعل علی کہ ایک بار صلیب
 کی طرف سے ایک وکیل جس نے رستہ کو دکھایا اور دریافت کرنے لگا کہ میرا زمین عمر فاروق کہاں ہیں تاہم بادشاہ کا پیام تھا کہ
 لوگوں کو کہا کہ میرا زمین مسجد میں جو ہے۔ جس سے مسجد کی طرف ایک ایک دیکھتا ہے کہ کسی نہ پوش نے ایک اینٹ سر ہٹا
 لیکے لٹائی۔ یہ دیکھ کر پھر گیا۔ اور پھر لوگوں کو چھٹے لگا کہ میرا زمین کہاں ہیں کہہ کر مسجد میں ہو گئے۔ وکیل نے کہا کہ میں مسجد
 میں چکا دیکھا تو ایک نہ پوش کے سر اوپر کوڑی کو ایک اینٹ سر ہٹانے کے کیشتائی۔ کہہ کر اس کو حقارت سے دیکھ
 کر ہار مارا اور غلیظہ ہی تھی **لَقَدْ جَاءَكَ لَنْ قَادَر** برویکہ روزندان قلندر پشندہ و کرستانند
 و ہندافرستانہ شامی و خشت زیر سرور و راجہ ہفت اختر با دست قدرت اگر منصب صاحب جامی با وکیل قحط
 پھر مسجد کی طرف گیا اور میرا زمین کے حضور میں ٹٹوخت بجا لگا کہ باادب کھڑا باادب سارعب اور وہ جہاں ہٹا
 دل میں جانے لگا کہ کسی بادشاہ کے دربار میں اس کی حالت نبوی تھی **یہی یہ بیت حق کی تین ہی حق کی**
 کہ تین بیت یہ صاحب حق کی باجسے نو اسے سدا ترسان وچے با اس فرمان اس یقین رزان وچے با عرض
 وکیل نے ترسان و درزان بادشاہ کا پیام پہنچا یا اور میرا زمین سے رخصت لیا اور کہتا تھا کہ میں بیت سے بادشاہ
 سے ملا ہوں اور صلاحین کے دربار میں رہا ہوں کہیں ایسا رعب نہیں پا جا میرا زمین کے حضور میں پایا **لعل علی کہ**
 بن ربیعہ نے کہا کہ جب میرا زمین عمر فاروق نے مدینہ سے کہنے کی زیارت کا عزم کیا میں بھی ہمراہ تھا جانے اور نہ کہنے
 وقت کہیں اس کے واسطے غمراہ و خرگاہ نہیں تھا جسے غلیظہ اور میروں کو جو کہ کائی بلکہ میرا زمین جس جگہ نزل فرماتے
 ایک چار پرانے کمرے والے جے اور اسی کے ستائیں آرام پڑے اور عبداللہ بن عمر سے منقول تھی کہ میرے والد کا نام غلام
 میں شام کی طرف چھا دے گا ایک لشکر تیار ہوا جو مجھے بھی رزہ ہوئی کہ میں بھی اس لشکر کے ساتھ جاؤں پھا
 ثواب حاصل کروں۔ تب میرا والد بزرگوار سے اجازت چاہی تو فرمایا کہ اے میرا دل کا خوف تھی کہ کہیں تو زمانہ میں
 ہر جاؤ۔ میں نے عرض کی یا میرا زمین کہ آپ میرا شخص پر یہ چکاں کرے ہو۔ تو کہ مجھے سب کا احتمال تھی کہ جب سلاموں
 کا کافروں پر فوج و لغت حاصل ہوگی اور کفار کا چھٹا اور کئے عورت بچوں کو قید کر کے ستبا میں لایکے کسی جاویر پر
 جو جیل رہے تیری خاطر مائل ہو جائیگی میرا تیری کی نسبت جو ثابت تھی اس کی روایت کرنے اس کو قیمت سے ترے
 حوالے کرے لکے تاہم تو اس کو فرمایا جو گاؤں فی الحقیقت نہ لکھا ہو گا تو مصلحت یہ بتائیں تھی کہ اب تو نہ جاوے اپنی جہا
 نفس میں مشغول ہے۔ اور لعل علی کہ ایک دن ہر پروا دتے اور لوگوں کو دھوکہ دیتے فرماتے تھے اتنا کہ لعل علی کہ میں ہر لوگ
 سوچنے لگے اور نہ تھا چالیس اٹھے سے جو ایک واقعہ چالیس کم کا ہو تاہی زیادہ نہ بندا چاہئے کہ کہ میرا زمین عالم سب لہ
 آدم اپنے اذواج مطہرات کا ہر چالیس اٹھے سے زیادہ نہ بندا تاہی جس نے اس حد سے بجا و کر گھاؤ میں حکم کرنا
 ہوں کہ اس کی زیادتی کو بیت اللہ میں داخل کریں۔ تب ایک بوہتی تھی اسی اور عرض کی کہ یا میرا زمین آپ کا منصب

بزرگ کے لائق نہیں کیسی بات فرماؤ گیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ وَاَنْتُمْ اِذَا خُلْتُمْ بِالنِّسَاءِ فَلَا تَاْخُذُوا مِنْهِنَّ شَيْئًا عمر فاروق یہ بات سنتے ہی متنبہ ہو اسوقت انصاف کے مقام میں آئے فرمایا اِنَّ اَصَابَتْ وَرَجُلٌ اَخْطَا یعنی ایک عورت پرستی پر لائی اور مرد خطا کیا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جب امیر المومنین منبر سے اترے اور تشریف لیچے قریش کی ایک عورت سر راہ پر اسے مل کے عرض کی کہ میرے باب میں آپ نے جو فرمایا وہ بات نص قرآن کے مخالف ہے اور آیت مذکور پر ہے۔ عمر فاروق وہ سنتے ہی متنبہ ہو اور اسوقت آگے منبر پر نہوار ہو کر فرمایا کہ لوگو میں نے میری زیادتی جو منہ کی تھی وہ میرے سے خطا ہوئی اب اس سے رجوع کیا ہوں۔ اب ہر شخص اپنے مال سے جس قدر چاہئے اپنا ہر ماں دھم لے اور کہتے ہیں کہ ایک بار ایک رعیت سے بات کر رہے تھے سواتھائے کلام میں آئے کہ اِنَّ لِلّٰهِ يٰ اَیْمُنُ الْمَوْمِنِیْنَ یعنی اے مومنوں کے امیر اللہ سے قدو تب حاضر وقت ایک شخص نے کہنے لگا کہ تو امیر المومنین سے ایسی بات کہتا ہے تب فاروق اعظم نے کہا کہ اسکو چھوڑ دو واقعی بات مجھے پہنچاؤ اور نکو بھی جب ضرورت ہوگی میرے ساتھ ایسا ہی کہا کرو روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی جہری پر ایک پر نا تھا ایک روز فاروق اعظم نے لباس پاکیزہ پہن کے مسجد کعبہ طیف تشریف لے گئے تھے جب انکا گذر عباس رضی اللہ عنہ کی جہازی کے نیچے سے ہوا اس وقت انکے گھر دو مرغ فرج کئے تھے انہوں نے اسکا ہر پانی کے ساتھ آمیز ہو کر اس پائے سے تنک رہا تھا ناگاہ اس سے چند قطر فاروق اعظم کے کپڑوں پر پڑے اس پائے سے لوگوں کو خبر پہنچا ہے کہ حکم کیا کہ اس پائے کو اسکی جگہ سے نکال دین پس اپنے گھر کعبہ طیف مراجعت کی پھر لباس ملا کے مسجد کعبہ طیف تشریف لے گئے۔ جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی عباس نے کہنے لگا کہ امیر المومنین قسم ہی اللہ پاک جلشنان کی کہ وہ پناہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھ سے لگایا تھا پس عمر فاروق یہ بات سنتے ہی نہایت مضطرب و بیقرار ہو گئے اور کہنے لگا کہ یا عباس میں نے تو قسم دیا ہوں پروردگار پاک جلشنان کی کہ تم میرے کہندوں پر جرح کے اس پائے کو جہان حضرت نے رکھا تھا وہاں کھدو کھدو۔ جب اس باب میں بہت ہی الحاح اور مبالغہ کئے عباس نے قبول کر کے اس پائے کو اسی جگہ لگا دیا۔ اور عمر فاروق سے مروی ہے کہ اپنی خلافت میں فرماتے تھے کہ اگر ایک بکر اچھی دریا فزات کے کنارے ہلاک ہو گا میرا گمان نہیں ہے کہ میرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکے حال سے سوال کرے گا۔ اور متقول ہے کہ فاروق اعظم کی خلافت میں ایک دن جناب مرتضیٰ علی نے انکو دیکھا کہ تری جلدی دوتے ہوئے جا رہے تھیں سو اس جلدی کا سبب دریافت کیا تو جواب دیا کہ صدقات کے اونٹوں سے ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اسکو دھونڈنے کے لئے جانا ہوں۔ جناب امیر نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ کے بعد جو خلیفہ ہو گا آپ نے اسکو رنج و مشقت میں ڈالا فاروق اعظم نے کہا کہ یا ابو الحسن اس میں ملامت نہ کیجئے قسم ہی اس پروردگار جلشنان کی کہ جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رستی کے ساتھ خلق کی طرف بھیجا کہ اگر ایک بکر کا پیچہ بھی آب فزات کے کنارے ضائع ہو گا تو قیامت کے روز عمر اس کے سبب خطاب عتاب میں سپرے گا۔ پس جس شخص کے واسطے ایسا روز درپیش ہو اسکو ایسی جلدی پر ملامت کی جگہ نہیں۔ اور لائیں کہ لوگوں نے بن عباس سے سوال کیا کہ عمر فاروق کا حال انکی خلافت میں کیسا تھا انھوں نے جواب دیا کہ انکا حال اس پرند کے مانند تھا جو نہایت حیران و متحیر

بیت المال سے بولیا ہر بن بھر دو گنا۔ یہ بات جناب فاروق اعظم سے اس آیت کی طرف اشارہ ہی من کان غنیاً فلیستغنی
 وَمَنْ كَانَ فَقِيراً فَلْيَاكُلْ بِالْمَعْرُوفِ کہتے ہیں کہ امیر المومنین کو جب محتاج ہوتی تو صاحب بیت المال کو قرض دینے
 اور جب محتاج نہیں ہو تو قرض نہ دینا اور کبھی تنگی ہوتی تو صاحب بیت المال اپنے قفاض کرنا۔ اور جب بیت المال کا حصہ بخلت
 وہ قرض اور دیتے۔ اور انکی غلامت اور فراست ایسی تھی کہ ان عمر کہتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی نہیں کہ عمر فاروق نے کہا ہو کہ میں
 گمان کرتا ہوں کہ وہ کام ایسا ہوگا تو وہ ویسا ہی ہوتا جو آپ گمان کئے ہوں ایک روز ایک قریش کے جمع میں تشریف
 رکھی تھی ایسے میں ایک شخص نے گزرا اسکو دیکھ کے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ میرا گمان خطا کرے کہ یہ مرد جاہلیت میں
 قوم کے دین پر بھی پاکا ہیں ہی۔ پھر فرمایا کہ اسکا حال دریافت کریں۔ جب ہتھیار لے کر وہ کاہن تھا۔ اور انکی عدالت
 ایسی تھی کہ عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ جب وہ شخص ہم جھگڑے کے انفصال کے لئے آئے تو امیر المومنین دوزانو بیٹھے
 اور کہتے بار خدا یا کہ مجھے مدد کیجئے نا ان ہر دو کے درمیان عدل فرمائی سے حکم کروں کیونکہ ہر دون میں دین لیجائے کہ
 ورنہ میں سویری اعدا کا امیدوار ہوں۔ لاکھین جب کسی عامل کو کسی ملک پر مقرر کرتے تو ایک دستور العمل ایسا لکھ دیتے کہ تتم
 اور کمال سے دور رہا اور زینت و زفاہیت نہ پائے اور ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہو دے اور جادو گران قیمت اور نرم نہ پیسے اور حفظ
 سوزی کی روٹی نہ کھاو اور اپنے گناہ کا دروازہ بند نہ رکھے اور دیوڑی پر دربان نہ لگے نا لوگ آسانی آوین اور ہر گناہ اپنی
 حاجتیں طلب کریں اور عامل سے عہد لیتے کہ فرمان کے مضائقہ نہ کرے اور عدالت کی راہ مستقیم عدول نہ کرے۔ اور ان
 عمر سے منقول ہے کہ جب امیر المومنین عمر فاروق کو کوکھ اور وہنی کرتے اس وقت اپنے گھر آئے اپنے اہل و اولاد کو اور خوشن
 و نالوں کو اور دوستوں اور یاروں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں لوگوں کو ظلم کا کام منع کیا ہوں اور مقررہ لوگ تمہارے طرف
 ایسا کہتے ہیں جیسے پرندہ گشت پر کہ تمہارے کیسے اس کام کا تم کو بھگاتا تو وہ بھی اس پر جنسارت اور اقدام کرینگے اور تم اس
 پر بریز کر دو گے تو بے بھی اس سے دور رہینگے۔ آگاہ رہو کہ اگر تمہارے کسی شخص کو کام کیا ہوگا کہ جسکو میں منع کیا تھا تو اسکو دوسرے کے
 بیعت و ناعذاب دو گنا۔ اور منقول ہے کہ جب امیر المومنین کعبہ کے حج کے واسطے نکلے اطراف و احوال کے عاملوں کو لگائے
 وہ بھی حج کے لئے آوین تاج کے موسم میں طافات پر جب کہ معطر میں سب اکٹھے ہو تو فرمایا کہ لوگوں میں عاملوں کو نرم رہو
 نہیں مقرر کیا کہ تمہارے عاملوں کو کسی چیز انکو پہنچے بلکہ انکو عامل اس لگا دانا ہوں کہ تمہارے میں پردہ اور حامل رہیں۔ تاہم ایک
 دوسرے پر ظلم و ستم نہ کریں۔ اور وہ حذر کا حق دلاوین۔ پس میرے عاملوں کو ان پر تمہارے کسی شخص کا حق باقی رہے تو
 چائے کہ لٹکے اور صاف کہہ دو کہ کسی کی روز عایت کر کے ہرگز پوشیدہ نہ رکھے۔ یہ حکم سننے لگا کوئی اٹھ کھڑا ہوا اور
 کسی عامل پر اپنا حق ثابت کرنا تو اس وقت اسکو دلا۔ اور اس عامل کو بری مادیب فرما کے اسکو معزول کرتے اور اگر کوئی نہ
 اٹھ کھڑا ہوتا تب عاملوں کو قسم دیکے پوچھتے کہ تمہارے کسی ظلم کیا ہی اور یا کسی کا حق کسی کی گدن پر باقی۔ تب جو عامل قسم کھا کے
 اپنی پاکی ظاہر کرنا اسکو خدمت پر بحال رکھتے۔ اور جسے سو گند نہ کھا یا اسکو معزول کر کے دوسرے کو اس کے قائم مقام کرتے۔ تاہم وہ

پیرے۔ جناب فاروق کے کلام کا مصداق یہ حدیث شریف ہی کہ اِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْمَلِكِ هَٰذَا مُحَمَّدٌ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ مُحَدَّثٍ يَذَّعُرُ كُلَّ بَذْعَةٍ ضَلَالَةٍ۔ چھٹی
 خیابان حضرت عمر اپنی خلافت میں مدینہ کے بازار میں رات کے وقت
 گشت کرنے اور بیسیوں کی اعانت و امداد دیا لاتے اور فتنہ و فساد
 دور کرنے کے بیان میں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ كَلَّمْتُ عَلَى كَلِمٍ رَّاحَ وَكَلَّمْتُ
 مُسْتَوِلٌ عَنْ رِعِيَّتِهِ۔ یعنی خبردار رہو کہ تم سے ہر فرد رعیت رکھنے والا ہے اور تمہارے سے ہر ایک اپنے رعایا
 سے سوال کیا جائیگا۔ اب جانئے کہ راعی یعنی بکرے پرانے والے کو ہمیشہ یہ بتا چاہئے کہ سب وقت اپنے بکروں کا نگہبان
 اور کوی دم انکی محافظت سے سستی کرے اور غفلت روا نہ رکھے تالا نہ گون اور درندوں کے پیچے میں گرفتار نہ ہو۔ اور ان کے چارے
 اور پانی اور انکو رکھنے کی جگہ سے خبردار نہ گئی قاتل سے بے خبر نہ رہے تاکہ انکو کچل نہ پیچے اس طرح نوح انسان سے ہر فرد خصوصاً مالک
 کو جواب اور لازم ہے کہ اپنے رعایا کے حال سے واقف رہیں انکی عہدہ برائی سے غافل نہ ہوں انکے کھانے پانی کی چیزیں اور جن
 چیزوں کے ساتھ انکو احتیاج ہے اچھی طور سے انکو پہنچا دیا کہ بن بکراں پر تربیت پداری اور شفقت مادی مبذول رکھے۔ نقل
 جب عمر فاروق مسند خلافت پر بیٹھے اللہ تعالیٰ نے انکو رعیتوں کی حالت اور انکی تربیت پر ایسا متوجہ کیا اور انکی دلیں اسی شفقت
 دالی کہ جب کیا بیان میدان تحریر و تقریر میں سماتا نہیں اپنی خلافت میں رات کے وقت مدینہ کے بازار میں سیر کرتے اور غریب
 و فقرا کے حال پر شفقت فرماتے تھے۔ صحابہ کی ایک جماعت روایت کرتی ہے کہ ایک رات امیر المومنین فاروق اعظم گشت
 کے لئے نکلے ہم بھی ہمراہ تھے جب آگاہ کہ ایک خیمے پر ہوا اس خیمے سے ایک عکس آواز آئی امیر المومنین نے ہکو فرمایا کہ تم ہیں تمہارے کہ میں
 نزدیک جا کے سنا ہوں کہ یہ کسی آدمی ہی پس نزدیک تشریف لے گئے تو اس خیمے کے اندر ایک بوہی عورت کو دیکھا کہ حوض
 کات رہی ہے اور بہر بیتن کمال رقت سے پرہی اور حضرت کو یاد کر کے شوق اتفاقا ظاہر کر رہی ہے۔ علیؓ محمدؐ صلوات
 الابرار علیہم الطیبون الاخیار؛ قَدْ كُنْتُ قَوْمًا بَكَاءٍ اَبْلَا شَحَارٍ؛ يَا كَيْتَ شَعْرِي
 الْمَنِيَا اَلْهَوَارِ؛ هَلْ جَمَعْتِي وَجِئْتِي الدَّارِ؛ پس یہ سنتے ہی امیر المومنین کو رقت ایسی غالب ہوئی کہ بلبل آواز
 سے روڈ پھر ہکو بلا جب ہم سب خیمے کے دروازے کے پاس گئے تین بار آواز طلب کرنے کے طور پر سلام جب اسنے اذن دہی
 اندر گئے امیر المومنین نے خواہش کی کہ وہ بیتن بھر دے اس بوہی نے بے بیتن پر ہی۔ امیر المومنین کو رقت بہت غالب ہوئی
 سو رونے لگے پھر اس سے چاہا کہ عمر کا ذکر بھی اس میں داخل کرے تب اسنے یہ مصرع کہی۔ ع وَعَمْرٌ فَاعْفِرْ لِمَا عَفَا
 سَائِبُ بْنُ جَبْرِ حَبْنِ عَبَّاسٍ كَمَا مَوْلَى هِيَ نَقْلُ كَرَامَتِي امیر المومنین ایک شب بیٹھ کے بازار میں سیر کرتے تھے اتفاقاً ایک ضعیف
 کے دروازہ پر آگاہ رہا اسنے اپنے گھر میں مغموم ایک شعر پڑھ رہی تھی انہیں سے یہ بیتن ہیں۔ تَطَاوَلَ هَذَا
 اللَّيْلُ شَرِي كَرَاكِهِ؛ وَارَقَنِي اِنْ اَصْبَحَ اَعْيَاهُ؛ فَوَاللَّهِ لَوْ اَنَّ اللَّهَ اَنَّى رَاقِبَهُ؛ لَحَرَمَكَ

مدینہ کی طرف بہت جلد ہی چلنے لگے۔ میں بھی پیچھے چلا تھا سب اللہ کے فضل سے کادروازہ کھولا ایک تھیلہ بھر کے آٹا اور جن چیزوں کے ساتھ احتیاج ہو ان سب چیزوں کا ایک بستر باندھ کے اپنے کھنڈ پر تھائے میں ہر چند التماس کیا کہ یہ بستر چھوڑ دیکھئے تا میں اٹھا لے آؤں مگر قبول نہ کیا اور فرمایا کہ فردا قیامت میرا روتا تھا نیگا القصد اس وقت وہ چیزیں بہت جلد ہی لیجا کے اس عورت کو پہنچائیں۔ اور فرمایا کہ جلد اس کے روتھان تیار کر کے اپنے بچوں کو کھلاؤ اس عورت نے بہت خوش ہو کے جب بچا نے لگی بکراں کے کام میں آپ بھی اعانت فرمائی جب وہ بچے تناول کئے اور لکین پٹا آپ و ماں سے اٹھ کے چلے اس عورت نے دعا کی کہ **جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا**۔ اور بہنیں بچانی کہ وہ عمر فاروق میں سوہنے لگی کہ مسلمانوں کی حکومت و خلافت کے لئے تم ہی بہت انس و سزاوار ہو۔ اور نقل ہی کہ اخف بن قیس عرب کی ایک جماعت کے ساتھ عراق کی طرف سے امیر المومنین فاروق اعظم کی خدمت میں آیا اور اس وقت دیکھا کہ اپنا عبا کر پر باندھے ہو اور دامن سمیٹے ہو ایک اونٹ کے دھونڈنے میں جو صدقے کے اونٹوں میں گم ہوا تھا وہوپ کی شدت میں دوڑا دوری کر رہے ہیں۔ اخف کو دیکھتے ہی کہا کہ اے اخف صدقے کے اونٹوں سے ایک اونٹ گم ہوا ہے اور وہ یتیموں اور مسکینوں کا حق ہے میں نے اس کے دھونڈنے کے لئے نکلا ہوں تو بھی اسکی جستجوئی میں ایک ساعت میری رفاقت کیجئے تب اس جماعت سے ایک شخص نے کہا یا امیر المومنین رحمک اللہ صدقے کے غلاموں کے غلام کو کس لئے آپ حکم نہیں فرماتے ہوتا اس کام پر قیام کرے فرمایا شخص مسلمانوں کا دالی ہو دیکھا اسپر لکھی خبر خواہی اور شفقت اور ادا امانت ایسی واجب ہو کر رہی ہے کہ غلام پر اس کے آقا کے لئے واجب ہو۔ اور مروی ہے کہ ایک دن وہوپ کی بنایت شدت میں اپنی ازا پر اسے ہو کر باندھے ہو صدقے کے اونٹوں کو مالش دے رہے تھے تب ایک مرد نے عرض کی یا امیر المومنین آپ کے منصب کو یہ بات لائق نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ سے یہ کام کریں حکم کیجئے کہ تا دوسرے کام بجالاؤں تب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان اونٹوں کا نگہبان کیا ہے کل قیامت کے دن میرے سے سوال کریگا نہ دوسروں سے۔ اور عبد الرحمن بن عوف سے منقول ہے کہ ایک شب میں نے نماز عشا سے فارغ ہو کے اپنے فرش پر لیٹا تھا ناگہان ایسے میں امیر المومنین عمر فاروق میرے گھر تشریف شریف ارزانی فرما میں نے گزارش کی کہ کہا چیز باعث ہوئی کہ اس وقت قدم رنجہ فرما کاش مجھے اطلاع ہوتی تو حاضر خدمت ہوتا فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ مدینہ کے باہر ایک قافلہ آگے نزول کیا ہے۔ اس قافلے کے لوگ جب سفر کی تاب اور شفقت کھینچے ہیں ان پر خواب غلبہ کر چکی ہے سب استراحت میں مشغول ہو جاوینگے پس بہتر ہے کہ تم میری رفاقت کریں تا آج کی شب ہم قافلے کے نگہبان رہیں۔ میں نے یہ بات سننے ہی اٹھا ہم ہر دو ملے چلے جلد سے وہ قافلہ ایک تیلے پر نزول کیا تھا جب وہاں چاہیچہ امیر المومنین نے حکم کیا کہ تم استراحت کرو حسب الحکم میں نے لیٹا تو جلد میندا لگئی۔ امیر المومنین آپ تہا بیدار رہا اور نام شب قافلے کی نگہبانی کی میرے سوا اس بات پر اور کوئی مطلع نہ ہوا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ عمر بن الخطاب کے روضہ پاک پر ابرجرت برسا و جب انکی خلافت میں ایک سال بڑا قحط پڑا تھا جسکو عام الرماد کہتے ہیں اسی قحط کے

اور جسکی حیا جانی رہی دل سکا مر گیا۔ اور فرمایا **حَمَّ اللَّهُ أَمْرًا أَهْدَى إِلَيْنَا مَسَاوِينَا** یعنی اللہ تعالیٰ ہم کو اس
مرد پر جو ہمارے طرف ہمارے برائیوں پر ہدایت کیا۔ یعنی ہمارے عیوب ہمارے بیان کر دے۔ اور فرمایا **قُلْ مَا آذَنُ شَيْءٌ فَاَقْبَلُ** یعنی
بہت کم ہی وہ چیز جو ہمارے ہمتہ سے لگی پر پھر آؤ اور فرماین کہ **لَنْ أَمُوتَ وَمَعَهُ خَشْيَةُ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَصَدَّقَ**
بِأَلْفِ دِينَارٍ یعنی جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خوف و خشیت رہے میرا پس زیادہ دوست ہی اس بات کہ وہ راہ خدا میں
ہزار دینار صدقہ دیوے۔ **○** ذرہ در در و خدا در دل تڑا پتر از ملک جہان حاصل تڑا اور انہیں کے مواظب سے ہی کہ
فرماتے تھے کہ تین خصلت ایسے ہیں کہ جسے ان سے متصف ہوگا اسکا ایمان کامل ہوگا۔ حلم ایسا کہ جاہلون کے جہل کو روکے۔ پرہیزگار
ایسی کہ گناہوں کے ارتکاب سے منع کرے۔ اور حسن خلق ایسا کہ اس سے لوگوں کے ساتھ مدارا کرے۔ اور فرمایا کہ امارت کے سزاوار
انہیں مگر وہ شخص کہ جہین چار خصلتیں ہوں۔ نرمی بے ضعف اور درشتی بے عنف اور اکرم بے اسراف۔ نگاہ دہشت بے بخل۔
یہ قول سب امور میں اقتصاد یعنی میانہ روی کرنے کی طرف اشارہ ہی خصوصاً اکرم اور ہمساک میں **وَلِلَّهِ دَرَجَاتٌ مَن قَالَهُ**۔
○ فراخ دستی را اندازہ گذران چندان کہ آفتاب معاشت بدل شود لبها و نہ نیز در پی امساک لا باالی باش و
چنانکہ دامن بہت کنی ز دست را و چو ہر دو قسم کو سیدہ خصلتی آمد پیر بصیرت ارباب فضل و علم و سخا و پس اختیار
رہست در میان امور و بان لیس کہ خیر الامور او سہل و اور فرما کہ **لَا تَنْظُنَّ بِكَلِمَةٍ خَرَجْتَ مِنْ مُسْلِمٍ شَرًّا**
فَأَنْتَ تَجِدُهَا فِي الْخَنِينِ مَحْمُولٍ یعنی کسی مسلمان کو یہ کلمہ صادر ہو تو اس سے بدی کا گمان مت کر کہ وہ نیک تاویل
کر سکتا ہی یہ کلام گمان بے بچنے کے باب میں اشارہ ہی جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ**
كَيْتَرُونَ مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِشْمٌ یعنی ای ایمان روا کہ گمان بے بچو کہ بعض گمان گناہ ہی۔ اور فرمایا۔
كُنْ بِكَ عَيْنًا أَنْ يَبْدُوَ لَكَ مِنْ أَخِيكَ مَا يَخْفَى عَلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ۔ یعنی بس ہی مجھ کو وہ
عیب جو تیرے بھائی سے مجھ پر ظاہر ہو تو تیرے عیب سے جو مجھ پر پوشیدہ ہے **○** **وَلِنَعْمَ مَا قَالَهُ**۔ بر تو خواہم زو فتر
اخلاق و آیتی در وفا و بخشش و ہر کہ بجز ارادت بجز بھلائی ہمچو کان کریم ز بخشش و کم مباحث از و رخت سائین و ہر
سنگت ز نذر بخشش و از صد یاد کہ نکتہ حلم و انکہ بر و سرت بجز بخشش و اور فرمایا **اسْتَشْشِ فِي أَمْرِكَ الدِّينَ**
يَخْشَوْنَ فَإِنَّهُ يَقُولُ إِمَّا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ یعنی پے کاموں میں ایسے لوگوں سے
مشورت کر کہ وہ دین اللہ تعالیٰ سے کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہی مقرر رہنمائی کر رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اسکے بندگوں سے مگر علما
اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ سب لوگوں میں زیادہ حلم والا۔ اور بہت کرم کر نوا لا کون ہی اب جانے کہ کریم ترین مردم وہی
ہی کہ وہ ایسے کو عطا کرے جو اس کو محروم کیا ہو۔ اور حلم ترین خلق وہی ہی کہ اس کو بخش دے جو اس پر ظلم کیا ہو **○** مشورت
را ز ندہ می باید نہ گو کہ ترا ز ندہ کند آن ز ندہ گو و اور فرمایا **أَنْ تَبْعَ عَادَاتِ مُحَمَّدٍ مَسَاعِدَةٌ لَكَ فِي بَأْسِ**
وَالْإِخْتِارُ عَنْ كَعَادَاتِ الْمَشُورَةِ وَلَمْ تَعْمَلِ الطَّاقَةَ یعنی چار عادتیں نیک ہیں

فرزند ہوئی مدد اور دشمنوں کی دوری اور دشمنوں کے کام کرنا۔ اور فرمایا علیک بالصدق وإن ملک بیہ ہا
 راست ہی کہے اگر تجھے قتل کریں۔ اور فرمایا یا اباک ومو اخیاء الکحمتی فانیہ ربما آراک ان یتغاک
 فیضی ملک بیہ احسن کی دوستی سے بہت دور نہ کر دے کہ وہ بہت چاہیگا کہ تجھے فتح پہنچا دے اس کا نیک نیت ہونا
 چاہیگا۔ اور فرمایا کہ حق علی تو میرا کالی عکالک بیہ آج کامل کل بہت رکھ۔ ان فتوحات
 کے بیان میں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں واقع ہوئیں۔
 روانہ کرنا مثنیٰ کو عجم کی طرف۔ لائے ہیں کہ جب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلافت پر بیٹھے
 اول جو کام کرنا شروع کیے وہ یہ تھا کہ غلامی اللہ عنہ کو معزول کر کے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ پر قائم
 کیا چنانچہ یہ فقہ ہونے کے ذکر ہوا اس سے پہلے سب مسلمانوں کے دل محمد بن ولول ہو گئے۔ کیونکہ خالد بن ولید دین محمدی کی
 اطاعت اور امت احمدی کی جزی حیات و قریہ برائی تھی سب غرض مدینہ کی ہر گز وصیت کے موافق عمر فاروق نے مثنیٰ بن جہاد
 جو عجم کے جنگ پر سفر فرمایا انہوں نے غرض کی کہ جہاد انصار کی ایک جماعت ہوا وہ بنی تھانے اتفاق و اتحاد عجم والوں کے جنگ
 و جہاد پر کرنا بد میں۔ اور بیٹھے تو ان کے لائے ہیں کہ مثنیٰ نے صدیق اکبر کے مین حیات ہی اپنے ملک مدراجت کی تھی جس
 عجم والوں نے ابو بکر صدیق کی رحلت سے کھڑا کیا اور مثنیٰ سے جنگ کرنا ادا وہ کر کے اطراف و اواسط کو تاراج کرنے
 لگے۔ اسے مثنیٰ نے جناب خلافت تک پہنچا مد طلب کی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مثنیٰ نے اپنے واقفین میں دیکھا
 کہ ایک خوبصورت مرد نے اپنے ناقہ میں ایک علم لیا ہوا اپنی طرف آتا ہے جب نزدیک آیا وہ علم مثنیٰ کے ہاتھ دیا۔
 اور کہا کہ لو کہ فارس کی دولت و اقبال قریب الاوال ہی۔ تجھ کو چاہیے کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب کے پاس جا
 اور اس سے مد طلب کرے اور یکرین کو تباہ کر دے مثنیٰ جب اس فرما سے جا کھڑا مثنیٰ بہت خوش ہوا اور اپنے لشکر کے
 سردار و جنگیہ را قہ ظاہر کر کے انہیں شہوت کی اور سیک کی طرف روانہ ہوا سب کی راسخ تھی ہوئی۔ پس سفر کا سامان
 آتا وہ کر کے اپنے خواص کو ہمراہ لے کے مدینہ کی طرف روانہ ہوا یہ اٹھائے سفر میں رات ہوئی کہ سب میں ایک چارہ ہر گز
 ایسے میں اتنا غیب سے چہیز میں سنی کہ جن میں اسلام کی شوکت و نفرت اور کفر کی شکست و مذلت مذکور تھی سب کو ایک
 طمانیت و تسلی حاصل ہوئی مثنیٰ کا غلام اور خواص میں ہوا آواز آئی تھی اور ہر چلنے لگنے کی سبب ہی تھی۔ پھر مثنیٰ نے قلعہ کے
 گھر میں الخیر میں پہنچے اور دریافت کی کہ امیر المومنین کہاں ہیں گو کہ کجا کہ کار ہوا جو انصار اور تابعین کیا کہ ساتھ مثنیٰ
 تشریف رکھی ہیں مثنیٰ نے مسجد میں جا کے سلام کیا حضرت عمر نے جواب دیکے پوچھا من آنت کہ تم کون ہو کہا امام مثنیٰ
 بن حارثۃ التیمیانی بیہ میں مثنیٰ بن حارثۃ شیبانی ہوں جناب فاروق نے فرمایا تم جہاد لک و اھلا
 میں نے تیری وصیت میں ہی باب تو کہا کہ آئی اور تجھ کا سبب کیا ہے کہنے لگے کہ امیر المومنین عمر نے غزوہ بدر کے بعد
 مدینہ و آثار و مسلم کے نامے میں اہل فارس کے ساتھ جنگ کر رہے تھے بعض مثنیٰ کے دشمنوں سے انتقام لینے چکا اور بعضے نے اہل

خلیفہ کی رحلت کے بعد سسے میں ایک اہل فارس جس سے جنگ کرشکا ارادہ کر کے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ اس لئے میں حاضر ہوا ہوں کہ عراق میں جو فوج اسلام پہنچی ہے آپ ہماری تائید پر انکو مقرر فرماویں ہم اسکو متفق ہو کر فارس پر بھٹا مقابلہ کریں عمر فاروق نے یہ عرض قبول کی اور پوچھنے لگے کہ عراق عرب کی زمین کیسی ہے اور وہاں کے لوگ کی کیا حالت ہے۔ منشی کہنے لگے کہ عراق عرب کی زمین بہت بھی بہتر اور زرخیز ہے اس سرزمین میں خاک اور زربار ہے لاکھ لاکھ لوگ اگرچہ قوی ہیں اور عظیم الجثہ ہیں لاکھ بہت کم قوت اور بد دل ہیں۔ منقول ہے کہ حضرت عمر نے چند روز متواتر برسرِ خطبہ پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور حضرت پروردگار و دو مسلمان بعد لوگوں کو بخیرین کے جہاد پر ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح و نصرت دیوے گا اور کسری کے خزانے اور بہت سے غنیمتیں ملنے لگیں۔ پس نکو چاہئے کہ فارسیوں کے جنگ میں دلیری کریں دین کے دشمنوں کو مستاصل کر دیں۔ کوئی شخص جواب نہیں دیتا۔ اور سب اب میں اقدام نہیں کرنا تھا۔ کیونکہ خالد بن ولید کو معزول کر دینے سے اکثر لوگ بہت دگر اور طول تھے اور بعضے فارسیوں کی کثرت اور شوکت سے کسے سستی کرتے تھے۔ منشی یہ حالت دیکھ کے اٹھ کھڑے رہے اور کہنے لگے کہ اے مسلمانوں سستی نہ کرو سب اب میں جرأت کرو بارگاہِ الہی جلشانہ سے فتح و ظفر کی امید قوی رکھو اب جانو کہ اہل فارس سے جنگ کرنا مشکل نہیں بلکہ سہل و آسان ہے انہیں میں تفرقہ اور پریشانی الگ ہے حیرہ اور سواد کو فہ ہمارے تصرف میں لگیا ہے اور ہمارے دس ہزار مرد جنگی وہاں حاضر اور ہمارے منتظر ہیں ہمارے طرف سے تھوڑی مدد بھی پہنچے تو وہ قوی دل ہو جائیں ابو عبیدہ ثقفی جو کبار تابعین سے تھے اٹھ کر کھڑے رہے اور عرض کی کہ اسباب میں سب سے اول میں عزم کرنا ہوں۔ اور یہ بات غایتِ صدق و اخلاق سے کہتا ہوں۔ اور سلیط بن قیس انصاری جو اہل مدینہ سے تھے اور سعد بن عبیدہ انصاری انکے ملوث ہو کر اور مسلمانوں کی ایک جماعت اسباب میں انکی تابع ہوئی۔ پھر منشی کھڑے اور ترغیب دینے لگے پس لوگوں نے انکی موافقت کی اور فارسیوں کے جہاد پر تیار ہو گئے۔ پس امیر المؤمنین فاروق اعظم نے صحابہ ہزار مرد جنگی کو اختیار کر کے ابو عبیدہ ثقفی کو امیر بنایا یا حال لاکھ لاکھ صحابہ موجود تھے لاکھ لاکھ تانکدہ کید کی کہ جنگی دہات میں اصحاب کرام سے مشورت کرے اور فرمایا کہ سلیط بن قیس کو امارت دینے کے لئے مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی مگر یہ بات کہ انہیں جلدی ہے جنگ و جدال کے درمیان جلدی کرنے میں لوگوں کی ہلاکت کا خطرہ ہے۔ کہتے ہیں کہ عمر فاروق کے خلافت میں پہلا لشکر جو کفار کے جہاد پر نکلا وہی تھا۔ اسکا بعد یحییٰ بن امیہ کو ایک جماعت پر امارت دیکے میں کی طرف بھیجا تا بحران کے انصاری کو بھلا وطن کر دیں حضرت کی وصیت تھی کہ جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہ ہوینگے جب تک بحران کے انصار اجلان کریں۔ روایت ہے کہ ایک روز عمر فاروق گھوڑے پر سوار ہوئے اسکا راستہ دیکھنے کے واسطے نکلے تھے مونا گاہ گھوڑے سے جدا ہو۔ اسوقت انکی زبان سے کچھ اسکا اس حالت میں بعضے اہل بحران جو حاضر تھے انکی زبان پر ایک خال سیاہ دیکھے سو کہنے لگے کہ یہ وہی مرد ہے جو ہم کو ہمارے وطن سے اخراج کر دیا ہم اپنے کتابوں میں ایسا ہی پاتے ہیں۔ القصد ابو عبیدہ اور منشی ہزار مرد اور ایک روایت ہے چار ہزار مرد کے ساتھ کوئے طرف

اور جو کہ جب اس ملک کے نزدیک پہنچے تھے اس کے جزیر میں تھے دیاف کی تو اہل عجم کے کاروبار کو لگے سے زیادہ ترقی پایا
 کہ کٹر ستم بن تھی نہ کو جو بیجاقت اور دھاری میں شہر و مقام اہل عجم امیر بنا کے سواد کے سرحد پر بھیجے تھے سوا سے بعضے سواد
 پر غلبہ پائے کئی قرون کو علاوہ اس سبب غالبہ کے عامل جو سواد کے قرون میں جتے تھے وہ ان سے مل جاتا کہ جو بن
 ان کے قریب پایا تھا۔ اس کے عجم کے گھار خروہ کے جزیرہ پر دست یاب ہونے کے آدھ سے گھلے ایسے میں مٹی کی خبر سسر
 سواد میں ہی زلف کئے اور وہ ان کے قریب بیٹوں کو حکم کئے کہ ایک لشکر جمع کر کے مٹی کے جنگ پر جادیں پس ستم جاد
 کو جو دھانیوں کا سردار تھا و بڑی شوکت اور شجاعت کھتا تھا پیادہ اور سوار ایک لشکر جو آج کر کے شہر فاروقی کا
 گما مقرر پایا اور ستم بھی قریب تیس ہزار کے اسکی مدد پر روانہ کیا۔ مٹی پہر خبر سستے ہی فاروق کی طرف متوجہ ہو۔ اور باہر
 مٹی سے جب جزیرہ کو پہنچا ستم ستمی بہت جلد ہی کو وہ بھی مٹی کے پیچھے روانہ ہوئے فاروق کے قریب ہر دو نے مٹی پہر جاد
 نے امیر المؤمنین عمر فاروق کے حکم موافق لشکر کی امداد ابو عبیدہ کے تھوڑی کر دی۔ پہر لشکر اسلام چب ستم سے اٹام
 پانے کے لئے تھوڑی اسی جگہ ٹھہر گیا۔ پس ابو عبیدہ اپنے بیٹے کو ہراہ لیکے لشکر جابان کی طرف متوجہ ہو۔ جابان ہی جزیرے کا
 لیکے گھاٹا سے ماہ میں ہر دو فرزند تھے۔ دو دن میں ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔ تو حکم و العاقبتہ للفقین کے اہل
 اسلام فتح و نصرت پا کر جابان اسیر ہو۔ اور اسکے اکثر سپاہ ہک گئے اور باقی فرار ہو کر جیسا بٹیمت مسلمانوں کے اہل
 آئی کہ تھیں کہ لشکر اسلام ستم بن خفہ نے جابان کو لگا لگا کے سینے پر چڑھا اور اسکا سر کاٹا جیسا تھا اسے روئے لگا اور ان
 جانا اور کہا کہ وہ غلام اور ایک گھیر اور وہ ہزار مرد و بیابان مجھے جزیرہ دیگے۔ ستم نے اسکے قتل سے اٹام لگا۔ جب ستم نے
 نے واقف ہو کر وہ لشکر گھار کا سردار ہی ہکا میر کے ابو عبیدہ کے پاس لائے اور بہت مبالغہ کرنے لگا کہ فاروق لشکر کا سردار
 بہت مناسب معلوم ہو نامی کو سیاست کے واسطے اسکو قتل کر دیں ابو عبیدہ نے کہا کہ جب ایک مسلمان کو امان یا ہک لگا
 قتل کروں حالانکہ سب مسلمان ایک حکم کہتے ہیں۔ اور لوگوں نے ستم سے کہنے لگے کہ جابان جو لشکر گھار کا سرخیل ہی تھے
 اسکا اس قدر خدیو جو قتل کیا نہایت کرم ہی اگر اسکے سوا تھا چہتے تو وہ دیا جو ما۔ ستم نے جواب دیا کہ میں اول اسکی
 اور لڑکا چاہنے وہ دھتہ بدل نہیں کہنا ہوں غرض جابان ستم سے خدیو خدای کی اور وہ غلام اور ایک کینز اور وہ ہزار
 دم انکو دیئے روانہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ دوسرے گھار کے لشکر کے ساتھ ان کے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے آیا تھا سوا راگہ لگے
 کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوا و اقتدار طہم۔ حصار سقا طہم کی فتح اور جالیوس کا قصہ۔ ستم نے
 کہ لشکر جابان کی ہزیمت کے بعد ابو عبیدہ نے جابان کی ہزیمت کی تھیں کہ ایسے میں پہر خبر سستے ہی عجم کے سب لاروں کو ایک گھار
 زنی نام جو کسری کی خال کا بیٹا تھا ستم حکم سے ایک لشکر انہو جمع کر کے سقا طہم کا قلعہ اپنی طرف میں لائے اسکو اپنا لجا واد
 مقرر پایا تھا۔ اور اس لشکر میں تھا کہ جابان کا انجام لگا گیا ہر نامی اسکے لشکر کی شکست کی خبر سستے ہی ستم پکس کو یہی اور
 واسطے سے اسکو لپی دیکے اسکو مدد طلب کی۔ ستم جالیوس کو ستم پایا اور اسکے ہزار میں ہزار مرد کو دیکے اہل اسلام جنگ

مقرر کیا اور جابان لشکر سے بھاگے ہوئے لوگ بھی اسکے ساتھ ملے ہوئے۔ یہ خبر سنتے ہی ابو عبیدہ نے تقسیم غنیمت موقوف رکھ دی۔
 سقاطیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور زسی سقاطیہ کے قلعے سے تیس ہزار مرد کو ساتھ لیکے نکلا جب ہر دو فریق مقابل ہوئے۔ اور جابان لشکر
 تائید بانی و نصرت یزوانی سے مسلمانوں کو فتح و نصرت ملنے لگی اور کافروں کی ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور بہت لوگ مار
 گئے اور باقی ہزیمت پا کر اور زسی بھاگ کے رسم جاملنا غنیمت جانا۔ اور سقاطیہ کا قلعہ اور زسی کا بیت مال اور
 خزانے مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور کھار کا ملک خراب اور کوئید و تنوں کی دولت کا باغ بنے اب ہوا اور جالینوس اسکا
 راہ میں زسی کی ہزیمت سننے سے اسی جگہ توقف کیا اور بھاگے ہوئے اسکے پاس گئے جمع ہوئے۔ جب یہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی بلا توقف
 جالینوس کی طرف قصد کیا۔ جب ہر دو فریق ایک جگہ ملے تو راہی کا رزار ہوا آخر الامر کفار کا لشکر فرار کیا اور جالینوس بھی
 بھاگ کے مازندان میں جا کے رسم ملا ابو عبیدہ کو اس لشکر سے بھی بہت غنیمت حاصل ہوئی اور سبایا ہاتھ آئے۔ غنیمت کا
 خمس خبر فتح و ظفر حضرت عمر کی خدمت میں روانہ کیا اور باقی اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور چاروں طرف عالموں کو روانہ کیا پھر عراق
 مسلمانوں کے قبضہ تصرف میں آیا الحمد للہ۔ ابو عبیدہ ثقفی کی شہادت۔ لائے ہیں کہ جب جالینوس
 فرار ہو کر رسم جاملنا۔ رسم نے اپنے ارکان دولت استفسار کی کہ کب تک ساتھ جنگ کر نیکی کون سزاوار ہی تجربہ کاروں نے
 کہا کہ ہمیں جادو اس کام کے لائق ہی۔ یہ بات سن کر رسم حکم کیا کہ فارس کے نادر سپاہ اور سردار گھوڑے اور مایہ تون کا ایک لشکر
 جاراہیں جادو اپنے ہمراہ لے کے جادو اور لشکر عرب کو دفع کرنے میں بڑی کوشش کرے اور یہ بھی حکم کیا کہ اس بار جالینوس نہیں
 پھر آو تو ہمیں جادو اس کو قتل کر دیو۔ کہتے ہیں کہ ایک سفید مائی جو پرویز بادشاہ کے وقت سے عجم کے بادشاہوں کے پاس
 چلا آیا تھا اور اس کی بڑی قدر و عزت کرتے تھے کیونکہ لے زعم میں یہ بات مقرر تھی کہ وہ مائی جس لشکر میں رہے وہ لشکر فتح یافتہ
 ہوتا ہی اور سلاطین عجم کے خزانے میں خرید و کن وقت سے ایک جھنڈا بھی چلا آیا تھا اس کو درفش کا بیان کہتے تھے وہ باگھ
 کے پوست کا تھا اس کی درازی باراگ کی اور اس کی چوڑائی آٹھ گز کی تھی اس کو جواہر اور یا قوت مرصع کہتے تھے اس جھنڈے کے با
 میں بھی عجیب گاہر خیال خام رکھتے تھے کہ یہ جھنڈا جس لشکر میں رہا اس کو فتح حاصل ہوتی ہی غرض رسم وہ سپید مائی اور وہ
 جھنڈا ہمیں جادو کے ساتھ دیکھ کر روانہ کیا۔ اسے کوچ کر کے فرات کے کنارے پر اترا۔ اور سیکو منزل مقہر آیا۔ کہتے ہیں کہ اسکے
 لشکر کا عدد اتنی ہزار کو پہنچا تھا۔ جب یہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی وہ بھی اپنا لشکر ساتھ لے کے نکلے اور فرات کے دو سر کنارے پر نزول
 فرمایا ان کے ساتھ ہزار غازی تھے۔ اسی منزل میں ابو عبیدہ کی زوجہ نے اپنے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص نازل ہوا اسکے
 ہاتھ میں ایک شربت کا پیالہ تھا سو ابو عبیدہ کو دیا انہوں نے اس کو نوش کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت بھی اس کو پی۔ جب
 بی بی سیدار ہوئیں یہ خواب اپنے شوہر سے کیا۔ انہوں نے سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اس خواب کی تعبیر یہی ہے کہ
 ہم شہادت پاویں گے سبحان اللہ اگر میرا شوہر یہ بڑی دولت ہی۔ القصہ ابو عبیدہ نے چاہا کہ فرات پر پل باندھ کے اس سے پار
 ہوویں اور لشکر کفار کا مقابلہ کریں مگر سلیط بن قیس الغصاری اور شعی بن حارثہ ان کو ہر چند منع کئے لاکن انھوں نے قبول کیا۔

پس ابو عیینہ نے ابن ہشام کو مل کر ایک پہل جلیبند میں جب پہل تیار ہو چکا ابو عیینہ نے سب لشکر ہمارے کے پاس
 ہو گئے۔ اور ایک میدان میں نزول کیا۔ اور جنگ کے اگلے ایک دن ابو عیینہ نے حکم کیا کہ کل میں شہید ہو یا ذون ترخان یا ہر کوئی
 بھی شہید ہو تو ذون ترخان یا ہر کوئی شہید ہو گا۔ اور ایک چاندی کا نام لیا اگلی لی بنی اپنے خواب میں خود کیسی کہ اپنے شوہر کے بعد ایک
 جماعت وہ شربت نوش کنی ہو کو وہی لوگ تھے جو ابو عیینہ نے ایک کے بعد دوسرے کو امیر قرار دیا۔ سب کے آخر فرمائے کہ اگر کوئی
 بھی شہید ہو تو بنی ہاشم امیر ہو گا۔ اور ہر کوئی جو قتال مقرر تھا۔ عجم کے جزیرے و بلاد لوگ یا تیرن کو آہستہ و پستہ کر کے
 اپنا سردار بنو اور ان کے اطراف گھومتے وہاں سوار اور پیادہ لوگ ہاتھ باندھ کر بیٹھے اور لشکر اسلام کی طرف ہوجھ کر لشکر
 سے پہلے جو میدان میں آیا قیس بن سلیمان انصاری تھے کمال چار سو تھی جو جزیرے اور کافرون پر چلے گئے تھے۔ کافرون نے جو
 طرف تیرن چلانے لگے قیس بن سلیمان کو بت دے کہ تم نے جو سب سے پہلے لشکر کی طرف کمرے اور دوسرے تیرن ہاشم
 ہی یعنی جو سب سے پہلے تیرن کی ایک ٹکڑی جو ہندو تھیں جس قی خود ہو یا اپنے لشکر کے سفید ماضی کو بت ہی سنا کہ
 اس پر ایک پیش قدمی ہو سکتی تھی باندھے تھے اور ان کا سردار کہ جس کا نام شہر ہار تھا چند سو جنگ کو اپنے ہمراہ لیا ہوا ان
 ساری میں تھا تھا۔ جب اس قی کو پیش کے دو جزیرے شہر سے بہت ہی خوش و خوش کرنا چلے لگا بغیر کو اپنے
 ساتھ ہے کہ کچھ کے ہاک کرنا اور بغیر کو اپنے پاؤں کے نیچے کے مارنا تھا۔ اور اس کے پیچھے دوسرے تیرن کو آہستہ
 و پستہ کر کے کنا رہتے تھے۔ اور گھومتے وہاں سوار اور پیادہ ہاتھ باندھ کر تیرن کو گھیرے تھے اور جو طرف سے
 تیرن چلائے۔ لشکر عرب کے گھومتے جو کبھی تیرن کو نہیں دیکھے تھے چمک کے رہ گئے لشکر اسلام کا مزید کو یہ بات
 نہایت دلگیر تھی۔ تب ابو عیینہ نے جزیرہ ان کو چمکے کان جازرون کو دل کی کبھی کہ تیرن کو قتل کر کے کافرون غرضی۔ و گول
 نے کہا کہ ان کی غرض یہ ہے نہ تو کھلا دیا جائے قیس بن سلیمان انصاری نے ابو عیینہ کا غرض پہچان لیا کہ قیس بن سلیمان
 کہنے لگا کہ اب دوسرے طرف تو جلائے اس شخص العین کے خون سے اپنا ہاتھ آلودہ کیجئے۔ ابو عیینہ انکی رخصت قبول کی جزیر
 سیدنا نام اور انکی آل و اصحاب کو امیر ہندو و اسلام بھیجے اور اپنے لشکر کے علاوہ انکی پیادہ ایک جماعت کو کنا کیا کہ پیادہ
 ان تیرن کے ساتھ ہون پر شیریں ہوا ذول آپ گھومتے سے اتر کے سفید ماضی کی طرف رخ لایا۔ اور نزدیک جاکر ان کے خلاف
 اپنے اس کے کو ہندو مت پر چلائی ان کا کہہ رہے تھے ہماری گرجی۔ اور انکی نے ابو عیینہ کی طرف اپنی سونہ ہندو ماضی وہ شیریں
 شہادت نہاد کی ایک طرف سے ایک ہندو کو قتل کر دیا۔ اور چاہے کہ اوت کے اپنے لشکر میں داخل ہو دیں ایسے میں ان کا ہاتھ
 ہمسلا اور وہانی اپنا اس شہید ہو۔ ان کے بعد ابو عیینہ کے بارہ دن سات جواز دکر جن کو انہوں نے سفین کی قیادہ لشکر اسلام کا
 جماعت انھوں نے اور جماعت کی داد دی کہ انھوں نے اپنے اپنے شہر جو ابو عیینہ کے حکم پر گھومتے وہاں اترے تھے جب ان تیرن
 سے کرنے لگے یہ تیرن کو کنا گراہے۔ اور لشکر اسلام بہت فائز ہون شربت شہادت نوش کیا جب بہت کنا شہید ہو
 لشکر اسلام میں ایک تیرن لایا یعنی لوگ خود اختیار کئے قاتل پر چوٹ نہ جئے مسلمان ان ایک شخص نے یہ سوجھا کہ اس

کو توردین تو لشکر اسلام کے سپاہ فزات سے پار ہو گا فزون کے ساتھ جنگ کرنے کی قیام کریں۔ اس بار کو سے پہلے کو توردیا جیسے لوگ بالی
 میں غرق ہوئے ایسے میں شنی بن حارث نے جو دے ساتوں سردار شہید ہوئے جو محمدؐ آپؐ تھا یا تھا اپنے لشکر کے باقی سپاہ کو جنگ پر غور
 اندر تھیں دینے لگے اور صف میدان میں جو انوری کے کرشمے دکھلائے۔ اس عرصے میں نصرت غیبی مسلمانوں کو یا یہی کفار بھاگنے لگے ان
 اسلام انکی ہزیمت کو غنیمت جان کر فزات کے کنارے پر آئے اور جہاں ایک پہلے باندہ کے یہ صورت اس پر ہو گئے۔ اور تیس گنی اپنی منزل
 شہر کے اس وقت پہلے کو توردیا۔ تاکفار کا لشکر نہ اس کے کہتے ہیں کہ اہل اسلام سے جنگ میں اور پانی میں جو دو بک شہید ہوئے سب
 عدد چار ہزار تک پہنچا تھا۔ شنی بن حارث نے اپنے لشکر کے زخمیوں کی تیمارداری میں مشغول ہو کر اس سرگذشت کا ایک عرصہ
 لکھ کے عروہ بن زید کے ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ کیا عمر فاروق جب ابوعبیدہ ثقیفی کی اور دوسرے کامیابان اسلام کی شہادت سے
 آگاہ ہوئے اختیار آواز بلند کر کے اس قدر روئے کہ سب حضار محض کو بھی رفت غالب ہوئی۔ پھر عروہ کو بہت جلدی روانہ فرما
 اور شنی بن حارث کو یہ پیام بھیجا کہ تم اسی مقام میں رہو انشاء اللہ تعالیٰ میں عنقریب ایک لشکر مدد کے روانہ کرتا ہوں۔ ایک
 روایت ہے کہ اس جنگ میں چار ہزار شہید ہوئے۔ اور دوسرا مدینے کی طرف مراجعت کی۔ اور تین ہزار شنی کے ساتھ رہے بہن
 جاوے جب لشکر اسلام کی قلعہ سنی چاٹا کہ فزات پر پہلے باندہ کے ان پر تاخت کرے ایسے میں اسکو یہ خبر پہنچی کہ لشکر عجم میں برآہی
 خل اور اختلاف رو دیا ہے جنہوں نے رسم کی اطاعت کرنے پر متفق ہو کر عہد کیا تھا۔ انہیں میں خلاف آگے دو فرقے ہو گئے ہیں۔
 اسلئے بہن جاوے کے لشکر میں تزلزل پر گیا سو رب کے سب مدین کی طرف مراجعت کی ہجرت سے جو دہویں سال
 کے وقایع۔ روانہ ہونا حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کا دمشق سے طرف بلبلک کے اور
 روانہ کرنا جناب خالد کو طرف حمص کے کہتے ہیں کہ جب عمر فاروق کا مکتوب ابوعبیدہ کے نام سے خالد
 کی مغربی اور انکی منصوبی اور بلبلک اور حمص وغیرہ شہروں کی طرف روانہ ہوئے کہ باب میں شرف درو دیا یا جناب ابوعبیدہ
 صفوان بن عامر الاسلمی کو مع پانوسلمان دمشق میں چھوڑ کے آپ بلبلک کی طرف کوچ کیا اور خالد کے ساتھ ایک لشکر
 دیکھ حمص کی طرف روانہ فرمایا۔ جب ابوعبیدہ بلبلک کی طرف نکلے ایک بطریق جو سید آیا اور اسکے ساتھ دے اور تحفے تھے اسنے ایک
 سال کی صلح اسطرح پر چاہی کہ اگر تم حمص اور بلبلک کو فتح کر لیوین ہم بھی تمہارے تابع رہینگے اور کسی بات میں تمہارا اختلاف نہ کریں گے۔
 پس ابوعبیدہ نے اس شرط کو قبول کر لیکے چار ہزار درہم اور ویاج کے پچاس کپڑوں پر مصالح کر لیا۔ اس صلح کو موکر کے جب
 روانہ ہوئے ایک قاصد ناقہ سوار جو مدینہ منورہ سے آتا تھا راہ میں ابوعبیدہ سے ملا اور حضرت عمر کا حکم نامہ جو انکے نام سے مرقوم
 پہنچایا۔ چنانچہ اسکا ترجمہ یہ ہے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** یہ نامہ جانب سے عبداللہ امیر المومنین عربین الخطاب کے ہی
 طرف ابوعبیدہ امین امیر کے۔ السلام علیک اسکے بعد میں حمد کرتا ہوں اس اللہ عزوجل کی کہ جسکے سوا کوئی معبود نہیں اور درو
 بھیجتا ہوں اسکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد اسکے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کو کوئی پھیر نہ والا نہیں۔ اور جسے لوح محفوظ
 میں کافر لکھا گیا ہو اسکے واسطے ایمان نہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ جب ابن الاہم غسانی اپنے بنی اجمام سمیت میر پاس آیا
 پس اسکو میں آنا اور اسکے ساتھ نیکی نے پیش آیا۔ اور انہوں نے میرے ہاتھ پر سلام لایا میں اس بات سے بہت خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ
 نے انہیں اسلام کا بازو قوی کیا۔ اور میں نہیں جانتا کہ پردہ غیب میں کیا ہی اور میں حج کے لئے مکہ معظمہ کی طرف گیا تھا

جیلہ کے ساتھ بارہ بیت اللہ کا طرف کیا۔ نگاہ اسکی انگ ایک شخص فرزند کی پرین انگہ کرتی۔ تب جلد سے کہ اس فرزند
 کہا کہ مٹا دینا یعنی جو بچہ کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے حکم قمرین میں جو کہ بڑے کر دیا اس فرزند کی کہ اس قسم ہی اللہ تعالیٰ کی میں نے
 یہ کام نہیں کیا تب جیلہ اسکی انیس سالہ لڑکا اسکی ناک ٹوٹ گئی اور اسکے اگلے چاروں دانت گر پڑے پس اس فرزند نے قمر
 اس پر فریاد کیا میں نے جیلہ کو حاضر کیا حکم کیا۔ اور اس سے چھوڑا کہ اسب ہی کر دے اپنے بھائی مسلمان کو طایفہ مالکوں
 اسکے اگلے چاروں دانت اور ناک ٹوٹ گئی جیلہ کہ اس نے میری ناک کھنسل کے گویا قسم ہی اللہ کی اگر بت اللہ کی حرم میں
 میں اسکو ماری تو اس میں کیا تو پھر جرم کا تو اسکو کچا اس سے صاف کر دے اگر دے تیرے سے قصاص لیا جائے جیلہ نے کہا ایا تم
 اسکا قصاص لینے ہو حالانکہ میں بادشاہ ہوں اور وہ بازاری۔ میں نے کہا اسکا قصاص نہ کرو اسکو گویا میں ہم نہیں حق کرتے ہیں مگر
 سبب اسلام کے جب تم ہر دو مسلمان ہیں ہر دو برابر ہیں جیلہ کہ مجھے ناح مہلت دو اور مکمل قصاص دو میں نے اس فرزند سے
 پوچھا تو اس نے اس بات پر راضی ہوا۔ جیسا سبب اپنے ہی عام کے ساتھ شام کی طرف منہ کیا لایا اور نکانہ بیرون پاس
 چلا گیا بی بی میں ابدر کتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نکلو پھر نہ کرے تم جس پر یہ ہر دو دوان سے دہنہ نو۔ دنان لوگ نہادی
 صلح چاہے تو مصالحو کر اگر سے قرا چاہے تو نہ۔ اور انظار کی طرف جاسو من کو بھیجو اور عرب منصرف ہو شاد ہو سہا
 ہو تو پھر نہادی سے ساتھی سب مسلمانوں پر اور رحمت و برکات اللہ تعالیٰ کی انتہی۔ جب یہ خطا و عیوہ کو سنیام میں سے جسکی
 طرف پھر گئے۔ خالد تو اسکے اگلی ہی جیسے کے دن ماہ شوال سنہ چودہ ہجری میں ان پر پہنچ گئے تھے۔ جب ابو عبیدہ بھی جا
 پہنچے جسکی اون کے بارہ ہزار دینا اور دیاج کے دوسو تان دیکر اکیس سال کی صلح کی۔ اور ابو عبیدہ نے خالد کے ساتھ چار ہزار
 سوار دیکے حکم کیا کہ تم سوارات کا قصد کرو اور طلب کے نزدیک پہنچو اور بلا وجہ ورم کو ناحت و تالیح کرو۔ پس خالد نے دنان سے
 سوارات کی طرف کوچ کیا اور دیر مکان تک پہنچ کے اسکو لگا لگا شہر پرانہ دنان سے فوجیں روانہ کیں انہوں نے داعی فی
 ناحت کرتے ہوئے بہت سی قیمت اور قیدیوں کو لائے گئے جب قیدی اور غنیم زیادہ ہو گئے خالد ان سیکو ہر شہر سے
 کی خدمت میں لے آئے۔ ایسے میں اہل قمرین نے جو صلح جسکی خبر سنی اپنے طرف سے ایک اعلیٰ کو سچ کے ویسا ہی کیا سال
 کی صلح کی اگر چاہکی صلح رجناب خالد کی مرضی انہیں تھی پس حضرت ابو عبیدہ نے وہیں فاقہ کی اور یہ ہر دو شہر کے سوار
 و جانب کے بلا پرانے لشکر کی تکریر کو سچ کے ناحت و تالیح کر دائے تھے۔ اور دیر ہوئی کہ ابو عبیدہ کی طرف سے کوئی خط آیا
 فتح کی خبر حضرت عمر کی خدمت میں انہیں پہنچی انہوں نے لگان کیا کہ ابو عبیدہ کی طرح جسکی گئی ہی اس واسطے جیاد چھوڑ کے متبر گئے ہیں
 انکے نام سے ایک خلدنہر آبرو مانہ فرمایا جب خط پہنچا ابو عبیدہ نام ہر دو سب جاہلین بھی ہر دو اور ابو عبیدہ طلب کا قصد
 نکلے جب تمام رستہ میں پہنچے دنان کو گ بھی گئے مصالحو کیا۔ اور جب ححات کی طرف آئے دنان کے لوگ بھی اسکے استقبال
 آئے انکے راہبوں کا قانون میں انہیں جسکی اور اسکے قسب میں قوم کے اگلے ابو عبیدہ نے اسے چھوڑ کر تم کیا چیتے ہو انہوں نے کہا کہ ہم صلح
 میں ہیں جسکی مصالحو کیا۔ پھر شبیر نے پہنچے دنان کو گ بھی استقبال کے مصالحو کر لیا۔ ابو عبیدہ نے اسے چھوڑ کر ہرقل کی کچھ خبر
 معلوم ہی انہوں نے کہا کہ قمرین دنان سے ایک سال کا جو مصالحو کیا ہی وہ صلح کر دینا ہی کی کہ نہ کہ انہوں نے ہرقل
 لکھ بھیجا ہی کہ ہم نے ظاہر میں مصالحو کیا ہی تو بعد پادے لکھ۔ رعنا کہنے ہم عرب جنگ کر لے اس واسطے ہرقل نے جیلہ بن ابی

غسانی کے ساتھ جو دیش سے بھاگ نکلا تھا دس ہزار سوار دیکے رفقاء کیا ہی اور غرب منسرو اور عالم عمودیہ بھی اسکے ہمراہ ہی رہے۔
 وہ ہے کہ پہلے پر کے ٹھہرائی تم آتے ہو شیار رہو حضرت ابو عبیدہؓ یہ سننے ہی کہا حسبننا اللہ ونعم الوکیل جناب خالدؓ
 کہانی امیر کیا میں نہیں کہتا کہ ان سے صلہ کیجے کیونکہ قسرن والوں کا پہلی جو یا تھا اسکے کلام سے دغا اور فریب پایا جاتا تھا
 ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ اسکا کرد فریب انکو کچھ نفع نہ دیگا۔ غرض اہل قسرن کے ساتھ جو ایک سال کی صلہ ہوئی تھی وہ سال تمام
 ہو گیا۔ ایک مہینہ یا اس سے کچھ کم مدت باقی رہ گئی تھی۔ ابو عبیدہؓ منتظر تھے تا سال تمام ہو ہی انے جہاد آغاز کرے۔ کہتے ہیں
 کہ اس فوج میں لکریان نزدیک نہیں مٹی تھیں اس واسطے لشکر عرب کے غلام بہت دور جا کے لکریان لاتے تھے سعید بن عامر
 کا ایک غلام شریف کہ جسکا نام صحیح تھا ایک روز شیرز کی ایک جماعت کو ہمراہ لیکے لکریان لائے لے بہت دور گیا تھا ناگاہ
 ایک لشکر نظر آیا جو اہل قسرن کی مدد پر قتل بھیجا تھا۔ اسکا قصہ یہ ہے کہ جب بن ابیہم جو قوم عرب تھا اور مدینہ منورہؓ قریب
 ہو کے بھاگ نکلا تھا سو ہر قس سے جا ملا ہر قس نے دس ہزار سوار کا اسکو سردار بنا کے اہل قسرن کی مدد پر بھیجا سو اسکا لشکر
 روز جنگل میں اپنی شیرز کی ایک جماعت جو لکریان جمع کر رہی تھی انکو دور سے دیکھ کے اس لشکر سے چند سواروں نے اُکے انکو گھیر لیا
 اور باہم رتنے لگے سعید بن عامر کا غلام زخمی ہو کے گر پڑا اور اسکے ہمراہی دس شخص کو قید کر کے لینگے۔ سعید بن عامر نے اپنا غلام اپنے
 میں بہت دیر پہلے سے اسکی تلاش میں نکلے اور اس بیابان میں اسکو زخمی اور بیہوش پایا تب اسکا منہ پر پانی چھڑکا اسنے ہوش
 میں آئے سب ماجرا ظاہر کیا آپ اسکو گھوڑے پر اپنے پیچھے سوار کروالیکے پٹنے کا ارادہ کیا کہ ایسے میں اس لشکر کے چند سواروں کو دیکھ
 گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور انکو اپنے سردار جبیلہ کے پاس لینگے سعید بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے جاکر دیکھا جبیلہ نے سونے کی کڑی
 پر بیٹھا تھا اور اسکے کپڑے دیباچے موتی جیسے ہو اور اس پر لکریان جو اہر کے تھیں اور اسکے گلے میں ایک صلیب یا قوت کی تھی اسنے مجکو
 دیکھتے ہی پوچھا کہ تم کس عرب ہو میں نے اپنا نسب بیان کیا کہ اولاد غریج سے ہوں۔ وہ نکلے کہنے لگا کہ میں بھی تمہاری قوم اور
 غسان سے ہوں میں جبیلہ بن ابیہم ہوں جو اسلام پھر گیا کیونکہ تمہارے سردار نے ایک شخص حقیر کے عوض میرے سے قصاص لیا
 چاہا تا حالانکہ میں سردار قوم غسان کا اور بادشاہ ہمدان ہوں۔ میں کہا ائی جبیلہ اللہ تعالیٰ کا حق تیرے حق سے زیادہ واجب ہے
 اور ہمارا دین ہمیں پائیدار ہو تا ہی مگر انصاف سے اور حضرت عمرؓ حقوق خدا اور کرنے میں کسی رعایت نہیں کرتے ہیں۔ پھر جبیلہؓ
 کہا بیٹھو میں جیتھا پوچھنے لگا کہ حسان بن ثابت کی خبر کیا ہے میں کہا کہ وہ شاعر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور
 حضرت انکی شان میں فرمایا ہی **اَنْتَ حَسَّانٌ وَلِسَانُكَ حِسَامٌ** پوچھا کہ تم ان سے جدا ہو کے کیا عرصہ ہو تا ہی میں گذر لیا
 عرصہ بیان کیا۔ پھر کہا انکے کچھ اشعار مجکو یاد دلواؤ گے میں نے کہا ان تب خوش ہو کے مجھ کو ایک کتان ہدیہ دیا اور پوچھا
 کہ تمہارا لشکر کی کیا خبر ہے میں کہا ہمارا سردار ابو عبیدہؓ حلب اور انطاکیہ کا ارادہ رکھتے ہیں وہ کہا کہ ہر قس نے مجھے اور
 اس بطریق کو قسرن کی مدد پر بھیجا ہی اب تم جا کے اپنے سردار کو خبر دو کہ جہان آئے ہیں دمان لوت جاوین قریب ہی
 جو ملک شام تمہارے تصرف میں آیا ہے ہم تمہارے سے چھین لینگے راوی کہتا ہے کہ میں اٹھا اور اپنے غلام کو اپنے
 پیچھے سوار کر لیکے نکلا اور لشکر اسلام میں اپنی سب سلمان میری فکر میں نہایت دلیکھ اور حیران تھے مجکو دیکھ کے خوش ہو
 اور لشکر بجا لایا پس ابو عبیدہؓ کی خدمت میں جا کے میں نے سب رگزشت ظاہر کی انہوں نے سب صحابہ کو جمع کر کے مشورت کی جناب

[illegible]

فرمایا میں نے ہزار نہیں بلکہ لاکھ بھائی ہوں اور یہ میرے ساتھی فلان فلان ہیں اور میں پھر حضرت خالدؓ نے پوچھا کہ صلیب کی عبادت
 کرتے والے عربوں سے تو کون ہی کہا میں سردار عثمان کا اور بادشاہ ہمدان کا ہرن خالدؓ نے کہا تو ہی ہی جو اسلام سے پھر گیا
 اور دشمنی سے ظلمت کی طرف ہدایت سے ضلالت کی طرف رجوع کیا۔ جبکہ کہا کہ حاکم قسرن تمہارا قیدی ہو جانے سے ہم نے تمہارا
 ہاتھ رکھا والا کو مار ڈالے جو تم لوگ زیادہ ہیں اور تم نہایت کم پس اسکو چھوڑ دو ہم بھی ملکر چھوڑ دیں گے خالدؓ نے فرمایا میں تو اسکو چھوڑ
 سکا اسکو قتل ہی کر دو گنا اسکے بھرا کر دیکھا ہے سے جنگ کر کے ہم بھی مار جا دیں گے اسکا کچرہ انہیں ہم تو شہادت کے جوہان ہیں۔ اور تو جو اپنے
 لشکر کی کثرت سے درنا ہی ہو اسکا کچرہ ہمیں باوجود ہماری قلت اور غمہاری کثرت کے ہم مقابلے کے لئے حاضر ہیں کن لڑائی انصاف
 کی چاہئے۔ انصاف یہ ہی کہ ہر دو طرف سے ایک ایک شخص نکل کے تیسے جیلہ نے یہ بات حاکم عمروؓ کو سنانی سے غضبناک ہو کر آپ ہی
 نکلنا چاہا پر جیلہ اسکو زد کر دیا۔ پھر لشکر کفار سے باج سوار نکلے تب انکے مقابلے میں خالدؓ ہی نکلنا چاہا لاکن عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق
 انکو منع کر کے آپ میدان میں آئے اور ایک کے بعد ایک ان باجوں سوار کو مار ڈالا۔ پھر قلب لشکر میں حملہ کر کے اسکا بڑا کھانا
 انکے مقابلے کے واسطے نکلا عبدالرحمن نے اسپر تروار کا ایک ضرب ایسا کیا کہ اسکا خود کت جا کے برنگ پہنچ گیا اور خون جاری ہوا پھر
 جیلہ نے تروار چلائی سوار کا منہ مار ڈالا۔ جب مسلمانوں نے یہ حال دیکھا انکو مورے سے پھیر کے لایا اور زخم کو پٹی باندھی یہ حال دیکھنے
 سے حضرت خالدؓ کو بڑی ملال ہوا اسوقت حاکم قسرن کو جو قیدی ہوا تھا مار ڈالا جیلہ نے بہت ہی برہم ہو کر عرب متفرق سے کہا
 کہ اب تم مسلمانوں کے لیکو چھوڑ دو سبکو مار ڈالو۔ یہ بھیجہ بن عامرؓ نے کہا ہی کہ جب کافروں نے ہمارے پر حملہ کیا خالدؓ کو ہم گھرے ہوئے
 عجب تائید غیبی ظاہر ہوئی کہ خالدؓ نے بذات خود ایسی جو افزوی کی کہ انکو وضع کر دیا پھر بری سختی سے لڑائی ہو رہی تھی اور ہم پریشانی
 غالب ہوئی اور ہم سب پسینہ پسینہ ہو گئے۔ رافع بن عیرو الطائیؓ نے کہتا ہی کہ جب میں نے یہ حال دیکھا خالدؓ سے کہا کہ ہاری قضا اپنی
 انہوں نے کہا افسوس ہی کہ میں اپنی کلاہ مبارک کہ جس میں حضرت کے مورے شریف رکھی ہیں فراموش کر کے آیا جب لڑائیوں میں وہ
 میرے ساتھ رہتی تھی اسکی برکت ظاہر ہو کر اتنی تھی شاید اسکو نہیں بھولا اگر سب قضای امت کے پس مسلمان تری سختی میں مبتلا تھے
 لاکن صابر اور ثابت قدم تھے ایسے میں ہاتھ غیبی سے پہرہ دار آئی خذلکم اے اللہ میں ونصر لکھا کثرت یا حلة القرآن
 جاءکم الفرج من الرحمن ونصرکم علی عبدة الصلکان ترجمہ میرے خوار ہوا ہے قر۔ اور مدد دیا گیا اللہ سے
 ورنہ والا۔ اسی قرآن کے حامل ہوئی تمہارے لئے کثرت کا رحمن کی طرف سے اور مدد دینی ان سے لکھو صلیب کی عبادت کرتے ہو انوں پر۔
 مسلمانوں نے جیسے آواز سنی انکو ایک طابیت اور شجاعت حاصل ہوئی ابو مسلمؓ نے روایت کی ہی کہ یہ حضرت ابو عبیدہؓ کے ساتھ تھا
 شیر زمین تھے۔ انہوں نے ایک شب دفعتاً اپنے خیمے سے باہر آئے اور مسلمانوں کو بکار لگا کر دیا النقیین النقیین فقد احبطت نفوس
 الموحدين ترجمہ غیبی ہی قوم جلد تم کہ جو امر و موعظہ لوگ گھر گئے ہیں۔ پس ہم نے ابو عبیدہؓ کی طرف دوڑے اور کہا کہ
 کیا حال ہی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں سونا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو بجا دیا اور فرمایا یا ابن الجرح احسن اسماء
 عن نصرۃ القوم الکرام قسم واکفی جلال فقد احاط به الیام فانک تلحق بہ انشاء اللہ تعالیٰ
 بمشیۃ رب العالمین ترجمہ میرے ہی ابن جراح آیاتم سونے ہو اور غافل ہو۔ مدد ہی قوم بزرگ کے۔ پس انھو
 اور جا ملو خالدؓ سے کیونکہ قوم ماکس انکو گھیر لیا ہی اگر چاہے اللہ تعالیٰ تم پہنچ جاوے گے انکے پاس پروردگار عالم کی مشیت ہے۔

جب مسلمانوں نے یہ حکم سنا بلکہ ہتھیار اٹھ کر دوں پر سوار ہو کر جناب ابوجہرہ بن سب کو ہرا دے کے خالد کی تائید کے لئے
 چلے گئے۔ نگاہ راہ میں ایک سواری نہایت تیز رفتار نظر آئی ابوجہرہ نے مسلمانوں کو حکم کیا کہ جلد اس سے جا ملیں انہوں نے
 ہر چند گھوڑے دوڑا یا کہ اس سے نہیں مل سکے ابوجہرہ نے کہا شاید یہ سواری کسی غریب کی ہو اس لئے ہماری فوج کے آگے
 بھاگ جائے اس لئے کسی ایسی زمین ملے گا جہاں اسکو پکار کے فرمایا کہ تمہارا ہی حوالہ عت کرے اللہ تعالیٰ ہمیں وہ شہر عظیم
 ہو کہ وہ سو خالد کی زور ام تمیم بن حنظلہ ابوجہرہ نے انکو چھڑا کر انہی ام تمیم تم ٹھٹھنے کا کیا سبب ہوا۔ وہ بی بی بولی
 کوئی سردار حبیب بن نے یہ خبر سنی کہ خالد کو تمہارے لئے گھیر لیا گیا ہے اپنے دل میں تعجب کیا کہ خالد کسی جنگ میں کیا
 مغلوب ہوئے آج وہ مغلوب ہو گیا کیا سبب یہی کیلک میں نے دیکھی کہ انکی کلاہ مبارک کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وآلہ وسلم کے گیسو شریف تھیں گھر میں ہی رہ گئی ہیں میں اسکو لے کر سو ہوئی تالیجہاں انکو پہنچاؤں۔ ابوجہرہ نے فرمایا
 کہ برکت دیجیے اللہ تعالیٰ ہمارے کام حاصل اللہ ہی کے واسطے ہی ہیں ابوجہرہ کی فوج جب لشکر کفار کے قریب ہوئی سب
 مسلمان بکیر کھینے لگے جب تکبیر کی آواز میں بلند ہوئے جناب خالد کے ساتھیوں نے بھی کہا کہ اللہ نے ہمارے لئے حربہ بھی ایسے میں
 ام تمیم نے لشکر کفار کے ہنچ کے دیکھا کہ کافروں کی تعداد میں اور تیرے بلند ہوئے میں اور مسلمانوں کو گھیر لیا یہی تب ام تمیم
 کمال شجاعت سے لشکر میں دس کے جب خالد کے دوبرہ ہون انہوں نے پوچھا کہ تو کون سی وہ بی بی کہ میں ام تمیم تھا ہاں
 زور ہوں۔ ہیں وہ کلاہ مبارک اٹکے ہاتھ دی اور گیسو مبارک سے ایک تیرہ بی بی کے ہاتھ چمکا خالد نے جی خوشی سے
 وہ کلاہ شریف لیکے اپنے سر پر رکھی ہاں کافروں پر ایک سخت حملہ کیا اور اوپر سے ابوجہرہ اور انکے ساتھی لوگ بھی اتر
 گئے کافروں کو ہزیمت ہوئی سبک اٹکے جلد اور عرب متفرق بھاگنے لگے اہل اسلام نے لشکر کفار کا پیچا کر کے جھنڈو کو قتل اور جھنڈو
 زخمی کیا ابوجہرہ کو ایک ہتھیار پہنچا ابوجہرہ کی نشان کے پاس چلے جو خالد ابوجہرہ ایک دوسرے کو سلام اور مصافحہ
 کیا اور شکر الہی کیا لایا۔ بعد ازاں سے قسریں کی طرف روانہ ہوئے قسریں والے جلد صلہ کر لی ہر جوان باغ کی طرف
 چہار دیوار دینے پر راضی ہوئے ابوجہرہ فتح قسریں کے بعد قسریں کا شش حربہ طریقہ کی طرف حضرت عمر کی خدمت میں
 روانہ کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے اسی سال راہ رمضان میں مدینہ منورہ اور دوسرے بلاد میں جو اسلام کے قسریں
 میں آئے تھے جاف کے ساتھ نادر دوح کا حکم کیا روایت یہی کہ پہلی شب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے گھر سے باہر
 آئے مدینہ کے مساجد میں جب تقریر کیا کہ جاف کے ساتھ نادر دوح کا حکم کیا روایت یہی کہ پہلی شب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے گھر سے باہر
 مسجدین خادمل سے روشن اور آسائستہ میں یہ دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور دعا کی کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللَّهُ أَكْبَرُ**
 گا تو ہر المساجد بنے اللہ تعالیٰ ہر کے دل کو روشن کرے جیسا انہوں نے مسجدین روشن کیں۔ اسی سال کھٹ سال
 شمر جیل بن حسنہ کے ہاتھ پر۔ اور طبرستان کے ہاتھ پر۔ اور ان شہروں کے لوگ بھی
 کر کے جزیرہ وینا قبول کیا۔ اسی سال حبش کی فتح خالد کے ہاتھ پر واقع ہوئی اسکا قصہ یہی کہ جب ابوجہرہ نے
 خالد کو اپنے ہرا دے کے دمشق سے نکلے عربین حاص کے ساتھ ایک لشکر دیکے فلسطین کے طرف بھیج دیا۔

اور حکم فرمایا کہ اگر مخالفین صلح کریں بہتر والا انکے ملک کو غارت کرنے پر ہاتھ دے کر ان کریں عمر بن عاص نے فلسطین کے طرف روانہ ہوئے اور وہاں کے لوگوں نے سنا کہ دمشق مسلمانوں کے تصرف میں آگیا اور عمر بن عاص فلسطین کے طرف متوجہ ہوئے ہیں نہایت گھبرائے دیو ہونے لگے لوگ کہ سب کو ایک جگہ جمع کر کے قتال میں جدال کا سبب جمع کرنے میں کمر باندھے اور قاصد و کوفتاء کی طرف روانہ کر کے قیصر روم مدد طلب کئے تب قیصر نے جس ہزار سوار نیزہ نگار فلسطین والوں کی مدد پر روانہ کئے۔ جب لشکر قطع منازل کر کے اپنی عمر بن عاص کو پہنچ رہی تھی کہ بعلبک میں بھی مخالفوں کے جس ہزار سوار جمع آئے ہیں مغرب بعلبک سے وہ لشکر بھی آئے فلسطین والوں کے ساتھ ملتی ہو گیا اس بات سے اندیشناک ہوئے ابو عبیدہ بن الجراح کی خدمت میں ایک عرضی روانہ کی۔ **توجہ لانا خالد بن ولید کا بعلبک کی طرف اور ہزیمت پانی مخالفوں کی اور تشریف لانی ابو عبیدہ کی۔** نقل ہی کہ جب ابو عبیدہ بن الجراح نے لشکر روم کے جمع ہونے پر مطلع ہوا کچھ عمر بن العاص کو انکے مقابلے کی طاقت نہیں تب مخالفوں کو دفع کرنے کے باب میں خالد بن ولید سے مشورت کی انہوں نے کہا کہ میری راہی ہی کہ عمر بن العاص اور دوسرا میرے شریک ہیں حسنہ اور بیزید ابی سفیان جو روم کے نضار اور عرب کے مردوں کے مقابلے میں کھرے ہیں انکے نام سے آپ ایک نامہ لکھیں کہ تم جنگ میں جلدی کیجئے تا میں بعلبک کی طرف جاؤں اور فلسطین والوں کے مدد پر جو کفار جمع ہو میں انکے ہم سے فراغت پاؤں اسکے بعد دوسرے کفار کو دفع کرنے کی تدبیر کریں ابو عبیدہ نے جب یہ بات سنی بہت پسند کی اور یہ وقت عمر بن عاص کی طرف ایک قاصد بھیج کر پیغام کیا کہ خالد بن ولید تمہارا پاس آئے تاکہ جنگ و قتال میں جلدی کیجئے پھر ابو عبیدہ نے خالد کے ساتھ پانچ ہزار سوار دیکے بعلبک کی طرف روانہ کیا جب خالد نے منزلیں طے کر کے دشمنوں کی سر زمین میں جاتے مخالفین یہ خبر سنے جنگ پر تیار ہوئے اور اپنے لشکر کو آگے کر کے مقابلے میں آئے پھر ہر دو طرف جنگ شروع ہوا طلوع آفتاب سے لیکے زوال تک جنگ و قتال جاری تھا جب خالد بن ولید نے مخالفوں کی سختی اور جواہر دی دیکھی تب ایک ندا کی کہ یا معشر المسلمین میں ان کافروں پر حملہ کرتا ہوں تم بھی میری موافقت کرو تا کہ اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کو فتح و ظفر دیو گیا پھر جب خالد نے حملہ لایا سب غازیان اسلام انکی موافقت کی ہر دو طرف ایسا سخت جنگ ہوا کہ خون سے زمین رنگیں ہو گئی آخر عنایت ایزدی سے کاتینسوا من روج اللہ کی نسیم نصرت شمیم لشکر اسلام پہنچے لگی مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کافروں سے بحساب لوگ داخل و خارج ہوئے اور بعض ہانڈ کے قلعے کی طرف اور بعض فلسطین کی طرف فرار ہوئے اور بحساب غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئی خالد بن ولید نے وہ سب فتح نامے کے ساتھ ابو عبیدہ کی خدمت میں روانہ کئے انہوں نے لشکر الہی بجا لایا خالد بن ولید کے نام سے ایک مکتوب اس معنوں کا لکھا کہ جب تو اللہ تعالیٰ نے بعلبک پر فتح و نصرت دی اور تم نے اسکا حکم فارغ ہوا اب اپنے وعدے کے موافق فلسطین کے طرف جا کے اپنے بھائیوں کی تائید میں کوشش بجالائے۔

جب یہ حکم صادر علاحدہ کچھ اس وقت غلطی کی طرف روانہ ہو جب ردیوں کی ایک گون بدن اہل اسلام کو رو پھینچتی تھی اور
لحد غلطی قوت و شوکت برپا نہی تھی گبر کے اپنے لشکر گاہ سے چھپے ہوئے دوسرے مقام میں نزول کیا اور گبر کا اپنا
لشکر گاہ ٹھہرایا ایسے میں ابو عبیدہ بن الجراح نے جو دمشق میں تھے وہ ان اپنے طرف سے ایک نایب کو بھیج دے کہ
کے دلاور دن کی ایک فوج اپنے ہمراہ لے کے غلطیوں کی طرف متوجہ ہو جو قلع منازل کو کے اس ہرزہ میں
چاہیے اور خالد بن ولید اور عمر بن قحاص کے ملاقات جو ی ردیوں نے یہ خبر سنے ابو عبیدہ کے نام ایک نامہ لکھ کر
کا بھیجا کہ تم جلد اس ولایت پہنچا جانا میری والدہ پر لشکر جرار جب تھا وہاں سے جنگ پر تھی گایا ایسا جنگ کر چکا کہیں ملک
میں کسی مسلمان کا نام باقی نہ رہا یہ نامہ جب قاصدوں نے پہنچایا ابو عبیدہ بن الجراح نے ایسے جوابات لایق دے
کہ قاصدوں نے غاموش اور غم ہو گئے پھر ان شخصیت کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے ابو عبیدہ کے
جہات تیز باہن جب ردیوں نے خبر سنی ان پر بڑی خوف اور رعب ہو گیا پھر وہ سر قاصد کو روانہ کر کے یہ بات
کہ صلی امت محمدی سے ایک شخص کو ہزار روپیہ روانہ کیے تاہم اس معلوم کرین کہ تم اس ملک میں قحاص
کونے سے غصہ اور مظلوم کیا ہی اور جنگ و جدال میں ہتھ دھرائے کہ کیا سبب کو کسی تب ابو عبیدہ نے معاذ بن
جبل کو مل کر کیا مخالفتوں کے ملاقات کرین تب انہوں نے ایک کشادہ بکتر بھیر لیا اور دستار سرخ اپنے سر پر باندھ کر
اور ایک مسلکی گھر سے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جب حمزہ بن مسافہ قلع کی اور دیون کی مجلس کے نزدیک چاہیے کہ
سے اس کے اسکی باگ اپنے ہاتھ میں تھے ہوئے چلو جب ہم کے وزیر و قوادیر و قوادیر حال دیکھا ایک ایسے نے اپنے غلام
کو حکم کر کے باگے ان کے کھڑے کو پکڑ لیا وہ غلام انکی خدمت میں اس کے گھوڑا پر لہنا چلا معاذ نے گھوڑا اس کے ہاتھ
نہا اور فرمایا کہ اپنا گھوڑا لٹھا رکھنے کے لئے دوڑے میں زیادہ اتنی ہون ویسا ہی اسکی باگ اپنے ہاتھ میں لے کر
اس طاقت کی طرف پہلے جب اس قوم کے نزدیک گئے کہا دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے امیر اور امارکان دولت قیمتی فرستیں
اور کرسیوں پر بیٹھیں تب ایک شخص نے کہا کہ اپنا گھوڑا میرے ہاتھ دینے اور یہ قوم قہر و حکم اور کان دولت جو
میں لے کر نزدیک آئے بیٹھیں اور اسے باتیں کہیں معاذ بن جبل نے کہا کہ میں ان لوگوں کو فرش پر قدم نہ رکھو گلا اور ان کے
ساتھ ملکر نہ بیٹھو گلا جو بات کہ کہنا ہی بکرا بکری کو گلا۔ مترجم نے کہا کہ وہ قوم سرداروں نے اس بات کو کر دہ
رکتے ہیں کہ تم کھرا بکرا کلام کرین اور دیکھتے رہیں۔ معاذ نے جواب دیا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خلق کے
انگے کھرا بہنے سے منع فرمایا میں اس جماعت کے دوبرو کھرا رہنا نہیں چاہتا ہوں لیکن بڑی کراہت رکھتا ہوں
اگر اس فرش پر جو دنیا کی زیب و زینت تھی میٹھوں جب بیٹھنے کے سوا چارہ نہیں زمین پر میٹھو گلا اس لئے فرش کا ایک کٹ
معاذ کے زمین پر میٹھ گئے۔ مترجم نے کہنے لگا کہ ردیوں نے تمہارے نہاد و پرہیز گار کی کچھ متو تاباں سے ہیں سوچتے
ہیں کہ تمہاری عزت و اکرام کا لالچ میں اس کو اس خواہیے غلام و خدام کے اطوار سے گزر جائے کیونکہ بڑے شاک

یہ تھا غلاموں اور بندہ گوں کا کام ہی۔ معاذ نے کہنے لگے کہ میں بھی رب الارباب کے بندوں کا ایک بندہ ہوں اور نہ میں
 اسی پروردگار کا فرش ہی پس اس میں کیا عیب ہی کہ اپنے پروردگار کے فرش پر بیٹھوں۔ مترجم نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا
 ہی کہ تم قوم عرب کے بہترین افراد سے ہو۔ معاذ نے کہا کہ مجھے اندیشہ اس بات کا ہی کہ میں عرب کے بدترین لوگوں سے ہو گا غرض
 معاذ بن جبل کو روم کے بطارقہ یعنی علما کھنڈاری کے ساتھ اتنا مناظرہ رو دیا کہ اس مختصر میں اسکی تفصیل کی گنجائش
 نہیں آخر الامر دو کم امیرون معاذ سے پوچھا کہ تم ہر کس چیز کی طرف دعوت کرتے ہو معاذ نے کہا کہ مقصود ہمارا
 یہی ہی کہ تم کتاب اللہ پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاؤ اور یہ سلام احکام جیسے ناز و نزع
 و زکوٰۃ وغیرہ قبول کریں اور گوشت خوک اور شراب اور دوسرے محرکات دور بین اور ایمان نہیں لاتے ہیں تو جزیرہ دنیا قبول
 کرو اگر ان دونوں باتوں سے ایک بھی اختیار نہیں کرتے ہیں تو تمہارے ہمارے درمیان تلوار چلیگی جب رومیوں نے یہ باتیں سنی
 ایسے مطلب سے یاروس ہو اور کہنے لگے کہ ہم جو کہتے ہیں اور تم جو چیتے ہو یہ دونوں کے درمیان برائعات ہی اب ایک
 بات باقی ہی اگر تم قبول کریں بہتر معاذ نے پوچھے وہ کہا ہی رومیوں نے کہا کہ بلغار کا ملک جو تم نے ہم سے چھین لیا ہی
 وہ تم کو ہی بحال رہے اور دوسرے ملکوں پر ماتہ دراز کیجئے اگر تم یہ بات قبول نہیں کرتے ہو تو عجم اور فارس کے لوگوں کے
 ساتھ جو کوئی ہم انہیں کی مدد کرینگے معاذ نے جواب دیا کہ بلغار کا ملک اور دوسرے امصار و دیار جو تمہارے ساتھ عطا
 رکھتے تھے اب جو اللہ تعالیٰ ہمارے تصرف میں آئے ہیں اللہ تعالیٰ کی تائید سے جتنے ملک کہ اب تمہارے تصرف میں ہیں وہ
 منہ ہمارے ساتھ آجائینگے عجم و کرد و دیگر دوسرے عاقل و دیگر گستاخ و دیگر گستاخ و دیگر گستاخ و دیگر گستاخ
 اور زبان تہدید میں کھول کے انکو رخصت دی معاذ بھی انکے جواب میں سختی سے کلام کر کے اٹھے رومیوں نے انکے پیچھے
 ابو عبیدہ کی خدمت میں ایک فاسد کو روانہ کر کے یہ پیغام کیا کہ ہم نے تم سے التماس کی تھی کہ تم ایسے شخص کو روانہ
 فرماؤ کہ وہ نصف رہے اور سچ کے وفاقی کو پیچھے پر تم نے ایسے شخص کو بھیجا کہ اسنے انصاف نہیں رکھتا ہی اور کل حق
 قبول کرنے سے اعراض کرنا ہی ہر چند ہم نے صلح کی بات کی پر اسنے جنگ و جدال کی بات درمیان لائی ہم نہیں سمجھتے
 ہیں کہ انہوں نے جو کہا آپ کے استصواب ہو گا اب التماس یہی ہی کہ ایک دوسرے شخص کو روانہ کریں کہ تاجس بات میں اپنی
 اور ہماری بہتری کا سبب ہو ہم اسے کہیں والا رخصت دیکھئے کہ ہم کسی محمد کو آپ کے پاس روانہ کریں تا جو کہ کہنا
 ہی آپ سے عرض کر گیا ابو عبیدہ نے اسی بات کو قبول کی تب رومیوں نے ایک شخص کو جو برا فصیح اور چرب زبان تھا واکا
 دیکے روانہ کیا اسنے ابو عبیدہ کی خدمت میں آئے ہر چند صلح باب میں بیت سی باتیں کیں پر کچھ فائدہ نہ دیا کہ وہ صلح جو
 رومیان چاہتے تھے شریعت کے روافی اور سنت کے مطابق نہیں تھی تب انکا وکیل نے یاروس سے کہہ دیا اور اپنے
 لشکر میں جا کے خبر دی۔ جنگ کرنا غازیان اسلام کا بطارقہ روم کے ساتھ
 نقل ہی کہ جب رسول و رسائل سے چند روز گزر گئے اور مصالحت کی صورت نہ پھری ابو عبیدہ بن الجراح اپنا لشکر تیار

میدان میں لے آیا خالد بن ولید کو اور حبیب کو اور رونق ایک جماعت کو اپنے ہر لے کے آپ قلب لشکر میں کھڑے رہا اور یزید بن ابی سفیان کو بے رحم پادشہ شرجیل بن حسنہ کو ستر پر غور کیا اہل روم بھی اپنا لشکر اکٹھا کر کے جھنڈا اوڑھ کر آئے آگاہ ہوئے میدان پر آئے جب ہر دو جانب سے جنگ شروع ہوا روم کے پلاؤن کی ایک تفریق یزید بن ابی سفیان پر چلائی ہر چند سنی اور کوشش کی لیکن انکے پیر نہ لگے۔ اور دوسری تفریق وادون شرجیل بن حسنہ پر نہ لگے لاکھ تفریق نے اپنی جگہ سے قدم بھی نہ ہٹایا اندوس ہر شخص جنگ اور جرات میں جسے ماروئے قلب لشکر کی طرف توجہ ہو کے اپنی طاقت کی موافق کوشش کئے لاکھ کچھ فائدہ ہوا خالد بن ولید ہوا دیکھ حایت میں جو مجاہدین حاضر تھے وہ یوں کے ساتھ بڑی جنگ کے خالد بن ولید نے نہایت قدم دیکے تیرین چٹانیں پس فانیان اسلام ایسی تیرا فانی کی کہ وہ یوں نے تاب نہ لاسکے کہ نہ پھر آیا اور اس جماعت کی شجاعت اور جوانمردی دیکھ کے کعب کہنے لگے تب ابو عبیدہ بن الجراح ایک نڈال کہ باہر مسر السلیق اللہ تعالیٰ کی حایت مجاہدوں کی مثال حال ہی کافروں کے ساتھ سخت ملے جو چاہے یوں اگر لوہے کا پتھر بھی ہوتا لکھنے جانا لکھو وند کہ لشکر اسلام جو اندرون کہنے چھے نہ ہوتا ادا پانی جگہ دشمن کو نڈا اب معلوم ہوئی تھی کہ تم سب ہیئت احمائی سے کنار پر ایک بار جو کہو ڈاؤن تین ہاڑو کہ جسے نہر کے میں شہادت پانچا پیشہ برین میں جا چکا اگر ذرہ ریگ نیک نام ہو دیکھا اور نصرت و نصرت اسکے ساتھ لگی یہ بات سب مسلمانوں پسند آئی سب کہنے لگے کہ اگر یہی اس بات میں دین و دنیا کے فائدے حاصل ہیں غرض جب ابو عبیدہ نے قلب لشکر سے جھنڈا لکھنا دیکھتا دیکھتا وہی حرکت میں آئے یزید اور شرجیل سے فخر اور تیر سے اس سخت جنگ کیا کہ وہ یوں مصیفین جہت گئیں اور وہ ایک جہت سے جدا ہو گئے اور وہاں کی ایک جماعت آکر چری اور باقی فوج جہت پانی اپنے تہا سے چنگ و ملے اور لی کا بھانڈا تو ف کہے کہ باہر و فرما دیکھنے لگے مردوں کی افشوں سے وہ دیکھا بان ایسا بھر گیا خاک کھوڑوں کو وہ دیکھا تھا حال یزید ایک مسافت کے بعد از روم کا لشکر جنگ سے باہر نکلا کہ اپنی جگہ کھڑا تھا جس میں ہر لشکر اسلام نکل کے کھار کی طرف توجہ ہو کر اور بعد یزید نے لی کا کھانڈا تو فٹ گیا پھر پے لشکر بن لکے ایک تیج اپنے ہاتھ میں لے کے وہاں بار میدان میں آیا اور دیکھا جنگ کیا کہ تیج بھی فٹ گئی۔ لعل علی کہ اس سر کے میں فیس کو بس یزید اور دوس شرجیل گئیں اور سینا لیس غلام کئے دن کو لگے تھے جب فیس کے زخموں کی کثرت سرحد موت تک پہنچی تب خالد بن ولید اور اس بن حبیبہ بن جحش کی ایک فوج اپنے ہزارے کے بچے اور دین پر ایسے ملے لائے کہ انکی مصیفین و ہرم و ہرم ہو گئیں غرض یزید کھار کو قتل اور مصیفین کو زخمی کر کے پھر اپنے مقام میں آئے کھڑے رہے خالد بن ولید اور اس ہاشم بن حبیبہ اپنے لشکر کی طرف لوٹ گئے کہ بعد اہل روم اپنے لشکر کے اسی صف پر آئے نہ کہ وہ تیرین چٹان سے لشکر اسلام کی طرف تہمتہ آہستہ آہستہ چلائے تب خالد بن ولید نے اپنے لشکر وادون کو طائیت اور قسلی اور چنگ پر چلیا و غرض دیکے فائدہ آواز سے سب کو کہہ دیا کہ جب ہر سے نکلیں گی اور تم سب کو بھانڈا دیکھ کر میں چاہے کہ تم بھی تیری موافقت کرو میں ایک تیرا فانی ہوں کہ غرض سب فوج و قتل

کی نسیم اعظم اسلام پر سبکی اور کافرو کواکیبار کی مستاصل کو دگی پس تیسرے کہتے ہوئے جب حکم کیا ناچار کافروں نے تاب نہ
لا سکے بھاگنے لگے اس طرح میں غازیان اسلام ایسی جانبازی کی کہ گیارہ ہزار کافر مار گئے اور انکی بیوی بچے غنیمت کتوں اور چیلان
کے نالہ ہو گئے اور جو بچے تھے انسے بعضے نقل کے قلعے میں جاکے پناہ لئے اور بعضے انطاکیہ کے طرف بھاگ کے قیصر کے
پاس جا پہنچے غنیمت بیشمار مسلمانوں کا ہاتھ آئی ابو عبیدہ نے غنیمت کا خمس فتح نامے کے ساتھ مدینے کی طرف کیا اور
باقی غنیمت لشکر اسلام میں تقسیم فرمائے کہتے ہیں کہ اس معرکہ میں دویسوں کی فوج سا تھ ہزار کی تھی اور مسلمان تیس ہزار
سے زیادہ نہیں تھے جب اس لشکر روم پر مسلمانوں کو یہ فتح و نصرت حاصل ہوئی اہل اسلام کا رعب اور دبدبہ جو طرف
لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گیا الحمد للہ علی ذلک۔ روانہ ہونا جریر بن عبداللہ بجلي کا حکم سے حضرت
عمر کے طرف عراق کے۔ نقل ہی کہ اسی سال جریر بن عبداللہ بجلي چند سواری کے ساتھ مدین سے مدینہ
کی طرف آئے امیر المومنین فاروق اعظم کی ملازمت سے مشرف ہوئے ابیر المومنین نے بخدا اور کندہ اور دوسرے قبیلوں سے چار
ہزار مرد جمع کئے اور جریر کو اس لشکر کا امیر بنایا کہ عراق کی طرف شنی بن حارثہ کی مدد پر روانہ فرمایا پہلے جریر اور انکی قوم شنی کی
حکوم ہونے سے پہلو ہتی کی پر حضرت عمر نے انکی تالیف کر کے انکے واسطے یہ مقرر فرمایا کہ انکی مدد سے غنیمت کہ مسلمانوں کا ہاتھ آئے
انکے حصے کے سوا غنیمت کے خمس سے ربع انکو پہنچا دیں اور شنی بن حارثہ کے نام ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ جریر بن عبداللہ
بجلي کو میں تمہاری مدد پر روانہ کیا جب وہ لشکر عراق سے ملے ہو تو تم انکی بہت تعظیم و تکریم بجالاؤ کہ جریر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی شرف صحبت مشرف ہیں اور حضرت نے یہاں تک انکا اکرام کرتے تھے کہ اپنی ردا کھارک انکے
واسطے بچاتے تھے۔ کافروں نے جب اس مکتوب کے مضمون واقف ہو ایک بڑا لشکر جمع کیا اور جہران بن باذان ہمدانی
کو اس لشکر کی امارت دیکے شنی اور جریر کے جنگ پر روانہ کیا جب شنی کو یہ خبر پہنچی اسوقت ایک عریضہ لکھ کے حضرت
عمر کی جناب میں روانہ کیا جناب فاروق اعظم نے ہر قبیلے سے ایک جماعت فرما کر لشکر عراق کی تائید پر بہت جلدی
سے جاکے لئے حکم فرمایا اور شنی نے بھی عراق کے قریوں سے جب لوگوں کو جمع کرنے لگے تیس ہزار مرد جنگی فرمایا ہو گئے
انقصہ ہر لشکر اسلام اور اوہر لشکر کفار جب تیار ہوئے تھے بخندہ کے مقام میں ہر دو لشکر ملائی ہوئے۔ نقل ہی کہ
جب جنگ کے لئے ہر دو لشکر کی صفیں آراستہ ہوئیں جہران نے ایک اسپ گلاگون پر چڑھا ہوا اور اطلس کا زین پوش
اسپر والا ہوا اور ایک جوشن راند و پہنا ہوا اور ویسی ہی ایک تاج اپنے سر پر رکھا ہوا اور جزا و کا پٹکا اپنے کمر پر باندھا
ہوا اپنے گھوڑے کو کہنا ہوا میدان پر آیا ایسے میں لشکر اسلام ایک علامت ایک تیراکی طرف چلائی وہ تیراکی
انکھ کو پھوڑ کے باز پھوڑ کے پار ہو گئی جہران اسوقت اپنے گھوڑے سے گر پڑا جب عجم کے سپاہیوں نے دیکھا کہ اسامہ دار
مارا گیا اور آپ بے سر ہو گئے سب بھاگنے لگے لشکر اسلام کے شیعوں نے شیروں کے مانند انکا پیچھا کر کے قتل کرتے
تھے کہتے ہیں کہ لشکر کفار کا عدد لاکھ سے زیادہ تھا مسلمانوں کے لشکر کا ہر ایک غازی دس دس کا فرقہ قتل کر کے

اور اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے غلام لشکر اسلمہ کے لئے اپنے جہاد والے دستار اس فرخ میں باندھا کسی واقعہ میں نہیں
 اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَنَصَّرَ اَوْلِیَآءِہٖ وَكَذَّلَ الْکُفْرَ وَخَذَلَ اَعْدَاہٖ سَادَہٗ
 اسی سال میں بنی بنی عارضہ نے بشر بن حصار کو جو اصحاب کرام تھے حیر میں پناہ خلیفہ بنا کے آپ بلوہ انبار کی طرف فرست
 جو کچھ اس ولایت کے بعض لوگوں کی رہنمائی سے سوق حافش کو غارت کر لیا اور وہ کیا وہ ایک ہزار دھاکہ ہر سال
 طرف سے کفار و مان جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے تھے مثنیٰ کے ایک دمان جاپینچے اور بیست کا فروغ و ماراۃ والا اور بیست
 کر اسیر کیا اور باقی بھاگ گئے اور مسلمانوں کو بیست مثنیٰ کے لئے آتی ہر دمان سے بیسویں بخدا کا قصد کیا وہ یہی ایک ہزار
 تھا کہ وہاں شہر بغداد واقع ہی ہر سال میں ایک ہزار بیست سے کفار اس مقام میں جمع ہوتے تھے اکثر ملک کسے
 کے لوگ اور بعض عرب کے قبیلے جیسے بنو خزاعہ اور یحییٰ و غیرہ عربی دمان کے خرید و فروخت کرتے تھے اور ہر سال
 اس بازار میں اتنا مال جمع ہوا تھا کہ عراق اور مدین کے ایک سال کا خرچ ہوشی نے فرصت کو نگہہ کہہ کے ایک
 اس بازار پر تاخت لائی بیست سے کفار کا پرے اور باقی بازار جو مثنیٰ کے حکم کیا کہ ذرا سرخ اور روپا اور جو اہل اور
 نفیس اور بہتر چیزوں کو سوسے کوئی دو سہری چیز تھاد سے مسلمانوں نے ایسا ہی کیا تب بھی ہزار دھاکہ کا ہر
 ہر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سالم و غائم اور مغرور و مغرور دمان سحر جت کی۔ امیر المؤمنین حضرت
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا مثنیٰ کی تائید
 کے لئے۔ قتل ہی کہ وہ کو مثنیٰ کے پاس نہ گئے کہ بعد عمر فاروق نے قبائل عرب حاضر ہو کر حکم فرمایا
 تھوڑے میں نصف بن سلیم اندوی اپنے قبیلے سے آئے تو یہاں روئوں کو اور حصین بن عبد زارہ نے بنی قیس کے ہزار
 دلاوروں کو اور ہدی بن غافم طائی اپنے قبیلے سے ایک جماعت کثیر کو۔ اور منذر بن حصین نے بنی عیینہ سے ایک
 جم غفیر کو۔ اور انس بن ہلال نے قبیلہ ہر بن قاسط سے ایک بڑی گروہ کو اپنے ہمراہ لے کے حاضر ہو کر بیٹھیں
 ایک فی عظیم فراہم ہوئی امیر المؤمنین نے جریر بن عبد اللہ بکلی کو جو گیارہ ستاد و شجاعت کی زیور سے آراستہ تھے اس
 فوج پر امارت کیے سوہد عراق کی طرف روانہ کیا جریر نے قطع منازل کر کے ثعلبہ میں جاپینچے اور مثنیٰ بن حارثہ
 کے لشکر گاہ میں نزال کیا پھر ہر دو لشکر باحقاق دمان سے نکلے اور حیرہ کے ملک میں جا کے دیر منذر کو اپنا لشکر گاہ
 ٹھہرایا اور لشکر یوں کو سوہد کے اطراف متفرق کر کے غارت و تاراج کرنے کے باب میں مطلق العنان کر دیا جب
 یہ خبر مدین میں پہنچی تو ان دخت نے رسم فرخ زاد کے ساتھ ایک روایت سے جہراں بن ہریرہ کے ساتھ
 بارہا ہزار جنگی سپاہ کو دیکھ کر جریر بن عبد اللہ کے جنگ پر روانہ کیا جب یہ خبر لشکر اسلام میں پہنچی اس لشکر کے
 امیر و فوج سپاہ متفرق کو جمع کر کے انتظار کرتے جب جہراں جنین کے فوج میں پہنچا جریر بن عبد اللہ اپنے لشکر
 کو ہمراہ لے کے اسکے طرف متوجہ ہو جب ہر دو فوجی باہم ملے مثنیٰ بن حارثہ نے اسلام کے دلاوروں کی ایک بڑی

خلافت

لے کے جو لشکر اسلام بمبندہ پہنچے کافروں کے میسر پر حملہ کر کے جنگ آغاز کیا پھر لشکر عجم کے سپاہ بھی بڑی سخت حملے کئے پہلے بار
لشکر اسلام قدم بھیس لگے دشمنی بن جارنہ نے بیقرار ہو کے ایک نڈکی کو اسی مسلمانوں صف میدان سے پاؤں پھسلا دو تم
سب میر پاس آؤ میں دشمنی بن جارنہ ہوں اس سے مجاہدوں کو ایک تقویت حاصل ہوئی اس وقت انکے جھنڈے
کے پاس جمع آئے اور لشکر اسلام کے میسر پر جو لوگ تھے عدی بن حاتم نے انکو کافروں کے جنگ پر ترغیب دینے
لگے اور جریر بن عبداللہ نے لشکر اسلام کے بیچون بیچ کھڑا رکھے سب غازیوں کو تقویت دی تب سب لشکر جنبش
میں آیا اور بڑی جواغردی کے ساتھ شمشیر سے جنگ کرنے لگا کافروں کا سردار مہران جو تیر چلا میں اور شمشیر سے جنگ کرنے
میں شبیر فاق تھا اور اس جنگ میں بہت ہی جدوجہد کر رہا تھا لشکر اسلام منذر بن حسان نے جب اس پر نیزہ چلا
اس کے گھوڑے سے زمین پر گر پڑا جریر بن عبداللہ نے اسکا سر کاٹا جب لشکر عجم کے سپاہیوں نے دیکھا کہ اپنا سردار حرکت
میں نہ کر رہا ہوا پڑا ہی سب کے سب بزدل ہو گئے اور انکے لشکر میں ترزل پڑ گیا سب کے سب بھاگنے لگے لشکر اسلام
سے عبداللہ بن سلیم ازدی اور عروہ بن دیطانی نے انکا پیچھا کر کے بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو اسیر کیا اور انکی ایک
جماعت افغان و خیزان مدائن کی طرف بھاگ گئی جب مہران اور فارس کے برے برے سردار مار گئے اہل اسلام
نے عراق عرب کے شہروں کو غارت اور تاراج کرنے پر کمر باندھ ہی بہت سال متاع اور سبایا ہاتھ آئے اس
اشان میں جنہوں کو بعض دشمنی کے خدمت میں عرض کی کہ ہماری ولایت کے قریب جو ایک قریہ کہ جسکا نام
بغداد تھی ہر مہینے میں ایک روز وہاں بہت کفار جمع ہوتے ہیں اور بہت تجارت بھی خرید و فروخت کے لئے آتے ہیں
اگر لشکر اسلام اسکے غارت پر دست یاب ہو تو چو طرف کے لوگوں کے دلوں میں مسلمانوں کا برا رعب پڑ جاوے گا
دشمنی یہ بات قبول کر کے اپنے لشکر سمیت انبار کی طرف روانہ ہوا اور اس سرزمین میں جو ایک قلعہ تھا اسکا محاسبہ کیا
جب اس قلعہ کا حکم عاجز ہوا اسکو امان دیکے بلوایا جب اسے دشمنی کی خدمت میں آیا بازار بغداد کو غارت کرنے کا راہ
اسے ظاہر کر کے فرمایا کہ چند راہ دکھلانے والوں کو ہمارا ساتھ کیجئے اور فرات پر ایک پل باندھ دیجئے اسے یہ ہر دو بات قبول
کین راہ دکھلانے والوں کو ہمراہ دیا اور فرات پر پل بھی بند ہوا پس دشمنی قطع مسافت کر کے جب اس بازار میں پہنچے
و تاراج شروع کیا فارس اور ہوازا اور خوزستان اور دوسرے شہروں کے کفار جو جمع آئے تھے بھاگنے لگے ہندو نقد و جنس
سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا کہ جسکا حساب ممکن تھا اور اس بازار سے بھاگے ہوئے لوگوں نے مدائن میں جا کے کسری کی
دفتر سے جو ہوت تخت نشین تھی فریاد کی پھر اس اشان میں دوسری خبر پہنچی کہ موید بن قطبہ و عطلیہ بن غزو ان حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے حکم پر بیت مشہور دیار جو سلاطین عجم کے علاقے میں تھے اپنے قبضہ تصرف میں لائے ہیں یہ خبر سنستے ہی فارس کے
امیروں اور عہدگوں کے دلوں میں بڑی ہمت بقیہ گئی کسری کی بیٹی نے رسم فرخ زاد کو حکم کیا کہ ایک لشکر ہمراہ لے کے جلد
اور لشکر عرب بدلہ کیو رسم کو پہن بات پسند نہ آئی عجم کے ارکان و ملت پوشیدہ کہنے لگا کہ ہمارے ملک میں یہ اختلاف و

پریشانی مدون بنی اسباب میں تھی کہ تادی نام اعتبار ایک صورت کے مابین بنی مسکو ہی نہ اندرون مدینہ
 کہ ہنگ خروس آمانہ نیکان ڈیڑہات سب قاصد کے مدد کو نچر سکے اور جب لکے ہتھارے اتفاق کئے پڑنے کی دلاور
 کیس کو دہرے کے تحت مسئلہ میں پہنچے جو کے بعد معلوم ہوا کہ شہر بارگاہیہ زور مضبوطی سے تھکڑے درگاہ سرگرمی میں
 بیت جلد ہی اس کو بلایا جب اس نے قطع منازل کر کے مدینہ پہنچا اس کو نوشیروان کے تحت پر جھلانے۔ جب ہجرت سے پہلے
 سال شروع ہوا سجد بن ابی وقاص نے قاصد کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ میں عمر لکے پیچھے بالترتیب دروازہ کرتے تھے ان کے
 متفرق میں شہر کے چار سو دروازہ کو دیکھے مینا اور مگر بن جلیلہ کی آٹھ سو تیرا دہ اور سواری اور مگر بن جلیلہ کی آٹھ سو تیرا دہ اور سواری
 اور مگر بن جلیلہ کی آٹھ سو تیرا دہ اور سواری اور مگر بن جلیلہ کی آٹھ سو تیرا دہ اور سواری اور مگر بن جلیلہ کی آٹھ سو تیرا دہ اور سواری
 کرتے تھے۔ اور ابو جلیلہ بن الجراح کو نادر لکھا کہ ہزار سو اور پچاسیوں میں نامہ ہر بن عراق کی طرف روانہ کریں۔ اور ایک
 لشکر جو خالد کے ساتھ عراق سے روم کی طرف روانہ اس کو بھی اپنے فی سے جدا کر کے اسٹم بن عتبہ بن ابی وقاص کو
 سجد کے برآمدہ قاصد اس فیج کی امارت دیکے روم عراق کی طرف لکھی مدد میں دین۔ اور حضرت عمر بھی لکھتے تھے
 فیصوں اور بیرون اور مدینہ کو ہر قبیلے سے روانہ فرماتے تھے مدینہ ابی وقاص ابی زبیر لشکر کے قاصد کی طرف
 منوجہ ہوئی ہر قبیلہ کے ہر قبیلہ کے ایک ہزار لشکر جمع ہوئے۔ اور مدینہ میں ایسے غنیمتیں آئے کہ شہر اور دیہات ان میں سے
 ہر گاہ جیسا لشکر عظیم جمع ہوا زور دینے دیکھ کر بڑی خوشی کی اور کسٹم فرخ نادر کو اسیر امارت دتی اور حکم کیا کہ مدت
 مدیدہ اوں عید جو ترسے مدینہ میں ہر قبیلہ کے ایک سو کو لے کر جب وہ خزانے کو لے کر سب لشکریوں کو اکٹھے کر کے
 انعام دیا اور سوار عراق کے امالی اور موالی کو اس معین کے خطوط روانہ کیا کہ تمہارے ہر شخص سے قدر کہ قوت رکھنا
 اقرب کی بنیابی میں معروف کرے پس میں ہر گز سستی نہ کرے جب یہ خط رسوا و عراق کے لوگوں کو پہنچے وہ
 اپنے دیہاتوں اور بیرون کو پہنچا بن دیکر کہنے اور کو غایب از روئے ہر گز نہ دیا اور فریب مسلمانوں کے قتل میں
 مقررہ مار کیا دن بدن ابلی عجم کا کام قوت پکڑنے لگا اور سپاہ عرب میں ایک خفف الگیا تب جری بن عبد اللہ اور
 شنی بن حارث نے ایک قاصد کو مدینہ کی طرف بھیجا اور تب حالتیں حضرت فاروق اعظم کی خدمت میں ظاہر کریں
 جب وہ قاصد مدینہ آیا امیر المؤمنین عمر فاروق کو لشکر کی طرف روانہ ہوئے تھے وہ قاصد نے مدینہ سے ایڑ لکھا
 کے پاس جا کے جب یہ ہر دو امیر کا حلیہ پہنچا یا حضرت عمر کا جواب اس معنی میں کہ تمہارا کوئی ہمارا کوئی ہر دو امیر
 کئے تھے پہنچا اور مدینہ کے سب حالات مطلع کیا انشاء اللہ تعالیٰ جب میں نے معتمد سے مراجعت کر دیکھا تھامی امانت
 کے لئے بغیر دلاور ان سلام کی ایک بیعت کی کہ جو شخص عرض جب حضرت عمر نے داخل کر ہوئے اور نہ اس کے حج ذرا
 حاصل کی نسبت جلد ہی مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی اور کھارچ کے صلے میں ابی وقاص کے باب میں مشورت کی کہ ابی
 ایک لشکر لے کے مدینہ کی طرف جانا سب میں ایک سی شخص جو شجاعت و جوانمردی میں نامور تھے روانہ کریں حضرت

عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جو ہر باب میں انجام کار کو سوجھتے تھے یہی تدبیر تھی کہ اگر ابوالمنین اپنے تئیں
 نہ لجا دیں بلکہ دوسرے کسی راہ کو روانہ فرما دیں پس انہیں کے راسے کے کوافی سعد بن قاص رضی اللہ عنہ کو سب افواج اسلام
 کی امارت دیکے ایک لشکر چار کے ساتھ مدائن کی طرف روانہ کیا اور حضرت عمر نے رخصت کے وقت سعد کو یہ نصیحتیں
 کیں کہ جس منزل میں تم پہنچو گے اور جس منزل سے آگے برو گے وہاں کی حقیقت حال سے مجھے اطلاع کیجئے۔ اور جب تم قادیسیہ
 پہنچو گے اسی جگہ کو اپنا لشکر گاہ ٹھہرائے۔ القصد سعد نے وصیتیں قبول کر کے چھ ہزار غازیان اسلام ساتھ متزلین علی کریم
 قادیسیہ میں نزول فرمایا اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جو اسی نواح میں بعضے شہروں پر حکومت رکھتے تھے سعد بن قاص
 کی روانگی کے بعد حضرت عمر نے انکے نام سے ایک نادر اس مضمون کا روانہ کیا کہ میں نے سعد بن قاص کو مدائن کی طرف بھیجا ہوں
 تم بھی انکی تابعداری کرو یہ نام پہنچے ہی ابو موسیٰ اشعری نے مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ ہزار سوار اور قیس بن ہبیر کے
 ساتھ ہزار سپاہ کو دیکے قادیسیہ کی طرف روانہ کیا کہتے ہیں کہ ہاشم بن عتبہ بن ابی قاص اور ہاشم بن قیس اور ملک
 اشتر قیس کی ہی بھراہ تھے۔ نقل ہی کہ سعد بن قاص کے لشکر میں اصحاب بدر کا انیس صحابہ داخل تھے مکہ کی فتح کے
 دن جو صحابہ نامدار و شجاعان با وقار جو حضرت سید ابراہیم رضی اللہ عنہ وسلم کی ملازمت میں تھے ان سے تین سوا صحابہ
 اور اولاد اصحاب رضی اللہ عنہم سے نو سو جو انروز حاضر تھے۔ کہتے ہیں کہ سعد بن قاص قادیسیہ کو پہنچنے کے آگے مشی
 بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اس جہان فانی سے طرف عالم باقی رحلت کی تھی انکے بی بی کا نام جو سلمیٰ تھا جب عدت کے
 ایام گزر چکے سعد بن قاص نے اس بی بی کو اپنے نکاح میں لایا۔ القصد لشکر اسلام قادیسیہ میں نزول کیا ہی سو خبر بزرگ
 پہنچے ہی اسے سعد بن قاص کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا اور یہ اتنا س کی کہ اپنے لشکر کے اعیان و ارکان سچے شخص
 کو مدائن کی طرف روانہ کرے تا ان سے ہم کلام ہو سکے۔ سعد اس گزارش کو قبول کر کے اپنے لشکر سے لقمان بن مقرن اور
 حنظلہ بن ربیع اور عدی بن ہبیل اور عطار بن الحجاب و اشعث بن قیس و عاصم بن عمرو و مغیرہ بن شعبہ و عمرو بن معدی کرب
 اور کئی عمر گون کو مدائن کی طرف روانہ کیا۔ وے اشرف عرب بہتر عربی گھوڑوں پر چڑھے ہو کر روانے یابی اور رہے
 ہوئے اور باریک تازیانہ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے اور بہتر تھیلے اپنے پاؤں میں پہنے ہوئے کسری کی جہازی کے پاس پہنچے۔ بزرگ
 انکو باریابی کی خبر دہائی دیکے اپنے دربار میں بلوایا اور عزت و اکرام سے بھلایا اور سرجم کو بلوایا۔ کہتے ہیں کہ خود بزرگ بھی عربی
 زبان جانتا تھا۔ سو اس جماعت کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ اے جماعت عرب تم ہمارے ملک میں آئے اور ہمارے جنگ اقدام
 کرنے پر تمکو کجا چیز باعث ہوئی۔ شاید کہ تم جو ہمارے سے تعاضل اور تساہل کی ہی تم اسے ہم پر دیکر ہو۔ مغیرہ بن شعبہ نے
 جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم نے ایک مدت شرک و ضلالت اور جہالت و عبودیت میں سرگرداں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی
 کمال و رحمت و عنایت سے ہمارے ہی ایک پیغمبر خلیل القدر کو جو ہمارے میں والا نسب عالی حسب اور بیت ہی محترم و مکرم تھے بھیجا
 کیا۔ وہ پیغمبر نے اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے اور اس کے ساتھ کسیکو شریک نہ کرنے پر ہمکو دعوت کی اور نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ

داخل جنت ہوگا اور بہشت کی نعمتوں سے ہمیشہ محظوظ رہیگا اور جسے زندہ رہیگا وہ دین کے دشمنوں پر غالب ہوگا اور وہ پیغمبر برحق اور خیر صادق نے ہرکو پہنچا بھی خبر دی تھی کہ فلان فلان ملک تمہارے ماتھے پر قلع ہو دینگے اور اس کے خزانے اور دینے مسلمانوں میں قسمت پاویں گے سو تیرا ملک اور اس کی جہازیاں اور خزانے بھی ہمیں داخل ہیں اب ہم تم کو دعوت کرتے ہیں کہ تم خدا و رسول پر ایمان لاؤ اور یہ دین متین قبول کرے اور تیرے آباد اجداد جس پر تھے اس کی قباحت آگاہ ہو جاوے جب تو ایمان سے شرف ہو گیا دولت ابدی اور سعادت سرمدی تیرے نصیب ہوگی تیرا ملک تجھی پر بحال رہیگا گوئی تیرے بے اجازت تیرے ملک میں آئیگا اور نو زکوٰۃ اور عشرہ اور خراج دیا کرے۔ اور اگر تو ایمان نہیں لاتا تھی تو دولت و خواری کے ساتھ جزیرہ دیکھتے تب ہم تیرے خون اور مال کے ساتھ تقرر نہ کریں گے اگر تو جزیرہ بھی دینا نہیں قبول کرنا تھی تو جنگ پر تیار ہو جا ہم تیرے ساتھ قتال کریں گے تا اللہ تعالیٰ ہمارے اور تیرے درمیان حکم کرے۔ جب یزید جو نے یہ باتیں سنی اپنی نگہ اور نجات سے بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں تم پر رحم کیا تھا اور چہا تھا کہ تم کو نجات اور لباس دیکے عزت و اکرام کے ساتھ روانہ کر دوں لاکھ تھنے کلام میں جب ایسی جسارت کی اور بے ادبی سے پیش آیا۔ اب وہ رحم میرے دل سے جاتا رہا اگر بادشاہوں میں قاصدون کو قتل کرنا درست ہوتا میں تو قتل کروں تا اب تمہارے واسطے میرے نزدیک سو آخاک کے اور کچھ نہیں پس حکم کیا کہ ایک زنبیل میں خاک بھر کے لے آوے اور گروہ عرب کے عدد کو گنے کیسے سر پر رکھے اگلا غلام ویسا ہی جب خاک لے آئی عاصم بن غیر تمیمی جلد اٹھے اور وہ خاک کی زنبیل اس کے ماتھے سے لے کے اپنے گھنٹہ پر رکھی پس اب اکابر عرب یزید جو کی مجلس سے اٹھ کے چلے گئے۔ عاصم راہ میں کہتے تھے کہ امی گروہ عجم تم نے ایسا کام کیا کہ اپنے ملک کی خاک ہمارے حوالے کر دی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب قریب ہی کہ ہم تمہارے پر فتیاب ہو گئے اور تمہاری ولایت کی خاک تو برے میں ڈال کے ہم دیار عرب میں لیجا ئیں گے۔ القصبہ حب یزید جو کی مجلس سے نکلے اور سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں پہنچے سب ماجرا ظاہر کیا۔ وہ خاک کا قصہ سنے سعد بہت خوش ہو گئے اس سے اقبال کی فال لی اور کہا واللہ بنو نے اپنی اقلیم کی کیلیاں ہمارے حوالے کر دیں۔ کیونکہ خیرات کی مرکز اور برکات کی منشأ خاک ہی ہی قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔ وَبَارَكْ فِیْہَا وَقَدْ رَفِیْہَا اَقْوَامُہَا۔ کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص نے ولایت عجم کے اطراف و احوال میں اپنے لشکر کی تشریفان روانہ کرتے تھے اور غارت کر کے لاتے تھے۔ اگر ہ لشکر اسلام میں سب چیزیں افریقین۔ لاکھ گوشت بے سر نہیں آتا تھا کیونکہ اس ملک والوں نے اپنے جانوروں کو ہزاروں میں رکھ کے نگہبانی کرتے تھے اور لشکر اسلام کا غازیہ کو جہاد کا کام دیکھتے تھے سے اپنے اونٹوں کو بخر نہیں کرتے۔ نقل تھی کہ لشکر اسلام کی ایک جماعت جو غارت کے لئے نکل تھی۔ راہ میں بعضے شکاریوں کو دیکھی کہ دو سو خر و مارا ہی لیجاتے ہیں انکو پھیر کے اپنے لشکر گاہ میں لے آیا۔ اور چند روز وہی چھپی کام آئی۔ اس پیام کو ایمان صیاد کہتے ہیں۔ اور عاصم نے ایک ٹکڑی اپنے ساتھ لے کے گاؤ اور گو سفندون کی تلاش میں نکلے تھے سونا گاؤ

کے لوگوں نے رستم فرخ زاد کے پاس فریاد لایا اسے انکی فریاد سنکے ناخوش ہوا اور اپنے لشکر کے عہدگوں کو جمع کر کے غصہ کرنے لگا کہ ایگر وہ فارس و اندوہ مرد عربی نے جو کلام کیا نہایت راست باتیں تھیں کہ یہ تارک بڑے اعمال ہی تھو خواہ وہ ذلیل کرینگے کہا تم نہیں دیکھتے ہو کہ لشکر عرب باوجودیکہ اس ملک کو جنگ و قتال کرنے کے لئے آیا ہی لاکن انہیں کسی شہر عایا پر ایسا ظلم و ستم نہیں کرتا ہی جو تم نے کیا اسکے آگے تم نے جب تک عدل و انصاف رکھتے تھے اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں پر تھو نصرت دیتا تھا اور تمہارے ملک میں تھو مزہ الحال رکھتا تھا جب تمہاری چچی اوصاف بدل گئے اور ظلم و ستم شروع کئے تمہارے ملک و دولت میں بھی خلل آگیا اب میں گمان نہیں کرتا ہوں کہ تمہارا ملک اقبال تم پر بحال رہے پس حکم کیا کہ اپنے بعضے لشکریوں کو جو ظلم و ستم کئے تھے حاضر کریں اور ان پر سیاست جاری کر دیں۔ عجب ہی کہ رستم نے اور وہاں کے ظلم و ستم کو ناپسند کیا پر اپنے نفس پر جو آپ ظلم کرتا تھا اور دین حق نہ قبول کر کے بڑے اعمال کا مرتکب ہوا تھا اسکو برا نہیں جانا غرض جب اس مقام سے کوچ کر کے دوسری منزل میں جا اترا اسی شب یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ زمین پر اترا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسکے ہمراہ ہیں وہ فرشتہ نے اہل فارس کے ہتھیاریں چھیننے کے حضرت کے ماتھے دیتا ہی اور حضرت نے دے ہتھیاریں عمر فاروق کے تحویل کرتے ہیں رستم جب خواب سے بیدار ہوا نہایت طول و سیرا ہو گیا۔ آخر طوعا و کرہا آگے بڑھا۔ جب ویرا عور پر پہنچا دین نزول کیا۔ اور اسکی کو اپنا لشکر گاہ چھڑا کیا کہ وہاں سے لشکر اسلام محتوی مسافت پر تھا۔ جب سعد بن ابی وقاص کو یہ خبر پہنچی طلحہ بن خویلد کے ہمراہ عرب کے دلاوروں کی ایک ٹکڑی دے کے لشکر کفار کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا وہ ٹکڑی قطع مسافت کر کے جب یہاں تک پہنچی کہ کافروں کا لشکر نظر آنے لگا طلحہ کے رفیقوں نے کہا کہ اسی مقام سے پھر جاوین طلحہ کہنے لگے کہ میں البتہ لشکر عجم تک جا کے اُنکے حالات سے آگاہ ہونا چاہتا ہوں رفیقوں نے کہنے لگے کہ یہ بات مناسب نہیں ہی طلحہ نے جواب دیا کہ تم خوف کھائے ہو چنانچہ چاہتے ہو پھر جاؤ یہ بات سنکے وہ غائب وہیں سے پھر گئی۔ طلحہ وہیں چھڑے جب رات آئی تنہا لشکر عجم میں داخل ہو کے گشت کرنے لگے اور عہدگان فارس کے دو مکمل خیموں کے طابے کاٹ کے گراؤئے اور ایک شخص عجم کے بڑے شہسوار سے تھا اور اسکو ہزار مرد کے مقابلے میں جانتے تھے اسنے اپنے گھوڑے کو اپنے نزدیک باندھے سو گیا تھا۔ طلحہ اپنے گھوڑے سے اترے اور اسکے گھوڑے کو کھول کے اسکا باگ و دراپنے گھوڑے کے شکار بند سے باندھ کے پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو لشکر عجم سے باہر آئے جب اسنے ہوشیار ہو کے دیکھا کہ اپنا گھوڑا نہیں ہی متعجب ہوا دوسرا ایک سپہ باورفتار پر سوار ہوا اور چند سپاہیوں کو اپنے ہمراہ لے کے نکلا جب ات گزب گئی۔ طلحہ فجر کے بعد اٹھاے راہ میں اسنے ملا۔ طلحہ نے تنہا بڑی جواہر دنی سے اسکے ساتھ مقابلہ کیا اور تلوار کی ایک ایک ضرب سے اس پہلوں عجم کو جہنم کی طرف روانہ کیا۔ دوسرے نے جو اسکا ہمراہ تھا مقابلہ کیا اسکو بھی قتل کر دیا۔ تیسرا سوار جب مقابلہ میں آیا اسپر بھی غالب ہوئے لاکن اسکے قتل سے ماتھے رکھ کے

اسکو ایسا روئے بنائے کہ اپنے لشکر گاہ کی طرف چلے گئے۔ جب اہل اسلام نظر کرنے کو طہر سالم دعا فرما رہے ہیں بہت خوش ہوئے۔ اور خدا کا واسطہ لکیرنے لکیرنے سے کہ ساتھ ملے ہوئے سعد بن ابی وقاص کے حضور میں پہنچے سیدہ و دشمنوں کے لشکر کا احوال دریافت کیا تو ظہر پہنچے اپنے کسی طرف اشارہ کیا کہ وہ میرے سے زیادہ جانتا ہی تب ایک مرتبہ ہم جاکے لشکر عمر کی اخبار اس سے استفسار کا سے کہنے لگا کہ پہلے اس پہلوان کی شجاعت دیکھئے جو کہ دلاور سی ایک شرمیلیاں کرنا جنوں جبر لشکر عمر کا جو احوال تم پوچھتے ہو کہ دنیا میں نہ جانتے کہ میری ابتداء جوانی سے لب تک بہت پہلوانوں کو دیکھا ہوں اور جہاں قتال میں بہت سے دلاوروں کے ساتھ مقابلہ کیا ہوں اور کتب تاریخ سے بھی بہت سے جواہر و کتب قصص و حکایات دیکھا اور سابقوں پر ایسے ہمارے کاکین نظیر نہیں مگر جو لشکر عمر کا بعد اوستہ تر ہے اسے زیادہ ہی لاکھوں کی شجاعت تھی ہمارے جو انفرز دے ویسے انفرز لشکر میں داخل ہوا اور اس کی غنیمت بہت اور جو انفرز کی کی عزت نہیں چاہی کہ جیسے لشکر میں آیا تھا ویسا اٹھایا اور اس لشکر کو کچھ غنوں کے طنائے کات کے لے کر سر پر گرایا اور اس لشکر کا ایک اسب ہمارے قمار کھولنے کے بعد خود لشکر کے ٹھکانے اور اس لشکر کے دو پہلوان جو ہر ایک ہزار درہم کے مقابل تھا اٹھائے راہ میں آئے اس پہلوان عالی شان سے مقابلہ کئے تین ہزار درہم کو زمین پر گر گئے تہ تیغ کیا اور میں بھی ایسا پہلوان ہوں کہ لشکر عمر میں میرا نظیر نہیں ہو سکتا میرے ہاتھ گردن پر باندھ دے کہ اس پر کیا ہزار ہزار آفرین ہو اس کی جواہری پتھر پر لشکر عمر کی سب حالتیں تفصیل کے ساتھ گزشتہ کتب میں یاد ہے وقت اسلام مشرف ہوا سعد بن ابی وقاص نے اس کا نام سلم رکھا اور کلاؤسیکے جنگ میں اس سے جو انفرز کے عجیب کیشے ظاہر ہوئے۔ قصہ کہستم فی نادر جنگ پر اقدام کرنے سے انڈیسا کہ تھا اور ہر منزل میں چند روز توقف کرتا تھا۔ چنانچہ منقول ہی کہ اس نے مزاج سے کھلی کھاؤسیہ پہنچے ہمارے پیسے معنی ہوا کہ اس کے تاجر کو نے کاپی سب غنائے لشکر اسلام مصالحت پر راضی ہو کے اپنے ملک کی طرف مراجعت کرے اور اہل علم کے طالع کی نخواست سعادت سے مبدل ہو کر اور ہر روز کئی قاصد کو لشکر اسلام میں بھیجے صلح کے سلسلہ چلتا ہی کرنا اور لشکر اسلام بھی چند اشخاص کو بلا کر ایک ایسا باہرین بھلا میں ہوا تھا۔ سعد بن ابی وقاص نے کبھی ایک جماعت کو اور کبھی ایک ہی شخص کو روانہ فرماتے تھے اور وہی سوال و جواب ہو مگر بزرگوں کے ساتھ ہوا تھا جب کسی صورت سے بھی صلح کی صورت نہ ٹھہری دستم نے چڑھ گیا اور کمال سختی سے کہنے لگا کہ کل بنی عجم کے شیر دن کو حکم کروں گا یا اتنا جنگ کریں کہ جو کسے سر نہ کٹ سکے سر نہ کٹ سکے جو گاں کے اندر میدان میں تشر کر دیں تا کہ کو ہر علم کے ساتھ جنگ کرنے کی ہوس باقی رہے اور اس وقت حکم کیا کہ سب اہل لشکر مٹی اور پتھر اینٹ اور لکڑی چوڑی سے جمع کر کے بڑی جلدی کی ہر زمین پر ایک بل ٹانگے دیں اور وہی شب و اوقاف میں دیکھا کہ آسمان کا ایک فرشتے نے اڑا اور لشکر میں جتنے کانین زمین چین لے کے اس پر چڑھ کر اور آسمان پر لیگیا علی الصبح یہ خواب اپنے مصاحبوں کو ظاہر کیا اور اس خواب کی بڑی دہشت اسکے طریق جاننے پر ہوئی لاکھ جب سوائے مقابلہ کے چارہ نہ تھا آخر چاروں چار جنگ پر

تیار ہوا۔ قاصد سیہ کا جنگ۔ قتل ہی کو اس ستم فرخ زاد نے ایک بیش قیمتی بکتر پہنا ہوا اور ایک زبردست دودھو سر پہ رکھا ہوا اور ایک شمشیر بانی حایل کیا ہوا نکلا اور حکم کیا کہ ایک سپہ باور قنار حاضر کر دو جب گھوڑا لے آئے بغیر کاب میں باؤن رکھنے کے جست کے کہ اس پر سوار ہوا۔ اور اس وقت اس کی زبان ناپاک پر گزرا کہ کل عرب کے لشکر کو درہم و برہم کر دو نکلا۔ اس مقام کے حاضرین ایک شخص کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ چاہا تو۔ اس ملعون کے کہا کہ نہ چاہا تو بھی نفوذ باللہ من ذلک ہر آنکہ گئی گردش بکین اور خواست و بغیر مصلحتش بہری کندایام و کبوتری کہ درگ اشیان بخوابد وید و قضا ہی بردش تابا سوسی دانہ و دام و غرض جب اس بل سے جو دیکھا حکم کیا کہ ایک بلند پشت پر خیمہ دیکے اسکے ساکن اپنا تخت رکھیں۔ اور آپ پس تخت پر بیٹھ کے اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کر رہا تھا۔ اور چھتیس ٹی جواسکے ہمراہ تھے اسے اتھارنا تھی قلب لشکر میں لکھا۔ اور کئی صندوق اور تخت ان مایوں پر باند کے تیر اندازوں کو اپنا بچھلایا اور باقی مایوں کو میزہ اور میسرہ اور ساقیہ اور کین گاہ پر مقرر کیا۔ اور یزدو جو حکم کیا تھا کہ اپنی ہمتاری سے لے کے رستم کے لشکر گاہ تک چند چند قدم کے فاصلے پر ایک ایک شخص کھڑا رہے اور رستم کے لشکر میں جو کچھ گزرتا ہی ایک دوسرے سے پکار کے کہدو تاہر وقت اس لشکر کا حال آپ کو معلوم ہوتا رہے۔ غرض سعد بن ابی وقاص بھی اپنا لشکر تیار کر کے برسر میدان روانہ کیا لاکن اندون انہوں نے عرق النسا کی بیماری سے بہت عاجز آگئے تھے اسلئے اس میدان میں جو ایک ہمتاری تھی حکم کیا کہ اس پر اپنی مسند بچھا دیں اس مسند پر بیٹھ کے مکہ اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہر دو لشکر کا نظارہ کر رہے تھے۔ نقل ہی کہ سلی جو منی کی زود جو تھی اور انکی شہادت کے بعد سعد بن ابی وقاص کے نکاح میں آئی تھی اپنے شوہر کے ساتھ ہمتاری پر بیٹھ کے وہ بھی جنگ کا نظارہ کر رہی تھی سو افسوس کر کے کہنے لگی کہ منی سا جو امزدایسے ہی روز کے واسطے ضرور تھا سعد بن ابی وقاص نے اپنے علیہ رض کے سبب جو جنگ سے مقرر تھے کمال غیبت اور حسرت کے سبب اپنے رخسار پر آپ طلبا نچے مار لیے تھے۔ پھر ہمتاری سے نیچے اتر کے اپنے لشکر کے سرداروں کو بلوایا اور اپنے بدن پر جو دھنل بندھوئے تھے اور سینے میں جو درد تھا انکو تنہا کے اپنا عقد ظاہر کیا۔ تا سب کو معلوم ہوا کہ یہ عذر صحیح ہی پس سرداروں کو یقین ہو گیا کہ انکو اس بیماری کا عذر واقعی ہی۔ غرض جب گھوڑے پر سوار ہوئے عاجز تھے۔ خالد بن عرقصہ کو اپنی نیابت دیکے قلب لشکر میں متعین فرمایا لاکن اس لشکر کے بعضے اوباش انکی نیابت قبول کر کے غوغا کرنے لگے۔ تب سعد بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ انکو لاکے اس ہمتاری میں قید کر دیں۔ ابو محجن ثقیفی بھی انھیں قیدیوں میں داخل تھا۔ لاکن صحیح بات یہہی کہ شراب پینے کے سبب اسکو قید کئے تھے۔ القصبہ سعد بن ابی وقاص نے ایک فاصد کی زبانی کہلا بھیجے کہ خالد بن عمر کو میں بھیجا ہوں۔ اور اسکو میرے قایم مقام کیا ہوں جو حکم کر گیا تم قبول کرو۔ اور نقل ہی کہ اپنے لشکر کے سرداروں کو بلوایا کہ بے ثباتی اور آخرت کے نعمتوں کی ہمیشگی اور فارس کے نژادوں کی تقسیم مسلمانوں میں ہونے کے باب میں جو حضرت سے بشارتیں آئی تھیں بیان

کس اور یہ آئینِ خلافت کہیں ان اللہ استغریٰ من المؤمنین انفسکم وامنوا لکم بانکم
 الجنة۔ اھذا ان اللہ یحب الذین یطاعون فی سبیل اللہ صفحا کا ترجمہ بیان کرتا ہے
 اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ آیت پڑھی۔ ولقد کتبنا فی الزبور من الذکر ان لا نص یزنا
 عباد کی الصالحون اور فرماتے ہیں کہ معلوم ہو کہ وہ باغی نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ زمین اپنے
 نیک بندوں کو میراث دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اور جسے شجاعت کا قدم اٹھے وہ لڑا اور کلمہ اسلام کو بلند کرنا
 حاصل کر لیا۔ اور یقیناً باغی کہ جسے شہادت نصیب ہو تو سخت عذاب میں مبتلا ہوگا اور وہاں تک کہ اگر
 عنایت ہوگی اور نفع و دنیا کی حرص اپنے دل سے دور کر لے گا اور محض آخرت سے مقصود کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا
 و آخرت ہر دو عنایت فرما دے گا۔ اور یقیناً جسے کہ پر انسان کی پیشانی پر جو کہ لکھا ہو وہی ظہور میں آجیگا۔ اور دیکھئے کہ
 مدت تین سال سے ہم اہل علم کے جنگ برپا کر رہے ہیں۔ سو آج تم نے جو ازادی کر دی کہ اور شجاعت کا قدم میدان
 میں رکھو گے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فزون پر فتح و نصرت دے دے گا اور ان کے اہل جن تھا اور صرف جاری ہو دے گا اور ہر دو
 جہان کی سعادت ہماری ہاتھ آئیگی۔ اور ہر قوم کے اہل کو فرمایا کہ اپنے ناموں کو یہی نصبت کرے اور جہاد کی ترغیب ہو کر
 دیو۔ اور جن کو شعر میں مہارت ہو ان کو حکم کر کہ شجاعت انگیزی اور جان بازی میں اشعار و لایز چڑھیں اور خوش حال
 قاریوں کو کہہ دیں کہ سورۃ الفاتحہ بخیر و تزیل کے ساتھ تلاوت کر بن۔ عرض جب لشکر کے امیر اس حکم پر عمل پیرا ہو
 اور قاریوں نے سورۃ الفاتحہ کی تلاوت شروع کی۔ سبحان اللہ اس راہ مبارک کے سننے سے خدایان اسلام
 ایک ذوق و سرور حاصل ہوا۔ اور جہاد کا شوق بڑھنے لگا۔ اور انکی شجاعت اور ازادی چوٹ اٹھنے لگی۔ اور شہادت کی
 انکو مضطر اور بیقرار کر دی۔ جب اس ریگزارِ خلافت سے فارغ ہوئے سعد بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ سب مجاہدین اپنی اپنی جگہ پر
 قیام لیں۔ اور اس مبارک ساعت کے منظر ہیں جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فزون کے جنگ میں
 جس ساعت کا انتظار کرتے تھے۔ یہی نماز ظہر کا وقت آئے۔ اور جماعت کے ساتھ فرض ادا کر کے پھر نماز صلاوت میں
 آگئی کا نزول اور نصرت کیسے حاصل ہوئی۔ جب وہ وقت آئیگا تو میں کبیر کو مخاطب کر کے کہیں کہ تم میری کبیر کو اور جنگ پر آمادہ ہو جاؤ۔
 جب دوسری کبیر کو مخاطب کر کے کہیں کہ میری موافقت کرو۔ اور جب تیسری کبیر کو مخاطب کر کے کہیں کہ جو دشمن اور بکتر اور ہتھیار ہیں
 کہ اسے گھورتے دیکھو ان کے ہاتھ بڑاؤ۔ اور جب چوتھے بار کبیر کو مخاطب کر کے کہیں کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا اور دشمن
 حاکم ہو جائے کہ ہر دو فریق میں تین سات دن جنگ ہوا چوتھے روز فتح ہوئی۔ ہر روز کا ایک نام ہی تھا۔ پیلا روز نام
 ہی کیونکہ اس میں گروہین جمع نہیں ہو سکا اور شہادت نہیں دی۔ اس روز کو کلمہ کے سپاہ میں قیدی گمزدوں کو کہتے تھے روپے
 کا اسباب پیمانے ہوئے۔ اور ایات و جواہر کے بیج مرغ اپنے سروں پر دہرے ہوئے۔ اور بکر آہنی کبیر سیر ہر نام
 ہوا تھا اپنے ہوئے۔ اور جڑاؤ کے پٹے کے پر پانچے ہوئے۔ اور تیسرے نام کا نال لکھے ہوئے اور نیزا ابدار نامہ میں لکھے ہوئے اور

باتوں کو بھی عمدہ حساب سے سناتا رہا۔ انہیں تیر اندازوں کو معتلا سے ہو اور پیادوں کی جماعت کو باتوں کے گرد و پیش لے ہو کر جی شان و تزک سے گھورتوں پر سوار ہو کر جنگ کا نظارہ بجا ہوئے نکلے۔ انکا زرق و برق اس دسبے میں تھا کہ انہیں نظر نہیں سکتی تھی دیکھنے والوں کی آنکھیں خیر ہوئی تھیں۔ لشکر اسلام اکثر قہر اور غربا کا یہ حال تھا کہ بے تکلف اور بلا استراحت اپنے گھورتوں اور برہنہ اونٹوں پر چڑھے ہوئے اور اپنے سر پر بجا دو ستار کے نوار پیٹے ہوئے اور کنبل اور نڈ کے قبا پہ بریں کھینچے ہوئے اور سدا آہنی بکتر پہنے ہوئے نکلے۔ اور ایسے شجاع بہادر تھے کہ انہیں ایک کے ساتھ دس کا فر مقابلہ کر نہیں سکتے تھے۔ جب انھوں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے اور کفر و شرک کو توڑنے کے دین اسلام کے جھنڈے کھڑا کرنے کے لئے اپنی جان عزیز بتیلی میں لئے ہوئے نکلے تھے۔ نصرت ربانی و تائید آسمانی پر توکل کر کے آپ کو کوہ آہن پر گراتے اور کچھ خوف نہیں کھتے تھے۔ غالب بن عبد اللہ اسدی اور عاصم بن عمر و قثمی لشکر اسلام سبقت کر کے میدان میں آئے کھڑے رہے اور لشکر کفار کے سرداروں کا ایک شخص جس کا نام ہزرت تھا اور صاحب تاج و حشم اور مالک طبل و علم تھا غالب بن عبد اللہ کے مقابلہ میں آیا۔ ہر دو میں نیزہ بازی ہوئی آخر جو نہ تعالیٰ شانہ غالب ہزرت پر غلبہ لگے اس کو گھورتے سے گرایا اور کثرت شجاعت اس کی گردن میں ڈال کے سعد بن ابی وقاص کے حضور میں لے آیا۔ پھر لشکر کفار سے دوسرے نکل کے عاصم پر حملہ لایا جب انھوں نے اس کے حملہ کو دفع کیا اسے مقابلے کا تاب نہ لاکے بھاگنے لگا عاصم نے با دھر مر کے مانند اس کا پیچھا کیا لاکھ کل فردن کی ایک جماعت اس کی کمک کر کے عاصم کے ماتھے سے اس کو کچالیا۔ اور اس ہجوم میں کا فو نکل ایک سردار عاصم کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے اس پر غالب آئے اور اس کو اسیر کر کے سعد بن ابی وقاص کے دربار میں پہنچایا۔ سعد اس کا گھوڑا اور ہتھیار وغیرہ عاصم کو ہی دیا۔ پھر عمرو بن معدی کرب میدان میں آئے فارس کے نامور روئے ایک شخص نے نکل کے انہیں تیر چلائی اس کی تیر کے مارے کو کل کمان کی زدہ صنایع ہو گئی تب انھوں نے بہت ہی برہم ہو کر اس کی گردن پر ماتھے ڈال کے کھینچا اور اس کو ایسے قوت سے زمین پر گرایا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ جب وہ داخل دوزخ ہوا۔ عمرو نے اس کی دستار اور کنبہ اور دیا کا قبائیل کے اہل اسلام کی طرف خطاب کیا کہ ہذا فاضلہم ففعلوا یا ابا الثور من ینسہ طیع کما کصنع یعنی اے مسلمانو تم بھی اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا ہی کرو۔ انہوں نے کہا کراہی ابو ثور کس میں طاقت ہے کہ جیسا تو نے کیا ہے ویسا کرے۔ اور لشکر عجم میں ایک سوار تیر اندازی میں ایسی جہارت رکھتا تھا کہ اس کی تیر خطا نہیں کرتی تھی اس نے عمرو بن معدی کرب کا قصد کر کے میدان میں آیا مسلمانوں نے عمرو کو اس کے قصد واقف کیا۔ انہوں نے سبقت کر کے اس پر ایک تیر چلائی۔ وہ تیر اس کے گھوڑے کو لگتی ہی گھوڑا اور سوار ہر دو زمین پر گر پڑے۔ عمرو نے جی جلدی اس پر جاپنچا اور اس کا سر اس کے تن سے جدا کیا۔ اور اس کا قیمتی بچھا اور ہتھیار وغیرہ اپنے تصرف میں لائے۔ اور ہزل جو آذربایجان کا حاکم تھا ایک اسپ باد پاپر سوار ہو کر میدان میں جولان کرتا ہوا آیا۔ تب لشکر اسلام مندر بن حسان بن برق غطف کے مانند نکلے اور اس طعن پر نیزہ چلائے زمین پر گرا دیا اور نڈ اپنے گھوڑے سے

نہ اس لوگوں کے لئے کہ اس کے لئے میں نے خدا کو تاجک کے ہمارے انہوں میں سے گور کیا تھا اس شان میں
 حریص خداوند کھلے دھرم کے بلند سپر جانچیدوار کا سر خدا کو کے میدان میں داخل کیا اور جب مندر سے گور سے پر
 ہو کر آئے دیکھے کہ اب میں کو جو میں خداوند نے اس کا نام تمام کر کیا وہ مقتول اور قاتل کا ہو اس کا اسباب ایسے کے باب میں
 ہر دو میں منافقت واقع ہو آخر اسلام سعد بن وقاص کے حکم سے یہ بات شہری کہ مقتول کا کہ مندر مذہب میں حسان ابو سے اور ان
 اس اس جو میں خداوند کو دیکھتے ہیں کہ اس کے کہ مذکور قیمت پچاس ہزار دینار باقی چیزوں کی قیمت دس ہزار دینار
 کی تھی جب عزم کے سپاہیوں دیکھ کر کہ میں جو اپنے لشکر کا سردار تھا دینا ایسی ذلت و خواری کے ساتھ مارا گیا ہے
 لشکر کے مایوں کو حرکت میں لایا اور لشکر اسلام پر جو کر کے ان کو متفرق کیا۔ اہل اسلام جو تھی تکیہ کے انتظار میں تھے۔
 سعد بن ابی وقاص نے جو تھے بار تکیہ کی لشکر اسلام کے عہدہ میں وہ سستے ہی لاکھوں کی لاقوت اور لاکھ
 کہتے ہوئے کفار پر حملہ لایا اور دو جاہل و دی کی دی کہتے ہیں کہ لشکر کفار کے ماتی جب لشکر اسلام کے ہمنام و ہمنام
 کرتے مادیان اسلام کے گور سے جنگ کے جانتے تھے۔ جب سعد بن ابی وقاص نے یہ حال دیکھا مامع بن عمر کے
 یاس یہ پیام بھیجا۔ کہ اول ان مایوں کا شروع کر کی حکم کر۔ جب مامع نے یہ پیام سنا کہتے ہیں کہ لشکر خدا کی لشکر
 اسلام کے عہدہ سازوں کے حال جو اردو و ہمنام سے ان مایوں کا بھیجا کہ ہر ماتی کے رو بہ پہنچ کر اس کے کہ
 پر تروار جلائے جب امارت جاتی اس پر تھے جو تھے کفار غازی ہیسمت زمین پر گرتے ان کو دم ایسے کی خدمت رو کا
 قتل کرتے تھے تا کہ ہر سے کے عہدہ تک پہنچتے جنگ و جدال جاری رہا اس رو کو امارت کہتے ہیں۔ نقل بھی کہ
 دور مسلمانوں سے یا تو شخص شہرت بہادت و شہ کے جب متوثری رات گذری ہر دو طرف کے لوگ قتال میں
 کر کے امام یا نے کی مذاکی۔ جب دوسروں کو ضرر و اہم سے خون لباس پہنا ہوا طرح کا حکم کر گیا ایسے آفتاب طلوع ہوا
 سعد بن ابی وقاص نے اپنے لشکر کے شہیدوں کی تحفہ و تحفین میں سے قبول ہوئے۔ اس شان میں گوروں کی ایک
 فوج کثیر شام کی طرف سے نظر آئے گی۔ اس حال کی تفصیل یہ بھی کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہا
 سعد بن ابی وقاص کی تائید کے باب میں جو ابو حیدر ابن الجراح کو لکھا تھا سو پہنچا انہوں نے یہ حکم کیا کہ یہ وہ
 کے قبیلوں سے تھے جو تھے دیروں کو جمع کریں جب ایک لشکر صف شکن آیا وہ یہ گیا حکم کیا کہ قادیسہ کی طرف
 روانہ ہو دیں کہ سعد بن ابی وقاص کے لشکر کی مدد کریں اور اس فوج کی امارت مامع بن سعد بن ابی وقاص
 کو دیکے فرمایا کہ اگر عرب سے جیسے قتل و غارتگری ہو اور قیس بن خنیسہ اور عمارت میں عمر اور اس میں عمارت میں اس پر
 کے تابع رہیں۔ میں شتم چھ ہزار شخص اور اہم کی روایت سے دس ہزار جو ان کو ایسے ہمارے کے دیار شام سے
 سکھے اور مزین علی کر کے سعد بن ابی وقاص کے لشکر کا وہ میں اس میں وہ چاہیے۔ غرض جب یہ شہیدوں کو دس سے فارغ ہوا
 اور سعد بن ابی وقاص کا لشکر اہل فارس کے ساتھ مقابل ہوا قتل و غارتگری کا حال کہ تاب سحر ماتی تھا مابین میدان اس ایک

کافروں کو قتل کرنے کے لیے بلوایا۔ تب عجم کے پہلے ان سے دو شخص پہلا ذوالحاجب و دوسرا یمن جادو و قہقار کے مقابل ہوئے۔ قہقار نے اول یمن جادو کو قتل کر کے جہنم کی طرف روانہ کیا پھر ذوالحاجب پر تلوار چلائی وہ بھی یمن جادو کے ساتھ کندہ و وزخ ہوا۔ جب یہ ہر دو نامور پہلوان مارے گئے کفار نہایت دلگیر ہوئے۔ اور قہقار نے ویسا ہی برسرِ میدان کھڑا رکھے مذاکرے تھے اور خوارسیوں کو جنگ کے واسطے بلاتے تھے تب دو شخص نکلے ایک کا نام فیروزان تھا دوسرے کا نام بندوان۔ لشکر اسلام حارث طہیان کے میدان پر آئے کے بندوان کو مار ڈالا۔ اور قہقار عجمی فوج کو قتل کیا اس وزراہل اسلام اپنے انوتون کو آکر سہ کر کے اور جو انوزدان عرب انہر سوار ہو کے لشکر کفار پر ویسی ہی حملہ کرنے لگے جیسے پہلے روز عجمیوں نے یاتون پر سوار ہو کر عرب کے گھوڑوں پر حملے کئے تھے۔ کہنے میں کہ اس روز قہقار نے تیس حملے کئے انکے ہر حملے میں عجم کے سرداروں سے ایک شخص مارا جاتا تھا سب کے آخر بوزر جہر ہمدانی مارا گیا۔ اس روز صبح سے دوپہر تک ایسا ہی جنگ و جدال جاری رہا اس کے بعد آرام کے لئے ایک ساعت ہر دو فریق جنگ سے ہاتھ رکھے۔ جب آفتاب دہلانا زہر سے فارغ ہونے کے پھر جنگ شروع کئے۔ **نقل** ابی کہ ابو جحجہ ثقیفی جو عرب میں کرم اور شجاعت اور قوت و شہامت کے ساتھ بڑی شہرت رکھتا تھا سعد بن ابی وقاص نے جس جہازی میں نزول فرمایا تھا وہ بھی اسی جہازی میں مقید تھا وہ متراب پینے سے سعد اس کو قید کا حکم فرمایا تھا اس وزراہل جہازی کے دیکھے سے جنگ کا نظارہ کر رہا تھا۔ جب دیکھا کہ لشکر اسلام میں کچھ ضعف آیا تب ہی بیقرار ہو کے ایک کینز کو اپنی سفارش متھہر کے سعد کی بی بی سلمیٰ کے پاس روانہ کیا اور یہہ پیام کھلا بھیجا کہ اب میرے پاؤں زنجیر نکالیں اور سعد کا خاص اہل گھوڑا اور ہتھیار مجھے عنایت کریں تو ان کافروں سے ایسا جنگ کروں کہ قیامت تک یاد رہے والا اگر زندہ رہوں پھر اسی جہازی میں آئے یہ زنجیر اپنے پاؤں میں ڈال لیتا ہوں جب سلمیٰ کو اسکے بات پر اعتماد تھا اسکے پاؤں زنجیر نکال کے سعد کا گھوڑا اور ہتھیار اسکے حوالے کرنے کا حکم کی۔ ابو الجحجہ نے اس اہل گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے چہرے کو پوشیدہ کر کے معرکے میں آیا اور بڑی جواغردی سے جنگ کرنے لگا کچھ ہی عرصہ میں پھر پراور آگے اور پیچھے گھورتا دوڑاتا اور ضرب تلوار سے ایک حملے میں کئی کافروں گرا تا تھا۔ اہل اسلام اس کو دیکھ کے تعجب کرتے تھے کہ یہہ کون مرد ہی ناگاہ جب جہازی پر سے سعد بن وقاص کی نظر اسپر پڑی تو پوچھنے لگے کہ یہہ سوار کون ہی تو حاصر نے عرض کی کہ ہم بھی نہیں پہچانتے ہیں۔ اور اس دور اور درمی میں جب جہازی کے نزدیک پہنچا سعد نامل سے نظر کر فرمایا کہ یہہ گھوڑا اور یہہ جو شش جو میرے نظر آتے ہیں اور یہہ جو انوزدی اور شجاعت ابو الجحجہ کی معلوم ہوتی ہی وہ شخص ہی اسی جہازی میں مقید ہی۔ غرض جب شام ہوئی ابو الجحجہ نے جہازی کے نزدیک آیا اور دروازے کا حلقہ مارا محافظوں نے دروازہ کھولا ابو الجحجہ نے مرکب سے اتر کے گھوڑا اور ہتھیار دو دیا اور قید خانے میں آگے پھر وہ زنجیر اپنے پاؤں میں ڈال لی سعد کی بی بی نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ آج کے جنگ کی حالت کیسی تھی سعد فرمایا کہ اہل اسلام کی

شکست و قربانی دیکھ کر ایسے ہی منہ تھا کہ اس نے ایسے ایک مسافر کو دیکھا کہ اس کا لباس اور ہتھیار
سواروں کی ہتھیاروں سے بہت زیادہ قیمتی تھے۔ فرمایا میں نہیں جانتا ہوں کہ اس کا گھوڑا اور ہتھیار میرے گھر سے اور ہتھیار کے ساتھ ساتھ
رکھتے تھے۔ تب لکھی بی بی نے ہر ایک کو سب قسمیوں سے آخر تک دیکھا کہ اس کی جدت و قیمت خوش ہو کر اس کے پاس آئے اور بہت
آفرین اور تحسین کا ادا کیا۔ پادشاه نے بھی فرمایا کہ اس کا گھوڑا اور ہتھیار میرے گھر سے اور ہتھیار کے ساتھ ساتھ
کبھی شہر میں نہ لگتا اس روز مسلمانوں کی ہزاروں شہادت پادشاه کا فرماؤں کے سن ہزار اور داخل شہر ہوئے۔ اس روز کا عوام
کہتے ہیں جب سپاہ اعظم کا پادشاہ ویاہری کی طرف نکلے اور فرمایا کہ جان پر ایک چادر لٹائی کیسے دیکھتے ہیں
شام چوری و دہر ہات گزرتی ہی ہر دو لشکر ٹھک گئے اور جنگ سے افسوس کئے کہ اپنے مہاراجہ کے سامنے آئے اور
ہر ایک لشکر کی حراست کے لئے ایک کڑی مقرر کئے۔ کناجی تک اپنے مہاراجہ کو زار و دہشت کرنے میں مشغول ہے
جب تیسرے روز آیا ہر دو لشکر تادم کھمبہ میدان میں آئے۔ اہل قلع نے اپنے مہاراجہ کو دیکھا کہ اس کے لئے دو چوڑے ہاتھ
انین و دانی بنے تھے جسے شمع تھے ایک فیمل اس میں دوسری فیمل اجڑی۔ فیمل اس میں کو قلع اور عاصم کے اور فیمل اس میں
بنالک ہمدی کے مقابل کیا۔ پھر جنگ شروع ہو اس وقت اس کا اسیا ابدل و قاتل ہو کہ فوج کی ہر چوری ہوئی۔ قلع
اسی کو اس دن اور ڈر کمال شجاعت سے چر طرف گھبراتا دھڑکتا اور ایسے حملات کرتے تھے کہ ہر طرف میں کئی کافر آجھڑتے
تھے۔ اور اس وقت ایک تندہ پانچنے لگا اور ایک ایسی گرد و غبار اٹھی کہ اس میں اور ڈر نہ پانچا۔ ایسے میں اس کے گھر سے
کو ایک غم کھا وہ گرنے کے لئے ہر چوڑے ایک جہت کے زمین پر لگے۔ اور دیکھا کہ کافروں کے لشکر سے ایک ہر چوڑے
نئی اس کے گھر سے کافروں نے اپنے زور سے پکڑ لیا کہ اس کو پھینک کی طاقت نہ رہی جب اس کے سوا ہر چوڑے حال دیکھا بہت ہی گھبرایا
اور اپنی جان بچا کر بہت بھگائی محال گھر سے کہ وہ پڑا اور گھر سے چھوڑ دیکھا اپنی ماہلی۔ اور پادشاہ کے گھر سے ہر
سوار ہر دو کے لشکر عجم میں جلاں کرتے اور جنگ پر چلتے۔ قلع اس کے بعد بنانی و قاص نے دیکھا کہ وہ فیمل اس میں
فیمل اس میں لشکر کلام میں بہت ہی مدد پہنچ رہی تھی اور وہ ہر دانی کے لئے سے اہل اسلام کے گھر سے چاک کے
مسترق ہو رہے ہیں۔ تب قلع اور حال بنالک ہمدی کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم ہر دو ایک حسن تدبیر ایسی کر کہ
ان مہاراجہ کا شہر اسلام کے لشکر سے دفع ہو جاوے۔ تب قلع اور عاصم ہر دو اپنے نیزے سے لے کر فیمل اس میں
مقابل ہو اور حال بنالک ہمدی پہنچے ساتھ ایک جواہر کو لے کر فیمل اس میں کی طرف آئے۔ اور جو سوار و پیادہ و گران
ہر دو مہاراجہ کو گھیرے ہوئے لشکر اسلام کے ہر مہاراجہ کی ایک جماعت ان کی طرف توجہ چوری۔ قلع اور عاصم
اپنے نیزے فیمل اس میں کے انکھوں پر چلائے ہر دانی کے ہر دو نیزے برابر اس کی انکھوں میں جا لگے وہ دانی پکارتا اور
سہلانا ہر مہاراجہ پر گر پڑا۔ اسی حال میں قلع نے اپنی شمشیر سے اس کی ہتھکڑی پر ایک وار کیا مودہ کٹ گئی۔ حال
اسدی اور دانی نے زمین سے ایسا ہی فیمل اس میں کی ایک جماعت کو دین۔ وہ دانی لشکر کلام کے صفوں کو چر کے

مدین کی طرف بے اختیار بھاگنے لگا لشکر کفار کے سب ہائی بھی اسیکے پیچھے بھاگنے لگے مدین تک کہیں توقف نہ کئے۔ جب اہل اسلام ان باتوں کے شر سے ایمن ہو کر نہایت خوشی سے باوازد بلند کبیر کے اور کمال شجاعت جنگ کرنے لگے اس روز کو یوم لاغماص کہتے ہیں۔ غرض اس دن ہر دو فریق میں ایسی لڑائی ہوئی کہ خون کی نہر بھی شام تک بھی تیار چل رہی تھی۔ اس شب کو لیلۃ الہریرہ کہتے ہیں۔ جب اہل اسلام نماز مغرب و عشا سے فارغ ہوئے ہر دو لشکر میں شعلیں روشن کر کے پھر جنگ آغاز کیا۔ ہر دو طرف جدال کی آتش کمال شدت سے شعلہ مارنے لگی۔ ضرب شمشیر اور صدمہ تیرا و نیزے اور گرز کی سخت آوازیں گویا آسمان کے مانند فلک الافلاک تک پہنچنے لگیں تھیں سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کمال لطف و کرم سے مسلمانوں کے جانوں میں ایسا صبر و شکیب اور قوت و شجاعت القا فرمائی کہ ہر کہ سے کسی کا قدم بھی نہ پھسلتا آیت باریت ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین کامضر بن ہدایت مشیون عالم غیب ہر مومن کے گوش ہوش میں پہنچ رہا تھا۔ منظر اس جوی کے مختصر میں مذکور ہے کہ

فَلَمَّا آمَنُوا اشْتَدُّ وَالْقِتَالُ فَاقْبَلُوا إِلَى الصُّبْحِ وَهَذِهِ اللَّيْلَةُ كُتِبَتْ لَيْلَةُ الْهَرِيرَةِ لِسَرِّهِمُ الْكَلَامُ فَكَانُوا يَهْرُؤْنَ هَرًّا وَكَانَ حَقُّ مُسْلِمِينَ يَعْنِي جَبَّوْا مِنْ بَابِ سَخْتِ جَبَّ

کرنے لگے اور صبح تک مقابلہ کئے اور اس شب کو شب ہریرہ کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے ترک کلام کیا تھا۔ سعد بن ابی وقاص نے وہ شب اس طرح پر گزاری کہ کبھی گنڈا رہا تھا۔ اور عرب و عجم کے لشکر کو ایسا سخت جہم پیش آیا کہ کبھی نہ آیا تھا۔ سعد نے محراب عبادت میں کمال تضرع و زاری سے دعا کرنے لگا اور تمام شب ذکر و تسبیح و دعائیں گزاری کہ بمقتضا

مَنْ اسْتَعَانَ بِاللَّهِ كَفَاهُ۔ بشارت ان تستفتحوا فقد جاءكم الفتح۔ کی ان بان مژدہ دے رہی تھی۔ جب صبح صادق طلوع ہوئی اجابت دعا کا پر تو مسجد منزل پر درخشاں ہوا سو اپنے لشکر میں یہ ندا کی کہ

اے گروہ قریش کئی روز سے تم نے بڑی مشقت کھینی اور رنج اٹھا یا اب ایک ساعت صبر کرو کہ ہر جہد ان الظفر مع الصبر۔ کے صبر کے ساتھ فتح و ظفر ہی انشاء اللہ تعالیٰ آج نصرت ہاتھ دیوگی۔ اور دین محمدی کی عزت و شوکت ظاہر ہوو گی غازیان اسلام کو ان باتوں پر ایسی طمان اور قوت حاصل ہو اسوجہ ان کی بار حرکت کیا اور وادھ دی کی

وہی اور کریمہ ان الموت الذی تفرؤن فانتم ملائکہ تم تردون کافرون کی فوج میں مذاک رہی تھی۔ اور تاہم لذات جامعات اپنے ہاتھ لئی ہوئی تھری تھی اور آیت فیض بشارات فانزل اللہ سکینۃ علیہم وایدہم مجنودکم ترقاہا وجعل کلمۃ الذین کفرؤا السفلی وکلمۃ اللہ ہی العلویا۔ لشکر اسلام میں بشارت دے رہی تھی۔ اتفاقا اس روز رسم نے حکم کیا تھا کہ اپنا تخت ہر عقیق کے کنارے ایک جھار کے نیچے ڈال کے اس پر یہ بان کھر اکرین۔ اسکے ملازمون نے ویسا ہی کیا۔ اپنے بعضے خواں اور صبا جنوں کو ساتھ لیا ہوا تیرے غصہ کی حالت سے بیٹھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس روز ایک سخت بار بار وادھ کیا۔

پانی ایک عرب کو دیکھا کہ کہہ رہا تھا کہ کون ہی کہ صفہ سرخ لپوے اور صفہ سفید اسکے عین میں دو کینے زرخیز جہنم کی اقسام میں
 پہنچی روپے سے معاوضہ کرے۔ کہتے ہیں کہ یزید جو حکم کیا تھا کہ اپنی دارالامارت سے لے کے عرب و عجم کی فوجیں جنگ کرنے
 لے چکے تھ ایک لوگ ایک کے بازو سے دوسرا بازو لگا کے ایک قطار کھڑی رہے جو حادثہ کہ روایتی ہر ترتیب ایک دوسرا
 لے لے ناسیفت لشکر کی خبر آپ کو پہنچ جاو سواس لشکر کی خبر غلط نظر اسکو پہنچ رہی تھی۔ جب فارس کے برے برے سردار کے
 لئے اور لشکر عجم کے سپاہ مقول اور قیدی ہو گئے یزید جو نہایت مضطر اور بیقرار ہو گیا۔ نقل ای کی کہ رستم دارا جانے کے اور لشکر
 عجم ہریت پانے کے آگے ایک شخص کو جو عقل اور شجاعت میں ممتاز تھا اور سکا نام تاجرجان تھا بلو اسکے یزید جو نے سردار
 سی اور برے دلاوروں کی ایک فوج اسکے ہمراہ دیکے رستم کی مدد پر روانہ کیا تھا اسے جب دیر کھب کے پاس لگے
 رہا تھا ایسے عین لشکر عجم سے بھاگے ہوئے لوگ اسکے پاس آگے اپنے لشکر کی تباہی ظاہر کئے تاجرجان اسی منزل میں
 رفق کر کے سب بھاگے ہوئے لوگو کو جمع کر رہا تھا۔ جب غازیان اسلام اسبات سے آگاہ ہوئے پھر اپنا لشکر لے کے کھلے
 بہت دیر کھب کے نزدیک آئیے تاجرجان اپنے لشکر کی صفیں آگے کر کے اُسے مقابلہ کیا اور بری جو ازادی سے اول
 پہ ہی میدان میں آگے جنگ کرنے کے لئے مسلمانوں کو بلائے لگاتے زبیر بن سلیم ازادی نے مجاہدوں کی صف سے
 ہراکے کھڑے رہے تاجرجان اپنے گھوڑے سے زمین پر کود پڑا زبیر نے یہ دیکھتے ہی آپ بھی پیادہ ہو کر ایک دوسرے
 کے کمر میں ہاتھ دال کے ہر دو کشتی کرنے لگے۔ تاجرجان نے زبیر کو زمین پر گرایا اور انکے سینے پر چرے اپنی خنجر کھینچا
 لیسے میں تاجرجان کی انجلی زبیر کے منہ میں پڑ گئی سو اسکو ایسا چاہئے لگے کہ وہ میناب بواب زبیر ایک جست کر کے اسکی
 خنجر چھین لی۔ اور اسی خنجر سے اسکا کام تمام کیا اور اسکا گھوڑا اور بکتر اور قبا اور کمر بند اپنی تصرف میں لاکے سعد بن ابی وقاص
 کے پاس حاضر کئے انھوں نے وہ سب زبیر کو ہی عنایت کر کے فرمایا کہ تاجرجان کا لباس تم میں لے کے اسکے گھوڑے پر سوار ہو
 سے عین کہ عرب کے جو ازادوں سے جواہر کی پونجی اول جو اپنے ہاتھ میں ڈالی سو زبیر تھے۔ اودیس بن جبر نے سپاہ
 عجم کے میمنہ پر حملہ لاکے اس لشکر کے امیر الام کو جسکا نام جلوس تھا گرایا اور غازیان اسلام اطراف و جوانب سے فرو
 ایسا قتل کرنے لگے کہ کفار ہریت کو غنیمت جان کر دینے لگے اور مدین تک کہیں توقف نہ کیا۔ پھر سعد کا حکم ہوا کہ انکی مسند عہد
 سے نیچے لاکے پچھاوین۔ پس ہماری کے دروازے کے پاس لاکے پچھا جب انھوں نے نیچے آگے اپنی مسند پر بیٹھا لشکر اسلام کے
 را اور سردار اور بہادروان شجاعت شعار جو جوق جوق آگے نہایت اور مبارکبادی دینے لگے اور انکی توصیف و تحسین میں زبان
 نہ لگے۔ سب کے سب شکر الہی بجالا دیے بعد نے ایک مکتوب لکھ کے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا پھر
 الہی وقعت و درود و جناب رسالت پناہی کے بعد جنگ کا سب احوال اور فتح و نصرت کی بشارت ظاہر کی تھی۔ کہتے ہیں
 فتح نامہ پہنچنے کے لگے ہی جنیون کج خردینے سے بطور احوال کے یہ خبر دیے عین پہنچی تھی۔ ایک روایت یہی کہ ان دونوں
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ عراق کی طرف ایک فرسنگ کے قریب تشریف لیتا اور ادھر کے آنیوں کے مجاہدوں کا احوال دیکھتا

ایسا تھا ابھی لوگ امیر المومنین فاروق اعظم کے حضور میں آئے تہنیت اور مبارک باد ادا کر رہے تھے اور خوشی گناتے اور شکر الہی بجا لگاتے تھے۔
 حکم آیت پر بشارت لیکن شک نہ ہو کہ لا کثر جیک شکم۔ کے اٹھیں فون دوسرا قاصد تہنیت کا بیت سال و سال اور قلعہ قاصد کے خزانے سے جو خنس نکالا گیا تھا اپنے ہمراہ لیکے مدینہ آیا سب اہل اسلام کو خوشی پر خوشی حاصل ہوئی۔ امیر المومنین عمر فاروق نے سکر ایزدی بجا لایا اور وہ مال کثر جہا جہین و انصار کے فقرا و مساکین پر خرچ کیا۔ اور سعد بن ابی وقاص کے نام سے جزی
 آخرین و تھیں کے ساتھ ایک مکتوب روانہ فرمایا۔ اور حکم کیا کہ لشکر اسلام کے آرام کے لئے قاصد سیر میں توقف کریں۔
 جب تک ہمارا دوسرا حکم نہ پہنچے تب تک مدینہ کا قصد کریں۔ اور اسی سال امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ عتبہ صحابی کو حکم کیا کہ ایک طرف جاؤ اور دیر پا قرات کے کنارے ایک شہر بنا کر دیے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اس نواح میں ایک
 جگہ تھی کہ اس کو عمان کہتے تھے۔ عجم کے لوگ اس طرف سے ہند کی سرزمین میں آمد و شد کر سکتے تھے۔ سو حضرت عمر کے دلیں
 یہ بات آئی کہ کہیں عجم کے لوگ ہند و ابلو کچ پاس جا کے مدد طلب کریں۔ اس واسطے چاہا کہ وہاں ایسا ایک شہر بنا کر کہ
 انکی آمد و شد کی راہ بند ہو جاوے۔ اور سپاہ اسلام جو اس نواح میں منتشر ہیں انکے لئے ایک بجا ہو۔ غرض عتبہ نے موافق
 حکم کے وہاں جا کے عاقولن اور دشمنوں کی اعانت سے وہ شہر بنا لیا سو تین سال کے عرصے میں تمام ہوا اس کا نام بھرو
 رکھا گیا۔ اس کا وہ تسمیہ یہی کلاس شہر کی بنا ایسے جگہ میں واقع ہوئی کہ اس کے اطراف سنگ لاخ ہی عرب اس کو بھرو کہتے ہیں
 جب اس کی تعمیر سے فراغت حاصل ہوئی۔ لوگوں نے یہ خبر سنے کے اطراف و کناف سے آگے و پیں سکونت اختیار کی اور اس
 شہر میں معاملے کا بازار بہت ہی گرم ہوا۔ انواع کی نقد و جنس لے لگی لوگوں کی بڑی کثرت ہوئی۔ تھوڑے عرصے میں
 ایک بڑا ہی شہر ہو گیا عتبہ نے جاشع بن مسعود کو وہاں کی مارت دیکے آپ مدینہ کی طرف مراجعت کی۔ تب امیر
 المومنین فاروق اعظم نے بغیرہ بن شعبہ کو بھرے کی حکومت دیکے روانہ کیا۔ بغیرہ ایک مدت تک وہاں کی حکمرانی پر
 سرگرم رہے۔ ایسے میں بھرے کے بعض اہل غرض لوگوں نے اپنی زناکی تہمت باندھی۔ اور حضرت عمر کی خدمت میں لکھ
 بھیجا۔ جب دریافت ہوئی اور لوگ شرع بشریف کے موافق اپنی زنا ثابت نہ کر سکے امیر المومنین نے اپنی حد قذف
 جاری کی۔ ہر چند وہ فعل شیع بغیرہ پر ثابت نہ ہوا۔ فاروق اعظم کی فراست بھی انکی پاکی پر حکم کی لاکن جب عدالت
 کا نام ان سے اٹھ گیا حکم اقوام واضح التہم کے حضرت کی صلاحیت اور عدالت یہ بات چاہی کہ انکو معزول کر دین
 پس بغیرہ کو معزول کر کے ابوبوسی اشعری کو جو بشارتیں میری تھے انکی جاپر نصب فرمایا۔ اور اسی سال شہر حمص اور قیسریہ اور
 انطاکیہ اور حلب وغیرہ کی فتح ہوئی۔ اور مرج الروم کا واقعہ بھی اسی سال میں ہی اس واقعہ کی شرح یہی ہے کہ جب ابوعبید بن
 الجراح اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے نقل کے جہات فلان، ہوئے شہر حمص کی طرف توجہ لائی۔ جب انکے کوچ کی خبر
 ہرقل کو پہنچی بطارقہ روم ایک شخص کے ساتھ کہ جس کا نام ذور تھا۔ سوار اور پیادوں کی ایک فوج دیکر انکے مقابلے کے
 واسطے روانہ کیا۔ اور امرائے روم دوسرے کے ساتھ کہ جس کا نام سنس تھا دیسایا ایک لشکر دے کے اسکی مدد پر بھیجا پس

مرحہ اترم کے مقام میں پہنچ کے اسکو اپنا لشکر گام غمیر یا جسدن ابو عبیدہ دیاں پہنچے اتفاقاً فاسنس بھی اسی روز وہاں
 اترتا تھا۔ اس ابو عبیدہ سنس کے مقابل اور خالدہ رو کے مقابل لشکر گام غمیر تھے۔ زور کی عقل ناقص بن یہ بات آئی کہ خالدہ کو
 پیچھے چھوڑ دے کے بنام کی طرف توجہ لائے۔ اور اس نواح کو اپنا مقام قبضے سے محال ہے اور یہ خیال کیا تھا کہ خالدہ اور
 ابو عبیدہ مکے پر دو جہیں سنس سے دسترس کیلئے بھیج کر ان کو کہاں اڑا جائے القضا عی البص۔ اسکو پہلے اسنے
 خالدہ کی طرف غمیرہ کے مقام کی طرف منحہ کا لکھا تھا۔ اور یہ نہیں سوچا کہ اسکی عمر کا اوقات نام کے موثر بننا
 میں وہ بجا بجا جیسا اسنے ایک منزل علی کیا زمین ابی سفیان جو دلی دوست تھا اپنا سلام کا ایک لشکر چار
 ہزار لیکے نکلا۔ جب اتنا سے راہ میں پر دو قوتی طے جنگ شروع ہوا۔ ایسے میں ناگہا خالدہ بھی اپنی فوج
 کے اوپر سے پہنچا کیا۔ جب اسلام کے پر وہ لشکر کے درمیان زور پڑ گیا حیران و پریشان ہوا پس ہر دو طرف سے
 غازیوں اسلام پر اس وقت جنگ کے گنگنا بجا رہے ایک غوی ماقی را کب ب داخل جہنم ہو۔ پھر خالدہ ان سے لڑتے
 ابو عبیدہ کے ساتھ ہائے۔ اور ہر دو قوتی جو کہ سنس کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تھے وہاں تھے وہاں سے لڑتے لڑتے اسلام کے غیب
 ہوی اور سنس گھوڑے سے لڑے کیلئے زیادہ ہوا اور اسکے لشکر کی ایک چارم کثیر داخل جہنم ہوئی۔ اور ابو عبیدہ خالدہ کی مدافعت
 سے محسوس کی طرف رہا نہ ہوئے۔ مگر پیشہ ہر محسوس کی تسخیر فوج میں کچھ بھی لاکن بھنے و قلعہ جو فتح حارین کے آگے ہوئے
 ایک ساتھ متعلق رہنے سے اپنی فوج محسوس کا در مقدم رکھتے ہیں چنانچہ خالدہ و خالدہ الاحباب بھی ایسا ہی لکھا تھا
 فتح حمص۔ فتح ہی کب میان کی فتح ہوئی محسوس ان نے اپنے قلعے کا بندوبست کر کے قیصر روم
 کے پاس ایک حلیہ روانہ کیا اور اس سے مدد چاہی۔ کہتے ہیں کہ جب خالدہ اور ابو عبیدہ محسوس کی طرف روانہ ہوئے
 خبر پڑی کہ اپنی بہت ہی گھبراؤ اور ایک طرف کی طرف کو حکم کیا کہ جلد محسوس کو جانیجئے۔ اور آپ شہر کی طرف آیا۔ اور اسکو
 اپنا لشکر گام غمیر یا جسدن ابو عبیدہ اور خالدہ کے محسوس کے ہر نزول کے اسکا حکام نے باوجود کبر و کثرت کے نہایت ترسان
 و زناں ہوا۔ اور روم شہر کے مانند اپنے آسمان میں گھس جائے قدم باہر نہ کر سکے اور شہر کے دروازوں کو بند کر دیا اور
 اپنی فوج اور نامردی کو لوگوں کی نظر میں خرم و احتیاط کی صورت پر دکھایا اور کہنے لگا کہ اب سرے کا موسم ٹھی۔ لشکر
 عرب کو اس ملک میں غمیر کی طاقت نہیں کہو کہ ان میں لڑنے پر ہر نہ پائیں اگر مے حمار و کر کے میدان میں سرے کی تہ
 ہے اے پاؤں سانک ٹھنڈی ہو جائیے آخر تنگ آئے اس ملک سے نکل جائیے۔ لاکن اس احمق نے یہ نہ سوچا کہ
 مین کان اللہ کان اللہ کہتے ہیں یہ سیکار و بار بار اللہ ہی کے واسطے ہوا سیکر کا نام کا کہ واسطے اللہ تعالیٰ
 انیس غی اللہ تعالیٰ کا فضل مسلمانوں کو اس طرح برگیر لیا کہ کسی کی اچھی کو بھی کچھ شیب نہ پہنچا۔ اور بہت سے روبرو کی یادوں
 نرو کی شدت سے منہ بوجھ کر مال کو نہ ہنر کی ملک تھا۔ کہتے ہیں کہ کچھ مکر کے ایام میں محسوس کے لئے اور ہاتھوں کے لئے
 کے ساتھ سختی سے جیس آیا اور مسلمانوں کی قتال ریفریت دلائی۔ اسنے اصلاح ہوا آخر موار و پیادوں کی ایک فوج کے

نکاحاً لشکر اسلام مقابلہ کر کے شکست فاش ہوئی سو کفر کے چارہ نہ لگائی بار الیسا ہی اتفاق ہوا۔ اور ہر روز ہر قافلے کے پاس سے
ایلیسیان اور افواج تائید کی نوید پہنچاتے تھے۔ اور اہل جزائر کو خط و لکھی تھا کہ سب اتفاق کر کے حمص والوں کی مدد پر خطہ خلیج
وے دیسا ہی جمع ہو کر حمص کے طرف متوجہ ہو۔ اور انہیں نوٹن سعد بن ابی وقاص نے فتح قادسیہ کے بعد اپنے لشکر کو اس فوج
میں جو طرف منتشر کیا تھا تاعارت کریں۔ جب اس لشکر کی چند ٹکڑیوں نے جزائر کا قصد کیا وہ جزائر والوں نے جو حمص کی
طرف روانہ ہوئے تھے یہ خبر سنے ہی حمص والوں کی مدد سے اپنے اہل و عیال اور زر و مال کی محافظت کو مقدم جان کر ان کے
راہ سے مراجعت کی۔ روم والوں سے ایک پیر مرد نے جو حمص میں رہتا تھا شفقت کی راہ سے حمص والوں کو نصیحت کی
کہ اہل اسلام مصالحت کر لیں اور جنگ نہ کریں لاکھ انہوں نے اس کی بات نہ مانی۔ پھر بھی قتال کا ارادہ کیا غازیان اسلام بھی
تیار ہو گئے اور قلعے کے نزدیک آگے ایک بار تکبیر کہی حمص والوں کے عمارات میں زلزلہ عظیم برپا گیا۔ اور بہت سے عمارتیں ہل گئیں
اور دیواریں گر پڑیں۔ جب دوسرا تکبیر کہی پہلی حالت سے ایک سخت حالت ظاہر ہوئی مسلمانوں کا بڑا ہی خوف اور
دعبدان پر غالب ہوا سو ایسے امان چاہے۔ اور انہیں جو حاوہ نہ کر دیا تھا مسلمانوں کو اس کی خبر نہیں تھی۔ اور محاصرہ کے ایام
میں بہت سخت بھی کھینچی تھی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تیسری تکبیر کی آواز پر شہر کے بعضے دیواریں بھی ہندم ہوئیں
پس مشقوں سے جیسی صلح ہوئی تھی ویسی ہی صلح کی۔ مصالحت کے بعد میں جو کثیر مال ہدیت ہوا ابو عبیدہ اس کا تحویل
کے منہ فتح نامہ عبد بن مسعود کے ہمراہ امیر المومنین فاروق اعظم کی خدمت میں روانہ کیا اور قبائل عرب سے ایک جماعت کو دنا
کی سکونت پر حکم کر کے آپ منظر سے کہ امیر المومنین کی طرف سے کہا حکم آتا ہے اس کے علم پر ایوں۔ ایسے میں ایک حکم نامہ اس
مضمون کا شرف صدور پایا کہ تم وہیں رہو۔ اور فوج شام سے اچھے شیعوں اور جو اعز و زون کو طلب کرو جب ایک لشکر فراہم
آوے اس فوج کے دوسرے شہروں اور قلعوں کی تسخیر پر کمر باندھو۔ اور خاطر جمع رہو کہ تمہاری مدد پر فوجیں روانہ کرنے میں
ہرگز قصور نہ کرو گا۔ جب یہ نامہ نامی موصول ہوا ابو عبیدہ نے اسی حکم کے موافق ایک لشکر جمع ہو کے بعد عبادہ بن صامت
کو جو حضرت کے صحابہ تھے حمص کی حکومت پر مقرر کر کے آپ حمی کی طرف کوچ کیا۔ اور اس فوج کو بھی صلح کی طور پر فتح
کیا۔ اس شرط سے کہ ہر شخص ایک مبلغ معین ہر سال خزانے کے طور پر پہنچایا کرے۔ اور اپنی باغات اور زراعت کی زمین پر
خراج بھی مقرر فرمایا۔ پھر وہاں سے شہر سبزواری کی طرف آئے اور اس کو بھی اس طرح پر اپنے قبضہ تصرف میں لائے وہاں سے
مقرہ حمص کی طرف مراجعت کی۔ اب اس شہر کو مقرہ النعمان کہتے ہیں کیونکہ نعمان بن بشیر کو دمان کی حکومت تھی سو اس شہر کو بھی
اسی طرح فتح کر کے وہاں لا ذوقہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس شہر کے رہنے والوں نے لشکر اسلام پر شہر کا دروازہ بند کر دیا اس
شہر کا دروازہ ایسا بلند اور بڑا تھا کہ اس کے بند کرنے اور کھولنے کے لئے ایک جماعت کثیر کی اعانت ضروری تھی ایک دن آدمی سے
ہو نہیں سکتا تھا غازیان اسلام جب اس حال سے واقف ہو ایک ایسے مقام پر اپنا لشکر گاہ ٹھہرائے کہ اس دروازے سے دور رہا
تھا۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ اپنے لشکر کے گرد اگر دیکھو ایسی عین خندق کو دین کہ اس میں سوار کھڑا رہا تو ہرگز ظاہر نہ ہو۔ جب ایسی

خندق بنابر ہر چہ الحزب خذ عترتک موافق علی کے جہ سے تھے وہی ماہ لی جب ہمدی روہی ہری نزل کیا جس
 ہری اور ہر کے لوگوں کے وہاں سحر جہت کے اس خندق میں داخل ہو کر علی الصبح اس شہر والوں کو دروازہ کھول دیا اور
 ہر ایک شخص اپنے اپنے کام کے لئے روانہ ہوا۔ گاہ غازیان اسلام اس خندق سے نکل کے داخل شہر ہوئے اور اس
 شہر کو جزو قہر اپنے تصرف میں لیا لہذا ایک مہم جو اس شہر میں سکونت رکھتی تھی چاہا گئی اور دوم کا قصد کیا پھر شہر میں
 پناہ دل دی جس سے افغانوں کے خوفناکاروں کو اس صلح کے اس شرط پر کہ اپنے اپنے باغات اور زمین آپ پر چھوڑ دیں اور
 اپنے گھرانوں کو نہ تو تین اور ہر سال آپ سے جزیر لیا کریں۔ اہل اسلام صلح قبول کئے پھر عباد بن مسعود کی سعی و تمام سے
 اس شہر میں ایک مسجد بنائی گئی۔ اور دوم کھنڈار کی ایک حاجت جو وہاں کی سکونت اختیار کی تھی جزیرہ دے دیے پھر
 ہمدی اس واسطے ایک گروہ متول ہوی اور دوسری گروہ قرار ہوی پھر امجدیہ نے جب وہاں کے بندوبست سے طرح چڑھ
 خالد بن ولید کے ساتھ ایک مکرری دیکھے قسریں کی طرف بھیجا اثنائے راہ میں دوم کا ایک لشکر ملا اسکا سردار دیناس
 قتارہ دوم کو گرن بن وہ شہر تھا۔ اور ہر قریب ہی اسی زمین میں قتال ہوا ہر دو لشکروں کا مقابلہ ہوا لشکر کفار کا سردار
 ایک اگر سپاہ لے گئے۔ اور باقی اہل لشکر خیرم ہوئے۔ پھر خالد نے ہمدی کو وہاں آگے بڑھنے پر مشہر قسریں کے دروازے پر
 آگے لشکر گاہ ٹھہرایا۔ جب وہاں کے لوگ یہ حال دیکھے اپنے شہر کا دروازہ بند کر دیے۔ خالد نے اس شہر کے دروازے کے
 پاس ہمدی پر چڑھ کر اس شہر کے سرداروں کو ہر کام کیا اور فرمایا کہ تم کتب و آئینہ بند کر کے کہو اللہ تعالیٰ کے حکم
 امید توئی ہی کہ ہر موت ہو کتنی صلح کا مانند نہادے و زمین پناہ دیو گویا کہ اب باہان کا مانند ہمارے گلاب لاؤ گلا۔ یہ بات
 سننے ہی سے گھبرائے۔ اور کہے کہ جیسا تمہیں ان کے ساتھ مصالحت واقع ہوئی ویسی ہی صلح کرنے خالد ویسی صلح پر
 ماضی ہوئے۔ اور کہا کہ تمہارے قلعے اور عبادوں کے کیلئے گرا دیں گے اس شہر کے لوگ عاجز اور لا علاج ہوئے
 یہ بات بھی قبول کر کے صلح کئے۔ پھر خالد نے وہاں کے سب مہمات سے طرح چڑھ کر ابوعبیدہ کی عہد شکنی کے لئے
 تھے کہ وہاں کی طرف ہر قریب پر پناہ نہیں جب یہ خبر ہر قریب پہنچی نہایت خوف کھایا اور شہر کے نکل کے قسطنطنیہ کی طرف متوجہ
 ہوا۔ اور جب شہر پر پناہ چاند روز وہاں لشکر گاہ ٹھہرایا اور اہل اسلام کا اخلاق و حالات دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ غریب
 کی حالت یہ ہے کہ تمام روزہ ہمدی کے میدان شجاعت میں قدم رکھتے ہیں اور جنگ و جدال میں واد جوار فزوی کی دینے
 ہیں اور جب شب آتی ہی غراب عبادت میں آگے قیام کرتے ہیں بلکہ مرثیہ و جنانا من الجہاد الا صغر الی الجہاد
 لا کبر کے ذکر کا نوحہ اپنے ہوسے ہمت کا غار بیکہ ہوسے اور زمین کا تو اپنے سر پر رکھتے ہوسے۔ غراب عبادت میں آگے
 نفس کا ساتھ جھار کرتے ہیں جب بچاؤ کے مقام میں ثابت قدم ہوتے ہیں تو مشاہدے کے اور ایک باب اپنی کہتے ہیں
 تب انبیاء اولیاء کے اور اس طریقے سے نوسل کے ان بیرون سے مخاطب ہوتے ہیں **سے** ایسی شہان کشمیر انھیں
 نیست خصی نہ خردا نہ دون گفتن کی کا عقل و ہوش غیبت و مشرب باطن سحر و خوک و شمشیت و چوک واکشتم نہ کیا چاہا

رومی اور دم بہ پکار و رون؛ قدح بنامن جہاد الا صغیریم؛ باہمی اندر جہاد الا کبریم؛ قوت از حق خواہیم تو فوق لاف
 تابو زن بگنم این کوہ قاف؛ پہل شیری و انکہ صفا لشکر شد؛ شیر آن باشد کہ خود را بشکند؛ ہر قل نہ کہنے لگا کہ تیر اکلام
 مطابق واقع کے ہو تو قریب ہی کر دے لوگ یہ زمین جو میرے بیرون کے نیچے ہی ہوینگے۔ پس تہیہ سفر کا کر کے قسطنطنیہ
 کا قصد کیا اور ولایت شام کو وادع کر کے کہنے لگا **السلام علیک یا رسول اللہ علیک آیتہا**
السلام سلاما لا اجتماع بعدہ ولا یعود الیک ورحی ابدالاً للاحباب قسطنطنیہ میں آیا
 اسی کو دار السلطنت ٹھہرایا۔ اور شام کے بعضے بلاد جو روم کے قریب واقع تھے جیسے اجنادین اور قیساریہ اور انطاکیہ
 وغیرہ کو محکم کیا۔ اور ہر ایک جگہ کی حفاظت کے لئے ایک ایک لشکر مقرر کیا۔ ابو عبیدہ نے فرصت غنیمت جان کے شہر
 حلب کا محاصرہ کیا۔ اس شہر کے لوگ امان طلب کر کے صلح کئے۔ اس صلح کے بعد پھر ابو عبیدہ نے انطاکیہ کی طرف
 جا کے شہر کے باہر لشکر گاہ ٹھہرایا۔ جب اس شہر میں برا لشکر فراہم آیا تھا وہاں کے لوگ غرہ کر کے جدال و قتال کے
 ارادے سے نکلے جو نہ تعالیٰ لشکر اسلام غالب آیا۔ تب کفار ہزیمت پا کے داخل شہر ہوئے اور دروازہ بند کر دئے اور
 یہاں میسر رکھتے تھے کہ ہر قل کی طرف سے مدد پہنچے گی آخر جب اس سے بھی یاروس پو صلح طلب کئے۔ ابو عبیدہ نے چند
 شرطیں ایسے ٹھہرائیں اور فرمایا کہ جسے اس کو قبول کرے شہر میں رہے والا جلائے وطن اختیار کرے۔ پس ایک
 طاغیہ جلا اختیار کیا اور دوسری گروہ و شرطیں قبول کر کے سکونت اختیار کی پس ابو عبیدہ نے حضرت عمرؓ کے حکم پر
 لشکر انطاکیہ سے ایک جماعت کو وہاں مسکن کر کے انکو تحفہ جات اور انعامات مقرر فرمایا اور پیانی بھیجا کرتے تھے۔
 اور امیر المومنین عمر فاروقؓ کے حکم پر معاویہ کے ساتھ پانچ ہزار سوار جزا دیئے قیساریہ کی طرف قسطنطین پر جو ہر قل کے
 جانب سے وٹائی سرداری رکھتا تھا روانہ کیا حالانکہ اس وقت قسطنطین کے لشکر میں پچاس ہزار مرد تھے اسکے سوا
 انطاکیہ اور اسکے اطراف و نواح میں بھی بہت لوگ آئے اس لشکر کے ساتھ ملحق ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی تائید سے
 جماعت قلیل اس لشکر کثیر پر غالب آئی۔ اکثر کفار مارے گئے اور باقی ہزیمت پا۔ اور معاویہ قیساریہ کی سرداری پر قیام
 کیا۔ پھر ابو عبیدہ نے عمر بن العاص کو اریطون پر جو ہر قل کی طرف سے اجنادین کا حاکم تھا روانہ کیا۔ اریطون روم
 کی لغت میں زیرک اور عاقل کو کہتے ہیں۔ جب اس نے بری عقل اور دانائی رکھتا تھا اس کو اریطون کہتے تھے جب عمر
 بن العاص عرب کے برے عاقلین تھے انہیں کو اریطون کے غنیم ٹھہرایا جب لشکر اسلام اجنادین پر پہنچا اریطون بھی
 ایک لشکر کثیر لیا ہوا شہر سے باہر گیا پھر ہر دو لشکر میں بڑا جنگ واقع ہوا۔ کافروں کو شکست فاحش ہوئی اور اریطون
 بھاگ کے بیت المقدس میں جا کے پناہ لیا۔ لفظ ای کہ قیصر کے بعضے امیرون نجب حمص کے جنگ سے روگردان
 ہو کے انطاکیہ ہوئے۔ لہذا پیچھے فتح حمص کی خبر پہنچی اس واقعہ کے سننے سے شہر انطاکیہ باوجود اس کشمکش اور
 وسعت کے ہر قل کی نظر میں حلقہ نمیم سے تنگ نظر نہ لگا۔ اپنے امیرون کو زبرد ملامت کر کے کہنے لگا کہ کہو کہ اعراب

نہ سر کی بنی آدم میں یا نہ بخلاف کہہ کر ان بنی آدم میں۔ پھر چونکہ مدد و نکتہ تباری زیادہ ہی بالائی۔ دے
 کہے ہادی۔ ہر قل نے کہنے لگا میرا وجود اس کے خیمہ چلنے جاتے ہیں اور بغاوت کر نہیں سکتے ہیں اس سے میں بہت
 محکوم ہوں یہ بات سن کر پتھان ہوئے کمال غصہ سے سر جھکا۔ قاتلے ہیں کہ جب ہر قل نے ولایت
 تمام حیدر دے کے قسطنطنیہ کا عہد کر لیا۔ اس کے مصاحبوں میں ایک بوہڑ ہے نے اس سے کہنے لگا کہ تیرے اور عرب
 کے درمیان بغیر جنگ ہونے کے تمام کا ملک مفت اپنی طرف دینا سراور نہیں بلکہ آئین مملکت میں بڑا سنگ
 بنی اب تہیری بنی کہ جو جو ملک تیرے طرف میں ہیں ہر ملک کے سرداروں اور اولادوں کے ساتھ
 ایک ترانہ لکھ دے کہ عرب میں بھیجے تاکہ اسے جنگ کرے اگر انہیں فتح پاوے تو فیوالمراؤ۔ اگر تیرا لشکر مغلوب ہو جائے
 تو یا راس وقت ملک تمام تو اپنی طرف دینا اس صورت میں تیری عقل پر کچھ حرف نہ آجگا اور ماقولوں کے
 پاس تو معذور ہو چکا۔ اس بوہڑ نے کی نصیحت ہر قل کو پسند آئی بلاشبہ قبول کیا اس کے حاکم کے ساتھ
 سے تین سردار بر سر مشہور اور نامدار تھے مسلمانان و مسافر قطار تیسرا دیکھان ان تینوں کو بھی بڑا اسکے ہر ایک کو مسلح
 اور جامہ و قناج و کمر و زینہ تمام دیا ہر ایک کو لاکھ روکا ابھر پھرا۔ اور تینوں لشکر کی امارت۔ امان کو دے کے اہل
 اسلام پر بردار کیا۔ جب یہ خبر ابو عبیدہ کو پہنچی اس وقت سب لشکر اسلام کے امیرون و سرداروں کو حاضر ہو چکا
 حکم کیا جب تمام جمع ہو اس باب میں رائے مشورت کی۔ ہر شخص کے حاضرین جو بات آئی اور مناسب سمجھا اظہار
 کیا۔ یزید بن ابی سفیان نے کہا کہ میری رائے میں یہ بات آئی تھی کہ تمام کا ملک جو ہمارے طرف میں آنچکا تھی
 اور اسلام کے فوجوں جو اسکے اطراف و اواسط میں منتشر ہیں ان سب کو خطوط اس معرکہ روا نہ کریں کہ وہ سب
 جمع ہو جائیں پاس آویں اور ہم سب اپنے اہل و عیال کو شہر حمص میں مجبور دے کے دشمن کا مقابلہ کریں شرجیل
 بن حسد نے کہا کہ اگرچہ یہ سب مسلمانوں کی بھلائی میں تو ہے ظاہر کی تھی لاکھ میں مناسب نہیں جانتا ہوں
 کیونکہ حمص والوں کو دیر میں کے ساتھ دیس وقت میں موافقت تھی۔ اور ہمارے ساتھ مخالفت اس صورت میں اس بات
 کا برا خطر تھی کہ وہ دیر میں کے ساتھ مل کر جسے جہد شکنی کر چکے اور ہمارے ذہن و اطفال کو بڑے اٹکے والے کر دیکھ
 جب ضرورت کے لئے وہ سب ہمارے ساتھ صلح کئے ہیں پھر پھر حقیقتان احماد نہ کیا جائے۔ ابو عبیدہ کہنے لگے کہ حمص
 والوں کو یہ طاقت ہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا عقد کریں کہ ہمارے قوت و شجاعت سے واقف ہیں۔ اور ہمارا خوف ان
 دلیں غالب نہی۔ لاکھ جب تم نے اسکا اندیشہ تھایا حرم و احیاء کی رعایت کرنے البتہ اسکو قبول کیا جائے۔ اب
 مصلحت اسی میں تھی کہ حمص والوں کو ان کے گھر و مل و خالین۔ اور ہمارے اہل و عیال کو انہیں کے مکانات میں کہیں
 اور مسلمانوں کی ایک فوج کو قطع کی مخالفت کے واسطے اپنے پاس مجبور دین۔ شرجیل نے کہا کہ حمص والوں کے ساتھ
 ہم نے جہد کیا ہی کہ لکھ و مل و لوف سے نہ خالین ہر ایک کس طرح جہد تو تین حالانکہ حق سبحانہ تعالیٰ فرمائی کہ میرے کو

بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْكُوًّا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے لَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَمْ یَسِرْ بِرِیْاسَتِہِ
یہ بات آئی ہے کہ ہم میں رہیں اور امیر المومنین عمر فاروق کی خدمت میں لکھ کے اس حال سے اطلاع دیں تا جاسکے مدد
فرمادیں۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ فرصت نہایت تنگ تھی ہمارا قاصد مدینہ پہنچے تک دشمن سر پر ہنچا ہی۔ میسر نہیں
ہو کہ اس کا صلح ای میں بھی کہ ہم شہر محض کو چھوڑ دے کے دشمن کی طرف جا دیں کیونکہ جمعہ والوں سے زیادہ عتماد
ہو دشمن والوں پر تھی۔ اور وہاں سے امیر المومنین کو خبر دیں تا مدد روانہ کریں۔ اور ہم جنگی سامان گھسیٹا کر
اور لشکر جمع کرنے میں مشغول رہیں اگر لشکر روم پہنچے کے آگے مدینہ سے مدد آجاء و فہما والا جو لشکر کہ جمع آیا ہو اسکو
لیکے تو کما علی اللہ دشمن سے مقابلہ کریں۔ ابو عبیدہ اور سب صحابہ اس پر قبول کئے اور کہے کہ اس سے بہتر تدبیر
ہمیں سب کے سب اس پر اتفاق کئے۔ اور ابو عبیدہ نے امیر المومنین کی خدمت میں ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ
ہر قل نے ایک ایسا لشکر انہو جمع کیا ہے کہ دیسا برا لشکر ذوالقرنین کے سوا کسی بادشاہ کے نزدیک فراہم نہ
آیا تھا۔ تین لاکھ سوار و پیادوں کو بری شوکت و اہمت کے ساتھ ہم پر روانہ کیا ہے۔ اور ہم سب مشورت کے
بعد ایک بات پر اتفاق کئے ہیں سو ہمارا قاصد عرض کرے گا والد سلام۔ یہ نامہ سفیان بن معقل از دی کے ہاتھ دیکھ
مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ اور ابو عبیدہ نے دوسرے روز دمشق کی طرف مراجعت کی جب سفیان مدینہ پہنچا اور ابو عبیدہ
کا نامہ امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا یا۔ جناب خلافت مآب نے وہ مکتوب ملاحظہ فرما کے لشکر دشمن کا احوال دریافت
فرمایا سفیان نے جو جانتا تھا بیان کرنے لگا۔ اور ابو عبیدہ شہر محض سے لشکر اسلام اپنے ہمراہ لے کے جو دمشق کی
طرف روانہ ہو پہلے کو ربیان کرتے ہی حضرت عمر کے چہر پر کراہت کے آثار ظاہر ہوئے۔ پس ابو عبیدہ کے مکتوب کا جواب
ایسا لکھا کہ تمہارے قاصد کے اظہار سے سب حقیقت معلوم ہوئی شہر محض کو چھوڑ دے کے دمشق کی طرف روانہ ہونا
مناسب نہیں تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک شہر نعمتوں کا بھروسہ اور ایک قلعہ محکم مسلمانوں کو دیا تھا بلا سبب اسکو چھوڑ دینا
سزاوار نہیں تھا۔ لاکن جب اس لشکر کے اہل حل و عقد کی اتفاق سے یہ کام وقوع میں آیا امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکا
انجام خیر فرمے۔ تم کو چاہئے کہ دشمنوں کی کثرت لشکر کا اندیشہ نہ کریں۔ فتح و نصرت لشکر کی کثرت اور تدبیر انسانی پر نہیں
بلکہ تائید ربانی سے ہو کرتی ہے۔ بخت و دولت بکار دانی نیست؛ ہر تائید آسمانی نیست؛ چاہئے کہ اپنے دل
کو طمع سے منقطع کر دیں۔ تائید الہی پر تکیہ کریں تا حق سبحانہ و تعالیٰ شائبہ سب ہمارے کفایت کرے اور تمام مفاصلہ بر لاوے۔
سفیان بن معقل نے امیر المومنین کا نامہ نامی لیکے روانہ ہوا جب دمشق پہنچا ابو عبیدہ کی حضور میں پہنچا دیا تب انکے ساتھ
سینیس ہزار مجاہد جمع آئے تھے پھر مدینہ سے انکی مدد پر تین ہزار غازی لپٹے اور عین کا مدد کامل ہوا اور وہاں بھی
محض سے ایسا ایک لشکر انہو پر شکوہ لے کے نکلا کہ جنگ اور بیابان کفایت نہیں کرتا تھا انکی کثرت سے وہ سرزمین تنگ
آئی تھی۔ ساحل کے پاس یرموک کے میدان میں ہر دو فریق ٹپے۔ ہر دو لشکر میں ایسا جنگ عظیم واقع ہوا کہ زبان قلم اسکی بیان

سے عاجزی، غالب بن ابیہ اس روایت سے چاندی کی داد دی کہ جو خیر زمانہ دیکھا نہیں، مغیر بن ربیعہ شیخ زانی کی
 کہ ساتھ تراس بجائے روزگار کے ساتھ میں ٹوٹ گئیں۔ آخر محمد بن عبید بن ربیعہ آیا اعداد بانی و نعت آسمانی
 سے فتح و نصرت پائی۔ لشکر کفار سے سر ہر شخص مقتول کے چاک و خون میں غلطان۔ اور بعضے لشکارا ہریرہ کوکین
 غرق ہوئے۔ اور جو باقی رہے قتل و قہر ہریت پاکے افغان و خیزن آکر ہر قتل کے پاس پہنچا۔ بیت غنیمت اور
 سبا و اسلامان کے ساتھ تین کریمہ الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن بن الغفور و شکور ہرگز
 کے روز زبان ہوئی۔ کمال خوشی و خاطر جس سے تفسیر قیام سے فایز ہو کے فتح نامہ غنیمت مدینہ طیبہ کی طرف
 بھیجا۔ بعضے مورخین نے یہ واقعہ غیر خلافت مدینہ کی برین حکمرانی میں بھیج دیا ہے کہ یہ جنگ فاروق اعظم کی
 خلافت میں واقع ہو۔ اور محض تین پہلی طبعی ہی کہ موضع یروک میں دوبارہ جنگ ہو اہل مدینہ کی برک کی اخیر
 خلافت میں بارش ان عمر فاروق کے عہد میں واللہ اعلم۔ پہنچنا رومیوں کا شہر حصص
 نقل آئی کہ امان ایک لاکھ سپاہ کا لشکر اپنے ہمراہ لے کے انطاکیہ سے ملاحب تزلزلین ملی کر کے حصص پر پہنچا
 والوں نے جو اہل اسلام صلح کی غی انکو رزائش کی دے لوگ جوابات معقول دیے اسکو لازم کے پھر امان جس کے لشکر
 ہو کے موضع یروک میں آواہسی جگہ کو مناسب جاکر اپنا لشکر گاہ مقرر کیا۔ اور تین ہزار جو اسکی امانت کے لے
 مقرر تھے دے دیے اسکی پیچھے آگے تھی ہے جسے اسلامان کو اس بات کی خبر ہوئی پریشان خاطر ہو کر ابو عبیدہ ایک
 مار لکھ کے ایک پیک تیز رفتار کے ساتھ سے مدینہ کی طرف روانہ کیا وہ نامہ مخالفوں کی کثرت و شکست اور اسلامان
 کی ضعف و قلت پر تفسیر قیام و قاصدیت جلدی آکر اہل مدینہ کی خدمت میں پہنچا فاروق اعظم نے جب وہ کو تبا
 ملاحظہ کیا اس کے جواب میں لکھا دلپذیر تحریر فرمائیں اور ابو عبیدہ کو روئینک جنگ پر بہت ترغیب دی اور قاصد
 کو فرمایا کہ ابو عبیدہ کو جو کچھ طرف سے جو سلام پہنچا ہے کہ خاطر جمع رہو کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم کو روئینک کا فتح
 جنگ واقع ہونے کے آگے دور وادہ کرو گے چنانچہ قاصد کو رخصت دی جب قاصد روانہ ہوا سو یہاں یہاں امان
 کے ساتھ تین ہزار وادہ وادہ کو دیکھ کر روانہ کیا تاریخ عاتم کو فی من ذکر یہی کہ اہل الرومین کا نام پہنچنے کے آگے پہنچنے
 مع لشکر بہت جلدی آکر ابو عبیدہ کی خدمت میں پہنچا سب اسلامان کو بری خوشی حاصل ہوئی۔ اور امان اپنے
 امر سے مشورت کر کے ابو عبیدہ کے پاس ایک وکیل کو روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ ہمارے سینے میں آیا ہے کہ اس کے
 آگے لشکر اسلام کی امارت جس شخص پر مقرر ہو وہ امیر ہو جسے نسب آگے اسے اور لباس قتل و شجاعت سے پیرا ہے
 ابی سو ہم کو ہرکی ملاقات کی کمال احتیاج و پیش ہی تاہم لا مقصود اس بیان کرنا اور تمہارا مطلوب بھی اس سے معلوم
 کر لین ابو عبیدہ نے امان کی اتنا اس قبول کر کے حکم کیا کہ دوسرے روز غالب بن ابیہ اس کے پاس آج و جب صبح ہوئی غالب نے
 حکم کیا کہ اپنا قبیلہ حوا جوتین ہورینا سے خرید کر کیا غایب کیا امان کے جیسے کے نزدیک مکر کرین۔ جب دیسا ہی اسکو

لیجا کے کھر اٹکے اور خالد نے اس میں تشریف رکھی ماٹان نے اپنے خیمے سے نکل کے اپنے پاس آیا اس نے پہلے جوابات کی یہی تھی کہ یہ تمہارا قبہ مجھے بہت پسند آیا تمہیں یہی کہی کہ مجھ کو عنایت کیجئے اور تم جو چاہتے ہو سو میرے لیے خالد نے یہ بات سنے فرمایا کہ مجھے تیرے مال و زر کی کچھ احتیاج نہیں ہے۔ یہ قبہ مطلوب ہو تو لیجئے کہتے ہیں کہ ماٹان کو اس بات خالد کی تالیف کرنی مقصود تھی۔ اور بعض تو تاریخ میں مذکور ہیں کہ ماٹان تیرے محل سے اپنے خیمے میں بیٹھ کر خالد کو بلوایا جب خالد پر اس کی نظر پڑی تعظیم کے لئے اٹھا اور انکی دلجوئی میں چند باتیں کر کے کہنے لگا کہ اگر اس جنگ سے تمہارا مقصود تحصیل مال ہی تو ہم نے قبول کیا کہ والی ولایت عرب یعنی عمر بن الخطاب کو ہم دس ہزار دینار اور ابو عبیدہ کو پانچ ہزار دینار دیتے ہیں اور تمہارا سپاہیوں میں جو عمدہ ہوں ان سے سو شخص کو لاکھ دینار پہنچاتے ہیں شرط یہی ہے کہ تم ہمارے ملک سے چلا جاؤ۔ جب ماٹان اپنا کلام تمام کیا خالد بن ولید ایسے کلمات مسجع اپنی زبان گوہر نشان پر لائیں کہ ماٹان حیران ہو ا کہنے لگے کہ اگر تو چہتا ہے کہ فتنے اور رناعت کی غبار جو بلند ہوئی ہے بیٹھ جاؤ اور پادہ دوستی اور مصالحت کا استحکم ہو جاؤ تو چاہئے کہ تم سب اسلام لادیں اگر تم کو اس بات کی توفیق رفیق نہ ہو کہ اور تم اپنے مال اور اہل و عیال کو بچا نا چاہتے ہو تو جزیہ قبول کریں والا تمہارے ہمارے درمیان تیج چلی مقرر ہے ماٹان کہنے لگا کہ اسی خالد اہل روم دین باز نہ آئے اور جزیہ دینا بھی امانت و ذلت کا سبب جان کے قبول نہ کر سکیے کہ قبول و جدال سے نہ درائے تم دیکھتے ہو کہ ہمارا ایسا بڑا لشکر جنگ پر ہی تیار ہے خالد نے یہ بات سنے اسکی مجلس سے اٹھے اور اپنے لشکر گاہ میں آئے جو باتیں چلے تھیں ابو عبیدہ کی خدمت میں نظر کر دیں۔ کہتے ہیں کہ ماٹان ہر قل کے نام سے ایک مکتوب اس معنوں کا روانہ کیا کہ جب ہم نے ہنریرہ کو پر اپنا لشکر گاہ تھہرایا عرب کا لشکر بھی وہیں آئے نزول کیا امر اسلام خالد بن ولید کو کہ جسکی تعریف و توصیف تم نے سنی ہے ہم نے بلوایا اور مال و زر کی بہت کچھ طمع انکو بتلائی یہ بات کچھ فائدہ نہ دی پھر ہمارے لشکر کی کثرت و شوکت سے ڈرایا یہ بات بھی مفید نہ پڑی ہم دیکھتے ہیں کہ عرب ہمارے استیصال پر کمر باندھے ہیں اپنی موت پر تیار ہو کے سو ا جنگ و جدال کے کچھ نہیں چاہتے ہیں اب فلاں روز جنگ سلطان مقرر ہوا ہے لاکن ایک شب میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ کہیں مجھے خطاب کر کے کہتا ہے کہ اسی ماٹان ہرگز لشکر عرب کے ساتھ جنگ نہ کیجئے اگر تو جنگ کرے گا شکست فاحش ہوگی اور تو مارا جاوے گا اس وحشت ناک خواب سے میں نے بہت مشوش ہوا جب بیدار ہوا سمجھا کہ یہ خواب اخفات کلام ہے اب میرے خاطر میں یہ بات آتی ہے کہ تو اپنے خزانے استنبول روانہ کر دیکے آپ انطاکیہ میں توقف کرے تا دیکھیں کہ پردہ غیب کیا ظہور میں آتا ہے۔ نقل ہے کہ جب جنگ کا روز فرما پہنچا بطارقہ روم سے ایک شخص نے ماٹان سے کہنے لگا کہ میں نے کل کی شب ایک خواب دیکھا ہوں رخصت ہی تو تقریر کرتا ہوں ماٹان نے کہا کہ بیان کیجئے اس نے کہنے لگا کہ خواب میں ایسا دیکھا ہوں کہ لوگ سفید لباس پہن رہے ہیں اور سبز دستار باندھے ہو آسمان سے زمین پر آتے ہیں اور ہمارے ہاتھوں کو باندھ کر ہمارے زیر و نعل سے سنان نکالتے ہیں اور ہمارے ترواروں کو نیام سے نکال کے توڑتے ہیں اور ہر طرف مانگتے ہیں اور ہر کو کہتے ہیں کہ بھاگو و آنا سب کے سب ملک

ایسے میں خالد بن ولید کے حکم سے شیعیان اسلام کی ایک کڑی نے لشکر دوم پر تاخت لاکے انکی صفوں کو دہم دہم کر دیا اس جگہ میں کا فوج ایک ہزار شخص کے قریب مار گئے اسکے بعد رومیوں کی ایک فوج موت پر تیار ہو کر وہاں کے مانند حرکت میں آئے مسلمانوں کے قلب لشکر میں گئے کا خیال کئے تب خالد بن ولید نے ابو عبیدہ کے حکم سے دس ہزار سوار کھینچ کر شجاعت میں جنگا نظیر نہیں تھا نعر کے میں قدم رکھا اور ایسی جواغز دی کی کہ اس فوج سے ایک شخص باقی نہ رہا ایک جگہ میں سب کو قعر و دوزخ کی طرف روانہ کیا اہل روم پر حالت دیکھ کر بہت گھبرائے اور انکے لشکر میں بڑا ہی خلل واقع ہوا جب سوار جنگ کے چارہ نہیں تھا ناچار میدان میں ثابت قدم ہو کر اور لشکر اسلام پر تیریں چلانے لگیں ناگاہ ایک تیر مالک بن حارث کے آنکھ پر پھینکے پلک کو پھانسی۔ مالک نے نہایت غضب میں آیا شمشیر انتقام سیوف نیام سے کھینچ اپنے سر پر ڈال کر اسرا کئے ہوئے اپنے گھوڑے کو لشکر کفار پر مارا ایک ہی جگہ میں کئی کفار کو جو بڑی جواغز دی سے مشہور تھے مار کے زمین پر گر آیا اور یزید بن ابی سفیان اور عمر بن عاص بھی متواتر جگہ کر کے بہت سے مخالفوں کو قتل کئے اس شان میں عکرمہ بن ابی جہل کہ شجاعت اور مردانگی میں ممتاز تھے اپنے گھوڑے کو پی کر کے پیادہ ہو کر دشمنوں کے لشکر کی طرف دوڑنے لگے خالد بن ولید نے کہا کہ ہرگز پیادہ جنگ پر بجائے اور آپ کو ورطہ ہلاکت میں نہ ڈالے تاہم ہاری موت غازیان اسلام کی خاطر پریشان نہ ہو۔ عکرمہ نے کہا کہ جاہلیت کے ایام میں میرے سے کئی حرکات ناشائستہ وجود میں آئی ہیں اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار میرے رنجیدہ ہوئے ہیں سو چاہتا ہوں کہ آج کے روز ایسے سخت کام پر اقدام کروں کہ میرے گناہوں کی بخشش کا سبب ہو بس یہ کہ لشکر کفار پر جاڑے اور بیت سے رومیوں کو داخل جہنم کیا آخر حاتم شہادت نوش فرمایا۔ جب عکرمہ کی شہادت ہوئی مجاہدوں نے جنگ و جہاد میں بڑی کوششیں بجالائی دشمنوں کو انکی جگہ سے ہٹانے کے لیے ہر ایک تک پہنچا دیا رومیوں سے بہت لوگ جان بچانے کے لیے جب اس نہر میں گرے وہیں مر کے قعر و دوزخ میں پہنچ گئے۔ تب ماٹان نے بہت ہی مضطرب ہو کر ہر ہر طریق کا نام لے کے پکار کے کہنے لگا کہ سب سے ایک بار حرم کر دو کہ لشکر عرب کو انکی جگہ سے نر کا دین تب اسکے لشکر سے تین تکر یاں جو دلیری میں بڑے نامور تھیں لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہو کر بڑی جد و کوشش سے کئی قدم انکو پیچھے ہٹائیں تب خالد بن ولید اور دوسرے سرداروں نے غازیوں کو قتل دیکھ کر کہنے لگے کہ لشکر کفار میں جو بڑے بڑے دلاور تھے اور ماٹان انکی جواغز دی پر غرہ کر رہا تھا وہ سب کے سب مار گئے اور بعضے پانی میں ڈوب کے تو اور جو لوگ کہ باقی رہے ہیں وہ بھی نیم جان ہو گئے ہیں انکا وجود محسوس نہیں تم انکا کچھ پروا نہ کرو سب کے سب ہسالت اجماعی سے ان پر ایک بار حملہ ڈالو امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کوئی فوج و نصرت دیو یگانہ بے یارین سے ہی غازیان اسلام کو ایک تارگی لگتی اور انکے دلوں میں ایک تسکین و شجاعت حاصل ہوئی سب کے سب ایک بار ایسا حملہ کئے کہ رومیوں نے بھاگنے لگے اہل اسلام انکا پیچھا کر کے صبح سے شام تک ایسا قتل عام کئے کہ ہزاروں کافر مار گئے۔ نقلاتی کہ رومیوں سے اس دوزخ کے ستر ہزار مرد مقتول ہوئے پڑے تھے اور ماٹان

بھی ہوا پورا اتنا ہر چیز جسے جو کئے اسکے ناپاک جس پر کہیں غم نہ پائے غنیمت کا مال و اسباب کہ جس کا حساب نہ ہو سکا تھا
 مسلمانوں کے لئے کیا اسلام نہ کر دے غیر سچ جو ایمان خالد سے لیا تھا کہے لکھ لکھا جب یہ فتح معلوم دوسری فتوحات
 کی اطلاع ہوئی ابو عبیدہ نے غنیمت کا غرض فتح دے کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف بھیجا جب قاصد کو مکتوب فاروق
 اعظم کی خدمت میں پہنچا یا بہت ہی خوش ہوئے جناب خلافت اب اور دوسرے اکابر اصحاب جو حاضر مجلس تھے خوشی
 سے ایسا کرکے گئے کہ ان کی آواز ملک بالا ملک نیچے تک پہنچی سکرالکی بھا اور مجاہدوں کی حق میں نہ مکتوب کئے۔ مسلمانوں
 کا غلبہ اور ہر قتل کا رجوع قسطنطنیہ طرف۔ کہتے ہیں کہ لشکر دوسم قوت سے لوگ جو یہ لوگ سے بھا
 ہوئے تھے انہیں پہلا شخص جو ہر قتل کے دربار میں پہنچا غور و دلالت ایک مرد تھا ہر قتل کی نظر سپرد تھے ہی اس سے
 پوچھنے لگا کہ لشکر کی کیا خبر ہے اسے جواب دیا کہ لوگ ہنر جو ہے قیصر نے پوچھا کہ کون سے لوگ اسے کہا کہ ہمارے لوگ قیصر
 نے اس بات سے قناصل کے قیصر دریافت کی کہ ہمارے لوگ کی لشکر عرب کو نہایت دے یا لشکر عرب ہمارے لوگ ہر بیت پنا
 اس وقت اس شخص پر اتنی دہشت غالب آئی تھی کہ قیصر کے جواب میں کہہ کر نہ سکتا تب دوبار میں جو لوگ کمرے
 پر تھے ہر قتل نے ان کو خطاب کر کے کہا کہ ہر شخص گھریا ہی اسے بات کرنے کی طاقت نہیں کہتا ہی اس واسطے وہ کھائے
 شخص کو برے نزدیک لا دیکر وہ کلام کہہ سکے اور اسکے قول پر اعدائے سر ہنگوں نے قیصر کی مجلس سے نکل کے اپنے لشکر
 سے جو لوگ ہر بیت پنا کے آ رہے تھے انکے استقبال گئے کہا دیکھتے ہیں کہ ایک جماعت نہایت مضطرب و سارن اڑنا
 آ رہی تھی سر ہنگوں نے ان سے پوچھا کہ ایمان اور دوسرے مرداروں کی کیا خبر ہے انہوں نے جواب دیا کہ سب بھلا قرآن دے گئے
 یہ بات سننے سر ہنگوں نے ہر قتل کے پاس انکے حقیقت حال بیان کی قیصر بیزار ہی آغا کر گیا اور کہنے لگا کہ ہمہ کیا خبر ہے جو تم
 کہتے ہو میں ایسے شخص کا ہوتا ہوں کہ جنگ کے حالات تفصیل بیان کرے تب اسکے متروکوں جو زیر بن عمر کو جو مکر کے
 بھال گیا تھا اور ب حالات پر اطلاع نہ تھا قاصد کا قیصر نے اس سے پوچھا کہ لشکر کی کیا حالت تھی بیان کر۔ کہا کہ اس سے
 کچھ بد خبر نہیں تھی۔ تب ہر قتل نے ان میں دن کا حال پوچھنے لگا جو اطراف و جانب سے جمع انکے لشکر عرب کہنے پر
 باندھے تھے۔ وہ جس کا نام لیا تھا وہ کہتا تھا کہ وہ مارا گیا وہ جس کا نام لے کے پوچھا انہیں کوئی باقی نہ رہا۔ تب ہر قتل
 اس سے پوچھا کہ کیا تو خیر ہے اسے کہا ان۔ قیصر نے کہا کہ ان بات یاد تھی کہ محمد عربی کا فائدہ نامی پہنچا تھا وہاں ہادیوں
 قتل کرنے کے باب میں انہوں نے جیسے دعوت کی تھی میں جیسا تھا کہ انکی متابعت کروں تب سب انکے تو ہی مجھ پر انگار
 کیا اسے کہا کہ ان۔ تب قیصر نے غصہ سے حکم کیا کہ خیر کو قتل کر دے ہر وقت ہنگام سرتن سے بد کردئے۔ جب قیصر نے
 دیکھا کہ اب ملک شام میں رہنا مناسب نہیں اپنے خواص کو ہمارے کے ایک کوہ بلند پر جو انطاکیہ کے قریب تھا چڑھا
 اور چشم حسرت اس ملک پر نظر کر کے بلند آواز سے رو دیا اور کمال و درجہ کہنے لگا السلام علیک ایہا الارض
 المقلد اسے سلام ہو تجھ پر اے زمین پاک۔ اور سلام ہو تجھ پر اے زمین پر خرد کرت۔ اور سلام ہو تجھ پر اے زمین پر اے

اسلام و دین کو نوائے کاشی کہ جس کو پھر رجوع کی امید نہیں الیا کلام در داگیر اسی زبان پر لائے تری جلدی
 سلطانہ طرف روانہ ہوا یرموک کے جنگ میں ساتھ ہازبان اسلام ساتھ
 ہزار کفار روم سے مقابلہ کر کے فتح پائی۔ مخصن ارباب سپر و توارخ کے پاس ثابت
 ہی کہ یرموک کے مقام پر دوبار جنگ عظیم ہوا جنگ اول سے جنگ دوم اعظمی بار اول ابو بکر صدیق کی
 خلافت میں۔ بار ثانی عمر فاروق کی خلافت میں۔ دوسرے بار کا جنگ لی دربی کی روز واقع ہوا آخر
 اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پی کا فزون پر غالب کیا۔ اور صحابہ کرام سے دلیری اور جوانمردی کے لئے کر کے
 ظہور میں آئے کہ کسی جسم زمانہ دیکھے نہیں اور ایسا واقعہ عظیمہ کوئی سامعین کہنے میں کہ جب جیلہ
 جنگ فخرین سے شکست فاش کھا کے بھاگ نکلا ہر قیل کے پاس گیا تب ہر قیل نے اپنے ملک کے حاکم کو
 ہان کو جو یرمین کا بادشاہ تھا پسند کر کے اسکے ہمراہ لشکر اندر دیا اور جیلہ کو بھی خلعت وغیرہ دیکے مع
 متصرف ہان کے ہمراہ کیا اور دسے عرب متصرفہ ساتھ ہزار سوار تک تھے جیلہ کا لشکر مقدمہ الجیش تھا
 یہ ہر دو لشکر مقام یرموک پر آئے اترے لوگ اسکو دیکھنے کے حیرت آئے لگے عرض و طویل میں چھے
 فرسخ تک انہیں سے بھر گیا۔ لشکر اسلام بھی اسی مقام پر آئے نزول کیا۔ فریقین کے درمیان تین فرسخ کا
 میدان جنگ کے واسطے خالی تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہ کی نظر دشمنوں کی کثرت پر پڑی کے کاجول وکا

قوة اولا بالله العلي العظيم و بنا افرغ علينا صبرا وثبت اقدامنا واضرنا على القوم الكافرين
 ہر قیل نے ایک ایک کو ہان کے پاس روانہ کیا اور کہا بھیا کہ اول ابو عبیدہ جیلہ کا پیام کر آئے کہ جاوے
 حجاز تک جو ملک ہی انہیں کے فیسے میں رہے ہان نے حیرت کو ابو عبیدہ کی خدمت میں روانہ کیا یہ پیام
 انکے پاس مقبول ہوا۔ پھر ہان نے جیلہ کو انکے پاس روانہ کیا ابو عبیدہ نے اسکا کہا بھی غانا پھر وہ بھی
 مایوس ہو کے اپنے لشکر کی طرف چلا گیا۔ پس جناب خالد نے حضرت ابو عبیدہ سے گزارش کی کہ جیلہ کے ساتھ
 عرب متصرفہ سے ساتھ ہزار سوار میں اور چارے تیس ہزار۔ اب میں چتا ہوں کہ لشکر اسلام سے تیس چار ہزار
 جن کوں اور اس ساتھ ہزار سے مقابلہ کروں تا نصرت ربانی جو مسلمانوں کی یا دہی ظاہر ہو۔ اور اگر اس
 حملے میں جیلہ مارا جاوے ہان کے لشکر پر چار ہزار چھا گیا۔ یہ بات سننے کے سب حیران ہو گئے
 یوسفیان نے جناب خالد سے کہنے لگا ای ابا سلیمان اس صورت میں ایک مسلمان دوسرا کافر کے مقابل
 ہوتا ہی۔ میری رائے یہی کہ ساتھ ہازبون کو جن لین با ایک مومن ایک ہزار کافر کے مقابل ہو۔ جناب
 ابو عبیدہ بھی اس رائے کو پسند کی۔ تب خالد نے ساتھ چار ہزاروں کو انتخاب کیا انہیں اکثر صحابہ انصار
 تھے۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ آج کی شب تم اپنا ساز و سامان ہٹا کر لو۔ کل صبح تو کائنات اللہ جنگ آغاز

برافق در اضطراب تھا خصوصاً حضرت ابو عبیدہ بہت مضطرب ہو گئے تھے اور ابوسفیانؓ کو اطمینان دے رہے تھے
 ایسے میں خالد وسط مفر کے سے باہر آئے اور بہت تشہد تھے ابو عبیدہ اور سب مسلمان انکو دیکھ کر الہی بجا لایا
 خالد نے اپنے تابعین کو تالاش کر کے دیکھا تو میں مجاہد نظر آئے، و باقی گم تھے خالد کو انکا برا ہی در دلاق
 ہوا ہوا اپنے منہ پر آپٹ ملائے غارتے اور کہتے تھے کہ تو نے مسلمانوں کو ہلاک کیا قیامت کے دن یا رگاہ
 الہی میں کیا غزل لایگا۔ ابو عبیدہ نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہی خالد نے کہا اسی سرور کہ جالیں مجاہد گم ہیں۔
 از انجلہ زیر بن العوام اور فضل بن عباس اور جابر اور ابوب اور فلان فلان ابو عبیدہ نے کہا انا لله وانا
 اليه راجعون پس شعلیں روشن کر کے لڑائی کی جگہ میں دہو تہ ہنے لگے دیکھتے کیا ہیں کہ جبکہ کے لشکر آئے
 قوم غسان سے پانچ ہزار کا فرما رہے پرے ہیں۔ اور صحابہ سے دس آدمی شہید ہوئے ہیں۔ ابو عبیدہ نے
 فرمایا کہ احتمال ہی کہ باقی اصحاب قیدی ہوئے یا دشمنوں کا بیچا کیا ہی پس یہ دعا کی اللہم امن علینا
 بالفرج ولا یفجعنا باین عجزنا یتسک وکایین عجزنا الفضل ترجمہ یعنی یا اللہ احسان کر تو ہم
 کسود کا سے اور نہ بچیں کر تم کو رہے ہی کے پھیرے بھائی اور چہرے بھائی کے سبب۔ پھر عبیدہ نے
 فرمایا کہ اے مسلمانو کون ہی کہ تم سے کو دشمن کے قدموں کی نشان کا بیچا کرے اور اپنے بھائیوں کی خبر لاو
 اللہ تعالیٰ سے ترے ثواب کا سچی ہوو جناب خالد نے کہنے لگا کہ میں جاتا ہوں ابو عبیدہ نے کہا کہ تم یہ کام
 بہت کرو کہ آج ہیٹھ بچکے اور شفقت اٹھائے خالد نے کہا واللہ میں ضرور جاؤنگا۔ پھر اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیکے
 جازم بن جبیر کے گھوڑے پر سوار ہو اس گھوڑے کا نام ہرطال تھا تیز روی میں باد سے سے بائیں کر رہا تھا۔
 اور خالد کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی نکلی بہت دور نہیں چلے کہ آواز بکیر تھیل کی آنے لگی خالد بھی
 بکیر تھیل سے ایسا جواب دیا۔ پس دیکھا کہ جماعت غازیوں کی لوٹ آئی ہی انکے آگے زیر بن العوام اور فضل
 بن عباس اور عرقال بن اسلم تھے جب خالد نے انکو دیکھا سلام کیا اور مر جتا کہا اور پوچھا کہ کیا حال ہی تمہارا ہوں
 نے کہا کہ ہم سے چند لوگ قیدی ہو گئے سوا انکی رہائی کے ارادے سے ہم نے دشمنوں کا بیچا کیا لاکن انکا پناہ ملا
 اغلب ہی کہ وہے مارے گئے نہیں بلا شک قید کئے گئے ہیں زیر بن العوام نے پوچھا کہ یہ بات تمکو کیوں معلوم
 ہوئی۔ خالد نے کہا کہ ہم جنگ کے میدان میں تالاش کر کے دیکھا تو دس آدمی سے زیادہ کسیکو مقتول نہ پایا
 اور ہم میں ہیں اور تم بچیں اور پانچ شخص قیدی ہو گئے ہیں۔ پانچ قیدی یہی ہیں رافع بن عمر الطائی
 اور صحرار بن الازور۔ اور ربیعہ بن عامر۔ اور عاصم بن عمر۔ اور یزید بن ابی سفیان۔ پس یہ
 معاملہ مسلمانوں پر سخت گزرا۔ جناب ابو عبیدہ نے اپنے گھوڑے کی زین پر سجدہ کیا خالد نے کہا اے مسلمانو
 واللہ میں نے اپنی جان کو خرچ کیا لاکن مجھے شہادت روزی ہوئی۔ پانچ آدمی جو تم سے امیر ہو گئے ہیں۔

خلافت عمر فاروق

۴

جنگ یرموک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام اللہ تعالیٰ انکی رہائی میرے ہاتھ پر ہی ہے سب مسلمان وہ رات بہت خوشی اور شکر و سپاس الہی میں گنتا ہے تاکہ مشرکین بہت ہی دور و غم میں رہے۔ اور یہاں نے جبکہ بلو اسکے لڑائی کا حال دریافت کیا جبکہ کہنے لگا اسی بادشاہ ہم نے صبح سے شام تک لڑتے رہے جب رات آئی ایک ایک پکارتے والے نے بکاراتی تو ہم سب متفرق ہو گئے اور بہت لوگ ہارے گئے مسلمانوں کو تاہم غنیمت ہے کہ پہنچتی ہی ایمان کا معبود الکو غلبہ دینا ہی اگر لیا ہوتا اسکے ساتھ آدمی ہمارے ہاتھ ہزار کے مقابلہ کر کے ہاتھوں پر ہٹے کہنے لگا قسمی صلیب کی میں کل اسے مقابلہ کر دینا اور ان پر سخت سے کر کے شکست لاد دینا تاکہ نہ زانو نہ کرنا ابو عبیدہ بن الجراح کے مقام یرموک سے خدمت میں امیر المومنین عمر فاروق کے روایت ہے کہ ابو عبیدہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک نامہ لکھا اور عبد اللہ بن قریظ کے ہاتھ دیکر روانہ کیا۔ عبد اللہ بن قریظ کہتے ہیں کہ میں نے کچھ کی تیرہویں جیسے کے دن عصر کے بعد یرموک سے سنا کہ ہونے لگا آدمی دوسرے جیسے کو بے غیر طیسرے چاہنے والے ایک سجدہ نبوی لوگوں سے معذور تھی میں نے اپنی اوتھنی کو بابت خبر پر بھلا یا اور یہ وقت میاں ملک میں تھا اور حضرت کی بر قید مصلح اور مہدین الکبر پر سلام کیا سب مسلمان توجہ کو دیکھ کر خوشی سے شور کرنے لگے مگر فاروق کی وصیت نوی کی اور جناب ابو عبیدہ کا نام پہنچا دیا۔ اکابر صحابہ سے وہی آدمی کی شہادت لے کر پانچ کا قید جب اس میں لکھا تھا اسکو دیکھتے ہی عمر فاروق کا رنگ بدل گیا چھٹا چھٹا ہوا ہے مضطرب ہو کے کہا ائی امیر المومنین ہمارے بھائیوں کے احوال سے ہنسنے لگا۔ تب فاروق اعظم نے میرے سردار ہوئے اور وہ ہمارے پیکر سا ویلا ہے مضمون سننے پر سب صحابہ روئے اور کہنے لگے ائی امیر المومنین ہمارے بھائیوں کی مدد پر ہنسنے کو نہ کرو زراوی کہتا ہے کہ جناب خلافت ماب نے پوچھا کہ یہ وہی کافر دار

کون ہی میں نے کہا یا نبی بطار تو میں ایک ہرقل کا بھانجا قوریر دوسرا ریحان تیرا قناطر
جو تھا جبریم یہ چارو یا بلان کے تابع میں ان چاروں کی صلیب یا مان کی صلیب کے تحت میں۔

عمر فاروقؓ نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پھر یہ آیت بری میں یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ
لَا اِیْمَانَ لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ

مسلمانوں کو نصرا کے ساتھ رو دیا نبی اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہی اسے بندوں سے جسے اس پر صبر کر گیا اور
ثواب کی امید رکھ گیا وہ اللہ تعالیٰ کے پاس صابریں میں لکھا جائیگا۔ اور جسے درگیا اور سستی کر گیا وہ

امرنیک سے دور پر لگایا جائے کہ یہ وہ جنگ ہی کہ حضرت نے جسکی خبر محمد کو دی تھی۔ اور اسکا ذکر ہمیشہ باقی
رہ گیا اور یہ فتنہ ہلاک کر دیا الابی۔ حضرت عباسؓ نے پوچھا کہ ہلاک کر دیا الابی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا جسے

اللہ کے ساتھ کفر کر گیا اور صلیب کو چھو گیا اور اللہ واحد کو مٹا دیا اور دیکھا تو وہ اللہ مہربان تم اللہ ہی پر چھو
کر دیا اور ابو عبیدہ کو جواب لکھو اور اہل نیک خواہی اور دلدی کرو۔ پس عمر فاروقؓ نے اسی روز انکا جواب

لکھا اور میرے ہاتھ دیکھ کیا تم جاؤ جب مجاہدین اسلام مہر کے میں اپنے لشکر کی صفیں باندھے ہوئے
جنگ پر گاہہ رہیں تب یہ نہ مانہ رہیں اور سب مسلمانوں کو در اسلام کہو اور کہہ دو کہ تم صدق دل سے جہاد کرو

اللہ تعالیٰ مدد دے گا اور یہ آیت آج حُرْبُ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ میں نے عرض کی یا امیر المؤمنین
میری سلامتی اور جلد جانچنے کے لئے دعا کیجئے تب یہ دعا کی حُرْبُ اللَّهِ تَعَالٰی وَسَلٰتُ وَطُو

لَا الْبَعِیْدَ لِنَیْ كَفَايَتِ كَرِهَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَتَّهَارِیْ اور سلامت رکھے مگر اور لہجہ دیوے تمہارے
واسطے مسافت بعید کو پس میں نے انکو در سب مسلمانوں کو سلام کر کے بکھلا۔ جب دروازے پر آیا اپنے دل

کہا کہ اسکے بعد روضہ شریف کی زیارت مجھے میسر ہوئی ہی باہنیں پس قبر شریف کے پاس گیا بی بی عائشہ صدیقہ
اور بی بی حفصہ اور بی بی ام سلمہ اور علی رضی اور عباس قبر مبارک کے پاس بیٹھے تھے۔ امام حسن عباس کے

گو دین۔ اور امام حسین رضی علی کے گو دین بیٹھے تھے عباس سورۃ النعام اور رضی علی سورۃ ہود تلاوت
کر رہے تھے۔ میں نے قبر شریف پر سلام کیا اور حضرت علیؓ سے عرض کی کہ اگر میں یرموک پر لے وقت

جانیوں جبکہ مسلمان صف میدان میں جنگ پر گاہہ رہیں اور میرے ساتھ مدد کا لشکر نہ دیکھیں مگر ہوجائے
اسلئے میں دوست رکھتا ہوں کہ آغاز جنگ کے آگے ہی پہنچ جاؤں تاہے بھائیوں کو تسلی دون۔ تب

حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی چند فضیلتیں بیان کر کے پوچھا کیا تم نے ان سے دعا کی یا میں نے کہا مان۔ ابی
اور حضرت کے چچا کی بھی دعا چیتا ہوں تب حضرت علیؓ نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَقَرَّبُ اِلَیْكَ

بِحَمدِ الرَّسُوْلِ الْحَبِیْبِ وَالنَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی الَّذِیْ تَوَسَّلُ بِہٖ اَدَمُ فَاَحْبَبُ دَعْوَتَہٗ

وَعَفَرْتَ خَطِيئَتَهُ الْاَسْمَاءُ عَلٰی عَبْدِ اللَّهِ طَرِيقَهُ وَطَوَّبْتَ لَهُ
الْبَعِيْدَ وَابْنُكَ اَصْحَابُ بَيْتِكَ يَنْصُرُكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
اور تب حاضرین جن کے راوی بن کر اٹھائی کہ میں نے بیت خوش ہوا اور حجرہ شریف
کے باہر آیا جس دروازہ پر طیبہ من بنی چھا آہستی روز عصر کے بعد وہاں سے نکلا
اور راہ ملی گئے لگا جب شب ہو گئی اور مارکی آئی میں نے اپنی اور بھتی کی جوار
وہیلی کر دی پس ایسے بیان میں جا پہنچا کہ جس دن نہ چارہ نہ پانی اور نہ کھانے
آں اور بھتی میں اتنی تیزی دی کہ گویا وہ جوا میں اتلی ہی میں سمجھا کہ یہ تیزی ان
بزرگواروں کے دعا کی برکت ہی۔ پس پرتے دن عصر کے وقت یہ موک پر جا پہنچا
اور جنات ابو عبیدہ کی خدمت میں گیا انکو اور سب مسلمانوں کو سلام کیا میرے جلد
منجنے سے سب کے سب متعجب ہو گئے ابو عبیدہ نے کہا کہ تم ایسا جلد کس طرح آئے تم
ہمارے یہ جہاد ہے و سوال رہی۔ میں کہا کہ حضرت علی اور حضرت عباس اور
ادراج مسلمانوں کی دعا کا سبب ہے ابو عبیدہ نے فرمایا کہ انکی دعا مستجاب ہی ہو رہی
جاتی ہیں۔ پھر حضرت عمر کا مہرا کے ہاتھ دیا انہوں نے سب مسلمانوں کو یہ سنایا
سب کے سب خوش ہوئے اور کہنے لگے ہم تو شہادت کے مستحق ہیں واقعی
نے ایک مردانہ سے روایت کی کہ میں نے کہا جب عبداللہ بن قریظ شکر اسلام
میں داخل ہوئے ہر سیرت ہو کر وہ یوں اور گھوڑوں کی آواز میں آئے لگین ہر
باہر نکلے دیکھے کیا ہیں کہ بلا دین اور حضرت موت وغیرہ سے چند قبیلوں کے مسلمان
جمع ہوئے جہاد کے لئے آئے ہیں انکا انداز ہے بزرگ کا ہی۔ ہم نے انکو سلام کیا اور
مر جا کہا۔ وہ دن کئی کے ایسی شب تھیں کہ کسی کو نہ مہلک اور طاقت سے ایک ہر
سوار چلے آئے سردار صفی بن عامر سے کہ غرق فوج سے انکو فوج کا علم اور
سرداری دیکھ رہا تھا اور شک باتوں کا انکو وضعت کا ہے۔ سعد بن عامر سے

کہا جی جب نکلا اور راہ دراز ملی کی اور یرموک پہنچا وہ مقام پہلے سلام کے صلح میں تھا اسلئے وہاں
شہر اور اسکے پیچھے جندل تھا جسکو عیاض بن غانم نے فتح کیا تھا۔ پھر میں نے جابیہ کا ارادہ کر کے
وہاں سے کوچ کیا اور جب میں نے میرے ہمراہی مسلمانوں کے باب میں دشمن سے خوفناک تھا شاہ راہ
کو چھوڑ دیکے جنگل کی زدہ لی ایک بڑا ایسا تخت بیابان پیش آیا کہ یہی ولیا میں نے دیکھا نہین تھا سو حیران
ہو گیا اور کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جب دسواں دن آیا ایک پہاڑ ملا مجھے
اسکی بچپانت تھو اسلئے میں نے مضطر ہو گیا اور اپنے ذلیلین کہا کہ تو لفس کے قریب میں آگیا آپکو اور ان
مسلمانوں کو رخ میں والا پھر خیال کیا شاید کہ یہ پہاڑ غلبہ کا ہوگا وہ پہاڑ جو ہم کو شروع روز میں ملا شام
تک بھی ہم نے اسکو ملی نکلیا۔ پھر ہلکا ایک ایسا بڑا وحشت ناگ جنگل ملا کہ جس میں راہ نہین تھی میرے ہمراہی لوگ
بہت گھبراہٹے بعضوں کو بعض اٹھاتے تھے پھر ایک پانی کا چشمہ ملا سب مسلمانوں نے کہا کہ ہم تنگ گئے ہیں
ہمکو خصوصاً ارازم دو میں نے کہا اچھا تب وہاں نزول کیا وضو کر کے سبہوں نماز پڑھی پانی پیادیا اور جانوروں کو
ملا یا بعضے سو رہے بعضے دعا کر رہے تھے اور بعضے جانور دن کو چراتے تھے مجھے بھی خواب کا غلبہ ہوا سو
ہو گیا اور یہ خواب دیکھا کہ گویا میں سبز باغ میں ہوں جن میں اشجار پہلے دار لیا رہیں میں اسکے پھل کھاتا ہوں
اور اپنے رفیقوں کو دیا ہوں۔ اور اس پہر کا پانی پیا ہوں۔ اور خوش ہوں ایسے میں ابن درختوں
ایک شیر نکلا اور میرا قصد کیا۔ اسیرقت دوشیر نکلے اسکو مار کے زمین پر گرا دیا تب میں نے اس سے ایک
آواز سنی اور زبیدار ہو گیا۔ اور اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ یہ مال مسلمانوں کی غنیمت میں آگیا۔ پس
ابن قرآن مجید پڑھتا تھا دفعہ سا کہ کینے غیب سے اشعار تقویت اور تشارت کے پڑھتا جی اور موت نے ہو
مسلمان بھی وہ مائت غیب کا آواز سکے میند سے جاگ اٹھے اور خوش ہوئے۔ اور وہ بڑا بھار جو ہمکو ملا
تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ رقیم کا پہاڑ ہی جب اسکی بچپانت ہوئی ہم سب تکبیر کہنے لگے ہم نے اس پہاڑ
کا ذکر حضرت سے سنا تھا پھر ہم اسکے غار میں آئے اور اس میں نماز پڑھے اور وہاں سے آگے ترے تو شہر
عمان پہنچے وہاں سے آگے چل دے تو ایک گائون ملا اسکا نام انجاب تھا۔ ہم نے دیکھا کہ وہ گائون
والے ترک وطن کر کے اپنے ترکوں بالوں کو ہمراہ لئے نکلے ہیں میرے ساتھیوں نے ان پر حملہ کیا تو بے
گھبراہٹ میں انکو پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو انہوں نے کہا کہ ہمکو حاکم طلب کیا جی یا اسکی حمایت میں ہیں
ابی عرب تم سے یہ بات ہو سکتی جی کہ تم ہمکو اپنے امان اور ذمہ داری میں رکھیں میں نے کہنا اچھا۔ پس
دس ہزار درہم پرانکے ہمارے درمیان صلح قرار پائی اور میں انکو صلح نامہ لکھ دیا۔ تب انہوں نے کہا کہ
حاکم عمان لغیطا کی طرف سے تمکو سختی پہنچے گی اگر تم اسپر فتح نہ ہوں تمہاری اور ہمارے بہتری جی۔ میں پوچھا

کہ اسکی کیا خبر تھی۔ وہ کہنے لگے کہ ملک باہان یا منی ہے ایک لکھا ہی کہ دیا سے خسار یہ کہنا ہے۔
 قسطنطین ہر قتل کا میت جوتا رہی قسطنطینی اس سے جانے دینے اسے پانچزار ہتیا زنبہ کے ساتھ نکلتا ہی
 حران کے راہ سے آتا ہی مسجد نے یہ دیکھا اپنے ہزار ہوں سے مشورہ کیا انہوں نے کہنے لگے
 کہ اسکی طرف چلو اگر ہم غالب ہو دیں انکا مال ہمارے لئے غنیمت ہی والا ہو شہادت ہی میں ان سے
 نکل کر ایک جنگل میں آئیے ایک دن رات وہاں پورے پورے کوئی ایک جاوید ومان آجی ہی کر
 کا لباس پہنے ہوئے اور اپنے وجہ ہر کو مٹا سے ہوئے اور اپنے قانون میں جلیبیں لئے ہوئے
 تھے۔ مسلمانوں نے انہیں پکڑ لئے آئے۔ سعید نے پوچھا تم کو کون ہوا انہیں ایک پوچھا سو کہنے لگا کہ
 ہم لوگ ان دیروں کے رئیس ہیں ہر قتل پادشاہ کے بیٹے قسطنطین کے پاس جاتے ہیں تاہم اسکی
 غلبے کے لئے دعا کر بن سعید نے فرمایا واما دعا کا کافین بن الا فی ضلال پھر بوجھا کہ ایک خبر
 دی انہوں نے عزم کیا کہ عثمان کا حکم پانچ ہزار کی جمعیت کے ساتھ آتا ہی دے سب سے ترسے
 اور نصرا بیت میں گئے اور علیہ کی عبادت کرنے والے ہیں۔ مسلمانوں نے کہا اللہم اجعلہم
 غنیمۃ لنا سعید نے فرمایا کہ اسی پورے ہمارے یہ میر علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہی کہ جو راہ لگا
 ائے جگہ اپنی ذات کو قید کیا ہوا اور ہمارے سے پرستگار اور وہ نہ کہیں ہم لئے تعرض کریں۔ اگر
 تم لوگ حاکم عمان سے ہم کو نذرانے ہم کو مجبور دیتے ہیں حکم کیا کہ ان راہوں کے زماروں سے
 اکی مشکیں باندھیں۔ اسی حال میں تھے کہ دفع حاکم عمان کا لشکر نمود ہوا اگرچہ اہل اسلام جنگی ساز و
 سامان سے دیا نہیں تھے تہلیل و تکبیر کہتے ہوئے ان پر جا گئے اور یہ دونوں کو مار ڈالا حاکم عمان
 جو بھیجے تھا اسکو اس حال سے خبر ہوئی اسنے حکم کیا مسلمانوں پر حملہ کر دیں ہر دو فریق ایک دوسرے
 پہ حملے لگے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصرت دی سو کا خون کو ایسا مادہ کہ انکے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے
 اور قسطنطین بھاگ نکلا بعض مسلمانوں نے اسکی بھیجا کہ اللہ چھٹے دہشتے اور پچھٹے قیدیوں کی نگہبانی
 کرتے ہے۔ اور دوسرا نذر دوشیر کے قسطنطین کا بھیجا ایک تو فضل بن عباس تھے دوسرے
 زبیر بن العوام ہیں اس تلون کو زبیر نے نذر سے مار کے زمین پر گرا دیا زبیر کا قبضہ یہی ہے کہ وہ سعید
 نے انکے ہوا ایک تکیہ دی دیکھے کان کو تاجت و تاج کر ٹیکے لئے بھیجا تھا سوا اس مقام میں ملائی
 ہوئے۔ القصد سعید نے حکم کیا کہ راہوں کو مجبور دیں اس مسلمانوں نے انکو مجبور دیا اور جہانگیرا ہی
 کافروں کے سر پہ نذران پر چڑا ہے ہوئے اور ایک ہزار قیدی کو ساتھ لئے ہوئے ومان سے کوچ
 کیا اور یرموک پر پہنچے اور تکبیر و تہلیل سے اہل آواز بن بلند کہیں۔ لشکر ابو سعید کے مسلمان جب

انکی آواز میں سنیں آپ بھی تکبیر و تہلیل سے جواب دیتے ہوئے استقبال آئے اور انکو درگاہ کعبہ کی خوشبو
جناب ابو عبیدہ نے سجدہ شکر بجالایا **واقعی** رخ سے منقول ہی کہ روئے پانچ صحابی قیدی ہو جانے
سے تمام صحابہ کو ترانہ پڑھا اور خصوصاً ابو عبیدہ بہت ہی درویشی سے رونے اور بارگاہ الہی میں کمالِ عمر سے
دعا کرتے تھے۔ اور ان قیدیوں کا قصہ یہ بھی کہ جب انکو باہان کے پاس لے گئے اسے پوچھا کہ یہ کون
لوگ ہیں اسکے لوگوں نے کہا کہ یہ پانچ شخص اس جماعت سے ہیں جو ساتھ آدمی ہمارے ساتھ ہزار کے
ساتھ مقابلہ کر کے لے سکے تھے بعضے تو اسے مارے گئے اور یہ ہمارے قیدی ہیں اسے اور جو بچ گئے انہیں
اسے ہی وہ جو عمر و بھی کہ جسے مذہم اور خوران اور لہڑے اور دشمنی کو قح کر لیا۔ اور لشکرِ احقادین کو تورا دیا
اور تو نا اور ہر بین کا پچھا **مرح** الدیباچ تک کر کے ان دونوں کو مار ڈالا اور ہر قل بادشاہ کی مٹی کو بکریا
باہان یہ شکر پیر ہوا اور کہا کہ اب مجھے ضرور ہوا کہ کچھ مکر و حیلہ کر کے اسن مر دو کہ یہاں تک ملو اون اور یہ
پانچ قیدیوں کے ساتھ اسکو بھی قتل کر دوں۔ پس دوسرے روز ایک ضروری کو کہ حکام نام حیر جہ
تھا اور برا دانا اور زبان عرب میں فصیح تھا ایسا بھی بنا کے روانہ کیا اور اسکو بری ناکہد کی کہ تو جا کے
سروار عرب سے بول کہ ایک ایسی کو یہاں تک روانہ کرے ماحصرت مصالح کی چھبرے۔ اور تو ایسی کچھ
مذہب کہ خالد بن ولید ہی ایسا بھی بن کے آوے۔ جرحہ نے ابو عبیدہ کے حضور میں حاضر ہو کے یہ پیام
پہنچایا اسکی طلب کے آگے جناب خالد نے کہنے لگے کہ میں ایسی بن کے جاتا ہوں ابو عبیدہ نے فرمایا اچھا
جاؤ اللہ تعالیٰ تمکو سلامت رکھے شاید کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وساطت سے انکو اسلام کی توفیق دے
یا مصالح کی صورت بن آوے خالد تنہا ارادہ کیا لاکن جناب ابو عبیدہ نے مناسب نہانا اور فرمایا کہ اپنے
ساتھ ایک سو سو ار کو لیاؤ۔ تب خالد نے مجاہدہ ہما جز العنار سے ایک سو دلا ورون کو چن لیا ہر ایک
فروا میں ایسا تھا کہ ایک لشکر کے مقابل ہو سکتا تھا۔ جب یہ جماعت سواریوں کے نکلی ابو عبیدہ انکے
حق میں دعا کرتے تھے اور انکے انگلیوں سے اشک جاری تھے **نصر بن سہل** نے کہتا ہی کہ میں نے
کہا اہی سردار کس لئے روئے ہو فرمایا کہ اللہ یہ لوگ مدد دینے والے اس دین معین کے ہیں اگر انکو کچھ
مصیبت پہنچے اللہ کے نزدیک ابو عبیدہ کی سرداری کا کیا عذر باقی رہیگا۔ جناب خالد نے اپنے غلام
ہام کو حکم کیا کہ ایسا قبضہ سرخ کہ جسکا ذکر آگے گذرا ہی لجا کر باہان کے خیمے کے نزدیک کھڑا کرین۔ پس وہ
تکبیر کہتی ہوئی روانہ ہوئی جب خیمہ باہان کے نزدیک جا پہنچے اپنے گھوڑوں سے اترے اور اسکے چہان
اور بطارقہ نے جو تلوار کھینچی ہوئے کھڑے تھے انکا کچھ پروا نہ کیا بلکہ انکی صفیں چرتے ہوئے اور تکبیر
کہتے ہوئے اسکے خیمے میں چل دے یہاں تک کہ انکے دیباہی مسندوں اور تکیوں تک جا پہنچے باہان

اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا حکم کیا کہ صبر کے واسطے کہ بیان بچاؤں میں لاکھ ان بزرگواروں نے رکر سیون پر بیٹھے۔ انکی مسندوں پر بلکہ انکی مسندیں انھادیں اور زمین پر بیٹھے بائیں جانب اسکا سبب درج ہوا تو جناب خالد نے فرمایا کہ تمہارے حکمران سے اللہ تعالیٰ کا کچھ بڑا کام آیا کہ تیری منہا حلقنا کہ وہینما فعیل کم ومنہا خیر حکم تارۃ لخرے لیے اسی سے پیدا کیا ہے تیرا اسی میں میرے گئے ہم نے تیرا اسی سے باہر لایا ہے بنے تیرا دوبارہ پھر خالد نے تیرا وقت خوشی لی اور سب صحابہ نہایت بے پروائی سے کمال وقار سے بیٹھے ہوئے تھے اور دشمنوں کی ذریعہ ہزیمت کی طرف گویا چشم سے بھی نہیں دیکھتے تھے۔ بائیں نے انکی یہ حالت دیکھ کر حیران ہو گیا اور جناب خالد سے کہنے لگا کہ میں کلام میں اقدام کرنا کر وہ باتا ہوں۔ خالد نے فرمایا کہ تیرا جو جانتا ہی سو بول میں جواب با صواب دے گا تب بائیں نے کلام آغاز کیا۔ اور کہا تعریف ہی اس اللہ کی جس نے کہا ہمارے پیغمبر کو بزرگترین انبیا کا اور کیا ہمارے بادشاہ کو بزرگترین بادشاہوں کا۔ اور ہماری امت کو بہترین امت۔ جب بائیں نے اسقدر کہا خالد نے اسکے کلام کو کات قالا۔ اور آپ محمد الہی آغاز کی کہ سب تعریف ثابت ہی اس اللہ کو جس نے ہمارے ایمان کی توفیق دی سو ہم ایمان لائے اپنے جی پر اور تمہارے نبی پر اور سب اختیار اور گردا ہمارے ہمارے سردار کو کہ جسکے سردار کیا ہی جتنے اپنے کار و بار ہمارے ایک فرد کے مانند۔ اگر ہمارے سردار محض آبد و سرداری کی کرین ہم انکو دیر کی حکومت سے متبرک کر کے میں اور ہم اسکو بزرگ نہیں مانتے مگر اس حال میں کہ وہ ہمارے سے دین میں زیادہ ہو۔ اور زیادہ اللہ سے قوت ماہور اور شرف اللہ تعالیٰ ہماری گردہ کو اور بالعرف اور نبی عن اللہ کے پاس کیا ہی۔ اور ہم آپسے گناہوں کا اتوار کرتے ہیں اور اس سے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور ہم اس اللہ واحد کی عبادت کرتے ہیں کہ جسکا کوئی شریک نہیں بائیں جب یہ باتیں سنی اسکا تنگ زہد ہو گیا اور دیر تک خاموش رہا۔ پھر دو تین کلام نہایت طول ہوا۔ اور وہ ان نے خالد کی فصاحت و بلاغت اور عقل و فراست اور شجاعت و صلابت پر نظر کر کے متحیر اور نقش دہرا ہو گیا۔ آخر خالد نے اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اور فرمایا کہ تو کہہ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ وان محمد عبد و رسولہ یا جزیرہ دو والا تمہارے ہمارے دربار

تواری۔ بائیں نے کہا ایا کل طیبہ تر ہے کہ تیرا کوئی چیز بھی جو پر لازم ہوگی۔ جناب خالد نے فرمایا اسکے بعد پنج وقت کی نماز تر ہے اور زکوٰۃ دیوے اور رمضان کے روزے رکھے اور حج بیت اللہ ادا کرے اور کافروں کے ساتھ چلا کرے اور احکام شریعت کا حکم کرے اور منہیات شریعہ سے منع ہووے اور اللہ کے کام میں تیریں دوستی کرے اور خدا کے دوستوں کے ساتھ دشمنی سے

پیش آوے یہی باتیں لازم ہیں مجھ کو اور تیری قوم کو۔ اگر تم اس سے انکار کرین تمہارے ہمارے درمیان جنگ متحقق
 ہی اللہ تعالیٰ جس کو چاہیگا اپنی زمین کا مالک اور وارث تمہارا ہیگا۔ باہان لے کہنے لگا کہ جو کو منظور ہو کر وہ
 ہم نے اپنے دین سے نہ بدلینگے اور جزیہ بھی نہیں دیں گے۔ اور تم نے جو کہا کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیگا اپنی زمین
 کا مالک کرے گی یہ تو سچ ہی اب تم جنگ پر آمادہ ہو جاؤ۔ خالد نے کہا واللہ کہ ہم تمہارے سے زیادہ
 جنگ کے خواہش مند ہیں۔ اور گویا میں تمہارے لشکر کو ایسا دیکھتا ہوں کہ شکست کھایا ہی اور
 غلبہ ہو ہی اور تو خوار و ذلیل ہوا ہی اور تیری گردن میں رستی ہی اور تجھے حضور میں امیر المؤمنین
 عمر رضی اللہ عنہ کے لئے آئے ہیں اور انکے حکم سے تیری گردن مارے ہیں۔ باہان لے لے باتیں سنتے ہی
 سخت غضبناک ہوا اور اسکے حجاب اور بطارقہ جو کمرے تھے خالد کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن
 باہان کے حکم کا انتظار کرتے تھے۔ باہان نے کہا اے خالد میرے دل میں اتنا تمہارے نسبت
 مہربانی تھی اب جاتی رہی قسم ہی حق مسیح کی کہ اب تمہارے دے پانچو قیدیوں کو بلو کے مار ڈالو گے
 خالد نے فرمایا قسم ہی اللہ واحد کی اگر تو انکو مار بیگا میں بھی تجھ کو مار ڈالو گے۔ اور میرے ساتھیوں سے
 ہر ایک جو اہم و تمہارے ایک ایک شخص کو قتل کر دیگا۔ یہ کہہ کے جناب خالد نے جلد اٹھے اور پیام سے تلوار
 کھینچی اور انکے ساتھی لوگ بھی تلواریں کھینچ لیں اور کہا لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له وان
 محمد رسول اللہ یہ حال دیکھ کے باہان بہت گھبرایا اور کہا اے خالد جلدی مکر دم ایچی ہوا ایچی کو مار بیگا
 دستور بہن میں نے یہ بات آزمائش کے لئے کہی اب ان قیدیوں کو اپنے ساتھ لے کے جاؤ اور
 جنگ کا ہتھیہ کرو اللہ تعالیٰ جس کو چاہیگا غلبہ دیگا۔ جناب خالد نے جب یہ کلام سنا اپنی تلوار
 پیام کی اور خوش ہوئے۔ ایک روایت میں آیا ہی کہ خالد کا وہ خیمہ سرخ کہ جس کا ذکر اوپر گذرا باہان
 نے اس مقام میں چاہا۔ یعنی جناب خالد نے جب وہاں سے بچنے کا ارادہ کیا تب باہان کہنے لگا کہ
 تمہارے سے ایک چیز کا سوال کرتا ہوں خالد نے فرمایا وہ کیا ہی باہان کہا کہ تمہارا وہ قہر سرخ مجھ کو عجب
 میں ڈالا ہی وہ مجھ کو دیکھے اور چارے چیزوں سے جو تھوکنہ ہو لیجئے خالد نے فرمایا کہ تو مجھ کو خوش کیا
 میں نے بھی اپنی خوشی سے وہ قہر مجھ کو دیا ہی اور اسکا عوض لینا مجھے ضرور بہن۔ باہان بہت خوش
 ہوا اور کہا تم اللہ والے لوگ ہو۔ پس خالد ان پانچوں قیدیوں کو ہمراہ لے ہوئے سوار ہوئے۔ اور باہان
 کے حکم سے اسکے حجاب اور بطارقہ سرحد لشکر تک انہیں لاپہنچایا۔ جب لشکر اسلام میں آئے قیدیوں کی
 رہائی پر سب مسلمان بہت خوش ہوئے اور شکر الہی بجالائے۔ اور حضرت ابو عبیدہ نے سب ماجرا اسکے فرما
 کہ باہان مرد و الشمنہ یعنی لاکن اسکی عقل پر شیطان غالب آیا ہی نعوذ باللہ منہا۔ جب دوسرا

روئے کیا حضرت ابو سعیدؓ نے سب غازیوں کو مجراہ لیکے نماز صبح اول وقت آراکی اور میدان میں ایک کھوکھلی
 کی صفیں آراستہ کر کے حکم کیا جناب خالدؓ نے آفتاب بلند ہوئے ایکے معین آراستہ کر دیں۔ اور پانچوں
 ایسا لنگر لیکے بٹھا اور مسلمانوں کے مقابل ہوئے اپنے لشکر کی صفیں بنائیں تو تیس صف ہوئیں۔ تمام لشکر
 اسلام اسکے لشکر کی ایک صف کے برابر معلوم ہوا تھا۔ پس لشکر کفار میں ایک بطریق جو ترجمہ اور قوی
 تھا بٹھا اور قرانی طلبہ کی دفعہ لشکر اسلام سے ایک سو ارب میدان پر آنا جناب خالدؓ نے اپنے تمام اسلام
 حکم کیا کہ یہ سو ارب کون ہی دفعہ وقت کر کے آجام نے جا کر جو حکم کرے وہاں سے کیا کہ میں رو ماس
 پھر سے کاجیکہ ہوں ہام نے ملت کے اگر خرویدی خالدؓ نے اسکے حق میں دعا کی اللہ ہم باریک نشہ
 و خیر و فی نشتہ پس جب یہ رو ماس اس بطریق کے پیوہو ہوئے آئے یہ رو ماس کو بیان کے جو حکم
 کو تم نے کیلئے ایسا جو بن جھوٹو دیکے وہیں اسلام کی طرف میں کیا یہ رو ماس کہنے لگے کہ وہیں اسلام ہی ہے
 حق ہی جسے اسکا تابع ہوا راہ باست پانی اوچھے اسکی مخالفت کی وہ گراہ ہوا۔ پھر وہ بطریق اور
 یہ رو ماس ہر دو ایک گھڑی تک ایک دو پہر سے رات پچھلے گئے کہ ہر دو لشکر کے لوگ ایک دیکھ کے تعجب سے
 آخر بطریق کافر نے ہوا میں کوڑھی کیا یہ رو ماس لشکر اسلام کی طرف ٹوٹ آئے اسکے منہ سے خیرین جاری
 تھا سبحان ان لے اسکے حق میں دعا کی اللہ تم کو ہی پناہ دے۔ پھر مسلمانوں سے کسی شخص اس بطریق کے
 جبکہ پچھلے جا رہے ہوئے لوگ اسکے ترجمہ اور قوی ہوئے سے جناب خالدؓ نے انکو منع کیا اتنے
 قیس بن امیہؓ نے قصد کیا خالدؓ نے انکو رخصت دی اور فرمایا کہ تم ایسے ایسا مقابلہ کرو گے اللہ تعالیٰ
 تمہاری اہانت کرے گا۔ پس قیسؓ نے گھوڑا لہا کے میدان میں آئے اس بطریق پر تڑاڑ چلائی اسے
 قبائل پر اور لہا سوار کی قتال کت گئی اور تڑاڑ اسکے خود میں اس گئی قیسؓ نے جرحہ کر کے اسکی بخود
 سے نہ نکلی جب وہ جگہ پہنچا رہے تھے اس موقع ان پر ایک بار کت اس سے دو پہر کے کھڑے ہوئے
 غصے کے گوشہ چشم سے اسکی طرف دیکھ رہے تھے اجماعی کر کے خیر نکالی خالدؓ نے یہ حال دیکھ کے فرمایا کہ ان
 ہی کہ یہ تڑاڑ میں کو لیا کر دے عین الکرم جن بن ابی بکر صدیقؓ نے کہا میں جانا ہوں اس تڑاڑ کے
 جلد سے کافروں نے بھی کہ شاہ قیس کی مدد کیلئے آئے ہیں تب انکے لشکر سے دو شخص غلے عباسؓ
 نے وہ تڑاڑ قیس کو پہنچا کے کہا کہ تم مشقت نہ تھائے ہو خود وقت پھر وہیں ان ہر دو کا مقابلہ کرنا ہوں
 پھر ایک حملہ میں ایک کوفل کیا دوسرے حملہ میں دوسرے کوفل کیا اسکے بعد قیس بھی اس بطریق پر حملہ کر کے
 مارے اور وہیں نے جب یہ حال دیکھا پھر اس کے ایک دوسرے سے کہنے لگا نہیں میں یہ گرا
 بکر شیطاں۔ ایسے میں ایک بطریق نے پانچوں کے پاس جا کر کہنے لگا اے بادشاہ مسلمانوں کو یہ غلبہ

مرگاکو نکہ میں سے شنب کو خواب میں دیکھا ہی کہ سواروں کی ایک فوج سبز اور اہلن گھوڑوں پر چڑھے ہوئے آسمان سے زمین پر اتری ہو اور ان عرب کو گھیر لیا اور ہم انکے سامنے کھڑے تھے ہمارے سے جو بھٹکتا تھا اسکو دسے قتل کرتے تھے اکثر لوگ ہمارے مارے گئے۔ پس باہان کہنے لگا کہ تم لوگ گنا کرتے ہو اور مسلمان عبادت کرتے ہیں اسواسطے انکو ہی غلبہ ہوتا ہی البابل کے اسکو دفع کیا۔ غرض قیس اور عبدالرحمن جب مینون بطریق کو مار ڈالا انکے گھوڑے اور اسباب لئے ہوئے اپنے لشکر میں آئے قیس تو اپنے مقام پر پتھرے اور عبدالرحمن پھر برسر میدان آکے لشکر روم کے مہمند پر ایک حملہ کر کے دو سوار کو مار ڈالا پھر قلب لشکر اور اسکے میسرہ پر حملہ کر کے اور دو سوار کو قتل کیا جناب خالد نے انکی مشقت اور بہادری دیکھ کر انکے حق میں دعا کی اور انکو قوم دیکے معرکے سے پھیرا۔ پھر دوسرے جو افراد بھی ایسا ہی ایک ایک بھل کے جنگ کیا۔ ایسا ہی غروب آفتاب تک جنگ جاری رہا جب رات آئی ہر دو فریق اپنی اپنی جگہ پر پھرے۔ مسلمانوں کی بی بیان اپنے شوہروں کے آگے اگر انکے چہروں سے گرد و غبار پونچھی اور کہتی تھیں کہ کثارت ہو تم کو بہشت کی ای دوست اللہ کے پھر سب مسلمان ذکر و عبادت میں رات گزرائی۔ اس روز مسلمانوں سے دس آدمی شہید ہوئے تھے۔ حضور موت کے دو شخص ایک کا نام مازن دوسرے کا نام قادم تھا۔ اور قوم غسان سے تین شخص ایک رافع دوسرے مخلی میسرے جازم اور انصار سے ایک شخص جکا نام عبدالرحمن بن الاخزم اور قوم بھیلہ سے تین شخص۔ اور قیس بن مہیرہ کے ایک بھتیجے۔ کہتے ہیں کہ قیس نے اپنے بھتیجے نظر نہ آنے سے سمجھا کہ وہ شہید ہوئے پس انکی نعش دہونڈہ بننے کے لئے شعلیں ملگھا کے اور اپنی قوم سے چھ شخص کو ہمراہ لئے ہوئے نکلے اور معرکے میں اگر بہت دہونڈہ مالتو انکی نعش کا تیانہ لگا ایسے میں دیکھتے کیا ہیں کہ رومیوں کے لشکر سے بھی ایک جماعت روشنی کئی ہوئی مخلی ہی انکا ایک بڑا بطریق جو مارا گیا تھا انکو بھی اسکی نعش کی تلاش تھی سو انکو دیکھتے ہی قیس نے اپنے لوگوں کو فرمایا کہ تم شعلیں بجھا دو واللہ میں اپنے بھتیجے کا بدلہ لوں گا۔ کفار باہتیار ایک سو آدمی تھے اور قیس کے ساتھی سات شخص جب رومیوں نے اپنے بطریق کی نعش دہونڈہ کر نکالی اور اپنے کہندوں پر لیکے اپنے لشکر کی طرف چلے۔ قیس نے بلند آواز سے اٹھو کارا رومیوں نے مارے گھر بہت کے اس نعش کو زمین پر ڈال دیا پھر مسلمانوں نے انکا بھیا کر کے مارنا شروع کیا قیس جب کسیکو قتل کرتے اسوقت کہتے تھے کہ یہ میرے بھتیجے کی طرف سے ہی بیان تک کہ سولا کافر کو مار ڈالا اور انکے ساتھی لوگ بھی میتوں کو قتل کیا۔ اور باقی بھاگ نکلے۔ قیس انکے قتل سے فارغ ہو کے بلیت گئے پھر اپنے بھتیجے کی نعش کی تلاش کرنے لگے۔ ایسے میں ایک آواز نالہ آئی دیکھتے

کیا تین کروہ قیس کے بھتیجے ہیں۔ قیس انکو دیکھ کے رو دئے اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے انہوں نے کہا
 کہ اسی چچا میں نے ایک کافر کو بھیجا کہ تمہارا گھر دس قوسے ایک شخص میرے سینے پر بٹا بیڑا۔ اگر کسی
 نوک میری پشت سے نکل گئی تو میں اس کے سبب سے ایک عجب معاملہ دیکھ رہا ہوں کہ بہشتی خواصرت
 جو تین برسے اطراف بیٹھی ہیں اور میری روح نکلنے کی انتظار میں ہیں۔ قیس بہت روئے گئے میرے
 بھتیجے نے کہا کہ مجھ کو یہاں سے اٹھا کے مسلمانوں میں لے جاؤ تب قیس نے انکو اپنی پشت پر لٹکے اپنے۔
 جناب ابو عبیدہ نے انکے سر سے انکے سلاح کیا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے انہوں نے جواب دیا کہ تمہارا
 حال اچھا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے طرف سے ہائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزا ہے ایک خطا قرار
 وہ اپنے قول میں سچے تھے اور راست اور سادہ فرمایا یہی باتیں کرنی تھیں کہ انکی روح پاک انکے حق سے
 پہنچانے کی پس ان پر غارتز جہ کے دفن کیا۔ منقول ہے کہ ان اس شب آرزو کی کے سبب سے کیا
 نہ کھایا اور بخواب رہا مگر رادو ہونے کہا ہے کہ سات دن تک قرالی کا قصہ نہ کیا اسکا مطلب یہ تھا
 کہ مسلمانوں کو غفلت میں ڈال کے بیک ان پر جاگے پس انھوں نے شب اپنے لشکر پر حکم کیا کہ جنگ کا
 سازد سامان چھپا کر لیں اور صلی اللہ علیہ وسلم جب مسلمان بے ہتھیار اپنے کاروبار میں رہیں وہ ان پر
 مادیوں اسکا پس ستر سے روایت ہے کہ مکر باہان کے قصہ سے خبر نہیں تھی جب رات گذشت
 حضرت ابو عبیدہ نے مسلمانوں کو ساتھ لیکے نماز میں قائم ہوئے پہلی رکعت میں سورہ والفجر پڑھی جب
 اس آیت پر پہنچے اُن رکت لیا اللہ صا د تائف غیب سے یہہ آواز آئی طغر تم بالقوم وما
 بغنی کید تم شیئا وما انخرے اللہ ہذہ الا یہ علی اسیان امیرکم الا بشارة لکم
 پھر دوسری رکعت میں سورہ الشمس تلاوت کی جب اس آیت پر پہنچے قد مذم علیکم وحبکم
 یدلہم فسویہا ولا یخاف عقبہا پھر تائف غیب نے کہا تم المقاتل وفتح الزجر ہذہ
 علامہ القیہ ابو عبیدہ جب نماز سے فارغ ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ تم نے سا کہ تائف غیب نے
 کیا مذاکی کہے ہاں ابو عبیدہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بکو نصرت دیگا۔ اور میں نے ایک خواب دیکھا ہے وہ
 بھی ہماری نصرت پر دلالت کرتا ہے وہ خواب یہ ہے کہ میں دشمنوں کے روبرو کھڑا ہوں دفتر مجھ کو ایسے
 لوگوں نے آگے گھیر لیا کہ انکے کپڑے سفید تھے اور انکے ہاتھ میں لے کھینچ دیا اور انکے نور کی جگہ
 بیانی کو ڈانپ لیتی تھی اور انکے سروں پر سبز عمامہ ہاں ان میں زرد لٹاں تھے اور ہرے گوزر دن
 سوار تھے۔ جب انہوں نے میرے اطراف صف باندھی جگہ کہا کہ تم اپنے دشمنوں پر آگے بڑھو تم ناب
 اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ پھر انہوں نے تمہارے سے چند لوگوں کو بلا اور انکے ہاتھ میں شمشیر

ایک کے چریا لے تھے انکو پانی - گویا میں نے اپنے لشکر کو دیکھا کہ وہ روم میں داخل ہو گیا - اور رومیوں نے ہر کو دیکھ کے جھاگ نکلے - سب مسلمان یہ خواب سنے بہت خوش ہوئے - اور قوم خولان سے ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ میں بھی ایک خواب دیکھا ہے کہ ہم دشمنوں سے رتے ہیں ایسے میں آسمان سے سفید پرندے اترے انکے پر سبز اور انکی جھلجھل کر کہ کیسی تھے وہ اپنی چپکل سے دشمنوں کو زور تھے انے ایک شخص نے تیزی کی تو ایسا چپکل مارا کہ اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا - مجاہدوں نے یہہ سنکے بہت ہی خوشی کی کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے باری تائید کر گیا جیسا غزوہ بدر میں کی تھی صحیحہ بن رفاعہ نے خبر دی ہی کہ ہم کسی قبل وصال میں تھے کہ ناگاہ لشکر روم کی آواز آنے لگی دیکھتے کیا ہیں کہ دشمن کا لشکر ہمارے طرف چل دیا ہے - ایسے میں سعید بن زید بن عمرو بن طفیل العدوی جو اس وقت میں لشکر اسلام کے نگہبان تھے دور سے آئے اور کہا کہ باہان نے دیر تک لڑائی سے باز رہ کے ہمارے سے قریب کیا ہے اب اپنا لشکر لیکے نکلا ہے - ابو عبیدہ نے حکم کیا ہے کہ اسی غازیو تم بھی آمادہ ہو جاؤ - پس سب مسلمان جلد تیار ہوئے اور گھوڑوں پر سوار ہوئے - جناب خالد بھی پانسو سوار کو ہمراہ لیکے نکلے دیکھتے کیا ہیں کہ رومیوں سے میں ہزار آدمی جو برے سپاہی تھے دس دس دس دس ایک نہ بچیر سے اپنے پر باندھ لے میں تا کوئی بھی لگے نہ پاوے اور خندق میں کھدوا کے انہیں آگ میں اور مسیح بن مریم اور صلیب اعظم اور مسجون اور راہبوں اور چاروں کنیسوں کی قسم کھائی تھی کہ سر کے سے نہ بھاگیں - اور باہان نے اپنے لشکر کے برے شجاع اور دشمنوں سے ایک لاکھ آدمی کو ثابت قدمی کے لئے لشکر کے آگے رکھا تھا ورقہ بن حبیل التنوخی جو اس روز ابو عبیدہ کے نشان بردار تھے کہتے ہیں کہ لشکر اسلام سے پہلے جو نکلا ایک شخص کم سن قوم ازوسے تھا - اسے ابو عبیدہ کی خدمت میں آن کے کہنے لگا کہ ای سردار میں میدان پر جاتا ہوں اور چہتا ہوں کہ جہاں میں کوشش بجالاؤں اور راہ خدا میں اپنی جان نثار کروں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جناب فیض آب میں اپنا کوئی پیام ہو تو آگاہ کیجئے - جناب ابو عبیدہ یہہ سنکے روئے لگے اور کہا اقرار اچھا ہے السلام و آخرہ انا وجدنا ما وعدنا ربنا حقا یعنی حضرت کے جناب عالی میں میر طرف سے سلام پہنچا دیجئے اور عرض کیجئے کہ مقرر پائی ہم نے وہ چیز جو وعدہ کیا تھا ہم سے ہمارے پروردگار نے حق اور راست - پس وہ مرد ازودی نے اپنا گھوڑا کد کے میدان میں آبا اور انکے مقابل ایک رومی تری قد و قامت والا نکلا - ازودی نے اسکو ترے سے مار کے زمین پر گرادیا - اور اسکا گھوڑا اور اسباب لیکے اپنی قوم کے ایک مرد کے سپرد کیا - پھر میدان پر آیا دوسرا رومی اسکے مقابلے کو نکلا وہ ازودی نے

ایسی کو بھی تار و تار لٹائی چار کا فرق قتل کیا۔ پھر باہر نکلے اور ایسی اندوخی کو تہید کیا کہ نہ لڑے
 علیہ۔ انڈی کو قوم والوں نے جب دیکھا کہ ایسا ہیسا ہیسا لڑا گیا ہے جن اپنے اور لشکرِ یرموک کے نزدیک
 ہوسے اور انکا لشکر بھی لشکرِ اسلام کے میمنہ کے قریب ہو گیا جب ابو عبیدہ نے دیکھا کہ دشمنانِ خدا بہت
 ہی نزدیک آچکے اور چلے پڑا دھڑکے جن آؤند بلند سے فرمایا ایسا لڑو میرا کردار اور نابتِ قدم رہو
 اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اور گوشتہ چشم سے آسمان کی طرف دیکھ کر دعا کر رہے تھے کہ ایسے جن
 رو میوں نے لشکرِ اسلام کے میمنہ پر حملہ کیا میمنہ پر قومِ انڈو اور فوج اور حضورِ مہم اور حمیر
 اور خولان تھے ان مسلمانوں نے نابتِ قدم رہے اور اچھی لڑائی کی کافروں کے لشکر کو شہید
 تھے ہر حکم ایک لشکر پر مقرر تھا۔ جب انکا ایک لشکر نکلا گیا پھر دوسرا لشکر نکلا اہل اسلام نے اس
 واقعہ کو دیا۔ پھر تیسرا لشکر نکلا اہل اسلام سے میمنہ کی ایک جماعت نے قومِ یرموک میں تیراں
 آیا سوچیے جی اور دوسری گروہ نابتِ قدم رہے سخت لڑائی کی قومِ یرموک کے سردار جاہلیت اور اسلام
 میں ٹھہروں مغذ کر رہے تھے ابھی تک ایک سو دس برس کی تھی سو پتی قوم کو بھارا اور جنگ پر غلبہ
 دی۔ تب قومِ یرموک اور حمیر اور حضورِ مہم اور خولان نے سب بالاتفاق ہو کر ایسا حکم کیا کہ اپنی جگہ پر آگئے
 اور رو میوں کو تہا دیا۔ میرا ابو ہریرہ جو قومِ دوس کے سردار اور نشان ہر دار تھے اپنی نشان کو
 جنبش دیکھ اپنی قوم کو لے ہوئے چلے گئے تب رو میوں کا دوسرا لشکر مدہرایا اور مسلمانوں پر سخت
 حملہ کیا سو مسلمانوں کے گھوڑے منہ پھرنے لگے اور اپنے مقام سے ہٹ گئے۔ لشکرِ اسلام کی عورتیں
 جب انکی شکست دیکھیں انکو ہزیمت کمانے سے سخت غیبت دلانے لگیں۔ حاتمِ خولان کی بیٹی سخیہ
 نے بیان کیا ہے کہ میں سہیلی یوں کے ساتھ مقامِ یرموک میں ایک قلعہ پر تھی۔ جب لشکرِ عرب کے
 میمنہ والوں نے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا۔ تب تمھارے بیٹی عقیقہ نے کہنی لگیں کہ اوی عورت عربیہ تم
 اپنے بچوں کو گردن میں لٹھاؤ۔ اور اپنے مردوں کے آگے جا کر انکو لڑائی کی ترغیب دو۔ جب میری
 عورتیں بہت سی آگے ترپیں سرکے جن مردوں کے گھوڑے منہ پھیرے تھے وہ عورت ان
 گھوڑوں کے منہ پر پتھر مارنے اور بھار کے کہتے تھیں کہ اللہ تعالیٰ ویسے مرد کا منہ پڑا کرے جو اتنی
 عورت کو دشمن کے حوالے کر کے بھاگے۔ اور اپنے شوہروں کے طرف خطاب کر کے کہتی تھیں کہ تم
 اگر ہکو ترسائو تو تمہارے شوہر نہیں بچیں گے۔ حاتمِ بن سہیل بن سعید الطائی
 نے بیان کیا ہے کہ انڈی کی بیٹی خولہ اور مالک بن حاتم کی بیٹی کعبہ اور ناشم کی بیٹی سلمیٰ
 اور ثعلبہ کی بیٹی خولہ انصار یہ اور قاص کی بیٹی لغم اور عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہند اور ابو ہریرہ

کی بیٹی لبنی سب عورات کے آگے تھیں اور دف بجا کر اشعار نصیحت امیر تہمتی تھیں انکی ترغیب دلانے سے پھرے ہوئے لوگ پھر معرکے میں آگے جنگ کرنے لگے ہند ابن عتبہ نے ایک گروہ کو منہزم دیکھا اور کہا کہ تم اللہ تعالیٰ سے اور اسکی بہشت سے کہناں بھاگتے ہو وہ تمہارے سامنے ہی اور ٹکو دیکھ رہا ہی۔ اور ہند نے اپنے شوہر ابوسفیان کو پھرے ہوئے دیکھ کے خیمے کی چوب سے اٹکے گھوڑے کے منہ پر مارا اور بولی کہان جاؤ گے تم اسی بیٹے صخر کے تم زانی کی طرف پھر دو اور اپنی جان کو راہ خدا میں خرچ کرو تا زمانہ جاہلیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمہارا جو معاملہ گذرا ہی اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے تم کو پاک کر دے۔ جب ابوسفیان نے یہ کلام سنا معرکے کی طرف پھر دو اور انکے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی لڑائی پر دلیر ہوئی راوی کہتا ہی کہ میں نے دیکھا کہ عورات بھی ابوسفیان کے ہمراہ ہو کر جنگ کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ عورتیں مردوں پر سبقت کرتی تھیں اور ایک عورت نے ایک سوار سے مقابلہ کیا تھا دیر تک اس سے جدا ہوئی یہاں تک کہ اسکو گھوڑے سے اونڈنا کر کے مار ڈالا اور بولی کہ یہ مدد اللہ کی ہی۔ اور از رو کی قوم والوں نے ابو ہریرہ کے ہمراہ ہو کر سخت حملے کئے اور اکثر انہیں سے شہید ہوئے صعیب بن عمرو بن نفیل نے بیان کیا ہی کہ لشکر اسلام کے میمنہ میں سخت لڑائی ہوئی تھی کبھی ہٹو غلبہ تھا اور کبھی کفار کو۔ لیسے میں جناب خالد کی نظر جب میمنہ پر پڑی اپنے ہمراہی غازیوں کو بکارا اور انکو لئے ہوئے جلد اپنے اور تکبیر کہتے ہوئے جھے ہزار کفار کے ساتھ مقابلہ کیا اور دشمنوں کو میمنہ سے ہٹا دیکے انکے قلب لشکر تک پہنچے پھر ایسا مار لگے کہ لشکر روم اپنی جگہ سے ہٹ گیا آخر رومیوں نے تاب نہ لا کے بھاگنے لگے مسلمان اسکا پیچھا کر کے قتل کرنے لگے یہاں تک کہ دریاں آجوانا ایک ہر دار تھا اور جس مقام میں وہ کھرا تھا وہاں تک پہنچ گئے۔ کہتے ہیں کہ دریاں اس روز اپنی قوم کی شکست دیکھ نہ سکے کہ ریشمی کپڑے اپنے منہ پر لپیٹ لیا تھا ہزار جب اسکے نزدیک آئے اپنے نیزے سے اسکو گرا کر مار ڈالا **واقعی** حج سے منقول ہی کہ اس دن قحطی نے ایسی سخت لڑائی کی کہ اسکے ماتھے میں تین نیزے اور دو ٹکڑے زین توت گئیں جب لشکر روم اپنی جگہ سے ہٹ گیا با مان نے مضطرب ہوا اور اپنے لوگوں کو جنگ کی ترغیب دی تب اسکے لشکر سے ایک بطریق نکلا وہ برا قوی پہیل اور سخت تھا۔ تب قوم از د سے ایک مسلمان میدان برا کے اسکا مقابلہ کیا تھوڑا وقت جنگ کر کے شہید ہوا۔ پھر اس بطریق نے دوسرے کو بلایا تب معاویہ ابن جیل نے نکلتا چا مار ابو عبیدہ نے انکو منع کیا۔ معاویہ کہنے لگے اے مسلمانو تمہارے سے کون ہی کہ یہ میری بہنیا لے اور یہ میرے گھوڑے پر سوار ہو کے اس دشمن خدا سے جنگ کرے۔

تب انکے فرزند عید الرحمن جو جوان تھے کہنے لگے میں جاتا ہوں پس اپنے والد کے گھوڑے پر
 سوار ہونا نہیں کی جیتا نہ ماتہ میں سٹے اذ کہنے لگے اسی میرے باپ اب میں اس دشمن خدا کی طرف
 جاتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا اس پر شکوہ وغیرہ دیکھا۔ اگر مجھ کو شہادت نصیب ہو یا کو یہ میرا آخر سلام ہی
 اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت بن ابی کحہ عرض ہی تو وصیت کیجئے۔ عواذ
 نے کہا ہی فرزند میرے طرف سے حضرت کی جناب میں سلام پہنچا اور عرض کر کہ اللہ تعالیٰ تمام امت کی طرف
 سے آپ کو جزا سے جو دے۔ پس عبدالرحمن بن عواذ شعلہ آتش کے مانند میدان میں آگے اس بطریق پر چلا گیا
 اور اس پر تر وار چلائی لاکھ تر وار چھل آئی اور کارگر پہنچی۔ پھر بطریق نے ان پر تر وار داری سوا ان کا
 کٹ جا کے سر زخمی ہو بطریق نے بھی کوفہ مارے گئے یہ بھیج کے اسے پھرا۔ عواذ نے جب یہ حال دیکھا
 جلد آگے انکے زخم کو پی باندھی باذن اللہ ان کا زخم اس وقت درست ہو گیا۔ پھر اس ملعون نے کمال
 حکمران سے تین چلے گئے لاکھ قوم آزدوئے انکے ملعون کو پھر دئے۔ ابو عبیدہ نے فرمایا ای مسلمانو کون
 ہی تم سے جو اس ملعون کا مقابلہ کرے۔ تب عمار بن الطفیل الدوسی جو اصحاب ارا بات تھے
 اور یامہ بن خالد بن ولید کے ساتھ مسیلہ کذاب کے جنگ میں حاضر تھے میدان پر آئے۔ کہتے ہیں
 کہ یامہ کے جنگ میں ایک شب انہوں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک عورت نے انکے لئے اپنی فرج کو
 کھول دیا عمار اس میں داخل ہوئے پھر انکے بیٹے بھی دیکھ کے آپ بھی اس میں داخل ہو چکے لئے دوڑے
 ایسے میں عامر مہیار ہوئے اور یہ خواب مسلمانوں سے بیان کیا کوئی اسکی تعبیر نہیں جانا۔ عمار نے
 آپ ہی یہ تعبیر کی کہ وہ عورت زمین ہی اسکی فرج میں جو میں نے داخل ہوا اس سے مراد یہ کہ میں
 جنگ میں مقتول ہو کر زمین میں مدفون ہو دوں گا اور میرے بیٹے کو زخم لگیگا اور قریب ہی کہ وہ چہرہ
 آدھ لگا۔ پس عامر جنگ یامہ میں تو سلامت رہے لاکھ اہل خواب کی تعبیر کا ظہور جنگ یرموک
 میں تھا۔ انقصہ جب عمار نے میدان پر آیا ایک حملہ آیا کیا کہ لشکر روم کے میمنہ کو میسرہ پر آلت دیا
 پھر اس بطریق کی طرف باگ پھری سو یکیل کے باند اس کے نزدیک ہو گیا اور اس پر نیزہ چلایا تو وہ نیزہ
 ٹوٹ گیا۔ اسی نیزے سے انہوں نے عرب کے مردوں سے لڑائی کی تھی۔ اور جنگ یامہ میں
 بھی انکے ماتہ میں تھا۔ غرض جب وہ نیزہ ٹوٹ گیا عمار نے اسکو اپنے ماتہ سے ڈال دیکے تر وار
 کیجئے لیا اور اس بطریق کے شانے پر ایسا ضرب کیا کہ تر وار اس کے اتریاں تک پہنچ گئی اس دشمن خدا
 نے اپنے گھوڑے سے اذ نہا ہو کر گر پڑا۔ عمار نے اسکا گھوڑا اور ہتیار لیکے اپنے بیٹے کے سپرد کر دیا
 پھر لشکر روم کی طرف گھوڑا اٹھایا اور پی دہلی تین چلے گئے ایک میمنہ پر دوسرا میسرہ پر تیسرا اظہ

لشکر پر۔ اور اپنے محلے میں عرب متصرف کو بلایا اور اسے ایک سوار کو مار ڈالا۔ تب جبیلہ نے انکے مقابلے کے لئے سکھا وہ ایک زبردستی طائی کام کیا ہوا پہنا تھا اور اسکے سر پر ایک ایسا خود تھا کہ شعاع آفتاب کے مانند چمکتا تھا اور اسکی سواری کا گھوڑا عادی کے گھوڑے کی نسل سے تھا۔ پس جناب عامر اور جبیلہ ہر دو ایک دوسرے پر حملے کئے لاکن عامر نے جو اسپر وار کیا وہ وار بیکار ہوا۔ اور جبیلہ کا وار کارگر ہوا سو انکے گیسو نشانے تک کٹ گیا عمار شہید ہوئے رضی اللہ عنہ۔ پھر عامر کے بیٹے جنذب نے میدان پر آیا اور پکار کر کہا کہ اے قاتل تو میرے باپ کا بدلہ لو لگا۔ جبیلہ نے کہا کہ میں تمہارا قاتل نہیں چہتا ہوں کیونکہ تم کم سن ہو تم بلیت جاؤ میرے مقابلے کے لئے اور کوئی آوے۔ جنذب نے کہا کہ میں کس طرح پھر جاؤں حالانکہ میں غم دیدہ ہوں واللہ میں نہیں پھر لوں گا اپنے باپ کا بدلہ لوں گا یا اے جا ملو لگا۔ پھر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے جنذب کی ایسی بہاوری ظاہر ہوئی کہ لوگوں کو تیری حیرت ماتھ دی۔ ابو عبیدہ بھی دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور کہے کہ ایسی ہی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی جان کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں پھر انکے حق میں دعا کی جاوے بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں یرموک میں حاضر تھا جنذب سے کسی جوان کو شریف تر نہ دیکھا لاکن جب موت آپہنچے نہ شدت نفع دینی ہی نہ ہتیاروں کی کثرت آخر صورت یہ ہوئی کہ جنذب نے جبیلہ پر تروار کا ایک ایسا ضرب کیا کہ اسکو سست کر دیا پھر جبیلہ نے وار کیا تو جنذب بھی شہید ہو گئے اور عامر کا خواب راست آیا۔ اور جبیلہ اپنی قوم کی طرف پلٹ گیا اور اپنی دلیری پر بہت نازاں تھا اور بامان اسکا شکریہ کھلا بھیجا۔ اور مسلمان ان باب بیٹے کے مارے جانے سے غمگین ہوئے دوس کی قوم والوں نے پکار کر کہنے لگے اَلْجَنَّةُ اَلْجَنَّةُ حَدُّوْا بِسَارِ سَيِّدِكُمْ عَامِرٌ وَبَوْلِدُہٗ مِنْ اَعْلَاءِ اللّٰہِ یعنی بہشت روبرو ہی بہشت روبرو ہی تم بدلہ لو اپنے سردار عامر اور انکے فرزند فاخر کا خدا کے دشمنوں سے یہہ سنتے ہی دوس کی قوم جنگ کے لئے آگے بڑھی اور قوم اُزد جو انکی ہم سوگند تھی وہ بھی انکے ہمراہ ہوئی پس یہہ ہر دو قوم ملکر قوم غسان اور لخم اور جذام پر حملے کئے یہاں تک کہ انکے صفوں کو بھارت کے انکی صلیب تک پہنچ گئی۔ قوم غسان سے ایک شخص جو صلیب اٹھایا تھا ایک مسلمان اسکو نرے سے مار کے اسکو گھوڑے سے گرادیا اور اسکی صلیب انودھی گر پڑی اور بہت سے کافر مارے گئے۔ اس دن بڑا سخت جنگ ہوا وہ تیسرا دن یرموک کا بڑا سخت تھا تین ہزار مسلمانوں پر شکست آئی تھی پھر اللہ نے انکو کفار پر فتح و نصرت دی یہاں تک جنگ ہوا کہ رات کی تاریکی انکی نہایت سے مشرکین تہ تیغ ہوئے اور تھوڑے مسلمان شہادت نوش کئے ابن حویرث کی صحیح روایت ہے

تائیت جہاں کی اس روز مسلمانوں کی جمعیت اکتالیس ہزار کی تھی۔ غرض جب سات اکی زرتین اپنی اپنی جگہ پر گئے۔ ابو عبیدہؓ سب مسلمانوں کو ساتھ لیکر دناؤن جمع کر کے ادا کیا۔ اسکے بعد جناب خالدؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مسلمانوں کے پرورشے میں تشریف لائے اوسا بنے ہاتھ سے اگلے زخموں کو کٹی باڑا اور انکو شکنیں دیتے اور ثواب آخرت کے امیدوار کرتے تھے صبح تک بھی یہی حال رہا جب صبح ہوئی اسی نے خوف کی ناز پر ہوائی۔ اور باٹان اپنے لشکر کی شکست دیکھ کر کے جو طول تھا۔ اپنے لوگوں کو بہت جھڑکی دی دسے سب معذرت کئے اور کچھ ہمارے میں جو بہت شمع ہیں انکے ہنہیں ترے ہیں کل ہم اچھی لڑائی آئی گئے۔ غرض وہ شب کا فزون پر درد و حسرت سے اور مسلمانوں پر شکر و فرحت سے گزری۔ جب اہل اسلام ناز صبح سے فارغ ہوئے دیکھتے کیا ہیں کہ وہ میدان نے اپنے لشکر کے صلیب پر کئے ہیں۔ پس ابو عبیدہؓ بھی اپنا لشکر لیکے میدان پر آیا بروک کے مقام پر وہ جو تھے روز کا جنگ تھا باٹان نے اپنا سخت ایک قیلے پر توڑا یا تھا تاہر دو لشکر کا حال معایدہ کرے۔ غرض جب ہر دو لشکر مقابل ہوئے ابو عبیدہؓ نے اپنے لشکر کے سوا امداد پیدل کے حصین آراستہ کر مینہ اور مسرہ اور غلب لشکر کے سردار اور نشان بردار شہرادیے اور بڑا فزون اور نیزہ باز فزون اور شہر ز فزون کے نگہبان جدا جدا مقرر کر کے آپ درمیان کمرے رہے اور جہاد کے فضیلتیں اور جنگ کے فوائد اور تدبیریں بیان کیں۔ پھر یوسفیان نے اپنے فرزند بزرگے نشان کے پاس آئے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو ملے ہوئے حکم کر بیگا ارادہ کیا تھا سوا اپنے فرزند کو جہاد میں ثابت قدم رہنے اور دین اسلام کی تذکرہ کرنے پر وصیت کی اور جہاد میں سبیل اللہ کی فضیلت اور ثواب آخرت یاد دلوائی۔ پس یہ ہیں ابو عبیدہؓ نے دشمنوں کے قلب لشکر پر حمل کیا اور اکی ٹکری بھی انکے ساتھ تھی ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ لوگوں نے ان غازیوں کی بہادری دیکھ کر تعجب کر لے لگے۔ ایسے میں لشکر دوم سے ایک بطریق نکلا جو تھوڑے اور شہید تھا اسکے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جنہیں سونکی صلیب تھی اور دس بڑا مدعی سوار کمرے کھڑے ہوئے تھے۔ دسے سب کے سب لشکر اسلام کے مینہ کی طرف باگیں پھیریں عمر و بن العاص جو مجتہد پر تھے ان پر شکست زدوی سوا اپنی جگہ سے پیچھے ہٹے یہاں تک کہ وہ میدان نے مسلمانوں کے اذیل لشکر میں داخل ہو گئے عمر و بن العاصؓ نے ٹکری پر حملہ کرنے کے اس قیلے تک ہمارے کہ سپر مسلمانوں کی حود میں جنہیں اور وہ میدان نے اس قیلے کو بھی گھیر لیا۔ تب ایک عورت الفار سے آواز کی کہ کہان ہیں میں کو درد دینے والے کہان تین اسلام کی حایت کر رہا ہے راوی کہنا ہی کہ اس وقت زیریں الوام کے آگے آتشوب کہیں تھیں سوا اکی بی بی اسما تب ابی بکر صدیقؓ انکے

علاج کر رہی تھیں سو اپنی بی بی سے بوجھا کہ یہ کیا معاملہ ہے جو عورت نے آواز دی۔ تب بی بی علیؓ عظیمہ
 بنت عمار نے کہا کہ اسی رسول خداؐ کے بھیجے کے فرزند لشکر اسلام کے میمنہ پر شکست زدہ بی بی بیان
 ملک کہ دشمنوں نے میمنہ والوں کو ہمارے تک ہٹا دیا اور ہم کو بھی گھیر لیا۔ یہ میرے کہا واللہ میں
 دین کے مددگاروں سے ہوں اس لیے اپنی انگلی سے کپڑے کو بچا لیا۔ اور اپنا چھوٹا نیزہ اٹھا لیا کہ کھڑے
 ہو سوار ہوا۔ اور تین تہاویں ہزار سوار پر ایسے چلے گئے اور بہادر بی کے ایسے کرشمے پہلائے کہ
 کسی انگلیں نہ دیکھیں ہوں اور حکم کر کے وقت بچا کے کہتے تھے کہ میں زبیر بن العوام ہوں میں
 رسول اللہؐ کی بھی کامیاب ہوں۔ یہاں تک نیزہ بازی کی کہ لشکر روم کو پھیر دیا ان کے گھوڑے ہلے
 پھرنے لگے لیکن بن جابر کہتا ہے کہ میں نے انگلیوں سے دیکھا ہے کہ زبیر اپنی ذات سے دس
 ہزار سوار کو پھیر دیا اور ان کے ساتھ کوئی شخص نہیں تھا میں عمر بن العاصؓ اور ان کے ہمراہی لوگ بھی
 ان پر چلے گئے یہاں تک کہ ان کا فروں کو شکست ہو گئی و اقدار کی کج سے بقول نبیؐ کہ حیر
 از منیٰ بنے میں ہزار کی جمعیت سے شمر جیل بن حشد کا تیسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 پر حملہ کیا شمر جیل کی ٹکری والوں کے قدم پھسل گئے شمر جیل مع چند شخص اپنی جگہ چھوڑے بہت
 تائب قدم نہ ہٹے۔ اور اللہ تعالیٰ نے شمر جیل کی قوم پر من کو ہر بہت ہوئی پھر جب شمر جیل ان کا چھار
 اپنی جگہ پر لوٹ آئے ان کی قوم کے سب لوگ اگر انکو گھیر لے۔ تب شمر جیل ان پر غصہ ہوا اور کہنے لگا
 کہ تمہیں کیا صدمہ پہنچا تھا جو تم نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اور ان نے خندہ غمی کا فروں سے شکست
 اٹھائی حالانکہ تم لوگ دین کے حامی اور فرمان بردار اور اہل قرآن اور مذکوران رحمان ہو۔ ایمان
 نہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مجید میں فرماتا ہے وَ مَنْ يُولِ الْهَيْمَةَ يُولِ الْهَيْمَةَ بِرَبِّهِ الْاَمْرِ
 لِقَبَالِ اَوْ مَجْتَرَا اِلٰی فَنَّةٍ فَقَدْ بَاوْ بِغَضَبٍ مِّنْ اللّٰهِ اَيَا نَبِيٍّ سَمٰی تَم لَیْہِہٖ اِنَّ اللّٰہَ
 اَشْرَقَ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالُہُمْ یَا نَ کَہِ الْجَنَّةِ اَيَا تَم مَوْتٌ سَ بھائے ہو
 اور بہشت سے گزرتے ہو۔ انہوں نے کہا یا صحابی رسول اللہؐ یہ لغزش شیطان کی طرف سے
 تھی جیسے اجداد جن میں ہوئی۔ اب ہم تمہارے ساتھ ہیں تم حکم کرو ہم بھی تمہارے ساتھ حملہ
 کرتے ہیں۔ شمر جیل نے یہ سنے انکی حق میں دعا کی۔ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے نزدیک اپنے
 مقام پر قیام کیا تا نکلیاں رہے۔ جب فیس بن ہیرہ نے دیکھا کہ شمر جیل کی ٹکری اپنی جگہ پر
 ٹھہری ہے اب اپنے قوم کو ساتھ لیکے روڈ میں پڑھنے کی طرف حملہ کیا۔ اور جناب خالدؓ نے
 ہیرہ کی طرف سے حملہ لایا۔ پھر زبیر بن العوام اور ناسیہ فرقال بھی ایسے بخت چلے گئے اور

کا قہر کو مارنے مارنے یہاں تک پہنچے کہ ہاتھ کے خیمے تک پہنچ گئے۔ جب ہاتھ بے ہوش ہو گیا
 دیکھا اپنے سخت سے اُتر کر بھاگا۔ اور اپنے لوگوں کو جبری حدت سے سرزنش کی۔ تب رومی
 پھر سر کے کی طرف پھرے۔ اور ابو عبیدہ بنی سعید بن زید کو پکارے تب انہوں نے اپنی ٹکڑی
 لئے ہوئے سخت چلے گیا اور سب مجاہدین کہتے تھے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بارگاہ
 الہی سے مسلمانوں کو مدد ہوئی۔ اور قرآنی نور ہی تھی کہ ایسے جہن ابوسفیان نے اپنے بیٹے
 یزید کے نشان کے نیچے کھڑا رکھے اور مسلمانوں کو جیاد کی ترغیب دی۔ مسلمانوں کے
 سرداروں نے جو ان کے قریب تھے جیب انکی آواز سن کر جبری شدت سے سرزنش لگے اور چونے
 وہی لوگ اپنی جگہ پر تھکے رہے جو اپنے پیروں کو پیچروں سے باندھ دئے تھے وہ سب
 تیرا ندازی میں ڈال گئے تھے جو انکی طرف سے ہر قسم کی تلافی و جہاد کے پیر و پیتے تھے وہ ایک
 شخص تک تھے انکی تیروں کا پڑا ہوا تھا اگر امانت الہی شامل حال نہ ہوتی مسلمان ہلاک ہو جاتے
 غرض اہل اسلام اس تھے میں بظہر و منہور پہلے آؤ مشرکوں سے تہیت لوگ ہلاک ہو گئے
 رومی نے بیان کیا ہی کہ رومیوں سے ایک کا فر نکلا وہ قاتل و قتل و قتل میں
 ایک مجاہدی درخت کے مانند تھا اور اسکے بدن پر ایک سنہری زردہ اور اسکے سر پر ایک
 خود طمانی کام کا تھا جس میں ایک صلیب بنو شجر کے جڑوں کی گئی تھی اور اسکے بائیں میں ایک زردہ
 تھا اسے میدان میں آگے لڑائی طلب کی۔ تب ذوالکھلاع حمیری کا ایک غلام سیاہ رنگ
 والے نے نکلا۔ لاکھن جب وہ پیدل تھا اور اس پر زردہ بہن تھی اس واسطے اسکے ایک ہنر پر
 پھیر دیکے آپ سر کے بن آ پائے اور وقت پر وہ میں خیمہ زردہ پاری ہوئی جب ہر دو ٹھک
 اپنی تلوار بن کھینچ کر حمیری اس رومی پر ایک دھککا دیا اسکی قاتل کہتے گئی اور وہ رومی خیمہ
 کیا حمیری کا ماتھ زخمی ہو گیا۔ جب ماتھ بیکار ہوا حمیری نے اپنی جگہ پر لوٹ لایا اسکے ماتھ سے
 خون جوش کر رہا تھا۔ انکی قوم نے اسکے زخم کو پٹی باندھی۔ پس حمیری نے اپنی قوم کی طرف متوجہ
 ہو کے کہا کہ کون ہی تم سے کہ میرا دل اس کا فر سے بے۔ تب قوم حمیر سے ایک شہسوار نکلا
 شعلہ مار کے نکلا اور ایک دلیرانہ حملہ کیا اور اپنے نیزے سے اسکے سینے میں ایسا سخت ضرب
 کیا کہ اسی ضرب میں وہ مواد کندہ و درخ ہوا۔ جب وہ شہسوار نے اس مقتول کا اسباب نکالا
 چاٹا تب رومیوں کی ایک ٹکڑی آگے اسکو گھیر لئی۔ وہ شہسوار نے کمال دلاوری سے انکو ہر دیا
 اور اسکا اسباب نکال لیکر ابو عبیدہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسکو دیکھ کر اسنے اپنی قوم کے

جوانے کو دیکھ پھر میدان پر آیا۔ لشکرِ روم سے ایک بطریق نکلا وہ شہسوار نے اسکو بھی قتل کیا۔ پھر شیر آیا اسکو بھی مار ڈالا پھر چوتھا نکلا سو اس شہسوار حمیری کو شہید کیا وہ ملعون نے اس شہید کا اسباب نکالنا چاہتا تھا کہ ایسے میں ایک انصاری نے اسکے سینہ پر مارا وہ کافر نے زمین پر گرا اور مر گیا۔ یہ بطریق رومیوں میں ترسے مر رہے والا تھا جب وہ مارا گیا رومیوں کو بڑی گھبراہٹ ہو باہان نے انکو تسکین دی۔ تب لان کا بادشاہ مرویس نکلا اور وہ شاہانہ زورہ پہنے تھا اور اسکا لباس ایسا تھا کہ اسکو جاہر لگے تھے۔ اور اسکے کمر میں چراو کا ٹیکہ تھا میدان میں آکے کہنے لگا کہ میں بادشاہ لان کا ہوں پس میرے مقابلے کے لئے کوئی سردار ہی نکلا جائے۔ تب شرجیل بن حسنہ نکلا انکے بدن پر زورہ آہنی اور کمر بند پوست کا تھا اور نیزے گھوڑے پر سوار تھے۔ شرجیل اشعارِ رجز پڑھے۔ مرویس کچھ زبانِ عربی جانتا تھا سو پوچھا کہ کیا کہتے ہو شرجیل نے کہا کہ عرب کا معمول ہی کہ جنگ میں ایسے اشعار پڑھتے ہیں کہ جس سے شجاعت حاصل ہوتی ہے کیونکہ اس میں دے وعدے مذکور ہیں جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے ہیں۔ اسنے پوچھا کہ دے کیا وعدے ہیں شرجیل نے کہا کہ حضرت نے ہکو یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے طول اور عرض میں شہر و نگو فوج کرے گا۔ اور ہم شام اور عراق اور خراسان کے مالک ہو جائیں گے اور خزر اور لان سے ہم ترینگے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہم غالب ہو جائیں گے۔ اس ملعون نے کہا اللہ تعالیٰ ظالم کو مدد نہیں دیتا ہی تم ظلم کرتے ہو ہم سے وہ چیز مانگتے ہو جسکے تم مستحق نہیں شرجیل نے کہا کہ ہم وہ قوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہکو اس کام کا حکم دیا ہے۔ اور زمین کا مالک اللہ تعالیٰ ہی جسکو چاہتا ہے اسکو وارث کرتا ہے اور عاقبت کی خوبیاں پر ہمیز گاروں کے واسطے ہی۔ اور میں پاتا ہوں کہ تو بعض نعتِ عربی جانتا ہے۔ پس اگر تو صلیب کی عبادت چھوڑ دے گا اور دینِ اسلام میں داخل ہو گا تو اہل بہشت سے ہو جائیگا۔ اس شقی نے کہا کہ میں اپنے قول سے پھرنے والا نہیں اور اپنی گردن سے ایک صلیب نکالی اور اسکو بوسہ دیا اور اپنے انکھوں پر رکھا اور اس سے مدد طلب کی۔ یہ دیکھتے ہی شرجیل خستہ ناگ ہوئے اور فرمائے کہ سختی ہو تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر اور ان لوگوں پر کہ چنکا قول تیرے قول کے سا ہو۔ پس ہر ایک جنگ پر آمادہ ہوئے ایک گھڑی تک ہر دو گراوے دیتے رہے۔ جب شرجیل نے اس دشمن خدا کی تیزی دیکھی اسکو اپنے قابو میں لینے کے واسطے اسکو پیچہ دی اس مشرک نے انکا پیچھا کیا شرجیل نے قصداً اپنے گھوڑے کو دور آنے میں کمی کی جب تھوڑی راہ طئی ہوئی اور وہ

خود دیکھ پہنچ گیا۔ شرجیل اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اور اسیر نژاد مارالاکن وہ مار خالی چوکیا
پھر نژاد اپنے نژاد بن کر پہنچ لیکر یہاں نکلتے کہ ہر دو کے تر واریں توٹ گئیں اور ہر دو
ایک دوسرے کو سخت لپٹ گئے۔ وہ ملعون قہر و قہمت میں تڑا اور مضبوط اور بھاری تھا اور
شرجیل بھٹک اور لاکھنے کیونکہ وہ ہمیشہ روزہ دار اور شب بیدار تھے جب وہ سترک نے
جہنم زاد رشتے انکو دبا یا قریب تھا کہ انکو اٹھالے ایسے میں نژاد نے یہ حال دیکھ کے بیقرار
ہو اور بیدار اٹھ کر ایک طرف ایسا دوڑا جیسے ہرن اور ان کے ماتھے میں خنجر تھا جب نژاد دیکھ پہنچا اس
ملعون کی لپٹ میں اپنے صحن دار کا اسکے دل تک پہنچ گیا اس نے وہ فرقہ ٹھو کے گر پڑا۔ جب نژاد
نے بادشاہ لان کو بار والا دوسری لپٹ ختم کیا کہ جسے شب لپٹے ایک سوار پر اچھا اور ٹھکانا اور لپٹے
کو طلب کیا۔ شب کو میرا اہرام نکالے اور اس سوار کو مار ڈالا۔ پھر دوسرا سوار نکالا دیکھتے اسکو بھی
بادشاہ نے پھر پھر نکالا اسکو بھی قتل کیا پھر پھر نکالا وہ بھی مار گیا۔ اور ان چاروں کا اسباب لے لیا
جب یہ خاندان نے اگلی شہر جاتری دیکھی ابو عبیدہ نے کہا کہ میرے آج جہاد فی سبیل اللہ میں تری کو
آج اسکے حکم کا ٹھکانا لکھ لیتے ہیں۔ شب ابو عبیدہ انکو قسم دیکے میدان سے پھیرا۔ پس پانچواں سوار
جو ملکاتہ روتہ اور دامادہ حاکم تھا نکلتا تھا انکو دیکھ کے مقابلے کو نکلا اور اسکو مار ڈالا۔ اور اسکا
انسان جو شرجیل سے لپٹ لیا۔ دوسری کہانی جیہ با مان نے یہ بات سنی بہت خشمناک
ہو گیا اور کہا کہ یہ دو بادشاہ ہم سے اسے گئے مسلح جہاد میں مدد نہیں کرتے ہیں۔ اس نے انکو
کو حکم دیا کہ شب کو شرجیل جلاؤں شب ایک لاکھ چار ہزار ایک ہی وقت میں چلائے گئے نیکو لشکر
السلام میں تیرہ لکھ کے ماتہ کرنے سے مسلمانوں کو اس سے بڑا رنج پہنچا سات ستر ہزار ایک
چشم جو گئے اس دن کا نام یوم الثور ہے کہ انہیں تیرکی زخمیوں سے بین میروں تب تب
عبید بن زید بن فضل اور بکر بن عبداللہ المہمی اور ابو سفیان مخزوم حرب اور راشد بن حید
روایت ہی کہ جب ایک نے دوسرے کو جھاکر تھین کیا حدیث پہنچی اس نے جواب دیا کہ اگر
مبصیت ہو تو بلکہ تیرہ ہزار مالش اور محنت ہی اللہ کے طرف سے عرض اس دن مسلمانوں پر تیرہ
صد ہ پہنچا انکے گھوڑے تیروں کے مارے پھرتے تھے۔ با مان نے سنی نے مسلمانوں کی لشکر کا
اضطراب دیکھ کے اپنے لوگوں ترغیب دی شب دسے لوگ کہ جن کے پیروں میں زخمیں تھیں
لشکر مسلمین کی طرف بڑھنے لگے اور جو جہاد قاضی اور قوری نے حملے کرنے لگے۔ با مان نے کہا کہ نہ
حملہ ملت کر دیکھ انکو تیروں سے پہا کا ڈایکے سوا اور کوئی تیرہ نہیں۔ بس تیروں کا تیرا جہاد

عباد ابن عامر نے بیان کیا ہے کہ میں نے جب مسلمانوں کا نازل اور شکست کی صورت دیکھا مجاہدین
 انکے قوم و قبیلوں کے نام لیکے بیکار نے اور انکو ترغیب جہاد کی دینے لگا اور کہا لا حول و لا
 قوة الا بالله العلی العظیم اللہ ہم آں علیک نصرک اللہ نے نصر تنابہ سے
 المواقین کلھا پس حضورؐ اعرصہ نہیں گذرا تھا کہ مدد آسمانی نازل ہوئی۔ عبد اللہ بن قمرطازوی
 نے بیان کیا ہے کہ شام کی لڑائیوں میں موجود تھا مقام یرموک میں یوم التوریک جنگ سے
 کوئی جنگ سخت نہیں تھا مسلمانوں کے سردار بذات خود جنگ کرتے تھے اور انکے ماتوہین نشان
 تھے ابو عبیدہ بن الجراح اور زید بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص اور شریل بن حسنہ اور ضرار بن
 الازور اور ناشم بن مرقال اور مسیب بن نجیحہ القرادی اور عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق اور فضل بن
 عباس رضی اللہ عنہم راہ خدا میں اپنے جان کو بہت خرچ کر رہے تھے ایسے میں اللہ تعالیٰ نے
 ان بی بیوں کی حملات سے مدد کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رکاب غزوات میں
 حاضر ہوئیں تھیں جنگ کرنا عورات صحابیہ کفار روم کے ساتھ مقام
 یرموک میں مسمر بن زاسد زہری نے بیان کیا ہے کہ حضرت کے ہمراہ رکاب عورتیں جو
 جنگوں میں حاضر ہوتی تھیں وہ مجاہدین کو پانی ملا باکرتیں اور انکی زخموں کو علاج کیا کرتیں
 تھیں میں کسی قریشیہ عورت کو جنگ کرتی ہوئی نہیں دیکھا نہ حضرت کے ہمراہ رکاب نہ خالد کے
 ساتھ جنگ بامہ میں۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں ایسے بہادر عورتیں نکلیں کہ بسا مردوں پر
 انکو مسقت تھی خصوصاً یرموک کے جنگ میں عورتوں نے عجب شجاعت کی داد دین رومیوں پر
 جب حملہ لائیں اپنے قوم و قبیلے کا نام ظاہر کرتیں اور کہتیں کہ میں فلان کی بیٹی ہوں۔ اور
 بعض عورتیں مشرکوں سے زمین اور بعض ان مسلمانوں پر حملہ کرتیں کہ جنگ لگے تو سے معرکے
 پھر گئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان پھر میدان کی طرف رخ کئے ان بی بیوں سے خولہ
 بنت الازور بن طارق اور ام حکیم بنت مرث اور لبنی بنت سالم اور سلمیٰ بنت لوی بن غاصم
 نے جو بون سے انکے منہ اور سر پر مار گئے اور انکو عبرت دلا کے معرکے کی طرف پھرنے لگے۔
 ام حکیم نے کمال بہادری سے لشکر کے آگے ہو کے تر وارسے جنگ کرتیں اور مشرکوں کو پھیر دیتی تھیں
 واقعہ بن عون نے بیان کیا ہے کہ میں نے ہند بنت عتبہ کو دیکھا کہ انکے ہاتھ میں ہندی تلوار
 تھی اور مشرکوں کو قتل کرتیں اور بیکار کے کہتی تھیں کہ اے گروہ عرب ان بے خان کافروں
 کو کات ڈالو۔ اور ابو موسیٰ ابوسفیان کی آواز کے سوا کسی اور کی آواز نہیں آتی تھی

اور وہ باور پند نصحت کرتے تھے کہ اسی سبب سے انہوں نے اپنے آپ کو ایک دین کی خوشنودی حاصل کرو اور اسے ثابت الیٰ علیہ صلیٰ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ وہ اپنی باگ کو اپنے شوہر بنو ہاشم کی باگ کے ساتھ ملا دیا تھا۔ عیساٰ بن مرزہ واد مار نے اسے اپنی دیباہی داد کر کے تھیں۔ اس نے کہا کہ ضرار کی من خور کے ایک کافر کا مقابلہ کیا اور وہ کافر نے اس کے آگے ہمارے پر حاکم خور نے اس پر وار کا ایک ایسا وار کیا کہ اہل تر واد مار گئی۔ جب وہ بے تر واد مار ہو گئے اس نے ان پر تر واد چلائی اس بی بی کے سر پر سخت زخم لگا سو خون جاری ہوا اور وہ زمین پر گر پڑی۔ جب بی بی بغیر نے یہ حال دیکھا اس کافر پر جھڑک کر تر واد سے ایسا مارا کہ اس کے سر کو جدا کر دیا پس خور کے پاس آگے اٹھ آیا تو ان کے سر کے بال خون سے رنگین ہو گئے تھے پھر ایک بار ایک اہل خور نے کہا اے اللہ تم سے میری ہمت لاکھن میرا گان بیہوش کر میں یا اللہ ضرور مار دو گے خور کے وہ یاقوت کی کہ میرے بھائی ضرار کا کیا حال ہی ہو گا کہ بعد میں ہی عفو نے کہا کہ میں اسے نہیں دیکھا۔ خور نے یہ دعا کی اَللّٰہُمَّ اجْعَلْہٖ فِدَاۃً لِّکَیْہٖ وَکَیْہٖ لَکَ اَشْہِدُکَ بِہٖ یا اللہ تم کو عرض کر رہے ہیں بھائی کا اور نہ ممکن کہ اسے سبب اسلام کو۔ بی بی بغیر نے بیان کیا کہ میں نے خور کو اٹھانے میں بہت کوشش کی تھی وہ اٹھ کھڑی ہو سکیں پھر اللہ نے ایسی تندرست عطا کی کہ ہنوز رات نہ آئی تھی کہ انہوں نے لشکر اسلام میں پھر میں اور باقی باقی تھیں۔ گویا ان کو کچھ اذیت ہی نہ پہنچی۔ اور ان کے بھائی ضرار نے اپنے سر کا زخم دیکھ کر پوچھا کہ اے بہن تمہارا کیا حال ہے خور نے کہا کہ ایک کافر نے تر واد کافر کیا تھا اس وقت عفو نے ان کو مار ڈالا۔ ضرار نے کہا اے بہن تم خوش ہو دو کہ ایک زخم کے عوض میں نے بے شمار کیا کہ قتل کیا ہے واقعی روح نے صفوان بن یرموک سے روایت کی ہے کہ یوم البقرہ میں جب مسلمانوں کی شکست ہوئی تب یحییٰ بن مضر کا کلام اہل اسلام کو براہوت دیا۔ یحییٰ بن مضر نے یحییٰ بن مضر کی قوم سے تھے برے حاضر جواب اور خوش بیانی اور فصاحت لسانی میں سب قصیٰ اپنے ہمتار اور بلند آواز تھے اور ان کا کوئی کلام سچ اور کافیر سے خالی نہیں تھا۔ جنگ یرموک کے دن انھوں نے جو مگر کے من وعظ فرمایا بعض لوگوں نے اس کو یاد کر لیا اس کا یہ ہے۔ ان کا وعظ سننے ہی غازیوں کی شجاعت اور جوانمردی زیادہ ہوئی۔ آتش قتال شعلہ مارنے لگی۔ کہتے ہیں کہ جناب خالد نے اس بعد از غزیرہ کج سرخ باندھا تھا۔ اور ایک

جوان تھا ایک دوسرے پر جو حملے پر رست تھے وفتح خالد کا گھوڑا زانو بندہ من ہوا تب نالہ کے سر کا
 طرف جھکے اس ملعون نے خالد کی پشت پر تر وار چلائی لاکن اسکی تر وار کچھ کام نہ کی۔ اور گھوڑا بھی سدا
 کے اٹھا لاکن خالد کا تاج انکی سر سے زمین پر گر پڑا۔ خالد نے بھڑا کہ تاج اٹھا کر دوست بنی خرم سے
 ایک شخص دوتا اور تاج اٹھا کر دیا۔ اور پوچھا کہ امی سر دار ایسی سخت لڑائی میں اس تاج کے واسطے
 آپ کس نے مضطر ہوئے۔ فرمایا کہ حجۃ الوداع میں جب حضرت نے اپنا سر مبارک منہ ہوا یا اور ہوئے
 شریف تقسیم کئے مجھے بھی پیشانی کے چند موئے مبارک عنایت ہوئے تھے میں نے یہی خوشی
 لئے۔ تب حضرت نے پوچھا کہ تم انکو کیا کرو گے میں نے عرض کی کہ اسکو تبرک کے طور پر رکھو بھلا۔ اور
 کافروں کے جنگ میں اسکا وسیلہ لاکے بارگاہ الہی سے اعانت طلب کیا کرونگا۔ حضرت نے فرمایا
 کہ جب تک بے یال تمہارے پاس رہینگے تم دشمنوں پر قریاب رہو گے۔ پس میں نے اسکو اس
 تاج میں رکھا ہون اسکی برکت سے ہر جنگ میں کافروں پر فتح پاتا ہوں۔ عرض خالد نے اس
 تاج کو اپنے سر پر رکھا اور سر بند سرخ سے مضبوط باندھ لیا۔ اور اس بطریق پر حکم کر کے اسکے ساتھ
 ہر ایک ایسا وار کیا کہ اسکے دوسرے شانے تک کٹ گیا۔ دوسرے وار کا ارادہ کیا تھا کہ ایسے میں
 اسکے ہاتھوں اور اسکو کیچ لیا اور وہ بطریق اسیرقت مر گیا۔ یہ حال دیکھتے ہی لشکر روم میں
 جو ملک باقی تھے انکی بہتین پست ہو گئیں اور پیش قدمی کر نیکی کسیکو طاقت نہ رہی۔ خالد بار بار انکو
 میدان پر بلائے تھے پر انکے مقابلے کے لئے کوئی نہیں نکلتا تھا اس روز خالد سے ایسی کوششیں
 ظاہر ہوئی کہ انکے ماتھے سے خون تر وارین ٹوٹ گئیں۔ جیسے حضرت کے وقت جنگ موتہ میں خون
 تر وارین ٹوٹیں تھیں۔ یہاں تک کہ میں کہ اس روز خالد کی لڑائی ایک سو ہادشہ سو اکی
 لڑائی کی سی تھی۔ الفصد اس روز شام تک بری شدت سے لڑائی ہوئی جب آفتاب ترور ہوا
 کفار بھی زور دہوئے پیٹھ پھیری اور بے اختیار بھاگنے لگے۔ اور لشکر اسلام جو انکا پیچھا کر رہا تھا
 انکے لشکر کا ایسا رکھ لیا ہوا کہ اہل روم سے بڑے لوگ اپنے بیرون میں زنجیریں پائی۔ اس عین لشکر اسلام
 کے رکیلے میں انکے پامال ہو گئے۔ اس روز کفار جو تہ تیغ ہوئے انکا شمار و شمار تھا۔ یرموک کا بیان
 مقتولوں کی کثرت سے بھر گیا اور غنیمتوں کا بھی فرش ہو گیا۔ اور حاجا خون بہہ رہا تھا اگرچہ ہر دو
 طرف لوگ زخمی ہوئے لاکن رومیوں سے بہت زخمی تھے۔ جب آفتاب غروب ہوا اور اہل اسلام
 مظفر و منصور اور خرم و سرور اپنے لشکر گاہ کی طرف پھر۔ عورتیں غازیوں کے زخموں کی اصلاح
 میں مشغول ہوئیں۔ اور ابو عبیدہ نے مسلمانوں کی نگہبانی کے لئے ایک سردار کو مقرر فرمایا اور آپ

سواروں کے لشکر میں گشت کر رہے تھے۔ ایسے میں دیکھ لیا کہ ایک کھارو دو سو آدمی گھنٹ کر رہے ہیں ابو عبیدہ
 انکو دیکھ کر کہا لا الہ الا اللہ ان سواروں نے یہ جواب دیا بخیر و تسویۃ لا اللہ الا اللہ وہ سواروں کو
 نیزہ برہنہ اور ہمت سے دوسری اکی نہوہر ایسا ہمت الی کر رہے تھے۔ ابو عبیدہ نے انکو تسام کیا اور وہ جھاکر الی
 امین عمر بن عبدل لشکر کے لئے فرم گئے۔ یہ کیا کر میری بی بی کا سامنے کیا کراچ کی شبیب ہر سے مائرتے
 میں بہتری کر ہم اکی گھبراہٹ کی تھی۔ ابو عبیدہ نے انکے جتن میں وہ کی اور شکر یہ بجا لایا اور کہا کہ
 تم قصد یح تراشید اور اب اپنے خیمہ میں جا کر آرام پاؤ لاکن وہ نے پھر سے کیا شبیب گشت کر رہے
 طرف یہ وہی کہ اسی شبیب کا فرقہ کے لشکر میں ایک مہاجر عیب گذر وہ یہ وہی کہ جمعہ کے سرداروں
 ایک شخص کہ جگنا نام ابو الجعفیہ تھا یہ لوگ کہ قرب اپنا سکھ ہوا تھا رومی لوگ مسلمانوں
 جنگ کرینگے اور اس سے جیب سنگھ اور ابو الجعفیہ کے گھسٹو میں اتنے سے سامنے انکی جوانی کی اور اکرام
 کیا۔ یہ میدان کی ایک ٹکڑی ابو الجعفیہ کی عورت پر نظر کر کے اس سے یہ فعلی جوی ایسے انکو منہ کیا
 جب میں نے انہیں گامیاں میں اور ایک عورت بھی گذر لیا آخر ان ظالموں نے یہ مجھ اس سے
 نہ کیا اور ایک بیٹے کو ہار دیا۔ پس ابو الجعفیہ اور اسکی عورت انکے سردار کے پاس فریاد لینگے آجے
 لشکرات نہ کیا اور انکی وادہ ندی ہو ابو عبیدہ اس بات کا برا کہ نہ رکھتا تھا۔ جنگ یرموک میں جس روز
 رومیوں کو بڑی شکست ہوئی اسی شبیب انکے لشکر میں انکے ایک بڑا فریب کیا کہ لشکر اسلام آج
 بہت شکست گیا ہے تم ان پر شب خون کرو اور ان میں بٹاؤ ہوں اور اسکو اسلام میں خاک کے کہا کہ غلام
 پانچ سو آدمی سے ہوا وہ بھاری فتح کی تہذیر دے گا۔ چون ہیں انکو سوسہ کو لیا کہ یرموک کی ہند
 کے دوسرے طرف آنا اور ہوشی کر دیا۔ اور لشکر روم کو دوسری پہاڑ سے لے چلا اور میان کی
 چاہل تھی سو انکو خبر نہیں تھی۔ وہ ہوشی نہ لائے کہ اب تم گھوڑے پر نہ رہو۔ شبیب و گھوڑے
 دوتا سے ہزاروں سوار اس ہند میں دوپ کے ہوئے۔ علی الصبح جب بابا ان اس حال سے
 درختار تھے تو رائے لشکر کی کمی دیکھی بہت اضطراب کیا اور بچا کہ اب قرب ہی کر اپنا لشکر ملا
 ہو جائیگا اور عرب غالب ہو جائیگے۔ پس ابو عبیدہ کی ہدایت میں پیام کہلا بھیجا کراچ کے دن ہم کو
 ہمت دوا ہم اپنا ساز و سامان جوتا کر لیں اور کل راتیں کرن حضرت ابو عبیدہ اس پیام کو قبول
 کرنا چھتے تھے لاکن جاب خالد نے من کہا ایک دن کی ہمت میں وہ کہہ کر دوسری سے اپنی مدد
 کی فکر کریں۔ تب ابو عبیدہ نے فرمایا کہ پھر اپنے کام کی جلدی ہی آج ہمت نہ دینگے۔ اسکا بی
 نے خاکے جب یہ حال بیان کیا بابا ان پر یہ معاملہ نہایت دشوار گذر یا سو سرا سیم ہو اور کہا کہ اب

عرب سے صلح کی امید نہیں۔ پھر صلیب کی قسم کھانے کہنے لگا کہ کل ان کے مقابلے کے واسطے میں جی نکلوں گا۔
 بن رومیون سے جو لوگ بادشاہ کے ارکان دولت سے تھے اور جن چیزوں پر اسکو اعتماد تھا ان لوگوں کو
 بیکار کرنا جنگ کا ساز و سامان ہتیا کرنا اسان سمب کر اپنے آپس میں اور باقی لشکر کو بھیجے لیا ہوا نکلا اور صلیب
 آگے رکھی۔ اور لشکر اسلام بھی نکل کے مقابل ہوا۔ جریر جو رومیون کے ملک سے تھا پہلے میدان میں آیا۔
 اور بیکار کرانہ نکلے میرے مقابلے کو مکر سردار۔ تب ابو عبیدہ نے اپنا علم حال کے حوالے کیا اور فرمایا کہ اگر
 اللہ تعالیٰ مجھے اس طریق پر فتح دے تو یہ علم پھر لوں گا۔ اگر میں مارا جاؤں تو تم سردار ہو۔ یہاں تک کہ
 عمر فاروق اپنے راسے کے مطابق تجویز کریں۔ خالد نے ہر چند مانع ہوا اور کہا کہ اس کے مقابلے کے لئے میں
 جاتا ہوں اور سب مسلمان بھی مناسب بتائے اور منع کیا تا کہ جناب ابو عبیدہ نے نہ مانا آپ ہی میدان
 پر آئے پھر ایک دوسرے پر حملہ کیا ہر دو میں ترائی طول ہوئی سب مسلمان دیکھتے تھے اور ابو عبیدہ کی
 سلامتی کے لئے دعا کرتے تھے۔ جریر نے اپنے لشکر کے میمنہ کے طرف چل دیا ابو عبیدہ نے بھی اسکا پچھا
 کیا جریر نے تھوڑی دور جا کے یلینک ان پر ایسا پھر کر گویا ایک بجلی جی اور شمشیر چلائی۔ ابو عبیدہ نے
 سبقت کر کے اس کے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ تر واریس کے دوسرے شانے تک پہنچ گئی۔ پس ابو عبیدہ
 نے تکبیر کی اور سب مسلمان بھی خوشی سے تکبیر کہنے لگے۔ پھر ابو عبیدہ اسکی نعش اور اسکی جسامت کو کچھ
 کے تعجب کیا اور اس کے اسباب سے کوئی چیز نہ ملی۔ پس خالد نے بیکار اور کہا کہ ابی سردار جو کام تمہارا
 دتے پر تھا ادا ہو چکا اب اپنی نشان کی طرف پھرو لا کہن ابو عبیدہ نہیں پھرتے تھے آخر سب مسلمانوں
 نے انکو قسم دیکے پھیرا۔ با مان جب دیکھا کہ اپنے لشکر کا ایک بڑا رکن مارا گیا یہ معاملہ اسپر بہت ہی
 سخت گذرا اور بہت ہی طول اور فکر مند ہوا۔ پھر اس کے لشکر سے جریر جو نصاریا میں برا عابد تھا او
 جریر سے اسکو قرابت تھی میدان پر آنا سب ضرر بن الا زور شعلہ آگ کے مانند اس کے طرف بھٹکے جب
 اس کے بھائی ذیل ذیل کو دیکھا خیمے میں گئے اپنا لباس اتار کے فقط ازار باقی رکھی تو مال اور کمان
 لئے ہوئے یا ہر نکلے اپنی عمر خدا میں مالک بھی سرخس سے مقابلہ کر گئے تھے اور اسکو اس نلفظ سے
 خطاب کرتے تھے تقدیم یا عباد الصلوات الی الخ الخ الخ فاصبر محمد بن الحنفیہ اسے
 مارے خوف کے جواب پر دیا مالک بھی نے چایا کہ اسپر نیزہ چلا دئے تا کہن اسے نیزہ ایسا پھینا تھا
 کہ سارا بدن کسی لین و بہت گیا تھا کہیں نیزہ مارنے کی جگہ نہ پائی اس کے گھوڑے کے سر میں پر
 ایسا سخت نیزہ مارا کہ دوسرے جانب میں نکل گیا۔ مالک نے ہر چند چایا کہ نیزہ کھینچ لے تا کہ وہ
 ایسا درنا تھا کہ نکل نکلا بلکہ توت گیا۔ گھوڑا زمین پر گر پڑا اور وہ ٹھون نے جب اب پھر دین سے

ان کو زمین سے باز کر دیا تاکہ وہ نہ کیلشت سے اتر کر لڑے جب یہ حال دیکھا جلد کی طرف
وہ سے اور اس کے سر پر ایسی شمشیر زنی کی کہ سر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اس کا اسباب ملے لیا تب ایک کچھ
ان کے زور و ہمت کے کیا کہ یہ کیا ہی اسی طرف کہ تو شریک ہو سے میرے بھائی میں - فرد نے کہا کہ میں شریک
ہو نہیں بلکہ میں ایک ہوں - تاکہ بے کہا کہ اس کے گھر سے کو تو میں نے ماہی تم کہنا مالک ہو گے فرد نے
کہا کہ وہ سب کچھ لیا بعد اگلے غیر خامد مالک سے اور کہا کہ تو تم اپنے بھائی کو گوارہ کر کے اللہ کی
یہ چیز کو نکلو - جزا نے کہا کہ میں نے یہ بات اپنے بھائی سے کہی تھی تو تم اس کو اللہ میں اس سے کہی تھی
ہو نہیں رہا تھا - یہ لو کہ اس کا احباب اپنے گھنٹے پر تھا لیکر چل دے مالک سوار تھے اور فرد پیادہ
اور اس سبب کہ ان بار ہوئے سے اپنے اپنے ٹکڑے کا صاحب اپنے لشکر میں پہنچے وہ اسباب مالک کے
خیمے میں قابل دلا ہر خیمہ ایک بچہ ہوئے کہ لو سے ہر فرد نہیں لیا - ابو عبیدہ نے یہ حال دیکھ کے فرمایا
یہ میری اللہ تعالیٰ کی یہ قوم اپنی جانوں کو اللہ ہی کے لئے دے دیا ہے - اور دنیا بہت چھٹی ہے -
و لیکن میں سے متعلق ہی کہ جب جس دار لگیا تو ان کے ہاتھ توڑ گئے بہت ہی تلگین اور
رہے جیسے رہے اللہ تعالیٰ سے ہر انہوں سے کہتے تھے کہ تم ہر قل بادشاہ کو یہ میرا پیغام پہنچا
کہ میں اپنے دین کی حمایت میں اور جنگ میں نہیں ہی کسی دشمن کی لاکھ کو فائدہ دے دینی -
کہ تائید آسمان کے پروردگار سے لڑی ہی اور ہر کوئی اس پر غلبہ جو دینی اور دہم شکست ہی تھا ہے
میں ابن عین بادشاہ کے پاس کیا نہیں لیکر جاؤں - یہ خبر ہی کہ مراد ان سے اور اس سے جتنا ہون کہ
لڑائی کے لئے خود میں ہی جاؤں تو لڑا جاؤں گا تو شکست ہو جائے اور بادشاہ کی سرزنش ہے
نہج جاؤں گا اور اگر غلبہ نصیب ہو گا میں لڑائی سے ہر لڑو تھا اسکے لوگوں نے کہا کہ ہی بادشاہ جیسے
ہم خود میں لڑائی کا خیال نہ کر رہے ہم سب کے جانے تک ہے انہیں اس سے باطلان لے کر لیا اور
جاؤں کہ میں کی قسم دلائی کہ لڑائی سے کہ جسے شکست کے جنگ ہو جائے جس سے پھر سب لڑنے
مے کے ہاتھ دی اور کہا کہ میری جگہ پر تم ہوں - پس اپنا جنگی سامان میں لیا اور جب جزا کا
ایسی قیمت بھرتا سب کچھ خود وہ یہ کہ بھی لایا اس سامان نے لایا لکھ لایا اور لی لکھ لایا
پہچان کر کہا کہ یہ ہر دہم باطلان ہی - واللہ یہ یوں نکلی کہ لڑی طلب ہی - پس دوسری قوم
ایک جوان اسکے مقابلے کے لئے نکلا اور کہ لکھن بہشت کا حیا ہوں - باطلان کے ہاتھ میں ایک
سو نیچا جو محتاج ہر دو کا مقابلہ ہوا باطلان نے یہ دم غمور ایسی شدت سے لڑا کہ اس نے دوسری
شہید ہوا لو نہر یہ - سے مری ہی کہ جب وہ جوان گھوڑے سے لڑا اپنی اپنی آسمان

کی طرف اشارہ کیا میں نے سمجھا کہ اسے بہشتی حوزوں کو دیکھائی - بابائے اس جوان کی خوشی کے
اطراف پھرا اور اسکا دل قوی ہوا۔ پھر مالک تختی میدان پر آئے اور کہا کہ اس جوان کے بارے میں
پر غور مت کر یہ جوان بہشت کا مشاق تھا ہمارے میں کا ہر شخص ایسا ہی مشاق ہی - بابائے
پوچھا کیا تم خالد بن - جواب دیا میں مالک تختی صحابی رسول ہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - پھر اس
تاجوان نے حملہ کیا اور عمود سے اٹکے خود پر سخت ضرب کیا سو خود ایسا دہس گیا کہ انکی آنکھ کی تہی پھر
اور اس سے خون جاری ہوا اسدن سے انکا نام مالک اشتر ہوا۔ اور اس دشمن خدا نے سمجھا کہ میں نے
انکو مار دیا گوئی دم میں وہ گھوڑے سے گرینگے۔ ایسے میں مالک اشتر نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی
اور حضرت پروردہ بھیجا۔ اور سدا ہرگز بابائے ایک دہر کیا وہ ملعون زخمی ہوئے اپنے لشکر کی طرف
بھاگا۔ جناب خالد نے بابائے کو بھاگتا ہوا دیکھ کے اپنے لشکر میں ندا کی کہ اسی مجاہد اب رومیوں پر
خوف غالب ہوا ابھی یہی وقت ہی حملہ کریگا۔ پس اول آپ ہی اپنے فوج کو ہمراہ لئے ہوئے حملہ کیا
پھر انکی تبعیت کر کے ہر سردار اپنی ٹکری لیکے حملہ کیا۔ ہر مسلمان تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے تروار چلائے
تری سخت لڑائی ہوئی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دلالت بخشی
رومیوں کو شکست فاش ہوئی سواہی جگہ چھوڑ دینے بھاگنے لگے۔ اہل اسلام انکا پیچھا کر کے قتل
کئے۔ اور انہوں نے بعض جو بہتر روئے پر چڑھنے لگے اور جنگوں میں چھپنے لگے مسلمان انکو قید کر کے لائے
جب صبح ہوئی رات گذر گئی جناب ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ صبح تک انکو چھوڑ دو تب مسلمان اہل غلام
ہوئے پھرے۔ اور ابو عبیدہ کے حکم سے سب اہل غنیمت ایک جگہ کیا سب مسلمان تری خوشی سے وہ
رات شکر الہی میں گذرائی۔ جب صبح ہوئی جناب ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ مقتولوں کا حساب کریں تری
محنت سے حساب ہوا اور معلوم ہوا کہ ایک لاکھ پانچ ہزار کفار مار گئے تھے اور چالیس ہزار قیدی ہوئے
اور بہت سے کافر مذہبی میں گرے ہوئے انکا تعداد معلوم نہوا۔ اور مسلمانوں سے چار ہزار سے کچھ زیادہ
سہاویہ ہوئے اور مجھے سہرا آئے لاکھ بیچائے نہیں جاتے تھے کہ دے عرب مسفرہ سے ہنایا
پس جناب ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ سب کو غسل دیں پھر ان پر نماز پڑھ کے دفن کروایا۔ رومیوں کو جو گ
باقی رہ گئے تھے انکی کچھ معلوم نہوی۔ اہل اسلام انکی تلاش میں نکلے۔ جنگل میں ایک پردہ اٹھا اس
پوچھے کہ رومیوں کی کسی گروہ کو تو نے دیکھا۔ اسے کہا کہ ہاں میں نے ایک بطریق کو دیکھا کہ اسکے
چالیس ہزار آدمی کے قریب جاتے تھے وہ بطریق بابائے مشی تھا۔ جناب خالد نے جب یہ خبر
لشکر رخصت کرنا اپنے ساتھ لیکے انکی جستجو میں چلے آئے انکو دمشق کے پاس بابائے اور ان پر حملہ

حضرت عمرؓ کا حکم آیا کہ حلب کے طرف روانہ ہو دین حلب کی فتح۔ واقعہ یہی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حکم کیا کہ ابو عبیدہ بن الجراح حلب اور انطاکیہ کے طرف جاوے انکے ساتھ بیس ہزار سوار تھے اور عمرو بن العاص مصر کی طرف کوچ کرے انکے ہمراہ دس ہزار سوار تھے اور یزید بن ابی سفیان وریا بنیام کے کناروں کے طرف روانہ ہو دین انکے ہمراہ چھ ہزار سوار تھے۔ جب یزید بن ابی سفیان نے وہاں جا پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہرقل کا عیثیٰ قسطنطین جو قیصر کا حکم تھا اسکے پاس ایسی ہزار کا لشکر جمع آیا ہے۔ یزید بن ابی سفیان و ہن نزول کیا قسطنطین نے مسلمانوں کا لشکر دیکھ کے ہرقل سے مدد طلب کی تو اسے اور بیس ہزار کی فوج روانہ کی۔ یزید بن ابی سفیان بھی حضرت عمرؓ کی خدمت میں عرض لکھ کے مدد طلب کی۔ حضرت عمرؓ نے ابو عبیدہ کو لکھا کہ جب قدر ہو سکے مدد روانہ کرے۔ تب ابو عبیدہ نے بیس ہزار سوار حرب بن عدی کے ہمراہ دیکر روانہ فرمایا۔ اور قسطنطین اور حاضر کے لوگ ابو عبیدہ سے مصالحت کر لیا ابو عبیدہ اور خالد اور مسلمانوں کے چند سردار داخل شہر ہوئے مسجد کا خط کھینچا۔ حلب والوں نے یہ خبر سنے گھبرا یا اور حلب میں سوقت و دربار جمع کیا کہ ایک کا نام یوقنا اور دوسرے کا یوحنا بر حکمت تھے ایجا یا پ برسوان تک حلب کا اور اسکے اطراف و جوانب کا حد فزات تک حکم تھا اور مکہ و مدینہ میں بکا اور لوگوں کو فزع لانے میں بکا تھا۔ اسکے بیٹا کا برا بھلا یوقنا کا حکم ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا جو ترک سلطنت کر کے رامہب ہو گیا اور اپنے زمانے کا برا عالم تھا۔ اسے عرب کے جنگ پر راضی نہ ہوا بلکہ اپنے بھائی کو منع کیا لاکن یوقنا مانا۔ جب ابو عبیدہ نے قسطنطین کو صلح سے فتح کیا۔ کتب بن عمرو کے ساتھ ایک ہزار سوار دیکر حلب کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ میں بھی تمہارے پیچھے پہنچا ہوں اور یوقنا نے ابو عبیدہ کا قصد حلب پر آئینا سکے جا سو ہون کو رکھا تھا جب کعب کی فوج آئینکی خبر سی دس ہزار اپنے ہمراہ لیکر نکلا اور پانچ ہزار سوار کو اپنے ساتھ رکھا اور پانچ ہزار سوار کو حکم کیا کہ دوسرا گاہ سے جا کر لشکر کعب کی پشت پر آجاوے تا اپنا لشکر ہر دو طرف سے انکو احاطہ کرے عرض حرب یوقنا نکلا حلب کے چھ میل کے فاصلے پر لشکر اسلام سے ملاقی ہوا ہر دو طرف سے ترانی شروع ہوئی ایسے میں دسے پانچ ہزار سوار مسلمانوں کی پشت سے آگے گھیر لے کعب نے ناوجود ظنت لشکر کے تری جو اندری کی اور انکے سامنے لوگ جو ایک ہزار تھے دس ہزار کا فرسے تری ہی سخت جنگ کے ایک سو سترہ صحابی شہید ہوئے سعید بن مفلح کے سینے پر چالیس زخم لگے تھے انہی ہر ایک ایسا جو اند تھا کہ بہت سے مشرکوں کو قتل کیا تھا سعید بن مفلح ایک ایسے جو اند صحابی تھے کہ انکے سینے پر چالیس زخم لگے تھے کوئی زخم انکی پشت پر نہیں تھا دسے سب اکابر صحابہ سے تھے جو حضرت کے ہمراہ غزوہ ذات السلاسل اور بکک میں اور حال

ہزار جنگ یا مدت جان فرمے۔ اور شہر کو ان میں بدولت ظاہر ہوئی قریب تھا کہ بھاگے لاکن یوقا انکو گرفت
 دلا نہ تھا۔ اور اہل اسلام مستطرد چشم برآہ تھے کہ ابو عبیدہ کی طرف سے بدو آوے۔ اور ابو عبیدہ کو
 تاخیر ہو چکا ہے سبب تھا کہ یوقا جنگ کا بار بارہ کے نکلا ابو عبیدہ کے لوگ اتفاق کر کے دوسری راہ سے
 ابو عبیدہ کی خدمت میں آگے صلح کرنے! مسئلہ انکو تاخیر ہوئی تھی جب وہی اہل صلح سے معلوم ہوا کہ یوقا
 دس ہزار کے لشکر سے نکلائی ابو عبیدہ جو کعب کے ہزار ایک تہائی کی فوج دیکے پیچھے تھے آپس پرست ہوا
 کرنے لگے پس بڑی جلدی سے اپنا لشکر ہمراہ لیکے حلب کی طرف کوچ کئے۔ اور کعب بن خمرہ تو یوقا کے
 ساتھ تہائی میں سرگرم تھے اپنے میں حلب کے لوگ جو ابو عبیدہ سے مصالحو کر کے پھرے اندر داخل شہر
 صلح کی خبر نہ کہ جوئی ایک یطریق سے شہر سے دے قیادہ میر کے میں جا کے یوقا کو خبر دی اپنے یہ خبر
 ہی جنگ ہو چکے کیا اور اپنے لشکر کو لیکے حلب کی طرف پھر گیا۔ اور کعب بن خمرہ حیران تھے کہ ناگاہ
 ایک کفار میدان کا دہرا دے پھر چا پکا کیا سبب ہی۔ انھوں نے سب مسلمان ہو گئے تھے لشکر گاہ کی طرف
 پیچھ لیا ایک رات اور دوسری صبح تک حیرانی میں مصروف تھے اندھا یک لمحہ میں تمام ہتھیار پائے تھے
 اسکی بڑی زندگی تھی بعد میں شہر بھاگے اس وقت ابو عبیدہ کا لشکر آگیا۔ سب کے آگے خالد بن ولید
 بہت خوش تھے اپنے یوقا کے چیتے تھے اپنے جب کعب بن خمرہ کو صبح دسالم پائے لشکر الہی
 بکا لائے اور جنگ کے میدان پر آئے جب شہر دون کی دشمنی پر نظر کرنے تو بہت غموم ہوئے اور
 کہے کاش ابو عبیدہ مارا جاتا اور یہ مارے جاتے پس سب راہیں ہی مار رہے اور حکم کئے کہ انہیں
 خون آلودہ کمرہ میں رکھیں حضرت سے سنائی بخیر اللہ تعالیٰ الشہداء الذین قتلوا
 وسبیل اللہ یوم القیمۃ ویدعائهم علیٰ الجور ہم اللون لون الیم والربع رجب
 المساک والنور علیہم نیکادہ ویدعائهم الجملۃ بغیر حساب اور یوقا جب مہر کے
 پھر کے قبے میں داخل ہوئے ہی جو لوگ صلح کر کے آئے تھے انکا قبل شروع کیا تھوڑے عرصہ میں
 میں سوادمی کو مار دیا۔ تب یوحنا جو ایک بھائی تھا ایک یوقا سے کہنے لگا کہ تو جانے انہر کیوں ظلم
 کرنا ہی انکے قتل سے! تمہارے یہ بات سب سے ہی یوقا اس پر عزم ہوا کہ کہا شاید کہ انکو صلح کی ترغیب
 تو نے دی ہی میں تم کو قتل کرونگا یہ کہانی ترور کیجے لیا۔ تب یوحنا آسمان کی طرف براۓ کے کہا
 اللہم اشہد علی انی مسلم الیک یا الف الذین ہو لاء القوم اشہد ان محمدًا
 رسول اللہ وان المسیح نبی اللہ پھر یوقا کی طرف متوجہ ہو کے کہا میں تو مسلمان ہو گیا اب تو

جو کرنا چاہتا ہی کر۔ اگر تو مجھے قتل کر گیا میں بہشت کی طرف جاؤں گا۔ یوقنا جرہ گیا اور اس وقت یوحنا کو قتل کر دیا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے۔ جب یہ خبر لشکر اسلام میں پہنچی ابو عبیدہ اس وقت اپنے اہل صلاح کی تائید کے لئے اپنا لشکر لیکے نکلے خالد بن ولید نشان لئے ہوئے شب کے آگے تھے یوقنا کے لشکر پر اگرے اور ایسی شمشیر زنی کی کہ اسکے لوگوں سے تین ہزار آدمی مارے گئے۔ یوقنا گہرا کے بھاگا اور قلعے میں جا کے پناہ لیا۔ اور لشکر اسلام محاصرہ کیا تھا۔ ایک شب یوقنا فریب کر کے اپنی فوج ہمراہ لیا ہوا لشکر اسلام پر شب خون کر کے سب مسلمانوں کو جب اطمینان حاصل تھا سو رہے تھے کھانچے جب شب خون کرے سب ہوشیار ہو چکے جلد سوار ہوئے تیز وار چلنے لگی مسلمانوں سے ساتھ خانہ بھی شہید ہوئے اور پچاس آدمی کے قریب قید ہی ہو گئے یوقنا شکست کھا کے اور قلعے میں داخل ہوئے دروازہ بند کر لیا اسکے ہمراہی لوگ بھی قلعے کی طرف متوجہ ہوئے جناب خالد نے یہ حال دیکھ کے ان پر ایک ایسا حملہ کیا کہ ایک سو کا فر مارے گئے باقی قلعے میں داخل ہو گئے جب صبح ہوئی یوقنا نے ان پچاس مسلمان کو جو قید ہی ہوئے تھے قلعے پر ایسی جگہ پر لے کر دیا کہ لشکر اسلام کے لوگ کو نظر آتے اور ان کی آوازیں پہنچتے تھے اور ان سب کو قتل کر دیا اور دوسرے کہتے تھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بیان کرتے ہیں کہ سب شہید ہو گئے۔ نبی اللہ تعالیٰ انہم پھر یوقنا دوسرے کمر و فریب کے تیریزین تھا لیتے ہیں اسکے ایک چار سو میں نے اگر خبر دی کہ عرب کی ایک جماعت اذہنون اور خردون پر غلہ اور چارہ وغیرہ لے رہی ہوئی تھا ان جنگلی سے اگر غریبی یوقنا نے یہ سنتے ہی ایک ہزار سوار کر روانہ کیا تا میں جماعت کو مار دالے اور انکا اسباب غارت کرے۔ پس اسکی فوج پوشیدہ راہ سے شبانہ روانہ ہوئی اور علی الصباح انہی جا ملی۔ وہ عرب کی جماعت لشکر اسلام کے واسطے جو رسد لائیکے لئے اس جنگلی کی طرف آئی تھی وہ سب ایک سو مسلمان تھے انکے سردار منادوش بن حجاج الطائی تھے۔ جب ہر دو فریق ملے لڑائی شروع ہو جو وقت کے ہر حجاب نے داد جو امزدی کی دی انہی میں شخص شہید ہوئے اور دوسرے کفار انکا سب اسباب لوٹ لیکر ایک کوستان کی راہ لئے اور ایک پہاڑ پر جا کے پوشیدہ ہوئے تاکہ لشکر اسلام کو یہ بدلہ لینے کے واسطے آؤں۔ اور شب کے وقت اپنے قلعے میں داخل ہو جائیں۔ وہ عرب کی جماعت جو شکست کھائی تھی انہی یعقوب بن الصباح الطائی جو منادوش کے بھتیجے تھے جلد لشکر اسلام میں جا کے یہ خبر دی جناب ابو عبیدہ نے سکر بہت مضطر ہوئے اور خالد بن ولید کو فرمائے کہ انکا بدلہ تمہارے ہی ہو گا۔ خالد یہ سنتے ہی آپ ہی تہنا جانیکے لئے تیار ہوئے ابو عبیدہ بہت ہی مجب ہوئے انکے ہمراہ چند سواروں کو دئے۔ جناب خالد نے یلغار ان پر چاہنے اس ہزار سوار کا سردار ایک بطریق تھا خالد نے

سچا کہ وقتا میں ہو گا پس قرآن کا ایک ایسا دوا دیگا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر ایسا سخت قبال ہوا کہ کھلا
 بھاگنے لگے مسلمان انکا بچا کر کے مار دیتے تھے آخر کوئی بیجانین کو جس سے زیادہ قید بن آئے باقی
 سب مار دیئے گئے سات سو سے کچھ کم معذوروں کے سران پھر ادا کے جانے اور اسباب اور ہتھیار سب
 یہ سلاخوں کے ماتھے آئے پس خالد بن ولید کو لے کر پھر وہیلین کہتے ہیں کہ مضر و منصور حبیب
 لشکر گاہ اسلام میں آئے یہی اہل لشکر بھی تکیہ و تہلیل سے جواب دیتے ہوئے اسکا استقبال آئے
 بہت خوش ہوئے اور شکر الہی کیا اسے جناب ابو عبیدہ نے ان قیدیوں پر صلح عام عرض کیا وہ
 لوگ قبول نہیں کئے اور کہے کہ ہمارے یہ مال کے چھوڑ دو خالد نے کہا جیسا لاؤ گے ہمارے لشکر
 پچاس ہون کر جو قید کے مار ڈالا ایسا ہی ان قیدیوں کو بھی مار ڈالنا بہتر ہے جناب ابو عبیدہ اس
 برائے کو پسند کئے اور اسے قتل کا حکم فرمایا پس بکو قتل کے پروردگار کے قتل کر دے قتلے کے لوگ
 یہ حال دیکھ کر رہے تھے اسات سے انکو بڑی وحشت ہوئی عرض چار یا پانچ جیسے کے قریب مسلمان
 می طرح کئے تھے لاکھن اہل قلم حاضر نہیں آتے تھے بلکہ مسلمانوں کو جسی قصد ہی کیو نہ کہ وقتا پر میدان
 اسے جنگ نہیں کرتا تھا بلکہ ساتوں جن جب غفلت کا وقت پانا جب اسے شیون گرا اسلئے مسلمان
 آگئے تھے انفر سادات بن مراد میں کندی کے غلام کہ چنانام واسی اور ایک کنیت ابو الہول تھی اپنے
 قبیلے کے ساتھ چار دکنے لے گئے تھے وہ بھی بڑے محنت پہلو ان باوجود انور تھے اور لڑائی کے مکر
 قریب سے خوب آگاہ تھے نہ انہوں نے بھی سبنا تیس من تک بڑی سعی و کوشش کی اور بہت کمر
 و قریب سے بھی پیش آیا لاکھن کچھ فائدہ نہ دیا۔ آخر اس نے ایک سب جناب ابو عبیدہ سے عرض
 کی کہ میرے ہمراہ تیس جوان معذوروں کو دین تاکہ تدبیر کر دیا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح و نصرت کی صورت میں
 جیسے ضرورت میں دکھلا دے ابو عبیدہ نے قبول کر کے حکم فرمایا کہ تیس غازی اس کے ساتھ جاوے کہ ہیں
 دامن نے ایک بکرے کی پرہیز نہیں کیے جن دیا وہ سب خوش جوانوں کے پیچھے چلے تھے اندھیری میں
 آجکو چھپاتے ہوئے چلے گئے کہیں کی کہیں لڑائی تو دامن داپس ہر دو ہاتھ اور پاؤں پلچتے تا
 لوگ جان نہ سمجھیں اور نہ اسے راہ دیکھتے تھے شخص کو انہیں ابو عبیدہ کے پاس بھیجے تاکہ خبر دین کہ علی الصباح
 لشکر روانہ فرماوین۔ پس اس سے آجھا میں جو انور کو ساتھ لے کر آئے قتلے کے ایک برج کے پاس
 آئے اور اپنے رفیقوں سے لیا یہ شخص کو جو بڑے سخت اور صاحب قوت تھے جن لے۔ اور ایک
 شخص کو اپنے کندھوں پر چڑھایا کہ کہ بیٹھ جاوے بیٹھ گیا تیسرے کو کہے کہ اس کے کندھوں پر چڑھ کر
 بیٹھ جاوے اور ہر شخص قتلے کی دیوار کو مضبوط کر لے اسے ایسا ہی ساتوں پہلو ان ایک ہر ایک

جرمہ کے اور ساتوں کو کہے کہ تمہارا رہے ایسا ہی ایک کے بعد ایک ساتوں بھی اس وقت ہوئے ساتوں
 شخص دیوار کے کنگرے تک پہنچ گیا پھر داس کہے موافق حجت کر کے قلعے کے اندر جاتا رہا۔ اس شخص کا
 جو کیناڑا شراب پیکر نہت پڑا تھا اس جو اندرون اسکو اٹھا کے قلعے کے اوپر سے ڈال دیا وہ مر گیا اور وہ
 نگہبان کو دیکھا تو دے بھی بیہوش رہے تھے ان ہر دو کو دوج کر ڈالا۔ پھر اپنا عمامہ قلعے پر لٹکایا ساتوں
 شخص اسکو پکڑ کے اور جرمہ گیا اس سطح ساتوں بھی چڑھ گئے اور سب مسلمانین کو بھی چڑھائے پھر
 داس میں جو طرف پھرتے اور دو گون کا حال دریافت کرنے لگے۔ ایک خربل میں آواز ہو رہا تھا وہاں
 حاکم دیکھے تو سب انصار کے سردار جمع آئے ہیں اور ان کے زور و دست کے پھیلان کھڑے ہیں اور یو قنا کے
 درمیان دیا ہے سچ سہری فرس پر بھائی اور ابدال موہلی بھائی اور جبرو کا سر بند باندھائی اور اسکی قوم
 کھانے پینے میں شمول ہی اور شک اپر پھر کاجاتا ہی۔ داس میں یہ حال دیکھ کے اپنے یاروں کے پاس
 لوٹ آیا انکو یہ خبر دیکھ قلعے کے دروازے کے پاس گیا وہ دروازہ بند اور بہت محکم تھا بری مشقت کر کے
 دیوار سے کھدو کے ایک پتھر نکالا اور اس سورخ سے کھس کے تین شخص نگہبان کئے ان تینوں کو مار ڈالا
 ایسے میں جب صبح ہوئی یہ حال دیکھ کے اہل قلعہ رونے کو خبر دے آئے چار ہزار سوار کو لیکے نکلا انکے
 مقابل مسلمان وہی اٹھا نہیں تھے آئے آئے اٹھ آدمی تھپید ہو اور داس میں جا بد کو سامنے لیکے رہی
 جو اندری سے پیش آئے تھے کہتے ہیں کہ انکے بدن پر بہتر زخم لگے تھے با این حال کر رہے تھے یہاں
 کافر و کئی ایک جماعت مادی گئی اور ایک جماعت قید ہو گئی۔ ایسے میں خالد بن ولید ایک ہزار سوار کو قمر
 نے پہنچے انکو دیکھتے ہی کفار گھبراے پھر ایسے میں ابو عبیدہ بن الجراح بھی باجوہ انصار کا ایک لشکر لیکے
 آ پہنچے۔ قلعے والوں نے بہت ہی گھبراے اور امان چھینے لگے۔ ابو عبیدہ نے حکم کیا کہ امان دو اور سب
 رومیون کو حاضر کرو۔ جب مردوں اور عورتوں کو حاضر کئے ابو عبیدہ نے ان پر اسلام عرض کیا۔
 اللہ تعالیٰ نے یو قنا کو توفیق دی سوائے سب اہل ایمان مشرف ہوا اور اسکی جماعت کر کے اسکے ناموں سے
 رومیون اور سرداروں کی ایک جماعت بھی اسلام لائی۔ اہل اسلام جو انکا مال لوٹا تھا ابو عبیدہ انکو داس
 دلوا یا۔ پھر یو قنا کے ابو عبیدہ سے صاف عربی زبان سے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مائید کی بلا شک
 تمہارا دین حق ہی۔ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ یہ وہی ہی میں کہ مسیح نے جن کی
 بشارت دی تھی۔ انجیل میں آپ کے یہاں وصاف مذکور ہیں کہ وہ خاتم الانبیاء ہیں اور خدا کریم اے ان
 حق و باطل کے اور وہ بتیم ہونگے آپکے مائید پر ہونگے داد اور حیا انکی کفالت کرانگے۔ آیا یہ سب واقع
 ہوا۔ ابو عبیدہ نے کہا ان پھر جو چاہی یو قنا میں سے کہ تم عربی زبان نہیں جانتے ہو یہ زبان اس طرح

آئی۔ یہ قاتلے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہیں۔ ان کی شب تہا رہے کاروبار میں نگرانی جو ہر روز
 میں فتح یاب ہوتے ہو۔ یہی سرگیا اور خطاب میں ایک ہر دشمن کو دیکھا کہ جب چہرہ چاند سے زیادہ روشن
 ہیں دریافت کی کہ یہ کون سی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن نے کہا کہ اگر یہ
 پیغمبر رحمت ہیں تو اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ مجھے عربی زبان کی تعلیم ہو۔ تب حضرت نے دعا کی کہ
 جب بیدار ہوا عربی زبان سے آگاہ ہو گیا۔ ادا اپنے بھائی روحا کے گھر گیا اور اس کا تیب خانہ کھولا
 پھر آخر الزمان کے اوصاف دیکھا تو وہی اوصاف پایا جو میں نے تم سے دریافت کی۔ اور یہ بھی دیکھا
 کہ یہ وہاں کے نبوت دشمن ہونگے آخر وہ پیغمبران پر غلبہ دے جائیگے۔ آیا یہ بھی واقع ہوا۔ اور یہی وہاں
 کہ ان کو یہودی و عیسائی دشمنی سے پیش آئے آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت کو ان پر غلبہ دیا۔ اور اسکے
 فلان فلان شہر اور حصہ حضرت کی تخرمین آگے۔ پھر یہ تھا کہ ان کے ان کنایوں میں دیکھا کہ
 اللہ تعالیٰ نے اس پیغمبر کے اصحاب اور تابعین کو آپ کی تائید کی وصیت کی ہی جب میں نے
 یہ باتیں دیکھا دل میں ایمان کے طرف رغبت آگئی یہ تو تہا رہے رہو دیان کا انوار کیا۔ عرض
 جب وقت اسلام لایا اللہ اسلام کے ہمراہ ہونے کا فزون سے جاکر کہنے لگا اللہ تباری و تبارک ہی اور
 جازوی کی داد دی اللہ اللہ تعالیٰ دیکھا بیان آگے ایسا متوجہ ہونا ابو عبیدہ
 کا انیسویں کی طرف اور تشریف فرما بی حضرت عمرؓ کی دیار شام
 کی طرف۔ کہتے ہیں کہ جب لشکر اسلام دمشق میں حیدر و زراعت پایا۔ جناب
 خلافت اب کا فرمان واجب الادھان ابو عبیدہ کے نام سے ایسا صادر ہوا کہ یہ ہام
 ملاحظہ کر لے بی بیت المقدس کی طرف روانہ ہو دیں۔ والسلام۔ اسکے آگے ارطیوں جب
 فرار ہوئے بیت المقدس میں جا کے پناہ لیا ابو عبیدہ نے عروین خاص کے ساتھ ایک لشکر
 جزیہ دیکر روانہ کیا عروین خاص نے بیت المقدس کی طرف جا کے اس لشکر کو بھی مرو کیا اس حاکم
 کی ہی ایام میں علاقے تھا اسے ایک شخص عروین خاص کے پاس ایک قاصد کو بھیجے اسکا نام
 دریافت کیا اس قاصد نے دریافت کی کہ کیا اور اس کو خبر دی کہ اسکا نام عروین۔ تب پھر اس قاصد
 عروین کے پاس پیغام لے آیا کہ تم اس شہر کی توجہ کا خیال نہ کرنا کی فتح تہا رہے تاخیر نہ ہوگی۔ کہ یہ کہ تم
 کتابوں سے پایا ہی کہ یہ شہر وہ دو تہہ کے نامہ پر متعین ہو چکا کہ جس کے نام میں ہیں عرب
 زمین تہا رہا نام تو چار عربی ہی عمر ابو عروین ایک دوا کا عربی ہی۔ عروین خاص
 جناب انیس بات پر آگاہ ہوئے۔ یہی وقت حضرت عیسیٰؑ کی خدمت میں ایک

عزیزہ روانہ کر کے اس بات سے اطلاع دی تھی ایسے میں ابو عبیدہ نے جب ایک لشکر جزارے کے نکلے اور مشہارون میں جا کے نزول کیا وہیں ایک کتبہ بیت المقدس کے بطریقہ کے نام سے اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ تم اگر اسلام شرف ہو میں باخبر دینا قبول کرین ہم تمہارے ساتھ تفرض کرینگے والا ایسے جو غزوہ کو تم پر روانہ کرتا ہوں کہ تم جو گوشت جو کھانے اور شراب پیے کو بیت عزیز رکھتے ہو ان جو غزوہ میں کے پاس راہ دین میں اپنی جان ہی اس سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ پھر ابو عبیدہ نے چند روز وہیں توقف کیا پھر جب معلوم ہوا کہ بیت المقدس کے نصاریٰ اپنی کشتی سے باز نہیں آتے ہیں وہاں سے کوچ کر کے عمرو بن عاص کے لشکر کے ساتھ جا ملے۔ جب یہ بات اس شہر والوں کو معلوم ہوئی ایک لشکر عظیم نے کے شہر سے نکلے اور سپاہ اسلام کے ساتھ مقابلہ کئے جب ہر دو طرف سے جنگ شروع ہوا ایک ساعت میں کافروں سے بے ہنایت لوگ مار پڑے اور جو باقی رہے ہزیمت پا کے شہر کے دروازے کو بند کر دئے پھر غازیان اسلام کمال شجاعت کا کھانچا حاضر کیا تب بیت المقدس کے سرداروں نے بہت ہی عاجز آئے ابو عبیدہ کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ ہم صلح کر شہر تمہارا تحویل کر دیتے ہیں لاکھ تمہارے قول پر چندان اعتماد نہیں اگر امیر المومنین عمر بن الخطاب اس طرف تشریف لاویں اور عہد و پیمان کرین ہم اطاعت کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ تب ابو عبیدہ نے یہ سب احوال امیر المومنین کی خدمت میں لکھ بھیجے حضرت عمر نے اکابر و جبار و انصار اس باب میں مشورت کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وقت اقامت میں دیکھی۔ اور حضرت علی نے امیر المومنین کے کوچ کو اقامت پر ترجیح دی۔ حضرت عمر کو جناب امیر کی ہی رائے پسند آئی پس حکم کیا کہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے باہر خیمہ کیے لشکر گاہ بنا دیں تا صحنہ و ماں جمع آویں جب ایک لشکر فرمایا حضرت علی مدینہ طیبہ میں اپنی نیابت دیکے آپ شام کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب بیت المقدس پانچ روز کے فاصلے پر تھا ابو عبیدہ نے چند سرداروں کو اپنے ساتھ لے کے استقبال آئے اور ایک پتھر عربی گھوڑا اور سفید لباس اپنے ہمراہ لے آیا۔ کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین سے ملاقات ہوئی کہا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر نے اونٹ پر اپنے غلام کو سوار کروا اسکی ہمراہ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تشریف لائے ہیں ابو عبیدہ اور دوسرے امرا اور سپاہ جو اسکے ہمراہ تھے انکی حالت دیکھ کے تعجب کرنے لگے اور سوال کئے کہ غلام کو اونٹ پر سوار کرواؤ آپ پیادہ تشریف لائے کا کیا سبب ہے حضرت عمر نے جواب دیا کہ میرے اور غلام کے درمیان یہی ایک اونٹ ہی سوا ایک منزل میں وہ سوار ہوتا اور ایک منزل میں میں۔ سو آج اسکی سواری کی نوبت ہے۔ سبحان اللہ یہ کس مرتبہ کا واقعہ تھا۔ عرض ابو عبیدہ نے اے اللہ اس کی کہ یہ لباس سفید ہیں کے اس گھوڑے پر سوار ہو میں حضرت عمر نے قبول کر کے وہ لباس پہرا اور گھوڑے پر سوار ہوئے پھر ایک لحظے کے بعد یکبیک گھوڑے سے اترے اور وہ پوشاک اپنے بدن سے نکال دیا اور اپنا وہی لباس کہتے ہیں لکے اونٹ پر سوار ہوا اور فرمایا کہ اس لباس اور گھوڑے سے میں نے اپنے نفس میں ایک عجب پایا سو سمجھا کہ یہ عمل شیطان سے ہی اس واسطے اس سے باز آیا۔ ابو عبیدہ اور یزید بن ابی سفیان نے عرض کی کہ اگر یہ کپڑے نکال کے دوسرا لباس پہر تو

ایک بات میری خاطر میں آئی تھی سو تم سے مشورت کرتا ہوں معلوم ہو کہ اسباب میں تہاری ماسے کیا اقتصاد کرتی تھی۔ میری ماسے یہی تھی کہ پیانے سے ناپ کے تقسیم کریں۔ یہ بات سننے کے صحابہ کہنے لگے کہ یا امیر المؤمنین یا ثناء یزدی و عیانت ہمدانی سے اہل اسلام روز بروز زیادہ ہو رہے ہیں یہ مال جواب آیا یہی انشاء اللہ تعالیٰ دن بدن اس سے زیادہ آویگا مگر کیا معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفتر اور دیوان وضع کریں اور حکم فداویں کہ مال مستحقین کو حساب و کتاب دیا کریں اور ہر ہر کو جو دیتے ہیں لکھا کریں۔ حضرت عمر کو یہ راہبست ہی پسند آئی پس حکم فرمایا کہ دیوان دفتر کی ترتیب بن۔ اور لوگوں طبعے اور مرتبے قرار دئے۔ اور پہلے حضرت کے عم بزرگوار عباس بن عبد المطلب سے شروع کیا۔ حضرت کی قربت کا اگر ام پیش نظر رکھ کے ان کے نام سے سالیانہ بار ہزار اور ایک روایت سے بیس ہزار درہم مقرر فرمائے۔ اسکے بعد سادات اہلبیت کو مقدم کیا اور حضرت کے ازواج مطہرات سے ہر ایک کو دس ہزار درہم۔ اور اہل بدر سے ہر ایک کو پانچ ہزار درہم تعین فرمائے امیر المؤمنین امام حسن و امام حسین و ابوذر و سلمان کو بدریوں میں داخل کیا۔ اسکے بعد جن کو اسلام میں سبقت تھی اور مشاہد میں حاضر تھے ان کے مراتب شہر آئے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین اگر تھوڑا مال مسلمانوں کے واسطے بیت المال میں ذخیرہ کر رکھیں بہتر تھی۔ فرمایا کہ ایسی بات مت کر کہو کہ میرے بعد جو مسلمانوں کا دالی ہو دیگا یہ بات اسکے حق میں فتنہ کا سبب ہوگی **یَوْمَ جَدِیدٌ وَ یَوْمَ حَرِّ جَدِیدٌ** مسلمانوں کا ذخیرہ اطاعت خدا و اطاعت رسول ہی و بس۔ بحر امر و زلفہ حاضر نیست و کہ دی بگذشت و از فردا خبر نیست و ز فردا و زدی کس نشان کہ دی رفت است و فردا در میان نیست و یک امر و زہمت مارا نقد ایام و بران ہم اعتمادی نیست تا شام و

سولہویں سال کے وقایع۔ لائے ہیں کہ سولہویں سال میں حضرت عمر نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک نامہ لکھ کر ان کے ہاتھ میں دیا کہ سب حجاب و کچھ اہل عیال کو قادیسیہ میں چھوڑ کے اس شہر کی حراست و حفاظت کے لئے مقرر کرے اور اپنے ساتھ لشکر اسلام کو لے کے مدین کی تسخیر کے واسطے روانہ ہو و پس سعد بن ابی وقاص نے حسب الحکم ہجرت کے چند ہیوں سال اور آخر شوال میں جنگ کے ساز و سامان کو ترتیب دیکر لشکر اسلام کو ہمراہ لے کے مدین کی طرف کوچ کیا اور اٹھائے راہ میں کئی شہر جنگ اور ضلع سے ٹٹھکے آئے۔ ایک لشکر عجم جو میں تھا سخت جنگ و جدال کے بعد اسکے سپاہ متفرق ہو کے ابوان کی طرف بھاگ نکلے۔ اور بعضوں نے دجلہ پر پل باندھ کے پائے کو پھیل کو توڑ دیا تا اہل اسلام اپنا پیچھا نہ کریں اور بری جلدی آگے مدین میں پہنچایا۔ اور سعد بن ابی وقاص نے سابلط کسپہنچ کے جب لشکر کی کوچ و دات دیکھی تو ساتھ ہزار سوار حاضر تھے۔ جب سعد بن وقاص تشریف لانے کی خبر یزدیہ کو پہنچی اسنے اپنے لشکر کی امارت پر کسی کو مقرر کرنا چاہا تو کوئی بھی قبول نہ کیا۔ آخر یہ بات شہری کہ مدین کے درمیان جو دجلہ جاری تھا اس کے گزر جاویں۔ اور جانب غریب جو سمواو کے ساتھ ملتی تھا عرب کے واسطے چھوڑ دیں۔ اور جانب شرقی جو اکابرہ کے ایوان اور خسروان عجم کی جویلیاں اسی میں تھیں ان کی حفاظت

کریں ہیں اپنے زوال و اضمحلال کو ہر ایک کے لب ہل پر ایسے اچھٹے تیار کر کے کشتیوں میں تھپکے پار ہو گئے۔ پھر کشتیاں نکالیں
جب سعد نے دیکھ کے کہ دوسرے پر بھیج کے دیکھا تو نہ بیل ہی نہ کشتی نہ بایات نہ کھو گئے۔ اور لشکر کے امیر و فوج کے سردار کی
بھرتیوں کے کہا کہ ہم کشتیاں تیار کریں اب میں اندھ کے دھڑلے سے پار ہو دوں مسلمان فارسی نے کہا کہ ایتھا الامین ہم میں آؤ
اور کشتیاں پہنچا لیں ہم اپنے خونیے اور دھنیے لٹکے کھانے سے بچ جائیں گے۔ نقل ہی کہ سعد نے اسی تب اپنے
خواب میں دیکھا کہ اپنے لشکر کے سردار و سپاہیوں کے ساتھ پار ہو گئے۔ امین بن جاسپ نے۔ صحابہ کے
روبرو وہ واقعہ بیان کر کے کہنے لگے کہ فو کللا علی اللہ دریا پار کے جا کر ان کافروں سے جنگ کے لئے سوار
گزیہ میں پہنچے تھے یہی سب کے سب کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہم اور آپ کو رستہ و قوت کرامت و قوت و قہر عطا فرمائی
کہ جیسا اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی قدرت کا واسطہ ہے ہم کو اس خاک کے تختہ شیلگون پر گھاڑ رکھا ہی دیا یہی اپنی رحمت
فاسلہ سے اس پانی کو منہ شیلگون پر گھاڑ رکھا تھا۔ کسی اگر ابن دجندہ را دست و سعادت بہر بحر و بہر پار
اوست و سعد کہنے لگے کہ کچھ لشکر سے کون ہی کر اول اس امر خطیر میں اقدام کرتے اس کمانڈے سے دوسرے
کمانڈے پر ہماری حراست و محافظت کرے تاکہ لشکر عظمیٰ کو مجر کے فتنے نہ ہو دیں۔ تب حاصم بن عمرو اور قنقلع
اور امار باب شحات و جلاوت سے چھ سو دلا ورون کے قریب اتفاق کر کے کراڈھ سے سعد نے ان سب پر
حاصم کو امیر بنا کے عبور کا حکم کیا۔ کہتے ہیں کہ اول قنقلع اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اسی کام پاک سے کے اپنے گھوڑے
کو دریا میں چلا یا ایک ساعت میں کئی کے مانند دوسرے کمانڈے تک جا کے پھر سلامتی سے لٹ آیا جب حاصم نے
قنقلع کی یہ حالت ملاحظہ کی کہ سچے سچے سوچا اور دونوں سماعتہ شخص کو انتخاب کر کے اپنے گھوڑے سے اور اوست و دنیا میں
انکار سے جب دریا کے چون نیچ پہنچے اس کمانڈے پر عبور کا ایک لشکر اپنا نام مسلمانوں کو لٹے سے منع کریں۔
تب حاصم نے اپنے یادوں کو مذاکی کر اپنے نیزے اٹھاؤ اور کافروں کی آنکھوں پر نشان باندھ کے نیزے چلاؤ۔
غازیوں کو دیا یہی کیا جیسے کافروں کو مار کے دریا عدم میں غوطہ دیا پھر سعد باقی لشکر کو دریا میں اترنے کا حکم
کیا۔ اور فرمایا کہ یہ دعا پڑھتے ہوئے مرکبوں کو چلاؤ **مَسْتَعِیْنُ بِاللّٰهِ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ**
وہ ساتھ ہزار مرد بھی اپنے جانور اور سامان سمیت جان و مال کی حفاظت کے ساتھ ایسا پار ہو گئے اگر کسی کو
چیز بچی نہ گئی۔ مگر مالک بن حاکم کا ایک قبیح اوست سے دریا میں گر پڑا۔ مالک نے کہا کہ قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ
میں یہی رحمت سے امید کرتا ہوں کہ میرا قبیح مجھ کو پھر دریچا بلکہ حدیث صحیحہ **اِنْ مِنْ عِبَادٍ** اللہ کے لئے
اَقْسَمَ عَلٰی اللّٰهِ کہ جو مجھ کے سب کے سب پار ہو گئے ایک صحیح ایسی آئی کہ وہ قبیح کو مارے پڑا تو
لشکر اسلام ایک شخص نے اس کو پہچان لیا اور مالک کو پہچان دیا۔ اولیاء رحمت قوت ازالہ و تیر جرحہ
باز گردانہ راہ نقل ہی کہ یزد جرنے ہماری چڑھتہ کے دور سے دیکھ رہا تھا کہ غازیان اسلام بغیر بل اور

کثیروں کے ذریعے جوہر کر کے آتے ہیں اسکے دل پر ایسا عجب اور دہشت غالب آئی کہ وہ ان کے لیے کی طاقت نہ رہی۔ بے اختیار کہنے لگا کہ ہم کو جنہوں سے مقابلہ پڑائی نہ آدیموں۔ فی الحال ہمارے قاتل اور اپنے خواص کو ہمراہ لے کے حوان کی طرف پہاگا اسکے آگے اپنے اہل و عیال کے ساتھ تھوڑے خزانے اور اموال نفیس حوان کی طرف روانہ کیا تھا اور باقی خزینہ اور دینے اور بہت مال و متاع اور ظروف و جواہر کہ نہایت لطیف اور بیش قیمت تھے اور بکریے اور گایوں کے متذہب جو وہیں چھوڑے تھے انکی کثرت اتنی تھی کہ جبکا شمار دشوار تھا۔ القصد سعد نے ققاع بن عمرو کو ایک فوج کی مارت دیکے یلغار یزدجر کے پیچھے روانہ کیا اور آپ طالع سعد کے ساتھ مدائن میں داخل ہو جب انکی نظراس عمارت بلند و مشین مکانات رفیع و عزمین پر تری اور باغات خوش و نباتین و گلشن کا نظارہ کیا اپنی زبان شکر الہی میں کھولی اور یہ

آیت پر بشارت پڑھنے لگے کہ تَرَكُوا مِنْ جَنَاتٍ وَعُيُونٍ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ وَ نَعْمَ كَانَ رِزْقُ الْكَاكِبِينَ كَذَلِكَ وَآزَرْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ اور اپنا لشکر ایوان کسریٰ کی اطراف میں چھوڑ کے خواص اصحاب کی ایک جماعت اپنے ہمراہ لے ہوئے ایوان میں تشریف لائی۔ کہتے ہیں کہ اسکا عرض ایک سو بیس آرش اور طول سو آرش تھا۔ جس روز مظالم کی دریافت ہوئی اس ایوان میں ایک تخت لاکے رکھتے کسریٰ بڑی شان و تجل سے اس تخت پر بیٹھ کے انصاف کرتا تھا۔ اور اس ایوان میں تصویریں کھینچی تھیں سعد حکم کیا کہ ان صورتوں کے بدن سے انکے سر جو کڑی صابا بنے اس وقت سب کے سر متا دئے۔ جیسا حضرت نے فتح مکہ کے دن آٹھ رکعت نماز سبک ادا کی تھیں ویسا ہی سعد بھی حضرت کا اقتدار کے خفیف آٹھ رکعتیں ادا کیں پھر سب یاروں نے اس ایوان کی صفائی اور نقش و نگار ملاحظہ کیا۔ پس سعد نے عمر بن مقرن مرنی کو غنایم پر امیر بنا کے منادی کو حکم کیا کہ ایسی ندا کر دیں کہ جس نے چنان کہیں جو مال و متاع یا جو گناہ عمر بن مقرن کے پاس حاضر کرے اور مدائن کے اوہاں یزدجر کی بزمیت کے وقت جو ہاتھ تاراج میں دراز کر کے جو مال جمع کئے تھے مسلمانوں نے وہ سب ان سے نکال کے عینیت کے ساتھ عمر بن مقرن کے پاس لائے حاضر کئے۔ اور مسلمان بن ربیعہ بابل کو تقسیم غنایم پر تعین کیا۔ کہتے ہیں کہ عمر بن مقرن نے طرح طرح کے لذیذ طوائف اور کھانسی چیزیں زہر آمیز تیار کر کے اپنے مکانات میں چھڑ کر چلا گئے تھے۔ تا عرب اسکو تناول کر کے ہلاک ہو دیں۔ جب اہل اسلام انکے مکانون میں داخل ہو بسم اللہ بول کے کھانے لگے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں کسی کو کچھ ضرر نہ پہنچا۔ اور خزانوں میں ہنسار و پاؤ اور اقسام کی قیمتی جواہر اور دیر تیز مملو تھے اور ظروف و نفوس طلافی اور زر و دوزی فروش خسروانی اور دوسری نفیس چیزیں کہ جنکا حساب مشکل تھا اور مدت چہار ہزار سال سے عجم کے بادشاہوں میں بطن در بطن چلی آئی تھیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اور یزدجر جو خزینے اور دینے اور متاع نفیس اپنے ہمراہ لے کے مدائن سے فرار ہوا تھا ققاع نے اسکا پیچھا کیا تھا وہ سب مال و متاع اسکے سپاہ سے چھین کے پھیر لایا اور عمرو بن مقرن کے پاس پہنچا دیا۔ لوگ عجم کا وہ متاع نفیس جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا اگرچہ اسکی تفصیل اور تعداد مشکل تھی

لاکھ فوڑے ملا دیں کہ کلک کلک کیونکہ کھل کے ان سے بے چیزوں کا ذکر کیا جاتا تھا۔ آنا بخلا کی تلخ ایسا خاکہ
 جس کا وزن تین سو کھانسا کو ایسے یا قوت رمانی اور اصل جزئیاتی اور مرد سے مرصع کئے تھے کہ جس کی قیمت ہو نہیں
 سکتی تھی۔ کہتے ہیں کہ اس تاج کو سنہ ۲۰۰ ہجری تک کے کسری کے طاق سے لٹکانے اسکے سر پر اس طرح پر اوڑھنا کہ
 دیکھنے والے اور ایسا لگان کرے کہ کسری کے سر پر پہنائی۔ آنا بخلا ایک دو عدد مرد اور بیدار سے مرصع اس کا چار
 دو دینار کا مرد و نا اور ہر دانے پر یا قوت سرخ کا ایک قبہ تھا اور ہر سبز بڑے کے مہول اور اصل و فیروز کے مثل و بڑا
 اس پر ہوا تھے۔ بادشاہان عجم جن اور عید کے ایام میں من فرودیا ہات کے لئے اس کو پہنا کرتے۔ آنا بخلا سنہ ۲۰۰ ہجری
 ہجری اور ہنر زواریں جو بکلی کے مانند درختان تھیں۔ آنا بخلا ایک گھوڑا اور سو جو ہر دو درخت سے بنے تھے ایک قول
 سے سو ہر پیر چاندی کا اور ہاں بے ہفت جو ہر کر مرصع مینا جو اس گھوڑے پر سوار تھا۔ اور اس کی زین پہنے رو سیکے
 بنی ہوئی تھی اور اس کا دوسرا سبب بھی جو ہر کر مرصع تھا۔ آنا بخلا ایک ناقہ جو سیم غام سے اور اس کا ایک بوز خالص
 سے بنا ہوا تھا اور ایک جہول جو ہر و یا قوت سے نکلتا اس پر ڈالی ہوئی اور اس کی چار بھٹی سی تھی۔ اور اس کے پستان
 کا دایرہ یا قوت رمانی سے اور سر پستان مرقا سے بناے تھے۔ آنا بخلا ایک فرش پریشی کہ جس کی مردانی تین نو
 گز اور چوڑائی سا تھ لڑکی۔ اور اس کی اطراف زمر سے بنے ہوئے تھے۔ اور اس کے دس آرش رنگ رنگ کا ہر
 اور دس آرش مرد ہنر سے اور دس آرش بوز سفید سے اور دس آرش یا قوت سرخ سے اور دس آرش یا قوت
 زمر سے بنے ہوئے اور اس کے وہاں طرح طرح کے گہرے گہرے اور ہر قسم کے گل و ریاحین پہنا ہوئے تھے اور
 سے دیکھنے والے ایسا لگاں کرتے یہ ایک ہنر نادر تھی۔ اور ہر ہر ہر حارین نقش اور مین اور اس کے احاطے میں ایک
 چمن اور غرا نقش کیا ہوا اور بعد ازل ناؤ شجاری بننے روپے کے اور اس کے اوراق زمر کے اور اس کے چل چاہر ہاں سے
 بنا ہوئے تھے اس کا نام ہاں رستان کہتے تھے ایک نہایت ہی کمال علم اس کو رستان گاہ کہتے تھے کہ ہر ہر ہر کے ہر ہر
 اس پر چھبے کے شراب پیتے تھے۔ آنا بخلا ایک بساط زینت شطرنجی نہایت مکلف و بیش قیمت تھا کہ جس میں حیرانات
 شطرنج کی شکل میں چار تھیں ایک بڑا یا قوت سرخ سے اور دوسرا نصف یا قوت زمر سے مرصع تھا۔ اور جب چل رات کے
 خزانے کو لے دہشت سے ختم ہوا اور دستک کا فورہ و عزت اور دوسرے ہنر بیان تھا کہ آئین۔ سجدہ پہنے یا رونے کہنے لگے کہ اللہ
 تعالیٰ اپنے کمال فضل و کرم سے تم کو فروزا کیا اور جس کا خیمہ تین عطا فرمائیں یہ فرش نیا و بساط بے بہا کی تفسیر محمد پر نہایت
 و شوالی تھی۔ ترے ترے جہاں ہر تاس کی قیمت تھوڑے میں تو یہاں اور شتر بان کثیر الاساس اسکے خرید کرنے میں
 قاصر تھے کہ مناسب معلوم نہ ہائی کہ تم اس کی تفسیر سے گزرباویں بلکہ اس کو اذیر الامین فاروق اعظم کی حضور صمدت و بخور میں پہنچیں
 نا جو مصلحت مابین کریں۔ سب صحابہ کرامات پر راضی ہوئے پس حکم کیا کہ قیمت کا خمس ہوا کہ اسے جب خمس نکالے تو وزن سواؤ
 کا ہوا سو ہنر کے ہوا دیکھے امیر المومنین کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور دوسری چیزیں جیسے پوشاک و زیور اور تاج و کرا

اور کسریٰ کی شمشیر وغیرہ جو روانہ کئے وہ جس میں داخل نہیں تھے اور باقی مال ساتھ ہزار مجاہدین پر تقسیم کر دیا تو ہر سوار کو بار ہزار درہم پہنچے اور اس لشکر میں سب سوار ہی تھے۔ جب فتح مدائن کی بشارت مع حسن عتیم حضرت عمر کی خدمت میں پہنچی حکم فرمایا کہ مسجد نبوی میں جمع کریں اور سب اشراف و مہاجر و انصار اور مدینے کے سب اخبار کو بلاؤ تا یہ مال خدا واد ملاحظہ کریں۔ جب تمام اہل مدینہ آگے دیکھے اس مال کی کثرت و فراغت پر نظر کر کے حیران ہوئے اور زبان شکوہ و سپاس میں قادیان جہل سلطانہ کے کھولے اور جو مسلمان کہ قادیان میں اقامت گزین تھے انکی امانت و دیانت کی اور سخاوت و شجاعت کی تعریف و توصیف کرنے لگے جناب خلافت مآب نے اسی مجمع میں انکی شان میں فرمایا اولئك اعيان الحرب نقل ہی کہ حضرت عمر نے اس فرش مستانی کی تقسیم کے باب میں صحابہ سے مشورت کی کہ تمہاری کیا راہی کے سب خاصہ اس ہے۔ ایک روایت یہی کہ بعضوں نے کہا کہ اسکو خزانہ بیت المال میں ذخیرہ کریں۔ اور ایک جامعۃ یہ بات امیر المومنین کی رائے پر ہی تفویض کی۔ جناب روضی علی نے جو اہل مشورت سے تھے فرمایا کہ امیر المومنین کس لئے اپنے علم کو جہل کے ساتھ اور اپنے یقین کو شک کے ساتھ تبدیل کرتے ہو۔ انہ لکنس لک من الدنیا کما اعطیت فامضیت او لکنس فابلیت او اکلت فافنیست یعنی مال دنیا سے کچھ تیرا نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اور اپنے آگے آخرت کی طرف بھیجے یا تو جو پیسے اور پرانا کرے یا جو کھاؤ اور فانی کر دے خور و پوش و نجشائے رحمت رسان پنگہ می چوداری زیر کسان باذان نعمت ایک کسی ابکار پڑ کہ دو بار عقیقہ کند زنگار بدینا توانی کہ عقیقہ خری و بخر جان من در نہ حسرت بری دگر وہی فراوان طمع زن برند کہ تخمی ہفتشا و خرمن برند و بران خور و سعدی کہ بھی نشانہ کسی بروخر من کہ تخمی ہفتشا و امیر المومنین نے جب حضرت علی سے یہ بات سنی فرمایا۔ کہ ای ابو الحسن تجھے راست کہا پس حکم کیا کہ اس فرش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے صحابہ پر تقسیم کریں حضرت علی کے حصہ میں بھی ایک ہتیلی کے مقدار پر ایک ٹکڑا آیا تھا سو بیس ہزار درہم فروخت ہوا۔ جلولا اور جلوان کی فتح۔ لائے ہیں کہ جب یزید جو رہنے و این ہزیت پا کے جلوان کی طرف گیا۔ لشکر عجم کے بہت سے لوگ ہنات خستہ اور شکستہ جا کے جلولا میں جمع ہوئے۔ اور مہران رازی کو آپ پر امیر بنائے اور بائیکہ مگر عید باند ہے کہ معرکے سے ہرگز نہ بھاگین بھاگے ہو لوگ جو جو طرف منتشر ہوئے یہ خبر سننے ہی انہیں کے پاس آگے جمع ہونے لگے۔ اور اس مقام میں ایک بڑی خندق کھود کے اسی کو اپنا لشکر گاہ ٹھہرائے۔ اور بعضے دو ستر بھاگے جو کومصل میں جا کے فراہم آئے سو اس نواح میں شہر کربت میں عجم والوں کو بڑی جمعیت مآتھ دی۔ تب سعد بن ابی وقاص نے یہ خبر حضرت عمر کی خدمت میں لکھی۔ جواب آیا کہ تمہارے پیچھے ہار شکستہ ساتھ باہر از غازیون کو دیکھ جلولا کی طرف بھیجئے فقہاء بن عمر کو مقدمہ الجیش پر اور سعد بن مالک کو مہینہ پر اور عمرو بن مالک کو میسرہ پر مقرر کیجئے۔ اور عبد اللہ بن العمر کے ساتھ چھ سو سوار کو دیکھ کومصل اور کربت کی طرف رخصت دیجئے۔ پس ہاشم بن عتبہ نے بار بار از غازیون کو ہمراہ لے کے روانہ ہوئے۔ جب

میں کا خون بچا کر دیا جیسے جیسے حکمران گزرتے گئے اس مدت میں ہر دو فریق کے درمیان اتنی بار جنگ ہوا جیسے جیسے کے بعد جو آخر جنگ ہوا اس میں غازیان اسلام ایسی شجاعت کی داد دے کر جکا بیان چلے پھر جسے خارج ہی آفر لا فتح و ظفر کی ہوا لشکر اسلام رہنے لگی اور لشکر کفر میں شکست فاحش ہوئی۔ جب وہ کفار کشتہ ہر سال سلام قبول کرنے میں اسلام کے تابع ہو کر پڑھتے پڑھتے پڑھتے بار بار جنگ ہوتے تھے سبب جو کہ موفیہ قید بل قدر نہ لے کا لڑنے کے لشکر میں ایک باوندیسا بھیجا کہ انکی فرج میں تزلزل پڑ گیا اور اہل فارس کی آنکھیں بسی خرو ہو گئیں کہ اپنے بلاد و اعیان و فراوس کین جو خندق کر دے کہ دے کسی میں لڑنے لگے یہاں تک کہ فارس میں ایک لاکھ تھیں جو بڑے پہلوان تھے جہان کے ساتھ دے گئے زمین پر لڑائی ناپاک نشون کی کہ ہمیں ہو گئیں اور وہ وہ ہمیں بہادری سے باتیں کرتی تھیں اور ماہین بند ہو گئیں اس لیے اہل کمان نام جلا ہوا لا جلا جلا یا لقتلی اور ان کا غار ظاہر کی

میں اہل کمان بنی بنی حکما قال صال وکلا لک لحدک ربک اذ آخذ العزنی ورمی ظالمک اذ لکذا

الینم سید نید۔ اسی کہ دراز ظلم چاہی میسکی؛ انہ برای خویش امی میسکی؛ اور اس جنگ میں اس قدر قیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئی کہ لشکر اسلام کفر اکثر مال و موشی اور نقد و جنس سے تو لڑ رہے گئے۔ کہتے ہیں کہ ہر جاہل حصہ میں ساتھ ہزار و ہزار دون جانورائے تھے۔ نقل ہی کہ خار جابن الصلت فارس میں کفر میں سے ایک شعبہ میں داخل ہو کر ایک ناقہ تین کی تصویر جو در و یا قوت سے مرصع کی گئی نظر آئی اور اس کے نیچے ایک مرد کی تصویر چھایا

احمر سے بنی بنی و ہری تھی یہ ہر دو صورتیں ان کے ہاتھ آئیں۔ ایسے اور بہت سے چیزیں تھیں کہ مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اہل اسلام بہت خوش ہو کر اور اہل کمان نام فتح التوح رکے۔ جب یہ خبر پڑی کہ کوپنچی بہت ہی گھبراہٹ اور جلاں میں شورش سکا اپنے ایک ایسے کے ساتھ قوتی ایک فوج دیکھ جلاں میں رکھا اور آپ بڑی جلدی شہرزی کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس امیر کو یہ تاکید کی کہ اگر عرب کا لشکر میری پچا کرے تو مقابلہ کر کے اٹنی ویرنگ مشغول کر دے کہ میں خبر نہ لے سکوں

تھی گپ پٹ پٹ جاؤں۔ جب یہ خبر ہاشم بن عبد کوپنچی انہوں نے سعد بن ابی وقاص کے نام سے ایک کتب لکھا اور بڑی جلدی سے ایک ایک باد پکے ہوا دیکے دین کی طرف روانہ کیا۔ اہل حضرت میں وہ نام پہنچے ہی انہوں نے ایسا جواب روانہ فرمایا کہ تم پر قہر دیکھتے ہی ایسا لشکر ہوا۔ اے کے جلاں کی طرف کوچ کیجئے اور مخالف سے مقابلہ کر کے تائید باقی جلاں کو اپنے قبضہ تصرف میں لیجئے ہر اس قاصد کے چھہ قتل کے ساتھ چار ہزار عداوت شمار ہاشم کی مدد پر روانہ گئے۔ اتنا سے ماہ میں ہاشم اور قلع طائی جو پھر ہر دو لشکر کا اتفاق قطع منازل کرنے لگے جلاں کا امیر یہ خبر سن کر ایسا لشکر ایک لشکر اس شہر سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہر دو فریق لے اور جنگ عظیم ہو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح و ظفر دے جلاں کا شہر ہاتھ آیا فارس میں کین شان و شوکت بالکل قوت گئی۔ کچھ لوگ قیاد کی بادشاہی بر باد ہوئی۔ مکرر اور موصل وغیرہ کی فتح۔ لائے ہیں کہ ان دنوں و مین و مین کے قبضے میں تھا۔ ہر نقل کی طرف سے

الطابق اس نواح کا حاکم تھا۔ فارسیوں کی ہزیمت پا ہوئے بعض لوگ جا کے اسکے پاس ملحق ہوئے تب وہ ایک بڑا لشکر جمع کر کے نکریر کی طرف آیا اور اس نواح کے قلعوں کی تعمیر میں مشغول ہوا۔ ایسے میں قبائل عرب کی بنیاد اور بنی ثعلب جو نصرانی تھے دسے بھی جا کے اس سے ملحق ہوئے۔ سعد بن ابی وقاصؓ نے امیر المومنین کی خدمت میں یہ خبر لکھ بھیجی۔ جناب خلافت چناہ نے عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ چھ ہزار غازیوں کو دیکے اسکے جنگ پر روانہ کیا اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن عمرؓ کو اسیر فتح و نصرت بخشا الطابق مارا گیا۔ اور اسی سال میں سنبلاں اور شران جو جلاوطن کے نزدیک تھے مزار بن الخطاب کے ساتھ پرمشوج ہوئے۔ اور اکثر کے قول سے ستر دین سال امیر المومنینؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کے نام سے نامہ لکھا کہ اسلام کی فوجیں اطراف بلاد میں روانہ کریں۔ تب انھوں نے حسب الحکم عیاض بن غنم اور ابو موسیٰ اشعریؓ اور اپنے فرزند عمرؓ کے ساتھ فوجیں دیکے جزیر کی طرف روانہ کیا جہاں امیروں کے ہاتھ ان شہروں کی تسخیر ہوئی عیاض نے وہیں کی اور ابو موسیٰ اشعریؓ شہر نصیبین کی طرف اور عمر بن سعدؓ کس العین کی طرف روانہ ہوئے ان کے لوگ بالراس والعین کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ مگر بنی ثعلب سرکشی کر کے روم کی طرف روانہ ہوئے جب یہ خبر حضرت کو پہنچی ہرقل کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمایا اور اس میں قسمی کہ بنی ثعلب کے نصار کو جلد واپس بھیجے گا تو تیر والا حکم کو گناہ مالک اسلامیہ میں جہاں جہاں نصرانی لوگ متوطن ہیں انکو نہایت برکھور سے اخراج کر دیں۔ جب یہ نامہ ہرقل کو پہنچا ترسان و رزان ہوا اس وقت حکم کیا کہ بنی ثعلب کو فوراً روم سے نکال کے حضرت عمرؓ کے حضور میں روانہ کریں جب انہوں نے دار الخلافہ میں حاضر ہوئے عاجز آگئے جزیرہ قبول کیا کہ ہر سال ہم دونوں بھیجا کریں گے تا حوالہ بیت المال میں داخل کریں لاکھ چاہئے کہ اسکا نام جزیرہ نہ کہیں امیر المومنینؓ نے فرما کہ تم جو دیکارین وہ تمہارا جزیرہ ہی ہی تم اسکا کچھ بھی نام رکھیں اور اسی سال جلاوطن کے سرحد میں جتنے شہر تھے دسے سب قلعہ کے ساتھ پرمشوج ہوئے اور اسی سال ابو بھضون کے قول سے ستر ہویں سال بصرے کی امارت ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام پر قرار پائی۔ اور چند حصار و دیار مفتوح ہوئے کہ جن کی تفصیل نہایت تطویل چلتی ہی اس مختصر میں اسکی گنجائش نہیں۔ ہجرت سے ستر ہویں سال کے وقایع اور شہر کو فتنے کی بنا۔ جب ہجرت سے ستر ہویں سال شروع ہوا ماہ محرم میں شہر کو فتنہ کی بنا واقع ہوئی۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ مدائن کی آب و ہوا اہل اسلام کے مزاج کو موافق نہ تھی اکثر لوگ ورنے کی تپ سے بیمار ہوئے اسلئے سعد بن ابی وقاصؓ نے امیر المومنینؓ کی خدمت میں یہ احوال ظاہر کئے۔ ایک روایت یہی کہ سعدؓ فتح مدائن کی خمس غنائم کے ساتھ ایک جماعت کو مدینہ کی طرف روانہ کیا تھا حضرت عمرؓ کی نظر جب اس جماعت پر پڑی تو انکے چہروں کے رنگ متغیر اور انکے بدن نہایت ناتوان اور لاغر نظر آئے۔ جب اسکا سبب دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کی کہ مدائن کی آب و ہوا موافق نہیں ہی امیر المومنینؓ نے سعدؓ کے نام سے نامہ لکھ کے استفسار فرمایا تو ویسا ہی جواب آیا۔ تب جناب خلافت ماب نے سعد بن ابی وقاصؓ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا روانہ فرمایا۔ کہ عرب کی اقامت کو

کری بلکہ ایسی ہو کر سوچا کہ شاید وہ سزا اور سزاوار اور آپ کا بیوہ اور وہاں کی آب و ہوا مزاج عرب کے موافق ہو
اور اس مقام میں کوئی بڑا اور دیار پرست ہو جو کہ لشکر اسلام کا سکون و آسودگی دے۔ اور حال ہی میں ایک نامور شخص
میں عمر فاروق مدد دیا یا سعد بن ابی وقاص سے متعلق کہ ایک قول سے یہاں بن سیر اور بعد ازین شخص کو مدد کیا گیا
مقام کی تلاش کریں کہ یہاں کو اس جگہ کے جو خاص کیا سبب یہ تھا کہ حضرت عمرؓ اس کام کے لئے اس کو
فرمایا پس ہر دو بزرگ جب نکلے سیدان خوات کے جانب ترقی سے اور صفیہ جانب شرقی سے میر کرنے لگے ایسی ایک اور جگہ
پہنچے کہ اس کی مالک ایک عورتی عربی تھی کہ وہ کہتے ہیں یہاں اور یہ کہ اس مقام کی آب و ہوا نہایت پسند آئی اور خوب
طبع ہوئی۔ وہاں ہر دو بزرگ اپنے مرکب کو اتارے اور دو رکعت نماز کو کر کے دعا کے لئے اٹھ اٹھا کہ کمال فیض و ناز ہی دے گا
ہاری جلتا نہ رہے۔ دعا کے بعد خداوند اس مقام کو ہمارا ملجا واد اور بہت کی جگہ کھینچے۔ جب دعا سے فایز ہوئے اسے لشکر کا
میں آگے بڑھے۔ تب سعد بن ابی وقاص سے کہنے لگے جب وہاں تشریف لیا کے لاکھ فرمایا تو انکو بھی وہ جگہ پسند آئی
پس اس کو اپنا لشکر لگا۔ پھر کے امیر المؤمنین کی خدمت میں ایک نامہ اس معرور کا لکھا کہ آپ کے حکم کے موافق ہم نے جگہ کی
تلاش کی کہ کسی جگہ جو منزل بری و بحری بھی اور زمین حاصل اور کثیر النعمات بھی اور چارہ و دوا و دیگر کتبائی اور
وہاں کی ہوا نہایت لطیف بھی نظر آئی پس ہم نے اس کو اپنی منزل چھنرایا۔ اور تب مسلمانوں کو میں نے اختیار دیا کہ
جو چاہیں مدین میں رہیں اور جو چاہیں اس منزل میں۔ بعضے مدین کو ہی اختیار کئے اور بعضے اس منزل کو۔ میں مسلمان
کے لئے انکو وہاں ہی مجبور دیا کہ یہاں کہ جنہوں نے مدین کی سکونت اختیار کی جب ایک مدت بسر کئے وہاں کی
آب و ہوا انکو موافق ہوئی لکے رنگ و فونی حالت اصلی پر آگئے۔ تب امیر المؤمنین سے اجازت چاہے کہ عارضین بنا کر
جناب خلافت آپ نے اجازت دی کہ اس شرط کے ساتھ کہ اس وقت اور چوتھے سے بنا کر میں بلکہ بائیں اور ذکر کی
بے تحلف مکانات بائیں اور والوں پر بھی یہی حکم صادر ہو چھ روز کے بعد ناکہ ایک اُن ہر دو جگہ آتش لگ گئی ہو
وہ کے بائیں مکانات اور کباب جل گئے۔ تب امیر المؤمنین کی خدمت میں لکھ کے خشک و گل سے عارضین بنا کر
رضیت حاصل کئے۔ سعد بن ابی وقاص نے حکم کیا کہ ہرے اور حایین میں جو عمارتیں حاضر ہو کے شہر کو نہ بنا کر
تب عرب کے اشراف و اکابر حکم اور لائق مکانات بنا۔ جناب خلافت پناہ سے سعد کے نام سے ایک نامہ اس معرور کا
کہ کوئی شخص تین گھر سے زیادہ نہ بناوے۔ اور عمارت سازی میں حایان و حیل اور تکلف کی راہ نہ لے۔
بناوے۔ بی سست احمدی خاں ہذا ایک روایت ہے کہ امیر المؤمنین کا حکم ہوا کہ اس شہر کی بناہل پر جو کوئی کہ جس شہر کی بناہل
پر ہوگی وہ استوار و پائیدار ہوگا۔ جس کوئی کہ جس کی مدد سے عمارتیں بنی نہ ہوئے وہ زیادہ بہت ایسی بناہل
اور پائیدار نہ ہوں گی۔ ان قصائد جو بناہل کے بعد کہ جس کی بناہل کا تعلق ہے۔ عمارتیں بنی نہ ہوئے وہ زیادہ بہت ایسی بناہل
اور نہ کہ مسک خاتم نے کمال کے مسجد مسنون بناوے لکھ کا کہ اس بناہل سے عمارتیں بنی نہ ہوئے وہ زیادہ بہت ایسی بناہل

ابی وقاصؓ نے حکم کیا کہ مسجد کے مقابل ایک قصر عظیم بنا کر میں معارونؓ اپنی خواہش کے موافق ایک قصر عالی شان نہایت بلند و کشادہ ایسی بنا کی کہ قصور مدائن کے برابر بلکہ اسے بہتر تعمیر پائی۔ جب اسکا کام تمام ہوا مدائن کے قصر امین کا دروازہ کھلا کے لاکر اسکو لٹکا دئے اور لکڑیاں اسلام بھی مدائن کی عمارت کا بھی سامان لائے اپنے مکانات میں مصروف کئے جب سعد بن ابی وقاصؓ کے اس قصر عظیم الشان کی خبر حضرت عمرؓ کے حضور میں پہنچی نہایت برہم ہو محمد بن مسلمہ کو بلا کے ایک نادر سعد کے نام سے لکھے کہ اے ہاشمہ یا اور حکم کیا کہ کوئی نیک چادہ اور سعد سے ہمکلام نہ ہو دے اور حکم کرے کہ لکڑیاں جمع کرے پس اس قصر مخلف کو حلاویہ پھر اسے بات ناکر کے بلا توقف مراجعت کرے۔ محمد بن مسلمہ سیرت کو خفیہ کی طرف روانہ ہوا امیر المومنین کا جو حکم ہوا تھا بجا لایا اور نادر سعد کو پہنچایا اور اسے بات نکر کے مراجعت کی۔ سعد نے ہر چند التماس کی تا قاتل کرے تا آپؓ حسرت ضیافت بجا لاؤ لاکن انہوں نے اجابت نہ کی۔ اور مبلغ کثیر انعام و ہدیہ کے طور پر بھیجا کہ بھی قبول نہ کیا۔ جب سعدؓ امیر المومنین کا نادر کھول کے ملاحظہ کیا تو مرقوم تھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی تھی کہ تم نے ایک قصر عالی شانہ قصور ملک عجم بنا کی ہے اور کو شک کسری کا دروازہ لایے اسے کو شک کو لگایا ہے۔ شاید کہ تم نے یہ کام اس واسطے اختیار کیا ہے تا حاجبوں اور دربانوں کو اس پر بھٹاؤ اور وہاں ہندون کو اس کو شک میں داخل ہونے سے منع کریں۔ جیسے سلاطین عجم کے حاجب اور دربان کیا کرتے تھے جب صورت ایسی ہو مسلمانوں کے ہمت معطل ہو جائیگی اور انکے قضاے حاجات میں براہ داخل رہ جائیگا معلوم ہوا کہ تم نے ہمسائیگی کے سبب اکابر کی سیرت اختیار کی اور سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم ہے اسی سعد یہ بات تم سے نہایت ناپسند واقع ہوئی۔ تم کو چاہئے کہ اصطلاح خلق اللہ اور بندہ دست ملک میں مشغول رہے۔ اور یہ کام تو اس سے پوری مخالفت رکھتا ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اکابر کو ایسے مکانات و قصور سے غور کی طرف اور ہمارے پیغمبر جلیل القدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس خاکدان فانی سے طرف جنت جاودانی کے پہنچائے ہیں۔ غرض میں نے ایک شخص کو بھیجا ہوں کہ تمہارا قصر امیرانہ کو شک شایانہ حلاوت نامہ میں اس سے دل بستگی نہ ہو۔ **۱** ابن سیرت کہ البتہ خلق خواہد بود و شک آن قوم کہ در بند سراسی و گرد نہ نظر نماند و گردن بریشی تھا **۲** الحق انصاف تو ان داد کہ صاحب نظر نہ ہا جان ہر ہر ہفتاؤ کا گندہ گر ہر ملک جہانست ہیچش نہ خرد **۳** و فادلی منہ کہ جائے دگر برای عشرت تو بر کشیدہ اند قصور ہر اسافت دور و دراز و پیشست پیرین دور و روزہ اقامت ہر امنوی مغرور **۴** ہرام کہ گور سیرفتی ہر سال **۵** این نادرہ میں کہ گور ہرام گرفت **۶** کجا آن فریدون **۷** ضحاک و جم **۸** شہنایا عوب خضران عجم **۹** ہر خاک دارند و بالین و خشت **۱۰** خنک انکہ ہر تخم یکی نکشت **۱۱** القصہ سعد بن ابی وقاصؓ نے امیر المومنین کے حکم کے مطابق ایک ایسے مکان کی بنا کی کہ زمین دو خانے تھے ایک اپنی سکونت کے لئے دوسرے خزانہ بیت المال کے لئے اور وہ کو شک کہ جسکو آگ دئے معاویہ کے زمانے تک ویسی ہی دیران پڑی تھی جب انہوں نے اپنی حکومت میں زیاد بن ابیہ کو عراق کی سرداری دیکھ بھیجا۔ زیاد نے از سر نو اسکی تعمیر کر کے اسکا نام قصر الامارت رکھا۔ اور اسی سال امیر المومنین

جو ظاہر میں مسلمان کہتا اور باطن میں نفاق رکھتے تھے۔ اس آیت شریف کے مطابق **وَإِذَا خَلَوْا الشَّيْطَانُ**
قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ أَمَا نَخَرُّسُهُمْ اور اس حدیث مصنف کے موافق **مِثْلُ الْمُنَافِقِ كَالسَّكَاةِ**
الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْعَمِينَ یعنی **إِلَى هَذِهِ مَرَّةٍ وَإِلَى هَذِهِ مَرَّةٍ** برہم یوں کے ساتھ پیغام رکھتے تھے
 کہ ہم حبیب مقدس و سبیلہ و تمھارے مدد کرنے کے بغیر **يَا لَللَّهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ الْقَصِيرُونَ**
 نے اہل اسلام اپنے ملک کا قصد کرنے کے اندر کتنے سے ان کے آگے آپ ہی سبیلہ و دشمن اور ایسا جنگی جمع کرنے میں مشغول
 ہوئے۔ جب ایک کھنڈر کے قریب مردان گاری فرما رہے تھے سام کی طرف کوچ کر کے اول ہر حص کا قصد کیا کیونکہ ابوعبیدہ
 کی سند حکومت وہیں تھی جب ابوعبیدہ کو یہ خبر پہنچی انہوں نے جلد حجاب خلافت آپ کی خدمت میں اطلاع دی اور ہم
 کے اطراف نواحی میں اسلام کے فوجیں منتشر تھیں ان کے خطوط روانہ کئے کہ سب تیار رہو کے آؤں اور ابوعبیدہ کا
 عرصہ جب حضرت عمر کی حضور میں پہنچا اس وقت بہرون اور قیسوں میں جو اہل اسلام کے تحت تصرف تھے حکم نامے روانہ
 کر دیے کہ ہر فوج کے مجاہدین مان جنگی آمادہ کر لیں۔ کلین اور جری جلد ہی ابوعبیدہ کی خدمت میں پہنچیں اور
 سعد بن ابی وقاص کے پاس ایک قاصد کو روانہ کئے کہ قنعا بن معرق کے ساتھ چار ہزار غازی کو دیکے ابوعبیدہ کی
 مدد پر شام کی طرف روانہ کریں۔ اور سہل بن عدی کے ساتھ چار ہزار ہنوار دیکے حزار کی طرف بھیجے تارویں
 اور حزار و الوں کے درمیان چلے گئے۔ اور امیر المؤمنین و مفسر نفس مدینہ طیبہ سے مکہ کے موضع جابہ تک تشریف لائے
 اور اس جگہ مدد پہنچنے کا انتظار کرتے تھے۔ اور ابوعبیدہ کے نام سے ایک مہر روانہ فرمایا کہ مدینہ منورہ اور دوسرے
 بلاد پہنچے تک تم حمص کا دروازہ بند کر کے اہل شہر میں ساکن رہو۔ کہتے ہیں کہ فوج شام کے امیران جیسے معاویہ اور
 شریح بن سند و غیرہ تاج ابوعبیدہ کے ساتھ ملے ہوئے تھے انکو یہی تحریریں دیتے تھے کہ مدد کی فوجیں آئے تک آپ حمص کے قلعے
 میں ہی مقیم رہیں جنگ لڑنے باہر نکلنے کا قصد نہ کریں۔ مگر خالد بن ولید حمص کو پہنچتے ہی ابوعبیدہ کو جنگ کی ترغیب
 تحریریں دی جب اسباب میں انکا الحاح و بالآخر جد گزر گیا آخر ابوعبیدہ نے اپنا لشکر لیکے حصہ باہر آئے کہ رومیوں کے ساتھ
 مقابلہ کیا برای جنگ ہوا آخر الامور کا فزون کو شکست فاش ہوئی حکمران و العاقبتہ للمتقین کے اللہ تعالیٰ نے
 مسلمانوں کو فتح و نصرت دی۔ نصار کے لشکر سے ہزار نفر کی شکری گھر کے امین طلب کی اور بہت آسیر ہوئے۔ اور چار ہزار
 شخص آگے رہے ہزار محنت و مشقت سے افاقان خیزان اپنی جان بچا لیکے بھاگ نکلے پھر بار دیگر شہر حمص
 اور اسکے توابع و لواحق کے بلاد میں ان فزوں کو گزر رہا ہوا۔ اور وہ سرزمین پھر ان کے فساد سے ملوٹ بنوئی ابوعبیدہ
 نے فارغ البال ہو کے دولت و اقبال کی سند کو زینت زیبست دی۔ کہ **رَبِّهِ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُكُمُ اللَّهُ بِإِذْنِكُمْ وَ**
يُخْزِيكُمْ وَيَقْتُلُكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَشَفَ صِدْقَ وَرَقِ مَوْمِنِينَ کا مضمون اس آیت میں ظاہر ہوا اس قدر
 سبایا اور غنائم مانعہ آئے کہ جنگا شمار و شمار عمائد کی فوجیں پہنچنے کے آگے ہی اللہ تعالیٰ خالد بن ولید کی شجاعت و بہادری

اس فوج کے آگے آگے چلا تھا اس شب مالک شمر کے لشکر کے چلا کر کے سواروں کے ہاتھ سرگیا ہوا اسکو مالک
 کی خدمت حاضر کئے۔ جب اسکو پوچھے کہ سچی حقیقت کیا ہی بیان کر اسنے سب ماجرا ظاہر کر دیا اور طارق
 اسکے آگے جیلد بن ابیہم غسانی کے ساتھ مدینہ طیبہ کو آگے حضرت عمر کے ہاتھ پر اسلام لایا پھر جیلد کے پیچھے
 مرتد ہونے کے بجائے مالک شمر نے پھر اسکو دعوت اسلام کی اسے ایمان شرف پہنچا۔ پھر مالک شمر نے
 حکم کیا کہ اور قند کے ہاتھ سواروں کو پکڑو میں دو دو مسلمان ایک ایک کا قتل کرنا سنی سے پکڑ کر قید کر دے
 اور یوں قتل کا قند نہ رہی کہ حبشہ سے اعزاز کے قلعے کے پاس گیا واد میں اس سے اگر ملا اور قلعے میں لچا کے
 اسکو گالیاں دینا اور اس پر قند کا پھر اسکو اور اسکے ساتھی ایک سو سوار کو اپنے بیٹے لاؤن کے گھر میں قید
 کر دیا اور لاؤن کو اس پر گھبرانہ پھر آیا۔ جب آدمی رات گزری لاؤن کو تو فوج رفیق ہوئی ہوا اسکے قتل
 میں یہ بات آئی کہ یو قنا میرے باپ کے زیادہ علم رکھتا ہی آسمانی کتابوں سے بہت واقف ہی۔ یہی قنا
 ہی کہ پہلے مسلمانوں سے بری عداوت رکھتا تھا اور انہیں سخت جنگ کرنا تھا جب وہ مسلمان ہو گیا اللہ
 اسلام کی حقانیت اس پر ظاہر ہوئی۔ بہتر ہی کہ میں ان قیدیوں کو چھوڑ دوں اور مسلمان ہو جاؤں۔ پس
 یو قنا کے پاس آگے کلمہ شہادت پڑھا اور قیدیوں کو چھوڑ دئے۔ ایسے میں مالک شمر بھی اپنے لاؤن
 قلعے کا وادہ کھلوایا پس سب مجاہدین تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے اور صبح ہوئی عبد اللہ
 جب اس لشکر کو دیکھے بہت گھبرائے اور ہتھیاریں قوال دیکھ امان مانگنے لگے تب مالک شمر نے اسکے قتل سے
 ہاتھ رکھا اور ابخا مال امصاب لے لیا اور یو قنا اور اسکے ساتھیوں پر رحم کیا۔ یو قنا نے کہا کہ شکر ادا کرو
 اللہ تعالیٰ کا پھر اس آگے کا اور سب ماجرا بیان کیا مالک شمر نے شکر کیا اذ ان کا اللہ اعز اھب
 اسے سب ابکہ۔ پھر مالک شمر قلعے میں ہر طرف پھرنے اور دیکھنے لگے تو ایک جگہ پر دو اور اس کو مقتول پایا
 اور پوچھے کہ اس لمون کو کون قتل کیا۔ لاؤن نے کہا کہ میرے بھائی یو قنا اسکو قتل کیا ہی۔ اور وہ
 عمر اور قتل میں زیادہ ہی۔ مالک شمر نے اسکو بلوایا کہ پوچھا کہ تو اپنے باپ کو قتل کر چکا کیسب ہوا۔
 یو قنا نے کہنے لگا کہ اس قلعے کے کنیسہ میں ایک راجہ رہتا ہی ہم اسے اچیل پر مار کر لے گئے جب لشکر
 ہر طرف غلبہ پایا اور اکثر ملک اسکے تہذیب میں آجائے میں نے سنا ایک روز اس راجہ اسکا سبب پوچھا
 تو اسے کہنے لگا کہ اسی آگے ہی جردی صبی کو عرب بالقرہ اسکے تخت گاہ تک مالک ہو جائے
 اور ہم نے سنا ہی کہ اس قوم کے بنی نے فرمایا تھا وَبِئْسَ لَكَ لَدُنْ مُشَارِ قَهْشَا
 وَمَعَارِ بَہَا وَسَبِيلُكَ اَبِئْسَ مَا زَرَىٰ لِي مِمَّا بَہْرَمِیْن لے پوچھا کہ اسی بات تو کیا
 کہتا ہی مسلمانوں کے بنی کے باب میں اسے کہنا اسی سے میرے ہماری کتابوں میں لکھا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے

خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا انطاکیہ تک

۵

اصل یہ کہ یوقنا کے قریبی ایک ہندو لوگوں سے دو سو آدمی جو ہزارہ تھے یوقنا کے آئے چالیس یا پچاس شخص
چلے آئے ساتھ لیا باقی لوگوں کے کہنا کہ تم عمر اور راج کی راہ سے چلو اس طرح ہرگز گویا عرب کے لوگوں سے بھاگے
اور میں ان چار شخص کو ساتھ لیکے عارم کی راہ سے روانہ ہوا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ تم ہم انطاکیہ میں
ٹھیکے۔ پس اولیسا ہی روزانہ ہوتے تھے جب یوقنا کے انطاکیہ میں داخل ہوا اور ہر قل سے ملاقات کی ہر قل نے
کہا میں نے ساتھ کہ تم نے عرب کا دین اختیار کیا۔ یوقنا نے کہا اسی بادشاہ میں نے مکر سے اس میں میں داخل
ہوا تھا اور انکو قریب دیکھے ایک ہزار اور ایک سو سو آدمی کو ساتھ لیکے عارم کی طرف گیا تا ان سب کو عارم
کے قلعے میں قید کروں اور اسکے بعد ان قیدیوں کو ترے پاس بھیج دوں لیکن عارم نے میرے ملک
پر پکار جلدی کی اور جو ہوشیار تھا ہوا اگر مجھے نصرت سے محبت ہوتی میں اپنے بھائی یوحنا کے قتل
کیا ہوتا۔ یوقنا کا یہ کلام سنے ہر قل کی مجلس میں جو بطارقہ اور ملوک حاضر تھے اسکی تصدیق و تحسین میں
زبان کھولے اور ہر ایک نے اسکی ستائش کی ہر قل نے بہت خوش ہو کر ایسا لباس بادشاہی اور راج
وہنگا اسکو دیا۔ اور کہا کہ اگر مطلب تمہارے ساتھ ہے جاتا رہے میں تمکو انطاکیہ کا سردار بنا دوں گا۔ یوقنا
نے اسکی تکریم بجا لاکے دعا کی۔ اور ہر قل نے یوقنا کو ترے اکرام سے ایک علیحدے مکان میں آباد کیا۔
اور انکو بہت چہانچھا۔ ایسے میں ہر قل کی جھوٹی بی بی زینون کی طرف سے مقام عرش سے فخر حاصل
آئے کہ میں انطاکیہ کو آنا چاہتی ہوں میری حفاظت کے لئے ایک لشکر روانہ کریں۔ زینون کا مرد و معاش کا
حاکم تھا اسکا نام لہن بطور میں تھا سو جنگ یرموک میں مارا گیا تھا۔ عرش جب زینون کے قاصدوں نے
یہ پیام لایا ہر قل نے یوقنا کے ساتھ دو ہزار سوار کو دیکر روانہ کیا۔ یوقنا نے عرش تک جاکے زینون کو
پہرا لیکر انطاکیہ کے طرف حرا جت کی اور یوقنا یہ کہتے تھے کہ کاش کہیں راہ میں مسلمانوں کا کوئی
جاسوس یا کوئی دہی لہجہ والے تو میں اساعظم ابو عبیدہ کی خدمت میں کہتا بھیجوں اور لشکر طلب کروں۔
جب مرج الدبیاج کے مقام پر پہنچے وہاں جبکہ بن ایم غسانی کا لشکر ملا وہ انھوں نے دو سو مسلمانوں کو قید
کر کے لانا تھا ان میں ہزار بن الازور بھی داخل تھے انکا قصہ یہ بھی کہ جب فضل بن عباس اور مالک اشتر
حلب میں جا پہنچے اور فتح اعزاز کا سبب ماجرا اور یوقنا کی روانگی انطاکیہ کی طرف ملا ہر قل نے ابو عبیدہ بہت
خوش ہوئے اور فرمائے کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ یوقنا کو فتح دے گا۔ پس ہزار بن الازور کے ساتھ دو سو
ہزار کو دیکے ملک شام کے اطراف و احوال میں تاخت و تاراج کرتے گئے۔ روانہ کے بعد راجب مرج
وہاں تک پہنچے زول کے شب کے وقت سب سوئے ایسے میں جبکہ بن ایم غسانی ایک لشکر لیکے عرب کی طرف
سے جاتا تھا ان پر گنہ راج اسکو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان آ رہے ہیں لیکن ان پر جا کر پھر عمار بن

خلافت عمر فاروق ۷ روانہ ہونا یوقا کا انطاکیہ طرف

بِالْحُسْنَةِ فَلَمْ يَشْرَ مِثْلَهَا وَمِنْ جَاءَ بِالسِّيَةِ فَلَا يَجْزِي إِلَّا مِثْلَهَا بِرُفْقِهِ
 کہا وہ بنی کہ سچ سے جسکی بشارت دی رہی وہ دنیا و آخرت میں لوگوں پر گواہ ہو گے قیس نے کہا مان
 وہ ہمارے بنی بنی میں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُكَشِّرًا وَذَلِيلًا وَدَاعِيًا
 اِلَى اللّٰهِ يَا ذَنْهٍ وَسِرِّ اِحْصَانِيْنِ اور آخرت کی گواہی کے باب میں فرمایا وَجَنَّا بِكَ عَلٰى
 هٰذَا شَهِيْدًا اور آخرت میں حضرت کی امت جو دوسرے امتوں پر گواہ ہوگی اسباب میں
 فرمایا اِنَّا لَنَكُوْنُ اَشْهَادًا عَلٰى النَّاسِ ہر قس نے کہا آیا حکم کیا بنی اللہ تعالیٰ نے ان پر رو دیکھنے کا اگلی
 حالت حیات اور بعد موت کے قیس نے کہا اِنَّا اِنَّا اللّٰهُ تَعَالٰی نے یہ حکم فرمایا اِنَّا اللّٰهُ وَصَلٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلٰى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا اَسْلَمًا ہر قس نے کہا وہ بنی کہ سچ
 ذکر سچ نے کیا بنی وہ آسمان پر جاویگے اور اپنے پروردگار سے ہم کلام ہونگے قیس نے کہا مان میں نصیب
 ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِيْ
 اَنْشَرٰ بِعَبْدِهٖ لَيْلًا قَيْسِ بْنِ عَامِرٍ سے منقول ہے کہ ایک بطریق جو حاضر تھا ہمارا کلام سنے کہا
 ای بادشاہ تو نے جس بنی کا ذکر کیا وہ آئندہ مبعوث ہونگے یہ بات سننے ہی ضرار بن الازور نے
 غصے ہوئے اس بطریق سے کہا کہ جھوٹی بنی یہ تیری ذات ہی ناپاک اسی رسوم کے کئے۔ بلاشبہ یہ
 وہی بنی عربی مشہور ہیں کہ جسکے صفات تورات و انجیل افلاذ پورا اور قرآن میں مذکور ہیں مگر پردہ کفر تھا کہ
 انہوں کو وہ نام لیا بنی اسلے تم انکو نہیں پہچان سکتے ہو ہر قس نے کہا کہ تم نے ہمارے بطریق سے جڑی
 بنی اور بنی کی ہی تم کون ہو۔ قیس نے کہا یہ ضرار بن الازور بن طارق الحجازی صاحب شجر کے ہاں
 مشہور ہیں ہر قس نے کہا کیا یہ وہی ہیں کہ جنگا حال میں یوں کہ وہ کہیں پیدل آتے تھے اور کہیں
 اور کہیں پر مہندہ آتے تھے اور کہیں صاحب لباس قیس نے کہا مان کہتے ہیں کہ ضرار نے جب اس بطریق کے
 ساتھ درستی کی اس نظر تو نہایت غصہ پر ہے انکا حال دیکھ کے ہر قس نے اپنے ہلاکت کا خوف کیا اور
 اسے کہا کہ تم اپنی ضرورتوں سے ضرار کو کات ڈالو پس اُن ناکسوں کے خراج پر تر و درون سے جو وہ دار کیا
 لاکن جب اللہ تعالیٰ نے انکو بچا ناچا کسی کی ترواد بھی کارگر نہ ہوئی۔ تب اس بطریق ملعون نے کہا کہ اسکی
 زبان کو کات ڈالو یہ بات سننے ہی یوقا آئے اور زمین کو بوسہ دیکے کہنے لگے کہ اسی بادشاہ یہ بات
 میں سب نہیں بلکہ تیری بنی کہ اس جوان کو اسکے حال پر چھوڑ دین اگر یہ آج کی رات زندہ رہے
 تو کل علی الصبح جسکو شہر کے دروازے پر گردن ماریں۔ یوقا کا مدعا یہ تھا کہ ضرار بالفعل سچ جاوے
 اور ان ظالموں کا غصہ بھی تخم جاوے۔ عرض بادشاہ کو یوقا کی رائے پسند آئی انہیں کو حکم کیا

خلافت عمر فاروق

۹

روانہ ہونا یوقنا کا انطاکیہ کی طرف

عزیز قون کا حسن و جمال اور انکا زرق و برق دیکھنے اور انکی خوشبو کی چھکار سونگنے سے ان قیدیوں کا دل بہار دین کی طرف مائل ہوا اور انکو نصراست کی طرف دعوت بھی کیجئے لیکن بادشاہ نے حکم کیا کہ قیدیوں کو لئے آویں۔ جب صحابہ کو لے آئے نصرا کے سینوں نے انھیں ترپنے لگا اور آواز دیکو بلند کرنے سے اور جو ہوا چیزیں جلائے گئے۔ صحابہ انکو دیکھتے ہی تکبیر و تہلیل اور درود و سلام سے آواز بلند کر کے اور کہا اہون نے

كذَّبَ الْعَادِلُونَ بِاللَّهِ وَضَلُّوا ضَلَاكًا بَعِيدًا اَوْ خَسِرُوا خِسْرًا اَبَدِيًّا مَا مَخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ الْاَلِهَةِ اور صحابہ میں رفاعہ بن زہیر جو عین کے علما اور فصحا سے مشابہ تھے اور کتب حیرت سے آگاہ تھے جب انھوں نے دیکھا کہ نصرا کے صلیبوں کی تری کریم بجالائے اور نصرو کو سجدہ کرتے ہیں بہت ہی غضب میں آئے اور کمال نصاحت سے اللہ تعالیٰ کی تری وحدانیت اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اسطرح پر ظاہر کئے کہ کنیزہ جنس میں آیا اور راہب لوگ جو عصافوں کو لے ہوئے کھڑے تھے جھٹ گئے۔ ہر قیل نے کہا اسی برادر عربی تمہارا کیا نام ہے۔ رفاعہ نے کہا ای بادشاہ تو میرے نام سے کیا جہا ہی میں تمہارے جلس سے نہیں ہوں یہ بات سننے ایک بطریق نے جرحہ کیا اور کہنے لگا ای بادشاہ یہ شخص سچ کہتا ہے کہ ہمارے جلس سے نہیں کیونکہ وہ علم و مسائل حکمت سے آگاہ ہیں تاہم اس پر جو چین بلکہ وہ بدوی ہی جنگوں کی سکوت اور بدوں کی صحبت کے سوا کچھ نہیں جانتا ہے۔ فن حکمت جو ش مازیا یونیون سے اور بھر لیا اسکو سر یا نیون کے سمیون نے۔ پس کہاں ہی عرب میں علم حکمت۔ اسطرح کے بزرگیان ہمارے عالمون میں ہی اور عدالت ہمارا بادشاہوں میں میں اور ہماری ہی قوم سے ہوئے ہیں اسکندر اور بطلمیوس اور ارمنول اور جرجس اور ارمنسطاطالیس اور قیسا اور توحیدی جسے انطاکیہ کو بنایا تھا۔ اور ارمنیون جو نبی اور بادشاہ تھے اور طاغور میں جو رہا اور مسیح کو بنایا اور اٹلیس جو کامن تھا اور اسے بادشاہ ہند کو خردی تھی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا اور وہ اپنے پروردگار سے کلام کرے گا اور ایک حال اور ایک مرتبہ بزرگ رکھیگا اور فیلاطلون یعنی فرعون اسکے ماتھے پر لٹا کیا جائیگا۔ اور منافیش حکیم کہ معنی اس لفظ کا دیا ہے علوم ہی اور امینو ہماری ہی قوم سے ہی جسے رومہ الکبریٰ بنایا اور وہ سیکے نام سے منسوب ہوا۔ اور سیطانیوس جسے پہلی کتاب لکھی زمین کی صورتیں اور بیاتون اور وریاؤن اور جانورون اور درختون کی سنگین میں اور اسمین ہر اقلیم کا اور اسکے رنگون کا حال اور ہر اقلیم کے معدنیات کا بیان کیا ہی اور زمین کے ہزون اور انکے نامون کا اور اسکے عجایبات کا بیان کیا ہی۔ **واقعی** سچ سے منقول ہے کہ جب رفاعہ نے اس بطریق کا کلام سنا ہنسنا اور کہا کہ اسی ترک تو نے ایسی قوم کی تعریف کی کہ انکے لئے کچھ بزرگی نہیں اور انہیں کوئی

خلافت عمر فاروق ۱۰ روانہ ہونا یوحنا کا اٹھنا کیہ کی طرف

فاضل ہونے کوئی اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل ہے لیون کا کیا حساب۔ مان بزرگی ہی تو اولاد اسماعیل ابن خلیل علیہا السلام کو ہی اور ہم انہیں سے ہیں۔ اور انہیں کے واسطے بیت الحرام اور نزع اور مقام اور مشعر الحرام ہی۔ اور انہیں میں تباہ اور اقبال اور حاقہ و السال جو عرض و طول زمین کے مالک ہوئے اور انہیں سے ہی ملک الشعب و وراثہ اسکندریہ کے مالک ہو اور ظلمات میں گئے تھے۔ اور آفتاب کے طلوع و غروب تک پہنچے اور سب زمین کے اور ان کے سلاطین و ملوک ان کے مطیع و منقاد ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا نام ذو القریٰ بن رکھا۔ اور انہیں سے متاد بن عادی اور شہید بن عادی اور ذوالنار اور عثمان بن عادی اور بدرہ اور عمر و ذوالادفار اور یزید بن سلک اور نذیر بن عیاض کہ جس نے حکمت کا کلام کرنا تھا۔ اور ہم سے ہی ہی سب ان کی سب کہ جس نے پہلے تاج پہنا۔ پھر ان کے بعد ان کے بیٹے عمر والی ہوا پھر ان کے بعد سید کر وہ بھی صاحب تاج تھا پھر مالک بن حمیر عادی بن حمیر جو پھر ہم سے ہی بنی اللہ حنظلہ بن صفوان۔ پھر ہم سے ہی ہوئے تغیلہ بن عبید اللہ ابن حترم جو پانچ سو سال زندہ رہا اور انہیں نے بنایا مضبوط قلعے اور پکا انہوں نے خزانے اور قلعے کیا تھا بہت سے لشکروں کو۔ اور انکو اللہ تعالیٰ نے بنی حنظلہ بن صفوان کے ملک کا وارث کیا اور جب اللہ تعالیٰ نے بنی آخر الزمان کو مصلحت علیہ وآلہ وسلم کو ہماری قوم سے مبعوث کیا ہماری بزرگی کو ختم کی اور ہمارا رتبہ بلند کیا۔ پس ہم لوگ میں ہیں اور تم غلام ہو۔ رفاغہ نے جب اس طرح اس ترک کو لازم دیا اور کال فصاحت و بلاغت سے کلام کیا ہر قس نے دیکھ کے نقش ویراں کیا۔ اور انہیں کہنے لگا کہ ہم نے ساری کو تمہارے خلیفے کا لباس مرتع دی حالانکہ انکو ہمارا مال اور خزانہ و سفیر پہنچا ہی کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا ہی پس کس چیز نے مان ہی کر وہ لباس شامانہ پہن۔ رفاغہ نے کہا کہ خوف خدا و عالم آخرت انکو شان و تجل اور ناز و شہر سے باز رکھا ہی۔ ہر قس نے کہا کہ ان کے داماد مارے گا کیا حال ہی۔ رفاغہ نے کہا کہ وہ مٹی سے بنایا گیا ہی ہر قس نے کہا کہ ان کے معاصی اور بد بانی کون ہیں رفاغہ نے کہا ان کے دربان محتج اور غریب مسلمان ہیں۔ ہر قس نے کہا کہ انکا فرس کیا ہی رفاغہ نے کہا کہ انکا فرس عبد اللہ اور یحییٰ ہر قس نے کہا کہ انکا تخت کیسا ہی رفاغہ نے کہا کہ انکا تخت یقیناً اور پاک و امنی ہی ہر قس نے کہا کہ خزانہ انکا کیا ہی رفاغہ نے کہا ہر دو گار عالم کے ساتھ اعتماد ہی ہر قس نے کہا کہ انکا لشکر کون ہی رفاغہ نے کہا کہ انکا لشکر دیران مودعہ و شیراز و ایران مسلمان ہیں کیا نہیں جانا اور نہیں سہا تو نے ای بادشاہ کہ ایک جماعت نے اسے کہا تھا کہ یا عمر تم نے سلاطین و قوم کے خزانوں کے مالک اور بطارقہ اور اس کا سر کو ذلیل کیا پس کس نے اچھا نہیں نہیں جیتے ہو۔ حضرت نے فرمایا تم لوگ دنیا کے آرائش اور تعلقات کو جیتے ہو اور دین دنیا و آخرت کے

خلافت عمر فاروق

۱۱

روانہ ہونا یوقنا کا الفاظ کیہ کثیر

پروردگار کی رضا مندی چاہا ہوں سبحان اللہ حضرت عمرؓ اس بات قرآن کے مصداق ہیں الذین ان
 مکناہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ واما بالمعروف ونہوا عن المنکر
 ہر قتل نے یہ احوال کے حیران ہو گیا۔ پس اٹھا اور حکم کیا مسلمانوں کو قید خانے میں لیجا دین اور آپ کنیسہ سے
 لشکر کثیر نکلا بطارقہ کے خیمے کھڑے کئے تھے اور انکے سامنے لڑائی کینے تھے جن پر سونچا کام
 ہوا تھا جو سفرون میں رکھتے تھے ہر قتل نے لشکر میں گشت کر رہا تھا کہ ایسے میں چند سوار گھوڑے دوڑا
 ہوئے آئے اور خبر دئے کہ عرب کا لشکر لوہے کے پل تک پہنچا۔ یہ خبر سنتے ہی ہر قتل کو اپنے زوال ملک
 کا یقین ہو چکا سو مضطر ہو گیا۔ لشکر اسلام کے تکرمان ایک کے پیچھے ایک نشان اٹھائے ہوئے اور
 مکبیرین کہتے ہوئے نمودار ہوئے جسکے پیچھے عورتوں کی جماعت تھی خولہ بنت الازور اپنے بھائی کے غم
 میں دردامیر استعار پر تھ تھے جب لشکر اسلام آئے نزول کیا ہر قتل نے فتسین کے کنیسہ میں گیا اور سب
 بطارقہ اور ملوک کو جمع کر کے درمیان کھڑا کر دیا کہ میں نے آگے ہی تم کو ان باتوں سے خبر دی تھی
 تم نے میرا کہا مانا بلکہ میرے مار ڈالنے کا قصد کیا اب دیکھو عرب یہاں تک پہنچ گئے اور ملک شام
 کے بہت سے قلعے انکے ماتھے آئے تمہارے عورتوں اور لڑکوں کو اپنے باندی غلام بنالیا پس تم اب بدلی
 لکڑو اور مردانہ جنگ کرو۔ القصد دوسرے روز ہر قتل کا لشکر آمادہ ہو کے میدان پر آیا جیلہ طعون نے
 جو عرب مستقرہ کا سردار تھا اپنی فوج لیا ہوا امراء تھا جناب ابو عبیدہ بھی اپنا لشکر لے ہوئے میدان پر
 آئے۔ سب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا شور مچائے تھے جسکے سنتے ہی نصار کے دلوں میں لرزہ
 پڑ گیا۔ ربیعہ بن عمر ربیعہ شاعر فصیح اور بلند آواز تھے ابو عبیدہ نے انکو حکم کیا کہ تم اسوقت وعظ کرو
 غازیوں کو ترغیب جہاد کی دو۔ تب انہوں نے ایسا وعظ فرمایا کہ جسکے سننے سے مجاہدوں کے دلوں کو
 تحریک ہوئی اور انکی شجاعت بر گئی۔ ایسے میں لشکر روم سے بسطورس جوان میں برابر آیا اور تھا میدان
 آیا۔ لشکر اسلام سے اسکے مقابلے کے لئے دامنس جو حلب کے قلعے کو فتح کئے تھے نکلے ایک نے دوسرے پر
 حملہ کیا ناگاہ دامنس کا گھوڑا محقو کرکھا یا سودا مس گھوڑے سے جدا ہوئے۔ بسطورس نے قابو پا کر
 تری جلدی سے انکو پکڑ لیا اور کھینچا ہوا اپنے خیمے کے پاس لے گیا اور اپنے لوگوں کے سپرد کر کے بھرا
 تب صفحاک بن حسان طائی جو خالد بن ولید کے مشابہ تھے اسکے مقابلے کے واسطے نکلے رومیوں نے
 سمجھا کہ یہ خالد ہیں انکے دیکھنے کے لئے رومیوں کا ایسا جوم ہوا کہ بسطورس کے خیمے کے رسیان ٹوٹ
 گئیں اور خیمہ گر پڑا فراتھوں نے گھبرا کر کہا کہ بسطورس ہلکو نراند سے اور فراتھیں تین ہی شخص تھے
 اور خیمہ اٹھانیکے لئے انکی اعانت کرتا بھی کوئی نہیں تھا کیونکہ لشکر روم کا ہر شخص جنگ کے مقام پر

جا کے بسطورس اور ایک قسم کی لڑائی دیکھنے میں شمول تھا ساتھ ساتھ ان فراتوں سے دامن ہے
 کیا کہ ہم تمہارے مشکبان کھول دیتے ہیں اس شرط پر کہ تمہارا تھکانے میں جاری ایسا ہے کہ تیرا تھکا
 ویسا ہی تم کو باندھ دوں گے اور بسطورس آیا بعد تھاری سفارش کر گئے البتہ وہ نہیں چھوڑے ہو گئے۔
 سب دایس کے بند کیوں دے انہوں نے قابو پا کے ایک فراش کو دایس کے ہاتھ میں اندر دے کر
 بائیں ہاتھ میں لے لیا اور دوسری ٹکڑی کی طرف دوڑ گئے اور تھکے ہوئے کسی کے بارے میں پوچھا
 میں کئی صندوق تھے ایک کو کہو لاؤ اس میں بسطورس کے کرتے تھے اسکو میں نے اور بسطورس کے
 گھوڑوں سے ایک تیر گھوڑے پر سوار ہو کر عرب شہر کے لشکر میں جا ملا حاتم بن عبد بنوٹ غسانی
 جو جیل کا محتجب تھا جیل نے اسکو لشکر کا پیش رو مقرر کیا کے آپ اپنے تھے اور چند ہزاروں کے ساتھ
 لشکر کے بائیں جانب میں تھا دایس نے حاتم کے پاس جا کر کہہ دیا۔ اور بسطورس جو محاک کے ساتھ
 مقابل ہوا تھا ہر دو میں بہت سے تھے ہوسے لاکھ ایک دو ہزار پر غالب ہوا آخر بسطورس شکست
 کھانے آرام پانے کے لئے اپنے حبی کی طرف آیا بیان توکل دیگر شہر تھے انکا غیر قوسہ میں اور
 تینوں فراش اور دیکھی اور اسکا قوسہ گھوڑا گھوڑوں پر مال دیکھتے تھے ان میں ایک کھاب کے آٹھ
 بچے کھایا اور بسطورس اس برقل کے پاس دودھ اور کھانسی بادشاہ بنین میں عرب کے سلطان ہر
 قیدی کا قصہ بیان کیا یہ حادثہ سننے پر سب لشکر دھوم دھن میں آیا اور اکثر لوگ کہنے لگے کہ غالباً یہ
 قیدی عرب شہر کی فوج کی طرف ہی گیا ہو گا کیونکہ وہ انکا بھنسن ہی۔ غرض جب لشکر دھوم میں جشن
 ہوئی دایس نے سمجھا کہ یہ شور وغل میرے ہی ملک ہو گا پس جلد وہ تروار جو بسطورس کے خیمے میں لیا تھا
 کھینچا اور حاتم پر ایک وار کیا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اگر یہ قوم غسان اسکا قصہ کہنے لاکر اسکا
 انکے شہر سے اسکو بچا پاس گورے کو خیر کے لشکر اسلام میں آلا مسلمانوں نے انکو دیکھ کر تکبر و
 تہلیل سے اپنے ادا نہیں بلند کیں۔ اور دایس ابو عبیدہ کے سامنے آئے سلام کے اور اپنا ماجا بیان
 کئے ابو عبیدہ بہت خوش ہوئے انکے حق میں دعا کرتے کہتے ہیں کہ جلد سے جب اپنے خیمے حاتم کا پار
 سنا بہت ہی ختمباگ ہو برقل کے بعد وہ ایک زمین میں ہوا اور کہنے لگا کہ ای بادشاہ یہ عرب شہر
 تیار کرنے میں اب مجھے صبر کی طاقت نہیں ہے اسکو کو اجازت دیجئے تا سب ملک ان پر حملہ کر کے ہر قل
 باجارت دینی چیتا تھا کہ ایسے میں چند سو دیکھو جسے جو دے اپنے جوے آئے ہر قل نے پوچھا کہ کیا خبری
 انہوں نے کیا کہ ای بادشاہ ہونے لکری کا حاکم فیطانوس تیری لگ کے لئے آیا ہی روضہ الکبریٰ
 کے طلسم کا بیان کہتے ہیں فیطانوس کے دادا کے نام پر یوحنا الکبریٰ کا شہر بنا گیا تھا۔

اور اس شہر میں ترسیاؤں کا ایک مکان تھا اسکا نام اوسٹو فیار کہا گیا تھا۔ اور تانبے کی ایک تصویر بنائی تھی اس پر سونے روپے کا کام ہوا تھا۔ اور اس مکان کو سونے کے سات دروازے لگے تھے۔ اور ہر دروازے پر ایک بنا تھی اسکے سر پر ایک مرد تھا وہ گردش کرتا تھا اور اس مرد کے ہاتھ میں سونے کے سات تختیاں تھیں ہر سال میں وہ مرد ایک تختی کو اس بنا پر آفتاب کی طرف کرتا تھا اور ہر چیز کو اس بنا سے ثابت ہوتی تھی اس تختی میں دیکھتا تھا۔ اور اس اقلیم میں جو چیز فاق ہوتی جو اس تختی سے خاص اور متعلق تھی اسکو وہ مرد معلوم کر لیتا تھا۔ ہر بنا کا یہی حال تھا پس جو چیز عالم میں واقع ہوتی تھی رومہ الکبریٰ کے لوگ اس طلسم کے ذریعے سے معلوم کر لیتے یہ بات انکے اگلے حکیموں کے علوم کے سبب ہاتھ آتی تھی۔ اور ان مکانوں کے درمیان ایک کبند بہشت پہلوتا ہے کے ستونوں پر تھی جس پر سونیکا کام تھا اور اسکو ایک دیوار گھیری تھی۔ اور اس دیوار کو اس قتبے پر اسکا ایک برفسان پھراتا تھا اور اسکے سر پر پتھر کی ایک صورت تھی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کیا ہی بلکہ وہ ایک سیاہ پتھر سیدی کے ساتھ پوند کیا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ جب مشرق و مغرب کی زمین میں زیتون کے اعتدال اور بہار کا موسم آتا تھا لوگ اس قسان سے ایک ایسی آواز عجیب سنے تھے کہ انکی عقل میں فتور آسکا خوف ہوتا۔ جب دوسرا دن آتا ایک قسم کے پرندے کہ جن کو زاد زبر کہتے ہیں اس قسان کی طرف آتے۔ انکے پاؤں میں زیتون رہتے دے اسکے سر پر والے تھے یہاں کہ وہ قسان جو دیوار کو پھراتا عظیم ہوتا۔ پس لوگ انکے اس زیتون سے روغن پختہ لیتے وہی روغن اس شہر والوں کو ایک سال تک کھات کرتا تھا۔ اور اس مکان بلند کے اندر ایک گھر مقفل تھا جب کہ شہر رومہ الکبریٰ کی بنا ہوئی تھی اسکو کوئی نہیں کھوتا تھا۔ جب فلیطانوس نے ہرقل کی مدد کے لئے نکلتا آیا اسکو خراج لشکر کے واسطے مال کی ضرورت ہوئی تب اس مقفل گھر کے پاس آیا اور اسکو کھولنے کا قصد کیا عطاؤس نامی ایک شخص جو اس مکان کا جہتم تھا کہنے لگا ای بادشاہ اس گھر کو جو مقفل لگا ہی رہا سو سال گذرے ہیں عیسائی سچ کے آگے ایک سو ستر برس ایسا ہی بند ہی۔ اور اس زمانے سے اب تک جو اس مکان کا جہتم ہوتا اسے اپنے بعد دوسر کو بھی وصیت کرتا آیا کہ اسکو نہ کھولے اگلے حکیموں نے اسکو بنا یا تھا اسوقت تیز ادا اور مسونی اس شہر کی بنا کی اور ان مکانات کو مضبوط کیا اور تین سو سال بادشاہ رہا اور اس گھر کو بند ہی رکھنے کی وصیت کی۔ پھر تیرا باب یقظا نیٹوس نے تین سو ستر سال سلطنت کی اسے بھی وہی وصیت کی تھی اور تو بھی ایک سو برس سے اس ملک کا حاکم ہی۔ پس اس حکمت اور طلسموں کو جو اگلوں نے بنایا باقی رکھ۔ لاکن فلیطانوس نے ہرگز نہ مانا اور کھولنے پر ہی اصرار کیا۔ جب کھولا تو اس میں کچھ مال و زر نہیں پایا ان اس کے اندر ایک گھر تھا اس میں کئی تصویریں تھیں۔ یہاں

خلافت عمر فاروق ۱۵ روانہ ہونا یوحنا کا انطاکیہ کی طرف

اسی طرح ہر اس حکیم نے اپنی نصیحت اسلام و مسیحیت میں فروزی ہی۔ اور اسے پہنچ بھی لکھا ہی کہ جب یتیم کا نور پاک داران پہنچے مگر منظر کے بہاروں پر ظاہر ہوگا تو اس نور کی حکمت سے اذان مارک روشن ہو جائیگا۔ اور آسمان نادانگی کی جتنے والی اندھیری اس صاحب نور کے غم و موت کے سبب روشن ہو دیگی۔ اور وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اچھی طرح سے اور نرمی سے بلا دینگے۔ اور نیکی اور نرمی کے چاروں سے انکو اپنے طرف کھینچے گا اور وہ آسمان پر جائیگا۔ اور انکی صحابی اور انکے ساتھی لوگ جو ہیبت کے حامل تھے آراستہ زمین کے اندر سے زمین اٹھائیں گے اور وہ زمین کے مالک فتوحات اور سلامت کے ذیل کر پوائے ہو گئے انکا ترازو عدل اور موقع انکا لباس ہوگا اور انکے زانے میں صلیب اور دی ہو جائیگی اور ترسایوں کے گھر اور انکے تصویرین ویران ہو جائیگا اور انکی قربانی کی جگہیں نابود ہونگے اور معمور ہونگے لوگ ذلیل ہونگے۔ پس انکے حملے اور دہشت سے نجات ہونگی مگر انکے مالک اور سردار کے شہریت کی فروزی کرنے سے۔ راوی کہتا ہی کہ جب فلیطانوس نے یہ احوال سنا اسنے اپنے حال کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور ظاہر میں کہا کہ عرب کو دیکھنا اور ہر قل کو مدد دینا مجھے ضروری ہے۔ پس اپنے بیٹے اسکیلوس کو اسکا مقام کیا اور بیت الحکمہ سے اسکندر رومانی کا نشان نکالا جسکو سیم وذر اور جواہر سے آراستہ کیے تھے۔ اور اسی نشان کو اسکندر نے فتح راحات کے دن بلند کیا تھا فلیطانوس نے اس نشان کو اور میں ہزار سوار کو ہمراہ لیکر انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا۔ ہر قل نے اسکے استقبال کے واسطے نکلا اور دو بکے خیمے استاد ہوئے اور ہر قل کے لشکر میں کچھ بجائے اور ناقوس بھونکنے لگے برائی شور و غل ہوا۔ جب ابو عبیدہ اس حال سے آگاہ ہوئے بارگاہ الہی میں پہنچے ہر دو ماتھے اٹھا کے یہ دعا کیے اَللّٰهُمَّ مَشَقَّتْ شَمْلُکُمْ وَفَرَشَتْ کَلِمَتُکُمْ وَجَدْتُمْ جِیوشَہْمَ وَذَلَّزِلْ اَقْدَامُہُمْ وَاجْعَلْ کَلِمَتَا الْعُلَیَّا وَکَلِمَتُہُمُ السَّغْلٰی وَانْصُرْنَا الْفَضْرَکَ لِنَبِیْکَ یَوْمَ الْاَخِرَابِ اَللّٰهُمَّ رَدِّ کِنْدَہُمْ فِیْ خُجُورِہُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْہُمْ اور سب مسلمانوں نے آمین کہا۔ واقعہ یہی کہ جب ہر قل لشکر کے آمادگی کا حکم کیا اور آپ سوار ہوئے لشکر گاہ کے پاس آیا اطراف و جوانب کے ملک بھی سوار ہوئے اسکے پاس آئے دس سب بار بار بادشاہ تھے جب غلبہ عرب اور تباہی اہل روم کا ذکر آیا۔ فلیطانوس نے ہر قل کی طرف متوجہ ہوئے کہنے لگا کہ یہ ہر شامت تمہارے اعمال کی ہی خلاف حق کی تبعیت اور رعایا پر ظلم و جفا اور کثرت زنا اور ایسے ہی برائیوں کے سبب تم کو مدد نہیں ہوتی ہی۔ فلیطانوس کی یہ گفتگو سننے ہی ہر قل ایک حاجب نے امپیر مالک ماری اور کہا کہ اسی سردار بادشاہ کے دل پر ایسی گفتار سے بار انداز ہونے کہتے ہیں کہ ان

بادشاہوں کے روبرو اس صاحب کا زجر کیا اور ہر قل خوشی لیکے اسکو منع نہ کرنا فلیطانوس کی خاطر
 پر دشوار گزارانگے تو بھٹ پیڑ آخر زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور حضرت کے دین
 متین کی حقانیت کا مضبوط ثبوت تھی بڑے یکساں تھا اور وہ بات اسکے دل میں جاگتی تھی پھر اس صاحب کی
 حرکت اور ہر قل کا سکوت اسکو کھڑے کیا یہ سب اسکی ہدایت کا اسباب ہوا۔ پس اسی شب اپنی قوم کو
 ان باتوں سے آگاہ کر کے دین اسلام کی طرف ترغیب دی۔ آخر یہ بدیر شہری کہ شہنشاہ انبیاست
 لشکر لیکے نکلے اور لشکر اسلام میں داخل ہوا اور ابو عبیدہ کے ماتھے پر اسلام لایا۔ یہی تدبیر میں
 کہ اور بھی ہدایت کا سامان بہر ہو کہ سیقت یوقنا بھی ہر قل کی طرف سے کہ پیام لے آئے۔ فلیطانوس
 نے اسے کہنے لگا کہ میں سمجھتا تھا کہ تم اسلام قبول کئے پھر اس سے بدلے کا کیا سبب ہی یوقنا نے اتنے
 مقصود کو پوشیدہ کر کے کہا کہ نظرائیت کی محبت اور اپنے خلیفوں کی پاس قربانت تھے اس سے پھیرا
 پھر فلیطانوس نے اسلام اور مسلمانوں کا حال دریافت کی تو یوقنا نے اسلام کی خوبی اور مسلمانوں کی سادگی
 اور کثرت عبادت و صداقت کا بیان کیا۔ فلیطانوس بھی اس تختی کا جو مضبوط تھا ظاہر کر دیا آخر یہ
 ہونے پر ایک نے ایسا اصل دیا کہ وہ دیا اور دوسرا دوسرا ہو گئے۔ پس یوقنا نے کہا کہ اب تم لشکر
 کی طرف تاجینا قصد نہ کرو دوسو صحابی قیدی میں آئے ہیں سو میرے پیڑھے مین میں علی الصبح میں
 انکو چھوڑ دوں گا اور ہر سے لشکر اسلام کو کچا اور ہر سے تم حکم کرو اور شہر میں دسے دوسو صحابی جو تیرا دل
 پر بھاری ہیں جنگ شروع کر کے انشاء اللہ تعالیٰ چکوفہ نصیب ہوگی اور لشکر اسلام کے جاسوس ذمہ دار
 سے میری نگرانی میں ہیں میں ان سے ابھی کسیکو ابو عبیدہ کی خدمت میں روانہ نہ کرنا ہوں اور ہمارا دیکھ
 انکو اطلاع دینا ہوں یہی گھنٹو تھی کہ ایسے میں عربوں انیہ الغمیری حاکم ایک معر صحابی تھے ابو عبیدہ کی
 طرف سے آئے اور یوقنا کو سلام کئے اور کہا کہ سردار ہر س ابو عبیدہ کہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمکو جزا سے
 خیر دے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب میں دیکھا حضرت نے انہیں خبر دی کہ
 حاکم دوم نے اسلام سے مشرف ہو چکا قصد کیا ہی اور اپنی قوم کو اسلام کی ترغیب دینے لگے ایسی باتیں
 کہیں ہیں۔ بشارت ہو چکی ابو عبیدہ کہ انشاء اللہ تعالیٰ شہر الظاہیر کل فتح ہو جائیگا اور رومی اس سے
 دوز ہو جائیگا۔ کہتے ہیں کہ فلیطانوس نے جب یہ حال سمجھ کر غم نہ لیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں
 اس امر کی کہ وہ تجھے پیغمبر ہیں اور یہی دین اسلام دین حق ہی۔ عقدہ اسی شب ہر قل کو ایک وحشت ناک
 خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص اتر آوا اسکے تخت کو اٹھ دیا اور اسکا تاج اس کے سر سے اڑ گیا۔
 اور اس شخص نے کہا کہ تیری مملکت کا زوال بہانیت قریب ہوا۔ اسکے بعد اس شخص نے ہر قل کے لشکر

خلافت عمر فاروق ۱۷ روانہ ہونا یوقنا کا انطاکیہ کی طرف

ھیونان کے آگ سلگنا دیا۔ ہرقل نے جب اس خواب سے جاگنا بہت ہی گھبراہٹ اور اپنی زوال مملکت کا یقین کیا۔ اسکا ایک خاص غلام بالینس نام ہرقل کے ساتھ بہت مشابہ تھا سو ہرقل نے ایسا لباس اسکو پہنا یا۔ اور کہا کہ میں نہایت نکل جاتا ہوں کیونکہ عرب کے ساتھ مکرو فریب کا ارادہ رکھتا ہوں تو میری جگہ پر شہر پس ہرقل نے ایسا مال و زر اور اپنے گھروالوں کو ساتھ لیکر پوشیدہ نکل گیا اور کشتیوں میں سوار ہو کر روانہ ہوا۔ جب صبح ہوئی لشکر اسلام جنگ پر آمادہ ہو کر نکلا اور لشکر کفار بھی ترے ساز و سامان سے نکلے مقابل ہوا لشکر اسلام میں خالد بن ولید اپنی ٹکری لئے ہوئے آگے تھے اور دوسرے سردار انکے پیچھے تھے۔ پھر فلیطانوس اپنا لشکر لئے ہوئے نکلے۔ اور یوقنا بھی دے دو سو صحابی کو قید سے چھوڑ دے جو طرف سے اپنی اسلام لشکر کفار کو گھیر لئے برای جنگ ہوا ضرار اس جنگ میں عجب بہادری کے کرشمے دکھلا رہے تھے ناگاہ عین جنگ میں انکے سین خولہ طافی ہوئیں اور سلام کیا کلام کرتا چا تا وضو کرنے کہا کہ اے امی تم کلام کرنے کافروں کے قتال میں متول رہنا بہتری۔ راوی نے خبر دی کہ ضرار جب اپنی بہن سے کلام کر رہے تھے اس وقت یوقنا نے ایک ایسا حکم کیا کہ بالینس غلام پر قابض ہو گیا ایک شخص بچار کے کہہ دیا کہ یوقنا حاکم روم نے ہرقل کو بیکرا بھرتش قتال بہت ہی زور و قوت سے متعلقہ زن ہوئی رومیوں نے اسکا تاب تلا کے پیچھے پھیری اور بھاگنے لگے اتنے کافروں نے گئے کہ سوا اجنادین اور یرموک کے اور کسی لڑائی میں اسقدر مقتول نہیں ہوئے تھے۔ عرب متصرف سے بارہ ہزار نفر کے قریب تریخ ہوئے جیلہ اور اسکا بیٹا ہرود و فرار ہو گئے نہ انکے بلکہ عیشین ملین نہ انکا نشان کسی کو ملا انہیں کے ساتھ پانسو آدمی جو اسکی قدیم زمینوں سے تھے بھانگے اور کشتیوں میں سوار ہو کر ہرقل سے جا ملے۔ انہیں سے ہی عرفہ بن عسید اور عروہ بن واثق اور مرہف بن واقد اور حجام بن سالم اور سوا انکے اور لوگ بھی تھے کہتے ہیں کہ افواج انہیں کی نسل سے ہیں پھر رومیوں کے حصے اور کپڑے اور گھوڑے اور ساز و سامان کہ جسکا شمار اللہ تعالیٰ کو معلوم ہی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور رومیوں سے ہیں ہزار آدمی قیدی ہوئے اور ستر ہزار مارے گئے۔ اور جو بھاگے انہیں بعضے رومی اور متصرفہ انطاکیہ کی طرف اور بعضے قیساریہ کی طرف قسطنطین ابن ہرقل کے پاس اور بعضے دریا کے کنارے کی طرف گئے۔ جب غنیمت کا مال و اسباب اور قیدیوں کو حضرت ابو عبیدہ کے روپر ملے آئے انہوں نے شکریہ سجدہ ادا کیا اور ضرار انکے ساتھی دو سو اصحاب کبار جو معید ہو گئے تھے مع یوقنا اور انکے تابعدار بھی آئے انکو دیکھے ہی ابو عبیدہ اور سب صحابہ بہت خوش ہوئے اور انکی رہائی پر شکر الہی بجا لائے اور فلیطانوس جب اپنے قوم کو لئے ہوئے آئے ابو عبیدہ انکو دیکھے ہی بہت خوش ہوئے اور اسکا

استقبال کیا اور تمام صحابہ کرام انکی تعلیم کے لئے آئے اور تیسے تیسے صحابہ انکا اکرام کر کے آگے تھے۔
 فلیطانوس نے انکی یہ ترافیع دیکھ کر تعجب ہوا اور کہا قسم ہی اللہ تعالیٰ کی یہ وہی قوم ہی کہ سچ بے جھکی بات
 دیتی تھی بنی ابوعبیدہ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور اسکی قوم بھی مسلمان ہوئی۔ اور انیس غلام کو دیا جو اس
 کے تھے ابوعبیدہ کے حضور میں لے آئے انہوں نے اسکو اسلام کی طرف دعوت کی اس نے انہوں نے انکار کیا
 جب ابوعبیدہ کے حکم سے اسکو قتل کر دئے۔ اور جب ابوعبیدہ نے انطاکیہ کی مضبوطی طرف نظر کی اپنے
 ایم کے پیروکار مابقی اللہم اجعل لنا الذین سبیلکذا فتح لنا فتحا آمینا کہے ہیں کہ اسوقت انطاکیہ
 میں بادشاہ کے طرف سے حلیب بن قیس حکم تھا اسے آباد کیا کہ شہر سیاہ کی دیوار پر سے اترے تاکہ
 دوسرے رئیس لوگ اسکو نہ لے آئے ہیں تاکہ دیوار کے صلح کی۔ پھر ابوعبیدہ انطاکیہ میں تشریف لائے
 انکے دو برادر ہی نشان تھا جو حدیثی کہتے انکو عنایت کی تھی انکے دامن طرف خالد بن ولید تھے اور اس
 جانب بصرہ بن سہر لہی اور قاری سیدہ فتح خوش الحانی سے تہناتھا۔ باب الحان براہیچے اپنے
 گھوڑوں کے اترے اور اس جگہ ایک مسجد کی بنائے انکے وہ مسجد موجودی۔ بصرہ سے منقول ہی کہ
 جب شہر انطاکیہ بہت پاک اور صاف تھا اور اس میں ہر طرف پانی کے نہریں جاری اور اچھے چیریں پھر
 عقین ہم سب اس بات کو دوست رکھتے تھے کہ کاش ایک چننا زمین تھیں اور اسام پادین تاکہ جن
 ابوعبیدہ نے میں بادشاہ سے زیادہ دان کی اقامت کا حکم دیا۔ اور اس فتح و نصرت کی شہادت میں
 ایک نامہ حضرت عمر کی خدمت میں زید بن وہب کے ہاتھ سے روانہ کیا کہ اب انطاکیہ سے کوچ کیا۔
 زید سے منقول ہی کہ جب میں مدینہ طیبہ کے قریب پہنچا دیکھا گیا ہوں کہ حضرت عمر ازواج النبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کو گمراہ لے ہوئے حج بیت اللہ کے واسطے مکے میں۔ اور ان بی بیوں کے عمارتوں
 آگے میں انکے گناہیں جانب حضرت علی بن ابی طالب میں جانب حضرت عباس۔ اور حضرت عمر عمار یوں کے
 پیچھے پیچھے چلے گئے اور انکے غلام کو کہ جیسا نام برقا تھا انکی ادب کی جہاز لے ہوئے انکے پیچھے چلے
 اور اسکو گلاہ قطوایہ سے آراستہ کیا تھا اور اسکو توشہ اور کاسہ بھی اسی پر تھا میں نے جلد اپنی اونٹنی سے
 اتر اور حضرت عمر کے رو بہ دیگر سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیکر دیکھا کہ کون سی میں نے کہا
 یا امیر المومنین میں زید بن وہب ہوں جناب ابوعبیدہ کے پاس سے خوش خبری لے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
 نے شہر انطاکیہ پر انکو فتح دی حضرت عمر یہ بات کہتے ہی مجھ سے میں گر پڑے اور اپنے منہ کو خاک پر
 رگڑتے تھے دیر کے بعد سر سجھ سے اٹھائے لوگ کا چہرہ اور دہری خاک الودہ تھی اور ہے اللہم
 لك الحمد والشکر علی نعمتك الیابعدہ میں نے ابوعبیدہ کا نام دیا اسکو تیسے اور کمال

خوشی سے رو دئے۔ پس وہ بار حضرت علی کے ہاتھ دئے انہوں نے پڑھ کر ب کو سنا یا۔ پس حضرت عمرؓ
کاغذ اور دوات اور قلم منگائے اور اسکا جواب لکھ کے میرے ہاتھ دئے اور اپنے گوشہ سے ایک صاع
خرما اور ایک صاع کسوعیات کے اور فرمائے کہ مجھے مخدور رکھو کیونکہ انکے مکان میں اسبقہ تھا پس
میری پیشانی پر دوسرا میں نے رو دیا اور کہا کہ یا امیر المؤمنین میں اس حد کو نہیں پہنچا ہوں کہ آپ میرے سر کو
یوسہ دین حالانکہ آپ مسلمانوں کے سردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی مقرب اور
متم الامیین میں حضرت عمرؓ بات سنکر رونے لگے اور فرمائے کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں
کہ تمہاری گواہی کے سبب عمر کو بخش دے۔ زید بن وہب کہتے ہیں کہ جب میں نے اپنی اونیسی پر سوار ہوا

حضرت عمرؓ نے یہ دعا کی اللہم ارحمہ علیہا واطولہ البعید وسمہل لہ القرب اذک
علی کل شیء قد میں میں نے بہت خوش ہوا کیونکہ حضرت عمرؓ کی دعا روین ہوئی تھی۔ پس میں چلنے لگا
تو زمین لٹی جاتی تھی تیرہویں دن ابو عبیدہ کی خدمت میں جا پہنچا۔ انہوں اسوقت حازم میں آگے آئے تھے
اور وہاں سے خالد بن ولید کو دریائے فرات کی طرف روانہ کئے تھے۔ انہوں نے منہج اور براعہ اور
تاہلس فتح کیا تھا اور بہت سے غنائم اور مال کثیر انکے ہاتھ آیا تھا۔ پھر وہاں کے لوگوں نے دتر لاکھ دینا
دیکھے مصالحو کیا خالد نے انکے غنائم اور مال پھیر دیا اور اپنے طرف سے منہج پر عبادہ بن رافع مہمی کو اور
بل پر نجم بن مفرج النہری کو اور براعہ پر ادس بن خالد ربعی کو اور تاہلس پر بادرا بن عون النہری کو حاکم
تھرا کے جسد زید بن وہب حازم کو بھیجے تھے اسی روز خالد بھی مع مال کثیر وہاں آ پہنچے سو مسلمانوں
تری خوشی حاصل ہوئی شکر الہی بجا لائے **مہج القبائل کی فتح** کہتے ہیں کہ مرقل جب الطائیفہ
سے بھاگا قسطنطنیہ میں جا کے تھرا اور عرب کا لشکر وہاں بھی آئے اندلیشہ سے پہاڑوں کے درون
تیس ہزار سوار کو مقرر کیا تا انکو راہ ندین حضرت عمرؓ کے حکم سے ابو عبیدہ نے چار ہزار سوار پر میسرہ
بن مسروق کو سرداری دیکے روانہ کیا انھوں نے پانچ روز تری مشقت اور پنج ایتھاکے اس کو ہستان
کے تنگ راہ میں پار ہوئے۔ جب مہج القبائل میں پہنچے ہر دو لشکر ایک جگہ پہنچے جنگ شروع ہوا
لشکر روم کے تین صفیں تھیں ہر صف میں تین ہزار سوار تھے اور لشکر اسلام میں چار ہزار سوار پہلے دن
تری لڑائی ہوئی ابو الہول داس نے تری جو اغروی ظاہر کی بہت سے کفار مارے گئے اور مسلمانوں
سے دشمن شخص اسیر ہو گئے۔ ان میں داس بھی داخل تھے میسرہ کو اپنا تری در دہوا۔ جب رات آئی
لڑائی موقوف ہوئی پھر دوسرے دن جب جنگ شروع ہوا اہل اسلام ایسی شدت سے قتال کرنے لگے
کہ تر دارین توٹ گئیں اور میسرہ کا نشان خون سے رنگین ہو گیا اٹنا ہے جنگ میں دیکھتے کیا ہیں کہ

دامن میں ایک طرف سے کافرون کو لٹک کر رہے ہیں۔ عطیہ بن ثابت نے انکو دیکھ کے مہر کے پاس دوا
 اور دامن کے ایک خوشخبری دہی۔ انہوں نے اس کے بیٹے خوشی کی اور شکر الہی بجالایا۔ اس نے دوا کے
 تین ہزار شخص مارنے گئے اور مسلمانوں سے دو کو بھی اس شخص شہید ہونے سے جب لڑائی موقوف ہوئی تاد
 دامن نزدیک ہوئے شہر انکو دیکھنے ہی پائے گئے تھے اسے اترا تا جا ہے دامن نے انکو قسم دیکے پاد وہ
 ہونے سے منع کیا۔ مہر مہر کے اپنے مصافحہ کیا اور انکے ماتھے کو دوسرا اور انکا حال دریافت کیا اور اس
 کہا اے مرد کافرون جب ہلو اس پر کیا پانچ پڑوین شہریان دوا سے اور محنت قید کئے تھے جب رات کافی
 میں نے سو گیا اور غلام رونان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت سے شرف ہوا کمال رحمت
 ارشاد فرما ہے لا باس علیک یا دامن واعلم ان من لقی عتیک اللہ عظیماً مہر اپنے
 دست مبارک سے میرے بیرون کو کھینچ لئے میرے ملوک و بھائیوں کے اس ی میرے ساتھ بیرون گئے
 بیرون بھی کھینچ لئے میرے حضرت نے فرمایا البشیرا و البشیر اللہ فانما محمد رسول اللہ میر خواب
 ہی شب مسلمان کبیر تھیل کاٹل جاتے اور حضرت پروردگار مہر بھیجے۔ جب کفار کو اس درد شکست
 فاشن ہوئی اطراف لڑا اسی کے دیہات لئے اندر طلب کے دودن کے عرصے میں رومی امارت میں اور
 ملک حج آئے مسلمانوں نے اسکا کچھ ہزار لکھا لکن ایسے صحابہ کی مشرت سے مہر بھی شب احوال پر
 کی خدمت میں کھینچ لئے اسے اندر طلب کے خدا ہونے نے خالد بن ولید کو روانہ کیا خالد نے بیٹا تا پیر جا پہنچا۔
 جب خالد کی آمد کی خبر شکر کفار میں شائع ہوئی اسے گھبرا کے اسی شب قرآن پڑھے لاکن جس روز خالد
 کا آنا ہوا اس روز کی لڑائی میں عبداللہ بن خدا و جبر سے میل القدر صحابی تھے ایک بطریق کو مار دیا
 دوسرے بطریق کو اس کا براغم ہوا اور اسکا ہڈا لئے نکلا جب پروردگار مقابل ہوئے اس ملوک نے فریاد
 ایک جنت کر کے عند اللہ بن خدا کو لیر کیا اور اسے بوقت انکو پالی گھوڑوں پر پرقل کے پاس روانہ
 کر دیا۔ ایسے عظم صحابی کا اخیر ہوا اور کفار شب بجاں جا تا خالد بن ولید کو بہت غول کیا اور کفار
 کمال دشمن ہوا لئے ہوئے ابو عبیدہ کی خدمت میں لوٹ آئے اور شب ہجرا ظاہر کے انہوں نے اسے بوقت
 اپنے احوال حضرت عمر کی خدمت میں کھینچا عند اللہ بن خدا کا قید شباب خلافت ناب کو بھی عکین کیا
 سنو فرما سے کہ میں پرقل کو خط لکھو گا اگر وہ عند اللہ کو مسجد لڑے پیر والا اس فوج میں روانہ کر دینا جس
 پر بی ہتدیر سے اسکو خط لکھے پرقل نے گھبرا یا اور عبداللہ کو چھوڑ دیا۔ اور ایک بڑا عمدہ موی حضرت
 عمر کو ہدیہ کے طور پر بچا چکے لئے عند اللہ کے اخیر کیا اور اپنے نوگون کی ایک جاغت کرانے ہزارہ دیکے
 ہا کید کی کہ انکو کو ہشتان سے بار کر دین۔ پس عبداللہ نے اسے خدمت میں حاضر ہونے سے سب ملان

بہت خوش ہوئے اور شکر الہی کیا لائے اور ابو عبیدہ نے انکو مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا جب حضرت عمر
 دیکھا سجدہ سکر سجا لایا سب اہل مدینہ خوش ہوئے اور انکی سلامتی پر مبارک باد دوائے اور وہ موتی جو
 بہت عمدہ اور بے بہا تھا حضرت عمر نہیں لے سکے اسکی قیمت سب مسلمانوں کے لئے بیت المال میں داخل
 کئے۔ واقعہ یہی سچ نے بیان کیا ہے کہ ہر قتل حب الطاکیر سے نکلا بھاگنا زمین سورہ کی جدائی کا اسکو
 برای در دلاقی ہوا انہیں دونوں اسی در زمین مر گیا۔ اور عبد اللہ بن حذافہ کے ساتھ یہ معاملہ جو کیا وہ
 ہر قتل کا میتا قسطنطین تھا اسکے باب کے بعد اسکا لقب بھی ہر قتل ہی رکھا گیا تھا۔ واقعہ یہی ہے
 منقول ہے کہ ہر قتل نہیں نکلا الطاکیر سے مگر یہ کہ مسلمان ہو گیا تھا اسکا سبب یہ تھا کہ اسے اپنی قوم
 پوشیدہ حضرت عمر کی خدمت میں لکھا تھا کہ میرے سر میں ہمیشہ درد رہتا ہے۔ تب حضرت عمر نے ایک کلاہ ردا
 کی جب ہر قتل نے اسکو اپنے سر پر رکھا درد موقوف ہوا پھر جب سر سے اتار دیا وہی درد لاحق ہوا اسکو راجب
 ہوا اسکو کھلوایے دیکھا تو اس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر قتل نے کہا کیا اچھا اور بزرگ ہی مدینہ میں
 کہ شعاوی حکم اللہ تعالیٰ نے ایک آیت سے انہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے حضور
 سال اسکو دعوت اسلام ایک نامہ روانہ فرمائے ہر قتل نے اسوقت حضرت کے حالات کئے واقف ہو چکی
 نبوت کا افراز کیا لاکن اپنی قوم بدلانے کے خوف سے اسلام ظاہر کرنے سے محروم رہا اور حضرت کے بعد
 ایک صحابہ سے جنگ کا ساز و سامان کیا اسنے اسلام قبول کر لے بین اپنی قوم سے ہلاکت کا اندیشہ رکھتا تھا
 افسوس ہے کہ اسکی نظر غلط تھی نہ حق پر بس اسکا اسلام لانا معتبر نہ تھی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال قیساریہ
 کا جنگ عمر بن سالم سے روایت ہے کہ فتح الطاکیر کے بعد حضرت ابو عبیدہ حلب میں اقامت کے لئے
 انکو اس امر کا انتظار تھا کہ عمرو بن العاص پانچ ہزار کے لشکر سے قیساریہ کی طرف ہر قتل کے بیٹے قسطنطین
 جنگ کر نکلے روانہ ہوئے ہیں اسکا معاملہ کیا ہوتا ہے دیکھیں۔ کہتے ہیں کہ جب عمرو بن العاص قیساریہ
 پر جانے کے نزول کے قسطنطین نے میں ہزار سوار کو ایکے نکلا اور عمرو بن العاص وہی پانچ ہزار کا لشکر جو اگلے برس
 چل دئے مجاہدوں نے تکبیر و تہلیل اور درود و سلام بلند آواز سے پڑھنے لگے اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر ظاہر کی
 کہ اس بیابان کے سنگ و شجر اور بالوں کو کہ وہیے اور پھارتاں کی تکبیر و تہلیل کا جواب دینے لگے یہ حالت
 دیکھتے ہی کھارہ ہشت ناگ ہوئے اگرچہ انکی نسبت مسلمانوں کی جماعت قسطنطین تھی قدرت الہی سے انکو
 کثیر نظر آئی۔ بیان تک کہ ہر قتل کے بیٹے قسطنطین نے کہنے لگا کہ میں نے پہلے جاسوسوں سے خبر منگایا
 اور جب ہم خود نظر کی تو مسلمان پانچ ہزار سے زیادہ نہیں تھے اب دیکھتا ہوں تو تعداد میں کہیں ترجمہ
 ہیں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ملائیک کے ساتھ مدد دی ہے اور نیز اب ان عرب کے حال سے خوب

پس یہ عرب اور فتح علیہ السلام نے عرب اور مواعیل کی زمین جام کو دی تھی۔ اور یافت اس زمین پر
 نزول کے جو مشرق و مغرب کے تھے۔ اور زمین کو واقع میں اللہ ہی کی ملک خاص تھی۔ اپنے بندوں کے
 جسکو چاہی دینا ہی اور عاقبت کی خوبیاں پر ہرگز گلاؤں کے واسطے ہی۔ غرض جب ملک تمام تمام گاہی
 اور عرب اولاد و سام سے بنی تم جیسے بنی کہ تو یہ تقسیم ہو کر پھر دو حصے مسططین نے یہ تقریر کے حیرت سے ایک
 تصویر بن گیا اور سمجھا کہ یہ مرد بزرگ عالم ہی بن گیا ای سرور عرب تم اپنے کلام میں تھے ہو۔ بھرائی قوم
 سے کہا کہ یہ عربی جیسے بنی۔ تب عمرو بن العاص نے کہا کہ ای اہل روم اگر تم جیسے ہو کہ یہ ملک تمہارا تصرف
 میں رہے تو اسلام قبول کرو۔ مسططین نے کہا کہ جب ہمارا باب داؤے ہمارے ہی دین پر کیے بنی ہم کو
 چھوڑ سکتے ہیں۔ عمرو بن العاص نے فرمایا اگر اسلام نہیں لاتے بنی تو دولت و خوار کی کے ساتھ جزیرہ گدار ہو
 مسططین نے کہا کہ اہل روم اسباب میں میری احاطت نہ کریگے۔ کیونکہ میرے باب نے اسے یہ امر چاہا تھا
 کہ وہ سے لشکر مار دالیا جانا۔ عمرو بن العاص نے کہا جب جزیرہ نہیں دے ہو تو تمہارے ہمارے درمیان
 سردار حاکم کی۔ تب جانو کہ جہاں تک کہنا تھا میں نے تم سے کہہ دیا اور بنی باب میں تمہاری نجات تھی
 اس طرف بلایا ماکن تم نے مافرائی کی جیسے تمہارے باب غیص نے اپنی مان کی مافرائی کر کے آپے بھائی
 یعقوب کے آگے اپنی قرابت سے نکل گئے۔ اور اگر چہ تم سب میں قریب تر ہو لاکن جب تم اللہ تعالیٰ کے
 ساتھ ٹانگہ پاسی اور کفر کرتے ہو ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے طرف تمہاری قرابت سے دوری اور نزدیکی
 ظاہر کرتے بنی۔ اور تم غیص بن اسحق علیہ السلام کی اولاد سے بنی اور ہم اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے
 اللہ تعالیٰ نے اسمعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور انکو عربی کلام قصص سکھایا۔ اور اسحق علیہ السلام کو اس کے
 باپ کی زبان پر رکھا۔ اسمعیل علیہ السلام کی اولاد عرب بنی اللہ نے عرب کو سب جلی سے بہتر کیا اور
 عرب سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کے اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے عبد المطلب کو اور بنی عبد
 المطلب سے ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برگزیدہ کیا اور وحی کے ساتھ ان پر جبریل کو بھیجا اور انکو نبوت
 و رسالت دیکھ سب خلق کی طرف مبعوث کیا۔ اور جبریل نے کہا کہ یا محمد بن مشرق و مغرب میں خبرات
 زیادہ کسکو معظم و مکرم نہیں پایا۔ عمرو بن العاص کہتے بنی کہ جب میں نے اسطی حضرت کے ذکر شریف
 تک پہنچا سب انصار کے بدن پر پاں کھڑے رہے اور ان کے اعضا فروغی گئے اور ان کے دل چھین بنی
 اسے اور مسططین کے دل میں خوف غالب ہوا۔ عمرو بن العاص سے کہا کہ تم اپنے کلام میں سے
 اپنا ایسے ہی بزرگ خانہ ان سے بھیجے جاتے بنی بنی عمرو بن العاص اس مجلس سے اٹھے اور اپنے
 لشکر میں آئے مسططین نے اپنی قوم سے مشورہ کیا وہ سے جزیرہ دینے پر راضی نہیں ہوئے۔ آخر جنگ

مقرر ہوا۔ ہر دو لشکر میدان پر آئے تھے۔ قرآن شریف کے کئی دن قبل ہوا کہتے ہیں کہ ہر طرف سے
 بیتے قسطنطین کو جب قیساریہ کی طرف بھیجا اسکے ساتھ ایک بطریق کو جس کا نام قیدمون تھا اور وہ قسطنطین
 کا باہمون تھا روانہ کیا تھا وہ قسطنطین کی طرف پہنچا وہ میدان پر آیا وہ اسکے مقابلے کے لئے منزل
 میں حسنہ بیگم کو کثرت صوم و صلوات و دعا ہاتھ سے لائے تھے ہر دم میں تہنیر بازی ہوئی ایسے میں حسنہ
 بڑی شدت سے کہنے لگا۔ میدان میں بہت کچھ ہو گیا تب ہر دو زیادہ ہونے لگے کئی کئی گاہ وہ
 دشمن خدا نے تشریف کے پیشہ کی نرم جگہ پر بارے کے زمین پر گر دیا اور بائیں کھینے پر چڑا لگا اور بائیں
 کہ شرجیل نے کہا یا عیثیٰ المسیت تختیان اہی یہ فقرہ تمام ہوا تھا کہ لشکر کفار سے ہی ایک سوار
 آہنچا وہ سنہری زبردہ پہنا تھا اسے گھوڑے سے جلد ترس کے اس بطریق کو شرجیل کے کھینے سے کھینچ لیا
 اور تار کا ایک وار کیا کہ اس بطریق کا سر جدا ہو گیا۔ میں شرجیل سے کہا کہ اے اللہ خدا سے لو تم اسکے
 اسباب کو۔ شرجیل نے کہا واللہ میں نے تیرے کام سے کوئی معاملہ عجیب نہ نہیں دیکھا کہ وہ لشکر مسرتوں سے
 آیا اور مشرک کو قتل کیا پس کہہ دیجئے کہ تو کون سی بات ہے ایک آدھ سرخ کھینچ کے کہا کہ میں وہی وجہ تھی اللہ
 گیا ظلیح بن عمرو اموی ہوں جو حضرت کے لیے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹا باندہ لکھا
 بخود باللہ مہنا شرجیل کہتے ہیں کہ میں نے اسکو کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت فراخ اللہ کا وہ ہی جسے اپنے گناہ
 پر شامان ہو و اور تو بے نصیح کرے اللہ تعالیٰ قبول کرنا ہی ظلیح نے کہا کہ میں خالد بن ولید کے دربار میں
 کہ وہ مجھے مار جائیگے۔ میں نے کہا کہ خالد بن ولید ہمارے ساتھ نہیں بلکہ ہمیں لشکر عمرو بن العاص کا مرنے
 میں نے لشکر دیکھا اسکو اپنے لشکر میں لے گیا۔ جب عمرو بن العاص کے دربار میں اسلام کیا انہوں نے
 پوچھا کہ یہ کون ہی میں نے کہا یہ ظلیح ہی اور اپنے کئے سے باز آیا ہی اور تائب ہوا اور میرے ساتھ بہر
 جنگی کی عمرو بن العاص نے خوش ہوا اور مہربان کیا۔ ظلیح کا قصہ یہی کہ ابو بکر صدیق کی خلافت میں بعض
 اشقیاء جو نبوت کا دعویٰ کئے تھے خالد بن ولید نے ان سے پراپی جنگ کیا۔ مسیلہ کہ وہ اب اور صحابہ اور
 اسود عسلی کو مار ڈالا۔ تب ظلیح نے تمام کی طرف بھاگا چاہا لیہر ابو بکر صدیق اگر کی خلافت کے یارین
 بتفصیل مذکور ہی۔ غرض ظلیح شام میں چاہا لیا تھا جب خالد بن ولید کے ماتھے پر شام کے اکثر بڑا و حصار
 متوجہ ہوئے اور مسرت سے کفار مہرے گئے ظلیح کو براہ ہو کہ کہیں خالد بن ولید مار ڈالے اسکے قریب
 میں جا کے رہنے لگا۔ جب قسطنطین مسیلاؤں پر جنگ کے لئے لشکر لیکے نکلا تب ظلیح نے سوچا کہ میں تمہی
 اسکے ساتھ نکلوں اور لشکر کفار کو رنج میں ڈالوں اور مسیلاؤں کی خبر خواہی کروں تو شاید کہ اللہ تعالیٰ
 میرے خندے اور میرے قبول کرے اسی نیت سے شرجیل کے ساتھ وہ جنگی کی لاکھ خالد بن ولید سے

امین نہیں تھا سو کہنے لگا کہ مجھ کو انکا برا خوف ہی کہ وہ مار دالینگے۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ میں جگر ایک سا دینے مسلمانوں کے
 اگر اسی کے ساتھ لکھ دیتا ہوں اور میرے یہ نیک کام جو ظہور میں آیا اس میں ظاہر کرنا ہوں تو اسکو لیکے حضرت عمر کی خدمت میں جا
 اور انکے ماتھے پر توبہ کر دے قبول کرینگے اور پھر تجھے مشرکوں کے جہاد پر روانہ کرینگے۔ پس طلحہ نے وہ دستاویز لیکے مدینہ
 کو گیا حضرت عمر نہیں تھے مگر معطل کر گئے تھے پھر طلحہ وہاں جا پہنچا حضرت عمر کبچے کا پروا نہ کرتے ہوئے کھڑے تھے۔ طلحہ بھی
 جلے بہت اللہ کا پروا نہ کرتا اور کہا یا امیر المومنین میں توبہ کرتا ہوں اور رجوع لانا ہوں اللہ عزوجل کیطوف۔ حضرت عمر کو
 کہ تو کون ہی کہنا میں طلحہ بن خویلد اسدی ہوں۔ امیر المومنین یہ سننے ہی کہ انتہی پہنچے ہتھے اور کہے کہ سختی ہو مجھ پر
 میں تو محاف کرونگا لاکن عکاثرہ محض الاسدی کا خون جو میرے واقف ہوا فرما دے قیامت حضرت رب العزت کے روبرو
 کیا جواب دینگا۔ طلحہ نے کہا کہ یا امیر المومنین عکاثرہ ایک پاک مرد تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو میرے ماتھے پر لکھ دیا
 میں انکے خون کے سبب بے رحمت ہوا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دیوے اس کام کے سبب جو میرے ہوا
 پھر عمرو بن العاص کا خط پہنچا یا حضرت عمر اسکو چھوڑ کے خوش ہوا اور کہے کہ تجھے خوشی ہو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی پھر اسکو
 اپنے ساتھ رہنے کا حکم کئے۔ جب وہاں مدینہ منورہ میں اپنے چند روز کے بعد طلحہ کو ملک فارس کے جنگ پر روانہ
 فرمائے واقعی روح نے کہا کہ اب ہم اگلے بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں لیکن جب قید مومن بطریق طلحہ کے
 ماتھے سے نازا گیا۔ اور سر جیل نے اسکو لیا کہ عمرو بن العاص سے ملو یا اسی روز باریش بری شدت سے ہونے لگی
 مسلمانوں کو بڑی قصد تیجی کہونکہ یہوٹوں کو جیسے نہیں تھے اسلئے جانبہ کی طرف جا کے پٹاہ لٹے اور قسطنطین کی
 حالت یہ ہوئی کہ اسکے دل میں بڑی خوف آگیا سو اپنی قوم کو جمع کر کے مشورہ کی اور کہا کہ ہمارا دینا برا شکل
 مقام یرنوک میں عرب کے ساتھ مقابلہ کر سکا۔ اور میرے باپ نے قسطنطینہ کیطوف منہبہ ہیر عرب تو تمام ملک شام
 کے مالک ہو گئے سو اس ساحل کے باقی رہا اب بہتری کہ ہم یہاں کل جائیں پس شبائے سب کے سب چلا گئے اور
 باریش منہبہ میں دن تک ہو رہی تھی چوتھے روز بوقوف ہوئی لشکر اسلام لڑائی پر آمادہ ہو کے نکلا تو دیکھتے
 کیا ہیں کہ لشکر کفار فرار ہو گیا ہی پس عمرو بن العاص نے اس صفوں کا نامہ حضرت ابو عبیدہ کی خدمت میں روانہ
 کیا اور لکھا کہ میں اب کے جواب کا مستطرب ہوں ابو عبیدہ نے اسکا جواب لکھا کہ تمہارا خط پہنچا سب ماجرا معلوم
 ہوا مسلمانوں کی فتح و نصرت اور قسطنطین کی ہزیمت پر میں نے شکر الہی بجا لایا یہ میرا نامہ پہنچے ہی تم قیساریہ پر
 جا کے نزول کرو میں بھی صور اور عکہ اور طرابلس کی طرف بکھنے والا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ابو عبیدہ جب ساحل
 قصد کئے تب عبد اللہ بن قمار رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ امی سردار مجھے ساحل پر آ کے روانہ کرو ابو عبیدہ نے قبول کیا
 ملک کے لوگ جو یوقنا کے ساتھ اسلام لائے وہے چہار ہزار تھے۔ اور انکے سوا بطارقہ سے جو مسلمان ہوئے
 وہے بھی تین ہزار سے زیادہ تھے وہے سب یوقنا کے ہمراہ ہوئے۔ اور قسطنطین نے جب کت کھا کے بھاگا اور

کہا کہ ہم جزیرہ افریقیہ سے آئے ہیں ہماری کشتیوں میں غلہ اور ہتھیار ہیں بادشاہ قسطنطین کے پاس لکھا ہے۔ یوقنا نے
 یہہ سنکر ان پر بھی قبضہ کیا اور کشتیوں کو برباد کر دیا۔ اور طارٹ بن سلیم کے بنی حکم کو جو دایہ اخر سے مصلحت
 قید کر کے لایا اور روم کے اکبری کا حکم قلیطائوس بنی جو عہدہ تھا طارٹ بن سلیم کے سپرد کر کے وہی کشتیوں میں اپنا
 ضروری اسباب چراگے یوقنا روانہ ہوئی کہ تھے میں تھے کہ ایسے میں غلہ اور ہتھیار لشکر و ماں آئیے یوقنا نے مجدد
 لشکر بجا لایا اور سب سرگذشت ظاہر کیا اور شہر کے سپرد کر کے آپ شہر صوری کی طرف روانہ ہوا شہر صوری میں ایک
 دستہ متقی رہتا تھا اور وہ لشکر قسطنطین کا پیش رو تھا اور اسکا نام ازمویل بن قسطنطین تھا اسکے ساتھ چار ہزار سوار
 تھے یوقنا شہر صوری پر چاہتے تھے ازمویل نے ایک قاصد کو بھیج کے انکا احوال دریافت کیا یوقنا نے کہا کہ تمہارے ساتھ غلہ اور
 ہتھیار ہیں ہم قیساریہ کی طرف بادشاہ قسطنطین کے پاس جاتے ہیں۔ ازمویل نے یہ خبر کے خوش ہوا اور اکی چلتا
 گیا اور قسطنطین و عین یوقنا اپنے ہمراہ تین سو آدمی کو لائے باقی لوگوں کو کشتیوں میں چھوڑے تھے جب یوقنا اور
 اسکے ساتھی کھانے سے فارغ ہوئے تو یوقنا کے بنی اہم سے ایک شخص جو منافق تھا و شیعہ ازمویل سے جا
 کہا کہ یوقنا کے کلام پر اعتماد نہ کرو وہ مسلمان ہو گیا ہی اور عرب کی اعانت کر کے بادشاہ سے لڑائی طرابلس کو فتح کیا
 اور جرفاس کو اسیر کر لیا۔ ازمویل یہ بات سنے ہی ہوشیار ہو گیا اور یوقنا کو اور اسکے رفقا کو قید کر دیا اور اکی حفاظت
 پر اپنے چاہے بیٹے باسیل کو مقرر کیا تا بادشاہ کے پاس انکو لجاو اور وہ جو چاہے کرے۔ ایسے میں یزید بن ابی سفیان
 جو ہزار سوار کے ساتھ جو قیساریہ سے عرب و ان العام سے بھیجا تھا آئیے۔ ازمویل نے قید لون پر باسیل کو نگہبان مقرر
 انکے جنگ کے واسطے نکلا۔ باسیل بن منجاش نے کتب گذشتہ اور اخبار مہینہ سے آگاہ تھا۔ اور غیر خدا اصلی القہ
 غلہ و لکھ و سب کی عمر شریف جب تیر سال کی تھی اور ابوطالب کے قافلے کے ہمراہ شام کی طرف سفر کے اور اٹھائے
 راہ بھرا رہا بہت کے صدمے پر آکا گذر ہوا بھرا نے جب لکھا کہ حضرت کے مبارک برابر سایہ گشتہ ہی اور شک و محم
 آکھو سجدہ کرتے ہیں اور مبارک بدن پر کئی نہیں چھٹی ہی۔ اور ایک سو کے چھار کے نیچے شریف رکھتے ہی وہ
 چھار سو ہزار ہو گیا بھرا بہ حالات دیکھتے ہی حضرت کے حضور میں آیا اور سلام قبول کیا اور پشت مبارک پر چہرہ
 دیکھ کر کے اپنی نبوت کی تصدیق کی اور کہا کہ مسیح نے غیر آخر الزمان کی جو بشارت جو تھی آپ ہی کی ہی۔ پھر
 جب یہ خبر دی ابوقت باسیل بھی حاضر تھا۔ اس روز سے اپنے معاملے میں حیران تھا جب ازمویل نے اسکو
 یوقنا پر نگہبان مقرر کر کے چلا گیا اسکو توفیق و فیض ہوئی مسلمان ہو اوقنا کے پاس آگے انکا احوال پوچھا اور اپنا احوال
 ظاہر کیا اور انکو قید سے چھوڑ دیا۔ اور یہہ خبر یزید بن ابی سفیان کو اور کشتیوں میں تھے مسلمانوں کو بھی ہو گئی
 سب مل کے برای جنگ کے ازمویل اور اسکے چھار ہزار سوار قرار اختیار کئے۔ ہمان انکا بھیجا کر کے سب کو بار بار
 اور انکا مال و متاع اور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے پھر یوقنا شہر صوری کا دروازہ کھلا دے سب مجاہدین داخل شہر

ہوئے۔ بزرگ شہر میں باقی رہے اور دعوت اسلام کی کڑ مسلمان ہو گئے اور بعضے جزیرہ گنڈا سہو۔
 عمر بن العاص کا قصہ جو باقی رہا یہی کہ جب قسطنطین ان کے مقابلے کی طاقت نہ رکھ سکے شتاب بھاگا اور فریاد
 میں ملے بغیر علی عمر بن العاص نے یہاں ابوبکر کی خدمت میں لکھا انہوں نے یہ جواب ارمان فرمایا کہ تم فرمایا
 برحق صراحت کرو نہ سو دس بجائو کہ جسے قسطنطین نیک لکھا تھا جب اس کو یہ پہنچی کہ شہر صومری
 اہل اسلام کے ہاتھ لگایا پس سننے ہی پہنچ گیا اور اتفاقاً وہ روزِ جمعہ تھا جب فرصت ہاتھ ملی وہاں سے
 قسطنطین کے طرف بھاگا قسار کے لوگوں نے پھانچے آفرود لاکھ و پچاس لاکھ قسطنطین کا جھوڑا ہوا مال و
 منہ ویکے مہیا کیے۔ پس عمر بن العاص نے پاپس بن حویرین سے کہہ کر ایک صحابی معترضہ اور حضرت
 کے ہمارے کاب غزوہ حنین اور فہرین طرہ سے شہر صومری کی حکومت دیکر روانہ کیا و اقدی تہم نے خبر دی ہی کہ جب
 یہ خبر پہل پہل اور بندہ اور حکمران اور غزوہ اور تاپس اور گہر کرنا و اہل جلیلہ و جبروت اور ملاذ قہ
 کو پہنچی ایسا ہی ان مقامات کے لوگ سمجھتے کہ کہیں اور صلا کر گئے۔ اقدی تہاں نے مسلمانوں کو کل شام کے مالک کر دیا
 جو نہ و جبرت یہیہ علی اللہ علیہ السلام جناب خالد بن ولید کا عزل و وفات کہتے ہیں کہ جب
 جمعہ کی فتح و نصرت خالد بن ولید کی جلالت و شجاعت سے واقع ہوئی تھی جو طرف سے لوگ شہر فہرین کی طرف خالد کی خدمت
 میں بجا آہستہ بجا لانے لگے۔ اقدی تہاں حضرت بن حویرین نے ایک قصیدہ عزرائلی روح میں لکھ کر گداز دیا جب اسکے اعلان
 کی سلامت اور معافی کی طاقت بہت ہی پہلے آئی خالد نے اس وقت اسکے اعلان میں ہر آدمی کو دیکھا تا جب بعضے حاضرین
 نے حضرت عمر کی خدمت میں ایسا لکھ بھیجا کہ خالد نے نہ لیا اور نہ بیت المال میں جیسا چاہئے دینا صرف کرنا ہی کہ جب
 شہر کو دس ہزار آدمی دیئے گئے کہ وہ ہر کسی کو شہر میں لائے۔ اسکے آگے خالد نے مالک بن نویر
 کے قتل کے بعد جامعہ کی تھی کہ لاکھ دھم کے ہر سے جو غلج میں لایا گیا یہ باوجود حضرت عمر کی خاطر میں کی تھی یہ خبر سننے ہی
 برہم ہو کر اس وقت ابوبکر بنام۔ ایک تو بہت میں غصوں کا رو دیا کہ خالد بن ولید نے بیت المال میں اسراف جاری رکھا
 اور اسکے حقوق افس کرنا ہی تو ہم کہتے تھے کہ اس نے اس کے منصب سے معزول کر دینا اس کا نصف مال
 ابوبکر کو دینا یہ کہیں کرنا جب یہ خبر ابوبکر کو پہنچا انہوں نے ویسا ہی کو کرنا اس کا نصف مال لینا یہاں تک کہ ایک نعل اب
 لی اور سری نعل کے لئے جو دیو اس کا کہ اس میں کچھ لکھا ہو کر اس کا مال خیرتی ہے اب اس کا نصف مال ابوبکر کے سر دیا اور کہنے لگے
 کہ اس لوگوں سے بہت بڑی باتیں کی جاتی ہیں کہ خالد بن ولید کی عجاہر و کمالات عروس جلی عیدہ ان کا مال لیکر خیرت لایا
 و ان کا خالد جس حکم میں نہ مرنے کی طرف روانہ ہو چکا ہے جناب خالد نے یہاں تک کہ جو حضرت عمر نے دیا کی کہتے اس قدر سے خوش
 کہا پانی اور یہ مال کی ملک سے تمہارا کیا ہو کہ اس نے خود دیکھا خالد کہا کہ وہ سری ملک سے ہی جو قبضہ تیرا وصیت تھا اس پر حصہ
 ہوتا تھا اب تو میں کا حکم ہو کہ خالد مال کا حاکم کی جگہ پر آئے تو ہی ہزار آدمی ہوتے کہ کیا کہ ساتھ ہزار آدمی ہوں گے جو خود میں میں
 داخل ہیں مال میں جب یہ خبر شام و عراق کے لوگوں کو پہنچی نہایت غور و فکر سے اس میں مایوس ہو کر کہیں امیر المؤمنین سے
 مناسبت اور قانع کا مطالبہ ہوا کہ جناب خلافت ماننے کے حال طاقت واقف ہوئے۔ خالد کو ملے اسکے عد

خواہی کی اور ولایتی پیش آئے۔ اور دیار و انصار کے امیروں کو ایسے مکاتب لکھے کہ خالد کو ہم نے جو عزت دلایا اس کا سبب کچھ نہیں تھا کہ اس کے کچھ خیانت ہوئی یا ہم کو اسکے ساتھ کچھ ناخوشی اور کراہت ہو۔ لاکھ جب لوگوں نے اس کی تعظیم و تکریم سے زیادہ کرنے لگے اور یہ خیال کیا کہ فوج و نصرت اس کی قوت بازو سے ہوتی ہی۔ سو میں نے چاہا کہ وہ اس پر فتنہ نہوں اور نیک و بد کو اللہ ہی سے جانیں۔ **۱** کلید گنج قالیم ہی ایسے کے پاس؛ کوئی نہ قوت بازو سے اپنے کھولائی؛ حضرت عمر کی خلافت سے پانچویں سال خالد بن ولید مرض موت میں گرفتار ہوئے کہتے ہیں کہ اس وقت آہ و افسوس کرتے اور کہتے تھے کہ میں نے سنا ہا جنگ و جہاد میں مشغول رہا اور بہت کوششیں کجا لائیں اور بری آرزو رکھا تھا کہ شریک شہادت نوش کروں اگر جہاد بہت زخم تیر و تیر کے مجھے لگے پر وہ دولت میرے ہاتھ نہ آئی اب اپنی ایسی موت پر تاسف کرتا ہوں اور اس وقت وصیت کی کہ میرا گھوڑا اور غلام اور ہتھیار مجاہدوں کو دیکھے کہ میرے پاس جہاد کا غار اور اعلیٰ کلمۃ اللہ سے کوئی چیز محبوب تر نہیں جب انکے وفات کے بعد انکے متروکات کا جائزہ لے تو سوائے اس گھوڑے اور ہتھیار کے کوئی چیز نہ پائے جب یہ بات حضرت عمر پر ظاہر ہوئی کمال تاسف سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ابو سلیمان پر رحمت کرے کہ ہم نے اس کا حال بر خلاف اسکے سنا تھا جواب ظاہر ہوا۔ القصہ جب خالد کا جنازہ اٹھائے انکی بہن فاطمہ بنت ولید بنت مغیرہ نے اپنے بھائی کی مفارقت میں بے اختیار آہ و زاری کر رہی تھی۔ حضرت عمر نے ایسے روئے کو جو نہایت گروہ رکھتے تھے باوجود اسکے فاطمہ کے متعرض نہ ہو آپ بھی گریان و نالان ہو کے فرمایا کہ بی بی مغیرہ کی عورتوں کو پورا نہیں کہ خالد کے لئے اپنے انکھوں پانی بہاویں۔ جب پیر میں چاک نہ کریں اور اپنے رخسار پر نہ ماریں کچھ مضایقہ نہیں۔ **نقل** ہی کہ ایک دن جناب فاروق اعظم نے خالد کی والدہ کو دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی تعریف میں بیتیں پڑھ رہی ہیں اور انکھوں سے اشک بہا رہی ہیں دریافت فرمائی کہ یہ کون ہیں اور کیسے روتی ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ خالد بن ولید کی والدہ ہی ایسے فرزند پر محبت کے فراق میں رو رہی ہیں فرمایا کہ میں کسی عورت کو نہ دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی تعریف میں بیتیں پڑھ رہی ہیں جب میں حضرت عمر نے عمر کے کی نیت سے کہہ کی زیارت کا قصد کر کے روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ میں انیس رات دن کے بیت اللہ کی تعمیر کی اور اس کو وسیع اور کشادہ کیا۔ پھر مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت کی اور حکم کیا کہ حرمین شریفین کے درمیان جو منزلیں واقع ہیں انہیں دہا طات اور مکانات بنا کریں اور جن منزلوں میں بانی کی قلت ہو وہاں کنوئیں اور چشمے کنوئیں تاسا فرو کو راحت و آرام کا سبب ہو۔ اور یہی سال امیر المومنین نے حفص بن مغیرہ کی دختر کے ساتھ اپنی تزویج کی۔ لاکھ معلوم ہوا کہ وہ عقیقہ ہی میں دخول کے آگے اس کو طلاق دیا۔ اور یہی سال گوہر و یکا کا زمان رسول اجتر اوج دو دمان بنول قرۃ العین علی مرتضیٰ جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ چالیس ہزار درہم گہر سے اپنی تزویج کی عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن عباس و حسن بن امام حسن و عقیقہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کئی بار جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی حضور میں صاحبزادی ام کلثوم کی خواستہ نگاری کا پیغام بھیجا۔ تو حضرت علی نے صاحبزادی کی کم عمری کا عذر لایا

جانب فاروق اعظم نے گذارش کی تھی کہ میرا وہ طلب نہیں چاہوں گا جو بلکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے کہ فرماتے تھے کہ سب و سبب و صفہ منقطع یوم القیامۃ الا لیسینی و سکتی و صفہ من سنین چنانچہ ہوں کہ حضرت کی شرف محبت کے ساتھ شرف قرابت میں مجھے حاصل ہے۔ یہ ثابت ہے کہ حضرت علیؓ سے بھی یہ شہر کیا ہے کہ یہ وہ خیر عبد اللہ بن جعفر کے واسطے ہے۔ تب عمر فاروق نے یہ جواب دیا کہ یا ابا الحسن اس خرنیک آخر کامیاب میں متناہی و دیا کوئی مشتاق ہو گا۔ اہل جناب میرے بھی ایسا فرمایا کہ میں اسباب میں حسنین کے میں سے را کیا ہوں تو ایک روز ہر دو صاحبزادوں کو فرمایا کہ عمر فاروق سے تمہاری شہرت کے ساتھ اذول جیسے ہیں۔ امام حسن خاموش رہے امام حسین کہنے لگے کہ یا ابی عمر فاروق کے مانند ہوسا کون ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے انہوں نے جنت میں ملازمت اور فیض محبت میں رہے اور ابھی حضور نبویؐ سے ہمارے۔ اور جب حضرت نے وفات فرمایا تو انہوں نے راضی ہے۔ اور جب انہوں نے شہادت کو بہت دی تو اہل و انصاف میں سے نظیر جو حضرت علیؓ نے یہ بات سیکے فرمایا کہ ای رکنے خم نے بیج کہا لاکھ جن شہر مات ہیں یا میں کہ مجھ سے بلا مشورت اس کام میں اقدام کروں۔ عرض جب صاحبزادوں کی رضامندی اور خوشی سے یہ نسبت مقرر ہوئی اعدا کا برصاحب کی حضور میں نکاح منعقد ہوا۔ حضرت عمر کو برسی خوشی حاصل ہوئی۔ سرور حاصل ہو گیا کہ میرے ساتھ اس خوشنما کی اہلیت کی کہ میں نے حضرت سے یہ حدیث سنی ہے اس حدیث کی روایت کی جو اوپر گندی۔ اور عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ میرے والد بزرگوار عمر فاروق نے میرے والد کے کہہ دیا کہ اس امر نکاح میں مجھے اس قدر عجز الہی جناب حضرت علیؓ کے ساتھ فرور نہیں تھا۔ لاکھ میں نے حضرت جناب رسالت علیہ السلام کو اس حدیث سماعت کی ہے اس حدیث پر ہی جو ذکر ہوئی۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ اسباب میں جن اس قدر جوہر و خیر کیا اس سے میرا مقصود ہی تھا کہ حضرت کا ایک عطر مبارک میرے پاس ہے۔ کہتے ہیں کہ ارم کلوم کے بل سے ایک فرزند پرند کہ جس کا نام زید بنی اتولہ ہوا اور عذرائی کو پہنچ کے رحمت کی رضی اللہ عنہ و عن ابیہ و ائمہ۔ اور اسی سال میں ملک ہوا سے لیسنے بلا و متوجہ ہوئے۔ اور اب کو شہر نصیبین ہی وہاں کو لوگ بڑے سخت تھے شہر کا دروازہ بند کر دئے اس لئے اہل اسلام کو آفتہ جیسے ملک اسکے دروازہ پر وقفہ واقع ہوا۔ اس شہر کے کا دروازہ جنگ و پیکار براتے نہ اسلام لاتے نہ شہر کا دروازہ کو کھلتے تھے جب غازیان اسلام بہت ہی تنگ ہو گئے۔ تب لشکر اسلام کے امیر نے حکم کیا کہ سپاہ بچھو جو اس قلعہ میں نہت تھے پکڑ کے کو دونوں میں وال دین اور ان کے ہتھ پکڑ کے بچھو پڑے اس شہر میں پھیل گئے مجاہدوں نے اس شہر میں ویسا ہی عمل کیا۔ جب کو زہ زہین بر گز کے پھر تباہ ہوئے۔ اور جب پھر کسی کو تیش نا دنا و تہتر وقت مرانا۔ اہل شہر میں ایک نکل تھا اہل اسلام کو نصرت کو عنایت نجاں کے شہر کی طرف متوجہ ہوتے اور دروازہ کو پارتہ پارتہ کر کے داخل شہر ہوتے۔ اور وہ پھر کو جہان پاتے آ رہے تھے جب اللہ

کی تائید سے وہ شہر ماتھ آیا قصی عرب ایک شاعر نے اسکی فتح کے بیان میں ایک قصیدہ غزل لکھا اسکا مطلع یہ ہی ہے
 سہمذت فتوحانی بلاد کبیرۃ فکم ارفقا مثل فتح العقار کہتے ہیں کہ نوشیروان
 اپنے زمانے میں شہر نصیب کو محاصرہ کیا تھا اسکو بھی فتح نبوی آخر عاجز آکے جلا گیا تھا آخر حضرت عمر کی خلافت میں مسلمانوں
 کی تسخیر میں آیا واللہ اعلم۔ اس سال میں بلاد اہران سے جو مفتوح ہو کر مرزا درستر ہی۔ ابو ذر کا حاکم نے امیر شکر اسلام
 ابولہب سے صلح کی اس شرط کے ساتھ کہ مجھے امیر المومنین کی حضور میں بھیج دیں انکی رائے مبارک میں جو بات آئیں گی
 سو کریں۔ پس وہ جب جناب خلافت آج کے دربار میں حاضر ہو نصیحت فاروقی اسکو اڑی اور کفر و شرک سے باز
 لگے اسلام مشرف ہوا۔ ہجرت سے اٹھارویں سال کے وقایع۔ اس سال میں ابو عبیدہ
 کا ایک مکتوب امیر المومنین کی خدمت میں اس مضمون کا پہنچا کہ شکر اسلام میں شایون کچھ نہ سمجھتے جسے ضرر اور ابو جندل
 وغیرہ شراب پینا شروع کئے ہیں جب انکو منع کریں تو کہتے ہیں کہ شراب کے پینے نہ پینے میں ہم کو اختیار ہی سو ہم نے
 سبق اول اختیار کیا ہی اس بات سے انکا مقصود اس آیت قرآنی کا استقام تھا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی فہل انتم
 منتہون وے اپنے کج فہمی سے یہ گمان کئے تھے کہ یہ استقام اختیار پر محمول ہی۔ حضرت عمر نے انکے جواب میں
 تحریر فرمایا کہ اس آیت میں استقام تقریری ہی نہ اختیاری سو وہ بہت اچھی وجہ سے نبی اور حرمت کا فائدہ دیتی ہی
 تم کو چاہئے کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کے مجمع میں حاضر کریں اور ان سے پوچھیں کہ شراب حلال ہی یا حرام۔ اگر وہ
 حرمت کا اقرار کریں ہر ایک کو اسی کو رہے مایں۔ اگر اسکی حلیت کے قائل ہو دیں انکو قتل کر دیں۔ ابو عبیدہ نے
 ویسا ہی انکو حاضر کر کے دریافت کی تو انھوں نے شراب کی حرمت کا اقرار کیا۔ ابو عبیدہ نے انکو حصار کے یہ نصیحت کی کہ ابی شایرو
 اللہ تعالیٰ نے بہت ہی نصیحتیں تم پر ارزانی فرمائیں سو بکا شکر بحالانا نہیں لازم ہی تم نے اسکے برخلاف گناہوں پر جو اقدام
 کرتے ہو وہی نہایت اندیشناک ہوں کہ تمہارے فسق و فجور کی شامت سے کہیں ایک حادثہ عام اہل اسلام میں پیدا نہ ہو مگر ان
 کی بدی کی شامت سے بیک لوگ بھی ہلاک ہوتے ہیں سنت اللہ اسطرح جاری ہو ہی۔ آخر ویسا ہی ہوا جیسا وہ خدا
 کمال نے گمان کیا تھا کہ اہل شام قضاے طاعون میں اور اہل مدینہ ملا خط میں مبتلا ہو قحط سال اس درجے کی تھی کہ انسان
 سے ایک پانی کا قطرہ نہیں ٹپکتا تھا اور زمین سے کوئی مور کا نہیں اٹتا تھا صحرائی و خوش طہر شہر اور انسان سے
 انس لیتے اور انسان صحرا کے طرف جاتے گھانٹے اور پتے پر لگتا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں تند ہوا چلتی گرد و غبار
 جو راگ کی سی تھی لوگوں کے ہنہ پر پرتی تھی اور جانور بھی بہت سے ہلاک ہو اسے واسطے اس سال کا نام عام الراد ہوا۔
 نقل ہی کہ حضرت عمر نے محتاجوں اور مسکینوں کو طعام دو وقتہ کھلاتے اور لوگوں پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ اور
 غلہ و زمین کو تاکید لکھ کرتے تھے کہ احکام کر کریں یعنی اناج گراں بیچنے کی نیت سے بند کر کے نہ رکھیں۔ اور حدیث المسکین
 ملعون کے حکم کی تشریح دیتے تھے۔ اور آپ نے اپنی ذات کے لئے یہ قرار دیا تھا کہ جب تک یہ قحط سالی دفع نہ ہو

حلیۃ الاحیاء ۱۸۸ خلافت عمر فاروق کی

تب تک گشت اور دن نادل کر رہا اور وہ وقت ہی میرا وہیں اور وہاں چلا رہا کہ میری دل کو حکم دیا کہ مسجد پر میرے اناج
 دین کے طرف بھیجا کرتی یہ حکم پہچنے ہی اہل جو غلہ دینا کیا سنا اور عید سے کہ جہاز ہزار ہزار اناج دین کو لے آیا۔ جناب
 خلافت باب نے بہت خوش ہوئے دین والوں اور اسکے نزدیک کے قریے وکون تقسیم کی۔ اور عمر بن عباس ایک سو
 کشتی اناج مصر سے تدریاً روانہ کیا جب وہ تدریاً دین کو پہنچا اور دانی من و مان کا بیج مصر کے رنج کے برابر ہوا۔ نقل آئی
 کہ اسی قحط سال کے ایام میں ہلال برج رشت یونی کے اہل و عیال ایک ہولناکی کی شدت سے جری شکایت کے طور
 چاہے کہ ایک ہزار بیج کرین کا فائدہ فی کس اتنا ہی اس سے بجاوین۔ ہلال نے اپنے گردن کی لاغری اور ناتوانی کا غم ظاہر کیا۔
 جب ان کے اہل و عیال نے بہت ہی جد و جہد کر کے آخر ہلال نے پانچ ایک ہزار بیج کی جب قصاب اسکو چھپلا تو سرخ ہوا۔
 اسے سزا کچھ نہ پایا۔ یہ حال دیکھتے ہی ہلال کو بڑی رقت آئی تھوڑے دنوں میں اسے گھر سے لے کر دین کو لے گیا کہ باوجود اسکی
 شب اسنے خواب دیکھا کہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف ہاتھ دھکیا اور دین پر تیرنے کی ہمتا رہی
 اور وہاں ایک عربی خطاب کو میرا سلام پہنچا اور بولنے لگا کہ میرے ساتھ جہاد باندھائی گئے اسکو وہاں سے کرنا ہی خوف
 لکھنا ہی کہ تیرا خدا تعالیٰ فی قال الکثیر الکثیر۔ ہلال نے علی الصبح عمر فاروق کی خدمت میں آیا اور دین
 واقعہ کیا۔ جناب خلافت اب نے شب صحابہ کرام کو جمع کر کے اس کو دیکھا کہ اسے اعام کہا کہ سب متفق ہو کر کہے
 کہ اس واقعے کی تفسیر وہی ہے کہ سنت نبویا کے ذمہ کرنے میں کس نے یسین کرنا ہی۔ یس امیر المومنین نے روزہ دکھا اور
 پانچ کیرے پتے ہوئے جماعت ملجا ہر دو عورتوں دین کو بڑا لے گئے ہوئے پیادہ کال غلے سے دین کے باہر عید گاہ کی طرف فرست
 لے گئے۔ عباس بن عبد المطلب کا وسیع ایک بار گاہ آئی جہاں دین میں پہنچ و عاکر نے لے کر خداوند تبارک و تعالیٰ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے نام میں جب ہم نے غلے قطعیں بٹولا تو تھے تیری بارگاہ مقدس میں حضرت کا دوسل لاکہ دما کرتے
 تھے۔ تو نے اپنی کمال حمایت میری چاروں کی دما قبول فرما اور بارش برساتا تھا۔ اب تو ہم اس آیت کے لیے غیب میں
 یس حضرت کے ہم سفر عباس بن عبد المطلب کو تیری بارگاہ میں شفع لاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں ہماری دعا قبول کیجئے
 بارش بھیجئے اور دما میں کہتے کہ وہاں آدمی اور مافوق حی۔ اسکے بعد حضرت عباس نے بادل و درو آئیر و چشم اشک بزر و قبول
 دست التجا آٹا کے کمال تفریح و نارسائی دعا کرنے لگے کہ بار خدا یا تیرے ہندوگان بنیاد تیری بارگاہ پاک میں مجھے شفع لاکے
 بارش کے لئے التجا کر رہے ہیں الہی تیرے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو مجھے قربت قریب ہی اسکی میں نہ کرنا
 سے ان بچا روٹی دما قبول کیجئے اور بارش بھیجئے حضرت عباس نے جب یہ دعا کی ابھی زمین سے قدم نہیں اٹھائے
 تھے کہ ابر کے اترنے کی فضا کہ جن پر آب خوشگوار کے شگ کہ جو سے تھے آسمان نمودار ہو۔ اور دین کا خطیب بلند آواز
 ہو کر منبر پر کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ ایسا مہینہ شروع ہوا کہ پہر سات روز تک برساتی رہا ایک ہفتہ کے بعد نوروز
 جنگل او بیابان سرسبز و خندان ہو گیا نایاب و بیا رکھ کا نظارہ دیکھنے لگا اور ہر باغ و گلزار رنگ بہار دیا قحط سال جاتی تھی

جب حضرت عباس کی دعا سر ملج الاجابت ہوئی اور یہ وقت پہنچ شروع ہوا۔ لوگ یہ کراہت دیکھتے ہی اٹھ بیٹ ہی معتقد ہو کے اُسے مصافحہ کرنے لگے۔ اور حسان بن ثابت اور ابن عباس اسباب میں چند بیتیں بنائیں۔ اور اسی سال شام میں جو طاعون عام واقع ہوئی وہی پہلی طاعون تھی جو اہل اسلام میں حادث ہوئی۔ اور اسکو طاعون اُسے کہتے ہیں کہ عمر اس ایک فریقہ کا نام بھی جو سرحد شام میں واقع ہے وہ طاعون اسی فریقہ سے شروع ہوئی۔ **نقل** یہی کہ اس طاعون میں صحابہ و تابعین وغیرہم رضی اللہ عنہم سے پچیس ہزار شخص رحلت کئے۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں ابو عبیدہ نے ایک خطبہ طبعیہ پڑھا اور اس میں حمد لکھی و صلوات جناب رسالت پناہی اور کلمہ شہادت کے بعد فرمانے لگے کہ حضرت نے بارگاہ الہی میں دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ طاعون کو اس امت کے صالحین کے حق میں عین رحمت و شہادت کرے۔ اور ابو عبیدہ نے صدق نیت سے دعا کی کہ حق سبحانہ تعالیٰ اس مرض طاعون سے اپنے جسم کا بھی حصہ کرے اور اپنی روح کو طرف اعلیٰ علیین کے بجائے ہرول کے منبر سے اترے اور اسی روز طاعون میں مبتلا ہو کھجرت او کی طرف مد مارے اپنی رحلت کے لئے معاذ بن جبل کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا اسلئے بعد معاذ اور انکے فرزند عبد الرحمن بھی اسی طاعون کے حصے سے رحلت کئے معاذ نے اپنی موت کے وقت عمرو بن عاص کو امارت دی۔ عمرو بن عاص نے خطبہ پڑھا کہ اس مرض کے صدمات شعلہ اکثر کے مانند پہنچ رہے ہیں جو چاہئے کہ لوگ بیماروں پر چرین تا وقع حرارت اور حصول رحمت کا سبب ہو۔ تب لوگوں نے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اور اسی طاعون میں معاویہ کے برادر یزید بن ابی سفیان اور عمارت بن ہشام اور ہبل بن عمرو اور عتبہ بن ہبل اور ابو جندل اور عاص بن ہبل انتقال کئے جب ابو عبیدہ و یزید بن ابی سفیان کی موت کی خبر کورت اثر حضرت عمر کو پہنچی بہت ہی غم و دوا لگا رہا کہ اور کمال رقت سے زار زار روئے **وَاِنَّا الْکَیْرُ رَا جِعُوْنَ** پس لشکر شام کی امارت معاویہ بن ابی سفیان کو دیکے اس نواح میں انکو عامل خراج مقرر کیا اور شرجیل بن حسنہ کو اردن کی حکومت دی۔ اور اسی سال عمر فاروق نے جہاد کی نیت سے شام کی طرف نکلے تھے بلا واسطہ یزید کے قریب فریقہ سے پہنچے لوگوں نے عرض کی کہ شام کے ملک میں برتری و با واقع ہے اکثر دیہات و انصار و بران ہو گئے ہیں اسطرف تشریف لیجانا مناسب نہیں۔ تب حضرت عمر نے ہاجرین اولین کو جو ہمراہ رکاب تھے جمع کر کے اسباب میں مشورت کی کہ شام کی طرف روانہ ہونا مناسب ہے یا مدینہ کی طرف مراجعت کرنی۔ بعضوں نے کہا کہ جب ہم جہاد کی نیت سے نکلے ہیں اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے آپ آگے چلنا اور اس کام کو سر انجام کو پہنچانا بہتر ہے۔ اور ایک جماعت کہنے لگی کہ جب ملک شام میں پہلی ہی بستی ہے کہ ادھر ہجرا وین اور کربہ **وَمَا تَقْوَا بِاَیْدِیْکُمْ اِلٰی التَّهْلُکَةِ** کے موافق آپ کو آپ ہلاکت میں نہ لائے بلکہ مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ جاویں۔ یہ بات سننے امیر المومنین نے حکم کیا کہ اس جماعت کو مجلس سے باہر روانہ کرین اور دوسرے ہاجرین کو کہ جن کی ہجرت فتح مکہ کے بعد ہوئی تھی ہوا کے اسے بھی مشورت کی تو وہ سب کے سب متفق ہو گئے کہ وطن کی طرف پھر جانا ہی انسب ہے۔ عبدالرحمن بن عوف نے جناب خلافت ماب میں آگے ایک حدیث کی

روایت کی کہ میں نے حضرت سناہی کو جس شہر میں دیا بیابا ہی جو وہاں کچھ تاجین مقام کرو۔ اور تم جس شہر میں میں لگو مان
 و بانا ہو وہی اس سے بلا سے بھاگنے کی نیت سے اس شہر سے مت بھاؤ۔ میں حضرت عمرؓ کے حکم کیا کہ لشکر میں نہ کرو میں کسلی
 الصباح اس منزل سے کوچ کر کے مدینہ کی طرف مسدود ہیں ہوا لشکر وہاں گوج کر کے داخل مدینہ ہوئے۔ اور اسی سال
 ابراہیمؓ کے لئے مدینہ سے کوسوں کی طرف روانہ ہوئے جس کے ساتھ ایک سے فارغ ہوئے مقام ابراہیمؓ کو کہہ کر
 سے لکھا تھا اب جس جگہ واقع ہے مقرر کیا۔ اور اسی سال کو سننے کی فضاںات شرح بن عمارت کنڈی کو۔ اور پھر سے کی
 فضاںات کعب بن ہوا کر دی۔ اور اسی سال حضرت علیؓ کو مدینہ میں غلیظہ شہر کے آب شام کی طرف روانہ ہوا جو لوگ طاہر
 اور اس میں جو ہیں کا مال لائے اور ان پر تقسیم کریں اور لشکر اسلام امیرون اور ملک کے دیوتوں پر تقسیم فرما دیں جب
 بلاد شام سے ظہر مدہ پر پہنچے لشکر بونک واسطے تہستان اور تہستان کی فضاہین کی اور مالک کے سرحدیں بھی مقرر
 فرما دیں اور شرجیل بن حسنہ کو اردن کی امارت سے معزول کر کے عمرو بن عبسہ کو انکی جاسے پرنصب کیا۔ یہ ایک خطبہ اس
 معزوں کا پڑا کہ شرجیل بن حسنہ کو جو میں نے معزول کیا اسکا یہ سبب نہیں تھا کہ اس کے کچھ قصور ظہور میں آیا ہو مگر میں نے چاہا کہ
 ایک مرد شرجیل سے قوی تر اس سرحد میں رہے اور ابو موسیٰ اشعری کو سواحل پرانیہ شہر اور بلاد شام میں جایا امر اور اہل
 مقرر کر دئے۔ اور طاہر بن جزل کو سے تھے تری تختی اور قنص کے بعد جس کے ورثہ باقی تھے مقرر کر ان کے تسلیم کیا
 اور جس کے وارث نہیں تھے حکم کیا کہ انکا متوکلہ بیت المال میں داخل کر کے مسلمانوں پر تقسیم کریں جب ان جہات کے فراغت
 حاصل ہوئی مدینہ منورہ کی طرف معاودت فرمائی۔ ہجرت اسیسویں سال کے و قلیح۔ ہجرت
 کے فیروزین سال حضرت عمرؓ نے جب مسجد نبویؐ کو جو لوگوں کی کثرت سے تنگ ہو چکی تھی کشادہ کیا حضرت عباسؓ کا اور وہاں
 کا گھر خرید کر کے داخل مسجد فرمایا۔ اور اسی سال مسلمانوں نے جو بلدہ مدہ میں تھے کہ لبنان میں ایک فاسد اطلاع پائی
 کہ اس فاسد میں ایک قحط زمین نصب کئے تھے اور ایک سوجہ مطلق اس قحط پر لکھ لکھا ہوا تھا۔ اور اس کے ایک جانب
 پر ایک لوح ندبہ بن رکھے تھے اور سپر پخت روشنی چند سطروں لکھی تھیں۔ ان سطروں کا معنوں یہی تھا کہ میرا نام سبائی
 اور میں فاس کا مینا ہوں میں نعیم بن ملحق بن ابراہیمؓ علیہ السلام کی شرف خدمت و ملازمت سے شرف ہوا ہوں
 اس کے بعد جگر من خدیم خدیم کے ایک مدت دراز تک میں نے بادشاہی کی تھی اور حجت کچھ خدم و چشم رکھتا تھا اور
 بت سے عجاب و عذاب جیسے برق اور نرگ اور دجلہ کی طغیانی کنی باہر میں نے دیکھے اگر تم بھی ایسی چیزیں دیکھو گے
 تو تعجب کیجئے بلکہ ان باتوں سے زیادہ عجب یہ بھی کہ آدمی اپنے باپ و دوہوں اور آشناء و دوستوں کے قبور پر کھڑا
 آئی اور اپنی موت کا غافل رہتا ہی۔ اور اپنے گلستان زندگی سے ایسے بھول نہیں چوٹا ہی جو اسکو آخرت میں کام آوے اور اسکی
 خیر ہو اسکی دماغ کو مسموم کرے اور اس سے زیادہ حساب آخرت کا وہ خدا اور اس سے زیادہ ہوتا مفسد اور مفسد خدا کی اور مجھے بہت نصیحت
 آئی کہ ایک قوم باوجود خداوند تعالیٰ کی دہریت پورا قرار کر کے مال و زر کی طمع کو کچھ غافل سے نکالیں۔ اور اس سخت سچا

کر کے اس کو لیا مال سمجھینگے۔ جب ایسی حالت ظاہر ہوئی تو زمانہ متغیر اور فاسد۔ اور بازار روپا نت اور امانت کا بے رونی اور کاسد ہو گیا۔ اور بے سنے حادثے اور بلائیں نزول کر چکی اور لوگ اس سے بہت ہی محزون ہوں گے۔ تمہیں اور بہتان اور جھوٹے اور فخر سے زیادہ ہونگے۔ جب کہیں ویسا زمانہ پائیگا بہت روویگا اور مسکا عیش اس پر تلخ اور ناگوار ہو جائیگا پھر جو کچھ واقع ہو جائی ہوویگا ہر دو جہان کی سعادت اور خاتمہ کی خیریت اور حسن عاقبت انہیں کے نصیب ہوگی جو صبا و الخ متقی بن ہما سحرت سے بیسویں سال کے وقایع۔ جب ہجرت بیسویں سال آیا مصر کی فتح عمرو بن عاص کے ہاتھ پر واقع ہوئی۔ ایک قول سے سو تھوین سال اور ایک قول سے ستر تھوین سال وہ فتح ہاتھ دی۔ اور قول صحیح اور راجح ہی یہی کہ فتح مصر عام التوا کے آگے ہی کیونکہ اسکے آگے واضح ہو چکا کہ عمرو بن عاص نے عام الرمادین مصر سے سستی اناج مدینہ معظمہ کی طرف روانہ کیا۔ غرض فتح مصر کا سبب یہ ہوا کہ جناب خلافت اب کو یہ خبر پہنچی کہ ارمطیون ایک لشکر جمع کر کے جنگی سامان کے تئیں میں مشغول ہی ہو لوگ شام سے دور کے اسکے لشکر میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ بات سننے ہی جناب فاروق اعظم نے عمرو بن عاص کو حکم لکھا کہ ارمطیون پر لشکر کشی کریں۔ پس عمرو بن عاص نے حکم کے موافق اس پر لشکر کشی کی فریقین میں بڑا جنگ ہوا آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت دی ملک مصر ہاتھ آیا عمرو بن عاص نے سند شاہی کو رونق دیکے اس مملکت کے ضبط و نسق پر کر باندھی اور مصر والوں کو بری تسلی دیکے یہ بشارت پہنچائی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر حکم فرمائیں کہ جب ملک مصر تمہارے ہاتھ آئیگا تب وہاں کے لوگ سے نیکی کرو اور حسن سلوک سے پیش آئی انصرت یہ حکم فرمایا گا وجہ یہ یہی کہ حضرت اسمعیل جو پدر عرب ہیں انکی والدہ ماجدہ ملک مصر کے دختروں سے ہی۔ مصر والوں نے یہ بشارت سننے ہی نہایت شادمان و فرحان ہو کر انحال طوع و رغبت سے دین اسلام قبول کیا کہتے ہیں کہ عمرو بن عاص کے ایام حکومت میں ایک بار دریا نیل کا پانی کم ہو گیا۔ تب مصریوں نے متقی ہو کر عمرو بن عاص کی خدمت میں آکے عرض کی کہ ہمارا یہاں سم قدیم چلا آیا ہے کہ جب نیل کا پانی کم ہوتا ہے تب ایک جوان لڑکی جو جمیلہ اور شکیلہ ہو تلاش کریں اور اسکے باپ کو مبلغ خطیر دیکے خرید کر لیں۔ پھر اس لڑکی کو زیور عمد اور لباس فاخرہ سے آراستہ کر کے اس کو نیل میں والدین عمرو بن عاص نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ جاہلیت کا رسم شنیعہ ہی۔ دین اسلام تو سب جاہلیت کے رسوم اٹھا دیا ہے اور پھر محمدی ایسے بدعات کو منع کرتی ہے اہل مصر یہ سن کر مغرم و ملول ہو کے پھر گئے۔ دوسرے روز سب متقی ہو کر کہنے لگے کہ اباہا اللہ اس ہمارے رسم قدیم کو جاری کیجئے یا ہم کو جلا وطن ہونیکا اجازت دیجئے۔ تب عمرو بن عاص نے جناب خلافت ماب میں ایک خزندہ بری جلدی بھیجی اور سب احوال کا بتیغی ظاہر کیا۔ جناب فاروق اعظم نے اسکا جواب اس مضمون کا روانہ فرمایا کہ تم نے وہ رسم جاہلیت جو منع کیا بہت اچھا کیا۔ اب میں دریا نیل کو ایک شفق لکھا ہوں سب اہل مصر کو اپنے ہمراہ لیکے دریا نیل پر جائے اور وہ شفق اس میں قال دیجئے اس شفق کی عبارت یہی تھی کہ من عبد الله عمر امیر المؤمنین اما بعد یا اھیا النیل ان كنت تجری من قبلك فلا تجردن كان الله الواحد القهار تحریک فاستل الله

الواحد القہار ان بحر یک۔ یعنی یہ عقد طرف سے عبد اللہ عمر کے بی جو امیر ہی مومنوں کا ابا بعدای رو دینا اگر خود
 بوجہ جاری ہوتی تو نہایت ہو۔ اور اگر تجھے اللہ احد قہار جاری کو کا خدا اللہ تعالیٰ سے سوال کر کہ اپنی قدرت کا طے سے تجھے جاری
 کر دے اتنی۔ جب یہ نہ مدعو بن خاص کو پہنچا انہوں نے اس وقت عمر کے سب نکارہ و اشرف اور عوام کو جمع کیا اور اپنے
 ہمراہ لے کر رو دینا پر آیا اور وہ عقد اس وقت کیا۔ اس وقت رو دینا جو جس کرنے لگی یہاں تک کہ کو طغیانی ہوئی کہ کڑ
 گزبانی بلند ہو۔ یہ کرامت کے دیکھنے سے عمر و ان کے ایمان کو بڑا قوت ہو اس وقت سے وہ جاہلیت کا رسم با کفر
 گیا۔ اور اس کی اس کفر پر یک فتح صلح کی راہ سے عمرو بن عامر کے ماتھے پر واقع ہوئی۔ اور اس کی لکھنے کی ایک
 ایک جماعت سعد بن ابی وقاص کی شکایتیں لکھ کے جناب خلافت پناہ کی حضور میں بھیجنے تباہ المومنین کو بڑا اسکے دنیا
 کی تو انکار کو ایسا قصور و ثبوت کو نہ پہنچا کہ وہ عزل کے لایق ہو۔ لاکن جب رعایا بیدار ہو گئے اور جنتوں کی رعایت
 انتظام ملک کا سب سے مصلحت وقت اسی میں پہنچ گئے جناب فاروق اعظم نے کوٹنے کی امارت انکو معزول کیا انشا
 اللہ تعالیٰ اس جمل کی تفصیل سعد بن ابی وقاص کے احوال میں آئیگی اور کوٹنے کی امارت عمار بن یاسر کے عنایت کی اور
 دستا جریب اور خراج کے عمل پر عثمان بن حنیف کو اور خزانہ بیت المال کی حفاظت پر عبد اللہ بن مسعود کو مقرر فرمایا۔
 اور اس کی خیبر اور داوی القری اور اسکے توابع و لاحق کے عادیوں اور بھران میں جو یہود و موطون تھے حضرت عمرؓ
 سب کو جلا کا حکم کیا اور کوٹنے کی طرف بھیج دیا۔ اور اس کی ابو بکر نے رو دینا کو غزا پر روانہ ہوا مسلمانوں کے اول جہاد
 روم پر وہی تھا۔ ایک قول ہے پہلے روم میں قدم بکایا۔ بن مسروق منی تھا۔ پس الم و غزوہ جو وہاں پہنچا قتل
 ہر قتل نوادہ کا مٹا قتلندین تخت نشین ہوا۔ ہجرت سے اکیسویں سال کا احوال اور ہاوند
 کی فتح۔ جب ہجرت اکیسویں سال آدھرم ثمرا م کا طائفی غزوہ پر غایاں ہو گئی تو فتح رو دے ادا بکر بنا وند کا
 فتح ہی کہتے ہیں کہ جب جلا کا جنگ ہوا یہ وجہ کسی مقام میں توقف کر بھی طاقت نہ پائی۔ اپنے خواص اور بھرتوں کی ایک
 جماعت کو ہمراہ لے کے غازیان اسلام شمشیر کے اندیشے سے گریزاں ہوا۔ قطع مسافت کر کے شہر سی ٹک جا پہنچا۔ اور
 جندے اس شہر میں آرام پایا۔ ایسے میں ابو موسیٰ اشعری نے فاروق اعظم کے حکم کے موافق ایک لشکر لے کے خورستان
 پہنچا اور اس جلا کو وجود شکر کن کی بنامت سے پاک کیا۔ اور ہرگز کو جو اس دیار کا والی تھا اسیر کر کے حبس کی طرف روانہ
 کر دیا جب یہ خبر یزدجر کو پہنچی نہایت ملول ہوا اور بھکا کہ عرب اپنا دست تصرف سب ملک عجم کی طرف دھا کر گئے۔ اسی
 گزین تھا کہ ایسے میں سعد بن ابی وقاص کے عزل کی خبر سنی سو بہت ہی خوش ہو گیا۔ اس وقت افغانان اور قوم اور کاشان اور دیگر
 اور قوس اور دہان اور دوسرے لائے حاکم کو جو اسکے زیر حکم تھے خطوط لکھ کے تری جلد ہی روانہ کیا کہ عرب اپنا دست تصرف
 بنی مساک کے ملکوں پر دھا کر کے ہمارا گناہ واد کے تحت گاہ چھین لیکے ہم کو اخراج کر دے۔ اور ہمیں عزم رکھتے ہیں کہ باقی
 مملکت بھی اقلہ لا دین سو تم کو چاہئے کہ انکو دفع کرنے کے باب میں کمر بستہ با نہ بن ہر حاکم ایک ایک لشکر جمع کر کے

فیروزان کے پاس چوکوستان کا بادشاہ ہی جا پہنچیں۔ میں اسکو خراسان اور عراق کے سب افواج و عساکر پر سردار بنایا
 ہی۔ یہ خطوط پہنچتے ہی ان جاگوں نے یزید کے حسب الحکم جنگی اسباب اور بری بری فوجیں فراہم کر کے ہناد کی طرف
 کوچ کیا تھو ترے عرصے میں ایک لاکھ پچاس ہزار پیادہ اور سواری فیروزان کے پاس جمع لگے۔ فیروزان جو انگریز و دامانی میں
 بہت مشہور تھا۔ جب اسکے پاس ایسا بڑا لشکر جمع آنے کی خبر اطراف و نواحی میں شہرت پائی۔ عمار بن یاسر جو سعد
 بن ابی وقاص کے عزال کے بعد کوفے کی مسند امارت پر مقرر تھے یہ خبر سنی۔ اسوقت امیر المومنین کی خدمت میں ایک خط
 لکھ کے ایک قاصد کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا۔ جب اسے حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا پوچھے کہ
 تیرا کیا نام ہے اسنے عرض کی کہ قریب بن ظفر ہی۔ جناب امیر المومنین یہ سنکے خوش ہوئے اور اسے خالی نیک لے کے فرمایا
 کہ انشاء اللہ تعالیٰ فتح و ظفر قریب ہی۔ ایک روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص کی اقامت ہمزو نواح کوفے میں تھی کہ فیروزان
 کے پاس ایسا لشکر انوہ فراہم آئی کہ خبر لگے گوش گزار ہوئی۔ جب انہوں نے جناب خلافت مآب کی مجلس میں داخل
 ہوئے۔ اول جو عرض جناب کی سو یہی خبر تھی۔ اسکے بعد عمار بن یاسر کا مکتوب بھی اسی فضیون کا پہنچا۔ ایک روایت
 ہے کہ وہ علیضہ عبداللہ بن عثمان نے جو سعد بن ابی وقاص نے مدینہ کی طرف آنے کے وقت اپنی نیابت دی تھی لکھا تھا
 قصہ کوتاہ امیر المومنین جب وہ نامہ ملاحظہ فرمایا مہربانی کی طرف تشریف لائی اور بناو می کو حکم کیا کہ مدینہ میں نہ اکر دے
 کہ تمام اصحاب کرام حاضر ہو دیں۔ جب مناد سنی مذاکی اور سب صحابہ جمع آئے آپ منبر پر سوار ہو کر حمد الہی اور نعت و ورد
 جناب رسالت پناہی اور کلمہ شہادت کے بعد فرمانے لگے کہ ای معشر عرب اللہ تعالیٰ نے تم کو دولت اسلام شرف
 اور عزت کیا پھر اپنے دین کے دشمنوں پر تم کو غلبہ دیا اب عمار کے خط سے ظاہر ہوا کہ انجیرین نے ایک لشکر عظیم جمع کر کے
 مسلمانوں سے جنگ و جدال کا قصد رکھتے ہیں۔ بالفعل کوفے اور بصرے کا ارادہ کئے ہیں۔ جب وہ ہر دو شہر انکے تصرف
 میں آدین حرمین شریفین کی طرف بھی آدینگے سو میں اسباب میں تم سے مشورت چاہتا ہوں کہ ہر ایک کی رائے میں
 جوابات آوے بیان کرے۔ یہ بات سنکے اول جو حقے سوطحہ بن عبداللہ تھے او رکہنے لگے کہ یا امیر المومنین انکو اور عالم
 میں بڑا تجربہ ہوا ہے۔ بہت سے وقایع ظاہر ہو گئے ہیں۔ آپ کی راہباز میں جوابات آوگی ہم سمجھتے ہیں کہ اسی میں صلاح و فلاح
 ہوگی۔ آپ جس طرف کہ حکم کریں ہم جانے کے لئے بسر و چشم حاضر ہیں اگر آپ ہی بنفس نفیس تشریف لے چلیں ہم ہمراہ رکاب
 و گے اور اپنی خوشی سے جان نثاری کریں گے۔ حضرت عمر نے یہ سنکے انبیر آفرین و تحسین کی۔ جب طلحہ مجتہد گئے جناب
 خلافت مآب نے پھر مشورت طلب کی۔ تب عثمان ذوالنورین اٹھے اور کہے کہ میری رائے میں یہ بات آتی ہی کہ آپ
 ان شام اور اہل یمن کو لکھیں کہ اپنی نواح کی فوجیں لیکے کوفے والوں کی مدد پر روانہ ہو دیں۔ اور حرمین شریفین کے
 زیان اسلام جو بارگاہ خلافت میں حاضر ہیں انکو آپ ہمراہ لے کے کوفے اور بصرے کی طرف توجہ لاویں۔ میں امید
 لکھتا ہوں کہ دوست دشمن کو معزز اور غالب نظر آویں گے۔ اور ختم کلام امیر المومنین کی مدح و ثناء پڑھ کر اور بیٹھ گئے۔

تب حباب مرتضیٰ علی کم اللہ وجہہ فتنے اٹھائے اور کہنے لگے کہ یہ میرا زمین لگا آپ میں اور تمام کی فوجوں کو بلا دینا میں بہت بخت
 آئی کہ جہاں میں وہاں لوگوں کو خالی دیکھتے تھے اس قدر کہ غنیمت جان کے مسلمانوں کے اہل و عیال کا قصد کرینگے اور ان کو ہندی کرینگے
 اور ان کا مال لوٹ کرینگے جو مالک کہ مجاہد دینی تری میں کوشتن اور بڑی جوانمردی سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے جہاں گینگے
 اور اگر آپ اپنی من کو لکھو گے کہ اسے فوجیں بلے آجاؤ جب اہل حبش میں کو خالی دیکھیں گے تو وہیں شامیوں کے ساتھ ہیں
 سے پیش آئیں اہل حبش بھی نہیں کہ ساتھ وہی بدی پیش آویں گے۔ اور اگر آپ غازیان اسلام کی ایک فوج ہمراہ لے
 نکلو گے عربین شریفین کے اطراف و احوال جو عوایب مسکوت پذیر میں اس فرصت کو غنیمت جان کر دے سر اٹھا دیں گے
 اور مدینہ کی ناراجی پر کربانہ بیٹھیں گے۔ اور آپ بنفس نفیس جب دشمنوں کی طرف متوجہ ہو دیں گے۔ جن لوگوں کی نظر پر
 و نبوت اور شان مجمل پر منحصر تھی۔ اور ان کی ظاہری نظر جب حقایق باطنی کا ادراک نہیں کر سکتی تھی۔ جب آپ کو
 اس بے تحاشی کے ساتھ دیکھتے تھے آپ کی صلابت اور جہات جو فانیانہ سمجھتے تھے اور ہر خوف رکھتے تھے آپ کو دیکھتے
 ہی وہ ہماہمٹ لنگے دل سے جاتی رہیں کہ جنگ میں ان کو جرات اور دلیری آجائیں گی۔ اور اہل محرم بہ بھیجیں گے کہ ہم کو
 عرب کو قتل کر دیں تو آئندہ ہر وہ دفعہ سے چھوٹ جائیں گے۔ خدا تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ آپ کو حضرت پیغمبرؐ کی روشنی و جہ سے اسکا
 نثار ملے گا اور آپ سے جو فرقہ یا کلاں لشکر نہایت کثرت کو پہنچائی۔ اب جانا چاہئے کہ ہم نے رسول خاص اللہ
 علیہ السلام مبارک زمانے سے اب تک جو کفار کے ساتھ جنگ و جہاد کرتے اور فتح پاتے آئے وہ فتح و نصرت کچھ
 کثرت لشکر پر کو قوف نہیں تھی بلکہ فضل ربانی و تائید آسمانی سے تھی۔ اب بھی جب غازیان اسلام فضل الہی پر کچھ
 کر کے اسی سنت مستحکم پر دینی بجالائیں گے اور جنگ و جہاد میں کوشش کر کے یہ جہاد دکھلا دیں گے وہی تائید الہی و شکر
 ہوگی کہ اس میں میری رائے یہی ہے کہ میں ام شام اور مدینہ و بلاد اسلام و فوجوں کو آپ حکم لکھیں کہ ہر لشکر کے تین ٹلٹ
 کریں۔ ایک ٹلٹ اپنی جگہ میں ہی رہے مسلمانوں کے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔ دو سرفردہ زمین میں نہایت
 کر کے دیکھیں زمین کہ دے اپنے عہد پر قائم نہ ہوتے ہیں یا نہ۔ اور تیسری گروہ کو فوجوں کی مدد کے لئے روانہ ہو دیں
 اور اپنے ایسے شخص کو ادارت دین کہ نیز فراست اور لباس شجاعت سے آراستہ رہے۔ اور جنگ و قتال میں ہر کام
 اور تجربہ کار ہو۔ اگر فتح و ظفر کی صورت آئینہ مطلوب میں جلوہ گر ہو بہر حال واجب آپ سر ریخت پر سلامت رہیں
 اسکا تدارک ممکن نہی کہ دوسرا لشکر بھیجے بدلے سکے ہیں۔ جب جناب خلافت تاب نے حضرت علیؓ سے یہ حکام تو
 انجام سنا نہایت خوشی سے بگیر گئی اور فرماتے لگے کہ یہ ابو موسیٰ آپ نے جو فرمایا یہی راست بات اور شیکہ تدبیر ہے
 واللہ میری خاطر میں بھی یہی بات گذرتی تھی اور میں چاہتا تھا کہ جلا شہادت تو کروں الحمد للہ شاہکی رائے میں بھی
 وہی تدبیر آئی۔ اور عباس بن عبد المطلب بھی جو بڑے مدبر تھے حضرت علیؓ کی رائے ہی پسند کی۔ پھر امیر المومنینؓ نے
 حضرت علیؓ کو چھارے لشکر کی ادارت کے لئے آپ کو کسٹرا اور جہانے۔ فرمایا کہ نعمان بن مقرن اس کام کے لائق

ہی۔ پس جب جبرائیل انصار بھی اس کا کپ کیا۔ پس اسی مجلس میں کوفے کے لشکر امارت عثمان بن مرقن کے نام پر مقرر ہوئی
 انہوں نے حیان و دشمنان صحابہ کے تھے اور اس لشکر کے غنائم کی حفاظت اور نعمت پر سائب بن اقرع کو مقرر کیا۔ اور کوفے
 والوں کے نام سے ایک مکتوب اس مضمون کا لکھا کہ سلام علیکم۔ اما بعد ای ہبل کو فخر کو معلوم ہو کہ میں نے لشکر اسلام کی امارت
 عثمان بن مرقن کو دی ہے اور اس کو تمہاری طرف روانہ کیا ہوں تا ان کا فوج جو سرحد ہنا و ندین جمع آئے ہیں جنگ
 کرے۔ اگر عثمان شہادت پاؤ گا خدا فیض بن الیانی امیری اگر وہ بھی شہید ہوگا ابو موسیٰ اشعری امیری۔ اگر وہ بھی شہید شہادت
 نوش کرے جریر بن عبداللہ بکلی امیری۔ اگر وہ بھی غلعت شہادت پہنچے معویہ بن شعبہ امیری۔ اگر اس کو بھی درجہ شہادت
 نصیب ہو۔ انیس بن قیس کنڈی امیری۔ پس عثمان کے ساتھ ایک فوج دیکر روانہ فرمایا۔ پھر عثمان کے نام سے ایک
 نامہ اس مضمون کا بھیجا کہ لشکر عراق میں دو مرد بڑے نامور ہیں اور جنگی امور میں بری جہارت رکھتے ہیں ایک عمرو بن معدیکرب
 مدحی ہے دوسرا طلحہ بن خویلد ہمدانی سو تم کو چاہئے کہ ان ہردو کو جہات جنگی اور کاروبار بادشاہی میں اپنے صاحب
 مشورت قرار دے اور انکو دوسرے کام پر مامور نہ کرے کہ لکھل علی رجال۔ اور وہ نامہ سائب بن اقرع کے ہاتھ دیکر
 کوفے کی طرف روانہ کیا۔ اور بعضے تو تاریخ میں لائے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر نے اپنے فرزند ابوجند عبداللہ کے ساتھ
 پانچ ہزار سوار دیکر انکی مدد پر مدینہ طیبہ سے روانہ فرمایا۔ جب عبداللہ بن عمر حوان کے سرحد میں پہنچے اور اطراف و لواحق
 سے دس ہزار مرد جمع آئے پس بری جلدی قطع منازل کرنے لگے۔ کہتے ہیں کہ جب ابیرالمونین کا نامہ عثمان کو پہنچا انہوں
 نے اس وقت جنگی اسباب کے تہہ میں مشغول ہوئے۔ جب مدینہ اور بصرے سے مدد کی فوجیں آئیں جن موجودات فی توفیق
 ہزار مرد جان باز شمار میں آئے پس عثمان نے جب یہ لشکر انہوہ کمال شان و شکوہ سے ہمراہ لیکر کوچ کیا تو لوگوں کی کثرت
 سیلابان اور کوہستان تنگ ہو گیا۔ جب فیروزان نے لشکر اسلام انکی خبر سنی خندق کھدوائے اور قلعے اور برجوں کے
 استوار کرنے میں مشغول ہوا۔ جب لشکر اسلام سرحد ہنا و ندین پہنچا لشکر عجم سے اوہے فرسنگ کی مسافت پر نزول
 کیا۔ دو چہینے تک طرفین سے تیریں چل رہی تھیں کوئی ادھر سے ادھر گیا نہ ادھر سے اوہر آیا آخر فیروزان تنگ آگئے عثمان
 کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ مسلمانوں سے کسی کو بھیجے تا وہ اپنا نافی الضمیر اس سے بیان کرے تب عثمان
 نے بغیرہ بن شعبہ کو جو بری شجاعت اور جسامت اور فصاحت رکھتے تھے اور کرم زادہ جسطة فی العلم والجسم
 کے مصداق تھے اور یزدجرد اور رستم کی مجلس میں جسے کلام کیا تھا روانہ کیا۔ جب بغیرہ پہلی مجلس میں داخل ہوا تو فیروزان
 کہنے لگا کہ رو زمین پر کوئی طاغیہ عرب زیادہ بدبخت اور زیادہ بھوکے ہئیں تم نے کس نے اس ملک کا قصد کیا اب جا کے
 اپنے امیر اور یاروں سے کہہ دیجئے اگر تم طعام و لباس کی تنگی کے سبب ادھر آئے ہو تو کھانے پینے کے چیزیں اس قدر دلاؤ
 کہ تمہارا سبب لشکر کو کفایت کریں اور سب سے خوش ہو جاؤ۔ اور زراعت کے لئے اتنی زمین بخش دو گنا کہ سب
 آرام سے آسین گذارین۔ یہ سب بغیرہ نے کہنے لگے کہ سچ ہی کہہ رہا ہوں اس کے فقرات تھے لاکن اللہ تعالیٰ اپنے رسول مقبول

اصلی اندویش و فکر اسلام کی تبلیغ کی برکت سے ہوا فضا کر دیا۔ اور ہم نوائے قلیل تھے مگر ملک ملت اسلام قبول کرنے سے بہکوفی ہو کر
 بنادیا۔ اب تم جان کر خوش ہو جاؤ بادشاہ صاحب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ماریض شامہ جاں کیا۔ دولت و دست
 بنی مسلمان کا خان گنارہ لی جب عاصی اللہ علیہ لاطاق کا امادہ کو امین محمدی کے بلند کرنے پر آدم سے مٹان کو کچا کچا
 کہی گفت پر کر رہا بنین۔ جب دولت اسلام کا آفتاب مدق وحی کی بلند ہی پر طلوع کرے۔ آتش پستون کا سارہ
 کب خوشان ہو گیا۔ جب بنی کر تھکے ہو گئے ہیں ہر اہل اسلام کو آگاہ ہو اور گسٹ فاحش کما سے ہو یا بنی بنی خود فرست
 پڑے ہو۔ اب پیروی بنی کر تم دین اسلام قبول کرین۔ اور میں دیکھا کہ عاصی اللہ علیہ۔ اگر اسلام نہیں قبول کرتے تو دولت
 خواہی کے ساتھ جزیرہ ویا پر کچا جزیرہ دینے پر راضی بنیں جو بن تو جنگ پر تیار ہو جاوے۔ میفرماتے ہیں ہول کے لیتے اور اپنے
 لشکر کی طرف مراجعت کی۔ جب یہ سرگزشت عثمان کی خدمت میں ظاہر کیا انہوں نے صحابہ سے مشورہ کی کہ یہ علی
 بن ابی طالب کو فرستے عرض کی کہ یقیناً اگر تم جب حد ہتھ کے مناسب بنی کر ہم یہاں کی کرین اہل علم کو گمان ہو کہ
 میفرماتے ہیں کہ اگر عرب کو خوف ہو اس واسطے یہاں فرادہ ہو۔ تب کنا رہا پچھا کر گئے۔ عثمان کو بہرہ و قیمت پسند آئی
 سر حکم کیا کہ کچ کر بن جب لشکر اسلام و ان کے کچ کر کے ایک منزل پر جا اور کافروں نے بھی کہ یہاں کے فرادہ ہو
 بن میں اس سب کو قیمت یہاں کے اچھا کیا یہ بات نہیں ہو جی کہ شیران حبشہ شجاعت و دلیران عزمہ شہادت کیں گے۔
 میں مشورہ عرض شب کا وقت تھا کہ ان کے منزل میں پہنچنے اور لشکر عرب کے مقابلے میں آتے سے وہ شب جو ہول تھا
 سے خبر دیتی تھی سپاہ محمد کو اندیشہ جان اور مجاہدان عرب کو آرزو سے شہادت اور دخول جنت ہرگز نہیں نہ آئی
 جب رات گذر گئی چار شنبہ کے دن علی الصبح فلک و دار کا شہر ہو غنیمت روا رہا ہے تاہم میں لیا ہوا میدان
 میں غلام میں تاخت کیا ہوا لشکر میدان میں آگے ایک دو سر کے مقابل آئے عثمان نے اپنے برادر غنیمت بن مرقن کو
 الجیش پر اور حذیفہ بن الیمان کو سپہ پر اور اپنے دو سر پر اور مرقن کو سپہ پر مقرر کیا فیس بن ہبیر مرمادی
 کو کین گاہ میں رکھا اور قتارہ جنگ کا بجا ہر دو لشکر کا مذبحر کے جوش و خروش میں آئے قتال و جدال شروع
 ہوا اس دن شام تک جنگ کی جلی گزشت بن تھی اس وقت جنگ ہو کر خون کی ہیر و ان ہری جب سکند راقاب
 علمت وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى میں نزول کیا ہر دو لشکر جنگ سے تھر رکھے اور اپنے اپنے لشکر گاہ کی طرف چلا
 گئے۔ اہل اسلام نام شب تسبیح و تہلیل اور قرأت قرآن میں مشغول رہے اور فرج و ناز کی بکباب باری عزائم میں
 دعا کر رہے تھے۔ اور کارڈن نے شرب و کباب اور چنگ و درباب میں رات بسر لگئے۔ جب ذراغ شب ناہر یہ ہوا اور
 عا دس غور شہید پنا پر کچا پیئے صبح ہوئی و پنجشنبہ کا دن تھا ہر دو لشکر میں ممانہ شروع ہوا شام تک تاہم نہ کے اس
 روز کا جنگ پہلے روز کے جنگ سے زیادہ سخت تھا عرب کے جو از دون نے عجم کے ماتیوں پر پیرین چلا پنا اور اپنے ہوتو
 پر شیرازی کر کے بہت کاتبوں کو لڑا دیا اور جیت چکرین کر رہی کر دیا۔ تیسرے روز جو روز جمعہ تھا علی الصبح عثمان بن مرقن

سفید لباس پہنے ہوئے اور سفید طاہرہ سر پر رکھے ہوئے ایک ترکی خیر گھوڑے پر سوار ہو کے میدان میں آئے اور اپنی شہادت کے لئے کمال فخر سے جاگہ آگاہی میں غاک۔ پھر لشکر کی صفیں درست کر کے لوگوں کو جہاد کی ترغیب و تحریک دی۔ اور فرمایا کہ میں نے کریم نے آج کے دن تین بار کو اسلام کو حرکت دوں گا سو تم کو چاہئے کہ پہلے گھوڑوں کی زین اور تنگ درست کریں۔ اور دو سوار اپنے نیزوں کو برابر دشمنوں کے سینے کے مقابل کر دیں۔ اور تڑواروں کو نیام سے کھینچیں جب قیسر باؤنکیر کو گناہ کے سب ایک بار کھار پر حملہ کریں یہ بات سیکے غازیوں نے کہا کہ ہم نے آپ کی وصیت قبول کی لاکن آپ کو کسی ساعت میں بہہ کام کرو گے۔ فرمائے کہ میں اس ساعت کا انتظار کرتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتدائے جہاد کے لئے جس ساعت کا انتظار کرتے تھے۔ وہ نماز ظہر کا وقت ہی اور فرماتے تھے کہ وہ وقت نزول رحمت ربانی و وصول ثلثہ آسمانی کا ہی۔ پس جب آفتاب زوال پایا نعمان اپنے جھنڈے کو حرکت دی سب غازیوں نے اپنے گھوڑوں کی زین اور تنگ اور کلام درست کئے اور ہر مسلمان نے ایک دو گانہ ناز ادا کی۔ جب دو سوار جھنڈے کو جنبش دی ہر غازی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا بعضوں نے اپنے نیزوں کو گھوڑوں کے گرد و کان کے درمیان است کیا۔ اور بعض تڑواروں کو کھینچ کے واسطے ہاتھوں میں اور دھالیں بائیں ہاتھوں میں لئے اور ہر سوار پیادہ کو جو سوار کے آگے رہتا یہ نڈا کرتا تھا کہ آئی فلاں دور ہو جانا کہیں گھوڑے کا یا مال نہ ہو۔ اور میں تو نہ پھر ونگا جب تک کہ مارا جائوں یا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح و نصرت بخشے۔ جب نعمان قیسر بار جھنڈے کو حرکت دی سب دلا اور قرار دئے کہ سب کے سب ایک بار حملہ کریں۔ جب نعمان نے کبیر کی اللہ تعالیٰ نے اس کبیر کی آواز کا خوف اور عجب کافروں کے دل میں ایسا ڈالا کہ لکے بدن میں لرزہ پڑ گیا۔ اور میدان میں انکے پر ثابت نہ رہتے اور انکے ہاتھ اور بازو میں ہتھ رقت نہ پا کہ کمانوں کو نہ کریں۔ کہتے ہیں کہ نعمان جو اس واپسی شہادت کے لئے دعا کی تھی اٹھنے جنگ میں بار بار انکی خاطر میں یہ بات گذرتی تھی کہ میری دعا قبول ہوگی اور میں آج شربت شہادت نوش کروں گا اور سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور فریضہ گزیر میں پہنچوں گا سو وصیت کی کہ حذیفہ الیہانی میرے بعد میری ہی۔ لکے بعد جبر بن عبد اللہ البجلی اور لکے بعد میرو بن شغبہ القصبہ نعمان کی کبیر کی آواز سب غازیوں کے کان میں پڑی سب کے سب کبیر کہتے ہوئے ایک بار حملہ کئے جنگ نہایت گرم ہو ایسے میں ایک تیر نعمان کے سر پر لگی شہادت پائی۔ تب انکا بار و سوید بن مقرن نے نعمان کی نش کوشمہ میں لے گیا اور انکا پوشاک پہن لیا۔ اور انکی تڑوا جھائل کر کے انہیں گھوڑے پر سوار ہو کے معرکے میں آیا لوگوں نے سمجھا کہ یہ نعمان ہی۔ سوید بن مقرن کی اس حسن تدبیر سے لشکر و اسلام میں نعمان کی شہادت کے سیرج کا خلل نہ آیا۔ کہتے ہیں کہ لشکر عجم کے سرداروں میں ایک شخص جس کا نام نوش جان تھا ایک مائی کو بہت ہی آراستہ کر کے اس پر سوار ہو کے آیا۔ تب عمرو بن عبد کرب نے اس مائی کا قصد کر کے اپنے چچرے بھائیوں سے کہا کہ میں اس مائی پر حملہ کرنا ہوں اگر میری شمشیر سے اسکی سوندھ کٹ جاوے بہتر والا اگر مخالفین میری جنگ برائوں تم میری مدد کرو ورنہ وصیت کر کے اس مائی کی طرف متوجہ ہو۔ نوش جان ترین جلا گنا سو عمرو زخمی ہوئے۔ تب ایک چچرے بھائیوں نے انکی مدد پر کربا ند میں نوش جان کے تابعدار ونگا انکا مقابلہ کیا۔

عمر نے اس فرصت کو غنیمت جان کر اس ثانی پتھر چلائی کہ اس کی سوتھ کٹ گئی وہ ثانی پتھر پھرا اور چند قدم تلخ کر کے
 اور سیرقت ہلاک ہوا۔ تب مسلمانوں نے اس کو قتل کر کے چتر کی طرف روانہ کیا جو رین عبد اللہ بن ابی طلحہ بن
 خویلد اسدی غازیوں کو جنگ پر ترغیب دینے لگے یہاں تک کہ قتال کی آتش نہایت متلاطم ہوئی۔ اس تباہی میں عمرو
 بن معدی کربا بنیہ یاروں کے ساتھ لڑا اور وہ بھی دیکھ کر اس کی آج نہایت پادشاہ اور مسلمانوں کو فتح و نصرت دیکھ کر
 اللہ تعالیٰ کی ماہ میں اپنی جان عزیز شمار کرنا ہوں ان باتوں سے سب دوستوں کو برائی رقت ہوئی پس عمرو نے اپنے
 اپنے گھوڑے سے اتر کے ننگ اور زین و دست کر کے سوار ہوا اور تدارک کو حکم کر کے گھر سے کہ حرکت دی ایک جہت کر کے
 میدان میں آئے اور ایک شعر پڑھ کر گھیر گئے ہوئے دشمنوں پر چڑھ کر قبیلہ بنی مرجم کے لوگ ان کے توافقی جوئے لشکر کیا
 سے بہت لوگ مارے گئے۔ ایسے میں عمرو بن معدی کربا لگا لگا کر تارو کر کے سر زمین پر حاضر ہوا وہاں ہوا اور گھوڑا چمک گیا
 کا فرقہ اس فرصت کو غنیمت جان کر ان کو گھیر لے تب عمرو نے اپنی طرف توجہ کر کے یہاں تک جو انرو کی داد دی کہ
 تدارک قوت گئی۔ ان کے پاس دوسری ایک تدارک ستر خنی اسکا نام ذی النون تھا اس وقت نیام انتقام سے کھنچ کے جان
 تک تیغ مانی کی کر وہ قوت گئی۔ آخر ہر دم اپر ستر چلائی عمرو نے اس کی ضرب شربت شہادت نوش کیا۔ اس کے قتل
 اسلام ایسی کچھ جدوجہد کے لشکر کا دین جاری تزلزل گیا اب علم سے ایک لاکھ شخص حصول ہو کے داخل جہنم ہوئے
 اور فیروزان نے اپنے ساتھ چار ہزار شخص کو لے کے ایک پہاڑ کی طرف جا کے بنادلی۔ تب قصاب بن عمرو نے
 ایک ہزار مجاہد اپنے ہمراہ لے کے اسکا بھیج کر کے فیروزان کو اور اس کے سب تابوین کو قتل کیا اور بہت سی غنیمت ہاتھ
 آئی۔ کہتے ہیں کہ جب سائب بن قریظ غنایم کمر جمع کرنے میں مشغول تھے عجم کے وہقا نرون ایک شخص نے ان کے پاس لگے کہ
 لگا کہ مجھے اور میرے گھروالوں کو جان مال کی ماں دیو تو میں نے تم کو ایک گنج عظیم سے نشانہ بنایا ہوں کہ جس میں بہت سا
 مال نقیس اور ہوا و بیش قیمتی ہا ہے ایسے رواج دین کہ جو ہر ماں ہر کسی قیمت سے عاجز اور قاصر ہیں۔ سائب بن قریظ
 نے اس کی غرض قبول کر کے فرمایا کہ میں ان دیا ہوں سے اسیرقت ان کو لیا کہ وہ گنج بتلایا جب اس کو کھولنے کو کہنے نہ
 دیا وہاں ہا ہے پتھر اور ہوا و ہر کھلے کہ ستارے کے مانند درخشان تھے۔ سائب بن قریظ اس گنج عظیم کے سوا کچھ
 غنایم جمع کئے تھے اسے غرض بھال لیکے بعد جب مجاہدوں پر چوالیس ہزار کے قریب تقسیم کئے تو ہر سوار کو چھ ہزار اور
 ہر پیادے کو دو ہزار درہم پہنچے۔ اور وہ خزانہ جو ہاتھ آیا تھا اسے غرض بھالے حذیفہ بن الیاس کی صوابیہ کچھ عیدہ بطبر
 کی طرف روانہ کیا سائب بن قریظ نے وہ خزانہ کے دار و دینہ جو لاخون لشکر ناونہ کی خبر کچھ معلوم ہونے سے حضرت عمر کی
 خاطر مبارک متعلق تھی ایزد زمین کی نظر سائب بن قریظ ہی نگہ میں پائی وہ کے بوجھنے لگے کہ اسی سائب جلد خبر دیکھے کہ لشکر
 کا کہا حال ہے۔ سائب نے عرض کیا کہ اللہ صراط لکم ہنس لکم جس لکم یا ایزد زمین آپ کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ
 نے مشرکوں کو شکست دہریت اور مسلمانوں کو فتح و نصرت عینیت کی جناب خلافت مابے نفعان بن معمر کی خبر دیتا

حدیقۃ الاحباب ۱۹۹ خلافت عمر فاروق کی

کی تو عرض کی کہ وہ شہید ہو گیا کہ جسے ہی حضرت عمر کو بڑی رقت ہوئی سو آپ کے آنکھوں سے اشک اُٹاں ہو میں نے ان کی حق تعالیٰ دعا کر کے پھر پوچھے کہ اور کون کون شہادت پائے سائب سے شہیدوں کے نام بتلاؤ اور وہ خزانہ جو ہاتھ آیا تھا اسکا قصہ ظاہر کر کے دے جو ابھر وغیرہ مشکش کے امیر المؤمنین اسکو ملاحظہ فرمائے حضرت علی مرتضیٰ اور عبدالرحمن بن عوف اور اکابر صحابہ کو بلوایا۔ راوی ہے کہ کتابی کہ جب وہ اصحاب کرام حاضر ہوئے اور مشورت ہوئی میں نے اس مجلس سے باہر آیا اور اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بڑی جلدی سے روانہ ہوا اور قطع منازل کر کے کوٹے تک جا پہنچا واللہ موز میرے اونٹ کا پسینہ خشک نہیں ہوا تھا کہ امیر المؤمنین کا قصہ آیا اور انکا نام میرے ہاتھ دیا میں مرقوم تھا کہ اسی سائب میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیا ہوں کہ اگر تو بیٹھا ہی تو دوسرے کام کے واسطے نہ آتے مگر میرے طرف آوے۔ اور کھڑا ہی تو نہ بیٹھ بلکہ اس وقت اپنے مرکب پر سوار ہو کر جلد کے میرے سے ملے۔ پس میں نے حسب الحکم اس وقت سوار ہو مدینہ منورہ کی طرف راہی ہوا۔ اور قطع منازل کر کے جناب خلافت ماب کی حضور میں جا پہنچا۔ جب امیر المؤمنین کی نظر مجھ پر پڑی اور میں نے سلام کیا جواب دیکے فرمانے لگے کہ اسی سائب جسدن تو نے میرے سے جدا ہوا اسی شب مجھے عالم رویا میں بتلائے کہ ملائکہ کے ایک جماعت آسمان اترتی اور پہر سنگ پا کر جو تو نے لادیا تھا میرے طرف پھینکتے ہیں اور وہ آتش کے چنگاریوں سے متعلّب ہو کر میرے جیب میں آتے ہیں میں نے یہ حالت دیکھ کے نہایت مضطرب ہوا اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ وہ گنج جو میرے ریح کا سبب ہی اسی لشکر کی طرف روانہ کرونگا تا انہیں تقسیم کیا جاوے پس میں نے اسکو اپنے ہمراہ لے کر نکلا جب کوٹے کی مسجد میں داخل ہوا حذیفہ بن الیانی کی مشورت سے اسکو فروخت کرنا چاہا تا تب عمرو بن حریف مخزومی نے دو لاکھ درہم سے خرید کیا اور انہوں نے اسکو اپنا سرمایہ بٹھار کے دیار عجم کی طرف لیجا کے چار لاکھ درہم سے بیجا۔ نقل ہے کہ جب ہنادند کے سبایا کو مدینہ طیبہ کی طرف لائے بغیر کا غلام بولوا لو نام وہ سبایا کو دیکھ کے بہت غمگین اور مضطرب ہوا خصوصاً کم عمر بچوں اور یتیموں کو اپنے گلے سے لگا کر رونے لگا۔ اور حضرت عمر سے کہتا تھا کہ یا امیر المؤمنین انکو دیکھنے سے میرا جگر کتاب ہوا۔ کہتے ہیں کہ اسکا اصل بھی ہنادند سے ہی تھا۔ قیصر کے لشکر یوں اسکو قید کر کے شام کی طرف لایا اور وہاں مسلمانوں کے قیدی میں سپرد اسو مدینہ کی طرف آیا تھا۔ قصہ کو تاہ فتح ہناؤ اعظم فتوحات سے ہی اہل اسلام اسکا نام فتح الفتح رکھے کیونکہ اس کے بعد اہل فارس کو پھر ایسی جمعیت ہاتھ نہ دی بلکہ لکے سب دیار و انصار مسلمانوں کے تصرف میں آئے۔ کہتے ہیں کہ جب یزدجر نے فیروزان کی ہلاکت اور اس کے لشکر کی تباہی کی خبر سنی نہایت سرگیمہ و حیران ہو گیا عوب کے دلاوروں اور لشکر اسلام کے بہادر وں کا خوف اس پر ایسا غالب ہوا کہ شہر بڑی میں پھرنہ سکا اور عراق عجم کا قصد کیا بڑی جلدی سے حراسان کی طرف جانا چاہتا تھا ایسے میں طبرستان کا حاکم بہت سے تجھے اور بدئے لے کے اس کی پاس آگے کہنے لگا کہ میں جس ملک میں رہتا ہوں اس میں بہت سے قلعے اور حصار اور بہت سے جنگی لوگ حاضر ہیں اگر اوہر کا قصد کرے تو ہم نے لائق خدمتین

بجای آئے اور حتی الامکان مدد کیے نیز جس کی بات پر خیال نہ کر کے ملک خیم روڑ کی طرف روانہ ہوا ایک مدت دراز بعد ہجستان
 میں مسکوت کی پھر وہاں طوس کی طرف چلے گئے قلعے میں رہا پھر وہاں سہر روڑ کی طرف گیا وہیں اسکا کام تمام ہوا انشا اللہ
 تعالیٰ اسکا قصہ حضرت عثمان کی خلافت میں آجیگا۔ **نقل** ہی کہ اس کی ل حضرت عمرؓ نے عمرہ بجا لائے گئے تھے کہ بعض کی طرف
 روانہ ہوئے۔ اور اس کی ل دیا اسلام میں درجہ دینا پر اللہ تعالیٰ کے نام کا سکہ جاری کیا اور بعضوں پر بیعتیں تھا
 لا الہ الا اللہ اور بعضوں پر الحمد للہ کا نقش تھا اور ایک روایت یہی کہ بعضے دینار اور دہم پر قل حکو
 اللہ اُحد منقوش تھا اور انکا نام دنانیر و دہم ایدیر رکھے۔ اور ایک قول آبیانی کہ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے
 نیچے عمر فاروق کا نام کندہ کئے تھے۔ اسکے آگے کسری کے نام کا سکہ تھا۔ اور اسی سال میں عمرو بن عامر کے اقدیر
 صلح کی طور پر برقعہ اطرالس کی فتح ہوئی۔ اور عقبہ بن بلعہ بنی کوروا نکیا نامصاحت کی راہ سے زویہ کی فتح کرے
 کہتے ہیں کہ اہل برقعہ مذکور کے بارہ ہزار دیر مار و صلح بل قبول کئے۔ اور اس کی ل حضرت عمرؓ نے زید بن ثابتؓ کو مدینہ میں لیا
 خلیفہ شہر کے آپ حج کعبۃ اللہ کی نیت سے روانہ ہو سح کے مناسک ادا کر کے پھر مدینہ کی طرف مراجعت کی۔ اور
 اس کی ل عبداللہ بن عثمان کے ساتھ ایک لشکر عظیم دیکے اصمغان کی طرف روانہ فرمایا۔ انہوں نے اہمان کی تسخیر
 کی اور حاکم اصمغان پر جزیرہ شہر لیا۔ اور اس کی ل حکیم بن عیر غلبی کو کرمان کی طرف ادا کر کے ہل بس مدی کو کرمان کی طرف
 اور حاصم بن عمرو کو سیستان کی طرف روانہ کیا۔ اور بعضے مورخوں نے لکھا ہے کہ ان امیرون کو ہجرت کے اثنا روین سال
 روانہ فرمایا تھا رد و قول کی وجہ تطبیق یہ ہے کہ ان امیرون کی فوجیں ان ملکوں کی طرف روانہ کرنا اثنا روین سال میں
 قہر لئے ہوں اور دسے اسباب سفر اور سامان جنگی کا تہیہ کر کے نکلے فاکن انکا وصول اس دیار میں اس سال ہوا واللہ
 اعلم۔ اور اس کی ل کوٹنے والوں نے امیر المومنین کی جناب میں حار بن یاسر کی شکایت لائی کہ وہ نازاچی طرح سے
 ادا نہیں کرتے ہیں ناخاکہ سن اُدا اب جیسا چاہئے ویسا نہیں بجا لاتے۔ حار بن یاسر کو اس بات کا ثبات عطا ہوا
 مانند کباب کے پیچ کھایا صورت سے دست بردار ہو کے حکومت کے استخفافا نا امیر المومنین اکی ملتیں قبول کر کے اپنے
 دل میں یہ بات خیرانی کہ جبرین ملیم کو اکی جگہ پر روانہ کریں اور غلات میں انسے فرمایا کہ تمہیں کوٹنے کی امارت یرجیما
 جیسا ہوں تم سامان سفر کا تہیہ کیجئے اور کوٹنے کو پہنچے ملک یہ بات کسی نبولئے۔ جبر نے اپنی زوجہ سے یہ بات
 ظاہر کی اور اسے میز بن شعیب کی بی بی سے کہی۔ میز کو اس سے اکی ہوی نمواسے کل میں جاکو زائد شبن
 شناع کے یہ خبر شایع ہو گئی۔ جب میز کی وساطت سے یہ بات امیر المومنین تک پہنچی جبر سے رنجیدہ ہوئے اور انہوں
 کشف ماز کرنے سے انکو سردار کا محروم رکھ کے میز بن شعیب کو کوٹنے کی امارت پر روانہ فرمایا۔ اور اس کی ل معاویہ
 بن ابی سفیان نے سردار دوم بن جاکے بعضے دیہات و امصار کی تسخیر کی۔ ہجرت سے بائیسویں سال
 کے وقل یح۔ اس سال میں میز بن شعیب کے اقدیر پر آذربایجان کی فتح مصاحت کی طور پر واقع ہوئی۔ اس

شہر کے لوگ صلح کے بدلے میں اٹھ ہزار درہم تسلیم کئے اور کسبیل میں امیر المومنین کو معلوم ہو کہ ہمدان لوگ حذیفہ بن الیمان سے عہدہ نوتر کے مقرر دی اختیار کی۔ عتیم بن مرقن کے ساتھ ایک لشکر دیکے اپنروانہ کیا انہوں نے جا کے ہمدان کے سردار کو قتل کیا پھر وہ ملک مسلمانوں کی تسخیر میں آیا اور لشکر عجم کے قتل سے لوگ جو ہمدان کے سرحد میں رہتے تھے ہزیمت پائے کی راہ لئے اور ہسکو جاے پناہ مقرر کئے نعیم انکا بچھا کر کے اس ملک کے نزدیک پہنچے اس شہر کے ساکنوں ایک اٹھال نے ایسے متفق ہوئے کہ لشکر کی ایک نثری کو راہ بتلا کے شہر زری میں لگیا۔ پس شہر اہل اسلام کے تصرف میں آیا پھر قورس اور دامغان بھی آسانی کی راہ سے مفتوح ہوئے اور اسی سال میں اخف بن قیس نے امیر المومنین کے حکم سے ایک بڑا لشکر ہمراہ لے کے خراسان کی طرف آیا زجر بہ زجر سکے اسکی محبت بھاگا۔ خاقان کو اس پر براہم کیا سو ایک بڑا لشکر جمع کر کے زجر کے ہمراہ خراسان میں آیا۔ اخف نے بصرے اور کوفے وغیرہا کے لشکر سے میں ہزار مرد کو فراہم کر کے مرو میں اقامت کی تھی۔ خاقان اور زجر کے آئینے خبر سنکر جنگ کے ارادہ سے نکلے اٹھارے راہ میں لشکر خاقان کے قراول کے تین سوار ملے وہ یمنون مسلمانوں کے ضرب شمشیر سے داخل جہنم ہوئے۔ جب خاقان کو یہ خبر پہنچی بہت ہی گھبرائے کہ اس وقت ماوراء النہر کی طرف بھاگا۔ زجر بھی نادم اور ترسان اسکیے ساتھ طلا اور طبرستان مصالحت کے طور پر مسلمانوں کے تصرف میں آیا۔ وائے لوگ صلح کے بدلے میں پانچ لاکھ درہم پیش کش کئے۔ اور کسبیل بولوسوی اشعری نے شہر سمرقند کی الحمد للہ علی ذلک۔ ہجرت سے تیسویں سال کے وقایع اس سال میں عسقلان کی فتح مصالحت کی طور پر معاویہ کے ہاتھ پر ہوئی اور روم کے بعضے بلاد جیسے عرودہ وغیرہ انکے تصرف میں آئے۔ اور کرمان ہسبل بن عدی کے ہاتھ پر عبد اللہ بن عسان کی مدد سے۔ اور سیستان عاصم بن عمرو تمیمی کے ہاتھ پر۔ اور کرمان حکم بن عمر نقعی کے ہاتھ پر مفتوح ہوئے۔ اور ایسے میں مدینہ طیبہ کو یہ خبر پہنچی کہ حاکم فارس نے سرحد فارس میں ابوازی کی طرف شہرک میں بہت سے فارسیوں کو جمع کر کے اپنا لشکر گاہ قہر لایا سی۔ تب امیر المومنین نے بہت سی فوجیں آراستہ کر کے فارس کی اطراف روانہ کیں ملک فارس کے ہر ہر شہر پر اپنے لشکر کے ہر ہر امیر کو حکومت دی۔ اور فرمایا تم جب اس فوج میں جا پہنچیں لشکر گاہ شہرک کو معطل چھوڑ دیجئے بلکہ اس کے طرف التغات کر کے اس ملک کے شہروں کی تسخیر پر بکربا بندھئے۔ پس جب لشکر اسلام اس فوج میں جا پہنچا۔ حسب الحکم جاشع بن سہود نے فوج کی تسخیر کی اور عثمان بن ابی العاص نے شیراز کی تسخیر کے بعد صطخر کے قلعے کو جو سلیمان بن عبید اللہ کا دارالامکا تھا اپنے حیطہ تصرف میں لایا۔ اور اسی سال میں امیر المومنین نے ساریہ بن زعم کو قسا اور درابجر کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے بڑی جلدی سے وہاں جا پہنچے اس ملک کے کافروں کو مقابلہ کی طاقت نہ رہی سو شہر کا دروازہ بند کر دیا اہل اسلام دو مہینے تک اسکا محاصرہ کئے تھے آخر وہ کافروں نے فارسیوں کی مدد طلب کی جب اہل فارس کا لشکر انکی مدد پر آیا وہ قلعے سے باہر آئے اور طرفین سے جنگ شروع ہوا بہت مسلمان شہید ہوئے۔ اتفاقاً وہ جیسے کار و زما۔ بہت سے

کہا مائتہ کریمین چھپے ہو خاک و طلب کر لے کر کھڑا سلام کہے چھپے سے اٹکے و مکرین اور چو طرف سے ننگ کر دئے تھے اس
 روز حضرت عمرؓ نے دین کے درمیان مسجد نبویؐ میں مسجد مصطفویٰ پر جو خطبہ کے لئے قیام کیا تھا سوائے اللہ تعالیٰ نے دئے ہر دو
 لشکر کا حال انکشاف کیا سرنگا۔ یا کہ نیرنگی کہ یا سیر بن الرستم الجبل الجبل یعنی ایسا یہ بن رستم بن
 کا اس لئے یہاں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا علم سے حضرت عمرؓ کو وہ ناس لشکر کے غازیوں کو جو وہ مہینوں
 کی مسافت پر تھے اسیر قہ پنا دی۔ سادہ ہر کہ میں جو ایک بڑا پار تھا اس کو اپنی پیٹھ پر لے کے لشکر گزرا کے اقبال
 ہوئے۔ امیر المومنین کی آواز سننے سے مجاہدوں کو بڑا قوت حاصل ہوا سبزی جو افروزی سے جنگ کرنے لگے
 بہت کم کر دئے باقی گہر کے فرار ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے کلف و کرم سے مسلمانوں کو فتح و نصرت دی۔ اور اسی
 سال امیر المومنین ع کے ارادے سے نکلے اور حکم کیا کہ حضرت مسیحائات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ازواج و عہدات
 بھی ہجرا رہیں۔ اور انکا سامان سفر اور اخراجات خزانہ بیت المال سے دیں۔ اور اس سفر میں حضرت کبھی ہول
 کا جہاں اکرام و احترام بجالاتے تھے اور بنی ہون کے عار و رنج اور تنوں کی جو فظا پہنٹی تھی اسکے شروع میں عبدالرحمن
 بن عوف کو اور آخر میں عثمان کو متعین فرمایا تھا جب کہ مسافر بنے اور حج کے ناسک اور انکے کعبۃ اللہ کے پردہ کو کب
 رکھاں عز و کرام اور بضرع و ناری سے پہر دعا کا اللہم قذ کبر عیسیٰ و رقی عظمیٰ و ضعیف قوتی
 و کنت رعیسیٰ و انا احشی و انا اعجز عنکم اللہم فاقضنی البیت قبل ان اری رقی
 ہذا و اکثر ما اکسر ہذا۔ بیضاوی بارخا بیری عمر بنی ہوی اور میرے بدن کے ہار زمہ لگے اور میرے
 ضعیف ہو۔ اور میرے رہا یا زیادہ ہو کہ میری قدامت و اہل خانہ اور ادا حقوق میں میرے سے کہ قہر و فزاع و ہاں جس
 چیز سے میں کراہت رکھتا ہوں اس بات میں ظاہر ہوئے اٹھے میری روح کو پہنچا دے جو اہل بیت کی طرف نہیں کہئے۔ ہر چند یہاں
 بحسب ظاہر امیر المومنین سے حدیث صحیح کے مخالف واقع ہوا حضرت نے فرمایا ہی کہ لا یتقن احدکم الموت یعنی
 فنک کہ جسے چاہئے کہ تمہارا یہی کوئی موت کی تمنا کرے کسی ہرز کے اور نہ ہے۔ لیکن بحسب حقیقت مخالفت نہیں ہو کہ وہ
 حدیث مزہ و نبوی پر عمل نہ تھی۔ امیر المومنین کو جس ہرز کا اندیشہ تھا وہ مزہ و نبی تھا واللہ اعلم۔ امیر المومنین
 عمر فاروقؓ کی شہادت۔ نقل ای کہ حضرت عمرؓ جب حج کعبۃ اللہ سے فارغ ہوئے ایک روز
 مدینہ طیبہ میں مسجد نبویؐ کے درمیان خطبہ پڑھتے تھے اٹانے خطبہ میں فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک شخص
 دو بار یاقین بار مجھے قتل کرے اسکی خبر کا گمان ہی تھا ہی کہ میری اہل ترو یکساں کہیں ہی۔ اور ایک روایت
 یہی کہ فرمایا اگر میری موت جلد ہی کہے ہر خلافت چھ مہر قریشی پر مشرک تھی۔ عثمان و علی و سعد و طلحہ و زبیر و عبد اللہ
 بن عوف۔ ایک روایت یہی کہ فرمایا لوگو میں نے تمہارے واسطے فراموش اور وظائف کی تعین نہ دیں۔ اور
 شہر دین کا تقرر اور سنن و احکام کی تجلین مقرر کی۔ اب تم کو ایسے طریقہ قاضی اور محبت لائحہ پر چھوڑ جاتا ہوں کہ

جس سے زیادہ مشہور نہیں۔ چاہئے کہ میرے بعد کوئی کہے کہ میں نے کتاب اللہ میں دو حدیثیں نہیں پائیں۔ ایک حدیث شریفہ
 دوسری حدیث نہ۔ میں نے حضرت کی مجلس اقدس میں حاضر تھا اپنے نظر سے دیکھا کہ حضرت نے حدیث جاری فرمائی۔ اور بھی
 ایک بار حضور پر نور میں حاضر تھا کہ ایک زانی کو رحم کیا سو اسکے بعد ہم بھی رحم کئے اگر یہ اذیت نہ ہوتا کہ لوگ کہیں کہ عمر کتاب
 اللہ میں کوئی چیز زیادہ کیا۔ حکم کرنا کہ آیت رحم قرآن مجید میں لکھیں۔ مگر ہم نے حضرت کے مبارک زمانے میں آیت
 الشیخۃ اذا زنی فان جموعہا نکاحا لیس اللہ پرستے تھے لکن اب اس آیت کی تلاوت منسوخ
 ہوئی اور اسکا حکم باقی ہی۔ ایک روایت ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ میں اپنا واقعہ اسماء بنت عیس سے بیان کیا انہوں نے یہ تغیر
 کہی کہ اہل عجم سے ایک شخص تمہیں قتل کرے گا۔ لفظ ای کہ حضرت عمر نے جب کہ معطرہ سے مراجعت کی ایک روز دینہ کے بازار
 میں عبداللہ بن زبیر برکتیہ کے پاس سے گئے تھے اس وقت تھوڑے بن مشعب کا غلام کہ جسکی کنیت ابولولہ اور فیروزان نام تھا اور وہ مجوسی
 اور ایک روایت نصرانی تھا اسکے عرض کیا کہ ایڈیر المؤمنین میرا قاتل ہے میرے سے ہر روز دو درم اور ایک روایت
 سے چار درم طلب کرتا ہی میں اس قدر ادا کرنے سے عاجز ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس کچھ کم کر چکا حکم فرمادیں۔
 امیر المؤمنین یہ سن کر پوچھے کہ تو کیا ہر جانتا ہی۔ اس نے کہنے لگا کہ بخاری اور حدادی اور تھاشی جانتا ہوں۔ جناب
 خلافت ماب نے فرمایا کہ باوجود اسے مصنفین جانتے کے تو کی جہاں ہی تیرے آقا نے جو یہ پتھر کیا ہی ان صفوں پر نظر کرتے
 نہایت اعتدال اور انصاف پایا جاتا ہی۔ اس باطل پرست کو حضرت عمر کی یہ حق بات بہت گران آئی سو وہیں دشمن جانی
 وعدہ بنائی بن گیا۔ کتب الاخبار جو کہہ اسرار و مجرم اخبار اختیار تھے خلیفہ امیر المؤمنین کی خدمت میں گذارش کی کہ اس جہان
 میں جس کام کا بندوبست آپ کے ساتھ علاقہ رکھتا ہو اس کا بندوبست جلد کیجئے کیونکہ قوریت سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ایک عمر
 میں دن زیادہ باقی نہیں ہی ہی۔ جب حضرت عمر کے جسم مبارک میں کوئی علت نہیں تھی اس بات سے استنباط کیا القصد
 وہ غلام بد انجام نے ایک ہتھیار کو جو دو دستہ اور اسکا دستہ درمیان تھا زہر آب پلایا اور بہت تیر کر کے رکھا اور قابو
 دہرندہ تھا۔ ایک دن جناب خلافت ماب نے نماز صبح کے لئے مسجد میں تشریف لائی۔ صبحی بکبار و عجاہان نماز دشمن
 عدا کے جنگ پر کہ جسکو لسان شرع میں جہاد کہتے ہیں تیار ہوئے اور نماز کے واسطے صفیں باندھنے لگے کھڑے رہے۔
 امیر المؤمنین کا دستہ رہے تھا کہ اول وقت نماز پڑھتے اور صفوں میں کبھی ہو تو درست کرتے۔ عرض جب بحراب میں تشریف
 لائی جماعت پر حکم کیا کہ استسقوا پس گزیر تحریر کہہ کے قرأت میں مشغول ہو سو وہ فاتحہ کے بعد سورہ یوسف
 آغاز کی وہ غلام ناہنجار نے وہی ہتھیار لیا ہوا صف اول میں کھڑا تھا میکات آگے بڑھے جناب خلافت ماب پر
 تین ضرب کیا ایک مرنے پر دوسرا پہلو پر تیسرا پشت پر ایک روایت ہی کہ چھ ضرب کیا پشت مبارک پر جو
 کیا تھا وہ ناف تک پہنچا موت کا سبب بھی وہی ہوا۔ تب حضرت عمر کی زبان پر یہ آیت جاری تھی وکان
 امر اللہ قدراً مقدر وکرا اس حالت میں بھیجے گئے اور کمال صبر و ثبات سے عبدالرحمن بن عوف کو نماز میں خلیفہ

ایا کہتے ہیں کہ انھوں نے نازک و خف کیا ایک روایت بھی کہ پہل رکت میں بعد فاتحہ سورۃ العصر اور دوسری رکت میں کوثر پڑھی جب آواز سے فراغت حاصل ہوئی دیکھتے کہ ہیں کہ ریزوں سے خون بہت جاری ہوئے کے سبب آبِ گدھی آگئی یہی تب شام کے گھر لے آئے۔ اور اس شام شقی کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس پر گزرا وہ مرد و اسی ہتھیار سے اس کو زخمی کرنا ایسا ہی افتادہ و زخمی کیا کہ ایک مرد عراقی نے ایک بڑی طاقتور چاہنے پر دیکھا تھا اس کو نکال کے اس شقی کے ہنہ پر لپی پختی سے پھینکا کہ وہ زمین پر گر پڑا تب وہ مرد عراقی نے جلد اسکے سینہ پر چڑھ کر ایسے قوت سے دبا یا کہ اس کو چھوڑا ایک طاقت زہی۔ پس اس نے جب دیکھا کہ بیت بری طور سے اس کو مار گئے پھر وہی ہتھیار اپنے محل بنایا پر رکت کے دبا یا کہ سیرت داخل جہنم ہوا۔ اور جیسے نورِ حق نے لایا یہی کہ جب اس ملعون نے وہ حرکت نہاں نہیدہ سر زہری حیدر کے محل کے برائے لگا عبداللہ بن عمر نے اس کا چھاپا کیا تیغ کے پاس پڑنے کے قتل کئے۔ نقل بھی کہ جناب خلافت اب آخر وقت تک پہنچتے تھے آخر نازک واسطے ہر شیا کئے۔ جب ہوش میں آئے اور یا یوں یہ نظر پڑی پہلی ہی بدت تھی جو آپ کے زبان پر گزری کہ کیا لوگ نازک واسطے حاضرین نے کہا ہاں۔ یہ کہنے فرمائے اللھم لا تشککم لمن ترک الصلوۃ تب و ضر فرمایا اور ناز پڑی۔ پہلی رکت میں بعد فاتحہ کے سورۃ العصر اور دوسری رکت میں قل یا ایہا الکافرون پڑی جب ناز سے فانی ہوئے ابن عباسؓ پر چمے کہ تم نے پہچان لیا کہ اس شخص نے یہ کام کیا انہوں نے کہا کہ یہ وہ کاغذ کاغذ ام ابوہریرہؓ فرمایا کہ میں نے جو اس کے ساتھ امر معروف اور نہی منکر سے پیش آیا اسے اس نے یہ کام کیا۔ نقل بھی کہ جب عبدالرحمن بن عوف جناب خلافت اب کے گھر آئے ان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ تم نے خوش کیا میں چتا ہوں کہ مسلمانوں کی خلافت اور امارت تمہارے قبضہ اقتدار و اختیار میں رہے۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ واللہ میں میں لوگوں کا معاملہ نہیں ہر سکتا ہوں۔ تب فرمایا کہ ایک ساعت میرا ساتھ غلٹ کیجئے تاہن لوگوں کا باب میں تمہارے مشورہ کروں جو مصلحت خدا علی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں سے راضی تھے بیان تک کہ رحلت کی۔ پھر فرمایا کہ عبداللہ بن عوف مرقفی و تیسرے بن العوام و محمد بن ابی وقاص کو بلاؤ۔ اومان و دن طلحہ بن عبداللہ اپنے بعضے کاروں کے کسی جگہ گئے تھے۔ جب وہ بزرگان حاضر ہوئے حضرت عمرؓ نے ان کی طرف خطاب کر کے فرمائے اے میرے مسلمانو! تمہارے کام میں نظر کی اور بیت نازل کیا تو تم کو یہی لوگوں کے سردار اور پیشوا پایا۔ اب سر ادا رہی یہی کہ امر خلافت تمہارے اہتمام کے سوا دوسرے کی طرف بجاوے چاہئے کہ میرے وفات کے بعد میں و زنگ طلحہ کا انتظار کرو اگر آجادے بہتر والا خلیفہ مقرر کرنے میں مشغول ہوؤ۔ جماعت مذکورہ کی راجح کی خلافت پر اتفاق کرے وہ میرا خلیفہ بنی۔ ایک آیت تھی کہ میرا گان بیہی کہ مسلمانوں کا والی ہو و گیا گر ان پر و مرد و ایک عثمان و والی بن عوف نے اگر عثمانؓ نے اس میں لیت اور نرمی بنی۔ اگر خلافت علی پر قرار پاؤ اس میں غایت اور طایر یہی سب لوگوں میں وہ خلافت کے لئے زیادہ تر سردار رہی دے امر خلافت کا چھی طرح سر انجام دیر گئے۔ ایک روایت بھی کہ فرمایا کہ اگر سعد بن ابی وقاص

کو خلیفہ مقرر ہوا۔ ان کا اہل اور لائق ہی والا جو شخص کہ اس خلافت پر بیٹھے کفار و مشرکین کی سی فیصال میں اس سے استعانت اور تمنا کریں اسباب میں اسے جو کہ کہے بجا و لائق قبول کرے اور لوگوں کی حکومت دے چین جو اس کو معزول کیا تھا وہ اس کے کوئی خلیفہ نہ ہو سکتا سبب نہیں تھا۔ تب حاضرین نے کہا کہ یا امیر المؤمنین اگر ایسا ہی تو کس نے انہیں کو خلیفہ نہیں مقرر کرتے ہوتا نزاع و طلاق و ریمان کے آئندہ جاوے۔ فرمایا کہ میں کر دہ رکھتا ہوں کہ حالت حیات اور وفات میں اس بارگراں کا حامل ہوں۔ ایک روایت یہی کہ جب اسے چاہے کہ کسی کو خلیفہ مقرر کرے تو فرمایا اگر ابو عبیدہ زندہ رہتے ہیں خلافت انہیں کی تو یوں کرنا اگر حضرت ابوبکر سے سوال کرنا کہ اسے ساتھ تخصیص خلافت کا کیا سبب تھا۔ میں عرض کیا ہوتا کہ حضرت نے فرماتے ہیں کہ امین ہذا کہ امت ابو عبیدہ اور اگر سال مر گیا تو خلیفہ زندہ رہتے ہیں اس کو خلیفہ مقرر کیا ہوتا اگر پروردگار میرے سے سوال کرنا میں عرض کیا ہوتا کہ میں نے حضرت سے سنائی کہ فرماتے تھے کہ ان سے لگا گشت یدک الحب فی اللہ یعنی مقرر یا مقرر محبت رکھنے والا ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ تب حاضرین سے ایک شخص نے کہنا کہ یا امیر المؤمنین کس نے اپنے فرزند ابو عبیدہ کو خلیفہ نہیں مقرر کرتے ہوا حالانکہ لوگوں کو خلافت کے واسطے بیت لائق اور سزاوار جانتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ آل عمر سے کوئی حامل اس بارگراں کا ہو۔ پھر اسے اسباب میں مبالغہ کیا تو فرمایا کہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت ہی نہایت پر شفقت میں اسلام کما ہوا کس طرح اس شخص کی توفیق کروں کہ جس نے اپنی عورت کو طلاق دی ہے اس سلسلہ بخانا ہو کس طرح اس کو مسلمانوں کا والی مقرر ہوں۔ یہ بات اس واسطے کہی کہ عبداللہ بن عمر نے حضرت کے زمانے میں اپنی زوجہ کو حالت حیض میں طلاق دی تھی تب حضرت نے فرمایا کہ رجوع کرے اور حالت طہر میں طلاق دے۔ پھر فرمایا کہ ویسے جیسے شخص جو مذکور ہو حضرت نے ان کو حین سے بشارت دی ہے۔ ویسے خلافت کے لئے لائق ہیں ان جیسے سے باج شخص جس کی خلافت پر اتفاق کریں اس کو خلیفہ جانے اگر کوئی مخالفت کرے اس کو قتل کیے اگر ان سے بعضے بعضوں کے مخالف ہو دیں اگر کو حکم کل کا دیجے اگر تین شخص ایک طرف اور تین شخص دوسرے طرف ہو دیں۔ اگر عبداللہ بن عمر کے حکم پر راضی ہو دیں اس کو حکم مقرر ہے والا عبدالرحمن بن عوف جس جانب میں رہے اسی جانب کو راجع اور معتبر جانتے پھر ان جیسے صحابہ کرام سے ہر کی طرف خطاب کر کے امر خلافت کو اچھی طرح سر انجام دیتے کے باب میں وصیت کی۔ اور ابو طلحہ انصاری کو فرمایا کہ میرے بعد صحابہ شریکے کو ایک گھر میں جمع کر کے امر خلافت کو ایک پروردگار دو۔ اور میرا فرزند عبداللہ بن عباس مجلس میں حاضر ہے لاکن خلافت کے باب میں اس کو کچھ دخل نہیں۔ اور مقداد بن اسود کنیزی اور ابو طلحہ کو محصل کیا تا بلا غلط و بلا تاخیر امر مذکور کو سر انجام دیں۔ ایک روایت یہی کہ اگر صحابہ سے ایک جماعت عرض کی کہ یا امیر المؤمنین جس کو مناسب جائے اس کو خلیفہ مقرر کر دے تو نہایت انسپ ہی۔ فرمایا کہ اگر امر خلافت کسی پر مقرر ہو کر دن اور رات چھوڑ دوں تو میں نے حضرت کی پیروی کی کہ آپ نے کسی کو متعین نہ فرمایا۔ اور اگر کسی کو متعین کروں تو ابو بکر صدیق کا پیرو ہوا کہ وہ میرے سے بہتر ہے۔ لاکن عمر اس امر خلیفہ کے باب میں متفکر ہی خواہ حالت حیات میں ہوں یا حالت حیات میں۔ تم آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی تائید سے اب بلاد کثیر اسلام کی تسخیر میں آچکے اور دوا دین کی تدوین اور وظائف کی تحسین مقرر ہوئی

اثنی - اور جس زمانہ قتال ہمارے قریب سے آیا تو میں نے اس کا کچھ نہ کیا بلکہ اس کا ہر ایک سے امید
 رکھا کہ میں اس میں تزلزل نہیں آئیگا۔ مگر پھر خدا تعالیٰ میری غلطی ہی کو معلوم ہی کہ طریقہ خداوندی اور سنت الایم پر قائم رہ کر جو عہدہ جانا ہوا
 مجھے دو شخص کا خوف ہی ایک وہ شخص اس کی سرکشان جو کہ خلافت کے واسطے میں اہل حق میں اس واسطے وہ غلطی ہی کے ساتھ
 مخالفت کرتا تھا۔ دوسرا وہ شخص کہ اپنی مدد کے واسطے تاویل یعنی اور معی ہر آدمی کے ساتھ کتاب اللہ کی تاویل کرتا تھا پس
 اقامت درودات و قلم نگاہ کے بعد وصیت نامہ لکھ کر جسے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** اس بعد **فمیں عبد اللہ** عرالی
 خلیفہ بعدہ سلام علیکم ابی احمد مالک اللہ الدی لا اله الا هو ایک بعد اللہ تعالیٰ سے
 دے گا اور قوی کرنے اور باہرین اولین اور خدا بار و کار کی تسکین و تکریم کا لالہ اور بندگان خدا کے ہاتھ میں بدل و انصاف کی رعایت
 اور اپنے رحم و شفقت بندگان کے پر وصیت کی روایت سے تاویلات و تصانیح اس معنی میں رقم کر لائے۔ ایک روایت یہی کہ
 صحابہ اہل عبادت کے لئے آئے تھے۔ اول یہ کہ لوگ اس کے بعد اہل شام کے بعد اہل عراق۔ ہر قوم جو اہل خدمت میں آتی
 عبادت کے بعد اپنی مع و تاد زبان پر لاتی اور اپنی عبادی برآ و زاری کرتی تھی حضرت عمر نے جو وصیتیں کیں۔ ان میں سے پہلی
 یہی تھی کہ جو غلطی کو میرے بعد سنت خلافت پر نیچے چاہئے کہ ایک سال تک طاغوتوں کو اپنی غلطیوں پر برقرار رکھے اور قریب
 کرے۔ اور اپنے فرزند ابی عبد اللہ کو میری وصیت کی کہ جو کہ لازم اور ضروری کہ خصال ابی عبد اللہ وصیت کرے۔ ان میں
 نے پڑھا کہ لا یر المؤمنین خصال ابی عبد اللہ - فرمے کہ حرارت کے ایام میں مدوزہ نہ کھتا اور دین کے دشمنوں کے ساتھ
 نیزے اور ترشیر سے جنگ کرنا۔ اور بیخ و وصیت میں ہجر کرنا۔ اور سرے کے موسم میں بوماد و خوراک کا سبب اعتدال
 پانی پیچھے۔ اور نماز اول وقت ادا کرنا۔ ایک روایت یہی کہ اپنے فرزند ابی عبد اللہ کو میری وصیت کی کہ میرا حق پہ دی جو میرے پر ثابت
 یہی تیرے ذمے سے تب دایم ہو گا کہ اگر کوئی قرض جو مجھ پر ہی قرض کرے۔ ایک روایت یہی کہ لا یر المؤمنین نے استی ہر آدم
 بیت المال سے قرض کیا تھا جس کے ادا کرنے کے لئے عبد اللہ کو وصیت کی عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ لا یر المؤمنین بیت
 المال سے ادا کرنے میں کیونکر کرتے اس مال کو قرض کر لیں اور ہمان و مسافر پر خرچ کیا یہی حضرت عمر نے نہیں قبول کیا اس کے
 ادا کرنے کے لئے اپنے فرزند کو ہی امور فرمایا یہ وصیت دیکھے فرزند ابی عبد اللہ نے قبول کیا صاحب ثوروی ادا کا حکم جاری کیا کہ
 جماعت کو اس پر گواہ خبر پڑا پس عبد اللہ بن عمر نے امیر المؤمنین کی وفات کے بعد جب ایک ہفتہ گزرا وہ سب مبلغ جو دولتوں کو
 دیئے گا و وصیت المال میں پہنچا سکا تھا حضرت عثمان کی دیباہ و خلافت میں آئیگا اور سب کا قرض ادا کیا۔ اور عدل و انصاف
 و ثقات عالیجناب کی ایک جماعت کو وہ مال پہنچانے اور برات حاصل کرنے پر شاہد کیا۔ فقہ ابی حنیفہ نے خلف العبدی
 عبد اللہ کو کہ ام المؤمنین جناب عاتقہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں میرا اور حکم کیا کہ ایسا کرنے کے لئے کہ عمر نے ایک کو سنا کہ
 ابی ابو لطف امیر المؤمنین بن ہر نے لکھ کر میری امارت اب الفلح کا حکم رکھتی تھی اور ابی ابی کو یہ پیام پہنچا کہ اپنے محلے کے
 درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار شریف میں مدینہ کی گھر کے پہلو پر مجھے دفن کرنے کے لئے اجازت دینے

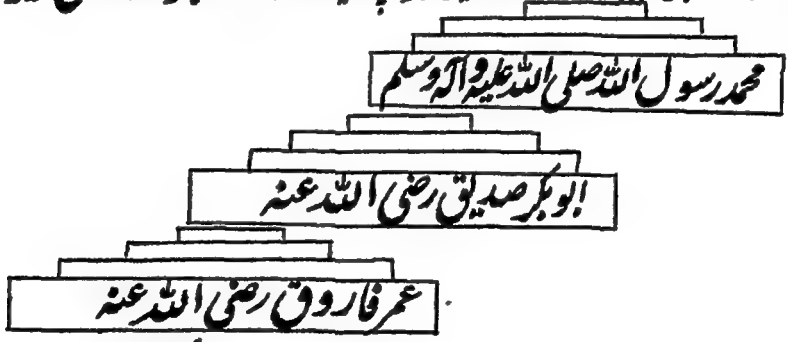
کیونکہ میں بدتمیز نکتا ہوں کہ قیامت کے دن جب قبر سے اٹھوں تو حضرت کے ساتھ عافیت و ظفر رفت میں رہوں
 بی بی نے انکی التماس قبول فرمائی اور کہنے لگیں کہ میرے والد ماجد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ایک قبر کی جگہ چوبانی
 ہی میں نے اسکو اپنی قبر کے لئے ذخیرہ کی تھی اب عمر فاروق کو آپ پر ایثار کی۔ جب عبداللہ بنی کے دولت سیرا
 سے فوت آئے اور یہ بات ظاہر کی۔ حضرت عمر نہایت خوش ہوئے اور شکر و ثناء الہی بجالایا۔ اور فرمایا کہ کئی
 ہجرت میری اس سے زیادہ نہیں تھی۔ لکن عبداللہ کو پھر فرمایا کہ جب میرے غسل اور تجیز و تکفین سے فارغ ہوئیں میرا
 جنازہ تابوت میں رکھ کے حجرہ شریف کے دروازہ پر لجاؤ۔ اور بی بی سے پھر اذن جدید چاہو اگر نصبت دیوں حجرہ
 میں دفن کروؤ الا سبیل ان کے مقبرہ میں مدفون کروؤ۔ کہتے ہیں کہ انصار کرام سے ایک جوان آیا اور کہنے لگا کہ یا امیر
 المؤمنین خوش رہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے اوایل اسلام میں اسلام سے مشرف ہوا اور حضرت سیدنا ام
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دولت ملازمت و مصاحبت حضرت کی رحلت تک پائی۔ پھر مسند خلافت کو رونق دیا اور عدالت
 اور ایالت کا حق بجالایا اور اب رتبہ شہادت سے مشرف ہوا۔ حضرت عمر نے یہ بات سننے فرمایا کہ اسی میرے بھتیجے تو ام
 خلافت سے میری توصیف کرتا ہی حالانکہ میں نے تمہاری امارت جو کہ اسکا بھدر مجھے دہی کہ اتنا خطر اور کسی امر میں نہیں
 مان یہ بات ہی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرف اسلام اور محبت حضرت سیدنا ام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف کیا۔ اور حضرت
 میرے سے خوشنود رہے اور اسی خوشنودی کی حالت میں اس عالم فانی سے طرف عالم باقی کے رونق افزا ہوئے اور اسکے
 بعد حضرت کے یار فاروق و رفیق باوقار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت میں رہا اور انکی اطاعت اور متابعت کی وہ بھی اپنی
 رحلت تک میرے راضی رہے الحمد للہ علی ذلک۔ روایت ہی کہ جب یہ ضروری وصیتیں کر چکیں انپر رقت غالب ہوئی
 سو روئے لگے صحابہ کو چھڑا کر کہا چیز آپ کو در دورقت میں لائی۔ کہنے لگے کہ میں اسلئے روتا ہوں کہ کہیں میرا قدم نہ پھسلے
 کہ کوئی کام میں نے پہنچا جان کے کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے پاس گناہ عظیم ہو۔ **نقل** یہی کہ صحابہ نے کہا کہ ہم ایک طبیب کو ملاؤں
 تا دیکھیں کہ یہ زخم علاج پذیر ہی یا نہ۔ پس ایک طبیب کو لے آیا اسنے ایک شربت پلایا تو وہ شربت پیب سے مخلوط ہو کے
 اس جراحت سے نکلا اسکو مدعا اجمعی طرح معلوم ہوا طبیب نے کہا یا امیر المؤمنین کچھ یاس نہیں۔ فرمایا اگر قبل موجب یاس
 ہی میں خود مقتول ہوں اور اس سے خورسند اور خوشنود ہوں۔ کیونکہ یہ زخم موجب شہادت و باعث سعادت ہی۔ اور
 ایک روایت ہی کہ دوسرے طبیب کو لایا اسنے خورادودھ پلایا تو وہی دودھ زخم سے نکلا۔ طبیب نے کہا یا امیر المؤمنین جو وصیت
 کرنی ضرور ہو کر کہ آپ کی موت میں دو روز سے زیادہ تاخیر نہ ہوگی۔ ایک روایت ہی کہ کہا جلد وصیت کیجئے کیونکہ میرا گمان
 ہی کہ آپ آج کی شام کو نہ پاؤ گئے۔ فرمایا کہ میں نے اس جہان کے سب کاروبار سے فارغ ہوا ہوں اور عالم آخرت کی طرف
 توجہ لایا ہوں۔ ایک روایت ہی کہ حضرت علی کی ذخیرہ جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت عمر کے بی بی تھیں اس طبیب
 کی بات سننے ہی بے اختیار آواز بلند کی کہ و اعمر اہلکم ساتھ جو خود تین مٹی تھیں اسکے سب ایک بار رونما شروع کیا۔ امیر

اور مسکونہ خوشی سے بہت بھرپور اور کہا کہ وہ زمین پر چٹا ہوا ہے اور وہ سب میری ملک ہے اور وہ سب کو خدا کریم نے اس کو
 کے بول کو کفایت کر لیا۔ اسے جیسا کہ کیا کہ امیر المؤمنین قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ دو فرخ کو
 نزدیک کر کے اس مقدار جو اس نیت میں وارد ہوئی۔ حرارت و سکون کا وارہ دے گا۔ کہ اگر آپ امیر المؤمنین اور مسلمان کے
 مقتدا ہو اور کتاب اللہ کے موافق حکم کرتے آئے اور غنائم کی تقسیم کا اسی سے کرتے تھے۔ اور آپ کا اسلام میں
 کی عزت اور مسلمانوں کی محبت کا سبب اور آپ کی خلافت جلا و انصار کے فتح کا موجب ہوا اور اچھی ماموریت نام و نہایت
 زمین میں بدل بھر دی۔ کوئی دو شخص اتنے ہوسے آپ کے پاس نہیں آئے مگر ہر دو آپ کے حکم پر راضی ہوئے جب
 جناب خلافت آپ نے ابن عباس سے یہ باتیں سنی تو کیا کہ مجھے سیدنا جملہ و جب سیدنا بیٹھے کہنے لگا کہ یہ تیرا کام
 جو میرے جو احسان کا ہم ہی کیا ہو گا کہ پھر اس کی تکرار کرے۔ تب ابن عباس نے حکم کے موافق اپنے کلام کا اعادہ کیا
 امیر المؤمنین پوچھے کہ افراسے قیامت بارگاہ دب العزت جل مجدہ میں تو نے اس بات کی گواہی دی لگا۔ کہ ابن عباس نے قبول
 کیا امیر المؤمنین بنایت شان و فرمان پر اور اپنا اعتماد ابن عباس کے کھاندے پر رکھ کے دعا سے فرما۔ کہ روایت آئی
 کہ اس وقت حضرت مرقس علی ہی حاضر تھے سو کہنے لگے یا امیر المؤمنین فرمادے قیامت بارگاہ ایزدی جل شانہ میں اس بات
 کی میں بھی گواہی دوں گا۔ جناب خلافت آپ نے بہت ہی خوش ہوئے کہ روایت اور قلم اور کاغذ بچھائے اور حضرت
 علی سے الناس کی کہ یہ ہر دو شہادت اپنے دست مبارک سے کس کا فیہ پر ثبت کریں جب حضرت علی سے ہر دو شہادت
 ہو گئیں حضرت عمر نے وصیت کی کہ یہ مکتوب میرے ساتھ قبر میں دفن کرونا فرمادے قیامت اللہ تعالیٰ کی جناب میں
 اپنی کجائے کئے لئے وسیلہ لاؤں۔ کہتے ہیں کہ تنہا کی حالت میں حضرت عمر کلمہ مبارک لکھے فرمادے محمد عبد اللہ کے
 گود میں غافل یا کہ امیر سرزمین پر نہ کو عبد اللہ کے کیا کہ امیر گود اور زمین برابر زمین ہی امیر المؤمنین پھر فرمایا کہ نہیں چہرہ سرزمین پر
 لکھ عبد اللہ روانی حکم کے انکار مبارک زمین پر نہ کتاب حضرت عمر نے کمال نفع و نہاری سے بارگاہ الہی میں اٹھا سکے
 ۵ ظلوکم نفسی حضرت انی مسلم و اصل صلو فی کلہا و اصوم فی ایک روایت یہی کہ تین بار
 کہے وین کلامی ان کا یغفر اللہ لینی کہ مقدم ابن خدیج سے روایت یہی کہ جب حضرت عمر کی موت قریب
 ہوئی انکی دختر ام المؤمنین جناب حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب عبد اللہ غازی شروع کی کہ اسی بار عبد صاحب و میر میر علی
 اللہ علیہ السلام و امیر سرزمین و امیر سرزمین و امیر سرزمین آپ کے قبیلہ علی و سائب کا ذکر کرنے لگے کہ جب حضرت عمر نے
 عبد اللہ سے کہا کہ مجھے سیدنا جملہ و جب سیدنا امیر پھر نہیں کہتا ہوں۔ عبد اللہ نے فرمادی کہ یہی کہ تب میں
 اپنے پیچہ بزرگوار کو اپنے سیمہ پر لیا۔ جناب حضرت سے کہنے لگے کہ ای جان چہ جو حق تر ہے پر کہتا ہوں اس پر نظر کرنے
 بارہ دیگر عمر پر ایسا نہ ہو تو کہہ دیجئے۔ اور زہار زہار میرے بعد چرخ و فرخ اور گریبان چاک کر لی راہ نہ لیجئے اور اس وصیت
 میں میری شکیانی کا جو اہر و تاب تھی یہی کہ اس کو لکھ سے نہ دیجئے۔ ایک روایت یہی کہ فرمایا کہ جو امیر کہ شریعت پر لڑا

محمدؐ کے مخالف ہر قولاً و فعلاً تیرے سے صادر ہوتا تھا اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب نہ۔ لاکھوں میں تیرے انگوٹھ نکال کر
 نہیں ہونے دیتے تھے رونے سے منع نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ بات آدمی کے اختیار میں نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ صہیب رومی
 نے آیا اور امیر المؤمنین کو سکرات میں پایا بے اختیار زار زار براہ اور کہنے لگا واخاہ واصفیاء واخلیلادہ
 لکھنے خصال حمیدہ وافعالیہ سندیدہ بیان کرتا اور انکی فوت پر حسرت کھاتا تھا۔ جناب خلافت آپؐ کا کہ کیا ماضی برادری
 کا حق اب یہی اقتضا کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے عذاب وعقاب میں نہ ڈالے میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنا
 ہی کہ فرماتے تھے کہ **اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بَکَاہِ الْحَيِّ عَلَیْکَ**۔ یعنی مقرریت زندگوان کے بعض غم سے
 عذاب پاتی ہے۔ نقل ہے کہ اپنے فرزند عبد اللہ کو حکم کیا کہ جب میرا جم آخر ہو مجھے قبلہ کی طرف چٹا دے اور اپنے
 ہر دوزانو کو میری پیچھے پر حکم کیجئے اور اپنا دامن ماتھے میری پھسل پر اور بایان ماتھے میری تھدی پر رکھئے۔ اور جب
 روح قبض ہو تو میری نگوین میں اختصار پر کفایت کیجئے۔ اگر مجھے بارگاہ الہی میں کچھ منزلت ہو اس سے بہتر کفن پہنا کیجئے
 اگر میرا حال اسکے برخلاف ہو یقین جان لیا جائے کہ وہ کفن بھی میرے سے چھین لویگے اور قبر کے کھودنے میں بھی یہی
 بات پیش نظر رکھا جائے گی کہ اگر اللہ تعالیٰ کے پاس مجھے قرب حاصل ہو میرے بعد کے مقدار میری قبر کو وسیع کر دے
 والا میری گور کو ایسی تنگ کر دیوے کہ میرے پہلو کے استخوان بائیکدی گر مل جائیگے۔ اور جب میرا تابوت اٹھاوین
 کوئی عورت ہمراہ نہ ہے اور جو صفت میری ذات میں ہو اس سے میری توصیف کرے کیونکہ میرا حوالہ دوسرے شخص سے
 میرا پروردگار بہت جانتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ فرمایا کہ کسی میت کی ذات میں نہیں ہے سو چیز سے کوئی زندہ مذہب
 نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ آسمان کے لایک اس پر بحث کرتے ہیں۔ اور میرا جنازہ بھی جلد جلد لے کر کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اگر مجھے
 کچھ قرب و عزت ہو جلد مجھے اسکی درگاہ میں پہنچا یا بہتری اگر میرا حال اسکے بالعکس ہو ایک بری چیز جو اپنے کھنڈوں پر
 اٹھائے ہوں اسکو جلد اتار دینا بہتری۔ کعب الاحبار سے منقول ہے کہ نبی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا جس کا
 اسکے اوصاف و شمایل کا عمر فاروق کا خیال گذرتا۔ اور جب عمر فاروق کے اوصاف و شمایل دیکھتا ایک سیکڑے
 بادشاہ یاد آتا۔ یعنی سب اخلاق وافعال میں اور عدالت و اوصاف میں ہر دو کے درمیان پوری مشابہت محال
 تھی۔ اور اس بادشاہ کے وقت ایک پیغمبر صاحب وحی بھی تھا ایک بار اللہ تعالیٰ نے اسن پیغمبر پر وحی کی کہ اس بادشاہ
 کو آگاہ کر دیجئے کہ اسکی عمر سے تین روز سے زیادہ باقی نہیں ہے جو وصیت کہ رکھتا ہے جلد بجالاؤ۔ وہ پیغمبر نے موافق
 حکم ربانی و وحی آسمانی کے اسکو تنبیہ کی جب وعدہ کا وقت قریب آیا وہ بادشاہ اپنے تخت سے جو ہمیشہ چھا کرتا تھا اترا
 کمال تضرع و زاری اپنا منہ زمین پر رکھا اور عمر و نیاز کے ماتھے بارگاہ الہی میں اٹھا کے عرض کرنے لگا کہ خداوند اتوجانے
 والا اسرار کا ہی تیرے علم قدیم پر پوشیدہ نہیں کہ میں نے تیرے بندوں میں عدل و انصاف سے پیش آیا اور رعایا کے
 ساتھ رستی کا ہمیشہ لیا اور ہر کام میں تیری رضا اور خوشنودی پیش نظر رکھی اب تیرے کرم قدیم اور لطف عظیم سے امید

رکھتا ہوں کہ اوما یک مدت میری عمر میں جہلت اور نادانی تھا کہ میرے اطفال کو بیچیں اور نائب جو دین اللہ تعالیٰ نے اس کے دعا قبول کی اور اس پر میری جی بھی کاس بادشاہ نے ہماری دیوانہ میں تفریح و تدارکی چند بچے عرصہ میں ہم نے ان باتوں میں اس کو بچا یا یا سو اس کی دعا قبول کی اور اس کی عمر میں پندرہ سال بڑا دے تا اس کے کہ جبکہ عبد بن کو بیچیں اور نائب جو دین جب حضرت عمر غرضی ہوئے کب لاجار نے گذارش کی کہ بارگاہ ایزدی جلشانہ میں عرض کریں تا اچکی عمر میں کچھ ترقی عنایت فرما دے تاکہ اس اسیلہ میں خیر بات قبول کی بلکہ یہ وہاں کی کہ بار خدا میں طرز اور بدلہ ہونے کے آگے میری روح کو جلا دے ترقی و رحمت کی طرف قبض کیجئے۔ اسے میں کہ جب انکی روح پاک کو قبض کر کے بلا اظہار لیکے اور غسل و تجیز و تکفین سے فراغت حاصل ہوئی تا نکاح جنازہ اٹھانے کے مسجد نبوی میں لے آئے حضرت کی قبر شریف اور مہربان کے درمیان جو اس بقیعہ مبارک کی تفصیل میں حدیث صحیحہ میں مابین قبر نبی و مہربان بنی روضۃ میں دیکھا جائے۔ واروی رکے۔ حضرت عثمان و حضرت علی و دو باجم نامہ پڑے ہوئے ناز پر تھے لے آئے اور عبدالرحمن بن عوف کی طرف شمار کے ناز پر تھے ابونور کے کیا کہ پیر نہ تھا دے سے ملا کہ کھائی نہ میرے بلکہ اس کام کے لئے دوسرے شخص انہیں کی طرف سے معین ہوا تھی ایک روایت یہی کہ جب اٹھا جنازہ ناز پر تھے لے آئے ایک شخص نے کہا کہ جناب خلافت اب نازا داکر نے لے مہربان کی کو وصیت کی تھی۔ پس ان بزرگوں انہیں کی طرف خطاب کیا کہ ای ابو بکر لے آئے اور وہ جلالاً تب مہربان ہی ناز پر قیام کیا اور بلا کہ نہ زیادہ چار گھنٹوں کہیں۔ روایت یہی کہ عبد اللہ بن سلام و اکابر اصحاب اور فضلاء اہل کتاب نے نازا داکر کے بعد آئے اور کہنے لگے کہ اللہ تم نے اگرچہ نازین مجھ پر سبقت کی لاکن انکی روح و شامیں سبقت کر دو گے۔ پس ان کے جنازے کے نزدیک آئے کہ تم سے رہے اور کہنے لگے کہ ان کی عمر تنگ برادر تھے اہل اسلام کو اور جو ادھے حق کے لئے۔ اور بخیل تھے باطل کے لئے۔ اور جو بقت غصہ کرنا تھا آپ غصہ کرنے اور جب شفقت کرنا تھا اس وقت لطف و ماف کے دروازے کو گون پر کھولتے تھے اور عقیف الطرف لطیف الطرف تھے۔ اور روح و شام کی کثرت اور مسلمانوں کی محبت سے اجتناب کھتے تھے۔ اور ابان جہاس سروری یہی کہ جب ان کو غسل دینے کے لئے تختہ پر سٹا۔ ایک روایت یہی کہ ناز کے بعد جب جنازہ اٹھانے کے لئے صحابہ جمع آئے مرتضیٰ علی کریم اللہ وجہ نے فرمایا کہ ای عمر اللہ تعالیٰ کے صحابہ دوست اب رحمت تم پر ہے تم نے اپنے بعد کسی کو چھو کر وہ تم سے زیادہ دوست ہو میرا پاس۔ سبحان اللہ تمہیں یہ دولت نصیب ہوئی کہ اپنے صاحبزادے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پہلو میں نہ توں ہو۔ اور کتاب و رافقۃ الصحابہ میں مذکور یہی کہ حضرت عمر کی رحلت کے بعد اور غسل کے آگے حضرت علی نے ان کے گھر شریف لائی اور انکی انفس کے پاس کمر اس کے کہنے لگے ای عمر اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے میں تمہارے سوا کسی کو نہ دیکھا کہ اسکا صحیفہ اعمال اس کے جریدہ افعال کے برابر ہو

میں شمار کیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری ملاقات ایسی چھوٹی تھی کہ میری ملاقات ہو گئی۔ میرا نیا ہیہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب یعنی حضرت اور اپنے خلیل یعنی ابوبکر صدیق سے جدا کرے کیونکہ میں نے حضرت سے بہت سنا ہوں کہ فرماتے تھے کہ میں اور ابوبکر اور عمرؓ ایسا کئے اور ایسا کئے اور ہم ہمیشہ ذکر میں انکے غالب تھے تم کو اللہ تعالیٰ بخش دے اسی پر خطاب تم اللہ تعالیٰ کے آیات و بینات کے عالم تھے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا امر آپ کے پاس نہایت عظیم تھا اور اسکا حکم جاری کرنے میں کسی کا پروا نہیں رکھتے تھے اور دنیا میں فقیر تھے اور آخرت کے غنی لاتے ہیں کہ جب انکا جنازہ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر لے آئے اور وصیت روافی بھرا جازت چاہے بی بی نے فرمایا کہ میں اپنی بخشش سے نہ پھر دوں گی اور اپنے انگلیوں کو ششکر کے اپنے ہر دو ہاتھ پر رکھے اور فریاد کی کہ وا احمد لاہ والیو بکر اہ تمہارا دوست عمر تمہاری زیارت کے لئے آیا ہے اور باریابی کی رخصت چہتا ہے۔ بی بی سے یہ بات سنے ہی سب حاضرین کو رقت غالب ہوئی ایسی آہ و زاری کرنے لگے کہ بے مدینہ میں نزلہ پڑ گیا پس بی بی نے اجازت دی۔ جب جنازہ قبر کے کنارے پر رکھے انکے فرزند ارجمند عبداللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور صہیب بن سنان رومی ایک روایت سے عثمان بن عفان اور علی مرتضیٰ و عبدالرحمن بن عوف و سعد و عبداللہ بن عمر قرین اتر کے انکو صدیق اکبر کی پہلو میں دفن کئے۔ قبور ثلاثہ کی صورت اس طرح ہے



جہان بن ثابت ان قبور ثلاثہ تفصیلاً اثنائہ کی تعریف میں یہ شعر کہا ہے

ثَلَاثَةٌ مِنْ رِوَاِئِضِ الْجَنَّةِ
رَبَّائِهَا وَقَدْ ذُكِرُوا
عَاشُوا اَبْلَاحَ قَرْنٍ حَيَاتِهِمْ
وَاجْتَمَعُوا فِي الْمَمَاتِ اِذْ قَبِرُوا
رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِ
وَصَاحِبُ سُرُودِ بَقْعَةٍ
تَمَّ بَعْدَهُ عُمَرُ
مِنْ غَيْرِهِ بَنُ شَعْبَةٍ
سَمِعُوا مِنْهُ قَوْلَ بِي كَمْ
جَبَّ عُمَرُ فَارُوقُ كَمْ
وَفِي سَمْعٍ فَارُغٍ
وَمِنْ لُؤْلُؤٍ لَمْ يَكُنْ
مِنْ لُؤْلُؤِ الْوَقْدِ
عَلَى مَرْقَبِهِ كَمْ
مَكَانٍ بَرَكَا
فَارُوقُ كَمْ
مِنْ شَانِ مِيْنِ
أَبٍ سَعْدٍ كَمْ
بِأَكْبَادِهِ
وَبِهِتِ سُنُونُ
حَضْرَتِ عَلِيٍّ كَبْرٍ
سَعْدٍ بَاهِرٍ
تَشْرِيفٍ لَائِيٍّ
وَأَسْوَفٍ غَسَلٍ
فَرَاغٍ
تَحَايَيْنَا سِرَّ مَبَارَكِ
كَأَنَّ بَيْنَهُمَا
مَنْ تَحْتَهُ
فَرَمَاتِهِ
تَحْتَهُ
كَمْ
اللَّهُ تَعَالَى
فَرَزَنْدِ
خُطَّابٍ
بِرَحْمَتِ
كَرَّمِ
بِأَكْبَادِهِ
مِنْ
إِيَالَتِ
أَوْرَعْدَالَتِ
كِي دَادُونِي
- اور ابو خلافت کو کمال خوبی سے سراہا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ہر شہر اور ہر جگہ نجات بخشی کہتے ہیں کہ جنات انکی رحلت سے غمگین ہو رہے ہیں بی بی عائشہ صدیقہ نے انکے اشعار کی آوازیں سن کر حکم کیا کہ یہ اشعار کون پڑھتے

چین دریافت کریں۔ گو کہ خبر جزیہ تلاش کی یکسین قابل سرخ نہ لگا۔ اور طبع انصاف سے مروی ہی کہ عرب کا کوئی گمراہ نہ تھا
 کا ہر بادعی کا ایسا نہیں تھا کہ جین حضرت عمر کی رحلت سے ایک نقصان غریب پہنچا ہو کہ جس نے ان کی شہادت
 ہجری کو جو محلہ کے درو دیوار سے گریہ و ناری کی نہ سمجھی ہو۔ اور عید بن الجراح سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے
 تھے کہ جب عمر فاروق کی عمر آخر ہوئی اسلام ضعیف ہو جائیگا۔ جو وقت کہ وہ زندہ گون بن نہ پے میں نہیں چھتا ہوں کہ زندہ
 رہوں تو گون بن اسکا سبب ہو جائیگا تو فرمایا کہ اگر تب تک تم زندہ رہو گے اور عمر فاروق کی موت دیکھو گے تو میری بابت کی
 صداقت تم پر ظاہر ہوگی۔ انکے بعد جو تھا مالک برگا اگر کسی کی سیرت کا اقتدار لگا اور عمر فاروق جن باتوں میں لوگوں
 سے مواخذہ کرتے ہیں انہیں اور میں ایسی مواخذہ کر گیا کہ ہر کسی کی طاقت نہ کر سکے۔ اور اس طرح کے حامل ہو چکے
 کہ عمر فاروق حکم کامل حیثیت اور عبادت سے اجزا احکام کرنے ہیں اور لوگ جان و دل سے قبول کر لیتے ہیں اور
 اگر تمہارا دل دلی اور نصف سے پیش اور لگا کا بیٹی جو عفو و عفو و حکومت سے باہر نہ آسکیگا۔ آخر ہر کوئی قتل کر دیتے تھے
 میں ہر اختلاف اور دشمنی و دیو لگا پس جیسا کہ اس میں امت نے کہا تھا دیسا ہی واقع ہوا۔ لہذا ہیں کہ جب حضرت عمر متوفی
 ہوئے میں ان قدر تاریکی چڑھ گئی کہ لوگ حیران و سرگردان ہو گئے نہ گھر میں رہنے کی طاقت تھی نہ باہر آجکا جہاں سب امیر
 و فقیہ گراں لان تھے اور تمام صغیر و کبیر میں مذہب و حیران۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور ابو بکر صدیق
 رضی اللہ عنہ کی رحلت سب ہاجرو انصاف کے دل پر چڑھ گئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت وہ تازہ ہوا کہ
 اس شریف زبان کی رحلت سے سب چاروں حیاتیات کو میں اختلاف علم پر رو دیا اور یہ رد و الہام ایک عالم کو گمیر لیا۔ ایک
 روایت ہے کہ مدینہ میں اس زمانہ میں میری اور ولایت چھا گئی تھی۔ لہذا نہایت گھبراہٹ کی گھبت تھی کہ کیا قیامت
 قائم ہوئی ہے یا نہیں کہ جب ایسے غلبہ عادل جانشین سیر کی رحلت اس پر قیامت گم نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ
 رَاجِعُونَ۔ حضرت عمر کی تاریخ ولادت و رحلت و مقدار عمر اور ان کے
 حاجت و کاتب اور عالموں کا عدد و ہم راہل سیر و تاریخ متوفی ہیں کہ حضرت عمر واقعہ میں
 تیرا سال اٹھ پید ہو۔ اور بعثت کے چھترین سال ایمان سے شرف ہو چکا رہا۔ شنبہ کے دن کچھ کی قیوین ہجیرت میں ایک
 روایت شنبہ کیشنبہ اول محرم سن تیس ہجری میں آپ عمر رحلت کی۔ انکی وفات کے بعد تیسرے یا چوتھے روز جو
 ذی الحجہ کا سال تھا حضرت عثمان کا تہ پر رحلت واقع ہوئی۔ اور انکی مقدار عمر میں مختلف روایتیں آتے ہیں۔ ایک قول
 ہے چوبیس سال ایک قول ہے اٹھادس سال کی عمر تھی لکن جمہور اس پر ہیں کہ سن شریف تر ستر سال کی تھی واللہ اعلم
 اور انکا عامل مکہ معظمہ پر ابو ملک بن اسید۔ اور اسکے بعد عاف بن جہل الکرمث۔ اور یمن پر یثرب بن امیہ۔ اور ہجر
 پر عثمان بن ابی العاص۔ اور عمان پر جلیف بن جھن۔ اور عیال پر سفیان بن عبد نفی اور دمشق پر اویس بن ابی
 اور اثنانین یزید بن ابی سفیان اور آخر میں انکے برادر معاویہ۔ اور جس پر عمر بن سعد۔ اور بعد میں پر اویس بن

شیریل بن حسہ۔ اور اوزاع بن عمرو بن حسہ۔ اور کوفہ پر اہل مسجد بن ابی وقاص۔ اور ان کے بعد عمار بن یاسر۔ اور ان کے بعد غیرہ بن شعبہ۔ اور بکیر بن ابراہیل بن میسرہ۔ اور اوزاع بن ابی موسیٰ اشعری۔ اور ان کا صاحب انیس کھو لار ہوا۔ اور ان کا کتاب بن بن ثابت۔ اور کہتے ہیں یحییٰ بن عمر بن مخزوم تھا۔ اور ان کا نقش نگین کھنی بالموت واعظ یا عمر تھا اور حضرت عمر کی خلافت میں ممالک عرب و عجم سے یہاں تک مسلمانوں کی تسخیر میں آئے کہ مشرق کی طرف سے سدسکندریہ تک اور نواح مغرب سے مصر اور سکندریہ اور سرحد روم تک اور جانب جنوب سے سرحد ہند و سند تک ان کا حکم جاری اور مسلمان کے جھنڈے برپا ہوئے۔ القصبہ اس جناب کا احوال کر امت اشتمال جو مقتدر بن القصبیل والا جمال ہی مرقوم ہوا۔ لاکھ اس کی تشریح و تفصیل جو نہایت تطویل جیتی ہی اس کے عرصہ تحریر میں مشہور خادمہ لنگ ہی اور میدان نامہ تنگ۔ حضرت عمر کے ازواج و اولاد کا ذکر جو یہ فقیر و فتنہ الابرار میں لایا ہی وہی عیتیں یہاں نقل کئے جاتے ہیں

تھے ان کے ان کے زون و چار کرکٹ	ہی عبداللہ کبر عبد رحمان	جو ام المومنین حفصہ ہی جان	ہی ماورائی زینب بنت طلحہ
ہی عبداللہ زید اللہ غفر لی	ہی ان دونوں کو دارم کلثوم	بھی جو فقیہ فاطمہ یک کی دختر	سمجھو ام حکیم ہی اس کی مادر
تھی وہ ام حکیم حارث کی بیٹی	وہ زوجہ تھی یحییٰ بن حضرت عمر	تھے زید الاکبر و فقیہ جو موسوم	یہ دو کی والدہ محلی ام کلثوم
نواسی تھی وہ خانی مصطفیٰ کی	وہ دختر فاطمہ اور مرتضیٰ کی	بھی زینب عبد الرحمن جو تھا اصغر	فقیہ تھی سمجھو دو کی مادر
بھی واسطہ عبد الرحمن جس کی کنیت	ابو شعمہ سے جو پائی ہی شہرت	تھی ماورائی لہیہ ای خروند	عیاض یک تھا جو کہ جو فرزند
مقرر عالمہ ہی اس کی مادر	کہ زید ابن عمرو کی تھی وہ دختر	جو عبداللہ سپر تھا اس کا پہلا	ہو اتی آگے وہ بعثت پیدا
ای ستر قول بعثت بعد ستر سال	ہوا پیدا وہ باکر ام و اہمال	بھی ہمراہ والد ماجد مساز	ہو اتی فخر ایمان سیر افراز
جو گذرے سال تیر ہزار ہجرت	کیا ہی کہ اشرف میں رحلت	ہو اتی فی طوی میں دفن ہوا	ہما جو کہ تھا اشہر مقبرہ جو
تھی اس کی عترت ہی اہل چار	سے آئی کہ بین بعض ہی بار	بھی جو تھا عبد رحمان اکبر	مشرق ہی زید ابراہیم پیر
ابو شعمہ ہی در عبد پیر پیر	ہوا پیدا یحییٰ بن حضرت یحییٰ	عمر بن عاص علی مصر کا تھا	اسے مارا تھا بیشک خمر کا
یہودی ایک طبیب اس کا دغا	پلایا تھا خمر اس کو دوا کر	مدینہ کو وہ پہنچا جب تیر سب	پدر بھی اس کو مارا حدیاب
عمر جب حد کیا ہی اس کا قائم	غشی اس کو ہوی آبی و الحارم	وہ بعد یک ماہ کے بیمار ہو کر	سدا مارا دوا رہا باقی کو مقرر
ولیکن مشہور ہی بات یہ جو	کہ ترن کے مگر ہی حرب او	بھی جو باقی رہے وہ مقرر	عمر مارا ہی اس کی قبر اوپر
غلط ہی یہ غلط ہی یہ غلط ہی	ہر اشاعرہ یہ غلط ہی	نہیں یہ بات شروع ہی	کہ مارین حد کیس کی قبر اوپر
جناب حضرت فاروق رہا	روافض کا مقرر ہی یہ بتا	بھی عبداللہ در عبد پیر	ہوا پیدا الفضل رب اکبر
برسن چھیسوں مہاجرت ہجرت	ہی پایا جنگ صفین میں نہات	بھی پایا آہ رحلت یہ اکبر	کئی جس دن رحلت اس کی مادر
بھی پایا جبکہ اصغر و لوات	بعد اشرف شاہ و سالت	بوقت رحلت سالار عالم	اتھی دو سال اس کی عمر اکرم

سین جری صاحب تائین کیا دولت بھوکہ مائی دین | اس کی سبکدوشی ختمانی | اگر سے جنت میں انکار تہ بالا

مطاعن عمر فاروق رضی اللہ عنہ - حضرت عمرؓ پر شیعہ جو کئی طعن کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت نے اپنی وفات کے چار دن اگے چھینٹنے کے روز اپنے حجرے میں دو صاحبکے حاضر تھے انکو خطاب کر کے فرمایا کہ کاغذ اور دوات و قلم آؤ تا ہمارے واسطے ایک وصیت نامہ لکھ دوں گے میرے بعد تم گمراہ ہو دوں گے۔ یہ سب کلمے حاضرین کا قتل نامہ لاسنے میں اختلاف کی کیا تب عمر فاروق نے کہا کہ ہر قرآن مجید میں ہی اسوقت میں حضرت کو دوزخ نہایت مشدّت سے تھی۔ جب حاضرین میں اختلاف آیا اسلئے مجلس میں خود و شنب زیادہ ہوا ایسے میں کیسے یہ بھی کیا کہ کیا اسوقت حضرت کو نہ بیان اور اختلاف کلام رو دیا بھی۔ اسلئے بصرف حضرت سے پھر اس کلام کا اعادہ چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ اسوقت میرے نزدیک اس وقت کو نہیں لگتا کہ اس تنازعہ اور شور و غلبہ لایں نہیں ہی پس اس کا غلّی تحریر اسلئے شروع ہو گئی۔ پس عمرؓ نے خطاب فرمایا جو وصیت لکھنے کا ان پر اہانت کی حق تھی کی۔ اگر وہ وصیت لکھ جائے امت گمراہی سے محفوظ رہتی۔ اور انھوں نے پیغمبر کا قول کیا۔ بدلیل کہ یہ کہ مائے طوق عن الہوی ان ہو لکھو لکھو یوحی کے حضرت کا قول تو وحی ہی اور رو وحی کھنوی اور کہا کہ حضرت کو بیان اور اختلاف کلام رو دیا بھی حالانکہ انبیا ایسے باتن سے معصوم ہیں۔ اور حضرت کی حضور میں صحت اور تنازع کی۔ حالانکہ ہرگز کہہ سکتے فغوا اصوائکم فوق صوت النبی کے آپ کے حضور میں آواز بلند نہ کی کہ نہیں۔ **جواب** - ترطاس کا جو مہمیں بنائی ہی جسکی روایت سعید بن جبیر نے ابن عباس کی ہی سے لے کر آج تک جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اشوئی بکف لکم لکم کما لکن تھلوا بعدہ ابدالاً فتنازعوا لکے یتبعی عند النبی تنازع فقالوا ما مانسانہ اھم استغفرموہ فذھبوا یردون علیہ فقال دعوئی قال یرے انا فیہ خیر فاندعوئی الیہ واوقفتم بکلات قال اخرجوا المشرکین ومن جزیرۃ العرب واجیز والوقد یحومکنت اجیز ہم وسکت عن الثالثہ او قال نسیئھا و فی رواہ و فی البیت رجال منہم عمر بن الخطاب قال علیہ الوجع وعندکم القرآن حسن بکم کتاب اللہ۔ اس روایت صاف مستفاد ہوا کہ حضرت عمر کلام کرنے کے اگے حاضرین تنازع کیا اور جو کچھ کہنا تھا کہا۔ اور دوسرے حضرت پر چھے تو آپ نے کاغذ اور دوات و قلم منگوانے سے سکوت فرمایا اگر وہ امر مردی اور موافق وحی کے ہونا حضرت سکوت فرماتے کیونکہ حکم وحی کا جاری کرنا عصمت کا ستانی ہی اور وہ تو آپؐ محال ہی اور حضرت اس کے بعد شیعہ کے اقوال سے بھی پانچ تھے روز زندہ رہا میر کے دن رفیق ملا اعلیٰ کے جو پہنچے وحی کی تو فرشتہ اس میں بہت غمی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت نے جو تحریر جاری اور دیں سے کچھ لکھنا منظور نہیں تھا بلکہ ستیاست مدنی و مصالح ملی و تدبیر است دیوئی منظور تھی چنانچہ حضرت

نے اپنے زبان فیض ترجمان ان چیزوں کی وصیت فرمائی۔ اور تیسری چیز جو اس نسبت میں فراوان ہو وہ لشکرِ آسامہ کی تیاری تھی کہ دوسری روایت سے ثابت ہے۔ اور اس مدعا کی بڑی دلیل یہ ہے کہ جب دوسرے صحابہ کا غذا و روایات و قلم کی بات پوچھی تو حضرت جواب میں فرمایا کہ فَالَّذِي أَكُنَا فِيهِ حِينَ مِمَّا تَذَعُونَنِي إِلَيْهِ۔ یعنی تم جانتے ہو کہ وصیت نامہ لکھوں اور میں تو اللہ تعالیٰ کے قرب و مشہود میں اور مانتا جاؤں مشغول باطن ہوں۔ اور اگر اور دین کا لکھنا یا وحی کا پہنچانا منظور رہتا خیریت کا معنا درست ہوتا۔ کیونکہ اجماع سے انبیاء کے حق میں وحی کی تبلیغ اور حکامِ فرہانی کی ترویج سے کوئی عبادت بہتر نہیں ہے۔ اور بھی اس روایت سے ظاہر ہو کہ جب حضرت نے دوسرے بار اس عالم سے بے تعلقی اور وادستگی کا جواب ارشاد فرمایا حاضرین کو بے امید دی اور حسرت و امن گیر حال ہوئی۔ تب عمر بن الخطاب نے انکی تسلی کے لئے یہ عبارت کہی کہ حضرت نے تو جو یہ جواب ترش فرمایا کہ تین و تہید اور خلافت کی بات لکھی ہوئی بلکہ دروکی شدت اور مزاج کی تنگی کا وجہ ہے۔ اور اس عالم سے حضرت کی وادستگی جو قریب معلوم ہوتی ہے تم اس سے مایوس نہ ہو جاؤ کیونکہ تمہاری تربیت اور تمہارے دین و ایمان کی حفاظت کے واسطے کتاب اللہ کافی و کافی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا یہ کلام اس گفت و شنید کے بعد صحابہ کی تسلی کے مقام میں واقع ہوا۔ نہ تحریر و وصیت کی حالت کے مقام میں اور مقطع کلام کا اس مقام میں یہ ہے کہ جناب امیر بھی اس قصہ میں حاضر تھے۔ اور طریق اجماع اہل سیر سے اصلاً یہ بات ثابت نہ ہوئی کہ کبھی جناب امیر نے عمر فاروق پر یاد دوسرے حاضرین پر جو مانع کتابت ہوئے تھے انکار کیا ہو۔ نہ انکے عین حیات نہ انکے بعد وفات جو حضرت امیر کے خلافت کا زمانہ تھا۔ یہ بات نہ شیعہ کی روایت سے منقول ہے نہ اہل سنت کی روایت ہے۔ پس اگر اس کام میں عمر بن الخطاب خاطی ہیں تو حضرت امیر بھی اس کام کے تجویز ہیں یعنی کس لئے آپ کا غذا حاضر کیا۔ اور ابن عباس کے سوا جو اس نے میں کم عمر تھے اور کسی سے اس قصہ پر حسرت و افسوس منقول ہوا۔ اگر اس باب میں کسی امر ضروری کا فوت ہونا رو دینا اگر اسے صحابہ خصوصاً حضرت امیر کو مذکور فرماتے اور حسرت کرتے اور اس حالت کی شکایت اپنی زبان پر لگاتے۔ اگر اس جگہ کسی کی خاطر میں گذرے کہ اس وصیت نامے کے لکھنے میں جہات دین سے کوئی جہم حضرت کی منظور نظر ہوتی تو یہ فقرہ کس لئے فرماتے کہ لَنْ تَضِلُّوا بتقدیری کیونکہ یہ لفظ صریح دلالت کرتا ہے کہ اس وصیت نامے کے لکھنے سے تم گمراہ نہ ہو گے اور گمراہی کے معنی یہ ہیں کہ دین میں کچھ خلل پڑے۔ **جواب** اس شبہ کا یہ ہے کہ ضلال عرب کی لغت میں جیسا دین میں گمراہی کے معنی میں آتا ہے ویسا ہی دیونی مقدمات میں مؤبد بیری میں بھی اکثر مستعمل ہوتا ہے۔ یہ بات بھی قرآن مجید سے ہی ثابت ہے چنانچہ حضرت یوسف کے برادران قول حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں جو سورہ یوسف میں مذکور ہے۔ قَالُوا يَوْسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا نَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ اور اسی سورہ میں دوسری جگہ آیا ہے کہ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ ظاہر ہے کہ حضرت یوسف

کے برادران کافر نہیں تھے کہ اپنے پسر بزرگ اور جو بیتر عالی مرتبہ تھے دین میں گمراہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اللہ کے راہ میں دنیا کی بے تدبیر سی گئی کہ اپنے بڑے فرزندوں کو جو کھارہ دینی میں اور خدمت بجا لائے حاضر ہیں چندان دوست نہیں رکھتے ہیں اور جو بڑے فرزندوں کو جو خود سالانہ درگم محنت اور قیام اللیل میں ایسا دوست رکھتے ہیں کہ عشق کی ذبت پہنچی ہوئی۔ پس اس جگہ بھی جو حضرت نے کن فیض لقا فرمایا اس سے تدبیر کل کی خلافت دینی نہ دین میں گری کی۔ اور اس لہذا اپنے پرہیزگار قطعی یہی کہ تیس سال کی مدت میں جو نزول وحی کا زمانہ تھا قرآن کریم اور کثر احادیث کی تبلیغ جب ہدایت کے لئے کافی اور دفع گویا کئے وافی نہ ہوئی ہو اس وجہ سے کہ دو تین سطر کی تحریر میں کہا ہو سکیگا۔ اور بھی اس جگہ حضرت کی خاطر میں آتا ہی شاید کہ حضرت کو امر خلافت میں کچھ گھٹنا منظور تھا مگر حضرت عمر کی حاضرت سے یہ امر مردی موقوف رہ گیا تھا۔ جواب یہی کہ خلافت کی بات تکرار فرمائی ہوئی خود حال کمال نہیں یا خلافت اب جو کہ صدیق علی ہدیٰ یا جناب امیر کی تقدیر الٰہی میں حضرت نے اسی باری میں دوسرے بار اپنی خاطر مبارک میں یہ بات ملا کہ خود بخود موقوف کی۔ نہ عمر بن خطاب سے منع کیا تھا نہ دوسرے اصحاب بلکہ حضرت نے اللہ تعالیٰ پر اور جامع حواس میں پروردگار فرمایا اور سمجھے کہ یہ مقدمہ ہونے والا ہے۔ گھٹنے کی حاجت نہیں چنانچہ صلح مسلم بن اوجہ دہی کہ حضرت نے اسی مرض میں جناب عائشہ صدیقہ کو فرمایا کہ اذ عنی اباک واکھاک اکب لہا کاکا با قانی اخاف ان یمشی مسمی و یقول قائل انا وک ویا کب اللہ والمؤمنون الا ابا بک بنی بلا ہے باپ اور بھائی کو تاجن ایک وجہ سے تا کہ گھٹن کی کو کچھ اس بات کا اندیشہ ہی کہ اگر زور کرنے والا زور کو گھلا دے کہنے والا کہیگا کہ میں ہوں اور دوسرے نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور سب مسلمان سزا پر کر کے دوسرے کو قبول کرینگے۔ اس جگہ عمر فاروق کہاں تھے کہ وجہ سے اس کی تحریر سے حاضرت کی ہو۔ اور تقدیر ثانی پر بھی گھٹنے کی حاجت نہیں کیونکہ حضرت نے اس لقمے کے آگے ہزاروں شخص کے روبرو فقیر غم کے میدان میں جناب امیر کی ولایت کا خطبہ چڑھا دیا اور انکو ہر دم و دھڑکا کر لاٹھرایا۔ اور وہ قصہ شہرہ آفاق اور زبان زد خلافت ہو چکا تھا۔ اگر با وصف اس تنید و تاکید و روشہر و تیز تر کے اسکے موافق عمل کریں۔ اس تحریر خانگی سے کہ جہاں چند فقرے سے زیادہ حاضر نہیں تھے کیا ہوتا حاصل کلام اس تحریر کی حاضرت کسی صورت سے بھی امت کی حق تعالیٰ ہوئی اور دینی ہمت پر وہ اختتام نہیں ہے۔ یہ خیال باطل و غیر متصور خیال کے مانند ہی جو کہتے ہیں کہ امام مہدی غایب ہیں ایسے جانتا دوسرے کے سوا اور کچھ نہیں عرض ہو سکتا کہ کلام علیہ السلام۔ اور حضرت کے قول کو رد کرنے کی نسبت جو عمر فاروق کی طرف کرتے ہیں خلاف واقع ہی انہوں نے رد قول کہاں کیا۔ بلکہ حضرت کی راحت و آرام انکو منظور نہ تھی سوا اس معاملے کو بالعکس رد حکم غیر سمجھنا کمال تعصب و عناد ہی۔ ظاہر ہی کہ ہر کیسے اپنے پیادہ عزیز کو محبت اٹھانے اور بچنے کیسے سے منع کرنا ہی۔ اگر اچھا تا وہ بیمار حاضر و غایب سے اور مصلحت کے لئے محنت اٹھانا چاہے حصار دینی لطیف حیلوں سے مانع نہ ہوں اور وہ بیمار شفقت اللہ کے حکام کو کہ چاہے اس کلام سے اپنا استغناء اور عدم احتیاج اور عدم ضرورت بیان

کرتے ہیں خصوصاً ایسا معاملہ بزرگوں کے نسبت زیادہ مروج و معمول ہی۔ پس جب جناب فاروق نے دیکھا کہ حضرت نے اپنے صحابہ اور امت کے فائدے کے لئے چاہتے ہیں کہ ایسی مرض کی شدت میں وصیت نامہ لکھنے کا بار اٹھاویں اور بیخ کنین یہ حرکت قولی و فعلی ایسی حالت میں کمال حرج و مشقت کا سبب ہو گا اور یہ تصدیق گو اور انفرمانے کی بات بھی کمال ادب سے حضرت کی طرف خطاب کر کے نہ کہی بلکہ حضرت کو یہ حرج دینے سے جو استغنا حاصل ہی یہ بات آیہ قرانی سے ثابت کر کے حاضر و غائب بیان کی تا حضرت بھی سنیں اور جان لیں کہ اس حالت میں مشقت کھینچنے کی چندان ضرورت نہیں۔ فی الواقع اس مقدمے میں عاقلوں کے پاس حضرت عمر کی دقت نظر پر سو آفرین اور نزار تحسین ہی کو ملے۔

اس واقعے سے تین مہینے آگے کر یہ آئیوَمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اٰمَنْتُ عَلَیْکُمْ بِمَیْمَنَیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ نازل ہوئی تھی اور دین میں تسخ و تبدیل اور زیادت و نقصان کے دروازہ بند کر دیے اس پر ہر ختم کر چکی تھی فاروق اعظم نے اسی آیت کی طرف اشارہ کیا کہ حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ۔ یعنی حضرت اس حالت میں کوئی نئی بات جو کتاب و شریعت میں نہ آئی ہو تحریر نہ کرو ایسے۔ پس آپ کے مقصد اس وقت میں نہیں مگر تاکید انہیں احکام کی جو آگے قرار پائی۔ تاکید الہی تو ہمارے واسطے وحی منزل میں چکی ہی پس ایسے وقت میں کہا ضرور کہ حضرت یہ مشقت زائد کہ چندان درکار نہیں اپنی ذات پر گوارا فرماویں۔ بہتر ہی کہ آرام و راحت میں گذاریں۔ اور یہ لفظ کہ اِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ الْوُجْہَ مَرَّحِ اس قصہ پر گواہ ہی پس معلوم ہوا کہ اس قصے میں رد حکم پیغمبر کی نسبت حضرت عمر کی طرف کرنی کمال غلط فہمی و نادانی یا کمال بغض و عناد کا سبب ہی اس قسم کی مصالح اور مشورت کرنی حضرت کا معمول صحابہ کے ساتھ اور صحابہ کا معمول حضرت کے ساتھ جاری تھا علی الخصوص عمر فاروق کو اس میں بڑی خصوصیت اور جرات حاصل تھی۔ جیسے منافق کے جنازے پر نماز نہ پڑھنے اور ازواج مطہرات کو پردہ نشین کرنے اور غزوہ بدر کے قیدیوں کو قتل کر دینے اور تمام ابراہیم کو مصلیٰ لینے کے بائیں اور ایسے ہی مقدمات میں انہیں کی رائے کے موافق وحی آئی تھی اور انکی صوابدید اکثر مقدمات میں مقبول رسول بلکہ مقبول الہی ہوتی تھی۔ اگر اس قسم کی عرض مصلحت کو رد وحی اور رد حکم پیغمبر کہا جاوے تو حضرت امیر بھی کئی جگہ فاروق اعظم کے شریک ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ صحیح بخاری میں جو اصح الکتاب اہل سنت ہی طرق متعددہ پر مروی ہے کہ حضرت نے شب کے وقت جناب امیر اور حضرت زہرا کے گھر تشریف شریف ارزانی فرمائی۔ اور انکو خواب گاہ سے اٹھا کے نماز تہجد ادا کرنے کے لئے بڑی تاکید کی اور فرمایا۔

قَوْمًا فَضَلْنَا۔ یعنی تم ہر دو اٹھو اور نماز تہجد ہو جناب امیر نے کہا واللّٰہ لا فضلی الا کتاب اللّٰہ لنا یعنی قسم ہی اللہ تعالیٰ کی ہم نماز نہ پڑھیں گے مگر اتنی نمازین جو اللہ تعالیٰ ہمارا واسطے مقدر کریں۔ وَاَعْمَا اَنْفُسَنَا رَبِّیْنَ اللّٰہ۔ یعنی ہمارا دل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ نماز تہجد کی توفیق دے تو پڑھیں گے تب حضرت نے اُنکے گھر

سے مراجعت کی اور اپنے رازوں کو اس سے فرماتے تھے۔ **وَمَا كَانَ الْإِنْسَانُ لَدُنَّكَ** جبکہ آپ اس سے میں نہیں تھا کہ
 ساتھ مجاہد اور دینی مسئلے میں اپنی تجویزی جو ترجیح میں مسیح نہیں جناب امیر سے واقع ہوئی لاکن جب قرینہ خاں کو
 صدق و راستی اور قصد نیک پر گواہ تھا حضرت نے ملامت نہ کی۔ دوسری یہ روایت بھی صحیح بخاری میں موجود ہے کہ
 جب غزوہ حدیبیہ میں حضرت کو کفار قریش کے ساتھ صلح کرنے کا اتفاق ہوا اور صلح نامہ لکھا گیا جناب امیر نے حضرت
 کے اقباب میں لفظ رسول اللہ رقم فرمایا۔ کافروں کے سر واروں نے اس لقب کی تحریر سے مانع ہوئے اور کہنے لگے اگر
 ہم اس لقب کو تسلیم رکھتے ہیں تو جنگ پر کسے لڑنا ہے ہوتے۔ حضرت نے جناب امیر کو ہر چند فرمایا کہ اس لفظ کو جو کر دیجئے
 جناب امیر نے کمال باج کے سبب مجبور کیا اور حکم رسول کی مخالفت کی بیان تک کہ حضرت نے وہ صلح نامہ جناب
 امیر کے ہاتھ سے لیکر وہ لفظ آب اپنے دست مبارک سے جو فرمایا۔ پس اہل سنت ایسی باتوں کو مخالفت رسول اللہ
 جانتے اور اس مخالفت سے حضرت امیر ریطن نہیں کرتے ہیں پھر حضرت عمر پر کس طرح طعن کرینگے۔ اگر شیعہ ان
 باتوں کو بھی نہ تسلیم نہیں جانتے اپنے پاؤں پر آپ ہی تیشہ مار لیوینگے اپنی کتاب انور بن شریف مرقعہ جو کلام الہی
 سے طعن ہی ایسی مخالفتیں جو عرض مصلحت میں جناب امیر سے واقع ہوئے۔ محمد بن حنفیہ سے نقل کیا ہے چنانچہ ہر
 عبارت طویلہ متحدہ اشاعرہ میں منقول ہے **لَا تَذِیْبُ طَوْلَاتِ** بیان مذکور پہلی **مَنْ مَشَاءَ فَلْيَنْجِعْ الْإِسْلَامَ** اور
 جو کہتے ہیں کہ بدلیل کریمہ **وَمَا يَطْلُقُ عَنْ الْهَوَا** کے حضرت کا ہر قول وحی ہی اسکا جواب یہ ہے
 کہ اس آیت کا مفسرین مراحۃ قرآن کریم کے ساتھ خاص ہی نہ سب اقوال ان غیر میں عام۔ پرنالہرئی کہ کسی بادشاہ
 نے اپنی طرف سے ایک رسول کو کسی ملک کی طرف روانہ کرے اس ملک کے لوگ اسکے ہر قول کو بادشاہ
 کا قول سمجھیں گے گروہی احکام جو بادشاہ کی طرف سے پہنچا دے یہ تو جواب عقلی تھا۔ اب جواب نقلی بھی سنا
 چاہئے کہ حضرت کے سب اقوال وحی منزل میں اللہ ہوتے اور حضرت کے ہر قول کو فیدوان کہہ دینے کے مجبور دینے پر مجبور
 وحی اس پر برآیت اس قدر رشدد کے ساتھ کس نے نازل ہوئی۔ **لَوْ كُنَّا كُنَّا مِنَ اللَّهِ سَبَقَ** اس کے
فَمَا آخِذٌ عَمَّا خِذَ آبُ الْإِيمِ اور حضرت غزوہ تبوک کو جانے کے وقت جب حضرت علی کو حکم فرمایا
 کہ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے حدیبیہ منورہ میں رہتے جناب امیر نے عرض کی **أَتَخْلِفُنِي فِي النَّسَاءِ وَالْقَبِيحَاتِ**
 پس حضرت کا ہر قول وحی ہوتا تو وحی کے مقابلے میں اہل و عیال کی حفاظت کی وجہ سے اور جناب امیر کے لئے ایسی عرض کہنے ہوتے
 طرف سے یہی کہ اصول امامیہ میں دیکھا جاتے کہ وہ بھی حضرت کے سب اقوال کو وحی نہیں جانتے ہیں اور اس جناب
 جمیع افعال کو واجب الاتباع نہیں سمجھتے ہیں پس یہ مقدمہ فاسدہ جو نہ مطابق واقع کے ہی نہ موافق اپنے مذہب کے نہ
 مذہب خصم کے پھر اس کو طعن میں لانا کس قدر حماقت و غباوت اور تعصب و عداوت ہے۔ اگر ہم نظر بالا کریں تو کہنے میں کہ
 سنی و شیعہ ہر دو کے پاس عرض مصلحت و دفع مشقت کے حکم الہی کے برخلاف بلا واسطہ کہ قطعاً وحی منزل میں اللہ کی

کئی مرتبہ امر کرنا ردّ وحی نہیں ہی جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و
کی مشورت سے نون بار مرہب کی اور عرض کی کہ الہی میری امت اس حکم کی حامل ہو سکیگی۔ ذکر کیا ابن بابویہ نے کتاب
المعراج میں۔ اگر معاذ اللہ یہ بات ردّ وحی ہوتی پیغمبروں کے طور میں نہ آتی۔ اسکو ردّ وحی متحد و زندیق کے سوا کوئی کہہ
اور حضرت موسیٰ کی مراجعت بھی اپنے پروردگار کے ساتھ بلا واسطہ حکم ہوا کہ بعد قرآن مجید میں صریح منصوص ہی قول تھا
وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ اهْبِثْ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ قَوْمٌ فَسُوءُونَ لَا يَتَّقُونَ قَالَ
إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَنْسَلْ إِلَىٰ
هَآرُونَ وَلَهُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكَ فَخَافُ أَنْ يُفْشَلُونِ قَالَ كَلَّا فَذْهَبَا يَتَتَابَا
مَعَكُمْ مُسْتَمْعِنُونَ ۝ اور بھی شیعہ کے وصول میں انہی کے مقررات سے ہی کہ حکم رسول بلکہ حکم الہی بلا
بھی محتمل مذہب کا ہی نہ مقتضی وجوب کا پس مراجعت کیا چاہئے تا واضح ہو کہ مراد اس امر وجوب ہی یا مندوب ذکر
کیا اسکو شریف مرتضیٰ نے کتاب دُرر و غرر وغیرہ میں۔ جب بات ایسی ہو عمر فاروق کو اس مراجعت میں باوجود
تسکایت قرآنی کے عمل مشقت سے استغنا کے باب میں جو صاف اس امر کی مندوبیت پر دلالت کرتی ہی کہا
تقصیر و کوتاہی گناہ۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ عمر فاروق نے ہذیان اور اختلاط کلام کی نسبت جناب پیغمبر کی طرف کی
اسکا جواب یہ نہیں کہ اول یہ کہاں ثابت ہو کہ یہ لفظ اھجر کہ مستعمل ہو۔ حضرت عمر کی زبان معاذ
ہوا بلکہ اکثر روایات میں قالوا واقع ہی احتمال ہی کہ کا خدا و ظلم لانے کے مجوز ہیں اس سے اپنے قول کو توثیق دئے ہوں
وہ استفہام انکاری تھا یعنی ہجر اور ہذیان تو کبھی پیغمبر کی زبان مبارک پر جاری نہیں ہوتا ہی پس جو فرماتے ہیں اسکا
اچھا اہتمام کرو اور جسکے لکھے کا ارشاد ہوتا ہی خوب دریافت کرو اور پوچھو کہ کہا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور محتمل ہی کہ اس
تحریک مانعین بھی استفہام انکاری ہی طور پر کہے ہوں کہ آخر پیغمبر سے ہذیان ظاہر نہیں ہوتا ہی۔ اور ظاہر اس کلام
کا ہمارے فہم میں نہیں آتا ہی سو پھر پوچھئے کہ نامے کا لکھنا حقیقہ مراد ہی یا اور کچھ ارشاد اور اس کے فہم کرنے کا سبب
صریح اور ظاہر تھا کہ حضرت کی عادت شریف یہ تھی کہ احکام الہی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے تھے اور اس
جگہ نہیں فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ نِيْ اَنْ اَكْتُبَ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ۔ مانعین کو تو ہم سید ہوا
کہ البتہ خلاف عادت نہ فرمایا ہوں یقین ہی کہ ہم فہم نہ کئے اس لئے خوب تحقیق کیا چاہئے اور قطعاً یہ بات بھی جانتے
تھے کہ حضرت تو لکھتے نہیں بلکہ اصلاح یہ صفت آپ سے صادر نہیں ہوتی ہی اور اس پر نفس قرآنی شاہد ہی و ما کنت
تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تحطّہ بيمينک۔ اور آپ نے اس عبارت میں لکھنے کی نسبت اپنی ذات
مبارک کی طرف ہی جو فرمایا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا۔ اسکا کیا معنی ہی اسکو استفہام کیا چاہئے کہ آخر پیغمبر کا کلام
ہذیان ہو گا اور حضرت کی یہ بھی عادت شریف تھی کہ قرآن کریم کے سوا اور کچھ نہیں لکھتے تھے۔ ایک بار عمر فاروق

نے فریت کا ایک نسخہ لاکے پڑھ رکھے حضرت دیکھ کر کھنکھایا اور فرمایا میں اس وقت عادت تھی کہ قرآن مجید کے سوا
اپنے مبارک ہاتھ سے جو کچھ چاہے حاضرین کو کمال تعجب رو دیا اور کچھ نہ بچے ملے ہنسیاں کا ذکر استفہام بخاری
یا استفہام تھی کی راہ سے مجھے صحابہ کی زبان پر گزرا۔ اگر ان کا غرض حضرت پر ہنسیاں ثابت کرنا تھا تو ایسا کچھ بڑے
کو بھر اور چھپو۔ مگر اس لیے کہ کچھ نہ دیکھ کر کلام ہنسیاں کا اعتبار نہیں ہی۔ اور رفع صوت کے باب میں جو طعن
کرتے ہیں یہ بھی سراسر غلط فہمی یا حتیٰ سے چشم پوشی تھی کیونکہ حضرت کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنی بلا شک منع
تھی اور یہ بات اس قصے میں کسی بھی واقع ہوئی نہ عمر فاروق سے نہ ان کے غیر سے اور حضرت کے حضور میں
مناظرات و مشاجرات کی تقریب سے آپس میں آواز میں بلند کرنے کی عادت ہمیشہ جاری تھی اصلاً اس کو منع نہ تھا
میں بلکہ قرآن مجید کا اشارہ اسکے جواز پر آیا تھی دو جہت سے پہلا یہ کہ لفظ لا ترفعوا اصواتکم کو
تھوڑے الٹی اور یہ قرآن یا لا ترفعوا اصواتکم بلکہ عند اللہ دوسرا
کچھ بعضہم کے بعض پس صاف معلوم ہوا کہ ہر بعضوں کا بعضوں کے لئے جائز تھی اور بالین کہاں سے
ثابت ہوا کہ اول عمر بن الخطاب نے رفع صوت کر کے تنازع کا باعث ہوا۔ اس جرم پر شریف میں تو ایک جہت
کثیر حاضر تھی اور جمع کثیر میں تو آواز میں بلند ہونا کرنی میں بہت ضروری بات تھی اور حضرت نے جو فرمایا کہ لا ترفعوا اصواتکم
تساقط میرے ہی اسی مبارک شاہد تھی کیونکہ لا ترفعوا اصواتکم ترک اولیٰ اگر کہا کرتے ہیں نہ حرام و کبیر کو اور لفظ قوم و اقوام
جو فرمایا حالت مرض میں تنگ مزاجی کے باعث تھی کیونکہ زیادہ گفت و شنید سے بیمار تنگ دل ہوتا تھی یا دلی
کے حالت میں بسبب تنگ مزاجی کے جو موقع میں آئے کیسے حق میں بھی ہر وہ محل طعن نہیں ہی علی الخصوص یہ جگہ
تو سب حاضرین کے ساتھ تھا خواہ ماضیوں میں یا جو زمین ایسی تنگ مزاجی جو مرض کے سبب لاحق ہوئی تھی
اس سے اصلاً کچھ نقصان نہیں انبیا کو اس سے معصوم اعتقاد کیا جائے جیسے ضعف بدن جو بیماری میں لاحق
ہوتا تھی۔ اس طعن کے جوابات میں صاحب تحفۃ اثناعشریہ نے جو قتل و قتل کے سلسلے میں کیا تھی
خوف طوائف کے سبب اسکے مختصراً پر اکتفا کیا گیا۔ **دوسرا طعن** یہ کہ عمر فاروق نے حضرت
کی موت کا انکار کیا اور قسم کھائی کہ آپ نے رحلت فرمائی یہاں تک کہ ابو بکر صدیق نے انکے پاس آکے یہ آیت پڑھی
اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاَنْتُمْ مُبْتَلَوْنَ جو اب یہ تو طرف طعن تھی کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کی کمال محبت اور اس جناب کی معارف سے اور اپنی مرض کی شدت دیکھنے سے اس قدر مدہوش
اور ذلیل ہوا کہ اپنی عقل سے گزرے اور اپنا اور اپنے باپ کا نام بھولے اور اپنی موت و حیات سے خبر نہ رکھے یہ تو
اور پیغمبر کے عالم میں بسبب کمال محبت کے موت پر غیر کا انکار کرے بنایت تعجب تھی کہ ایسے عاشق رسول کو شیعوں نے طعن
کی ہدف بنا دے **چشم جان** میں کہ برکندہ باد و جب فائدہ ہنرش و نظر و آیات قرآنی سے ثابت تھی

کرد و غم اور جوع و فرخ کی حالت میں حکم بشریت سے بھونک کر غفلتیں واقع ہوتی ہیں یہ طعن و ملامت کی جگہ نہیں شیعہ کی صحیح روایتوں سے آگے گذر کر حضرت موسیٰ کو عین حالت مناجات میں قرب الہی کا علم اور مکان سے اسکی تنزیہ محل نبوی حالانکہ حضرت موسیٰ کو اسوقت حیرت میں ڈالنے والی یا مدہوش کرنے والے عوارض سے کوئی عارضہ نہیں تھا۔ اگر حضرت عمر کو بھی ایسی حالت میں کرانکے پاس بول محشر کا نونہ تھا حضرت کی جواز موت سے خبر نہ ہے کیا گناہ نسیان اور ذہول تو لازم بشریت سے ہی۔ حضرت یوشع نے کہ بالاجماع بنی معصوم تھے پھل کی خبر عجیب کو باوجود تنقید اور تاکید کرنے حضرت موسیٰ کے فراموش کیا اور خود حضرت موسیٰ نے باوصف اس قول و قرار کے جو حضرت خضر سے کیا تھا کہ ہرگز سوال نہ کرو گنا سونا دار اور غریب حالین دیکھنے سے اسکو فراموش کیا اور ذہول ہوا اور حضرت آدم جو اب البشر اور اصل انبیاء ہیں جھٹقال انکی شان میں فرماتا ہی فکسی و کم یجد کس عنی مگا اور نازمین پیغمبر کا نسیان کتاب کافی اور فکلیتی میں موجود ہی اور ابو جعفر طوسی اور دوسرے امامیہ اسکی صحت کا حکم کئے ہیں۔ اور خود ابو جعفر طوسی نے ابو عبد اللہ طوسی سے روایت کی ہے کہ ان اکامام اباعبد اللہ علیہ السلام

کان یستہوی فی صلواتہ ویقول فی سجدتہ السہو یرسم اللہ وباللہ وصلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم۔ پس اگر حضرت عمر کو بھی ایک آیت قرآنی بطور ذہول کے ایسے حادثہ قیامت نامین حاضر

گئی کہ بطور محل طعن ہوگا۔ **شیش اطعن**۔ یہ کہ عمر فاروق بعض مسائل شرعیہ نہیں جانتے تھے حالانکہ ان مسئلوں کا جاننا امامت اور خلافت کے اسم قہات سے ہی ازاں بخلہ ایک عورت جو زنا سے حاملہ تھی اسکو رجم کا حکم فرمایا ایسے میں جناب امیر نے مانع ہو کے کہا کہ ان کان لك علیہا سبیل و لیس لك علی ما فی بطنہا سبیل عمر فاروق نے نادم ہوا اور کہا لو کعلی لہک عمر۔ اور ازاں بخلہ اسنے یہ بھی کہا کہ ایک عورت مجنونہ کو رجم کرے۔ ایسے میں جناب امیر نے انکو خبردار کیا اور یہ حدیث پڑھی کہ سمعت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یقول رفع القلم عن الثائم حتی یتقیظ وعن الصبی حتی یتبلغ وعن المجنون حتی یفقی۔ اور ازاں بخلہ یہ بھی ہی کہ انہوں نے اپنے فرزند

ابو شحمہ پر جد جاری کی اور وہ اس اثنا میں جان دیا کہ ابھی حد کے چند کورے باقی تھے سو مروے پر مار کے تمام کیا حالانکہ مروے پنا جابی کرنی عقل و شرع کا خلاف ہی۔ اور ازاں بخلہ یہ کہ انکو شراب خواری کی حد سے الگ نہیں تھی یہاں تک کہ لوگوں کی صلاح و مشورت سے حد مقرر کی ان قصوں سے معلوم ہوا کہ انکو ظواہر شریعت پر بھی حکم نہیں تھا۔ پس امامت کی لیاقت کسطرح حاصل ہوا۔ **جواب** ان مطاعن کا یہ ہی کہ شیعہ نے ان قصوں کے نقل کرنے میں خیانت کی ہے کسی قصے کا ایک حرف لیا اور کسی قصے کا تہہ نکل گیا تا پنا طعن صورت پکڑے یہ تو متعصبین اور مجاہدین کا خاتہ ہی جیسے یہود کا قول کہ ان اللہ فقیق و نحن معنیاء۔ نفوذ باللہ

ابن سنا چاہئے کہ درجہ حاملہ کا قصہ یہ بھی کہ حضرت عمر کو خبر نہیں تھی کہ یہ عورت حاملہ تھی اور صل البسی چیز نہیں کہ
 دیکھتے ہی معلوم ہو جاوے کہ یہ عورت حاملہ تھی۔ ان جب صل کی موت تمام ہو یا تمام ہونے کے قریب رہے
 جب حضرت امیر نے اگلے سے اس عورت کے صل کی خبر سنی تھی مگر اطلاع دی میں عمر فاروق نے اس خبر
 دینے پر مومن ہوئے اور اسے اس کے مقام میں وہ مگر کیا لینے اگر حد جاری کرنے اور وہ حاملہ اور اس کا بچہ جانے
 کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ عورت حاملہ تھی اور اس پر جو حسرت و تاسف کرتا وہ حسرت میری موت و ہلاکت کے مقام
 میں ہوتی اگر جناب امیر اس وقت مجھے خبر نہ دیتے میں اس درد و غم سے ہلاک ہوتا اتنی ہمشیدہ اور سنی کے
 اجتماع سے جب عورت زانیہ اپنے زنا کا اقرار کرے یا اس کے زنا پر گواہ رہیں پھر امام کو لازم نہیں کہ اس
 عورت سے پوچھے کہ وہ حاملہ تھی یا نہیں۔ بلکہ اس عورت کو چاہئے کہ صل رکھتی ہو تو ظاہر کر دے اور حقیقت حال
 پر اطلاع ہونے کے سبب جو حکم صادر ہوگا اور واقع میں حقیقت و دوسری وجہ کہ اس حکم کو نہ چاہتی
 ہو اس صورت میں اس حکم کو چل و نادان نہیں کہنے میں بلکہ حقیقت حال پر اطلاع ہو چکا سبب یہی ایسا حکم کہ اس
 امانت میں بلکہ نبوت میں بھی کو یہ قصور نہ آتا تھی کہ چونکہ حضرت موسیٰ نے محض بے اطلاعی کیے سبب اپنے بڑے
 بڑا دھرت ماروں کی ریش پڑی اور ان کے سر کے بال کچکے کینا اور امانت کی حال کو حضرت موسیٰ پر بھی کیا وجہ بڑا
 کی تعلیم کے مسائل سے جا مل نہیں تھے اور ہرگز پیر علیہ السلام بھی بار بار فرماتے تھے کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ
 وَ اَنْتُمْ عَشْرَمُونَ اَلَا وَاَنْتُمْ بَعْضُكُمْ اَعْمٰنٌ مَّحْبُوۡۃٌ مِنْ بَعْضٍ فَمِنْ قَضٰیۡتِ لِمَنْ حَقُّہٗ
 اَخِیْرًا فَاَمَّا اَقْطَعْ لِقَطْعَةٍ مِنْ فَاۡیِیْ اَوْرَاجِیْ تَرْضٰی مِنْ وَاٰیِلِ بْنِ جَعْفَرٍ کُنْدٰی سے صحیح روایت آئی
 تھی کہ حضرت بکے زمانے میں ایک عورت نے نازکی جامع پانے کے لئے اپنے گھر سے نکلی ایک شخص نے لگی ہر
 اس کو لایا اور زبردستی سے اس کو لڑکے اس سے بچنے کی اور اس عورت نے روٹا پانا شروع کیا اور وہ شخص اس سے
 ہمال گیا قضا اور اس کو ایک شخص نے جو راستے سے جاتا تھا اس عورت نے اس کو زانیہ سمجھ کے لوگوں کو بتا دیا تب
 لوگوں نے اس کو پکڑ کے حضرت کی حضور میں لے آئے حضرت نے حکم فرمایا کہ اس کو سبک کر دین جب بوجہ شروع کرنا پڑا
 تھے ایسے میں وہ مرد زانیہ تھا اور اس کا گیارہ سال قبل کہ اس کا کام میرے ہوا یہی حقیقت میں یہ مرد بے گناہ تھی
 تب حضرت نے اس مرد بے گناہ سے معذرت کی اور اس نے ان کو حکم دیا کہ کافر یا اور حدیث مستفی ملے میں جو امیر
 اور امیر سنت کے ہر دو کتب میں موجود بھی آیا ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر علیاً باقامۃ
 الحد علی امرأۃ حدثتہ ینفاس فلم یقر علیہا الحد خشية ان موت فذکر ذلک
 للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال احسننک دمعہا حتی ینقطع دمہا۔ یعنی
 میرے فضل اصل اللہ علیہ وسلم نے ایک نفاس والی عورت پر حد جاری کرنے کے لئے حضرت علی کو حکم فرمایا حضرت علی

اسکی موت کے اندیشے سے اسپر حد قاصر کی اور حضرت کی حضورین ہر حال ظاہر کیا تب آپ نے فرمایا کہ تو اچھا کیا اور جو
 بیان ملک کا اسکا خون بند ہو جاوے۔ اور تو اس کے فرقے والوں نے حضرت علی کے مطاعن میں لائے ہیں کہ آپ ملنے
 زمانے کے دو حد لینے کو ترسے مارنے اور رجم کرنے کو جمع کیا ہی شراہ ہدانیہ کے حق میں جو زمانہ کی مرتکب ہوئی تھی حالانکہ
 وہ عورت محصنہ تھی یہ تو شریعت کا خلاف ہی کیونکہ حضرت نے ماعرا اور غادیہ کو فقط رجم فرمایا تھا اور عقل کا بھی
 خلاف ہی کیونکہ جب رجم جو اشد عقوبات سے ہی جب اسپر جاری ہو اگوستے بارناجب اس سے سبک ہی کس
 لئے جاری کیا۔ اہل سنت جواب میں اس گراہ فرقے کے یہی کہے ہیں کہ حضرت امیر کو اول معلوم نہیں تھا کہ وہ
 عورت محصنہ ہی اس لئے کو رمی کا حکم فرمایا جب کو ترسے مارنے کے بعد ایک اطلاع ہوئی کہ وہ محصنہ ہی رجم کا
 حکم فرمایا پس ہر دو حد کو جمع کرنا اس جناب سے حقیقت میں واقع ہوا۔ بالجملة حقیقت حال سے بے اطلاع ہونا
 اور ہی اولیٰ شرعی کا بھاننا اور اگر کسی نے ان ہر دو باتوں میں فرق کرے وہ قابل خطاب نہیں پس اس عورت
 مجنونہ کے رجم کا قصہ بھی سہی پر فاس کیا جائے۔ کہ حضرت عمر کو اسکے جنون سے اطلاع نہیں تھی۔ چنانچہ امام
 عطاء بن سائب کی روایت سے اور وہ ابی طیبیان جہنی سے نقل کیا ہی کہ ایک عورت کو زمانہ کی مرتکب ہونے
 کے سبب حضرت عمر کے نزدیک لے آئے آپ حکم فرمایا کہ اسکو سنگسار کرین تب لوگوں نے اسکو کھینچ کے لیجاتے
 تھے ناگاہ راہ میں حضرت علی نے دریافت کی کہ اس عورت کو کہاں لیجاتے ہو لوگوں نے عرض کی کہ اسپر زمانہ کی
 ہونے سے خلیفہ نے رجم کا حکم فرمایا ہی حضرت علی نے اس عورت کو ان لوگوں کے ہاتھ سے چھرا کے حضرت
 عمر کی خدمت میں لے آیا اور فرمایا کہ یہ عورت مجنونہ ہی اور یہ فلا نے قبیلہ والی ہی میں اسکو خوب جانا ہوں اور
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مجنونہ پر قلم تکلیف جاری ہوا تب حضرت عمر نے رجم کو موقوف کیا پس معلوم
 ہوا کہ مجنونہ کو رجم کرنے کا مسئلہ معلوم تھا مان وہ عورت جو مجنونہ تھی یہ بات نہیں جانتے تھے اور ظاہر ہی کہ صاحب
 جنون سے جب تک بے ربط حرکات اصوات صادر نہ ہو ورنہ اسکا جنون کسی حس و عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا ہی
 کیونکہ جنون کی صورت عاقل کی صورت سے ممتاز نہیں ہو سکتی ہی اور امور جسمیہ اور عقلیہ کا بھاننا نبوت میں کچھ نقصان
 نہیں کرتا ہی امامت میں تو کہاں۔ امامت کی شرط یہی ہی کہ احکام شرعیہ کی معرفت ہونہ حسابات خفہ یا عقلیات
 جزئیہ کی معرفت اور بالفعل جمیع احکام شرعیہ کی معرفت نہ شرط نبوت ہی نہ شرط امامت مان احکام شرعیہ
 پیغمبر کو وحی سے معلوم ہوتے ہیں اور امام کو اجتہاد سے۔ اور بسا اوقات اجتہاد میں خطا بھی واقع ہوتی ہی چنانچہ
 ترمذی میں موجود ہی عن عکرمۃ ان علیا اخرج قومًا ارتدوا عن الاسلام فبلغ ذلک
 ابن عباس فقال لو کنتما اقتلہم لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل
 دینہ فاقتلوہ وان لم اکن لا اخرجہم لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال لا تغدوا بعد اب الله فبلغ ذلك علياً فقال صدق ابن عباس يئس مكره من
 انہی کہ ایک قوم جو اسلام سے مرتد ہو رہی تھی حضرت علیؑ نے انکو آتش میں جلا ڈالا۔ جب تیرہ خبر بن عباس کو پہنچی تو کہا
 کہ اگر میں حاضر ہوتا انکو قتل کرنا کہہ کر حضرت نے فرمایا ہئی کہ جس نے اپنے دین سے بدلا اسکو قتل کرو اور میں بخلا
 انکو کہہ کر حضرت نے فرمایا ہئی کہ تم کسی کو وہ عذاب نہ دو جو عذاب الہی ہی جب یہ بات حضرت علیؑ کی خدمت
 خدمت میں پہنچی تو فرمایا کہ ابن عباس نے سچ کہا۔ بالخصوص اس قسم کے ظلم اور اجنباد ہی میں علیؑ کی حکمرانی
 چمکے تھے۔ اب ہم آئیے اس بات پر جو ایک بڑا مشکل ہی کہ جسکو وہاں دوسرا اور تہراہے ہیں کہ حضرت
 امیر نے تین شخص مرفوع القلم سے کی حدیث جو آپ ہی روایت کی تھی۔ ۱۔ ایسے سید کے کتا بن میں مردی ہی کا ان

حلتا كان يأمر بأقامة حد الترق على القبي رواه ابن بابويه يئس من حضرت علیؑ نے جو
 کی حد نامائع کے پر بھی قائم کرتے تھے روایت کیا تھی اسکا ابن بابو یہ بات تو روایت پیغمبر کی صریح عثمان
 ہی بلکہ حضرت عمر کا فعل اگر واقع ہو ماحضوس ایک عورت جو نہ حد کے لگد کہ بین ماری جاتی حضرت امیر کے
 قول سے تو ہزاروں اس کے ناقص لاعضا ہو جاتے ہیں معلوم نہیں کہ شیعہ اسکا کہا جو اب تو سیتے ہیں اور تہراہے
 پر عمل کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہی کیونکہ اگر کوں پر حد قائم کرنی حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا بھی مذہب نہیں تھا
 ان اگر حضرت علیؑ فرماتے کہ عورت جو نہ حد کے لگد کہ بین ماری جاتی تھی علیؑ نے حق ظاہر کیا اور ہم
 ہونے نہ یا۔ لکن اہل سنت پر اسباب میں کچھ اشکال ہو نہیں سکتا ہی کیونکہ اگر کوں پر حد جاری کرنی کی روایت
 جو حضرت امیر کی طرف منسوب ہی اہل سنت اور نہیں کرتے ہیں بلکہ افرار اور یہاں جاتے ہیں۔ اگر لو اسباب

چاہیں کہ شیعہ کی تقریبات سے اہل سنت کو الزام دیں یہ بات بھی بن نہیں سکتی ہی۔ اور مردے کو حد
 مارنے کا قصہ بھی جھوٹ اور افرار ہی ہرگز اہل سنت کی روایت صحیحہ میں موجود نہیں پس جواب کا محتاج نہیں بلکہ
 صحیح روایات سے اس قدر ثابت ہی کہ حضرت عمرؓ نے جو اپنے فرزند پر حد جاری کی حد مارنے کے بعد انہی
 زندہ تھے اور لکے بدن کے زخم بھی چلے ہوئے ان حد مارنے کی اٹان میں انکو غشی اور ہوشی ہو ہی تھی
 اسبھی لے بعضو کو انکی موت کا توہم ہوا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے شراب خواری کی حد نہیں جاسے
 تھے یہاں تک کہ لوگوں کی صلاح و رشورت سے مقرر کی بس طرف ظمن ہی کہہ کر ایک ایسی حیر کا بھاننا کہ وہ اس

آگے موجود ہوا اور متوجہ میں ہی میں کی گئی ہو ظمن کی جگہ نہیں ہوتی ہی کہ ان کے اکتاف المعلوم
 اور شراب خواری کی حد حضرت کے زمانے میں معین نہیں تھی بے قین چند مار چاک سے اور بان ہو ہی چاہا
 سے اور جو تون سے اور باختر میں پکڑنے کی جھڑپوں سے مارے تھے۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت تھے

جس شخص اس حد کا اندازہ کئے تو چالیس صد کو پہنچ جب حضرت عمر کی خلافت میں شراب خواری زیادہ ہوئی تو آپ نے
 نام صحابہ کو جمع کر کے مشورت کی تب حضرت امیر اور ایک روایت سے عبد الرحمن بن عوف بھی جناب امیر کے ساتھ
 شریک ہوئے کہنے لگے کہ اس حد کو گالی کی حد کے مانند اسی تازیانے مقرر کیا جائے کیونکہ جب آدمی شراب پی پیا
 اور عقل پر جاتا ہی۔ جب یہ عقل ہوا ندیان کہتا ہی اور ندیان میں گالی بھی دیتا ہی۔ پس نام صحابہ اسے مستی
 لطیف کو پسند کر کے کسی راجل کے پس اس جگہ معلوم ہوا کہ حد عمر کے بانی منابی عمر بن الخطاب ہیں۔ حد عمر کا عالم کو
 نہیں تھا کہ تیری عقلی اور نادانی ہی۔ اور امارت کے پاس بھی یہ قصہ اس طرح ثابت ہی چنانچہ شیخ ابن بطرح نے
 مسیح الکرامت میں لایا ہی۔ اور اسی جگہ سے دوسرے طعن کا جواب بھی معلوم ہوا جو کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے اپنی عقل سے
 حد عمر کے عدد کو زیادہ کیا حالانکہ حضرت کے زمانے میں چالیس تازیانے تھے ورس کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے
 زیادہ کیا تو جناب امیر اور اجماع صحابہ سے کیا پس فقط حضرت عمر کا جناب محل طعن ہوگا۔ اور شیعہ کے بعض کتابوں
 یہ طعن دوسرے طور سے مذکور ہی کہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے ایک بار شراب کی حد اسی تازیانے سے زیادہ دیکھا
 حکم کیا۔ اس طعن کا جواب یہ ہی کہ اول تو یہ روایت صحیح نہیں اور بالفرض اگر صحیح بھی ہو حضرت امیر بھی شراب
 کی حد سو تازیانے مارے ہیں تو ہتی پر اور بیس تازیانے زیادہ کئے چنانچہ محمد ابن بابویہ نے کتاب میں لا
 بحرفہ الفقہ میں روایت کی ہی کہ بخاشی خارجی جو مشاعر تھا اور ماہ رمضان میں شراب پیا جب اس کو پکڑ لائے
 حضرت امیر نے اس کو سو تازیانے مارے حکم کیا رمضان کی حرمت سے بیس تازیانے زیادہ کئے۔ اور اہل سنت
 کا جواب ان ہر دو واقعوں میں ایک ہی بات ہی کہ امام کو پہنچتا ہی کہ سیاست کی طور پر یا جنایت کی سختی پر
 واجب شرعی کے مدار سے زیادہ کرے اس کی دلیل جناب امیر کا ہی فعل ہی۔ پس حضرت عمر پر طعن کی جگہ
 نہ ہی۔ جو تھا طعن یہ کہ حضرت عمر نے حد قائم کرنے میں سو تازیانے کی جگہ پر سو شاخ درخت کا حکم
 کیا یہ بات شریعت کی مخالف ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اَلْزَّانِبَةُ وَالزَّانِبُ فَاَجْلِدْهُ وَاَكْلٌ وَاَحَدٌ
 سِتِّ مِائَةٍ مَّا تَرَجَلَدَ جَوَاب اس طعن کا یہ ہی کہ عمر فاروق کا یہ فعل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 فعل کے موافق ہی چنانچہ مشکوٰۃ اور شرح سنن میں سعید بن سعد بن عبادہ کی روایت آئی ہی کہ سعد بن عبادہ
 نے ایک مرد بیمار ناقص الخلق کو پکڑ کے حضرت کی حضور میں لے آیا اور عرض کی کہ اسے مجھے کے کیزوں سے ایک
 کیز کے ساتھ زنا کیا ہی حضرت نے فرمایا کہ ایک ایسی بری شاخ لے آؤ کہ جس میں چوبی سوٹ ضیق رہیں اور اس سے
 ایک بار کھو مارو۔ اور ابن ماجہ بھی ایسی ہی ایک حدیث روایت کی ہی اور جس بیماری کی تندرستی کی امید ہو کہ حد کے
 باب میں علامہ اہل سنت کا یہی مذہب ہی قال فی الفتاویٰ العالمیہ یہ المریض اِذَا وَجِبَ عَلَيْهِ الْحَدُّ اِنْ كَانَ
 الْحَدُّ رَجَائِقًا عَلَيْهِ الْحَالُ وَاِنْ كَانَ جَلْدًا لَا يَقَامُ عَلَيْهِ حَتَّى يَبْرَأَ وَيَصِحَّ اِلَّا اِذَا كَانَ مَرِيضًا وَقَعَ

تیسرا گلزار خلیفہ سوم جامع القرآن کل الحیاہ والایمان امیر المؤمنین
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی احوال میں

یہ گلزار تازہ بہار چہار خیابان اور دو روش اور چہار شاخ اور چار
گل اور دو گلستہ پر منقسم ہے

پہلی خیابان حضرت عثمان کی نام و کنیت کے بیان میں

انکاشب تاریخ و انساب کے کتب میں ایسا لکھا ہے کہ هو عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی القرشی الکنبی عبد مناف میں انکاشب حضرت کے نسب شریف کے ساتھ ملتا ہے۔ اُنکی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ کہنے میں کہ جاہلیت میں اُنکی کنیت ابو عمر تھی اسلام میں جب بی بی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک فرزند ہزار حمد کی ولادت ہوئی انکا نام عبد اللہ رکھے تب سے اُنکی کنیت ابو عبد اللہ ہوئی۔ اور حضرت عثمان کے والدہ کا نام آزوی تھا بنت ابن ربیعہ بن حبیب بن عبد الشمس بن عبد مناف۔ آپن عباس مروی ہے کہ آزوی مادر عثمان اسلام شرف پائی۔ دوسری خیابان حضرت عثمان کے حلیہ و شمایل کے بیان میں۔ انکا قد مبارک اونچا اور رنگ گور تھا۔ سر کے بال گرداویہ اور ریش مبارک کچھ دراز تھی۔ اور انکے بدن کا پوست نرم اور ماترے اور سخت تھے۔ ہر دو کھنڈ و کچھ درمیان چوڑائی تھی۔ اور چہرہ مبارک میں بڑی وجاہت اور رنگ ایسا براق تھا کہ شمع کے مانند آہین چمک تھی اور ہر دو رخسار پر تھوڑے چمک کے داغ تھے۔ اور انکا حسن و جمال اس درجے میں تھا کہ ایک با زجر میل علیہ السلام نے حضرت سے کہا کہ اگر آپ چاہیں کہ ایسے شخص کو دیکھیں کہ اسکا حسن خدا داد و یوسف علیہ السلام کے مشابہ رہے تو عثمان بن عفان پر نظر کریں۔ اس پر مروی ہے کہ ایک با حضرت نے میرے ہاتھ گوشت کا ایک طرف دے کے کہ بی بی رقیہ کی خدمت میں بھیجا جب میں نے اُنکے گھر گیا تو دیکھا کہ عثمان ذوالنورین اور جناب رقیہ ہر دو تشریف رکھے تھے میں نے کسی مرد و عورت کو ایسے احسن و ارجل اور زیبا نہیں دیکھا۔ اور ابن ابیہ سے منقول ہے کہ ایک روز میں نے عثمان ذوالنورین کو دیکھا کہ چرخ پر سوار اور ہر دو گہر چھتے ہوئے اور دو جامہ زرد پہنے ہوئے تھے۔ اسنے زیادہ جمل کوئی

مقرر کیا۔ پیسیر می خیا بان حضرت عثمان شرف ایمان سے مشرف ہوئے
 کے بیان میں۔ زید بن رواحہ سے کہ جب حضرت پہنچے اور خلق کو دین اسلام کی طرف
 دعوت کرتے گئے عثمان بن عفان و طلحہ بن عبید اللہ بخاریہ کی قریب سے ان کی طرف گئے تھے۔ جب کہ ان کی
 طرف ارشاد آئے ابو بکر صدیق کی ولایت سے صورت کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کو دین اسلام کی طرف
 دعوت کی اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت فرمائیں اس وقت ابو ذر و ابی انان کامیاب ہوئے عثمان بن عفان نے
 ان کو بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراجعت کی ایک منزل میں جو نہ تھا اور عفان کے درمیان واقع ہوئی
 تھا اس حال میں میں نے سنا کہ ہفت کہا تھا اھا الیام کھنقی افان کھنقی حرج من مکہ تک عوا
 الی الاسلام والی دار السلام میں نے جب وار و کربو اور جہیز بنی کہ آپ نبوت کا دعو کرتے ہیں تو
 اس وقت کے کلام کو گواہ عدل جانا اور حاضر حضور کے دولت ہتمام حاصل کی کہتے ہیں کہ اچھا چھوٹا بن ابی انان
 نے حق لے اسلام لگا ہوا ان کو قید کیا اور ادنیٰ کو جمع کر کے ان کو حاکم کرنے لگا کہ مجھے کب مرزا اور نبی کہ اپنے آپ
 فاعاد کے دین پر جاؤ مثلاً بد کہ تجارت تمام سے چھوٹے ہی چھوٹے تھے۔ یہ کہتے کہ قید کیا اور کہنے لگا کہ تو دین محمدی
 سے شرا کر لگا تو ہمیشہ ہی قید و زنجیر میں رہیگا حضرت عثمان نے کہا کہ اللہ جب تک زندہ رہوں نہ ہمارے دین محمدی
 سے ہر میر و مگر لگا بلکہ حضرت کی اطاعت میں جان و دل قربان کروں گا جب تک کہ نے اکی استوائی دیکھی ہے ابیدہ کے
 ان کو قید سے چھوڑ دیا پھر کھانا سفر میں لیا۔ چوتھی خیا بان حضرت عثمان لقب ذوالنورین
 سے ملقب ہونے کے بیان میں مشہور یہی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نور العین
 یعنی انور و قیوہ فی الام کلثوم ایک کے بعد دوسری جب ان کے نکاح میں آئیں ان کو ذوالنورین کہنے لگے۔ کہتے ہیں کہ ان
 آدم سے زمان غامم تک کسی استین کسی شخص کو بہ فضیلت نہ ملی اور کوئی کسی غیر کے دو دختر کا شوہر نہ رہا وایت
 ہی کہ جب ہما جزادی ام کلثوم کی ولادت ہوئی حضرت نے اپنے بھائی کو فرمایا کہ کسی کے دختر کے ساتھ عثمان کا نکاح
 کر دینے کو کہ جب جنت نہ چھوڑے۔ مقرر اگر مجھے چالیس دختر ہوتے ایک کے بعد ایک ہما کے ساتھ نکاح کرو دیا جوتا۔
 دو سزا قول یہی کہ جب حضرت عثمان کا وجود جاہلیت اور اسلام میں جو دو حکاوت اور جہانوں کی ضیافت سے مزین تھا
 اسلئے ان کا لقب ذوالنورین ہوا۔ قمر قول یہی کہ اکثر ان میں روزہ دار اور رب بن غار گزارتے تھے۔ جب ان پر
 عبادت کے اور ایسے جہر کرتے ان کو ذوالنورین کہتے تھے۔ چوتھا قول یہ کہ ان کے قول و فعل پر وہاں رہتے تھے جو حق
 اسلئے ذوالنورین سے لقب ہو۔ چوتھا قول یہ کہ حضرت عثمان جب قرآن قیامت بہت میں ایک مکان دوسرے
 مکان کی طرف رونق افزا ہوئے تو دوبرق نورانی لگے ہر دو جانب ایسے روشن ہوئے کہ جیسے جہنم
 کی سب نر لیں زیر و زبر جاویں گے۔ جس پر وہ منہ الاحیاء کہتے ہیں کہ ان کو ذوالنورین اس واسطے کہتے ہیں کہ حضرت

کے ساتھ انکو قرابت پدری و ماوری حاصل تھی ہو سکے۔ کیونکہ انکی والدہ اروی حضرت کی بی بی ہریضاک و خرتھی کہ حضرت کے والد عبد اللہ کی توأم تھی واللہ اعلم۔ پہلی روش ان آیتوں کی تفسیر میں جو حضرت عثمانؓ کی شان میں نازل ہوئی۔ پہلی آیت جو سورہ بقرہ میں آئی تھی اللہ یففقون أمواکم فی سبیل اللہ۔ یعنی جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ختم کیا بیعوت ما انفقوا أمواکم و لا اذنی۔ پھر خرچ کر کے فقیر پر احسان نہیں کھتے ہیں اور ایذا نہیں دیتے ہیں صاحب تفسیر معالم التنزیل نے اس آیت کے تحت میں لکھا ہے کہ طبری مفسر نے کہا کہ یہ آیت عثمان بن عفان و عبد الرحمن بن عوف کی شان میں نازل ہوئی۔ اسکا سبب نزول یہ ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے چار ہزار درہم حضرت کی جناب میں حاضر کئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے میں نے انے چار ہزار درہم اپنے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے رکھے۔ اور چار ہزار اللہ تعالیٰ کے واسطے لیے آئے۔ تب حضرت نے انکی حق میں دعا کی بَارکَ اللہُ فَمَا امْسَكَتْ لَکَ وَفَمَا اعْطٰیْتَ لَیْسَ بِرَکَتٍ دِیَ اللہِ تَعَالٰی اُس چیز میں جو تو نے رکھی اور اُس چیز میں جو تو نے لا دی۔ اور عثمانؓ ذوالنورین نے جب غزوہ تبوک میں ہزاروں لکے جھولن اور پالون سمیت حاضر کئے۔ اور ہزار دینار لاکے حضرت کے گود میں ڈال دیئے۔ عبد الرحمن بن سمرہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت کی طرف نظر کی کہ کمال فرحت سے دینار میں اپنے مبارک ہاتھ سے منقلب کرتے اور فرماتے تھے کہ مَا ضَرَّ ابْنَ عَفَّانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ یعنی نہیں ضرر کرے گا ابن عفان کو جو عمل کرے گا آج کے بعد تب یہ آیت شریف نازل ہوئی۔ اور اسی معالم التنزیل میں لایا ہے کہ کہنت وہ ہے کہ فقیر پر اپنی عطا گنت رکھے اور کہے کہ میں نے تجھے ایسی چیز دی۔ اور ایذا دینی وہ ہے کہ محتاج کو شرمندہ کرے اور کہے کہ تو کب تک سوال کرے گا اور مجھے ایذا دے گا اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایذا وہ ہے کہ اپنی بخشش سے جسکو اطلاع دینی ضرور ہو سو کو معلوم کروانا کہ فلان سائل کو میں نے یہ دیا۔ سفیان نے کہا ہے کہ کہنت وہ ہے کہ سائل سے کہے کہ میں تجھ کو دیا اور تو اسکی قدر نکی۔ عبد الرحمن بن زید اسلم نے کہا ہے کہ میرے باپ نے کہا تھا کہ اے رے تو نے جب کسی کو کوئی چیز دی اور دیکھے کہ سائل تیرے سلام کو گراں جانتا ہے تو اسکو سلام کیجئے تا وہ تیرے سلام سے شرمندہ ہو۔ غرض جو لوگ اپنا مال خرچ کر کے احسان نہیں رکھتے اور ایذا نہیں دیتے ہیں۔ لَہُمْ اَجْرٌ عظیمٌ عِنْدَ رَبِّہُمْ انہی کو بھی ثواب انکا اپنے رب کے یہاں وہ خوف و عظیم و لَہُمْ حِجْرٌ کَثِیْرٌ اور نہ قدر ہے ان پر اور نہ وہ غم کھاویں ثواب کی قوت پہنچے ہے

دوسری آیت جو سورہ بقرہ میں آئی تھی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَذَرُوْا مَا

بَقِیَ مِنَ الْاٰیٰتِ۔ یعنی اے ایمان والو! اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہے رہا ہے۔ صاحب معالم التنزیل نے کہا کہ عطا اور عمر مد کہتے ہیں کہ یہ آیت عباس بن عبد المطلب اور عثمان بن عفان کی شان میں نازل ہوئی۔ اسکا

جو سورہ انعام میں آئی ہے فَاِذَا جَاءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلٰیكُمْ بِعِ
اور جب آوین تیر پاس سے لوگ جو ایمان لائیں ہماری آیاتوں پر تو کہہ سلام علیکم۔ مگر کہنے کہنا ہی کہ یہ آیت ان فقرا
صحابہ کے شان میں نازل ہوئی کہ غنیائے کفار چاہے کہ جب آپ حضور نبوی میں حاضر ہوں تب ان فقر کو چلا دو
وے شریک مجلس نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کا کہا قبول نہ کیا اور فقرائے صحابہ کو چلا دینے سے منع فرمایا
سو اس آیت میں حکم کرنا ہی کہ جب آوین انکو سلام کیجئے۔ اس پر اسطے حضرت کا معمول تھا کہ جب وہ حاضر حضور
ہوتے آپ سلام میں اقدام فرماتے۔ اور عطا نے کہا کہ یہ آیت ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین و علی
مرتضی و بلال و سالم و ابو عبیدہ و مصعب بن عمیر و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و عمار بن یاسر و زقرم بن ابی ارقم
و ابی سلت بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اجمین کی شان میں نازل ہوئی۔ چھٹی آیت جو سورہ فتح میں آئی
ہی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اشِدُّواْ عَلٰی الْكٰفِرِيْنَ مَجْمَاعٌ يَّخْلِفُهُمْ۔ امام حسن بھری
نے کہا کہ رحماہ سینہم سے مراد عثمان ذوالنورین ہیں۔ اس آیت کی تفسیر آخر سورہ تک اور گذری ہی اس واسطے
یہاں ہی پر لکھا گیا۔ ساتھوں آیت جو سورہ نمر میں آئی ہے اَمْسِنْ هُوَ فَاَنْتَ اَنَا
اللَّيْلُ۔ یعنی یا وہ شخص جو فرمان بردار تھی اور عبادت میں بہتا ہی رات کے وقتوں میں۔ ساجد
و قائم۔ سجدہ کرنیوالا پروردگار کو اور کھڑا رہنے والا نازمین۔ یَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ۔ اور دُر تباہی آخرت
عذاب سے۔ وَ يَنْجُوْاْ خَمْرًا۔ اور اس میں امید و رہی اپنے پروردگار کی رحمت کا لینے باوجود ایسی التزام
طاعات و مجاہدات کے خوف ورجا میں متردد رہتا ہی کیا ایسا شخص اور جسے ایسے اوصاف سے متصف نہ ہو وہ برابر
ہیں یعنی برابر نہیں۔ معالک میں لایا ہی کہ عطا نے ابن عباس سے روایت کرنا ہی کہ یہ آیت ابو بکر صدیق کی شان میں نازل
ہوئی۔ اور صحاح نے کہا کہ صدیق کبر و عمر فاروق کی شان میں۔ اور ابن عمر نے کہا کہ عثمان ذوالنورین کی شان میں
اور کلینی نے کہا کہ ابن مسعود و عمار بن یاسر و سلمان کی شان میں نازل ہوئی۔ یہ سب صحابہ ان صفوں سے متصف
تھے۔ اور تفسیر حسینی میں ہی کہ شہر ہی ہی کہ یہ آیت عثمان ذوالنورین کی شان میں شرف نزول پائی۔ آٹھوں
آیت جو سورہ حدید میں آئی ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ
یعنی اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسول پر وہی ہیں صدق و راستی والے۔ معالک میں لایا ہی کہ مجاہد
کہا کہ جسے اللہ و رسول پر ایمان لایا سو وہ صدیق ہی اور یہ آیت پر ہی اور صحاح نے کہا کہ وہ اس امت آٹھ
شخص ہیں کہ خدا و رسول کی تصدیق کرنے میں سب اہل زمین سے سبقت گئے وہ ہیں ابو بکر صدیق و علی مرتضیٰ و زید
و عثمان و طلحہ و زبیر و سعد و حمزہ اور ان کے نوین عمر بن الخطاب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وَالشَّهَادَةُ عِنْدَ رَبِّہُمْ
اور گواہ ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک یعنی قیامت کے دن ان کے پیغمبروں اور امتوں کے باب میں شاہدی ہوگی

اَللّٰہِ اَمْرًا فَاَمَّا صَابِرٌ عَلَیْہِ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ نہیں یعنی جنگ کو دیکھ کر حضرت نے میرے سے عہد لیا اور وصیت کی یہی ایک کام کی سو میں صبر کرنے والا ہوں۔ چوتھی حدیث عن ابن عساکر عن اسماء بنت زید قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی منزل عثمان قصعتر فیہا الخم فدخلت فاذا رقیۃ تجالسۃ فجعلت مرة انظر الی رقیۃ ومرة الی وجہ عثمان۔ یعنی ابن عساکر نے اسماء بنت زید سے روایت کی یہی کہ انہوں نے کہا کہ حضرت نے میرے ہاتھ ایک طرف دیکھے عثمان ذوالنورین کے گھر طرف بھیجا اس میں گوشت محتاج میں نے اگلے مکان میں داخل ہوا بی بی رقیہ نے تشریف رکھی تھیں ایک بار میں نے بی بی کی طرف اور ایک بار جناب ذوالنورین کی طرف نظر کی فلما رجعت سألت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لی دخلت علیہما قلت نعم۔ پھر جب میں نے لوٹ آیا حضرت نے میرے سے پوچھے کہ کیا تو ان دونوں کی خدمت میں گیا تھا میں نے کہا ہاں قال فہلک رأیت زوجا احسن منہما قلت لا یا رسول اللہ۔ پھر فرمایا کیا تو اس سے بہتر کوئی جو را دیکھا ہے میں نے عرض کی کہ نہیں یا رسول اللہ۔ پانچویں حدیث وعن ابی عبدی وابن عساکر عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا شیبۃ عثمان بائینا ابراہیم ابن عدی اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر ہم تشبیہ دیتے ہیں عثمان کی ہمارے باپ ابراہیم کے ساتھ چھپتوں حدیث وابن عدی عن عائشۃ قالت لما زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنت سلم کلثوم بعثمان قال لہا ان فعلک اشبه الناکر بجدک ابراہیم وابیہ محمد۔ ابن عدی نے نبی بی عائشہ سے روایت کی یہی کہ بی بی نے فرمایا کہ جب حضرت نے اپنی دختر ام کلثوم کو عثمان کے ساتھ نکاح کر دیا انکو فرمایا کہ مقرر تیرا شوہر تیری شبابہت رکھتا ہے تیرے جد ابراہیم اور تیرے باپ محمد کے ساتھ۔ یہ تینوں حدیثیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ الخلفاء نقل کی گئیں۔ ساتویں حدیث جو صحیح ترمذی وابن ماجہ میں آئی ہے۔ عن ثمامۃ ابن حزن قسیری۔ یہ تابعین سے ہے کہ زمان نبوت پایا لکن اسکو حضرت کی روایت میسر نہ ہوئی قال شہدک الدار حین اشرف علیہم عثمان کہتا ہے کہ جب لوگ حضرت عثمان کے مکان کو حمارہ کئے تھے میں حاضر ہوا انہوں نے ان لوگوں کو دیکھا۔ فقال اشتدکم اللہ ولاسلام پھر کہنے لگا کہ میں تو یاد دلاتا ہوں اللہ تعالیٰ اور دین اسلام کا۔ ہل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد تم المدیۃ ولیس لہا ماء یسعد ب غیر ینر ومترہ کبام جائے ہو کہ حضرت نے جب مدینہ کی طرف تشریف لائی اور مدینہ میں بیرومہ کے سوا آب شیرین نہیں تھا۔ فقال من یشتوی بیرومہ

[illegible]

روایت کی اس حدیث کی ترمذی و نسائی و دارقطنی نے اٹھویں حدیث عن طلحہ بن عبد اللہ
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لكل نبي رفيق و رفيق في الجنة عثمان
 طلحہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہر پیغمبر کو ایک رفیق ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمان ہے۔ روایت
 کی اس حدیث کی ترمذی اور ابن ماجہ نے۔ انکے سوا اے اور بھی حدیثیں آئی ہیں۔ جب روضۃ الابرار۔ اور خلاصۃ
 السیر اور دو ستر تصانیف میں مذکور ہیں خوف طوالت سے یہاں اس قدر پر اکتفا کیا۔ پہلی شاخ حضرت
 عثمانؓ کے انواع طاعات و عبادات اور کثرت خیرات و صدقات و
 انفاق مال فی سبیل اللہ کے بیان میں۔ روایات کثیرہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمانؓ
 نے کئی رائیں مقام ابراہیم میں آگے یہاں تک نماز و نیاز میں قیام کرتے کہ صبح ہو جاتی ایک دو گانہ میں ختم قرآن کرتے
 پھر نماز صبح کے بعد قرآن مجید دیکھ کے تلاوت فرماتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تمام شب از ختم قرآن کرتے ہو پھر دن
 میں مصحف دیکھ کے جو پڑھتے ہو اس میں کیا حکمت ہے۔ جواب دیا کہ قرآن کریم میرے پروردگار کا منشور ہے جو میرے
 طرف آیا ہے۔ جب کسی امیر کا منشور کسی رعیت کی طرف آوے تو اس کو لازم ہے کہ ہر روز ایک بار اس کو کھول کے نظر کرے
 اور احتیاط کرے کہ کس چیز کا حکم ہے اور کس چیز سے منع فرمایا ہے۔ پس ایسا ہی بندے کو لازم ہے کہ ہر روز
 منشور ربانی دیکھے اور اوپر و نواہی میں غور کرے۔ کہتے ہیں کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرتے اور باوجود اس
 احتیاط کے اسے منقول ہے کہ میں نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس نماز میں جو قصور میرے سے صادر ہوا ہو اس سے استغفار
 کیا۔ ان کے روزے کا بیان ہے کہ اکثر اوقات روزہ رکھتے اور کوئی برس ایسا ہوتا کہ سال بھر صائم
 رہتے عرض کہ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ اور انکے حج و عمرے کا بیان یہ ہے کہ انکے حج و عمرے
 کا تعداد عشرہ کاملہ کو پہنچا تھا۔ اور فی سبیل اللہ ان کے مال خرچے کا بیان یہ ہے
 کہ حضرت نے ارشاد کیا من جہنم جیش الحسنۃ فلما الجنة فلیعینہ جہنم حشر کا تہنیک اس کے واسطے
 جنت ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے یہ حدیث سنی چھے سو پچاس اونٹ ایک روایت سے نوں سو پچاس
 اونٹ اور پچاس گھوڑے حاضر کئے۔ اور ایک روایت ہے کہ ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے اور ساٹھ روپے
 کے اوقیہ جاہدین کو بخش دیا۔ عبد اللہ ابن مسعودؓ روایت ہے کہ میں نے اس روز دیکھا کہ حضرت تشریف لاتے
 جاؤ رہہ دے مارے تھے کہ اللہم اغفر لعثمان ما قبل وما آتہ بر وما أخفی وما أعلن وما
 اسرہ وما آخبر۔ لائے ہیں کہ جب ہاجرین کی جماعت دار مدینہ ہوئی انہر پانی کی بری تنگی رو دئی کیونکہ
 مدینہ طیبہ میں کنوین کھاریے پانی کے تھیں۔ اور آب شیرین بہت دور تھا ان کو اس قدر قوت نہیں تھا کہ آب شیرین
 دور سے منگاوے۔ اور انکے پاس اونٹ بھی نہیں تھے اور اونٹ رکھنے کی طاقت بھی نہیں تھی۔ بنی نجار کے

قید سے ایک یہودی کے گھ میں آب شیر کا ایک کڑھما اسکو بیروں کہتے تھے اسنے پانی گران قیمت سے بیچنا تھا۔ ایک نہانج لے کے ایک لشک پانی دینا تھا والدہ دن کو سو گوی خرید کر نہیں سکتا تھا۔ حضرت نے اس یہودی کو بلا کے دعوت اسلام کی اور فرمایا کہ اگر اس کو نہ کے کو آج رہنا آگئی کے لئے سبیل کو دیگا میں ضمانت ہوتا ہوں کہ فردا سے قیامت جنت میں آب خوشگوار کا ایک چشمہ تجھے عنایت ہو۔ اس یہودی نے مصطفیٰ یقین سے اس کو نہ کے کو قف کرنے پر راضی نہوا چشمہ آب جاودانی پر اس چاہ فانی کو ترجیح دی اور کہنے لگا کہ میرے اہل کی پرورش اسی کو نہ کے پر ہو قوف ہی حضرت عثمانؓ نے وہ کو اس سے خرید کر پانچا ہا جب قیمت دریافت کی تو اسنے میں میں ہزار و ہجہم پر راضی ہوا پس اس قیمت سے خرید کر کے بشدد و قہر کو دیا اور حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ کہا وہ چشمہ جنت مجھے عنایت ہونے کے لئے آپ ضمانت ہو۔ فرمائے کہ مان۔ ایک روایت یہی کہ اس یہودی نے وہ چشمہ نصف بیچنے پر راضی ہوا اور آپس میں ایسا قرار دئے کہ ایک دن حضرت عثمانؓ کا تفرق رہے دوسرے دن اس یہودی کا۔ جس دن حضرت عثمانؓ کی زینت پہنچی جب پانی بلا قیمت طامعینہ والوں کا ہتھکڑ ہجوم ہونا اور اتنا پانی کھینچتے کہ دور دور نکلیت کرے۔ یہودی کی زینت کی دن کو ہی اسکی خریدی کی طرف التفات نہیں کرنا۔ یہودی تنگ آگیا آخر چار روہ آدھا بھی بیچ دیا حضرت عثمانؓ بڑی خوشی سے خرید کر کے اسکو وقف کیا۔ احکام سے سب اہل مدینہ نہایت خوش ہوئے اور حضرت عثمانؓ کی رفعت شان کا سبب ہوا تبغیہ صحاح مستندین یہ حدیث مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا من حضرہ بنی منہ و منہ کلہ الجنۃ۔ یعنی جسے رومہ کا کڑھما دے اسکے واسطے جنت تھی۔ راوی کہتا ہے کہ فقہرہا عثمانؓ۔ یعنی ہر کسی کو عثمانؓ کے اگرچہ یہ حدیث پہلے روایت کی مخالف تھی۔ لاکن یہود کی تطبیق یہی ہے کہ کہتے ہیں اس حدیث میں خر مراد اسکو خرید کرنے کے بعد اسکی تجدید تعمیر تھی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ جب اسکا ہاں کم ہوا اسیکے نزدیک دوسرا کڑھما دیا گیا اسکا نام بھی یہود تھی واللہ اعلم۔ اور مروی ہے کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں لوگوں کی کثرت سے جب مسجد نبویؐ تنگ ہوئی لوگوں نے ان کے پاس اشکایت لائی تب انہوں نے مسجد ہر سائیں جو مکانات و رقع قیمت کثیر سے خرید کر کے داخل مسجد کئے اور اسکی تعمیر میں بڑا تکلف کیا اور اسکی دیواریں سفید گچ سے بنائیں۔ کہتے ہیں کہ گچ اس فوج میں بیسویں تھی سولہ ہنڈ سے جو مدینے سے کئی میل کی مسافت تھی لاتے تھے اور رصاص سے غلو کر کے چرائے اور اسکے کستون تراشے ہوئے سنگ متوش سے اور اسکا سقف چوب سباج بنوایا اور اسکا طول ایک سو ساقہ گز اور عرض ایک سو پچاس گز کا رکھوایا اور اسکا فرش رصاص کا بنوایا۔ اور اسکے دروازے جیسے حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسجد تھی اسی کو بحال رکھا۔ اور حضرت عثمانؓ خود بنفس نفیس داخل ہر سو اور ہر مسجد کی طرف پھرتے تھے اور ہماروں کی ولاری اور انعام و اکرام کا وعدہ کرتے اور اسکے اٹھنا

اور رایش میں جدید بن کرنے کے لئے ترغیب دیتے۔ اور کبھی دین قبول فرماتے اور کبھی ایسے اہتمام میں عثمان کے بعد دین شب گزارتے یہاں تک کہ اس خلیفہ عالی شان کی حسن سعی سے مسجد کا حسن انعام کو پہنچا اور عمارت بنایت محکم اور شین ہوی سب خواص عوام انکے لئے دعا کئے۔ روایت ہی کہ انکی خلافت میں جب برا عظم ہوا اہل مدینہ قصد بیچ کھینچ رہے تھے ایسے میں حضرت عثمانؓ کے نزاع اور خدام ہزار بار شتر گھوڑوں تجارت کے لئے آئے۔ مدینہ کے تاجروں نے انکے خریدنا پانا۔ آپ نے پوچھا کہ ایک فقیر تم کس قیمت سے لوگے ایک جماعت کہی کہ ایک دینار زر زرین سے۔ اور بعضے دو دینار اور بعضے تین دینار تک مانگے۔ حضرت عثمانؓ نے پھر سوال کیا کہ تم سے کوئی ایسا ہی کہ اس سے قیمت برابر دے۔ کوئی زیادہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم دینار سے نہیں ترما سکتے ہوا اللہ تعالیٰ نے

قرآن مجید میں فرماتا ہی من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ومثل الذين ينفقون اموالهم

فی سبیل اللہ کمثل حبۃ خبثۃ انتبت سبع سنابل فی کل مسبلۃ مائۃ حبة یضاعف لمن یشاء۔ دیکھئے کہ جتنا مال نے ایک کے بدل دس بلکہ سات سو بلکہ اس سے زیادہ کا وعدہ فرماتا ہی۔ پس حکم کیا کہ وہ

سب گھوڑوں مدینہ طیبہ کے فزا دسا کین بقصدی کر دیوں سو سیف خیرات کر دے۔ دوسری شاخ حضرت عثمانؓ کے زہد و تواضع اور جیا و بکا و خوف و خشیت کے

بیان میں۔ لائے ہیں کہ حضرت عثمانؓ اپنی خلافت میں اکثر اوقات مسجد نبویؐ میں روز زمین پر قیوم فرماتے جب بیدار ہوتے آپ کے مبارک بدن پر سنگر زو کا نشان ظاہر ہوتا۔ عبد اللہ بن شداد سے منقول ہی کہ میں عثمانؓ کو

کو انکی خلافت میں دیکھا ہوں کہ حضرت کی منبر پر خلیفہ پرہیز میں مشغول تھے انپر ایک ایسی بوتلی چادر عدنی تھی کہ اسکی قیمت بائج دہم سے زیادہ ہو۔ کہتے ہیں کہ اپنی خلافت میں لوگوں کو الوان نعمت سے سیر کر داتے اور آپ سرکہ ومان

پر قناعت فرماتے۔ اور خیر پر سوار ہوتے اور اپنے غلام کو ردیف بناتے انکی کثرت حیا کا بیان یہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی شان میں فرماتے ہیں کہ اخیاکم عثمان۔ اور عبد اللہ بن عمر

نے حضرت سے روایت کی ہی کہ فرمایا احیا امتی واکرمھا عثمان اور انہیں سے منقول ہی کہ قریش سے تین مرد ایسے ہیں کہ اصبحہم وجوہاواحسنہم اخلاقا واشدہم حیاء۔ وے صدیق اور

ذو النورین و ابو عبیدہ بن الجراح ہیں۔ او حسن بھری سے مروی ہی کہ عثمانؓ ذو النورین کی شدت حیا اس میں

میں تھی کہ جب غسل کرتے تو حمام کے دروازہ پر قفل ڈالتے اور پیر میں بدن سے ہین نکالتے ہی پر غسل کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ کا خوف انپر یہاں تک غالب تھا کہ اکیبا قبر کے پاس کھڑے تھے اور ایسا رو رہے تھے کہ ریش مبارک تر

ہوی تھی رفیقون نے سوال کیا کہ جنت و دوزخ کے بیان میں آپکا حال ایسا ہوتا نہیں یہ کہا سبب ہی کہ برسر گور اسقدر روئے ہو فرمایا کہ میں نے حضرت سے سنا ہی کہ آخرت کی منزلوں قبر پہلی منزل ہی جسے اس منزل سے

سایم نخل اور نجات پانی تو ایسے بعد جو نرین ہیں ان سے بھی آسانی کے ساتھ گزربھاگیا اور اگر اس منزل سے عالم
 گزرتو دو سرے سر روضہ زیادہ سختی دیکھ بھاگنا اللہ کی پناہ۔ پہلا اگل عثمان ذوالنورین کے
 خصوصیات کا بیان۔ پہلا خصیصہ یہی کہ حضرت کی دو دختر ایک اختر کے وہ خواہر ہیں۔
 یہ فضیلت زمان آدم سے خاتم تک کسی امت میں بھی کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ اور وہ جامع قرآن ہیں اس میں
 جولوچ محفوظ رہی۔ اور مروی یہی کہ حضرت عثمان کہتے تھے کہ میں نے دس خصلتیں ذخیرہ کی ہیں۔ پہلی یہ کہ۔
 سابقین اسلام سے ہیں جو تھا تو میں ہوں۔ دوسری تعمیر نہیں کیا ہوں۔ تیسری کبھی مجھ کو نہ نہیں کیا ہوں۔
 چوتھی یہ کہ جنت کے کہ میں نے اپنا نام نہ نہایت اسلام کے لئے حضرت کے ہاتھ دیا تب سے کسی وہ ہاتھ
 اپنی شرمگاہ کو نہ لگایا۔ پانچویں جب سے کہ اسلام لایا تب سے کوئی ہفتہ ایسا نہیں کہ جس میں ایک غلام کو آزاد نہ
 کیا اگر جب میری ملک میں ہو بائیں افتاد کے بعد اکتاد رک کیا ہوں۔ چھٹویں یہ کہ کبھی اپنی عمر میں دنیا کا ترک
 نہوانہ جاہلیت میں نہ اسلام میں۔ ساتویں شراب کی قباحت سے کبھی نہیں پیا ہوں۔ اودھیں خصلتیں کہیں
 کتب حدیث و سیر اور توحید میں نظر نہ آئیں لکن شیعہ بڑی کا زیادہ کرنا۔ اودھیں عمرت کا ساز و سامان پیدا
 کر دیا۔ اور تیرہ و دہ کا طرہ بدکرنا ان چیزوں سے دس کامل ہوتے ہیں واللہ اعلم کہ اتنی دوفتنہ لاجباب
 اور عبدالرحمن بن ہدی جو فساد کا حدیث سے ہی کہنا ہی کہ عثمان ذوالنورین میں دو فضیلتیں ایسی ہیں کہ شیعہ
 معطل ہیں ان میں پہلی فضیلت یہ کہ متعدد قرآن صحیحوں میں لکھ کے آفاق میں منتشر کئے جس سے قرآن کریم کے احکام
 کا سنتہ باب ہوا۔ دوسری یہ کہ ظالموں کے فتنہ و فساد میں مبر کیا اور اپنی جان عزیز راہ حق میں قربان کی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنہ۔ **دوسرا اگل عثمان ذوالنورین کے تعداد مرویات**
کے بیان میں۔ ایک سو چالیس پرچھے حدیث لائے مروی ہیں۔ ان سے صحیحین میں متفق علیہ میں چوبیس
 ہیں۔ اور فرد بخاری آٹھ ہیں۔ اور فرد مسلم پانچ ہیں۔ باقی دوسرے معتبر کتابوں میں آئی ہیں۔ صحابہ کی ایک جات
 کثیر جیسے زید بن خالد جینی و ابن عباس و ابن عمر و ابن زبیر و سائب بن زید و ابو قتادہ انصاری و ابو ہریرہ اذکی
 و انس بن مالک و عبداللہ بن مسعود و زید بن ثابت و عقیل بن شعبہ و عبداللہ بن مغفل و سلم بن الاکوع و عمران
 بن حصین و ابو امامہ و طاق بن اشیم و عبداللہ بن الحارث و ابن زوفل و مروان بن الحکم و محمد بن لبید انصاری و عبد
 اللہ بن عدی بن النیر و سعد بن العاص و ابن عباس و ابن عمر و ابن عباس و ابن عمر و ابن عباس و ابن عمر و ابن عباس
 و عمران و سعید بن المسیب و خلف بن قیس و طارق بن شہاب و عامر بن عمر و نقیثی و ابو بجا و غیر ہم رضی اللہ
 عنہم حضرت عثمان سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے جو حدیثیں مروی ہیں ان کا مجموعہ یہ حدیث جو انہوں نے کہی کہ میں نے
 سنا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جسے چاہد میں ایک شب کی حراست کر لگا ہزار راتیں عبادت

میں قیام کرنے اور ہزاروں روزہ رکھنے سے افضل ہے اور انجملہ یہ حدیث ہے کہ کہی کہ میں نے حضرت سناہی فرماتے تھے کہ جسے عشاکِ نازِ جماعت کے ساتھ پر ہے ایسا ہی کہ آدمی رات نماز میں قیام کیا۔ اور جسے صبح کی نازِ جماعت کے ساتھ پاؤ ایسا ہی کہ تمام شب نماز میں گزارا انجملہ یہ حدیث ہے کہ حضرت نے فرمایا مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلَّى كَمَا أُمِرَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبٍ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔ اور انجملہ یہ حدیث ہے کہ حضرت نے فرمایا۔

خبر کم من تعلم القرآن وعلمہ۔ از انجملہ یہ حدیث ہے مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنْهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ تیسرا گل حضرت عثمان کے بعض مواعظ و آثار کے بیان
میں۔ از انجملہ یہ قول ہے تاجِرٌ مِّنْ جَوَارِحِ النَّبِيِّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ يَكُونُ نَجَّارًا لِّعِبَادِهِ
يَعْنِي قُرْآنَ مُجِيدِكِ تِلَاوَتِ بَرٍّ وَرَيْنِكَ كَامُونَ فِيْنَ مَا لَمْ يَخْرُجْ كَيْفَاكَ وَمَا آخِرَتْ كَسَ فَاذْكُرْتُمْ بِمَا لَصِيبُ بَوْنِ اسْقُول

پراس آیر کریمہ کامن دال ہی اے اللّٰہ دین سیکون ککاب اللّٰہ واقامو الصلوٰۃ و انفقوا حجا
 رزقناہم سیرا و عکلا یتریرجون بحارۃ کن تبرز۔ ازا انجمل یہ یہ قول ہی یکفیک من
 الحاسد ان یغم وقت سرورک یعنی تیرے حامد سے تجھے اس قدر بس ہی کہ تیری خوشی کے وقت
 وہ ٹنگیں نہوتا ہی۔ ازا انجمل یہ یہ قول ہی العبودیہ بحفاظۃ الحدود والوفاء بالعہود والرضو

بالورود والصبر عن المقصود یعنی عبودیت نگاہ رکھنا ہی حد و ناکا اور وفا کا ناعہد و ناکا اور راضی رہنا اور دہونے پر قضا کے اور صبر کرنا مقصود سے یعنی مقاصد برائے میں تاخیر ہو تو صبر کرنا۔ از انجملہ یہ قول ہی بادر و اجالکم بخیر ما تقدروا علیہ۔ یعنی جلدی کرو تم تمہاری موت کے لئے ان۔ نیکیوں کے ساتھ کہ جن پر تم قدرت رکھتے ہو۔ از انجملہ یہ قول ہی اِنَّمَا الدُّنْيَا طَوِيلَةٌ عَلَى الْغُرُوفِ لَا

یعنی غم دنیا کا دل کی تاریخ کی کاسبب ہی اور آخرت کا غم دل کی روشنی کا موجب۔ از انجملہ یہ قول ہی خیر
الناس من عصم واعتصم بكتاب الله۔ یعنی سب لوگوں سے بہتر وہ شخص ہے جس کی گناہوں سے

پاک رہے اور قرآن کریم کے احکام اور آداب و اخلاق کو دست آویز کرے۔ ازاںجملہ یہ قول نبی من علامہ العارف ان یكون مع الخوف والرجاء ولسانہ مع الحمد والثناء وعیناہ مع الحیاہ والبکاء و ارادۃ مع الترتک والرضاء۔ یعنی علامات سے عارف کے یہی کہ وہ ہووے ساتھ خوف ورجا کے اور ہووے اسکی زبان پر حمد و ثنا اور انکھوں میں اس کے حیا و بکا اور ارادہ اسکا ترک و رضا۔ ازاںجملہ یہ قول نبی ومن علامات المتقین ان یرى الناس قد بنحو او یرى نفسه قد هلك

ایسے متنی کے علامات یہ تھی کہ دیکھے لوگوں کو وہ بے نجات پاؤں دیکھے اپنے نفس کو کہ وہ پاک ہوا و من کا ان دنیا
بجائے قاتلین کے کہ جس نے جو شخص کو دنیا کا بیکار بنایا ہو پس فیہ کی راحت کی جگہ ہوگی۔ اور انجیل میں فرمایا
کہ کو ظہرت فلو یبکم ما سبحت من کلام اللہ یعنی اگر تم بارے دل گناہوں سے پاک ہو تو قرآن مجید کی
عادات سے سیر نہ گے۔ چوتھا گل حضرت عثمان کی اولیات کے بیان میں غرض کی
کثرت کے سبب جمعے کے دن دوسری اذان حضرت عثمان ہی پڑھائی۔ اور ہر دو خطبوں کے درمیان طبعاً انہیں سے شروع
ہوا۔ اور بعد گاہ میں ہنر کی بنا ہی انہیں سے جوی اور مسجد میں اول مصلا کیا تا وہ پھر رخ روشن کرنا ہی انہیں سے شروع
پایا۔ پہلا گل کہ حضرت عثمان اپنی خلافت میں قرآن مجید جمع کرنے اور
دو روزہ دراز ملکوں میں روانہ فرماتے کے بیان میں۔ حدیثہ بن ابیان سے روایت
آئی کہ میں نے عثمان و الزہریں کی خلافت میں حیا کے لئے ہوشام کی طرف گیا فتح اثنیہ و آذرباجان کی اقامہ میں بیٹھے
صحابہ کو دیکھا کہ قرأت قرآن میں مجھرتے میں بیٹھے اور وہ ادا و دعا کو کہتا دھانے اور بیٹھے اور سنی انشعری فرشتہ
تسبیح کو میٹھا مانتے ہیں اور ہفت لغت پر فرق پڑتے ہیں ایک نے کتبائی کہیری قرأت پڑھائی اور دوسرے نے قرآن
کہیری قرأت پڑھائی بہتر میں نے یہ حال دیکھ کر ہنایت نگاہ اور ہر سان پڑا اور ابو الزہریں عثمان بن عثمان کی خدمت میں گئے
انکا اختلاف بیان کیا اور کہا کہ یا ابو الزہریں آپ اس امت میں اختلاف پڑنے کے اگلے جلدی کیجئے قرآن مجید کو جمع کر لے
اور یہ اختلاف اٹھا دینے کے باب میں بھیج بہت معروف ہوا چاہئے اس امت میں ویسا اختلاف نہ پڑے جیسا
قرآن و انجیل میں ہر دو نصاریٰ کے درمیان پڑا۔ تب جناب خلافت یافتہ اکابر مہاجرین و انصار کو جمع کر کے مشورہ
کی اور فرمایا کہ میری خاطر میں یہ بات آنی کی کہ حضرت کے سال و کات تک جبرئیل علیہ السلام نے حضرت کو قرآن
مجید جس لغت پڑھنا یا ہی نصت پر جمع کرین۔ بسبب صحابہ نے اس کی بنیاد پڑھ لیا۔ تب ابو بکر صدیق کی وجہ سے
قرآن جمع کئے تھے وہ انہیں کے پاس تھا لیکن بعد عمر فاروق کے پاس لے گئے بعد اٹکے دختر ام المومنین ابی جعفر رضی اللہ
عنا کے پاس تھا حضرت عثمان نے اس کو اور دوسرے صحابہ بھی جو جمع کئے تھے وہ سب صحیفوں کو منگایا۔ اور صحابہ
سے یہ بات ثابت انصاری و عبداللہ بن ابی ریحہ و سعید بن العام و عبدالرحمن بن ابی بکر و ہشام کو لو کہ اس کام کے لئے ایک
مکان عظیم مقرر کر کے حکم کیا کہ سب لغات کو متروک کر کے لغت قریش پر لکھیں۔ سو سات عدد قرآن مجید لکھے گئے۔ پھر عثمان
خلافت مآب نے اُنہی ایک قرآن کریم کو معطل کی طرف روانہ کیا اور دوسرا مدینہ طیبہ میں رکھا تب اس کو چڑھا لیا
کہ پانچواں بین کہ چھٹا شام کو ساتواں بحرین کو روانہ کیا انہیں سات قرآن لکھے کہ میں نے قرأت اور کتابت میں
دوبی میٹر پھر سے لوگ اسی لغت پر تلاوت کرنے اور انہیں سے نقل لینے لگے اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں کے قول
ساری چٹان میں پھیل گئے۔ اور دوسرے قرآن جو مختلف لغات پر تھے ان سب کو جلا دیا یعنی لوگوں نے اس کام کو

۱۔ حضرت علیؓ نے انکو جواب دیا کہ عثمانؓ و النورین نہ جلا ہوئے تو میں جلا یا ہوتا مگر اب فتنہ کا ہو سجان اللہ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے یہ بڑا کام ظہور میں آیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ دوسرا گلدستہ عثمانؓ و النورین کے بعض اوصاف و اخلاق و فتوحات کے بیان میں۔ حضرت عثمانؓ مشاہیر قریش سے تھے جاہلیت اور اسلام میں عقیف و شریف عظیم و مکرم تھے۔ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف خصوصاً جو دنیا اور علم و حیا میں مشہور و معروف تھے۔ اور صاحب بحرین و مصلیٰ قبلتین اور نبی و بلا میں ترے صابر اور نعمتون میں شاکر تھے۔ اور رخاے الہی میں ال کثیر خرچ کر نیوالے اور سخت جہاد اور ریاضت بجالا دالے۔ اور رفی و ملائمت اور حلم و تقویٰ میں انکو بڑی شہرت تھی۔ اور اکثر دن میں صیام اور شب میں قیام کرتے تھے۔ اور حضرت کے ساتھ سب مشاہدین حاضر و غزوة بدر میں۔ اور حجج الرضوان کے وقت تو حضرت کے حکم سے یکون کے پاس پیغام لگئے تھے۔ حضرت نے انکو اس محل و اون شمار کیا۔ اور حضرت انکی تطہیم و تکریم کرتے اور انات و حیاتی صفت سے انکی تعریف فرماتے انکی ایام خلافت میں بہت سے بلا و امصار تصرف اسلام میں آئے چنانچہ ہمدان و اذربایجان و افریقیہ و اسکندریہ و قیران و اندلس و قبرس و کازرون و قلندہ سفید و سیرجان و مازندران و نیشابور و طوس و بادعس و ہرات و بلخ و مصلیہ و قسطنطنیہ و فرط و غیلان۔ کہتے ہیں کہ انکے زمانے میں فتوحات و غنائم کی کثرت سے خطے کی قیمت ہزار درم کو پہنچی تھی۔ صحابہ کی ایک جماعت کثیر سے مروی ہے کہ کہتے تھے کہ عثمانؓ و النورین کے ایام خلافت عدالت میں عمر فاروق کے ایام کے مانند تھے بلکہ رفی و ملائمت اور لوگوں کے ساتھ مومنانہ میں زیادہ تھے یہاں تک کہ فتنہ ظہور میں آیا اور غوغاے عام ہوا قرار پانا خلافت کا عثمانؓ و النورین پر مشورت سے اصحاب مشورہ کے۔ آگے ہی مذکور ہوا کہ جب امیر المومنین فاروق اعظم زخمی ہوئے۔ امر خلافت ہماجرین چھے صحابہ پر شریک رکھے اور مشورت کا حکم فرمائے وہ چھے اصحاب بن عثمانؓ و النورین و علی رضی و طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص و عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ کہتے ہیں کہ وصیت کے وقت طلحہ حاضر نہیں تھے پھر حضرت عمرؓ کے وفات کے بعد آئے اور مشورت میں داخل ہوئے۔ القصبہ حب اہل مدینہ جناب فاروق اعظم کی تدفین اور تعزیت سے فارغ ہوئے وہ چھے اصحاب کبار مشورت کے لئے جمع ہوئے۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ امی گروہ اصحاب تم آگاہ رہو کہ مجھے تمہارے ساتھ کچھ ساز وعت نہیں اور خلافت و حکومت کی طرف مجھے رغبت نہیں تم چیتے ہو تو مجھ کو اختیار دو تا تمہارے واسطے خلیفہ مقرر کروں سب کے سب راضی ہوئے پھر اصحاب مشورہ کی طرف توجہ لائے کہا کہ تم اپنا اختیار میں شخص کو دیجو۔ زبیر نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار علی رضی کو دیا طلحہ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عثمانؓ و النورین کو بخشا سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ میں نے اپنے کام کا متولی عبدالرحمن بن عوف کو تمہارا عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے اپنی گردن اور میرے برادر سعد کی گردن رقبہ خلافت سے

خالی کیا میں تم اصحاب کرام عبد الرحمن بن عوف کی موافقہ پر راضی ہو کے اپنے حکامات کی طرف سے مارے
عبد الرحمن نے ایک مقدمہ کے ذیلانی حضرت کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ اگر میں آپ سے بیعت کروں تو آپ کی مرضی
کسی خلافت پر ہی۔ جناب امیر نے فرمایا کہ عثمان بن عفان کی خلافت پر۔ یہی صریح عثمان کے پاس پیغام بھیجا کہ میں
آپ سے بیعت کروں تو آپ کسی خلافت پر رہی جو جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ علی رضی کی خلافت پر نہ میری
و ظم کو طوا کے پوچھا کہ خلافت خلافت تم کو نہ لی تو خلافت لئے تم کو سکو سزاوار جانتے ہو ذہیر نے حضرت علی کا نام لیا
اور ظم نے حضرت عثمان کا نام۔ عبد الرحمن نے کہا کہ اب یہ خلافت تختین بیٹے علی رضی و عثمان بن عفان بن عفان
ہی۔ روایت ہی کہ عبد الرحمن نے تین روز تک سب جماعین انصاف سے مگر ہر ہر سے صلحت و مشورت کی
طریقہ تہذیب کی کہ اب اگر خلافت تختین میں دایر ہی تم کو سکو سزاوار جانتے ہو اگر لوگ حضرت عثمان کی علم و حوالہ
جو دوسرا اور دوع و تقاد و حسن معاش اور عطا اور سہل گیری و سہل بخاری پر نظر کرتے انہیں کی خلافت کی طرف
مائل ہو۔ اور ایک جماعت حضرت علی کے وفور علم و گیاست اور فہم و فراست و غایت شجاعت و جلاوت و نہایت
زہد و قناعت و کرم و عروت و جواد و روی و فروت اور کمال عدالت و صلاحیت و نہایت و نہایت پر نظر کرتے آپ
کی ہی خلافت پر راضی ہوئی۔ سورہ بن عمر جو عبد الرحمن بن عوف کا خواہر زادہ ہی روایت کرتا ہی کہ اس
شب میں جسکے علی القلیع عثمان بن عفان کے لئے پرست و واقع ہوئی میرے ماور عبد الرحمن نے میرے گھر کیا اس وقت میں
نے خواب میں تھا سو بیدار کیا اور کہنے لگا کہ ہم تین تب سے میں خواب نہیں کیا ہوں اب تو جا کے نہیر اور حد کو
لائے میں نے جا کے ان ہرہ کو ڈال دیا۔ ان ہرہ سے مشورت کی طور پر کلام کے انہیں شخصیت دی۔ ایک روایت
ہی کہ ان دو نے کہا کہ منصف خلافت علی رضی کے نام پر قرار پاؤ تو نسب ہی کیونکہ انہوں علم و علم اور کرم و شجاعت اور ایمان
و دیانت اور خصانت و ایمانت سے منصف ہیں۔ اور علم قضا اور قلع و فصل و قلع اور حکمت و دفع و دفع
میں مہمات نام رکھتے ہیں اور انکو حضرت کی فراست کا شرف حاصل ہی۔ القصد راوی کہتا ہی کہ جب سعد و ذہیر
روانہ ہو گئے مارے کہا اب تو جا کے علی رضی و عثمان بن عفان کو بلا لے۔ میں پوچھا کہ پہلے کے یہاں جاؤں
تو فرمایا تو جسکے یہاں جاوے۔ پھر میں نے پوچھا کہ ہر ایک کو طم و لے آؤں یا باہم ہر دو کو۔ کہا کہ ہر دو کو باہم بلا لے
آ۔ جب میری خاطر جناب امیر کی طرف ذہادہ مایل تھی اول انہیں کی خدمت میں گیا اس وقت میں مشغول تھے جب
خارج ہوئے میں نے اپنے انکو پیغام پہنچایا۔ میرے سے استفسار کی کہ میرے سوا اور بھی کسی کو طلب کیا ہی میں نے کہا
ماں عثمان بن عفان کو بھی بلوایا پوچھا ہم ہر دو سے آگے کسکو بلوایا میں نے کہا کہ اسباب میں مجھ کو اختیار دیا پھر
کہا ہم ہر دو مگر چلیں یا جدا جدا میں کہا کہ مگر چلے آپ چلنے میں جلدی نہ کیجئے کہ میں انکو بھی بلا لے کے آتا ہوں۔ پھر
میں نے جلدی سے جناب ذوالنورین کے یہاں گیا جو سوال و جواب کہ جناب امیر کے ساتھ واقع ہوتے تھے لکے

کیا اسکا سبب ہی جواب دیا کہ اول یہ قصہ جناب امیر کی ہی حیات پر تھا مگر عثمان کی سبقت کا غم نہ تھا کہ کون حسین نے کتابت و سنت اور فقہین کی سیرت پر عمل کر کے باپ بنائے سوال کیا تو فرمایا کہ میری طاقت کے موافق عمل کرنا۔ اور جب عثمان سے بھی سوال کیا تو جابجا بول گیا۔ اُن وقائع کا بیان جو حضرت عثمان کی حیات میں ظاہر ہوئے۔ حضرت عثمان کی خلافت میں اہل جو حنفیہ و ابو عبد اللہ بن عمر کا بی گناہ اور عداوت میں لاکے اٹنے قصاص طلب کئے اسکا قصہ میری کتابت پر حضرت عمر کے زمانے میں ہرگز ان جو امیر اور خدا سنان کا حاکم تھا۔ اور کسری کی طرف سے اسکو تاج و تخت کی خدمت تھی اہل اسلام اس کے ساتھ حیات سے جنگ و جدال کئے کئے کئے اور کسری کے مدینہ کی طرف روانہ کئے۔ جب اسے حضرت عمر کے حضور میں حاضر ہوا آپ کی زبان میں رضی اللہ عنہما بیان سنی اسلام آیا اور مدینہ طیبہ میں وفات کی بنی ڈاکٹر کی نقل رعایت میں تمام ملے کے بیت الاہل سے جو حضور کا کچھ اسکو دیتے تھے اسی پر گذران کرتا تھا۔ اور ابوہریرہ و حبیبہ نصار کے ساتھ دوسری اور اختلاف رکھتا تھا جب ابوہریرہ نے حضرت عمر پر خیر ظاہر کیا اور اسکو ایک جاوت کو زخمی کر کے مسجد میں لے گیا تو ہم سے ایک شخص نے بھی اسکو قتل کیا اور بخیرود سرا اس کے ہاتھ سے ہمیں ملے کے عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کے توبل کی۔ انہوں نے وہ خیر عبداللہ بن عمر کے ہاتھ دیکھے کہا کہ میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ ابوہریرہ خیر لیا ہوا ہرگز ان کے گھر گیا ہرگز ان اور حبیبہ نصار اور ابوہریرہ تینوں مل کے خطبہ باتین کرتے تھے بخیرود دیکھنے ہی متفرق ہو گئے۔ یہ سب سے ہی عبداللہ بن عمر کو گمان غالب ہوا کہ دے سب اپنے والد ماجد کے قتل میں شریک تھے۔ اور عبدالرحمن کو یہ گمان نہیں تھا کہ عبداللہ بن عمر صحابہ کے جانشینوں کے قتل میں جلدی کرے گئے عرض عبداللہ نے وہی خیر لیکے ہرگز ان کے گھر گئے اسکو قتل کیا اور حبیبہ نصاری جو ذوق تھا اسکو بھی مار ڈالا اور یہ غم و کشتا تھا کہ ہم کے قیدیوں کو کچھ دے سب کو مار ڈالا جب مجاہدین و نصار کے ارادے سے واقف ہوئے بلا توقف اُن کے پاس جا کے خیر خواہی کی مدد کو نہ زبرد تو بیچ میں نہ پاں کھولی اور قہر دیکر عبداللہ نے کہا کہ جب امیر المؤمنین کا قتل اور اس کے خیر سے ہوا اور جو لوگ اس کے ساتھ اسکی مشورت میں شریک رہیں ہرگز ان کو قتل کر دینا جب عبداللہ نے شہید سے یہ بات کہی عبداللہ ابی وقاص نے اس کے جواب میں آیا ہرگز ان جو ذوق سختی سے کلام ہوا بیان تک کہ حضور انجیل نے ہرگز ان کو جہاد کیا۔ جب عثمان ذوالنورین مسند خلافت پر بیٹھے مہینے کا ہر مجاہدین و نصار کو حج کے لئے لیا کہ عبداللہ بن عمر کے باپ میں تم کہا کہتے ہو ایک جاوت کہی کہ اس نے دین محمدی میں ایک قتل و حادث کیا اور اس میں موجود ہرگز ان کا مدد و کھول ایک ہرگز ان کی اور اس شخص کو جوڑے میں خدا و رسول کے تھا اور ایک ترک جو مدد کو نہیں پہنچی تھی بلکہ جرم اور بے دلیل قتل گمان سے قتل کیا سب اسکو بھی اس کے قصاص میں مار ڈالا چاہئے۔ اور ایک جاوت کہ خیر عبداللہ بن عمر کی طرف تھی حبیبہ نصار اور ہرگز ان کو جی سے یاد کر کے کہنے لگے کہ تم جیتے ہو کہ عبداللہ کو ان کے کے پیچھے دنیا سے جتنی کی طرف روانہ کریں۔ پھر فکر میں طرفین سے آواز دین بلند ہوئیں۔ جب عمر بن عباس نے دیکھا کہ

انہی آتش شعلہ مار رہی تھی جلد اسکے بچاؤ میں کوشش کر کے جناب ذوالنورین نے کہنے لگا کہ میرا رب کی خلافت کے آگے واقع ہوا سب
 یہی ہے کہ اس سے زیادہ اس میں غصہ نہیں بلکہ اس سے اعراض اور اغراض کرنا دین۔ اور مجھے صحابہ نے کہا کہ لوگ کہیں گے کہ کل خلیفہ
 رسول کو قتل کئے اور آج انکے فرزند کو مار دے بہتر یہی ہے کہ ان سے خاص سے گذر جاویں۔ تب عثمان ذوالنورین نے اس کو
 مستحق جان کے ان مقتولوں کا خون بہا خاص اپنے مال سے دیکے عبداللہ بن عمر کو مطلق العنان کر دیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کو
 کوفے کی امارت سے معزول کر کے انکی جاسے پر پھر سعد بن ابی وقاص کو روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ مجھے غر فاروق نے وصیت
 کی تھی کہ میرے بعد جسے خلیفہ ہو دیکھا اس کو چاہئے کہ پھر سعد کو کوفے کی امارت پر نصب کرے اور اسکی دل جوئی سے پیش
 آوے کیونکہ میں نے جو اس کو معزول کیا وہ کچھ خیانت کا سبب نہیں تھا۔ اور اسکی مدینہ طیبہ میں اور اسکے اطراف و نواحی
 میں رعاف کی بیماری پیدا ہوئی شہر شخص کی ناک سے خون جاری ہوا۔ اور کوئی اس بیماری سے نہیں چھوٹا۔ وہ مرض مسلسل
 تین مہینے تک جاری رہا سو اسلئے اس سال کو سن رعاف کہتے ہیں۔ اور حضرت عمر کی شہادت سے جب چھ مہینے گزرے
 ہمدان والوں نے جو مسلمانوں سے عہد و پیمان کیا تھا عہد شکنی کر کے باغی ہوئے۔ بونہ قتالی شانہ اس شہر کی فتح پھر مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ
 پر واقع ہوئی۔ اور شہر والے بھی ہمدان والوں کا شیوہ اختیار کیا۔ سو ابو موسیٰ اشعری اور برابن عازب اور قمر بن کعب کی
 سعی و اہتمام سے پھر مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اور جناب ذوالنورین نے عبدالرحمن بن عوف کو امیر حجاز کر کے روانہ کیا تاج کے مناسک قائم کر دے
 اور ایک روایت ہے کہ آپ ہی مکہ معظمہ کی طرف تشریف لگے اور مناسک حج ادا کر کے بہت سے فقراء مساکین کو کھانا کھلوا دیا
 اور خیرات کی۔ ہجرت سے چکیسویں سال کے وقایع اور اسکندر ریہ کی فتح اس سال میں اسکندریہ
 والوں نے اہل اسلام سے اول عہد کیا تھا تو ردیا۔ تب حضرت عثمان کے حکم سے عمرو بن عاص ایک لشکر تیار کر کے ساتھ ان
 اشرار پر جا پہنچے اور جنگ و جہاد میں تیری داد دی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے انہیں کے ہاتھ پر دمان کی فتح میسر ہوئی۔ اور اسی
 سال عبداللہ بن مسعود کو جو بیت المال کی حکومت پر مقرر تھے سعد بن ابی وقاص کے ساتھ ناخوشی ہوئی اسلئے جناب ذوالنورین نے
 کوفے کی حکومت معزول کر کے اپنے برادر ماموری ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو انکے جاسے پر نصب کیا حضرت عمر کے زمانے سے ہوت
 تک جزیرے کا عامل تھا سو حضرت عثمان کے حکم پر کوفے کی طرف متوجہ ہوا کہ فیون کو اسکی حکومت نامالیم اور ناگوار ہوئی کیونکہ سعد
 ابی وقاص مرد و نادا عاقل و فہم اور شجاع و کرم تھے اور زہد و صلاح موصوف اور خیر و فلاح سے معروف تھے۔ اور ولید کا فتن و فحور
 کو فیون سے پوشیدہ نہیں تھا۔ لاکن اسے جب کوفے کی امارت پر تنگ ہوا اپنے فتن و فحور سے باز آ کے اخلاق حمیدہ و اخلاق شہید
 اختیار کئے پانچ سال جو کوفے کی حکومت کی ایسے مکان میں رہتا تھا کہ جگہ و وارہ نہیں تھا تا حاجت مند لوگ جب چاہیں آیا کریں
 کوئی مانع و مزاحم نہ ہے اور ادنیٰ داعی کے ساتھ کمال شفقت اور ملامت سے پیش آتا تھا لوگ اس سے خوش تھے یہاں تک کہ اس سے
 ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی کہ لوگ کے دل میں اس سے کراہت پیدا ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ اسکایاں آگے اویگا۔ فتح آذربائیجان
 کی بجائے کہ دمان کے لوگوں سے عہد شکنی واقع ہوئی اور صلح ارمینہ والوں کے ساتھ

اور روانہ کرنا سلمان بن ربیعہ باہلی کو معاویہ کی مدد پر اور فتح پاناروم کے بعض شہزادوں
 لائے جن کو جب حضرت عثمان نے ولید بن عقبہ کو کوفہ کی حکومت دی۔ اور عبید بن جریحہ کو اوزبایجان کی حکومت مقرر
 کیا۔ اس ملک کے لوگوں نے پیشگی کیے بنادت کی راہ لی۔ تین لاکھ کو حکم لکھا کہ ان سے جنگ کریں۔ اسے خود چارے عرصے میں ایک
 ہزار لاکھ سامان جنگی ہتھیار کے کوفہ سے کوچ کیا۔ اٹھارہ راہ میں جس قوم کو بائیکاہ دیا وہ طاقت قدم برابر رکھا ہوا
 غارت کرنا ایسا ہی کئے تھے اور بلاد سحر پر وہ بایا اور غایم ہاتھ آئے۔ جب اوزبایجان پر جا پہنچے اس ملک کے
 لوگوں نے لشکر اسلام کو دیکھ کر گھبراہٹ میں مقابلے کی طاقت نہیں تھی غیاث کے حذیفہ بن الیمان کے ساتھ عبید بن جریحہ
 کیا تھا و بایا آٹھ لاکھ درہم دیکے صلح کی۔ پھر وکیلہ اطراف و نواحی میں فوجیں روانہ کیں سلمان بن ربیعہ باہلی کے ساتھ
 باہر ہزار ہا مرد و دیکے ارمینہ کی طرف بھیجا۔ انہوں نے کئے شہر فتح کئے غایم اور سببا جو حساب اور امانہ سے زیادہ
 تھے ہاتھ آئے پھر کمال خوشی سے مراجعت کر کے لشکر ولید کے ساتھ جا کے ملے ہوئے۔ اور ولید نے مظفر منصور بن سلام
 و غایم مراجعت کر کے موصل کی راہ لی جیسا اس فوج کے قریب پہنچا امیر المؤمنین عثمان کی طرف سے ایک نامہ اس کو
 پہنچا کہ معاویہ بن ابی سفیان کا مکتوب میرے نام سے آیا ہے کہ اہل مدینہ و مکہ و شام میں ایک ہزار لاکھ جمع کر کے اہل اسلام سے
 جنگ کر کے شیعہ بنیں میں جن مسلمانوں کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیجئے۔ اس واسطے میری ماہے استباہ پائی گئی کہ کوفہ کے
 لشکر سے انکی مدد روانہ کریں۔ اس لئے لکھا جاتا ہے کہ لشکر عراق کے سرداروں میں جو شخص کہ شجاعت و مصاہبت میں مشہور ہو
 اسکے ساتھ آٹھ ہزار یا تین ہزار یا دس ہزار فوج و دیکے معاویہ کی مدد پر کوفہ کی طرف روانہ کیا جائے و اسلام۔ جب یہ نامہ
 ولید کو پہنچا پھر قریب سببا ایمان اکابر کو جمع کر کے اس نے ان کے حاضرین سامان اور دیون جنگ پر ترغیب تحریر فرمائی۔ اور
 سلمان بن ربیعہ کے ساتھ ہزار مرد و دیکے روانہ کیا جب یہ لشکر معاویہ کے لشکر کے ساتھ جا کر انہوں نے لشکر شام سے ہارنا
 ریح زن ہزار لکے فوج مدینہ کی طرف توجہ دانی بیت بلاد و صحارہ تخیروں نے حصول مقصد کے بعد پھر شام کی طرف مراجعت کی
 اور بعضے فوج بن مسعود بنی کہ حضرت عثمان کے حکم سے معاویہ اپنے لشکر سے حبیب بن سلمہ فہری کے ساتھ جہاد ہزار سپاہ
 اور دو ہزار پیادوں کو دیکے ارمینہ کی طرف بھیجا۔ جیسے اٹھارہ راہ میں جب شہر شمس ط پر پہنچا یہ خبر پائی کہ مدینہ کے سرداروں
 ایک شخص کہ حبیب نام قربان تھا اسی ہزار لاکھ لکے اور ہر تے کے قصد رکھتا ہے حبیب نے یہ خبر سننے ہی معاویہ کو لکھا اور معاویہ نے
 امیر المؤمنین عثمان کی خدمت میں ایک عریضہ روانہ کیا تب حضرت عثمان ولید بن عقبہ کو حکم لکھا کہ کوفہ کے لشکر سے اور ہر ایک
 طرف و نواحی کی فوجیں دس ہزار دلا دلا کو انتخاب کرے اور سلمان بن ربیعہ باہلی کو ان پر امیر مقرر کرے حبیب بن سلمہ کی مدد
 بھیج دے۔ جب یہ فرمان ولید کو پہنچا حکم کے موافق ویسے ہی دس ہزار مردان جنگی کو جن لکے سلمان کو ان پر امیر مقرر کر کے
 کی طرف روانہ کیا جب یہ خبر لشکر شام میں پہنچی شامیوں نے انہیں میں یہ کہنے لگا کہ سلمان کی فوج چارے ہے یعنی ہر ایک
 ہزار ہزار لشکر قتال خانہ کرے اور فتح و ظفر میرے ہوش و دے کہنے لگا کہ ہمارے طاقت و فہم و نصرت نصیب ہی تب ہمارا

شوکت نہا دیکھا بہتر ہی ہی کو دے یہاں انیکے اگے ہی لشکر دوم پرچم شجون گرین انشاء اللہ تعالیٰ جہود مقصود اس میں تدبیر
 میں نظر آئیگا۔ پس اسی تدبیر کے موافق ایک شب ناگاہ دشمن کے لشکر پر جاگرے بہت سے کفار مار پڑے اور باقی ہزیمت کھانے
 اسلام کے جھندے کمال شان و شوکت سے کھڑے۔ رومیوں کا مال و متاع جو غنیمت میں آیا دوسرے روز چاہتے تھے کہ نفیس کرین
 ایسے میں میکیک کوئے کا لشکر بھی اپنی کوفیوں نے چاہا کہ اس غنیمت کے حصہ میں آپ کو بھی شریک کرین اور کہنے لگا کہ ہماری
 ہی ہول و دہشت سے رومیوں کو قوت نہ رہا اور تم کو بھی تہور زیادہ ہو اس موقع و نصرت حاصل ہوئی اب غنیمت میں ہم کو بھی شریک
 کیجئے۔ حبیب نے جواب دیا کہ مقتضائے کرم یہ لائیس لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى کے اس میں تم کو کچھ حصہ نہیں ہر دو لشکر میں دو
 بدل زیادہ ہوا آخر جنگ کی نوبت پہنچی ایک دوسرے پر توڑ دیا پھر ہر دو طرف بہت سے لوگ تلف ہوئے جب کوئے کا لشکر عدد
 میں زیادہ اور قوی تھا غلبہ پایا یہی پہلی عداوت تھی جو شامیوں اور کوفیوں میں حادث ہوئی۔ اسکے بعد حبیب بن مسلمہ عاجز
 ہو کے صلح کرنے پر آیا اور ایک قاضی کی زبانی سلمان کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جَاؤْ اِنَّا الْمُؤْمِنُونَ لِأَخَوَاتِهِمْ ہم آپس میں
 بھائی بن ایک دوسرے کی رعایت کیا چاہتے ہیں ہم دین دشمنوں کے ملک میں ہیں دنیا دنی کی حطام فانی کے لئے آپ کو بلا
 اور زبون کرنا کب سزاوار ہی اب مصلحت اسی میں ہی کہ ہم اپنا معاملہ امیر المؤمنین عثمانؓ ذوالنورین کی طرف رجوع کرین دربار
 خلافت سے جیسا حکم صادر ہوتا ہے اس پر عمل پیرا ہوں۔ سلمان قبول کیا ہر دو لشکر تروار سے ہاتھ رکھا جب یہ واقعہ
 حضرت عثمانؓ کی خدمت میں ظاہر ہوا۔ حبیب بن مسلمہ کو لکھا کہ جب کوئے کا لشکر تمہاری امداد کے ارادے سے نکلا اور جنگل بیابان
 قطع کیا اور سفر کا رخ و قعب کھینچا عروت ہی تھا خاکرتی ہی کہ مال غنیمت میں انکو بھی شریک کرین۔ یہہ مکتوب پہنچتے ہی حبیب
 بن مسلمہ نے کوئے کے لشکر والوں کو مال غنیمت سے حصہ دیا اور آپ سے لشکر اسی نواح میں اقامت کی۔ اور سلمان بن ربیعہ
 جناب خلافت مآب کا حکم آیا کہ جو لشکر کوئے سے لے آیا تھا اسکو ہمراہ لیکے ارمینہ کی طرف کوچ کرے اور اس ملک کی تیغ و
 کمر باندھے جنگ آفریقہ کا ابتدا اس سال میں حضرت عثمانؓ کا حکم حاکم مصر عرب بن العاص کے نام سے شرف صدر
 پایا کہ عبداللہ بن مسعود کے ہمراہ ایک لشکر دیکے آفریقہ کی اطراف و نواح میں روانہ کرین عرب بن العاص نے حکم کے مطابق ایک
 لشکر روانہ کیا لاکن دشمنوں کی کثرت سے لشکر اسلام ان سے زیادہ تعرض نہ کر سکا آخر مع الخیر لوٹ آیا ہجرت سے
 چھبیسویں سال کے وقایع اس سال میں حضرت عثمانؓ عمرے کی نیت سے مکہ معظمہ کا قصد کیا شب کے وقت مسجد
 میں داخل ہوئے طواف اور سعی بجا لائی۔ اور طلوع صبح صادق کے آگے حلال ہوئے عمرے سے فارغ ہوئے۔ اور مسجد حرام کو
 کشادہ کر دیا حکم کیا اور مسجد کے ہمسائے میں چند مکان واقع تھے انکو خرید کر چاہا تو بعض لوگ اپنی خوشی سے فرو
 گئے اور ایک جماعت بیچنے پر راضی نہ ہوئی۔ جناب ذوالنورینؓ ان پر غصہ ہوئے حکم کیا کہ مکانات ان سے چھین لیں گرا دین اور
 انکو قید کرین۔ اور فرمایا کہ عمر فاروق کے زمانے میں جب ایسا ہی سجدہ کو کشادہ کر دیا کام پر تابت کیسا راضی ہوئے فرو
 گئے اب کس نے نہیں سمجھتے ہیں۔ آخر عبداللہ بن خالد کی سفارش سے انکو قید سے رہائی بخشی۔ اور اسی سال عثمانؓ بن ابی العاص

حکم کیا کہ شاعر الجزد کو فتح کر کے لے جاوے جب انھوں نے وہاں جا پہنچے وہاں کے لوگوں نے بنی ہزار بنی ہر عثمان بن عفان کو دیکھ کر
 صلیح کی۔ اور قلعہ بصرہ جو اس دیار میں قلعہ صالح سے موسوم تھا اس کو بڑے سفید سی کھتے تھے اور بن قلعوں میں بہت ہی بلند تھا
 عثمان بن ابی العاص نے ہرم جہان عسی کو اس قلعے پر روانہ کیا۔ جب ہرم کی فتح اس قلعے کے پاس جانتی وہ قلعہ و انور
 اطراف حصار سے جنگ شروع کیا پھر لشکر اسلام کے وہ مددگار متاثر ہو کر ایسی سخت لڑائی کی کہ اللہ تعالیٰ کی تائید سے وہ
 قلعہ باختر آیا۔ اور اسی سال حضرت عثمان نے عمرو بن العاص کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو
 اکی جاوے پرنصب کیا پرنفوج کی امارت پر سترہ سانی عمرو بن العاص پر ہی کھال مٹی۔ لیکن جب وہ شہر ایک پیام میں اور وہ
 ایک مقام میں جمع ہو نہیں سکے۔ بن عمرو بن العاص عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے درمیان مخالفت اور مذاہمت لگتی
 سوا لکھرو میں خل رافع ہوئے لکھا ہر دو نے ایک دوسرے کا گھر حضرت عثمان کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ آخر جناب فوالنورین
 عمرو بن العاص کو اکی حکومت سے معزول کر کے عبداللہ بن سعد کو تمام مصر اور اسکندریہ پر مطلق العنان کر دیا۔ تب عمرو بن
 نے مصر سے اٹکے مدینہ طیبہ میں طرح اقامت والی حضرت عثمان کے ساتھ جو تقاضا کیا تھا روز بروز زیادہ ہوئے لکھا جناب
 فوالنورین کی خواہر امی جو عمرو بن العاص کے نکاح میں تھی انھوں نے اسی سبب اسکو طلاق دیا انشاء اللہ تعالیٰ باقی احوال
 آئندہ آئیگا۔ اور اسی سال آفریقہ کی فتح ہوئی اسی تحصیل میری کہ سال گذشتہ میں عمرو بن العاص نے جناب خلاف آپ کا
 حکم پر عبداللہ بن سعد کے ساتھ ایک لشکر دیکے آفریقہ پر بھیجا تھا اسکے بعد عبداللہ بن سعد بن عبد بن عبداللہ بن الحارث کو ایک
 لکڑی پر امارت دیکے حکم کیا کہ عبداللہ بن سعد کے ساتھ فتحی ہو دیں۔ تب یہ تینوں سرحد جب آفریقہ کی سرحد
 میں جا پہنچے دشمنوں کے لشکر کی کثرت اور ان کے حکام کی شوکت پر نظر کر کے متاثر ہو کر مناسب نہ جان کے واپس آئے تھے۔
 جب اسی سال میں عبداللہ بن سعد منہ حکومت پر تھیں ہوا حضرت عثمان کے حضور میں ایک طریقہ بھیج کے آفریقہ پر لشکر لے
 کر گئے باب میں پر وائی چاہی اور دشمنوں کی کثرت ظاہر کر کے مد و طلب کی۔ حضرت عثمان نے ان کا جواب جہاں انھار کو حج
 اسباب میں مشورت کی لکڑی چاہے استا پر اتفاق کیا کہ عبداللہ بن سعد کو آفریقہ کے جنگ پر اجازت دیکھئے اور یہاں مدد
 روانہ کیجئے۔ تب جناب خلاف آپ نے ایک بڑا لشکر جمع کر کے عبداللہ کی مدد پر عمر کی طرف روانہ فرمایا۔ اس لشکر
 اشراف صحابہ جیسے عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمرو وغیرہ داخل تھے جب یہ لشکر مصر پہنچا عبداللہ نے اپنی فتح کے ساتھ ہر
 لشکر بغیر لیا ہوا آفریقہ کی طرف کوچ کیا۔ اور عقبہ بن نفیع جو ابلی اسلام کی ایک لکڑی کے ساتھ اسی فوج میں اقامت
 کی تھی وہ بھی اپنی فوج سمیت عبداللہ کے لشکر سے ملتی ہوا۔ جب یہ فوجیں ہر طرف سے ایک جو مغرب کی سرحد میں رافع
 بنی ثائن تو وہاں لشکر روم کی ایک لکڑی جو بھی تھی اسکو قارت کر کے آفریقہ تک پہنچیں اور اطراف و فواہی میں فوجیں لے
 کیں۔ اور ان دونوں ملک میں فیہ روم کی طرف سے ہر جہاز نام ایک لکڑی تھا طرابلس سے حدود طبریک اسکی حکومت
 تھی ہائے اس ملک کا خراج بادشاہ روم کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ جب لشکر اسلام کی آمد ان سے ہوئی تھی پتا لشکر جمع کرنے

میں مشغول ہوا۔ عورتوں سے عہد میں ایک لاکھ بیس ہزار روز فراہم آگئے۔ پس جرجینے وہ لشکر ہمدان کے لشکر اسلام سے مقابلہ کر کے لے نکلا۔ شہر شہید ہوا۔ ایک روز کی مسافت پر ایک جاگہ روز فریقے میں اتفاق ہوا اور دو لشکر نزول کئے۔ عبداللہ بن سعد جرجین کے پاس ایک قاصد کو روانہ کیا تا اسکو اسلام کی طرف دعوت کرے اگر اسلام لاؤ تو ہمدان اور اولا جزیرہ دیا کرے اگر جزیرہ بھی قبول نہ کرے جنگ پر تیار ہو جائے۔ قاصد نے اس کے پاس جا کے دعوت کی وہ بد بخت نہ اسلام لایا نہ جزیرہ قبول کیا آخر جنگ و قتال ہی قرار پایا۔ عہد چالیس دن تک ہر روز مقابلہ ہوا اور دو لشکر جب سست ہوتے اپنے لشکر گاہ میں آگے آرام پاتے عرصہ دراز تک لشکر اسلام کی خبر جناب خلافت ماب میں نہیں پہنچی اسلئے عبداللہ بن زبیر کے ہمراہ ایک جماعت کثیر دیکھے اس لشکر کی مدد پر روانہ کی۔ عبداللہ بن زبیر برتری جلدی سے قطع منازل کرنے لگے تھوڑے عرصے میں عبداللہ بن سعد کی لشکر گاہ تک جا پہنچے اتفاقاً اس وقت لشکر اسلام جنگ کے لئے تیار تھا۔ جب مسلمانوں کی نظر عبداللہ بن زبیر کی فوج پر پڑی نہایت مسرور ہوئے اور جرجین تک دل ہوا عبداللہ بن زبیر نے لشکر میں دیکھا تو عبداللہ بن سعد کہیں نظر نہ آئے دریافت کی تو لوگوں نے کہا کہ جرجین اپنے لشکر میں منادی کر دانی ہی کہ جسے عبداللہ بن سعد کا سرکات کے اسکے پاس لاوے تو زور سرخ کے لاکھ دینار اسکو انعام دوں گا اور اپنی دختر کو اسکے ساتھ نکاح بھی کر دوں گا اسلئے اسنے خفی رہتا ہی۔ تب عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن سعد سے جا ملے اور دلدارہ کی اور کہا کہ تم بھی اسکا تدارک کیا چاہئے یعنی برسر میدان منادی کر دئے کہ جسے جرجین کا سرکات کے میرے پاس لائیگا اسکو مال غنیمت سے لاکھ دینار بخشوں گا اور اسکی دختر کو بھی ہندی کر کے اسکو دوں گا۔ اور اسکے ملک کی حکومت اسکے تحویل کر دوں گا۔ عبداللہ بن سعد اور سب خواہشی یہ بات بہت ہی پسند کی ویسا ہی مذاکرہ دانی جب وہ آواز جرجین کے کان میں تپتی بہت ہی گھبراہٹ برپا ہوئی خوف و خطر اس پر غالب ہوا اسلئے قتال کے وقت لشکر کے پیچھے بہت دور رہتا تا اپنے لشکر کو شکست ہو جاوے تو آپ فرار کرے۔ پھر عبداللہ نے حکم حدیث انکسب خذ عتقہ کے ایک تدبیر سوچی۔ اور عبداللہ بن سعد سے کہا کہ تم اپنے ملک سے دور پڑے ہو اور سمرقانی تصدیق کھینچ رہے ہو۔ اور مخالفین اپنے ملک میں فارغ الیال اور عذر الحال بیٹھے ہیں ہر روز انکو تازی مدد پہنچتی ہی اسلئے دلیر ہوتے ہیں اور ہم اپنے بھائی مسلمانوں سے دور پڑے ہیں ہکو اسلئے مدد دیر سے پہنچتی ہی میں نے مصلحت اس تدبیر میں دیکھتا ہوں کہ تم ہمارے لشکر کے جوانمردوں کی ایک جماعت کو حکم کریں کہ ہاتھیار ہٹو کہ جنگ کے واسطے اپنے خیموں میں ہی تیار رہیں۔ اور ہم دوسرے تازیوں کے ساتھ کافروں کے جنگ میں قیام کریں۔ جب فریقین تھک جا کے جدال سے ہاتھ رکھیں اور اپنی اپنی جگہ آگے ہتھیار اتار کے آرام پاویں۔ ایسے میں ہماری ایک جماعت جو خیموں میں تیار ہی جلد سوار ہو کے میکیک لشکر کفار پر جا کرے۔ شاید کہ یہ تدبیر موافق تقدیر کے ہو فضل ربانی و تائید آسمانی سے فتح و ظفر حاصل ہو۔ عبداللہ بن سعد نے جب یہ تدبیر سنی سب اکابر صحابہ کو جمع کر کے اسباب میں مشورت کی کہ یہ تدبیر کو پسند کیا اور عبداللہ بن زبیر کے ملو فوج

تہے۔ پس اپنے لشکر کے اکثر بیچ اور جو ان کو حکم کیا کہ با اختیار ہو کے اپنے خیموں میں جنگ پر آمادہ رہیں۔ اور اپنے گھوڑے و کھوپڑیاں زمین کے خیموں کے دروازوں پر کھڑا کریں۔ اور آپ باقی لشکر کے ساتھ جنگ میں متخول ہو گئے تھے۔

کہ اس روز عبداللہ بن سعد قلب لشکر میں تھے۔ اور عیینہ پر عبداللہ بن عمر اور عیینہ بن زبیر اور مقدادہ الحبشہ پر عبداللہ بن عباس تھے۔ صبح سے نہ والی فتاب جنگ بڑی سخت جنگ ہو جب لشکر اسلام کے موذن نے اذان کی اور جنگ سے پہرہ بایک اتفاقہ بجا ہر دو لشکر اپنے اپنے مقام کی طرف مراجعت کی کفار اپنی اختیار میں کھول کے ٹھکے ماندے اپنے بچاؤن پر تہے ہوئے تھے کہ ایسے میں لشکر اسلام کے شجیون جو اپنے خیموں میں تیار تھے گھوڑوں پر سوار ہو کے یکایک کافروں پر جا کرے کفار کو اپنی اختیار باندہنی کی فرہست نہ رہی سو بے اختیار بھاگنے لگے۔ اہل اسلام پیچھا کر کے جو ملتا اس کو قتل کرتے تھے جرجر جو ان کا سردار تھا عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ سے مارا ہوا عبداللہ بن سعد نے شہر شظرف کے دروازے پر اتر کر اس شہر کو محاصرہ کیا تھا جب شہر مفتوح ہوا اتنا مال و زرہ ہاتھ آیا کہ بلاد روم کی فتوحات سے کہیں اس قدر مالی منافع نہیں ملا تھا اور غنائم کی کثرت اس حد سے کہیں بھی کہ ایک سوار کو تین ہزار اور پیادے کو ایک ہزار دینار زرہ سرخ حصے میں آئیں۔ اور فریقہ کے لوگ عاجز ہو کر مصالحت پر آئے ہانچ لاکھ و دو ہزار دینار دیکھے صلح کی۔ عبداللہ بن سعد نے وعدے کے مطابق جرجر کی دختر کو عبداللہ بن زبیر کے قبول کیا اور عیینہ کا خمس و ثلثی لاکھ سے فتح نامہ امیر المومنین عثمان ذوالنورین کی خدمت میں روانہ کیا۔ اہل مدینہ بہت خوش ہوئے اور لشکر الہی بجا لایا۔ عبداللہ بن سعد نے ایک سال میں مینے تک فریقہ میں اقامت کی تھی پہر جناب خلافت مابک حکم سے اول فریقہ کی حکومت عبداللہ بن نفیع کو دیکے آپ امر کی طرف معاویہ کی ہجرت سے ستائیسویں سال کے وقایع لائے ہیں کہ جب فریقہ کا ملک مسلمانوں کی تصرف میں آیا امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے عبداللہ بن نفیع بن عبدالقیس کو حکم لکھا کہ مغرب کی طرف لشکر کشی کرے انہوں نے حکم کے موافق جب جنگ کا تہیہ کیا تو س ہزار سوار جمع آئے سو اس لشکر کو دیکے مدیا کی راہ سے کوچ کیا جب شہر پر پہنچا وہاں کے لوگوں کے اتفاق سے اندر پر جا کے جنگ آغاز کیا کئی دن تک قتال جاری تھا بہت سے کفار مارے تہے آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت بخشی جب اندلس کا ملک اہل اسلام کی تخیز میں آیا مسلمانوں کی شوکت زیادہ ہوئی بہت سا مال و منافع اور سبایا ہاتھ لگے ملک مغرب میں جا بجا اسلام کے عینہ سے برہا ہوئے عیینہ کا خمس و ثلثی فتح نامہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ کیا اہل مدینہ بہت خوش ہوئے لشکر الہی بجا لایا امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے اندلس کی حکومت عبداللہ بن نفیع بن الحصین کو عنایت کی ہجرت سے اٹھائیسویں سال کے وقایع اس سال میں ایک قول سے تیرہویں سال میں معاویہ کے ہاتھ پر قبرس کی فتح ہوئی کہتے ہیں کہ معاویہ نے حضرت عثمان کی خدمت میں لکھا کہ مدیا سے روم کے سوا اہل پرہیز سے قبر پرے اور شہر واقع ہیں ۳

اور اس ملک میں داخل ہونا دریا کی راہ سے ممکن ہی اجازت ہو تو ہم دریا کی راہ سے کوچ کرتے ہیں۔
جناب فاروق اعظم کے زمانے میں بھی معاویہ نے اس بات کی رخصت طلب کی تھی مگر جب دریا کے سفر میں
جان کا خطر ہی حضرت عمرؓ نے اجازت نہ دی۔ عثمان ذوالنورینؓ نے بہت ہی غور و تامل کے بعد معاویہ کو لکھا کہ
اس سفر میں لجاٹھ لے لوگوں کو حکم کیجئے اور قریب نہ والا چاہئے بلکہ انکو اختیار دیجئے کہ جس نے اپنی خوشی و رغبت سے
راضی ہوا اسکو اختیار کرے۔ غرض جب معاویہ نے ماذون ہوا ایک لشکر گران ہمارے لیے کمال ثروت و شوکت
سے روم کی طرف متوجہ ہوا۔ ابوذر غفاریؓ و عبادہ بن الصامتؓ اور انکی زوجہ ام حرام بنت ملحان انصاریہ
اور دوسرے صحابہ کبار ہمراہ تھے ام حرام نے اپنے بچے سے گر کے شہادت پائی حضرت نے اس بی بی کو اس لشکر
سے خبر دی تھی جب وہ خواہش مند ہوئی آپ نے اسکے حق میں دعا کی کہ اسکو اس لشکر میں داخل کرے مویلیا
ہوا پس وہ قبرس میں مدفون ہوئی غرض اس لشکر کے غازی جب اللہ تعالیٰ کا نام لیکے دریا میں روان ہوئے
وسط دریا میں کئی کشتیوں میں اقسام کے درے اور تحفے اور ظروف اور مال نفیس بھرے ہوئے جزیرہ
قبرس کے حاکم کی طرف سے ہر قل کے پاس قسطنطنیہ کی طرف لجاتے تھے معاویہ نے حکم کیا کہ انکو پکڑ لیں القصد
مسلمانوں کو رومیوں کے ساتھ بحر و بر میں پچاس جنگ واقع ہوئے بہت اُسے سبایا ماتھے آئے
ہر سال مبلغ کثیر دینے پر راضی ہوئے رومیوں نے صلح کی۔ معاویہ نے ایک جماعت کو اس ملک
میں چاروں طرف روانہ کیا تا مسجدین بنا کرین۔ جب سالم و غانم اس ملک سے مراجعت کی سبایا اور
غنیمت کا حساب دیکھے تو غلام اور کنیزک آٹھ ہزار سے زیادہ تھے انہیں اکثر بڑا حسن و جمال کھتے
تھے اُن سے سات سو کنواریاں تھیں۔ جزیرہ قبرس مفتوح ہوئے کے بعد جزیرہ ذو دوس کی
فتح ہوئی اس جزیرے کے سبایا اور غنائم اگلے جزیرے کے غنائم اور سبایا کے ساتھ مساوات کا دم
مارتے تھے خمس غنیمت جدا کر کے سب غازیوں پر تقسیم کی بعد خمس مع فتح نامہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ
کیا جناب خلافت ماب اور مدینہ طیبہ کے سب اصحاب ہنایت خوش ہوئے اور شکر الہی بجالایا۔ اور اس
سال میں حضرت عثمانؓ نے مکہ معظمہ کی طرف جا کے حج کے مناسک ادا کر کے پھر مدینہ کی طرف مراجعت
کی ہجرت سے اسی سال کے وقایع اس سال میں بھرے کے
لوگ ابو موسیٰ اشعریؓ کی شکایت جب دار الخلافہ میں لے آئے حضرت عثمانؓ نے عبد اللہ بن عامر کو
جو انکے خالہ کا فرزند تھا اور اسکی عمر پچیس سال کی تھی ابو موسیٰ اشعریؓ کی جا سے پر روانہ فرمایا۔ اور
بعضوں کے قول سے یہ عزل و منصب چوبیسویں سال میں واقع ہوا اللہ اعلم اور اسی سال حضرت عثمانؓ کا حکم ہوا
کہ ابو موسیٰ اشعریؓ کے اور عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ کے ہر دو لشکر جو عمان اور بحرین میں رہتے تھے عبد اللہ بن عامر

کے حکوم میں۔ اور اسی سال مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ فارس میں نے مسلمانوں سے جو عہد ویمان کیا تھا اسکو توڑ
 عبداللہ بن عمر جو مالِ فارس سے خرچ کر کے آسکو قتل کیا اور اسلام کی فوجیں جو فارس کے فوج میں تھیں
 فرار کی ہیں۔ اور فارس کا لشکر اصطر کے پاس اقامت کیا تھی۔ یہ خبر سننے ہی جناب ذوالنورین نے عبداللہ بن عمر
 کو حکم لکھا کہ بصرے اور عمان کے لشکر کو ہر ایک کے جلد فارس کا قصد کرے۔ تب عبداللہ نے حکم کے موافق ہر دو لشکر ایک
 سٹلا جب اصطر کے پاس آ پہنچا ہر دو فریق بیٹے کا اتفاق ہوا جب جنگ شروع ہوا صبح سے دوپہر تک ہر دو طرف سے
 تر مار جلی اندری خون ریزی ہوئی آخر اللہ تعالیٰ نے فضل سے مسلمانوں کو غلبہ دیا اور لشکر فارس کو ہزیمت ہوئی
 اکثر کفار مارے گئے اور جو باقی رہے عقیدہ برے اصطر کا قلمہ مفتوح ہوا پھر عبداللہ بن عامر نے دمان سے کمال
 شوکت و کمالت کے ساتھ دار بجو کی طرف کوچ کیا کیونکہ دمان کے لوگ بھی شہد شکنی کر کے بغاوت اختیار کی تھی
 سو اسانی کے ساتھ اس ملک کی فتح بھی حاصل ہوئی پھر دمان سے تہر جوہر کی طرف کر شہر بڑا کاغیر مذہب آبادی تو
 لائی۔ ایسے میں یہ خبر پہنچی کہ اصطر و انوں نے پھر شہد شکنی کر کے تہر و اختیار کیا تھی جو تہر کے سرحد میں پہنچ گیا تھا
 مراجعت کر کے صاحب اللہ تعالیٰ کی تائید سے ملک جوہر کی فتح حاصل ہوئی جلد اصطر کی طرف لوٹ آئے اس شہر کا
 محاصرہ کیا۔ اور تحقیقین کئے کہ اگر جنگ کی بنا تو اسی تہا ہی جدال و قتال ہو دیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ پھر فتح و نصرت نصیب
 کی۔ فارس کے تہرے تہرے سرحد جو شہر تہریت اور بغاوت پر کربانہ ہی تھی تیغ سیاست سے تہرے تہرے اور فارس کے
 اکثر حصہ رودار طوقاؤ کرنا مسلمانوں کے تصرف میں آئے اور کفار بیت خوار و ذلیل ہوئے۔ پس ان فتوحات کا
 بشارت مع خمس غنیمت مدینہ کی طرف روانہ کی۔ سب اہل مدینہ کو تہری خوشی کا سبب ہوا لشکر آئی بکھلا لائے
 پھر جناب خلافت اب نے عبداللہ بن عامر کو حکم لکھا کہ حرم بن حیان و خریب بن راشد و ترجمان بن عجمی کو ہوا
 فارس میں عامل ٹھہرا دیں۔ اور اسی سال حضرت عثمان نے مسجد نبوی کو کشادہ کر کے بنوائی رنگ منقوش سے
 اسکی بنائی اور تہر کے کھام لگائے اور اسکا سقف اور اسکا طول ایک ساٹھ گز اور عرض ایک سو پچاس گز
 رکھا۔ اور اسی سال کتبہ اللہ کے حج کے لئے مدینہ سے روانہ ہوا اکابر ہاجرین و انصار کی ایک جماعت بھی بڑھ
 ہوئی۔ جب منا میں نزول کیا حکم فرمایا کہ ایک سرپرہ و نصب کریں اور حجاج کو اس میں جمع کر کے عیادت
 کریں اور فقر و مساکین کو صدقات و خیرات سے سرفراز کیا۔ لاکھ اس کام کو لوگوں نے پسند نہ کیا کیونکہ یہ طریقہ
 ایام جاہلیت کا تھا۔ اور زمانِ نبوت سے کوئی اس پر اقدام نہ کیا تھا۔ اور صحابہ اسباب میں حضرت سے صحبت
 چاہتی تھی کہ آپ کے لئے کیا ہم خیر نصب کریں تو آپ نے اجازت نہ دی تھی۔ اور اسی سال فیلہ حبشیہ سے ایک ورت
 حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر کر کے کہے کہ اس عورت نے اپنے عقد نکاح اور خلوت صحیحہ کے بعد جب تجھے جینے لگا
 ایک فرزند جنی بنی۔ حضرت عثمان نے اسکو رحم کرنا حکم فرمایا۔ جب یہ با حضرت علی کی خدمت میں پہنچی دار الخلافہ میں

اے فرمایا کہ اسباب میں تاخیر کرتے تو بہتر تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے **وَفَصَالُہُ تَلْثَا** شہر اسویہ آیت مسوق ہی مدت حمل اور مدت فصال کے بیان میں اور حمل و فصال کے اقل مدت موافق آیت کریمہ **وَالْوَالِدَاتُ یَرْضَعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ** کے دو سال میں پس حمل کے اقل مدت چھ مہینے ہوئے اور اس عورت پر زنا یقین کی راہ سے ثابت نہیں ہوتا ہی جب حضرت عثمان نے یہ تقریر سنی جلد ایک شخص کو دوڑایا کہ اس عورت کے رحم میں جلدی نکر بن لاکن وہ شخص جا کے پہنچنے کے آگے کام ہاتھ سے جاتا رہا اسکو رحم کر چکے تھے۔ جناب خلافت مآب نے اسپر تاسف کیا ہجرت سے تیسویں سال کے وقایع اس سال میں عثمان ذوالنورین نے ولید بن عتبہ کو کوفے کی حکومت سے مغزول کر کے سعید بن العاص کو اسکی جگہ پر نصب کیا۔ اسکی معزولی کا سبب یہ تھا کہ لوگوں میں اس بات کی شہرت ہوئی کہ اسنے شراب پی ہی تب کوفے سے دو شخص حضرت عثمان کے حضور میں حاضر ہوئے یہہ احوال ظاہر کیا۔ جناب خلافت مآب نے ولید کو حکم لکھا کہ بہت جلدی سے حاضر ہووے۔ جب ولید نے مدینہ پہنچا اور آپ نے دریافت کی تو یہ بات مظلون تھہری اس لئے حد جاری کرنے میں توقف کیا تا درجہ یقین کو پہنچے۔ پر لوگوں نے اس وقت کو سہل انگاری پر حمل کر کے حضرت عثمان کے طعن میں زبان کھولی۔ آخر جناب ذوالنورین ان ہر دو شخص کو بلوا کے استفسار کیا کہ ولید کی شراب خواری کیا تم نے اپنے آنکھوں سے دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یا امیر المومنین ہم نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی لاکن اسنے بے شعور پڑا تھا اور انگور کا پانی اسکی داتر ہی کے بالوں سے چسکتا تھا۔ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بھی حاضر تھے حضرت عثمان نے جناب امیر کی طرف اشارہ کیا کہ اجرا حد فرمائے امیر المومنین حضرت امام حسن بھی اس مجلس میں حاضر تھے جناب امیر نے انکی طرف اشارہ کیا شاہزاد نے اپنے پدر بزرگوار سے عرض کی **وَلِیْ جَارِہَا مَن تَوَلٰی قَارِہَا ت** جناب ولایت مآب نے ولید بن جعفر کو فرمایا کہ ولید کو چالیس کورے مارے اور بعض مورخون نے لکھا ہی کہ ولید نے ایک شب شراب پی بھی مستی کی حالت میں جب صبح کی نماز کے لئے داخل مسجد ہوا اور امامت پر قیام کیا فرض چہار رکعت پڑھا یہ بات کوفے والوں پر نہایت شاق گذری۔ سو ایک جماعت حضرت عثمان کی خدمت میں آگے اسکی شکایت کی امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے یہہ سنتے ہی بہت ہی ملول اور برہم ہو کر ولید کو کوفے سے بلوایا جب شرعاً یہہ گناہ اسپر ثابت ہوا حد جاری کر کے اسکو مغزول کر دیا اور سعد بن العاص کو کوفے کی حکومت ارزانی فرمائی۔ اور اسی سال میں سعد بن العاص نے ایک بڑا لشکر ہمراہ لیکے طبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ اس لشکر میں امام حسن و امام حسین و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر عاص و حذیفہ بن الیمان اور دوسرے اکابر صحابہ حاضر تھے جب جرجان پر پہنچے وہاں کے لوگ دو لاکھ دینار دیکے صلح کی۔ اور صحابہ مذکورین کی

حسن مہر اور من اقرار سے دوسرے بلا وجہی مفتوح ہوئے۔ اور اسی سال کربہ والی بن یکترون الذہب
والفضہ کا بیعت ہوا فی سبیل اللہ فکثرتم بعد اب النعم کے منے میں ابوذر غفاری اور سواد کے
درمیان مخالفت آئی۔ اس اجمال کی تفصیل انشاء اللہ غالی مغرب طاعن عثمان کے جواب میں آئیگی۔ اور اسی سال
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگٹری مبارک کم چائیکا حادثہ عظیم واقع ہوا۔ اسکا قصہ یہی ہے کہ حضرت کے بعد
آپ کی مبارک انگٹری جناب عابدہ صدیق کے پاس تھی جب صدیق کبر علیہ ہوئے حکم کربہ این اللہ یا مہم ان
لود واکما کانت الی اہلہا کے بی بی نے اس انگٹری کو اپنے چہرہ پر گزار کے تسلیم کیا تاہم در بک کے لئے
مکاتیب پر اسی سے مہر کیا کریں۔ ابو بکر صدیق کے بعد وہ خاتم عمر خاق کو پہنچے مہربون بھی ہر دونوں اسی سے خیر
کیا کرتے تھے۔ جب حضرت عمر نے اور خلافت کو اصحاب شوری میں مشترک رکھا وہ نگین معظم ام المومنین جناب حفصہ کے
سپردی۔ تا جو شخص کہ منہ خلافت پر بیٹھا اسکو پہنچا دے جب عثمان ذوالنورین علیہ ہوئے بی بی حفصہ نے وہ خاتم اگے
تجوہل کی سونا گاہ حضرت عثمان کے ہاتھ کوئی پیغمبر کے ہاتھ سے وہ انگٹری ایک کنو۔ میں کہ جسکو پر اسی سے پہنچا
اور وہ مدینہ سے دوہل کے فاصلہ پر چھوڑ تری۔ ہر چہ اسکا سب بانی کہنچ دیا اور بہت جستجو کی پر اسکا طرح نہ تھا
حضرت عثمان کو بڑا ناسف ہوا بہت ہی غزون و ملول ہوئے اسیر وقت سے ان پر قنف کے وہ وارے مفتوح ہوئے
حادثہ رود نے۔ جب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتم اس عالم سے غیب ہوئی اور اسکے مٹنے سے مایوسی
ناٹھ آئی جناب ذوالنورین دوسری انگٹری اسی مقدار و شکل اور نقش پر بنوائی۔ لاکن وہ مشابہت خودی اور
ظاہری کچھ فائدہ نہ دی۔ اور اسی سال دینے میں آج کے دن جب لوگوں کی کثرت حد سے گزری اور اذان کی آواز سبکو
نہیں پہنچ سکتی تھی جناب خلافت ہناہ نے حکم کیا کہ موزن مقام نہ ورا پر کہ بہت اونچا اور بلند تھی چہیکہ اذان کہتے
آج تک وہ طریقہ نسخہ بانی بنی ہجرت سے اکیسویں سال کے وقایع اس سال میں عبد اللہ
بن عامر نے ملک خراسان کی طرف کیا اسکا قصہ یہی ہے کہ جب ابو عامر نے ملک فارس کو فتح کیا جیب بن مسلم نے ایک
پاس جا کے کہنے لگا کہ انی امیر خراسان کے لوگوں نے امیر المومنین خادق اعظم کی عہد شکنی کر کے فدر کا شیرو اختیار
کیا ہے۔ اگر تم اس طرف کوچ کریں امید ہے کہ تائید آئی سے نہیں اسان فتح و فترت ناٹھ دیگی۔ تب عبد اللہ بن عامر
نے حضرت عثمان سے اسباب بن ابانزت چاہی۔ جب خراسان کے سفر پر مامور ہوا ایک بڑا لشکر مہیا کر کے
کرمان کی راہ سے مازم خراسان ہوا۔ جب کرمان تک جا پہنچا وہاں کے لوگ بھی عہد شکنی کی تھی اسواسطے
مجلس بن مسود کے ساتھ ہزار سوار جڑو کو دیکے وہیں چھوڑا اور اس فوج کی حکومت اسیکو دیکے حکم کیا
کہ کرمان کا محاصرہ کیجئے فتح ہوئی تک نہ چھوڑئے۔ اور بیج بن زیاد حدادی کو ملک جحان کی طرف روانہ کیا
کیونکہ وہاں کے لوگ بھی عہد شکن ہوئے تھے اور آپ خراسان کی طرف متوجہ ہوا راستے میں دو قلعے ناٹھ

اسے پھر فرستان کی طرف قصد کر کے وہاں کے لوگ سے جنگ کیا وہ صلح پر راضی ہوئے اور اپنے جبال و حصار سے نشان دیا اور سچے لاکھ دینار دیکے صلح کی۔ پھر عبداللہ بن عامر کئی فوجیں خراسان کی اطراف و نواحی میں روانہ کیں بعضے بلاد صلح سے اور بعضے جنگ سے مسلمانوں کی تسخیر میں آئے۔ اور مرزبان طوسی جلدی کر کے عبداللہ بن عامر کے پاس آیا اور سب طوسیوں کی وکالت سے چھ لاکھ درہم دیکے صلح کی۔ پھر عبداللہ نے نیشاپور کی طرف جا کے اس شہر کے متعلقات کو دو دھینے تک محاصرہ کیا۔ اور مرزبان طوسی نے اس شہر میں داخل ہونے کی راہیں بتائیں۔ نیشاپور کے اطراف تین فرسنگ تک زمین کے نیچے بنائے گئے تھے اور شہر میں داخل ہونیکا راستہ بھی زمین کے نیچے سے تھا۔ عبداللہ نے اس شہر والوں پر پانی بند کر دیا تب سب کے سب ہنایت تنگ آئے اور ناچار امان چاہی لاکھ درہم دیکے صلح کی۔ ایک قول یہی کہ عبداللہ نے اس صلح پر راضی ہوا بلکہ جنگ و جدال کر کے شہر نیشاپور فتح کیا اور اس شہر کے تیسے تیسے سرداروں کو تیغ سیاست سے قتل کیا۔ آخر الامر مرزبان طوسی کی سفارش سے انکے انتقام سے درگزر کر کے لطف و شفقت سے پیش آیا۔ جب نیشاپور کی آب و ہوا ہنایت معتدل اور لطیف تھی وہیں اقامت کی اور ایک بڑا لشکر تیار کر کے سرخس کی طرف روانہ کیا۔ سرخس والوں نے جب جنگ میں عاجز ہوئے ناچار صلح کی۔ پھر عبداللہ بن عامر ایک لشکر جزائر ہرہ لیکے آپ ہی ہرات کی طرف متوجہ ہوا اس شہر والوں نے اول تو میدان جدال میں قدم رکھا جب مقابلہ کا مجال پایا آخر لاکھ درہم دیکے صلح کی اور ہرات کے پرگنے بہت سے بطور صلح اہل اسلام کے تصرف میں آئے۔ جب نیشاپور نے عبداللہ بن عامر کو بلاد مذکورہ پر غلبہ دیا اسکی شجاعت و ہمت کی تہنیت ہوئی اکثر حاکموں کو تہنیت گھبراہٹ ہوئی ابن آذر جومر و کامر مرزبان تھا سبقت کر کے ایک قاصد کو عبداللہ بن عامر کی خدمت میں بھیجے امان چاہی اور دو لاکھ درہم دیکے صلح کی اور یہہ اقرار کیا کہ ہر سال تین لاکھ درہم بیت المال میں داخل کرینگے روانہ کیا کرینگا۔ پھر عبداللہ بن عامر نے اخف بن قیس کے ساتھ ایک لشکر عظیم دیکے طبرستان کی طرف بھیجا سوائے وہاں پر جا جو رجاء طالقان و فاریاب فتح کئے۔ پھر بلخ کی طرف متوجہ ہوا اس شہر کے لوگ چار لاکھ درہم دیکے صلح کی اور یہہ اقرار کیا کہ ہر سال لاکھ درہم اور ایک مقدار معین غلہ مسلمانوں کو بیچنا یا کرین۔ پھر بلخ سے خوارزم کی طرف متوجہ ہوئے اسکو محاصرہ کیا اسکی فتح میسر نہیں ہوئی اسلئے بالفعل مراجعت میں مصلحت جان کے عبداللہ بن عامر ہاسس لوٹ آیا۔ کہتے ہیں کہ جب فارس اور کرمان اور سجستان اور خراسان کی فتح عبداللہ بن عامر کے ماتھے پر واقع ہوئی۔ لوگ اسکی آفرین و تحسین میں زبان کھولی اور دعا کرنے اور تہنیت بجا لانے لگے اور یہی کہتے تھے کہ اس عرصہ قلیل میں اتنے فتوحات کثیرہ کسکو میسر ہوئیں۔ غرض عبداللہ بن عامر نے قنبر بن ہشیم کو نیشاپور اور خاند بن عبداللہ کو ہرات اور ولایت غور و غرستان پر اپنے نائب شہر کے آج بجا کر دیا۔ باندہ کے حکم و نواہی پر

عمر سے فارغ ہو کے مدینہ طیبہ کی طرف آیا اور امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ اور اسی سال یزید جو
اولاد دار سے اخیر فرزند اور سلاطین عجم سے اخیر بادشاہ تھا مارا گیا۔ اسکی ایام سلطنت میں سال تھے اس سے
چار سال رفاہیت اور عیش و عشرت کے ساتھ حکومت کی اور سولہ برس مسلمانوں کے جنگ میں گرفتار اور بے
آرام و قرار تھا۔ آخر ولایت حرمین ایک آسیابان کے گھر میں مارا گیا۔ اولاد دار کی آتش سلطنت جو دوسویں
سال اور ایک قول سے چار سو سال کی مدت سے لگتی ہوئی تھی اور وزیر دژ اسکے منتطی بلند ہو رہے تھے اور
لوگ آتش بری چھوڑنے کے حق پرستی اختیار نہ کی تھی۔ آخر صحابہ کرام و مجاہدین اسلام کی آب و تیغ آبادی سے انکی آتش
کفر منتطی ہو گئی۔ اور انکی دولت و اتہات کی نشانی بے نام و نشان ہوئی الحمد للہ علی ذلک۔ یزید کی ہلاکت کا
قصہ مود خون نے ایسا لکھا ہے کہ اس نے جب جنگ ہنادند سے فراہ کر کے خواہان کیا اور وہیں طرح اقامت والی
عجم والوں سے چار ہزار شخص جو نہایت کھائی تھی اسکے پاس ان کے جمع چارے یزید نے شرب و باب اور اقسام
کے کمر اور اور لب اور نسق و خور و خازنے عیش و عشرت اور بیجا خرچہ سے بڑا دیا اسکا اسراف اس درجہ
کو پہنچا کہ اسکے ملک کا محصول اسکے خرچ کے لئے کفایت نہیں کرنا تھا مابوہ جو حکام کفار سے اور یزید کے تابعوں
تھا اور خراسان کی حکومت اسکے سپرد تھی۔ یزید نے کئی سال کے حساب میں اسکو تنگ کیا حالانکہ یزید جو کچھ لگے
ہی مابوہ نے اس سے بڑل ہو کے خاقان کے ساتھ ساخت کیا تھا اور مابوہ اسکا داماد بھی تھا۔ خاقان کو ایسا
لگتا تھا کہ اگر تو ایک لشکر اس طرف روانہ کرے یزید کے شر کو لوگوں سے دفع کرنا ہوں۔ یہہ غلط فہمی اس نے سات
ہزار سوار کا ایک لشکر روانہ کیا جب یہہ خبر یزید کو پہنچی مابوہ سے استفسار کیا کہ یہہ لشکر آنے کا کیا منصب ہے اسے
کہنے لگا کہ غالباً خاقان مناہو گا کہ عرب تیرے ساتھ جنگ و قتال کا قصد رکھتے ہیں اسلئے یہہ لشکر تیری مدد کے لئے
بھیجا ہو گا۔ یزید نے اس کلمہ فریباً یزید فرمود ہو کے ہر عیش و طرب میں زیادتی کی ایک شب مابوہ کے اشارے
خاقان کا لشکر یک یک تیار ہو کے اور یزید کے دارالامار سے کے دروازوں کو بند کر کے ایسا گھیر لیا کہ کسی دروازے
سے بھی اسکو نکلن ممکن نہیں تھا جب یزید نے حقیقت حال سے واقف ہوا اپنے بعضے خدام کو حکم کیا کہ یہہ صورت انکو
جہاز سے اتار دیں تب اسکے خادموں نے گند لگا کے اسکو جہازی کے پیچھے زمین پر اتارنا سو خفیہ مشہر سے نکل
دو فرسنگ کے فاصلے پر ایک قعرے میں ایک آسیابان جو رہتا تھا اسکے گھر میں جا کے بھاہ لی۔ تر دار کا گھر بند کر کے
قیمت ایک اقلیم کا خرچ تھا اپنی کمر باندہ اور عیش و عشرت قیمتی لباس پہنا ہوا تھا سو اس آسیابان اسکی طبع کی
جب یزید جو سوار آسیابان نے اسکو قتل کر کے وہ گرنے اور پوشاک نکالی لیا اور اسکی نعش پانی میں ڈال دی
اور شہر حرمین خاقان کا لشکر یزید کی جوی کو جو حاصر کیا جب صبح ہوئی حرو کے سپاہی اور رعیت جمع ہو کے ام
رجوم کیا خاقان کا لشکر متوہم ہو کے آسیابان کی راہ سے بخارا کی طرف روانہ ہوا۔ پھر لوگ یزید کی جستجو میں نکلے

اسکی لشکر کو بانی مین اور اسکا پوشاک آسپا بان کے پاس پایا اس آسپا بان کو پیکر کے بہت بُری طور سے قتل کیا
 ماہویہ نے چاہا کہ تخت خراسان پر آرام و راحت سے گزارے۔ لاکھ منتقم جبار جل عظمت نے اس کے غدر اور بی وفائی
 کو اپنے منہم کے ساتھ کی بھی پسند نہ کی سوا سنے خراسان کی مملکت سے کچھ فائدہ اٹھانہ سکا۔ اخفش بن قیس لشکر
 کو اپنے ہمراہ لیکر مرو پر پہنچا ماہویہ نے مقابلے کی طاقت نہ پا کے فرار کیا اور خاقان کے پاس گیا تو وہ بھی اسکی عزت
 نہ کی۔ وہاں سے بھی نکلا سو تھوڑے عرصے میں مسافرت میں ہلاک ہوا۔ اور اسی سال یا ہجرت سے بائیسویں
 یا چوبیسویں سال میں علی اختلاف الاقوال روم کی فوج میں غزوہ صواری واقع ہوا اسکا قصہ یہ ہے کہ جب مسلمانوں
 آفریقہ کی فتح مانعہ دی اور بہت سے کفار تہ تیغ ہوئے۔ اور ایک جماعت کثیر سیر ہوئی قسطنطین جو برقل کامیاب تھا
 ایک لشکر جمع کر کے تہ تیغ شوکت کے ساتھ اپنے ملک سے نکلا تھے شوکتی مین اپنے لوگوں کو سوار کر کے دریائی راہ
 اہل اسلام کے جنگ کے واسطے متوجہ ہوا اور اسکو یہ داعیہ تھا کہ مصر اور اسکندریہ اور فلسطین اور آفریقہ جو اسکے مانعہ
 جاتے رہے تھے مسلمانوں کے تصرف سے نکال کیو۔ جب یہ خبر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو پہنچی مصر اور اسکندریہ
 ایک لشکر انہو جمع کر کے اپنے ہمراہ لیا ہوا نکلا چالیس شہزادوں میں سوار ہو کے روان ہوئے دریا میں ایک مقام پر کہ حکم
 ذات الصور کہتے ہیں جا پہنچے وہاں ہر دو فریق نے عبداللہ نے دیکھا کہ مخالفین کی کثرت و شوکت بڑی ہی۔ ایسے میں ایک
 ہوا سے تند بھی چلنے لگی اور وہ ہوا لشکر اسلام کی طرف زیادہ تھی ناچار کشتیوں کو لنگر دیا جب شام ہوئی سب مجاہدین
 اسلام تلاوت قرآن و تسبیح و استغفار اور ذکر و دعا آغاز کی تمام شب کمال فزع و زاری سے نازا اور نیاز میں مشغول رہے
 جب صبح ہوئی اور آفتاب بلند ہوا۔ غازیوں نے بمقتضائے کرمیہ فلسطین کو لائے انکے مومنین کے اللہ تعالیٰ پر
 توکل کر کے کافروں پر حملہ کیا ہر دو فریق کی کشتیاں یہاں تک نزدیک ہو گئیں کہ تیر اور تیر سے بات گذر کر دراز سے
 جنگ ہونے لگا ایک دوسرے کے حبیب و گریبان تک مانعہ پہنچے لگا ایسا جنگ عظیم ہوا کہ طرفین کے مقتولوں کا ہوا
 دریا کے کنارے تک پہنچا اور دریا کی موجیں الگی نفسیں کنارے ڈالنے لگیں بہت سے کفار آب و ریاسے آتش و دوزخ میں داخل
 ہوئے۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت غلعت شہادت پہن کے دریاسے رحمت ایزدی و گلزار جنت ابدی کی طرف
 خرامان ہوئی۔ آخر الامر دولت کفار کی کشتی در طرکبت و شکست میں غوطے کھانے لگی۔ اور نواب رحمت الہی سے فتح و
 نصرت کی ہوا موحدان اسلام و محمدیان ذوی الاحرام کے سینے پر چلنے لگی۔ اور رومیوں بہت سے لوگ مارے
 اور بعض قید میں آئے قسطنطین یعنی ہزیمت پا کے روم کی طرف منہہ کالا کیا اور وہ داخل روم ہوئے کے بعد اسکے
 اور جماعت انصار کے درمیان ایک خلاف واقع ہوا سوا اسی جماعت نے اسکو مار ڈالی۔ غرض اہل اسلام اس غزوہ
 میں غنیمت اور سبایا مانعہ لاکے اپنی منازل کی طرف مراجعت کی۔ کہتے ہیں کہ اس غزوہ میں عبداللہ بن سعد
 ساتھ محمد بن ابی حنیفہ اور محمد بن ابی بکر و انکے اتباع سختی سے کلام کرنا اتفاق پرا آخر ہوتے ہوئے عثمان ذوالنورین

طعن نگ نہایت پختہ چنانچہ محمد بن ابی حذیفہ کہنے لگے کہ ابن عثمان کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور شیعوں کی برکت کے بخلاف عمل کرنا ہی دیکھئے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی معین ایسا شخص ہی کہ حضرت کو اس بیان تک نہ نہ کہ وہ دست پہنچی تھی کہ آپ نے اسکا خون مباح کیا تھا۔ اور قرآن اسکے گھر پر نازل پایا سو عثمان نے ایسے شخص کو مالک اسلام کا والی مقرر کیا۔ اور بنی امیہ کو جاکجا بلاوا سلام میں حکومتیں دیں۔ ہر چند ان سے ظلم و ستم واقع ہوا پر انکو معزول نہیں کرنا ہی اور مال غنیمت سے بیان نگ ان پر غلام کیا کہ وہ انکے مرتبہ سے زیادہ ہی اور جس قوم کو حضرت نے مردود و مطرود فرمایا تھا اس قوم والوں کو اپنے کاروبار میں مطلق العنان کر دیا اسکا خراسان کی طرف عاید ہوگا۔ جب یزید باقر بن عبداللہ بن محمد کی بیچیں بہت غصے پر اور ان پر تہدید کی اور انکو اپنی کشتی سے نکال دیا۔ ہجرت سے بیسویں سال کے وقایع ایس سال میں قارن جو عجم کے سردار تھا جب دیکھا کہ صحیحان اسلام کی ایک جماعت کثیر عبداللہ بن عامر کے ہمراہ رکاب حج بیت اللہ کے واسطے روانہ ہوئی۔ ملک خراسان کا میدان خالی ہی سواس تاہم خراج کو حکومت خراسان کی ہوس پیدا ہوئی ہجرت او یا ویش اور فہستان وغیرہ بلاو سے لوگوں کو جمع کیا اور چالیس ہزار نفر کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کرکے نیشاپور کی طرف متوجہ ہوا سوقت حمید اللہ بن عامر کی طرف سے نیشاپور کا حاکم قیس بن ماسم سہلی تھا جب اسکو یہ خبر پہنچی عبداللہ بن حازم سے جو خراسان کے سرداروں سے تمام شہرت کی کہ اسباب میں مصلحت کی تھی ابن حازم نے کہا کہ دشمن کی کثرت و شوکت پر نظر کرتے ہو تو معافی کی طاقت نہیں ہے۔ میں مناسب یہی جانتا ہوں کہ تم عبداللہ بن عامر کے پاس جلد جاؤ ورنہ لشکر دشمن کی کثرت ظاہر کر کے اس سے مدد طلب کرے۔ اور مدد کا لشکر اپنے ہمراہ لیکے بیان جلاؤ ورنہ اور مجھے اپنا نائب شہر کے بیان چھوڑ دیکھتے تم آئے نگ میں بیان کی نگہبانی کرتا ہوں۔ قیس کو یہ تدبیر پسند آئی اسواہر عمل کر کے بعمرے کی طرف متوجہ ہوا جب عبداللہ بن عامر کے پاس جانے سب احوال ظاہر کیا ابن عامر نے حکومت خراسانی کی سند عبداللہ بن حازم کے نام سے روانہ کی سب رعایا اسکے مطیع و متقاد ہوئے پھر اسنے چہار ہزار مرد و جوان کا لشکر تیار کر کے حکم کیا کہ بیت سی جہلی جمع کر کے او تھوں پر لاؤں پس ابن حازم نے وہ لشکر ہمراہ لیکے بخلافا۔ ان کا لشکر جو آتا تھا اسکی طرف تہران جب لشکر قارن کے نزدیک پہنچا اپنے لشکر کے سپاہ کو حکم کیا کہ اپنے عزیزوں کو کپڑے کے ٹکڑے لپیٹ کر اسکو جہلی لگا دیں پھر شام کے قریب اپنا لشکر لیکے کوچ کیا جب رات آئی تھے سوئزہ مارون کو مقدمہ الجیش شہر کے حکم کیا کہ نیزے جہلی لگائے جو مسلمانوں اور قارن کے لشکر پر جا کر ابن ابی بقیہ کو لیکے آپ چھے راجب مقدمہ الجیش کے سوار جا پہنچے قارن کے لشکر کو غافل پایا سو بلا تاخیر تیغ چلانے لگے اور انکے پیچھے ابن حازم بھی باقی لشکر کے ساتھ اپنی قارن کے لشکر کی جب خواب غفلت سے بیدار ہوئے پھر جو گئے تھے قارن کی فرصت تھی نہ جنگ کر سکی طاقت غرض لشکر اسلام ان کا فروغ

جو طرف سے گمیر لیکے قتل کرنے لگا۔ بہت سے کافراں سے پرے اور باقی امیر ہوئے اور خود سے بھاگ نکلے سونا پدید ہو
 اٹھا جنگی سامان اور جانور بہت سا مال و متاع اور ہتھیار وغیرہ اہل اسلام کے ہاتھ آئے پس ابن حازم نے غنیمت
 فتح نامے کے ساتھ عبداللہ ابن عامر کے پاس روانہ کیا پس امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین کے حکم سے خراسان کی حکومت
 عبداللہ بن حازم پر ہی قرار پائی۔ اور بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن عامر نے زیارت بیت اللہ کے قصد
 نکلا عجیبوں سے جو باقی رہے تھے اس قابو کو غنیمت جان کے بچے اور جر جان اور طالقان اور جبال اور خجستان سے
 تیس ہزار شخص جمع ہوئے بلاد خراسان میں اسلام کی فوج میں جو متفرق تھیں انہیں جنگ کرنے کے ارادے سے تکلین جب
 یہ خبر خشف بن قیس کو پہنچی وہ بھی ایک لشکر فراہم کر کے انکے مقابلے کے لئے نکلا ایک بیابان میں ہر دو لشکر نے نزول
 کیا۔ اخف بن قیس نے مستقر اپنے لشکر کے اطراف پھرتے اور سپاہ کا احوال دریافت کرتے تھے اتفاقاً اسکا گدرا ایک
 خیمہ پر ہوا۔ ایک غلام نے اپنے آقا سے کہنا تھا کہ اس لشکر کی امارت مجھے ہوتی تو میں اس میدان میں ایسی جگہ لشکر لگا
 ٹھہراتا کہ ایک طرف پانی اور دوسرے طرف پہاڑ رہے تاکہ اسلام کی پشت پہاڑ کی طرف ہو اور دشمن کی تعرض سے
 محفوظ رہے۔ جب اخف نے یہ بات سنی اسکو نہایت پسند آئی جب شب گذر گئی اور صبح ہوئی حکم کیا کہ لشکر اپنے
 فرد گاہ سے نقل کرے اور دوسرے مقام پر جا کے پہاڑ کو پیچھے سے لیکے اترے۔ لشکریوں نے اس وقت نقل مکان کیا
 غرض جب لشکر کفار تیس ہزار مرد و عورتوں کے ساتھ جنگ کے واسطے تیار ہوئے نکلا اور اخف کے لشکر والے انکی کثرت کو دیکھ
 کے فکر مند ہوئے قریب تھا کہ اسکے لشکر میں تزلزل آوے پس اخف نے اپنے لشکریوں کو دلہری اور طمانیت دی اور
 اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے اور جہاد میں ثابت قدم رہنے پر نصیحت کر کے کفار پر حملہ کیا ایک ہی حملے میں کافروں کے پیر
 اکھڑ گئے تیس ہزار کافر چار ہزار مومن سے بھاگنے لگے عرب کے دلاوروں نے عربی گھوڑوں کے سواران کفار اثر کا
 پیچھا کیا بہت سے کافراں سے پرے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت عنایت کی۔ بہت سا مال و متاع ہاتھ
 آیا اور اس ملک میں جا بجا اسلام کے جھنڈے برپا ہوئے اخف بن قیس کی کوشش سے اس نواح میں اسلام کا
 چرچا ہوا الحمد للہ علی ذلک ہجرت سے تیسویں سال کے وقایع اس سال میں بعضے کو فتنے کے
 رہنے والے جیسے مالک بن حارث نخعی جو مالک اشتر سے مشہور تھے اور نائب بن قیس المقنع اور حصصہ بن صوحان
 عدی اور اسکا براور زید بن صنوجان اور عروہ بن جعد و عمرو بن الجموح حراشی اور عامر بن قیس اور کیس بن زیاد اور غیر
 بن صفانی وغیرہم۔ جب سعید بن العاص کی شان میں طعن کی زبان کھولی اور کہاں درشتی سے اسکے ساتھ متعرض
 ہونے لگے بلکہ امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین کی خدمت میں اپنے حد سے زیادہ باتیں کر لے گئے۔ سعید بن العاص
 اور کوئے کے بعضے اکابر و اشراف حضرت عثمان کی خدمت میں عرایض لکھ کے یہاں حوال ظاہر کیا کہ اس فتنہ کی اثر
 بجھانے میں زیادہ کوشش کیا چاہئے اور التفات کلی فرمائے والا کام ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ حضرت عثمان کا یہ دستور

تھا کہ جو لوگ انکی دائرہ اطاعت سے قدم باہر کرتے انکو حلا سے وطن کا حکم فرماتے۔ پس انکے باب میں ہی حکم لکھا کہ انکو کوفہ سے شام کی طرف معاویہ کے پاس بھیج دیں۔ اور انکا ہزارہ کو کوفہ کے دفتر سے نکال کے دفتر شام میں داخل کیا اور معاویہ کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ کوفہ کی ایک جماعت جو فتنہ و فساد آغا کی تھی اسکو تمہارے پاس روانہ کیا ہوں اگر تمہاری نصیحت سے انکے سینے سے کینے کا رنگ دور ہو دے تو فساد اٹھ جائے ورنہ تمہارے پاس میں دوسری فکر کرنی چاہئے۔ جب وہ گروہ دشمن کو پہنچ معاویہ نے انکی تطہیر و تکریم کی اور انہیں ایک مناسب مکان میں انار اور روایت سالنام دیا اور اکثر اوقات طعام و در وقت انہیں کے ساتھ کھایا کرتے پھر دفتر رفتہ انکو نصیحت کی تاکن کچھ فائدہ نہ دی اور بھی انکا انگار زیادہ ہوا معاویہ کے یہاں قہر بھی خوشنہت کی راہ لیکے اسکے حق میں بھی عیب وطن کی زبان و از کی۔ تب معاویہ نے حضرت عثمان کی خدمت میں لکھا کہ میری جماعت جو میرے پاس آئی تھی عقل و فراست سے عاری تھی امام کی متابعت سے بیزر بلکہ مخالفت و انکار کے وہی تھی۔ کسی وجہ سے بھی حق کے تابع ہوتی نہیں فتنہ و فساد پر گروہ بندی تھی۔ جب یہ نامہ حضرت عثمان کو پہنچا انہوں نے معاویہ کے جواب میں لکھا کہ انکو محض کبیرف عبدالرحمن بن خالد کے پاس روانہ کیجئے کہ اسنے عدم التفات اور سختی و درشتی سے میں انکا پس معاویہ نے حکم کے موافق اس جماعت کو محض کبیرف بھیجا جب وہ گروہ داخل محض ہوئی عبدالرحمن نے انکی مدت تک بارگاہیاجب ہوا اگلی دی اور دوسے مجلس میں آئے قریشی کی رخصت نہ دی پھر اسکے بعد بھی جب دوسے مجلس میں آئے انکو نہیں بٹھلایا اور جب سارا ہونا انکو یاد اپنی سبوری کے ساتھ رکھا چند روز میں دسے تنگ آگئے آخر کئی سبب یہ میان لاکھ کوفہ کی طرف مراجعت کر چکی رخصت لی۔ اور ایک دعایت تھی کہ جب سعید بن العاص مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ کوفہ کے اشراف و علماء کی ایک جماعت مالک شتر کے نام پر ایک مکتوب اس مضمون کا روانہ کیا کہ کوفہ کے تیرے بار و برادر تیری ملاقات کے نہایت اندر و منذ اور تیرے مقدم کے بہت ہی منتظر ہیں کہ معاودت کو سب چیزوں پر مقدم رکھ کر کے اسیرف جلاؤ وے تا سعید بن العاص مدینہ سے مراجعت کر چکے آگے تو یہاں پہنچے کیونکہ یہاں کے لوگ انکے ظلم سے بہت ہی تنگ آئے ہیں پھر اسکو کوفہ میں داخل ہونے سے منع کرنا چاہتے ہیں جب یہ نامہ مالک شتر کو پہنچا اسوقت کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سعید بن العاص نے جانچ کر وقت اپنا سب مال و متاع کوفہ میں ہی چھوڑ گیا تھا سو کوفہ والوں نے مالک شتر کے اشارے سے اسکو قمارت کیا جب اسنے حضرت عثمان سے رخصت لیکے نکلا کوفہ کی ایک جماعت آگے جا کے اسکو داخل شہر ہونے سے منع کیا تب سعید نے ناچار مدینہ کی طرف مراجعت کی اور جناب خلافت ماب حضور میں سب ماجرا ظاہر کیا۔ جناب ذوالنورین بہت ہی مایل و قدرتیر کے بعد جو موسیٰ شمری کو سعید کی جاسے پر غضب کر کے کوفہ کی طرف روانہ کیا اور وہاں کے لوگوں کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ لوگوں کی زبان میں معلوم ہوا تھا کہ تمہارا مضمون

مسعود کی معزولی اور ابو موسیٰ اشعری کی بجالی کا تمنا سوچنے لگا تو کہا کہ اب تم کو چاہئے کہ ابو موسیٰ کو اپنا میر جانی اور اسکے دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھیں۔ غرض جب ابو موسیٰ اشعری کی قدم کی خبر کو نے دلوں کو پہنچی بہت خوش ہوئے انکے استقبال گئے اور تعظیم و تکریم کی شرائط بجالائیں۔ جب ابو موسیٰ اشعری داخل کو فرہ ہوئے اور مسجد جامع میں جا کے برسر منبر ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ امام حق کی اطاعت واجب ہے جسے اسکا خلاف کریگا وہ مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنا چاہیگا بحکم حدیث شریف **لَعْنَةُ نَائِمَةِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى مَنْ أَيْقَظَهَا** کے اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب کا مستحق ہوگا۔ سب اہل کو فریاد میں اپنے بچان دل قبول کہیں اور کہا کہ ہم سب آپ بحق عثمان ذوالنورین کے مطیع و متعاود تمہاری سرورسی پر شاہد ہیں ابو موسیٰ اشعری منبر سے اتر کے غلط فہمی میں نزول کیا۔ کوفیوں کی اطاعت اور رضا مندی کی اطلاع میں ایک نامہ لکھ کے حضرت عثمان کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت عثمان کی ابتدا سے قتل کا بیان اسی سال میں بعض صحابہ مدینہ میں جمع ہوئے حضرت عثمان کے طعن میں زبان کھولی کہ انہوں نے بلاد اسلام پر ایسے لوگوں کو عامل بنا کے بھیجا ہے کہ انہیں انوع کا ظلم و ستم جاری ہے اور وہ براقتہ و فساد کرتے ہیں اس لئے لوگ انہیں تنگ آگئے ہیں آخر سبہوں نے متفق ہوئے حضرت علی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ جناب ذوالنورین کے پاس جا کے نصیحت کیجئے کہ انکی خیر خواہی اسی میں ہے تا آپ کی نصیحت سے وہ ہوشیار ہو جائیں سستی اور تغافل سے باز آویں۔ تب حضرت علی نے انکے گھر تشریف شریف ارزانی فرما کے کہنے لگے کہ تمہارے عاملوں کے ظلم و ستم سے جا بجا لوگ بہت تنگ آگئے ہیں ایسے تمہاری شکایت نقل ہر مجلس ہو رہی ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ بار بار ہم نے دربار خلافت میں استغاثہ کیا امیر المومنین نے اس طرف التفات نہ فرمائی۔ اور ان عاملوں سے دفع ظلم و جفا نہ کیا۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس جماعت کو کہا آپ دوست سمجھتے ہیں یا نہ اگر اپنے دوست جانتے ہیں انکی نصیحت کو غنیمت جانئے۔ اور اگر انکو دشمن سمجھتے ہیں ملاحظہ فرمائے کہ جو کہتے ہیں واقعی ہے یا خلاف واقع۔ اگر خلاف واقع ہو اسکا کچھ پروا نہ کیجئے اگر مطابق واقع کے ہے انب ہی ہے کہ انکی مسرت جان کے ان امور کو جو بہ مقتضائے **كُنْ فِي الْخَرْصِ عَلَى عِيُونِكَ كَعَدْوِكَ** کے جو نقصان و غیب کا موجب ہو بدل دین اور ان عاملوں کو معزول کریں۔ امیر اللہ آپ کو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرف صحبت اور قرب قرابت حاصل ہے اور حضرت کا کلام حجتہ فرجام آپ سے ہو۔ آپ کے آگے دو خلیفہ جو گزرے جو دے جانتے تھے آپ بھی جانتے ہو انہیں جو کچھ شرف اور فضیلتیں تھیں آپ انکے جامع ہو بلکہ حضرت کی رشتہ دامادی جو آپ کو حاصل ہے انکو نہیں تھی۔ آپ جانتے ہو کہ عذگون میں افضل بادشاہ عادل ہے جس سے امانت بدعت واجباے سنت ظہور میں آوے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس شر الناس بادشاہ ظالم ہے جو اجیائے بدعت و امانت مسند کرے اور محدثات کے دروازے خلق پر کھول دے۔ غرض جناب امیر نے عدل

احسان کی تحریص و ترغیب اور ظالموں کی اعانت کی تجدید و ترمیم اور عابد پروردی و شفقت کسری کی بابت میں ایسی ہی تقریر و پندیر کی۔ جب جناب ولایت مآب کا کلام تام ہوا۔ جناب ذوالنورین نے آغاز کلام کیا اللہ اکبر یا علی آپ نے جو فرمایا سب صحیح امدادت ہی قسم ہی اللہ تعالیٰ عز شان کی کہ اگر آپ میرے جاے پر ہوتے اپنے خوشی و آقا رب کے ساتھ صلہ رحمی اور محتاج و مساکین کے ساتھ سلوک و احسان سے ہمیشہ آتے ہیں اگر آپ پر عتاب کیا ہوتا اور میں سوگند و بیابون آپ کو کیا آپ نہیں جانتے ہو کہ میرے ماعون سے ایک مغیرہ بن شعبہ ہی کہ اس کی سیرت اچھی نہیں حالانکہ عرفا و روق نے اس کو حکومت دی تھی بلکہ دیکھ لے ایک برسے کام سے متہم ہوا پھر عی اس کو کرنے کی امارت دیکھ کر عدا کی کسی نے انکو علامت نکلی پھر مجھے کس نے علامت کرتے ہو۔ اور عبد اللہ بن عامر وغیرہ کو صلہ رحمی اور احسان کی رو سے کہ شریعت مطہرہ و حمود میں جس کی تاکید و تاکید دانی ہی اگر میں امارت دون محل اعتراض کیا ہی جناب امیر نے فرمایا کہ ہر چند عرفا و روق نے بعضوں کو امارت دی تھی حالانکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں امارت کے لئے اسے اولیٰ و احق موجود تھے لکن اپنے ماعون پر ہندیدہ شدہ بد کرتے تھے کہ ظلم و جفا سے بہت پرہیز کریں اور افسے اگر کسی نے ایک امر مالین کا رنگ ہونا فی الحال اس کو بلو کے دریافت کرتے اس پر حرم ثابت ہوئے کہ بعد عداوتی کر کے اس کو اس مقام سے بدل دیتے تھے۔ اور تم اس کے برخلاف حد جاری کرتے اور بدل دینے میں سستی کرتے ہو اور اپنے اقربا کو عطیات و انعامات سے محروم کر کے کہا رہا کہ محروم و محجور دیتے ہو۔ جناب ذوالنورین نے کہا کہ یا علی جو لوگ میرے اقربا سے ہیں آپ سے بھی قربت رکھتے ہیں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ان اگرچہ میرے سے بھی قربت رکھتے ہیں لیکن حکم کریمہ ان اگر مکہ عند اللہ اتفقکم اور حدیث شریف من ابناکم یا علی علیکم لم یستیع کتسبہ کے ان سے دوسرے افضل ہیں عثمان ذوالنورین نے کہا یا علی کہا آپ نہیں جانتے ہو کہ عرفا و روق محادہ کو شام کی امارت دی تھی سو میں اس کو بکاں کہا ہوں حضرت علی نے جواب دیا کہ میں ایک سو گند و بیابون کہا آپ نہیں جانتے ہو کہ رافع جو عرفا و روق کا مقام اور حاجب تھا اس کو عرفا و روق کا جعفر خوف تھا محادہ کو اس سے زیادہ تھا حضرت عثمان نے کہا کہ مان میں یہ بات جانتا ہوں پھر جناب امیر نے فرمایا کہ محادہ نے خطاب امیر میں دخل دیا ہی اور اخلا فیہ اس ظہور میں آتے ہیں۔ اور لوگ پوچھیں تو تمہاری حاجت ظاہر کرنا ہی اور نگو کہ یہ بات معلوم ہی با این تم اس سے انکس کرتے ہو جناب ذوالنورین نے یہ بات کے خوشی لی کہ جواب فرمایا حضرت علی نے اللہ کے اپنے گھر کی طرف تشریف شریف ارزانی فرمائی۔ اور حضرت عثمان نے مسجد کی طرف آئے ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا کہ لوگو عرب طعن کی زبان بند کرو فتنہ و فساد مت چلاؤ۔ جب عرفا و روق کی خلافت میں زجر و توبیخ اور درجہ کی تخریب و تادیب جاری تھی فتنہ کا دوازدہ بند تھا اور تم مطیع و مطاع تھے۔ اور میں تمہارے ساتھ نہایت نرمی اور

شفقت سے پیش آتا ہوں اس لئے تمہارے سے رنج و کربت کھینچا ہوں۔ جب اپنے ہاتھ اور زبان کو تم سے روکا ہوں اس لئے تمہاری زبان میرے حق میں دراز ہو رہی ہے اور تم نے کسائی پر کمر باندھ ہی نہیں دیکھئے کہ میں نے بیت المال سے ایک دام و درہم اپنے خرچ میں نہیں لایا۔ ابوبکر صدیق اپنی اور اپنے اہل و عیال کی وجہ حبست بیت المال سے لبا کرتے تھے اگر کھوکے کہ میں نے عطیات و انعامات کثیرہ بیت المال سے اپنے خویش و اقارب کو دئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام کو پہنچتا ہے کہ بیت المال میں اپنی رائے کے موافق تصرف کرے اس سے زیادہ مجھے رنج و آزار نہ دو اور آپ مشورہ یہ حال مت رہو۔ جب حضرت عثمان کا کلام بیان تک پہنچا مروان شقی نے لوگوں کے ساتھ سخت باتیں کرنے لگا جناب فدا النورین نے زجر و توبیخ سے اسکو ساکت کیا۔ اور اس سال عادت معہ و پرچ بیت اللہ کے لئے تشریف فرما اداے مناسک کے بعد بخیر مدینہ کی طرف مراجعت کی۔ ہجرت سے پینتیسویں سال کے وقایع۔ اور اوہاش لوگ فتنہ کی بنا و النبی اور حضرت عثمان کو منصب خلافت سے عزل اور قتل کرنے کی در پی ہوئے۔ اس سال میں مصر اور بصرے سے کوفہ کوئے نے بعض اثرار نے جو فتنہ و فساد کا شعار تھا مدینہ کی طرف آئے حضرت عثمان کو منصب خلافت سے معزول کرنے پر کمر باندھا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبداللہ بن سبا جو اجاریہ و سے تھا تورات و انجیل اور انون علم حاصل کر کے کتبہ مثل الذین یحلقو النور بنہ تم لم یحلقوہا مکمل الحجار یحلق استغفار کا مصداق ہوا تھا۔ حضرت عثمان کی خلافت میں دنیا کے اغراض پر ہاتھ مار نیکے لئے صفا سے آگے اسلام لایا جب اسکا مطلب حاصل ہوا حضرت عثمان سے بغض و عداوت پیدا کی اور ملت اسلام میں خلل اندازی چاہی۔ جب حضرت عثمان نے اس حال سے واقف ہوئے اسکو مدینہ سے اخراج کا حکم کیا۔ اس شقی نے حجاز سے بصرہ اور بصرے سے کوفہ کوئے سے شام کی طرف اپنا منہبہ کا لایا جب اہل شام اس بد انجام کے فتنہ و فساد سے آگاہ ہوئے اسکو شام سے بھی نکال دیا۔ جب اس ناہنجار کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کے مخالف مصر میں بہت ہین مصر کی طرف گیا اور منافقی سے اپنا علم و نفوذ ظاہر کر کے وہاں کے لوگ کو اپنے دام فریب میں لایا۔ جب وہ لوگ اسکے معتقد ہو گئے فتنہ کی بنا و النبی کہ نصارا کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دنیا میں نزول کرینگے یہ بات تو واقع کے مطابق ہے۔ اور سب پر ظاہر ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں پس حضرت کی مراجعت بطریق اولی ہوگی اور اللہ تعالیٰ حضرت کے ساتھ اس بات کا وعدہ بھی کیا ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لَرَاٰذِلَ الْاٰلِیٰ مَعَاذٍ۔ غرض مصر کے احمقوں نے اسکے فریب میں آگئے کہنے لگے کہ ہر غیر کو ایک خلیفہ اور وصی ہوا کرتا ہے پس خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ اور وصی حضرت علی بن ابی طالب کے علم و فتویٰ اور زہد و تقویٰ سے آراستہ اور کرم و شجاعت و امانت و دیانت سے پرستہ ہیں۔ لوگوں نے بخلاف نص محمدی انکی حق تلفی

کی منصب خلافت کا استحقاق جو انہیں کو ثابت تھا دوسرے کو دیا اب اکی نصرت و یاری سب مسلمانوں پر واجب تھی مصر کے سفیروں نے ابن ہبائے فداوی باتیں کہتے ہی حضرت عثمان سے بدل گئے اور قدم انکے دائرۃ اطاعت سے باہر رکھا۔ اور کوئی فتنہ مین بعضے اشراج حضرت عثمان سے کہنے رکھتے تھے مصر والوں کی یہ حالت کہتے ہی دسے بھی دلیر ہو گئے پس مخالفوں کے فتنے کی آتش روز بروز تیز ہونے لگی اور انکا کام دو ہا ہوا۔ حضرت عثمان عمار بن یاسر کو مصر کے اندر محمد بن مسلمہ کو کوئی طرف روانہ کیا نہ دریافت کریں کہ دسے کون لوگ مین کہا سہا مین یا عقلا عمار نے جب مصر پہنچا مصریوں کے اغوس سے وہ بھی سست ہو گئے کچھ نہ کیا۔ اور محمد بن مسلمہ جب داخل کوئی ہوا ان فتنہ گردوں کی حالت دریافت کر کے حضرت عثمان کے خدمت مین لگے یہی کہ چند عقلا بھی سہا کے ساتھ ملے مین ایسا سے جناب خلافت مآب کی خاطر کھد ہوئی۔ کہتے مین کہ انہیں دنوں معاویہ نے کعب الاحبار سے ملا کر کہا کہ مجھے ایسا کا برا خطر ہے کہ کہیں گروہ باغیہ سے جناب ذوالنورین کو کچھ مضرت پہنچے۔ کعب الاحبار نے کہا کہ یہ عداوت تو نازیر ہی معاویہ نے کہا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ عثمان ذوالنورین کے بعد مسلمانوں کی حکومت کس پر پہنچتی ہے تا اسکی ملازمت پر قیام کروں۔ کعب الاحبار نے کہا کہ حکومت آخر تمہارے طرف آوے گی لاکن بہت سی خون ریزی کے بعد۔ معاویہ کو ایسا سے حکومت کی تمنا غالب ہوئی پھر مراجعت کے وقت حضرت عثمان سے عرض کی کہ دشمنوں نے جو طرف سے مراجعہ پایا اور آپ کی بغاوتی پر کمر باندھ ہی مین۔ بہتر ہے کہ آپ شام قصد کریں کہ اس ملک مین آپ کے بارود و گارہیت مین حضرت عثمان نے فرمایا کہ معاویہ اللہ حضرت کے منبر اندر سے درود و قدس کی مفارقت اختیار کروں۔ معاویہ نے کہا کہ اجازت ہو تو ایک لشکر مدینہ کے حوالی مین رکھتا ہوں تا آپ کی محافظت کرے حضرت عثمان نے کہا کہ اکثر شرس اور فتنہ بین جہان پر مصروف ہوں مین کہا اسیرا سٹے ہی کہ ہما لیجان رسول کو طول کریں۔ معاویہ نے کہا کہ یا امیر المؤمنین دشمنوں سے پر حذر رہنا چاہئے۔ کہ اس ہرزہ مین کی اقامت آفات کا موجب معلوم ہونا ہی حضرت عثمان نے کہا کہ مین آفات و مہیات پر صبر کرونگا دولت باقی کو راحت فانی پر ترجیح دونگا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عسائی جو دولت بل عدیل ہی کہی بخیر و نیک۔ کوئی کے فتنہ بازوں کا آئنا مدینہ کی طرف کہتے مین کہ سن مین نہیں بھری برج الاول کے چہینے مین ہر شہر کی ایک چھوٹی فوج جو اپنے حاکم سے شکایت رکھتی تھی مدینہ منورہ کی طرف آئی۔ مدینہ والوں نے اس سے حدیث کیا کہ تمہارے آجیکا کباسب ہی۔ دسے کہنے لگے کہ ہم عثمان ذوالنورین سے چہتے مین کہ حکام ظالم کا شر ہمارے ہے و در کوئے یا امر سے عادل کو ہم پر سو پنے اور بھی سخت باتیں کہیں جب حضرت عثمان کو یہ خبر پہنچی چاہا کہ مدینہ والوں کوئی انکے ساتھ متفق ہوے مین یا نہ معلوم کریں۔ تب اپنے دو شخص معتمد کو حکم کیا کہ اس جماعت کے ساتھ عقلا پیدا کر کے ایسا سے آگاہ ہو دیں ان ہر دے ان لوگوں سے ملاپ حاصل کر کے خبر لائی کہ عمار بن یاسر و قاتر بن

خلافت حضرت عثمان ۲۶۵ مکہ فتنہ گروں کا انا اور بریا کرنا فتنہ کا

انصاری اسکے ساتھ تھے۔ تب حضرت عثمان نے حکم کیا کہ سب اکابر جہاجرین و انصار و تابعین عالی وقار کو مسجد میں حاضر کریں جب سب فراہم آئے جناب خلافت مآب نے حمد و ثناء و صلوات و سلام کے بعد کہنے لگے کہ ایک جماعت اطراف و نواحی سے یہاں جمع آئی ہے انکا خلافت طلب ہے کہ اگر عثمان خلافت سے معزول ہو جاوے بہتر والا ہم اسکو قتل کریں گے۔ صنادید جہاجرو انصار کہنے لگے کہ وہی لوگ واجب القتل ہیں کیونکہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنائی کہ جس نے لوگوں کو اپنی طرف بلا دے اور امام زمان کی مخالفت پر مکر یا تدبیر اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اسکو قتل کرو حضرت عثمان نے فرمایا کہ اب تو انکے خون پر ماتمہ دراز نہیں کرنا ہوں آئندہ انکی مخالفت جب درجہ تحقیق کو پہنچے تب انکے ساتھ جو کیا جائے کیا جائیگا۔ اور فتنہ گروں نے جوان پر تمہیں کی تھیں جناب ذوالنورین نے ان سبکو دفع کیا۔ سب لوگوں کو معلوم ہوا کہ جناب خلافت مآب ان بہتانوں سے پاک ہیں۔ پھر حضرت عثمان اسکے بعد اپنے مکان کی طرف تشریف لیگے۔ اہل خروج انہیں میں کہنے لگے کہ مدینہ میں عثمان کے دوست اور خواہوں بہت ہیں۔ اود ہم بے تہیہ اور بے استعداد آئے ہیں اب مصلحت یہی ہے کہ ہم مراجعت کریں پھر شوکت اور قدرت کے ساتھ آوین تا ہمارا جو مطلوب ہے میسر ہو۔ مخالفین روانہ ہوئے پر بعضے خیر خواہوں اور مخلصوں نے ہر چند جدوجہد کیا کہ اپنے ماطون کو معزول کریں پھر حضرت عثمان نے قبول نہ کیا اس لئے دوستوں کی آذر دہی کا بھی سبب ہوا مصر کے مخالفوں اور فتنہ گروں کا انا مدینہ کی طرف اور بریا کرنا فتنے کا جب مصر کے اوباشوں نے فتنے کے ارادے سے انکے مدینہ کے باہر اترے۔ اور شب کے وقت ایک قاصد کو حضرت علی اور عمار بن یاسر اور طلحہ کے پاس بھیجا کہ اپنے مافی الضمیر سے آگاہ کیا حضرت عثمان بھی جناب امیر کی خدمت میں آگے کہنے لگے مجھے آپ کے ساتھ قربت قریبہ مستحق ہے اور بہت سے حقوق آپکے ذمے بر ثابت ہیں اہل خروج جو مدینہ کے باہر آگے اترے ہیں اور میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں آپ کی قدر و عزت انکے نزدیک ثابت ہے اب التماس یہی ہے کہ آپ انکو تسکین دیں اور نہ چھوڑیں کہ میرے مکان تک آوین تا اس سے دوسرے مفید دن کی جرأت کا سبب نہ ہو۔ حضرت علی نے کہا کہ میں نے خیر خواہی کی راہ سے بار بار جو کہنا تھا کہا جن بات سے اس فتنے کی آتش بجھ سکتی تھی آپ کو جتنا دی پر آپ نے اسکی طرف التفات نہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا۔ جناب ذوالنورین نے کہا کہ یا ابوالحسن جو گذرا سو گذرا آئندہ اہل غرض کی باتوں کی طرف التفات نہ کرونگا اور آپکی صوابدید سے باہر نہ اونگا۔ جناب ولایت مآب حضرت عثمان کی التماس قبول فرما کے اکابر جہاجرین و انصار کی ایک جماعت ہمراہ لئے ہوئے مصر کے عاید کی پاس تشریف لیگئے اور ایسی دلکش تقریر کی کہ وہے فتنے کے ارادے سے باز آئے تب حضرت علی جناب ذوالنورین کے گھر تشریف فرما کے حقیقت حال ظاہر کی اور فرمایا کہ وہے لوگ تو اب راہ پر آئے ہیں انکی استمال اور دلجوئی کیا جائے حضرت عثمان نے خوش ہو کے حکم کیا کہ سب لوگوں کو مسجد میں حاضر کریں۔ جب تمام لوگ حاضر ہوئے حضرت عثمان نے

منبر پر سوار ہو گئے ایک خطبہ پڑھا اور یسین غنم کی آبی ٹھوٹی کی آدھیا برقی آمیز کلام کیا کہ سب لوگوں کو تبری رفت
 ہو یہاں تک کہ روئے کر اکی وار میان نہ رہیں حضرت عثمان کو بھی رفت ہوئی حضرت علی نے لوگوں کو فرمایا کہ
 عثمان ذوالنورین کے ذمے پر اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ انہوں نے جو قہر کیا اللہ تعالیٰ انکو امیر ثابت رہنے اور استقامت
 کرے گی تو فقیح دے۔ پس جناب ذوالنورین نے منبر سے اتر کے اپنے گھر قرین فرمائی اور لوگ اندر دے صدق
 و ہدایت کے جمع ہو گئے انکے دروازے پر گئے تا طایفات کر کے انکی عکرو تحسین میں زبان کو لیں ایسے میں مروان بنی
 اور سعید اور بنی امیہ کی ایک جماعت جو خطبہ کے وقت حاضر نہیں تھی حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ مروان
 نے مبادرت کر کے کہنے لگا کہ یا امیر المؤمنین بات کروں یا خاموش رہوں۔ تا مؤذنت فرایض حضرت عثمان کی بی بی
 جو تبری عاقلہ تحسین پر دے کے پیچھے سے کہنے لگیں کہ اسی مروان خاموش رہے کہ تو جو کہنا چاہتا ہی میں جانتی ہوں یہ
 امیر المؤمنین کو آج کے خطبہ کے باب میں ملامت کرنا چاہتا ہی۔ یقین جانتے کہ آج کے دن جو خطبہ پڑ گیا نہ تیرے ہونے
 تو امیر المؤمنین مقتول اور ہانکے بچے تیرے ہو جاتے واللہ انہوں نے ایسا خطبہ پڑا کہ اس کے سوا کسی گزیر نہیں تھا۔
 مروان نے کہا ائی مائتہ تجھے اس بات سے کہا مروان کا قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ تیرے باپ نے طاعت کی حالاکو وہ شہید
 وضو کرنا نہیں جانتا تھا۔ تا مؤذ نے کہا ائی مروان خاموش رہ اس عبارت کو مونی کے عیب و طعن کے مقام میں نہ ٹاٹا
 باپ بھی میرے باپ پر کچھ زیادتی نہیں رکھتا تھا۔ اگر تیرے باپ کو امیر المؤمنین کے ساتھ نسب کی حرمت نہ ہوتی تجھے
 اسکی حقیقت حال سے میں خبر دیتی ہوتی۔ جب تو علم عقل سے نہایت دور ہوئی تیرے سے احترازا اللہ وہی نہایت
 غرور جب اس بی بی کے جواب سے مروان عاجز ہوا ان سے اعراض کر کے پھر اپنے کلام کا اعادہ کیا کہ یا امیر المؤمنین
 کہا بات کروں یا خاموش رہوں حضرت عثمان نے اسکو کلام کی رخصت دی تب اسنے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین آپ
 روز آپ نے جو خطبہ پڑا مناسب نہیں تھا اس میں آپ نے اپنی کسر حرمت کی ابو طالب کے فرزند کو یہ بات مطلوب
 تھی کہ آپ کو لوگوں میں ذلیل کہیں اور آپ کی زبان سے خطا کا اتر کر دوا میں سو وہ مطلب حاصل ہوا۔ اب مناسب
 یہی ہی کہ یہ لوگ جو وہ وہاں سے پر جمع آئے ہیں انکو اندر راہیگی پر وانی نہیں بلکہ انکو وہیں سے پھر دین تا آپ کے حضور
 میں کوئی کلام نہ کہتا نہ کرے کہ موجب فتنہ کا نہ ہو جناب ذوالنورین نے کہا کہ تو ہی جا کے انکو پھر دے کہ کیونکہ میں شرم
 رکھتا ہوں کہ ان سے بات کروں تب مروان باہر آیا اور کہنے لگا کہ لوگو تم یہاں کس لئے آئے ہو کہا کہ لوگو چاہتے ہو یا
 ہمارے سے حکومت چھین لینے کا میادہ رکھتے ہو۔ پھر کلام میں دشمنی اور سختی شروع کی لوگ مکرنا چار پھر گئے۔
 انے ایک جماعت حضرت علی کی خدمت میں جا کے یہ راجا ظاہر کیا۔ جناب امیر نے بہت رنجیدہ اور طول ہوئے
 اور اسوقت عثمان ذوالنورین کے پاس جا کے کہنے لگا کہ افسوس ہی کہ آپ سے ایسے حرکات سرزد ہوتے ہیں مروان
 چاہتا ہی کہ انکو جاؤ عقل سے لہرش دیکھ کر شکر کے مانند جبر جبر چاہے اور پھر کہنے۔ تا مؤذ وہ تو اباب دانش و تدبیر سے نہیں

خلافت حضرت عثمان ۲۶۷ مکتبہ گرونگنا آنا اور برپا کرنا فتنے کا

ہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ مملو ملک میں دایکھا من میثی مع الغراب سبب جج الی الخراب تم نے مروان کی خاطر سے اٹھو مٹو کیا۔ اب مجھے صاف رکھو پھر میں تمہارے معاملے میں دخل نہ دوں گا اور تمہارے یہاں آنا جانا بھی موقوف کر دوں گا۔ پس یہ کہہ کے مجلس سے اٹھے اور اپنے مکان کی طرف سے مدبارے۔ حضرت عثمان کی زوجہ نانکہ یہ حال دیکھ کے نہایت مضطرب ہوئیں اور کہا کہ جناب امیر کی باتیں میں نے سنی کمال صواب پر کلام کیا حق بجانب انہیں کہی۔ انہوں نے تیری رنجیدگی کے ساتھ آپ کی مجلس سے تشریف لے گئے اب پھر اٹھا آنا بہت دشوار ہی۔ مروان کی خاطر سے اپنے معاملہ کو اس درجہ تنگ پہنچا نا کہا ضرر تھا۔ جب حضرت علی کی یہ حالت ہو سب اکابر اور صحابہ بھی متحیر ہو جائیگے۔ حضرت عثمان نے کہا اب کہا تدبیر کروں۔ نانکہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور شیخین کریمین کی سیرت کی اتباع کیا جائے۔ اور متکر عالموں کو معزول کرنے میں ہرگز تاخیر نہ کیجئے۔ القصہ جب نانکہ نے نہایت باعث ہوئیں حضرت عثمان نے جناب امیر کی خدمت میں جا کے بہت معذرت اور دلجوئی کی۔ حضرت عثمان نے غور و مال کے بعد سمجھا کہ جناب امیر کی رائے نہایت صواب پر ہی۔ غرض حضرت علی پھر جناب ذوالنورین کے گھر کی طرف قدم نہ رکھا یہاں تک کہ مصر کے اوباشوں اور فاجروں نے حضرت عثمان پر میتھا پانی بند کیا۔ تب حضرت علی نے آپ بنفس نفیس ننگے گھر کے دروازے پر آکر کھڑے رہے اور پانی کے چند مشک گھریں روانہ کئے۔ ایک روایت ہے کہ ان دنوں حضرت علی نے اپنے کینا کام کے لئے خبر کی طرف رونق افروز ہو گئے فتنہ گرد اوباشوں نے طلحہ بن عبیدہ کے پاس جمع ہو کے اسکے استصواب سے فتنہ شروع کیا تھا۔ جناب ولایت مآب نے جب خبر سے مراجعت کی حضرت عثمان نے انکے گھر جا کے کہنے لگے کہ آپ پر میری برادری کا حق اور حضرت کے مصاحبت و مصاہرت کا حق ثابت ہے۔ فرضاً یہ کہچہ ہو تو بھی بنی عبد مناف کو اس بات کا نہایت تنگ و عار ہو گا کہ بنو تمیم سے ایک شخص لینے طلحہ ان کا حق اٹھائے چھین لے اور طلحہ کی بہت شکایت کی۔ جناب امیر نے انکو دلداری اور تسکین دیکے فرمایا کہ فکر نہ کرو خاطر جمع رہو انشاء اللہ تعالیٰ کہ اب تم سنو گے کہ میں آپ کی اعانت کس طرح کروں گا۔ پس اس وقت اسامہ بن زید کو اپنے ہمراہ لیکے طلحہ کے گھر گئے دیکھتے کہا ہیں کہ اوباشوں اور غوغائیوں سے انکا گھر معمور ہی یہ حالت دیکھ کے انکی ملامت میں زبان کھولی۔ طلحہ نے کہا کہ امی علی اب کام مانتے سے جانا رہا ہی۔ جناب امیر نے سمجھا کہ اب نصیحت فائدہ نہ دیگی۔ زمان سے خزانہ بیت المال کی طرف تشریف لائی اور حکم کیا کہ دروازہ کھولیں کیلی حاضر نہیں تھی آخر دروازے کی زنجیر تروا کے دروازہ کھولا اور میوں کی تقسیم شروع کی جب یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی جناب امیر کی خدمت میں دوان دوان آئے اور طلحہ کو اکیلا چھوڑ دیا جناب ذوالنورین بہت مسرور اور حضرت علی کے ممنون و مشکور ہوئے۔ تب ناچار طلحہ نے حضرت عثمان کے پاس آ کے معذرت شروع کی حضرت عثمان نے فرمایا کہ واللہ تو تائب اور نادوم ہو کے نہ آیا بلکہ جب مغلوب و مخدول ہوا لا علاج ہو کے آیا ہی امی طلحہ میں اللہ تعالیٰ پر سوچتا ہوں تا تیری

خلافت حضرت عثمان ۲۶۸ مکہ فتنہ گروں کا آنا اور برما کرنا فتنے کا

بخارا سے۔ اور محمد بن شہاب زہری سے منقول ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے سوال کیا کہ عثمان ذوالنورین کس نے مقتول کیا اور صحابہ کس نے انکی رائے نہ کی۔ لوگ ان پر خرچ کر کے نکال دیا گیا۔ سعید بن المسیب جواب دیا کہ عثمان ذوالنورین نے مظلوم شہادت پائی اور قاتل انکا بلا ملک ظالم ہی۔ اور صحابہ کو انکی اعانت کرنے میں ایک غدر صحیح ہی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ امیر المؤمنین جناب ذوالنورین نے جب سربر خلافت کو زینت دی وہ اہل کے چھ سال میں ایسی خوبی سے حکومت کی کہ اس ایام میں کسی نے ان پر حرف نہ کر سکا اسکے بعد انکے اوصیاء و اطوار میں تغیر آیا مثل مشہور ہے کہ **اِذَا تَغَيَّرَ السُّلْطَانُ تَغَيَّرَ النَّاسُ** اپنی اقربا کے ساتھ جو بری محبت رکھتے تھے پاس قرابت کے سبب سے انہیں کو حکومتیں دینی گئے۔ معاویہ کو قریحہ و قریحہ کے بعد سب ملک شام امیر بنایا۔ ادا بھر۔ کی امارت سے ابو موسیٰ اشعری کو معزول کر کے انکی جگہ پر عبداللہ بن عامر کو بھیجا۔ کوفہ کی امارت وغیرہ بن شہرہ سے نکال لیگے ولید بن شہبہ کو ادا کے بعد سعید بن العاص کو دی۔ جب باوجود صحت کبار کے اسلام بلاد و امصار کی حکومتیں بنی امیہ کے جوانوں کو دین اور ان عاقلوں سے ناشائستہ حرکتیں اور انکے ظلم و ستم کی خبریں مدینہ کو پہنچنے لگیں صحابہ رسول نہایت محزون و طول ہونے لگے آخر انکو معزول کر کے باب بن ابی اسحاق کی ایک جماعت پر چندیت کو شش کی پر کچھ فائدہ ہوا۔ انہیں کے عاقلوں سے عبداللہ بن ابی سرح جو مصر کا وال تھا لوگوں پر جب ظلم و ستم شروع کیا مصر کے لوگوں کی ایک جماعت وادار خلافت میں اسکی شکایت لے آئی۔ اور اسکے آگے حضرت عثمان سے عبداللہ بن مسعود اور ابو ذر غفاری اور عمار بن یاسر کے ساتھ بلے اتفاق ہوئی مگر سوا بن مسعود کے واسطے نہ مل اور بنو ہرہ کی قوم اور عمار بن یاسر کے لئے بنو مخزوم کے قبیلے کے لوگ اور ابو ذر کے سبب بنو غفار کے قبیلے والے اور انکے حلیف بھی آؤر وہاں فی الجرح جناب ذوالنورین کو بن ابی سرح کے حالات سے اطلاع ہوئی۔ اسوقت اسکے نام سے ایک کوہ کمال تہدید اور ناگید سے روانہ کیا کہ اپنے رعیتوں کو راضی کر لیں اور آئندہ انکے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آویں۔ لاکن جب اسکے دل میں ایک سختی اور دعوت لگنی تھی وہ نصیحت کچھ فائدہ نہ دی۔ ابن ابی سرح نے جناب ذوالنورین کے نصیاح سے متجاہل و متعاضل کیا بلکہ اس جماعت کو جو وادار خلافت میں اپنی شکایت لیگتی تھی ضرب کر کے قید میں رکھا اور انکے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ تب مصر سے ہمارے کو شخص تنگ مدینہ آئے اور سب ماجرا اکابر جمہور و انصار کی خدمت میں ظاہر کیا۔ انکا مقصد ابن ابی سرح کی معزولی اور اس مقتول مظلوم کی قصاص طلبی تھا۔ پس مصریوں کی انھاس سے حرمت علی نے جناب ذوالنورین کے پاس جاکے کہا کہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ مصر سے جن لوگوں نے فریاد لایا ہے انکا معاملہ دریافت کریں اگر دے کسی پر حق ثابت کریں انکی فریاد کو پہنچیں تا فی الجرح فتنے کی آتش لگیں پاوے۔ طلحہ بن عبداللہ دام اللومنین عائشہ صدیقہ بھی حضرت عثمان کے

پاس ایسا ہی پیام بھیجا۔ اور دوسرے صحابہ نے بھی ایسا ہی کہا۔ جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ مصر کی امارت کے لئے تم کسی شخص کو چھوڑے تا میں حکومت کی سدا کے نام سے لکھ دوں۔ تب تمام صحابہ کرام کی رائے اس بات پر آئی کہ محمد بن ابی بکر جو نسب و حسب کی زور سے آراستہ اور فطانت و شجاعت کے لباس سے پیراستہ ہیں سزاوار امارت کے ہیں۔ اہل مصر بھی انہیں کے خواہاں ہوئے۔ تب جناب ذوالنورین نے حکومت کی سدا کے نام سے لکھ دی اور جہاں و انصار کی ایک جماعت بھی ان کے ہمراہ دیکے مصر کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم فرمایا کہ عبداللہ بن ابی سرح اور اہل مصر کے درمیان جو خلاف رو دیا ہی اسکو تحقیق کر کے حکم شرع جاری کریں۔ جب محمد بن ابی بکر اس جماعت کو گراہ لیکے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور تین منزل طے کیں راستے میں ایک حبشی غلام کو دیکھا کہ ایک اشتہر زرخشاں پر سوار ہو کے تری جلدی سے دوڑتا ہوا مدینہ سے مصر کی طرف چلا ہی۔ لوگوں نے اسکو بلا کے دریافت کیا کہ تو کون ہی اور کہاں جاتا ہی۔ اس نے کہا کہ میں امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین کا غلام ہوں مجھے مصر کے عامل کے پاس بھیجا ہی۔ پھر جب اس نے دریافت کیا تو کہا کہ میں مروان کا غلام ہوں۔ حاضرین نے کہا کہ تو کہتا ہی کہ عامل مصر کے پاس جاتا ہوں عامل مصر تو ہی ہی پس محمد بن ابی بکر کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے کہا کہ میرا مقصود عامل مصر سے ابن ابی سرح ہی یہ بول کے اپنے اونٹ کو اگے بڑایا۔ تب محمد بن ابی بکر کو خبر دی انہوں نے یہ سنتے ہی چند شخص کو اس غلام کے پیچھے دوڑایا تا اسکو پھیرا دیں۔ جب اسکو لوگوں نے حاضر کیا تو آپ ہی اس سے استفسار کیا۔ اس غلام نے وہی جواب دیا جو آگے اس جماعت کو دیا تھا۔ پھر محمد بن ابی بکر نے پوچھا کہ کوئی مکتوب تیرے ساتھ ہی اس نے کہا کہ انہیں حکم کیا کہ اس کے اسباب کی جھڑپ لیں۔ کہیں سرائے نہ ملا کر اسکی جھانگل میں کوئی چیز ملتی تھی ہر چند اسکو منقلب کیا اور اس سے پتہ چلا کہ یہ وہ چیز نہیں تھی۔ آخر اسکو چیرے تو اس سے ایک مکتوب سرعہ پر لکھا ایسے لکھا پر لکھا تھا کہ میں عثمان الی ابن ابی سرح تب محمد بن ابی بکر نے ان ہاجرین و انصار کو جو اپنے رفیق تھے بلوآ کے ان کے روز بروز وہ نامہ کھولا اس میں مرقوم تھا کہ جب محمد بن ابی بکر اور فلان فلان و ماں اپنیچیں انکو قتل کر اور مصر والوں نے جو تیرے ظلم سے شکایت لائی تھی انکو قید کر دے یہاں تک کہ بارہا دو سرا حکم پہنچے۔ ایک روایت ہی کہ اس میں یہ لکھا تھا کہ یہ لوگ فتنہ ڈالنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ کو آئے تھے پر انکا مدعا حاصل نہوا۔ اب لا علاج اپنے وطن کی طرف مراجعت کی ہیں تو انکو خوب جانتا ہی پس جو سزا کہ لائی ہو خواہ قتل سے یا ماتمہ پاؤں کاٹنے سے پہنچا یا چاہئے تا آئندہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے۔ جب محمد بن ابی بکر اور ان کے رفیق اس نامے کے مضموں سے آگاہ ہوئے نہایت طول اور مضطر ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر پھر اس مکتوب کو ہڈی کے اپنے رفیقوں سے جو اکابر اور عابد تھے امیر انکی جہرین کر دیں اور ایک معتد کے تجویز کے سب کے سب مدینہ منورہ کی طرف مراجعت کی۔ جب داخل مدینہ ہوئے اکابر صحابہ جیسے حضرت علی اور زبیر اور طلحہ اور

خلافت حضرت عثمانؓ : ۱۰۲۰ھ

مسح فتنہ گروں کا انا اور برہا کرنا فتنے کا
 مسجد و مسجد کرج کر کے وہ نامہ دے جس پر کھولا۔ اور اس غلام کا قصہ بھی ظاہر کیا وہ نامہ دیکھتے ہی صحابہ پر
 بنایت متعجب اور ہلکے ہوئے حضرت علیؓ و حضرت زید و سعید و عمار اور صحابہ کی ایک جماعت جو سب اہل بدر تھے اس
 اوسٹ اور غلام اور مکتوب کو عہد لئے یہی جناب ذوالنورین کے پاس گئے اور دیکھا کہ یہ غلام اور اوسٹ کیا
 اچانک ہی کہا ہاں۔ یہی دیکھا کہ یہ مکتوب کیا آپ لکھا تھا اس مکتوب کی مجھے خبر نہیں نہیں لکھا ہوں نہ یہ
 کہنے کا حکم کیا ہوں نہ اس غلام کو مصر کی طرف بھیجا ہوں۔ یہ سب سوال کیا کہ یہ کس طرح ہو گا کہ غلام اور اوسٹ اچانک
 اور اس مکتوب پر آپ کی خبر میری چکی ہو اور آپ کو اس کی خبر مکتوب حضرت عثمانؓ نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ نہیں
 خط کی مجھے خبر تھی نہ اس غلام کو میں رہا کرتا تھا نہ یہ بھیجا تھا کہ وہ خط مروانؓ کا بھی مکتوب کی شکایت
 کی اور کہا کہ مروانؓ کو ہمارے سپرد دیکھئے نامہ اس سے اس مکتوب کا قصہ دریافت کرے۔ اس وقت مروانؓ حضرت
 عثمانؓ کے ہی گھر میں تھا لاکھ انہوں نے اس کے دینے سے ایا کیا اور فرمایا کہ اتنی ہی بات پر میں اس کو تیار رہے حوالہ
 کر رہیں کہتا ہوں کہ تم اس کو قتل کر دوں شاید کہ کسی نے دشمنی سے لکھا ہو اور میرے بے اطلاع امیر ہوں کہ اس غلام کو
 قریب دیکھ لیا ہو میں نے فتنہ گروں میں تو ایسا کام ہوا کرتا ہی اگر اس کی سچ کو میں نامہ لکھا ہوتا تو
 کی راہ سے بھیجا ہوتا یا جلد پہنچے۔ حضرت عثمانؓ مروانؓ کو دینے سے ابا کرنا بھیجا کہ میرا لیندہ آیا اور میت ہی مانگا
 ہوا سب کے سب آئندہ خاطر رکھی مجلس سے اپنے مکانات کی طرف چلے گئے۔ مدینہ میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا
 جو حضرت عثمانؓ سے یا خوش اور دیگر نہ ہو۔ یہ سب یہی کہتے تھے کہ حضرت عثمانؓ سے ہرگز جھوٹی قسم نہ ہوگی۔ لاکھ
 جب تک مروانؓ کو ہمارے قریب نہ کریں ہمارا دل صاف نہ ہو گا۔ نامہ مروانؓ سے دریافت کریں کہ یہ مکتوب
 کون لکھا ہی اگر حقیقت میں عثمانؓ لکھا یا ان کے حکم سے مروانؓ لکھا ہو تو غلطی کو معزول کریں کہ کس لئے یا حق و مصالح
 کا قتل پر وادگیا۔ اور اگر مروانؓ اس کے بے اطلاع لکھا ہی تو ایسے فتنہ انگیز کو جناب خلافت مآب کس لئے اپنے کا رو
 بار میں مطلق العنان چھوڑا ہی وہ تو سزا دینے اور میرے گاہ خلافت سے دور رکھنے کے لائق ہی۔ انھیں حب اس
 مقدمے کی خبر سنہر ہوئی مدینہ میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا کہ حضرت عثمانؓ پر طعن نہ کیا ہو۔ اور جب یہ خبر پورے
 اور کوٹنے کے فتنہ گردوں کو پہنچی وہ سب بھی قابو پا کے اپنے شہروں سے مراجعت کی بنو زہرہ اور بنو مخزوم اور ہزول کے
 قبیلے والے جو آگے سے رنجیدہ خاطر تھے انکی دشمنی اور بھی زیادہ ہوئی۔ اور محمد بن ابی بکر حب اپنی قوم اپنے جو نہیں سے
 نصرت پا ہی تو انہیں کے قبیلے سے ایک جماعت جو مدینہ میں تھی انکی تائید بر کر باندھی اور مصر کے اوباش تو بہت تھے
 یہ سب ان کے حضرت عثمانؓ کے گھر پر چاہیں۔ نوں روز یا دو جیسے اکثر روز یا چھ جیسے ننگ حال اختلاف الا قول
 جاریہ کیا انکو نہیں چھوڑتے تھے تا کہ رسولی ننگ ناز کے لئے آویں اور مہتمما بان بھی انکے گھر میں جانے نہیں دیتے
 تھے تا ننگ انکے خلافت چھوڑ دیں۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافت نہ چھوڑے یکے باب میں انکو

خلافت حضرت عثمان ۲۷۱ مکہ فتنہ گرو کا آنا اور برپا کرنا فتنے کا

وصیت کی تھی اسلئے خلافت نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ اور مردان پر بہت رحم و شفقت پسند دل رکھنے کے سبب سے اسکو انکے تجویز بھی کر نہیں سکتے تھے عرض جب ظالموں نے پانی بند کر دیا۔ حضرت علی نے تشریف لائے ان فتنہ گرو کہنے لگے کہ تم نے جو کام اختیار کیا ہے یہ عداوت مسلمانوں کی ہی نہ کافروں کی۔ کفار روم جب کینکو اسیر کر کے قیدیوں میں رکھتے ہیں تو اسکو آب و طعام دیا کرتے ہیں بھوکا پیاسا رکھنا موت نہیں جاتے ہیں۔ پس تم حلیفہ وقت کے ساتھ ایسے سلوک سے پیش آنا ہرگز ہنر دار نہیں اس باب میں ہر حبیب مبالغہ کیا لاکن کچھ فائدہ نہ دیا۔ ان ظالموں کے دونوں میں نصیحت کچھ کارگر نہ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ مجھ صرے کے ایام میں جب موزوں حضرت عثمان کے دروازے پر آتا اور کہتا یا امیر المؤمنین تب جناب خلافت مآب تو باہر آہینے سکتے تھے لا علاج امر امامت کا جو الہامی ابو ہریرہ پر بھی ابن عباس پر فرماتے تھے آخر ان فتنہ گردوں نے موزوں کو زبردستی کی کہ انکو امیر المؤمنین کہتے تھے موزوں نے فقط لفظ الصلوة پر اکتفا کرنے لگا۔ آخر ان کا ظلم اس درجہ کو پہنچا کہ ابن حریز جو مصر کے سرداروں سے تھا مسلمانوں کی امامت کرنی شروع کی۔ منقول ہی کہ مجھ صرے کے ایام میں حضرت عثمان نے ایک دن اپنی قبلائی پر چڑھ کے آپ کو ان ظالموں پر ظاہر کیا۔ وہ نے نا عاقبت اندیشوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ اس سے بہتر قابو نہیں کہ اب انکو مار ڈالیں تاہم اس وعدے سے نجات پاویں۔ حضرت عثمان نے یہ نہ سکے فرمایا کہ واللہ خدا اور رسول نے میرا خون مناج نہیں کیا ہی۔ ایک روایت ہی کہ جب آپ کو ان پر ظاہر کیا کہا السلام علیکم کو کسی شخص جواب دیا۔ تب آپ نے پوچھا کہ تمہارے میں طلحہ بن عبد اللہ ہی انہوں نے کہا ان جناب ذوالنورین نے کہا انا لله وانا اليه راجعون میرا سلام اس قوم پر واقع ہووے جو اسلام کا وجود کرتی ہی اور ان میں طلحہ بھی داخل رہے جو عشرۃ المبشرہ سے ہی اور میرے سلام کا جواب نہ دیوے۔ یہ بھی ایک مصیبت ہی کہ جس پر استرجاع کیا جاوے۔ طلحہ نے سلام کا جواب دیکے کہا کہ سلام میں سنت ہی ہی کہ آپ کا سلام میں سنوں اور میرا جواب آپ سنیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کا سلام طلحہ نے بار اول نہ سنایا طلحہ نے جواب دیا لاکن حضرت عثمان کو مسخ ہوا۔ القصد جناب ذوالنورین کہنے لگے کہ اسی طلحہ میں قسم دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی کہاتم نے حضرت سے نہیں سنا ہی کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں مگر اس شخص کا کہ تین کام میں سے ایک کیا ہو۔ پہلا یہ کہ ایمان لائے بعد کافر ہوا ہو۔ دوسرا یہ کہ احسان کے بعد ناکیا ہو۔ تیسرا یہ کہ ناحق کسی مومن کو مار ڈالا ہو۔ الحمد للہ میں تو ان تین کاموں سے کسی کام پر اقدام نہیں کیا ہوں۔ پھر حضرت عثمان نے سب فتنہ گروں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ میں تمکو قسم دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اور حقوق اسلام کی سچ کہ انصاف سے نگذرو کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ شریف کی طرف تشریف آرزائی فرمائی تب اس شہر میں بیٹھا پانی نہیں تھا مگر ایک کنواں کہ جسکو ہر رومہ کہتے ہیں کنواں ایک یہودی کی ملک میں تھا وہ اسکا پانی اگر ان قیمت سے دیتا تھا اسلئے فقراءے ہا جریں پانی کی شکایت

الحمد للہ یعنی ظلم شروع ہو گا سو اس پر عالم کا اودھنا غائب ہی پس بن نہیں چیتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوؤں اور شام کھل جائے میں نہیں چیتا ہوں کہ دار ہجرت کی امانت اور روضہ نبوی کی قربت اور مجاورت ترک کروں۔ اور اس عساکر نے ابی نور العقیلی سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عثمان پر محاصرہ تھا میں انکی خدمت میں گیا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دس چیزیں عنایت کیں۔ میں یہاں تک اسلام میں چوتھا ہوں۔ اور حضرت نے اول اپنی دختر کے ساتھ میری ترویج کر دی جب اس بی بی کی رحلت ہوئی پھر دوسری صاحبزادی کے ساتھ میرا نکاح کر دیا۔ اور جب سے میں نے حضرت کے مبارک ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکے شرف بیت سے شرف ہوا پھر اس ہاتھ سے اپنی زیر ناف کو مس نہ کیا۔ اور جب سے میں نے اسلام لایا کوئی مجھ پر ایسا نہیں آیا کہ جس میں میں نے ایک بروہ آزاد نہ کیا۔ اور اگر اس وقت غلام حاضر نہ ہوتا اسکے بعد آزاد کر دیتا۔ اور کبھی میں نے زمانہ نہیں کیا ہوں نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں۔ اور کبھی چوری نہیں کی میں نے نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں۔ اور میں نے قرآن مجید کو سچ کیا انتہی۔ جب محاصرے کے ایام منقض ہوئے مالک نے حضرت عثمان کی خدمت میں عرض کی کہ یا امیر المؤمنین میں کا ہوں سے ایک کام اختیار کیجئے پہلا یہ کہ منصب خلافت چھوڑ دیجئے تا محالفین کو چھٹے بن اسکو مقرر کر لیں۔ یا اپنے قصاص کا حکم فرما دیں۔ اگر آپ ان ہر دو کام سے ایک بھی قبول نہ کریں۔ جائے کہ وہ آپ کو قتل کرینگے۔ جناب ذوالنورین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس خلعت سے مجھے عزت دی ہے اسکو کس طرح بگاڑوں حالانکہ وہ خلعت نہیں نکالنے پر حضرت نے مجھے وصیت فرمائی ہے اور تہدید شدہ یہ کی ہے قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ مجھ پر ظلم و جحاک تیغ بھی چلا دیں تو میں اپنے قتل کو دوست رکھتا ہوں اس بات سے کہ میرے بعد محمد یہی امامت سے ہاتھ اٹھاؤں۔ اور تم نے قصاص کی بات جو کہی واللہ میرے سے ایسا کام نہ ہوا کہ جو قصاص کا ہو۔ اور میرے قتل کی بات جو کہی میں بھی معاند نہ کرنا ہوں کہ اسکا قصد وہی ہے۔ لاکن یقین جانتے کہ اگر وہ میرے قتل پر اقدام کریں باہم انہیں بھی دوستی باقی رہے گی بلکہ انہیں برای اختلاف عادت ہوگا۔ پھر انکو دین محمدی کے دشمنوں پر بطریق اجتماع جنگ و قتال میرے ہونیکا پھر یہ بات عداوت کی و یا قوم کا پھسنا شقاقی ان نصیبکم مثل الصاب قوم نوح و قوم ہود و قوم صالح و ما قوم لوط منکم بیعید پھر فرمایا کہ غریب ہم اور یہ لوگ عرش علی کے پاس جمع آئینگے ہمارے اور ان کے درمیان خود اللہ تعالیٰ حکم کرے گا ہر خرق اپنی سرزد و جزا پائے گی۔ اور قریب ہی کہ یہ لوگ اسکے بعد دیکھینگے کہ ان پر کھدر صنف اور سختی رد و پوئی اور وہ آرزو کرینگے کہ میں ان میں زندہ رہا ہوتا۔ واللہ میں انکی امارت و حکومت کی رغبت نہیں رکھتا ہوں اگر حضرت کی یہ وصیت نہ ہوتی کہ امی عثمان اللہ تعالیٰ مجھے ایک فیصلہ پہنچا دے گا اور لوگ چاہینگے کہ اسکو تیرے سے نکال لیں۔ زہارا میرے خاندان کے اور وہ میرے ہیں اپنے سے دور نہ کیجئے۔ اور اسباب میں جو بلا تجھے لاحق ہو اس پر صبر و شکیب کیجئے۔ اگر یہ وصیت ہوتی البتہ یہ امارت چھوڑ دیکے اپنے گھر چھا ہوتا۔ واللہ اگر انکی تیغ

تخلاف حضرت عثمانؓ ۲۷۷

جنا سے نہ مارا جانوں تو مجھے مغرب میں مر جاؤ گا کیونکہ اب تو میری عمر نہایت کم تھی اور میرے اعضا ضعیف ہوئے
 جب کہ انیسویں یا تیرہویں اور باغیہ کا قتل ہوا تو میرے چاہا بہتر اور اسکی ترور سے تربت شہادت چاکا نہایت ترور
 اور خوسر اور ایسی غلامی اور بیارگی سے شہادت پانے میں رہنا ہے ایسی غلامی نہ پھر دعا کی کہ نہ اندام اور ان قریب
 اور جے کو سچا ہی اور چہرہ جاست میرے قتل کا اور اور کہتی ہی اسکا داعیہ انہیں پر پھر سے ایسا ہی جاست کو رہا
 اور متفرق کر دے اور میرا انتقام ہے۔ راوی کہتا ہی کہ قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ جناب ذوالنورینؓ کی دعا
 اکثر ان ظالموں کے حق میں سچا ہوئی۔ نقل ہی کہ عبداللہ بن عمرؓ ان کا پوچھنا کہ پانس جا کے کہنے لگے کہ کہو
 عیدہ اصالی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں عثمانؓ ذوالنورینؓ سے جنگ اور میں ایک ہاتھ نہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے
 اپنے کرم سے انکو کیا چاچہ فرمایا ولقد عفا اللہ عنہم اب تم نے ایک مغیرہ پچھتے ہو کہ انکو قتل کریں۔ وہ
 ہی کہ عبداللہ بن سلامؓ نے عاصی کے ایام میں مدینہ والوں سے کہنے لگے کہ ایسی اسلامانہ نہار عثمانؓ ذوالنورینؓ کے
 قتل کو گوارا نہ کرو اور قتل کا مدعا نہ نہ کہو تو قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ تمہارے سے قتل کی نسبت خلاف شریعت میں
 ہی ایسا نام زمان کی قتل کا اور اور خلاف طریقت ہی اور حکم حدیث نبویؐ کی راہوں پر گہائی کے لئے قتل
 کفر سے ہیں اس شہر میں قتل کو داخل ہونے نہیں دیتے ہیں تم غلیظہ وقت کے قتل سے ان فرستہ تین کو اور اور
 اپنے برے فعلوں کے سبب انکا اپنے شہر سے مت چلاؤ اور قتل کی ترور کو خلاف سے مت نکالو اور جاست کیس
 تفریق نہ۔ ایک روایت ہی کہ یوہی فرمایا کہ اگلی امتیں ان سنت اللہ ہی جاری ہی کہ جس امت نے اپنے پیغمبرؐ
 قتل کر لی ایک پہلے میں مرفورہ رہا ہے جانے۔ اور جب کسی پیغمبرؐ کے غلیظہ کو قتل کر لی ایک پہلے میں میں میں
 مرفورہ ہوئے۔ پس تم غلیظہ جن کے قتل پر اقدام نہ کرو کہ قتل کے مدعا سے تم پر کھل جائیگے اور تمہارے میں
 خونریزی جاری ہو جائیگی۔ واللہ تعالیٰ ہے جسے انکی قتل میں شریک ہو دینا قیامت کے روز اپنا پیغمبرؐ کا ہوا
 اور گاہ اپنی میں آدھا گیا ہے کہ اس شخص نے امیر المؤمنین عثمانؓ ذوالنورینؓ کے حقوق نہارے دے پر ایسے ہیں جسے
 باپ کے حقوق فرزندوں کے دے پر چون تم انکو حقوق سے بدل کر اور شریعت محمدیؐ کی مخالفت بجالاؤ۔
 جب عبداللہ بن سلامؓ کا یہ کلام حضرت ابیہامؓ نے سنا اسنے ساتھ بے ادب ہوئے اور
 اسنے ہی سے پیش آئے اور کہنے لگے کہ تو جو محمدؐ کہتا ہی یہودیت اور بفاق رکھتا ہی عبداللہ بن سلامؓ نے جواب دیا
 کہ تم کذب اور بہتان کی راہ چلتے ہو مصیبت اور مخالفت کے مدعا سے خلق پر کہو کہ جو ابامؓ ہی سے بدارت کرتے
 ہو۔ میں یوہی اور منافق نہیں بلکہ مودہ اور مومن شخص ام محمدیؐ ہیں اس بات پر خیر اور رسولؐ گواہ ہیں اور
 ماہر ان قرآن بھی اسے آگاہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکی آیات قرآنی سے میری شان کو بلند فرمایا ہی چاہیہا
 کیا قل ارایتم ان کان من عند اللہ وکفرتم بہ وشہد شاکھ من بنی اسرائیل علی

خلافت حضرت عثمان ۲۷۵ مکہ مکرمہ کو گانا اور برپا کرنا قسے کا

مثلاً قَامِنٌ وَاسْتَكْبَرَتْ جُرُجُكُ تَفْسِيرُ اور تاویل و تفسیر سے آگاہ ہیں ان سے دریافت کرو کہ اس آیت میں
 شَہِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ جو دروہی اس سے میں ہی مراد ہوں۔ اور دوسری آیت میں فرمایا قُلْ كُنْی
 بِٱللّٰهِ شَہِیْدٌ یَّتَنَبَّهْ وَیَسْمَعْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَآبِ کبار صحابہ سے پوچھو کہ اس آیت میں مَنْ
 عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَآبِ سے مراد کون ہی القصہ ہے نصیح شافیزہ و امور اعظم کا فیہ اس گروہ باقیہ میں کچھ تاثر کی۔
 روایت ہی کہ مدینہ و انون کی ایک جماعت نے حضرت عثمان کی خدمت میں پوشیدہ یہ پیام بھیجا کہ ہم کو اذن دیجئے
 کہ آپ کی طرف سے اس قوم کے ساتھ جنگ کریں۔ جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت نہ دی۔ ایک روایت
 ہی کہ زید بن ثابت انصاری نے حضرت عثمان کے حضور میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ انصار کرم تحید سلام پہنچاتے
 ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہلکا جازت ہو تو ان ظالموں سے قتال کرتے ہیں اور دوسرے بار انصار اللہ ہوتے ہیں۔
 جناب ذوالنورین نے انکے حق میں دعا سے خیر کی اور یہ جواب کہلا بھیجا کہ تمہاری تائید و نصرت کو میں نے بری
 نعمت اور منت سمجھا ہوں۔ لیکن جنگ و جدال مناسب نہیں جانتا ہوں کیونکہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ میرے
 مسلمانوں کی جان و مال تلف ہووے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے مکان میں انکے ہمراہ سات سو مرد تنگ حاضر
 تھے امام ہمام امام حسن بن علی و عبداللہ بن زبیر اور مدینہ کے اصحاب و اشراف کی ایک جماعت انکے ساتھ اتفاق
 رکھتی تھی اگر جناب ذوالنورین سے جنگ و جدال کی رخصت ہوتی انہوں نے ان ظالموں اور فاجروں کو اس وقت
 مدینہ کے سرحد سے نکال دئے ہوتے۔ و سہ ہر چند اذن چاہی اور اسباب میں بہت ہی الحاح اور مبالغہ کیا لاکھ حضرت
 عثمان نے ہرگز انکو رخصت نہ دی اور فرمایا کہ میں تمکو قسم دیتا ہوں کہ میری طرف سے قتال نہ ہو بلکہ مجھ کو میرے جان
 چھوڑ دو اللہ تعالیٰ میرے حق میں جو مقدر کیا ہی ہر آئینہ وہی ظہور میں آئے گا واللہ دَرَمَن قَالَ ۝ الْحُكْمُ
 لِلّٰهِ اِنَّ الْاَمْرَ لَکَیْسَ کُنَا ۙ وَمَا فِیْہِ دَسْوِی التَّشْلِیْمِ لِلْعَدْلِ ۙ حَبِیْبہ جو موسیٰ بن عبیدہ کی جزدہ ہی رت
 کرتی ہی کہ محاصرے کے ایام میں زبیر بن العوام نے مجھے حضرت عثمان کی خدمت میں روانہ کیا۔ اسوقت امام حسن
 بن علی و ابو ہریرہ و عبداللہ بن عمر اور صحابہ کرام کی ایک جماعت انکے پاس تھی شخصی میں سے عرض کی کہ مجھے زبیر بن
 العوام نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہی تحیہ اسلام پہنچانا ہی اور کہتا ہی کہ میں نے تمہاری محبت اور اطاعت میں بہت
 قدم ہوں اور آپ کے ہاتھ پر جو بیعت کی ہی اس میں تغیر و تبدل راہ نہیں پایا ہی۔ اگر فرماتے ہو آپ کی خدمت
 میں حاضر ہوتا ہوں یا حکم دیتے ہو تو اسی جگہ آپ کی خدمت اور طاعت بجا لائے ہر کمر باندھا ہوں بزم اور بنو
 کے ہر دو قبیلے و انون نے میرے سے وعدہ کیا ہی کہ کل علی الصبح میرے دروازے پر حاضر ہووین اور میں جو حکم
 کروں بجا لاوین۔ جب امیر المومنین عثمان ذوالنورین نے یہ پیام سنا نہایت خوشی سے تلکیر کہی اور کہنے لگے
 شکرو سپاس ہی اللہ عزوجل کا کہ میرے برابر کو رخصت کی جگہ میں ثابت قدم رکھا اور یہ قوم جو خلافت و شقاق

خلافت حضرت عثمانؓ - ۲۷۶ - حضرت گرو تھکا انا اور رب پا کر نافتے کا

میں گرفتار ہیں اس سے اسکو بچایا۔ پھر قاصد سے کہنے لگے کہ میرے برادرِ نیک کو میرا سلام پہنچا اور کہہ دیجئے کہ رب پا کر نافتے کا خوشی اس باب میں ہی کہ تم اپنے مقام میں مقیم رہیں اور جو شخص کہ اسلام کا دعویٰ کرتا جو میرے واسطے اپنے رب سے نہ کیجیے میں اللہ تعالیٰ سے یہ امید کرتا ہوں کہ اس جلاکو میرے لئے منع کر دے۔ اور ابو ہریرہؓ جو اس وقت میں حاضر تھے اٹھے اور کہنے لگے کہ یاد رکھنا میں تمہیں اس بات سے خبر دوں جو میرے کان جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہی حاضرین نے کہا کہ فرماتے۔ تب کہنے لگے کہ قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ میں نے حضرت سے یہ سنی جو فرماتے تھے کہ میرے بعد بیت سے فتنے اور منکرات اور بڑے حال۔ نے میری امت میں چید ہو دیئے تب مجھ پر عرض کی کہ ان بلیات سے نجات کس طرح حاصل ہو۔ فرمایا کہ تمہارا مرجع اور میرا مرجع امین اور اسکے تابعین ہوں۔ حاضرین نے جب یہ حدیث سنی حضرت عثمانؓ سے عرض کی کہ ابو ہریرہؓ اور حضرت سے ہر کوئی حقیقت الامر آپ کی حمایت میں نہیں ہو گئی اب ان دنوں دیکھتے ہیں کہ وہ سے معاملہ کریں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں تمکو سو گند دیتا ہوں کہ ان لوگوں کے ساتھ جنگ نہ کرو اور مجھے اس گروہ میں داخل نہ کرو کہ جو اسلام کا دعویٰ کریں ان پر تیغ چلاؤں بلکہ اس بلا میں صبر کرنا حضرت کی وصیت ہے جالا میرے حق میں بہتری، نقل کیا کہ میرے کے ایام میں سعید بن عامس نے جناب ذوالنورین کے پاس آگے کہنے لگا کہ یا امیر المؤمنین میری رہائی میں یہ بات اتنی ہی کہ آپ بیت اللہ کا احرام باندھ کر کے نکلیں کہتے ہوئے گھر سے باہر نکلیں میں امید کرتا ہوں کہ جب آپ زیارت بیت اللہ کا قصد کرتے ہیں انکو کچھ ایسا کہیں گے اور جب آپ مکہ معظمہ کی مسکوت اختیار فرما دیں بلکہ میرے دین دخلہ کا ان ایسا کہ انکو حرم حرم بن امس حاصل ہو دیگا اور کہی شخص آپ کے ساتھ قرض لے کر سیکے گا جب لوگ اس شہر میں آئیں ایسا ہی پر کرنا میں پھر یہاں کی اقامت مناسب نہیں ہے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ بات عقل سے نہایت دور معلوم ہوتی ہے کہ یہ قوم وہاں باندھتے انکا جب حیرت خون کو مبل جانیں مجھے کہتے اللہ کے حد سے منع کریں بلکہ کہتے اللہ کی زیارت سے بھی منع کر دیئے اور سو اس کے دارِ ہجرت کی اقامت اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمسائیگی کو چھوڑ کے دوسری جگہ کیسا اختیار کروں۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے غلاموں نے کربا دی ہوئے توارین کھینچے ہوئے کھڑے تھے اور ارادہ یہہ رکھتے تھے کہ اس گروہ اور باش کے ساتھ جنگ و پرخاش کریں جناب ذوالنورین کی نظر جب ان پر پڑی فرمایا کہ تمہارے سے جسے اپنی ہتھیار توالہ ہے اور جنگ نہ کرے اسکو میں تیرا آزاد کیا ہوں اور صحابہ کی ایک جماعت اور مدینہ والوں کی ایک گروہ ہاتھیار ہو کے جنگ پر آمادہ ہو گئی حضرت عثمانؓ نے انکو فرمائی اور برے مہانے سے فرمایا کہ ہتھیار آپ سے دور کر دو کیونکہ مسلمانوں کی صلاح و فلاح اسی میں ہے۔ تب انکو ایک جماعت سنگسار ہی شروع کی حضرت عثمانؓ نے آواز کی کہ لوگو یہ جنگ انداز ہی کہا ہی۔ ان رجسٹروں

خلافت حضرت عثمان ۲۷۷ مکتبہ گرونگانا اور برپا کرنا فتنے کا

ایک ظالم نے کہا کہ ہم تیر بہنیں چھینکتے ہیں لاکن حق تعالیٰ نے غضب میں آگے یہ تیر برساتا ہی حضرت عثمان نے فرمایا کہ تم جھوٹہ کہتے ہو اللہ کی پناہ اگر خدا تعالیٰ کا غضب میرے طرف متوجہ ہوتا اور وہ تیر برساتا یقین ہی کہ یہاں تیر خطا نکلیا ہوتا۔ حضرت عثمان کی حرم محترمہ نایہ سے مروی بی کہ جب اوباشوں نے محاصرہ کیا اندرون اکثر حضرت عثمان روزہ رکھتے تھے اور دوسے ظالموں نے میٹھا پانی ان پر بہاں تک بند کر دیا تھا کہ کسی کو طاقت نہیں تھی کہ تھوڑا پانی روانہ کرے شہادت کے آگے ایک روز اپنی عادت کے مطابق روزہ رکھا میں نے ان کے افطار کے لئے ایک پیالہ میٹھا پانی ان بے مردوں سے مانگی بہنوں نے تمسخر اور استہزاء کے طور پر کہا کہ تیرے مکان میں تو پانی کا کنواں موجود ہی حالانکہ اس کنوے کا پانی نہایت کھارا تھا۔ غرض حضرت عثمان افطار کنوے کے سر گئے اس لئے میں بغیر ارحی اور پانی کے لئے بہت دواؤں کی کر رہی تھی آخر صبح کے قریب اپنی بہنوں پر چڑکے اپنے ہمسایوں سے ایک کے پاس پانی طلب کیا تو آب شیرین کا ایک کوزہ میسر ہوا تب میں نے حضرت عثمان کو بیدار کیا تا تھوڑا پانی نوش فرما دیں تب انہوں نے آسمان کی طرف نظر کر کے فرمایا کہ اب تو صبح ہو چکی اور میں نے روزے کی نیت کی ہی۔ بی بی نے کہا کہ جب آپ نے کل کا روزہ انضام کیا یہاں تک کہ ایک گھنٹہ پانی بھی نہ پیا پھر آج کس طرح روزہ رکھو گے جناب ذوالنورین فرمایا کہ اس گھر کے چھت کے اوپر سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر ظاہر ہوئے اور حضرت کے ساتھ آب شیرین کا ایک دیوتا فرمایا کہ اگر شرب یا عتقائے میں نے اس کو نوش کیا میں بار بار ایسا ہی اس کو پیئے گا حکم ہوتا تھا اور میں نوش کرتا تھا یہاں تک کہ میں سیراب ہوا پھر اسکے بعد حضرت نے فرمایا کہ ابی عثمان یہ لوگ کل کے دن تجھ پر هجوم کر گئے اگر تو ان کے ساتھ قتال کریگا اللہ تعالیٰ تجھ کو ان پر فتح و نصرت دیوے گا اگر تو جنگ نہ کر کے صبر کرے گا کل کی شب ہمارا پاس آگے افطار کریگا اسی نایہ میں نے اس کو اختیار کیا ہوں کہ اس دنیا سے قافی سے رخت سفر باندھوں اور حضور نبوی میں جا کے افطار کروں۔ پس اپنی بی بی کو دواغ کیا دوسرے دن جو روز جمعہ تھا حضرت علی کی خدمت میں پہنچ کر پہنچ کر اوباشوں نے آج کے روز حضرت عثمان کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں یہ خبر وحشت اثر کہتے ہی نہایت محزون و طول ہوئے اور ان ظالموں کو بد کہا اور فرمایا کہ مروان کو طلب کرنا انہیں پہنچا ہی نہ قتل عثمان پس اس وقت آیت قرۃ العینین ریحانائیں رسول البقیلین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کے ساتھ اپنے غلام قنبر کو دیکے حکم کیا کہ تم اپنی شمشیریں حایل کئے ہوئے عثمان ذوالنورین کے دروازے پر جا کے کھڑے رہو اور ان ظالموں سے کسی کو گھر کے اندر جانے نہ دو ان عثمان ذوالنورین سے استعذر التماس کی کہ وہ مروان کو بکر کے ان کے تحمل کرویں تا فتنے کی آتش کچھ جاوے۔ ظلم اور زہر اور دوسرے سیاہی کو کم نے جب سنا کہ حضرت مرتضیٰ علی نے اپنے جگر گوشوں کو جناب ذوالنورین کی مدد پر روانہ کیا ہی آپ بھی اسکا اقتدار کے اپنے فرزندوں کو روانہ کیا تا ان شہزادوں کو نکلے طراز میں رہیں تب ان ظالموں نے دیکھا کہ حضرت عثمان کی مدد پر شرفا کی ایک جماعت اکھری ہی بالکل گستاخ

خلافت حضرت عثمان ۲۷۸ شہادت حضرت عثمان

سو کے تیرا ناز ہی اور سنگ آری شروع کی بیان تک کہ حضرت امام حسن کا چہرہ مبارک خون آلودہ ہوا اور عروہ اور
 بنی زخنی ہوئے اور قبر کا سر محض گیا جب ادا شد تو حضرت امام حسن کا چہرہ مبارک خون آلودہ دیکھا جاتا
 گہرا سے کہ کہین یہ خبر سب بنی ہاشم کو نہ پہنچے اور وہ سب کسب متفق ہو گئے اکی مدد پادین تو جاری سی باطل و باطل
 اس نے ایک ناصحت تیرا دہن پیرے باختر رکھا۔ اور ایک روایت ہی کہ حضرت عثمان کے مدد سے پرے آتش بیکینی
 شروع کی تو لوگوں نے دور ہونے لگے تب اس فرصت کو غنیمت جان کے مدد سے پرے آئے جس کے اندر ہو گئے اور
 کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے ہمسائے میں ایک انصاری کا جو گھر تھا اسکی دیوار تودہ کے نیچے اس راہ سے حضرت عثمان
 کی خرابی میں داخل ہوئے تب جناب ذوالنورین ناز میں متحول تھے اور سورہہ طہ کی قرات اکی زبان مبارک پر جاری تھی
 اب اسورہ طہ اور آیت نام ہونے پر بنی ہاشم کی ناز میں کہ چل چلا آیا۔ جب ناز سے فرغت حاصل ہوئی تو ان عید سے
 کو وہ میں لیکے کہوئے ہی یہ آیت غریب نکل اذ فی قال کم الناس ان الناس قد جمعوا الیکم فاختصم
 قرآنہم ایما ناکالوا استبنا الله ونعم الوکیل عرض حضرت عثمان نے عداوت قرآن میں متحول ہو
 ایک غلام نے ایک اینٹ بیکین کے اگلے چہرہ مبارک کو زخمی کیا۔ کہتے ہیں کہ عروہ بن ابی بکر نے ان حضرت عثمان کے
 گھوڑوں داخل ہوئے اس جناب کی مبارک قد ہی بکری جناب ذوالنورین نے کال حکایت اور زخمی کے ساتھ فرمایا کہ
 اسی میرے بھائی کے قتل داری چھوڑ دیکھتے قسمی، اور غالی کی اگر تیرے چہرہ پر گور وندہ رہتے تو اس مہر نام فرجام
 اقامت فرماتے کیونکہ انہوں نے میری دہی کا کلام کرنے سے یہ حکام سننے ہی عروہ بن ابی بکر کے ولین تری ہی وقت پیدا ہوئی
 اس وقت اپنا قاتل کیچ لیا اور نہایت ناہم و غرور منہ ہوئے بھر گئے۔ میرا اسکے بعد ایک شخص بہت قہار لے آگئے وہاں
 کہ جب کا نام رومان بن مروان بن مخزوم بنی ہاشم ویک آیا اور کہا کہ اسی خوش تو کیا دین رکھتا ہی جناب ذوالنورین نے
 کہا کہ میں فضل نہیں بلکہ عثمان بن عفان ہیں اور ہم غیل کی ملت یعنی اور غیر آخر الزمان خود غری کے دین متین پر ہوں
 اور مشرکوں سے بہتین ہوں بلکہ تیرے دونوں مدد غلوں سے ہوں۔ اس پر سخت لے کہا کہ تو خیرت کہتا ہی بھرا ہی خیر
 ان پر جلاں۔ اور ایک روایت ہی کہ سودان بن حمران بھی جب حضرت عثمان پر شمشیر چلائی تب اکی بی بی نایب نے
 درمیان چاہل ہو کے اپنا ناخن سیر کیا ساس سب میں اکی انگلیاں کٹ گئیں اور حضرت عثمان نے شہادت پائی اور
 انکا خون مبارک آیت فسبکھینکھم الله وهو السميع العليم پر پکا قرآن مجید رگیں پڑا کہتے ہیں
 کہ اس حالت میں بھر تو ان ایک مرد نے غلام کیلہوا اگر نہیں آیا اور دیا کہ حضرت عثمان کو مستحکم کرنے اکی بی بی نایب
 آئے تو ہر اور اسکی شرف کے درمیان چاہل ہو گئیں اور بنی شجاعت سے اسکو دے گئیں ایسے میں حضرت عثمان کا
 ایک غلام کہ جب کا نام رباح تھا جو آپسچا اور ہی تودہ سے اس مرد و کامر چدا کیا۔ قتل ہی کہ حضرت عثمان کی بی بی
 اپنی مہارتی پر چڑچڑاکی کہ لوگو امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین نے شہادت پائی اور ماہ ذوالحجہ کی بیسویں

کہ دردت آئینہ سنی حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور اولاد صحابہ کی جو ایک جماعت حاضر تھی بے اختیار دو اذان گھر کے اندر آئی اور جناب ذوالنورین کو مقتول و تدبوح پایا۔ دیکھتے ہی آیاہ امانت پر ہی اور بہت ہی در وقت کی اور روتی ہوئی باہر آئی۔ اور جب یہ خبر حضرت علی مرتضیٰ و طلحہ و زبیر و سعد بن ابی وقاص اور دوسرے صحابہ کو پہنچی دے سہی بے اختیار اپنے گھر دن سے دو ان دوان نہایت جلدی سے حضرت عثمان کے گھر آئے خصوصاً حضرت علی نے جب جناب ذوالنورین کو اس حالت پر دیکھا بہت افسوس کیا ہر دو صاحبزادگوں پر نہایت غصہ ہو کے فرمایا کہ یہ بات کب سزاوار تھی کہ عثمان ذوالنورین سزاوار اس طرح مقتول ہو دے اور تم اسکے دروازے پر حاضر رہیں اور اسکے قانون کو اندر جانے سے نہ دیکھیں اور اس دروازے سے اس قدر بے طاقت و بے اختیار ہوئے کہ حضرت امام حسن کو ایک طباطبائی اور حضرت امام حسین کے سینے پر اپنا ماتہ مارا اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ بن زبیر پر بہت ہی غصہ ہو کے زجر و توبیخ کی تب انہوں نے عرض کی کہ یا علی بھلا کونسا خبر ہوئی کیونکہ دے اوباش ہمسائے کی دیوار توڑ کے اندر داخل ہوئے۔ جناب امیر نے پھر گھر میں تشریف لیا کہ حضرت عثمان کی بی بی سے دریافت کی کہ تمہارے شوہر کو کون قتل کیا اسنے کہا یا اباجحسن دو شخص اجنبی ایسے آئے کہ میں انکو پہچانتی نہیں ہوں اور انکے ساتھ محمد بن ابی بکر بھی تھے پر میں نہیں جانتی ہوں کہ کسے قتل کیا جناب امیر نے محمد بن ابی بکر کو ہلاکے استغفار کی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کے کہا کہ یا علی میں انکے قتل کی ہر ارادے سے نزدیک گیا جب حضرت عثمان نے میرے والد کا نام لیا مجھے ایک رقت پیدا ہوئی سو پھر گیا میں تو یہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف واللہ میں نے انکو قتل کیا تب عثمان کی بی بی نے کہا کہ محمد بن ابی بکر اپنے قول میں سچا تھی۔ اللہ حضرت علی نے امانت پر تھے ہوئے اپنے گھر تشریف لائی۔ کہتے ہیں کہ جناب امیر کو یہ گمان تھا کہ حضرت عثمان کے قتل میں طلحہ کی تائید و اعانت ہوئی ہو اسلئے اسنے حضرت امیر سے ملاقات کر کے کہنے لگا کہ یا اباجحسن کس لئے آپ اسقدر قہر و غضب فرماتے ہو اور جنسین کر میں کو بے قصہ کس لئے آزر دہ کیا جناب امیر نے فرمایا کہ کس لئے غصہ نہ کروں حالانکہ امیر المومنین عثمان ذوالنورین جو حضرت کی شرف و محبت سے مشرف اور انکی قرابت قریبہ اور دو مصاہرت سے معزز و مقرب رہے اور بلا حاجت شرعی ایسا مظلوم مارا جاوے۔ طلحہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین اگر مردان ان لوگوں کے تحویل کر دیتے تو اسکا ہم اس درجے کو نہ پہنچا ہوتا۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ مردان پر جرم ثابت ہونے کے اگے کس طرح انکے تحویل کریں اور کس طرح اسکے قتل کو جواز رکھیں پس حضرت علی نے نہایت طول و مخروں کا رقت سے اے انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر اپنی اور یار گاہ الہی کی طرف رجوع ہلا کے کہنے لگے کہ بار خدا یا جنہوں عثمان ذوالنورین کو قتل کیا اور جنہوں نے اس باب میں سخی کی میں انے بیزار ہوں اور انکے قاتل کو تیرے قہر و غضب مستحق جانتا ہوں عرض جب جناب امیر نے منہ مود لگیا اپنے مکان کی طرف مراجعت کی لوگوں نے انکی خدمت میں دور سے اور کہنے لگے کہ اچکا یا بچہ دراز کیجئے تاہم عیث کر بن کیونکہ مسلمانوں کو سوائے امیر کے چارہ نہیں حضرت

میں نے فرمایا کہ کیا میرا نام تو نہیں سنیٹا بلکہ میرا نام اصل بزرگ و بزرگوار ہی اگر وہ جسکو چاہیں غلیظہ و جہنم میں نہیں
 اہل بر سے بھی کوئی باقی نہ رہا مگر حضرت علی کی خدمت میں آئے کہ میں کہتا تھا کہ خلافت کے لئے آپ کے سر پر کئی
 احق نہیں ہی کیا مگر وہ نہ کیجئے تاہم بیعت کریں تب حضرت علی نے فرمایا کہ قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ میں شرم رکھتا ہوں
 اہل بیت سے کہ جن لوگوں نے عثمان ذوالنورین کو قتل کیا ان سے بیعت کروں۔ اہل میں شرم رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ سے
 کہ میں لوگوں سے بیعت کروں حالانکہ عثمان اپنی مہزون بنو متھول ہی کا حضرت عثمان کی شہادت کے بعد ان کو اہل شرم
 حضرت عثمان کا گھر دیکھنے پر کہ باہر ہی اب رہا کہ گھر اور چند مکانات جو حضرت عثمان کے قریب تھا میں نے انکو بھی دیکھا
 اور سنا ہی کیا بلکہ خزانہ بیت المال کا دروازہ توڑ کے لوٹ لیا اور درجہ جان بھر دہم ان ظالموں کے ہاتھ اٹھائے کہتے تھے کہ
 حضرت عثمان کے گھر میں ایک عہدید مقفل تھا اسکو دیکھ کے کہنے لگے کہ شہادت بیت المال سے خیانت کیا ہو یا
 اس میں ہو گا جب اسکو توڑ کے دیکھا تو ایک تہہ مرستہ اس میں موجود تھا اسکو دیکھ کے بہرگان کیا کہ اس تہہ
 میں ایسے جو اہل نفس ہو گئے کہ جسکی قیمت ایک ہلکت کا خرچ ہو اسکو بھی کھڑکڑا دیکھا تو ایک دفعہ شہادت حضرت عثمان
 اپنے خطنامہ سے لکھا ہی تھا ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له وان محمدًا عبده ورسوله

وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ عَلَيْهِ أَسْمَى وَهِيَ ابْنَةُ
 دہری رہی تھی سیکو بھی اہل نہیں تھا کہ انکو اٹھا کے دفن کرے آخر حضرت علی کی سی سے لوگوں نے بے وقت انکی
 تجزیہ و تکلیف کی اور جنازہ میرزا نے سے حضرت عثمان کے گھر کا ایک دروازہ نکال کے جسد مبارک کو اُس پر تپا اور
 دسے اوپاش پانی ہوئے اور فرما کر کہنے لگے اندھیت سے اندھیری شب میں مغرب و صبح کے درمیان اسکا جنازہ
 اٹھا کے بیچ کی طرف لے چلے تب بھی پہنچے تو اندھیروں نے اسکا جنازہ کے رنگ انداز ہی شروع کی جس میں کچھ
 روئے تھے اندھیر کہتے تھے کہ اب الیر المؤمنین ائمہ ترحم اور علم جواب ہے و اما میرا باوجود اسکے بے لوگ کس شہر کی
 کرنے ہیں۔ رعایت ہی کہ جب بیچ نزدیکی یافت کیست ایک آواز آئی کہ ایک کو دفن کرو اور نماز پڑھو کہ لوگوں
 نے اس پر نازی رہی ہی بیٹے اس پر رحمت کی۔ اور ایک رعایت ہی کہ حکیم بن خرام اور خلیفہ بن حید الغری اور جیسر بن
 اور زبیر بن العوام نے ان پر نازی پڑی۔ اور ایک رعایت ہی کہ جناب ذوالنورین نے وصیت کی تھی کہ زبیر بن زنا نہ پڑے
 عرض چاہئے تھے کہ ابکو مقبرہ میں دفن کریں ایسے میں ہی مازین کا ایک شخص کے مانع ہوا اور کہنے لگے کہ اگر تم
 اس مقبرہ میں دفن کریں میں اوپاشوں کی جاعت کو خرد و گھٹا فاقہ کو دے سکال میں جب اس باہر چلے رہا
 ہی ناچار جنازہ وہاں سے اٹھا کے اس مقام میں لے آئے کہ جسکو کچھ کوب کہتے تھے اور اسی جگہ دفن کیا اور وہ
 اسی پہلی قبر ہی جو کس جگہ ہوئی حضرت عثمان کی شہادت و ہجرت کے تیسویں سال ایام تشریق کے اور صراط میں واقع تھی

ایک قول ہی کہ جسے کا دن ذی الحجہ کی تیرہویں یا اٹھارہویں تھی تب انکی عمر تشریف اکاسی یا سیاسی کی تھی اور انکی خلافت کے ایام دس روز کم بارہ سال تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے ایک مدت مدید اس واقعے کے آگے جب شخص کو ب پر گزرتے فرماتے تھے کہ اس مقام میں ایک مرد نیکو کار کو دفن کرینگے۔ روایت ہی کہ حضرت عثمانؓ کی روح مقدس جب اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کیا اس مکان کے چہار جانب سے چار آوازیں آئیں۔ ایک طرف سے یہ ندا ہوئی کہ یا اَبْنُ عَفَّانِ ابْشِرْ بِحَيَاتِ ذَاتِ الْوَكُنْ دوسرے طرف سے یا اَبْنُ عَفَّانِ ابْشِرْ بِرُوحِ وَرَبِّكَ تیسرے طرف سے یا اَبْنُ عَفَّانِ ابْشِرْ بِعِزِّ الْجَنَانِ اور چوتھی طرف سے یا اَبْنُ عَفَّانِ ابْشِرْ بِرَبِّ غَيْرِ غَضَبَانِ اور جب یہ خبر کہ معظمین ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچی بی بی نے نہایت غمگین اور بیقرار ہو کے اپنے گھر سے باہر تشریف لائی اور فرمانے لگی و احسننا کہ عثمانؓ ذو النورین نے مارا گیا اور بہت حسرت و انوس کھائی اور یہ بیت برہی ۵ لَوْ كَانَ فِي الدُّنْيَا كَرِيمٌ مَخْلُودٌ مَخْلُودٌ وَكَانَ كَيْسٌ حَيٌّ مَخْلُودٌ یعنی اگر کوئی کریم دنیا میں ہمیشہ رہتا تو قومی ہمیشگی پاتا لیکن کوئی زندہ ہمیشہ رہنے والا نہیں۔ ابام جلال الدین سیوطی نے اپنی تاریخ الخلفاء میں لایا ہے کہ ابن عباسؓ نے حدیث سے نقل کی ہے کہ فتنہ اول حضرت عثمانؓ کا قتل ہی اور فتنہ آخر و جمال کا خروج قسم ہی اس پر دروگاہ کی کہ جسکے ہاتھ میں میری جان ہی نہیں مر گیا وہ شخص کہ جسکے دل میں ایک رائی کے دانے برابر قتل عثمانؓ کی محبت ہو مگر وہ قلع ہو گا دھال کا اگر اسکو پایا ہو گا اور اسکو نہ پایا ہو تو اپنی قبر میں اس پر ایمان لائیگا۔ اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ فرمایا جس دن لوگوں نے عثمانؓ کا قتل چاہا وہ لوگ اس بات کے مستحق ہوئے کہ آسمان سے ان پر تیر برسے۔ اور قیس بن عباد سے منقول ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ جنگ جمل کے روز فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْكَ مِنْ دَمِ عُمَانَ یعنی ابھی میں جو قتل عثمانؓ سے ناراضی اور بری ہوں تیرے طرف ظاہر کرتا ہوں۔ اور ابن عباسؓ نے ابی طلحہ الحنفی سے نقل کی ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا ہی جو فرماتے تھے کہ نبی امیرؐ زعم کرتے ہیں کہ میں قتل عثمانؓ سے راضی تھا قسم ہی اس پر دروگاہ کی جو یگانہ ہی میں انکے قتل سے راضی نہیں تھا بلکہ میں منع کیا لاکن لوگوں نے میری بیفرمانی کی۔ اور سمرہ سے منقول ہے کہ کہا مقرر اسلام ایک مضبوط قلعے میں تھا لاکن لوگوں نے قتل عثمانؓ سے اس میں موباح ڈالا سو وہ روزن قیامت تک بند ہو دینگا خلافت تو مدینے والوں میں تھی جب انہوں نے اسکو نکالا پھر انہیں وہ عود نکلی۔ منقول ہے کہ حضرت عثمانؓ کی بی بی نایبہ نے انکے خون آلودہ پران کی استین سے اپنے کتے ہوئے انگلیاں باندھے معاویہ کے پاس روانہ کیں۔ معاویہ نے اسکو لیکے منبر پر چڑھے اور بہت رقت و زاری کے بعد کسب شام کے اشراف اور عمائد کو سو گند دی کہ جب تک قاتلان عثمانؓ سے قصاص نہیں اپنے عورتوں سے نزدیکی نہ کریں اور فرش راحت

بھی جب وہ تین برسوں کا ہوئی اس وقت اس کی نگاہ میں ایک نیکو بنگاہ پڑی۔ اس بنگاہ نے اس کی نگاہ میں
 کی بی اس نے رات کو اس کے پاس پہنچا اور اس کی خدمت میں اس کی خدمت میں اس کی خدمت میں اس کی خدمت میں
 عجم و قسطنطنیہ کا چارواں ہی تھا اور اس کا نام تھا اس کا نام تھا اس کا نام تھا اس کا نام تھا اس کا نام تھا
 ولید اس کا پسری جان چھوڑا اس کا پسری سالقان جان دیکھ کر اس کی خدمت میں اس کی خدمت میں اس کی خدمت میں
 عبد اللہ بن عمر بن عبد الملک تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا
 اس کے پاس سے اس کا ایک فرزند دیکھ کر اس کی خدمت میں اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا
 کی ماوراء النہر بھی مریم عبد اللہ بن عمر بن عبد الملک تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا
 اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا اس کا پسری تھا

مطاعن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلا طعن یہ ہے کہ عثمان بن عفان
 مسلمانوں پر ایسے لوگوں کو حکومت دی کہ جسے ظلم و جحیم واقع ہوا اور ان کے اعمال شنیعہ کے مرتکب ہوئے جیسے
 ولید بن عقیقہ نے شہر لایہ کے منہ کی حالت میں لایہ کی امانت کی اور صبح کی نماز چار رکعت پڑھی۔ اور دیکھا کہ کوثر
 کے چاروں ضووفوں پر حاکم چڑھ گیا اور اس کے سر پر مال ڈال دیا اور انہوں نے اس کے قوت سے حضرت امیر کی عہد خلافت
 میں جو کچھ ان کے پاس لایا پوچھنا شروع کیا اور عبد اللہ بن عبد بن ابی سرج کو دانی سے چھڑا دیا اور اسے دمان کے لوگوں
 پر حاکم کیا اور وہ لوگ ہمارے ہونے کے بعد زمین اس کے ملو کر گئے۔ اور مروان کو اپنا وزیر اور قاضی بنایا اسے محمد
 بن ابی بکر کے حق میں مرج فریب دینے کے اقبیلوا کی جائے براقطلو لکھا۔ اور عثمان ذوالنورین نے اپنے مالوں
 کے حال پر باوجود مطلع ہو چکے اسے سکوت فرمایا اور جلد انکو مغرول کیا یہاں تک کہ لوگوں نے اسے بہت تنگ
 عثمان بن عفان سے بڑی نفرت پیدا کی پھر انکو مغرول کرنا کچھ فائدہ نہ دیا آخر فساد اور اس کے قتل کی نوبت پہنچی سو
 اس کا تدارک نہ کر سکے جسے ایسا بری تدبیر والا ہوا اور عادل کو ظالم سے جدا کرے اور مردم شناس بنو سے قابل امانت
دوین جواب اس طعن کا یہ ہے کہ نام کو یہی چاہئے کہ جس شخص کو ایک کام کے لائق جائے وہ کام اسکو سونپ
 غم غیب تو اہل سنت کے بلکہ جمیع طوائف مسلمین کے پاس شیعہ کے سوا شرط امانت نہیں۔ اور عثمان ذوالنورین نے
 جس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اسکو کام انوالا سمجھتے تھے اور امین و عادل اور اپنا مطلع و مفاد پر ہنگام کر کے گمان کیا اسکو یا
 و ادارت بخشی اور توارخ سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع حضرت عثمان کے عاملوں نے حضرت عثمان کی نسبت و اقیام اور قوت
 کتنی اور دور دور کے فتح ملا اور فتح کرنا کی اور حبشی و چالاک میں اور سستی اور آرام طلبی نہ کرنے میں باورہ روزگار تھے
 اسی جگہ سے قیاس کیا جائے کہ مغرب کی جانب اندلس کے قریب تک اور مشرق کی طرف کابل اور بلخ تک اسلام کا سرحد
 پہنچا یا اور روم میں داخل ہوئے اور بحر و برین رومیوں کے ساتھ قتال کر کے غالب آئے۔ اور خلیفہ ثانی کے وقت
 عراق عجم اور خراسان میں جو ہمیشہ فتنہ و فساد ہوا کرتا تھا اس ملک کو ایسی جاروب دی اور غزال کیا کہ دمان کے

لوگوں نے پھر اٹھائے اور فرمایا اے خلافت تہ پائی۔ پس ایسے لوگوں سے جسے کاموں میں حضرت عثمان کے
 گمان کے برخلاف ظاہر ہو تو حضرت عثمان کی کیا تعمیر حبیب کی بات انکو سطح معلوم ہوا انہوں نے اس پر بھی سکوت
 کیا مگر اس قدر کہ دیگر یوں کی اہمیت تحقیق کو پہنچے کہ یہ مگر عادلانہ و حاکمون کے دشمن بہت ہوا کرتے ہیں خصوصاً
 رعایا کی میان میں عرفا کی حق میں جلدی ہوتی ہی عادلانہ و حاکمون کے کارکنوں کو مجبور کرنے میں جلدی کرنی ملک و مملکت
 کی خرابی کا سبب بنی جب بعضوں کی خیانت اور شامت تحقیق کو پہنچی جیسے ولید بن مسعود اسکو مجبور فرمایا اور
 معاویہ تو حضرت عثمان کے زمانے میں فرماوا دیات کی بھی اسکو مجبور کر لیا بلکہ غزوہ روم اور کئی فتوحات
 اسکے ساتھ پر ہر ہوئیں۔ یہ عید اللہ بن سعد بن ابی جرح حضرت عثمان کی شہادت کے کیا رو گزین ہوا اور اصغر ان
 جگہوں میں چھوٹا ہے کہ انھوں نے وہ اپنے دخل نہ پائی بلکہ ہے اس کے حسن حال و صلاح مثل پر پائی بلکہ
 ہیں۔ اور اسکی نکات میں جو دینے میں پہنچی حسین وہ ہے یہ عید اللہ بن سبا کے اور اسکے یاروں کے طوطے تھے۔
 اور محمد بن ابی بکر نے جب عید اللہ بن سبا کو کہ حضرت عثمان بھی ایسے ہیں اسکی تذلیل و ثابت کی یا بلکہ خطاب
 کے فتنے پر جو بات واجب تھی انہوں نے او کی۔ جب نقد زانکی تدبیر کے موافق انہیں بھی فتنہ و فساد کا دھندہ
 بند نہ ہو سکا۔ انکا حال آدم بعد جناب امیر کے حال کا سا ہی کہ آپ بھی ہر چند بہت دیوانہ کے انتظام میں ہوا
 تدبیر میں مل ہیں مگر ان کا جب تقدیر و مہر ہوئی وہ ہے تدبیر کی نشین انہوں نے۔ اور عادلانہ کے اس میں بھی حضرت
 امیر اور حضرت عثمان کا حال ایک جیسا ہے۔ ان اس قدر فرق ہی کہ حضرت عثمان کے عادلانہ نے ایک ساتھ تسلیم و رضا
 اور محبت و وفا کے ساتھ پیش آئے اور بڑے تربے عمرہ کاموں کا ہر کام دیتے تھے اور غرض و فہم میں جہت
 و اثر خلافت میں اس قدر داند کرتے تھے کہ سب اہل اسلام اسی مل وند کے سبب سے مستغنی ہو کر کے پیش و شکر و ادب
 رہتے تھے آخر وہی ثروت و مال و داری و فساد و دیادت کی سبب ہوئی۔ اور حضرت امیر کے عادلانہ کی حالت پر بھی
 کہ ہرگز آپ کے مطیع و مقلد نہ بن گئے تھے بلکہ اکثر طرف سے شکست کھاتے اور اوصاف ظلم و خیانت کے وار ہیں کی۔
 وہ سب ایسا حاصل کر کے بھاگتے تھے جناب امیر کے انکار و انکار و انکار کا حال بھی ہی تھا اور مردوں کا تو کیا ذکر۔
 اگر یہ بات یاد نہ ہو کہ اب شیخ البیاض میں جو شیخ کے پاس اس وقت لکھتے ہی اور حضرت امیر کا نام چاہنے ابن عمر کو
 رقم فرما ہے میں دیکھا چاہے اور میر نام حضرت امیر کے اشہر زانجات سے ہی جو امام کے اکثر کتابوں میں موجود
 ہی اس نامہ کو امت تمامہ کی عبارت یہی آتا ہے کہ فَاِنَّ اَشْرَكَكَ فِي مَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ
 شَعَارِي وَبَطَانِي وَمَنْ لِيْكَ فِي اَهْلِ بَيْتِي اَوْ لِيْكَ فِي نَفْسِي لَوْ اَسْلَمْتِي وَ
 مَوَازِيْتِي وَادَاءِ اَلْمَآئَةِ اِلَى خِيَرَةٍ اَسْ عِبَارَت میں نال کیا چاہے کہ جناب امیر کا
 حسن ظن اس میں مدیاہ کے حق میں کس مرتبے میں ہی فلما رايت الزمان على ابن عمك

اور امام حسن بن علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے جو کچھ اس آئندہ صادر ہونے والا ہی تھا اس
 لاکھ شیعہ کے پاس ایک فرقہ عظیم بنی وہ یہی کہ حضرت امیر قیامت ظاہر ہونے اور علیؓ پر مسلط کر دینے کے ہاتھ میں
 کہ فلاں ثانی بنی اس سے خیانت ظاہر ہوگی کیونکہ شیعہ کے پاس ائمہ کو ماکان نامیوں کا علم ہونا ضروری ہے اس مسئلہ پر
 اجتماع ہوا بنی اور محمد بن یعقوب کلینی اور ان کے دوسرے علماؤں نے روایات متنوعہ و طرق متعددہ سے اس مسئلہ کو
 کیا بنی پس حضرت امیر نے شیعہ کے پاس ویدہ و دانستہ خانیوں اور متعدد و کثرت مسلمانوں کے والی ٹھہرایا آخر دس سال
 لکھا جا کے اور مسلمانوں کے حقوق لیے بجا لگے خواہے پندارے کے اسکا تدارک نہ ہو سکا بچا ہر سے بہتان بنی
 تو ما ویدہ اور ما دانستہ محض اپنے حسن بن علی سے لوگوں کو عالمی دی اور ان کے خیانتیں ظاہر ہوئیں اور عثمانؓ خود حضرت
 نے اپنے کئے پر پشیمانی کی تھی۔ اور زیادہ زمانہ جو حضرت امیر کا حال تھا آخر اس جناب سے اور ہر دو صاحبزادہ
 سے بری ملک حرابی کی اور اسکا پورہ بہرہا و عبد اللہ بن زیاد و جب زید کے وقت کوٹنے کا حکم ہو کے آیا صدر درگاہ
 میں حضرت امام ہمام امام حسین رضی اللہ عنہما کے کھانا کھاتے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ یہاں تو زیادہ دانا داکا قہقہہ ہمارے
 بنی صاحب اتنا شہرہ نے اس مقام میں محض کھائی اور شہادت سے یہاں نہ کہ ہر جسکو مطلوب ہو سہمیں نہ کہہ لیں
 و و سر اطعن یہ کہ مروان کا باپ حکم ابی الحارث ایک افسر کر کے سب سے پہلے خدا علی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 اسکو مدینہ سے اخراج کا حکم فرمایا تھا۔ عثمان بن عفان نے اپنے خلافت میں پھر اسکو مدینہ میں بلوایا جو اس
 اسکا یہی حکم نے حضرت کے زمانے میں منافقوں کے ساتھ دوسری اور مسلمانوں میں فتنہ انگیزی اور کافروں کی
 کرنے سے حضرت نے اسکو اخراج فرمایا تھا۔ حسرت کی وفات کے بعد یحییٰ بن کریں کی خلافت میں اسلام کا ظہور نہ ہوا
 ذوال وفاق کا بطلان اس وجہ سے کہ کوہی کہ کفار و منافقین کا نام و نشان عموماً بلاد حجاز میں خصوصاً مدینہ منورہ
 بیضہ شیطان سے بھی کیا ہوا۔ اصول کا قاعدہ مقرر ہے کہ **الْحُكْمُ الْمَعْلُولُ بِالْعِلَّةِ يَرْفَعُ عَنْكَ**
اَوْ يَفْعَلُهَا پس حکم کے اخراج کا حکم بھی مرفوع ہوا۔ اور یحییٰ بن کریں نے اپنی خلافت میں اس لئے اسکو مدینہ میں آنے
 نہ دیا کہ ہنوز فتنہ و فساد کا احتمال قائم تھا۔ کیونکہ حکم بنی امیہ سے تھا اور یحییٰ بن کریں بنی تميم بنی عدی سے۔ کہیں
 جاہلیت کی عداوت سے اسکا عرق حمیت جو جس میں نہا وے اور مسلمانوں میں موافق و وائی نہ کرے۔ عثمان
 بن عفان تو حکم کے بچتے تھے جب انکی خلافت کی ذمہ داری انکو اطمینان کلی مانتہ دی اس لئے پھر اسکو مدینہ منورہ میں
 بلوایا اور صدر رحمی کی اور خود عثمانؓ ذوالنورین سے لوگوں نے سوال کیا کہ حکم کو آپ نے پھر مدینہ میں کس لئے بلوایا
 تب انہوں نے ایسا جواب ثانی دیا کہ میں نے اسکو مدینہ منورہ میں بلوایا ہے کہ حضرت کے مرض موت میں آپ سے
 اجازت لی تھی۔ جب ابو بکر صدیقؓ غلیفہ جو بیعت اٹھنے لگی تو انہوں نے امیر شہاب و طلب کیا جب جن نے شاہد نہیں
 رکھنا تھا خاموش رہا۔ جب عمر فاروقؓ منہ خلافت پر تھے انکی خدمت میں بھی یہی خبر ظہور کیا اس پر اس سے کہ

شاید تمہا میری بات قبول نہ آئی ہو۔ میں نے بھی دیا ہی گواہی چاہی میں نے سکوت کیا۔ جب میں ہی خلیفہ ہوا اپنے علقہ میں پہنچا۔ اور عثمان ذوالنورین کے اس مقولے کی شہادت صحیح روایت سے اہل سنت کے کتابوں میں موجود ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نے اپنے عزیز موت میں فرماتے لگے کہ کاش اس وقت میرے پاس ایک مرد صالح آوے تا اس سے کلام کروں۔ تب ازواج مطہرات اور محل کے دو سر خادم عرض کئے کہ یا رسول اللہ کیا صدیق اکبر کو بلایا جائے فرمایا نہیں پھر عرض کی کہ کہا عمر فاروق کو حاضر کریں فرمایا نہیں۔ پھر عرض کی کہ کہا عثمان ذوالنورین کو بلوادین فرمایا مان۔ جب عثمان ذوالنورین حاضر ہوئے ان سے خلوت کی اور دیر تک اُنہی اہمہ باتیں کہیں۔ عجب نہیں کہ اس سرگوشی میں جو لطف و کرم کا وقت تھا جناب ذوالنورین نے اس گنہگار کی سفارش کی ہو اور حضرت قبول فرمائے ہوں اور دوسرا سپر مطلع نہواور یہ بھی ثابت ہوا کہ حکم نے اپنی آخر عمر میں نفاق اور فاسد سے توبہ کیا تھا چنانچہ اسکے بعد اس کے کوئی تباہ حرکت وقوع میں نہ آئی۔ اور مہم زادہ پیر فروت بھی ہو گیا تھا اسکے قوی بے قوت ہو گئے تھے سو قتل کا خوف بھی باقی نہ رہا۔ پس ایسے وقت میں اسکو مدینہ میں بلوانا ایسا ہی کہ جیسا اجنبیہ زال فروت دیو شکل نظر کرے کہ اسلام محل طعن کا نہیں **شمس اطعن** عثمان بن عفان نے اپنے گھر والوں اور قرابت داروں کو مال خیر دیا اور اسراف حد سے گذرانا اور بیت المال کو خراب کیا۔ جب حکم بن العاص کو مدینہ میں بلوایا اسکو ایک لاکھ درہم دیا۔ اور مدینے کے بازاروں کا عشر اور محصول وغیرہ اسکے بیٹے حارث بن الحکم کے تحویل کیا۔ اور آفریقہ کا خمس مرمان کو دیا۔ اور عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العاص بن امیہ جب مکہ معظمہ سے اسکے پاس آیا اسکو تین لاکھ درہم انعام دئے اور اپنی ایک دختر کو ایسے دو دانہ مردار دیدنایت کے کہ جنہی قیمت تاجرون اور جوہریوں کے حساب سے گذری تھی۔ اور دوسری دختر کو ایک سنہیری مجر جو باقوت و جاہر سے مرصع تھی اور اسکی قیمت نہایت گران تھی بخشش کی۔ اور اکثر بیت المال سے اپنی عمارتیں بنانے اور باغات اور زراعت کی زمین لینے میں صرف کیا۔ عبداللہ بن ارقم معقیب موسیٰ نے جو عمر بن الخطاب کے زمانے سے بیت المال کی خدمت دار و غلی رکھتے تھے اس سے استعفا کر کے چھوڑ دی۔ تب ناچار ہو کے وہ خدمت زید بن ثابت کو دی۔ اور ایک ریز بیت المال کی تقسیم کے بعد جو باقی زیادہ سب زید بن ثابت کو بخشا وہ بھی لاکھ درہم سے زیادہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اپنے خاص مال میں اسراف و تبذیر کرنیوالا شرع میں مطعون و ملام ہے۔ پھر اسکا حال کہا پوچھئے کہ مسلمانوں کے مال میں ایسی سرفی اور حق تلفی کرے **جواب** اس اتفاق کثیر کو بیت المال سے قرار دینا اور طعن کا محل ٹھہرنا صریح افترا اور بہتان ہے۔ حضرت عثمان ثروت اور مالذاری جو اپنی خلافت کے آگے رکھتے تھے مشہور ہے۔ حضرت عمر کی اخیر خلافت میں جب ہر طرف سے بہت سی فتوح آئے تقسیم پانے لگے سب صحابہ کو تبری ثروت اور وسعت مائتہ دی چنانچہ بعض فقراء جہاجین جو حضرت کے زمانے میں ثنائ شہینہ کے محتاج تھے ایسے مالدار ہوئے کہ ایک ایک فرد کا زکوٰۃ اسی ہزار درہم نکلتا تھا۔ اور حضرت امیر کو بھی وسعت تمام مائتہ دی تھی جب ہر ہر کو وسعت ہوئی۔ سب کے

معامات اور زراعت و باغات پیدا کئے تھے یہ ایسی بات ہے کہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اور حضرت عثمان تو اس کے ہی سے فنی تھے ادا کی تیری تجارت جاری تھی پس اس وقت تیرے والد پر سے تھے اور ان کا یہ بیخ و بکشت محض اپنے قبیلہ بنو ہاشم جی بلکہ انواع صدقات و غیرت میں بھی صرف کرتے تھے چنانچہ یہ جیسے کے دن ایک بروز آنا ذکر نے اور ہر روز ہمارے انصار کی ضیافت تری تکلف سے کرتے اور سب کو جمع کر کے طعام مکلف کھلاتے تھے۔ چنانچہ امام حسن مجیدی منقول ہے کہ شہادت منادی عثمان کیا دی یا ایہا الناس اعدوا و اعطیائکم فیغدون فیاخذونہا وافرہا یا ایہا الناس اعدوا و اعلیٰ از ترا فکم فیغدون فیاخذونہا وافرہا وافیہ حتی واللہ لقد سمعنتہ اذا نادی بقول اعدوا و اعلیٰ کیونکم فیاخذونکم فیاخذونکم فیاخذونکم فیاخذونکم علی السمن و العسل و قال الحسن ان ترا فی دارہ و خیر کے پیش رو ابوعمر فی الاستیعاب اور جناب ذوالنورین کے نفقات و عطیات اور جو دو خاکت قرابہ سے دیکھا جائے۔ جو دو عطا و اتفاق فی سبیل کو کہنے سے اسراف نہاد حدیث صحیح میں آیا ہے کہ لا یرف فی الخشن ظاہری ہے کہ اپنے خویش و اقارب پر خرچ کرنے دو ثواب ہیں صحیح حدیث میں آیا ہے کہ مسکین کو صدقہ دینے میں ایک ثواب اور اپنے قریب داروں کو دینے میں دو ثواب ہیں صدقہ میں ہی اور صلہ رحمی اور قرآن مجید میں بھی اقارب کو دوسرے معارف بہ مقدم کئے ہیں۔

قوله تعالیٰ و ائی المال علیٰ حیۃ ذوی القربیٰ و الیتیم و المسکین و ابن السبیل اور امام احمد نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہ عثمان ذوالنورین نے صحابہ کی ایک جماعت کو کہ جس میں عمار بن یاسر بھی تھے بلوایا اور فرمایا کہ تم سے سوال کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ راست کہہ رہا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخش و عطا میں قریش کو دوسرے لوگوں پر تقدیم و ترجیح دیتے تھے پھر قریشی ہاشم کو دوسرے قریشی پر سب اصحاب نے سکوت کیا پس جناب ذوالنورین نے کہا کہ اگر میرے ہاتھ جنت کی کیلیاں ہوں البتہ میں بنی امیہ کو دوں گا تا ان سے کوئی بھی باہر نہ رہے سب کے سب بہشت میں داخل ہو دیں۔ اور حضرت عثمان کے ان سب اتفاقات کو بیت المال سے مجھنا محض تعصب عثمانی اور خود جناب عثمان سے جب لوگوں نے اس باب میں سوال کیا تو جواب دیا کہ خلافت کے آگے جو مال میرے پاس تھا تم سے پوشیدہ نہیں اور میرا بزل و اتفاق بھی تم جانتے ہو پس ایسے بیجا شبہ اور مظنہ جو عدالت اور تقویٰ سے دہر میں کٹے میرے ساتھ کرتے ہو۔ اب ہم شرح ان قصوں کی جو ذکر ہوئے بیان کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ قصہ جو شیعہ نقل کرتے ہیں اسرار غلط و خط سے خبر دیتے ہیں قصہ کچھ اور ہے و سے روایت کرتے ہیں کہ اور۔ کسی قصے کی روایت میں بھی بیت المال کا ذکر نہیں آیا جو کہ مروی ہے سو یہی ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے فرزند کا نکاح حارث بن حکم کی دختر کے ساتھ کیا سو اپنے مال سے ایک لاکھ درہم رسم ساجی کی طود پر بھیجا۔ اور اپنی دختر کا ازواج کہ جس کی قیمت ام بان قحی مراد بن حکم کے ساتھ کیا اس کے جیز میں ایک لاکھ درہم

ایک روپیہ یا لاکھ سے ایک سو یا ایک ہزار روپیہ کی کو دو سو اسکوا صرف نہیں کہتے ہیں کیونکہ لاکھ کے ساتھ ہزار کی نسبت ایسی ہی جیسی دس کی نسبت ہزار کے ساتھ سو یا سو سو اور عقیدہ حسنین نسبت کی رعایت کرنی معتقدا عقل کا بھی یہی اور حکم شرع کا بھی مثلاً اگر ایک ہجرت میں دس ہزار چیرن آوا ایک سو یا دو چیرن تو اس کے ترکیب میں ہرگز اس ہجرت کو مفروضہ قرار نہیں دیتے اور شرع بھی اگر کسی جگہ لاکھ روپیوں کا خرچ ہو اس جگہ سے پچاس ہزار روپیہ یوں تو میں اصل و انصاف ہی اور اسکو ظلم و فساد کہنا حکم شرع کا خلاف اور علی بن ابی طالب زکوٰۃ کے مقدار میں اور دوسرے شرعی اندازوں اور قیمت کو ہجرت میں نسبت کی رعایت ملحوظ رہی کہ ایک مبلغ خیر کے نسبت وہ مبلغ جو اس سے آگیا لگایا ہی ایک چیز بے قیمت کا حکم رکھتا ہی ہرگز حضرت عثمان کے اتفاقات کو نسبت اس کے جو ان کے وقت میں بیت المال میں داخل ہوتا اور فقیر پاتا تھا اگر ماحول کرین ہرگز اسراف نہیں کیے ہاں اگر اس مال مجموعہ کی نسبت پیش نظر زکوٰۃ کے فقط ان کے اخراجات کو دیکھیں تو اسراف معلوم ہوتا ہی لاکن جب نامی امور عقیدہ حسنین میں نسبت کا لحاظ نہ کیے کہ حکم کو اب مردود و مقبول ہی اس جگہ کس طرح مقبول ہو دیتا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے عبد اللہ بن خالد بن اسید کو تین لاکھ درہم انعام دئے یہ بھی غلط ہے قوارخ معتبرہ ثابت ہی کہ یہ مبلغ اسکو بیت المال سے قرض دیکے اسکے ذمے پہنچا تاکہ پھر یہ سے چاہے جب مصریوں نے جناب وہ اللہ میں یہ عمارت کیا تھا اور یہ مذکورہ میان آپا تو حسرت و الزم میں نے انکو یہی چاہ دیا اور آخر عبد اللہ بن اسید وہ مبلغ بیت المال پہنچا دیا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ حادثہ بن حکم کو مدینہ کے بازار پر فرو کیا اسنے اسکا عسر اور محسول وغیرہ لیکے اپنے تصرف میں لایا یہ بھی غلط ہی بلکہ صحیح بات یہی ہے کہ حضرت عثمان نے حادثہ کو مجتہد کے طور پر دینے کے بازو کا دار و فخر شہر یا تھا مانع سے خبردار ہے اور دعا و دعا و دعا اور فتنہ ظلم و تعدی واقع ہونے اور نامہ قول میں کی مذبادتی کرنے نہ دے۔ اسنے دو مرتبہ روڈ اس خدمت پر قیام کیا تھا ایسے میں شہر والوں نے یہ شکایت لائی کہ خرشے کے تخم اپنی ہی اونٹوں کے لئے خرید کیا اور ان کو خریدنے نے مذہب اسنے دوسروں کے اونٹ بھوکے رکھے حضرت عثمان نے یہ سننے ہی اسکو بیت زجر و توبخ کر کے اس خدمت سے محسول کیا اور شہرہوں کو تسلی دی اس میں حضرت عثمان کی طرف کو اس عیب یا یہ ہونا ہی بلکہ یہ کمال انصاف ہی کہ حادثہ کے ساتھ انکو باجوہ و فراہت قریہ رہنے کے اسکی شکایت سننے ہی محسول کر دیا اور اس میں توبہ اور توبہ بیت المال کی عمارت کی سے دست بردار ہو گئے باب میں شہر جو ملے کہ میں اس میں ہی جھوٹ اور غیس داخل کی میں صحیح یہ بات ہی کہ وہ ہر دو اپنے تہذیب کے سبب اس کام کی سرراہی نہ دے بلکہ اس خدمت سے استعنا چاہی تب حضرت عثمان نے یہ خطبہ پڑھا کہ اے الناس ان عبد اللہ بن ارقم لم یزل علی خراجکم منذ من انی بکم و عمر الی اللہ واللہ قد کبر و ضعیف و قد وکنا کم و نیک بن النکایت اور وہ جو کہتے ہیں کہ حضرت عثمان نے بیت المال کا مبلغ اپنے ذراعت اور باغات اور عمارت میں لگا دیا یہ بھی جھوٹ اور افترا ہی۔ بلکہ حقیقت الامر یہی ہے کہ حضرت عثمان

مال کے بنانے میں جو علم دیا گیا تھا انکے بعد کیو یہ بات میرس نہ ہوئی کہ وہ حلال سے بے قب و شفقت باعزت و حرمت اہل مال پیدا کیا ہو اور اسکو اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں خیریت و مہربان میں صرف کیا ہو اور نعم المال الصالح للرجل الصالح کا مصداق تپا ہو کہ لایحییٰ حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے اگے بھی بہت سامان پیدا کیا تھا اور اقسام کی تجارت کروا تھے اور خلافت کے بعد انکے خاطر مبارک میں یہ تبدیلی آئی کہ جس جگہ افادہ زمین دیکھتے خواہ سودا عراق میں ہو وے یا حجاز میں اسکو زراعت سے آباد کرنا چاہتے۔ اپنے غلاموں کی ایک جماعت کو زراعت کے اسباب و آلات دیکے اس جگہ رکھتے تا اس زمین کو معمور کریں اور اسکے محصول سے اپنا قوت چھرویں۔ اور باغات تیار کرنے اور درخت میوہ دار لگانے اور کوہن کھودنے اور بہرین جاری کرنے میں مشغول ہو جیں۔ یہاں تک کہ عرب کی زمین جو دیران اور بے رونق تھی انکے زمانے میں ایسی سرسبز و شاداب ہوئی کہ ماہ ندران اور کوہن اور کشمیر کا حکم رکھتی تھی کہ ہر جگہ مصفا چشے اور جاری بہرین اور میوہ دار درخت اور طرح طرح کی زراعتیں نمایان ہوئیں اور جا بجا ایسی آبادی ہوئے اور ہر جنگل میں انکے غلام اور مولیٰ رہتے سے چوری اور بہرین بالکل موقوف ہو گئی تھی۔ اور درندوں کا غریبے باگھ ریچہ وغیرہ کامیوم ہو گیا تھا۔ اور مسافروں کے اترنے کی جگہ اور چارہ پانی اور اناج میرس نے کامیام جا بجا تیار ہوا تھا ان سببوں مسافر اور تجارتی امین اور خاطر جمع سے آمد و شد کرتے تھے اور متاع نفیس اور ہر ملک و ہر اقلیم کے تحفے کمال سہولت و آسانی سے لایا کرتے اور ان ہر دو بات سے لینے امن اور رفقا بہت میرس نے اور ہر جگہ آبادی و زراعت کے ہونے سے انکے مبارک زمانے میں بلا و عیب کے درمیان خوارق عادات اور عجایب و اقیات نظر آتے تھے۔ اور خیر صادق علی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ لا تقوم الساعة حتی تعود ارض العرب مروجا و آتھارا اور عدی بن حاتم طائی کو فرمایا تھا کہ ان طالت باث حیوة لترین الطینة تشاقر من حیرة النعمان الی الکعبة لا تتخاف احد الا الله اور جناب ذوالنورین کے زمانے میں خزانوں کی زیادتی اور مال کی کثرت اور لوگوں کے تکلفات و ثروت جو واقع ہو چکے حضرت نے بہت سی حدیثوں میں اسکی بھی خبر دی ہی اور کمال خوشی و لبثاشت سے اسکا ذکر فرمایا جب حضرت عثمان اس تدبیر نیک کے بانی ہوئے اکثر صحابہ کبار نے بھی اس روش پسندیدہ کو اختیار کیا۔ انانجہ حضرت امیر حوالی مینج و فذک و ذہر اور دوسرے قریب ہیں۔ اور طامہ غابہ اور اسکے نواح میں۔ اور ذہیر خرف اور ذی شب اور اسکے ضلع میں یہی عمل شروع کیا اور دوسرے صحابہ بھی علی ہذا القیاس۔ اور رفتہ رفتہ زمین حجاز میں خصوصاً حوالی مدینہ منورہ میں تری آبادانی اور معموری ہو گئی اور بھی کئے۔ سال حضرت عثمان کا زمانہ دراز ہوتا زمین حجاز مصلّا شیراز کی رنگ گلگشت اور کا فزگاہ اور ہرات کی لاندہ زاب ہو جاتی۔ مری جو زمین کو زراعت سے سرسبز کرنا اور جو زمین کہ کبھی ملک سے ہوا سپر عمارتین باندہ بنی جب امام حکم سے ہر شخص کو جائز ہی خود امام کو کیونکر جائز ہنگا اور اسکے محصول کو حلال جان کے کسے اس میں تصرف نہ کر گیا۔ تواریخ معتبرہ میں روایات مرتبہ مذکور ہیں کہ حضرت عثمان زمین کی آبادی اور باغات کی تیاری اور کنوؤں کا کھودنا اور

نہروں کا جاری کرنا اپنے خالص مال سے کرتے تھے اور ہر سال کے مال کے ایک ماہ پر روز منافع اور زیادہ ہوتے تھے مدینہ والوں سے ان کے زمانے میں کوئی ایسا تھا جو نہ دولت نہیں کیا اور نہ بزرگ کیا۔ اور وہ جیتے ہیں کہ بیت المال سے جو باقی رہا زید بن ثابت کو دیا۔ یہ بھی نہیں اور سچ کے ساتھ جیوت غلو ہوئی۔ رعایت صحیح یہ بھی کہ حضرت عثمان نے ایک روز سختوں پر بیت المال کی تقسیم کا حکم فرمایا تقسیم کے بعد ایک ہزار درہم تک باقی رہ گئے اور تین نام ہوئے تب دس ہزار درہم زید بن ثابت کے تحویل کئے گئے تاہی مدینہ کے موافق مصالح مسکینین میں خرچ کرے چنانچہ زید بن ثابت اس مبلغ کو مسجد نبوی کی مرمت میں صرف کیا۔ اس طرح ذکر کیا یہی خوب طبری اور دوسرے محدثین اہل سنت اپنی تاریخوں میں فرماتے ہیں کہ عثمان زید بن ثابت نے اس مال اپنے قرابت داروں کو اور دوسرے مسلمانوں کو دیا یا مسجد نبوی کی تعمیر میں اور دوسرے مواضع مبارکہ میں صرف کیا تو اپنی بدگانی سے یہ حل کرتے ہیں کہ یہ سب خرچ بیت المال سے کیا گیا لوگوں کے حقوق تلف کر دیا۔ اس بدگانی اور نادانی کا علاج نہیں ہی شیعہ کا یہ کلام اس بات کے ساتھ ثابت رکھا ہے کہ احمد شاہ و امراء کے زمانے میں جب دُرّانی لوگ شہر دہلی میں آئے اور لوگوں کے مال و متاع میں غارت ہوئے۔ جب بازار میں آئے طاعنی مسجد بن اور منتشر عمارتیں اور دبا طاب اور در سے جو اس شہر کے امراء و ملائین بنا کئے تھے دیکھتے تو بے اختیار حسرت و افسوس کے کلمات ان کے زبان سے نکلے اور بعضوں کے چہرے غمور ہوئے۔ اور ان سے جب بات کی کہ کوئی پوچھا کہ تم کس لئے افسوس کرتے ہو تو جواب دیتے کہ ہماری حسرت انہیں ایبات یہ ہے کہ بادشاہ کا اس قدر مال کس لئے ضائع ہوا اگر کاش یہ مال ذخیرہ کیے با و ستاء کے کام آیا ہوتا چوتھا طعن یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو ان کی خدمتوں سے معزول کیا جیسے ابو موسیٰ اشعری کو کعبہ کی حکومت سے معزول کیا کہ اہل جاہ پر عبداللہ بن عامر بن کزیز کو نصب کیا اور عمر بن العاص کو مصر کی حکومت سے معزول کیا اہل جاہ نے اس سے بن ابی ہریرہ کو بھیجا وہ ایسا شخص تھا کہ حضرت عثمان کے زمانے میں عرب کے مشرکوں کے ساتھ مل گیا تھا حضرت نے فتح مکہ کے دن اہل خورن مباح فرمایا تھا یہاں تک کہ حضرت عثمان زید بن ثابت نے اس کو حضرت کی حضور مقدس نہیں لاکے تری کو شش سے بکرا تفسیر میں صاف کر دینا اور ان سے جیت اسلام کی۔ اور عمار بن یاسر کو اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کی حکومت سے اور عبداللہ بن مسعود کو کوفہ کی فقہ اور بیت المال کی نداد لگی سے معزول کیا جواب اس طعن کا یہ ہے کہ عاملوں کا عزل و نصب خلفاء اور ان کے ماتھے پر لکھا تھا اور انہیں نہیں ہی کہ سابق کے عاملوں کو یہی بحال رکھیں اگر خلفاء و انہیں یہ کام نہیں البتہ حق ہو دینگے ان کسی عامل کو بے وجہ معزول کیا جائے۔ اور ان اشخاص کو معزول کرنے میں ایک ایک سبب کہ درج میں مفصل مذکور ہے۔ جب ان سببوں سے اطلاع ماتھے پر حضرت عثمان کی تری جس تدریس معلوم ہوتی ہے اور فی الواقع ان کو معزول کیا اور ان کی جگہ پر دوسرے بھیجا اور مملکت کے جسے نظام کا سبب اور بہت سے فتوحات کا موجب ہوا۔ اور ان کے دوسرے لوگ ای اسلام کی فوجیں اور ولایت و قایلیم اور قطر اور مملکت میں با عرض مصلحت پیدا ہوا کہ ہرگز اکامروہ اور نیا

یہاں تک کہ وہ اب میں بھی نہیں دیکھتے تھے۔ ولایت اسلام کا عرض تسلطیہ سے عدنان تک اور اسکا طویل انداز سے بلخ اور کابل تک ہو گیا تھا اگر کاش جناب فدہ النورین کے قاتل اور دس بارہ سال تک جبر کئے ہوتے ہند و ہند اور ترک و چین بھی ایران و خراسان کے مانند یا علی یا علی کا نعرہ مارے ہوتے اور وہ اسحقیانہ سمجھے کہ ہر چند حضرت عثمان نے بنی امیہ کو سلسلہ کیا اور ان ہی کے ماتھے سے کام لیا لاکھ آخر نام محمد و علی کا بھی اگر چہ خراسان کو عبداللہ بن عامر بن کریم نے فتح کیا لاکھ شہید سبزوار و نیشاپور اور ہرات میں سوائے نعرہ حیدری کے سنا نہیں جاتا ہی۔ جب حضرت عثمان اور بنی امیہ ترک اور چین اور راجہ تمانہ اور ہند و ہند میں نہ آئے ان ملکوں کے لوگوں نے محمد و علی کو نہ پہچانا دیکھئے کہ رام اور کشن اور گنگا اور جمن کے سوا دوسرا ہر دہرند نہیں رکھتے ہیں چین و خطا اور ترک میں اس قدر بھی نہیں کہ ان بزرگوں کا نام نامی پہچانے اور انکی تعظیم و تکریم بجا لاوے اب ناچار اس مقام میں ان بزرگوں کو معزول کر دینے اور دوسروں کو نصب کرنے کے وجوہات اجمال کے طور پر بیان کئے جاتے ہیں۔ ابن خطیبہ اور ابن عاثم کو فی اور سماسلی جو شیعہ کے عمدہ مورخین سے ہیں اس افسانہ سرا میں پر شاہد لاے جاتے ہیں تانکے پاس قابل اعتبار ہو۔ ابو موسیٰ اشعری کہ اگر جناب فدہ النورین انکو معزول نہ کرتے ایسا فساد عظیم برپا ہوتا کہ اسکا تدارک ممکن نہیں تھا کوفے اور بصرے کے ہر دو لشکر میں ایک اختلاف جو واقع ہوا تھا اسکے پس سبب جو ہر دو شہر خراب ہو جاتے۔ اسکی تفصیل یہی ہے کہ حضرت عمر کی خلافت میں ابو موسیٰ اشعری نے جو والی بصرہ تھے فارس کے حدود نزدیک ترنے اور دمان کے زمینداروں کی شوکت زیادہ رہنے سے جناب خلافت سے مدد چاہی تب جناب فاروق اعظم نے کوفے کے لشکر کو ابو موسیٰ کی مدد پر متعین کر کے حکم لکھا ابھی کوفے کا لشکر ابو موسیٰ اشعری کے پاس نہیں پہنچا تھا کہ اٹھارے راہ سے حکم لکھا کہ راہ فرز کے جنگ پر جاؤ۔ وہ فارس اور امواز کے درمیان ایک بڑا شہر ہے پس کوفے کا لشکر اس طرف متوجہ ہو گیا اور اس شہر والوں پر فتح و نصرت پا کے غارت کیا اور اس شہر کو اپنے تصرف میں لایا اور قلعے کی بھی تسخیر کی اور بہت سامان و متاع اور عورت بچوں سے بحساب بندیان ماتھے آئین جب یہ خبر ابو موسیٰ اشعری کو پہنچی تو چاہا کہ تنہا کوفے کے لشکر کو ان غنائم کے ساتھ مخصوص نہ کرے بلکہ بصرے کے لشکر کو اس ملک کے جنگ میں بارہا مشقت کھینچی تھی محروم نہ کرے پس کوفے کے لشکر والوں سے کہا کہ یہ مکانات جو تم نے غارت کئے ہیں میں انکو جیسے چاہئے کا امن دیتا تھا اور ہلکے منظور رکھتا تھا تا معاملہ بواجبی فون اور عہد شکنی بھی لازم نہ آوے۔ اور انکو محض انکے خوف دلانے کے لئے متعین کیا تھا تم نے جلدی کی جب کوفے کے لشکر والوں نے یہ بات سنی انکار کیا اور کہا کہ امان دینے کی بات محض افتراء ہے اور انکے درمیان بہت رد و بدل واقع ہوا اور ہر دو لشکر کے فیما بین نزاع کھڑا رہا تب لوگوں نے یہ ماجرا خلیفہ کے حضور میں لکھا حضرت عمر نے فرمایا کہ لشکر ابو موسیٰ کے صلی اور کبرائے صحابہ جو اس جگہ حاضر ہیں جیسے خذیفہ بن الیمان اور براء بن عازب و عمران بن حصین اور انس بن مالک اور سعید بن عمر انصاری اور ایسے ہی اصحاب کرام اس مقدسے کی دریافت کریں اور امان دینے کی ابو موسیٰ اشعری کو قسم دیکے جو چین پس دریافت کے بعد

جو حقیقت واقعی ثبوت کو پہنچے لکھتے ہیں اس کے مطابق عمل کیا جاوے۔ پس ابو موسیٰ اشعری نے ان دینے کی بات پر ایمان صحابہ کی حضور میں قسم کھائی اور وہ صحابہ جیب میں یہ حال خلیفے کے حضور میں لکھ کر بھیجا تب جناب خلافت آپ کی طرف سے حکم آیا کہ وہ مال و ہندی جو اس ملک و ملک لئے ہیں پھر زمینیں جس میں اور مدت میں تمام ہونے تک انہیں غرض نگہ رہیں اس قسم سے کرنے کے لشکر و ملوک کا دل ابو موسیٰ اشعری سے اور ان کے لشکر کی ایک جماعت سے ہدایت آ رہی ہو اور اس خلیفے کے حضور میں پہنچے انہوں نے ظاہر کیا کہ اگر اسے ایمان دیا ہو تو یہ بات بعرض کے لشکر میں اپنے مشہور و معروف ہو رہی حالانکہ اب تک بعرض کے لشکر سے کسی نے یہی بات سے اطلاع نہیں لکھ سکتی پس ابو موسیٰ اشعری نے خبری قسم کھائی حضرت عمر نے یہ بات سنے ابو موسیٰ اشعری کو اپنے حضور میں بلوایا اور اس کے قسم سے سوال کیا اس نے کہا ہاں میں حق بات پر قسم کھائی ہوں جناب خلافت آپ نے فرمایا پھر تو کسے لشکر کو ان لوگوں پر روانہ کیا بیان تک کہ اگر کوئی دے کر بچے تو نے جھوٹی قسم دیا پھر تو میری ملک رانی کی مصلحت میں اپنے خطا کی اور فی الوقت ایسا شخص بھی میرے دشمن ہی کہ اس کام کے قابل ہو اور اگر کچھ غلطی ہو جائے تو میری اب تو میری بعرض کی صوبیداری پر جائے اور وہاں لشکر کی سرداری پر قیام کیجئے میں نے تجھے امتیری قسم کو اللہ تعالیٰ پر سوچ دیا اس وقت تک کہ دو سر کوئی شخص جو قابل اس کام کے ہو ہماری نظر میں آوے تب تجھ کو معزول کر دوں پس اس اثنا میں حضرت عمر کی شہادت ہوئی کہ اللہ خلافت کی کون حضرت عثمان کو پہنچی تب بعرض کے لشکر والے بھی ابو موسیٰ اشعری کی شکایت جہاد و دوش بن لگی کرتے ہیں طویلہ وقت کے حضور میں بار بار لکھنے لگے اور کوفے کے لشکر والے تو ان سے پی پڑے تھے پس حضرت عثمان نے سوچا کہ اگر اب میں اس کو تفریقوں ہر دو لشکر پر ہم ہر گئے اور تیرے تیرے عہدہ کاموں میں دل نہ دینگے اور ہر دو عہدے خراب ہو جائینگے پس ہاتھ اٹھو معزول کر کے جہاد اللہ بن ماکر کرنا لگی جاوے پر نفع کیا یہ عہدہ اللہ قریش کے جسے جہادوں سے تھے اور ان کو عالم طفلی میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں لے آئے تھے حضرت نے اپنا لباس مبارک ان کے ملحق میں پہنا یا عطا اسی کے بدولت شہادت و نجابت کے آثار اور مردی و دیانت کے لازم و ملزوم اور انکی زوجانی میں ان کے حرکات اور اقوال و افعال سے ظاہر ہوتے تھے سو ان کو نفع کرنے سے اس ملک کے کمال انتظام کا سبب اور ہر دو لشکر کے اتفاق کا موجب ہوا۔ احمد بن ابی ہریرہ نے تاریخ مروی میں روایت کرنا ہے کہ لما فتح عبد اللہ بن عامر خراسان قال

لا تجعلن شکرے لله ان اخرج من موضعی هذا اخر ما اخرج من یثرب و رواہ سعید بن منصور فی سنیته ایضاً اور میں نے اس کو جو عمر سے معزول کیا اس کا سبب یہ ہی کہ میرا دل ان کے شکایتیں و بدولت خلافت میں لے آئی تھیں اور ان کے لشکر عمر کی خلافت میں بھی لگی یعنی شکایتیں خلیفے کے حضور میں معروض ہونے سے معزول ہوئے تھے۔ جب انہوں نے قیہ کیا اور ان باتوں سے بآداب و تاب فادوق اعظم نے پھر ان کو بحال کیا تھا یا پھر حضرت عثمان نے ابو موسیٰ اشعری اور عین العاد کو معزول کر کے سے ان رطلہ کو راشوہ کو زندہ

کیونکہ یہ ہر دو شیعہ کے پاس تو واجب القتل ہیں پس کیونکر جائز الغزل ہنودینکے اور انکے پاس سے ہر دو سلام کی قابلیت
 نہیں رکھتے تھے ریاست اسلام تو کہاں آسواستے طرفان اہل سنت اس طعن کو شیعہ کی طرف سے دوسرے رنگ پر تقریر
 کیا ہی کہ عثمان ذوالنورین نے ان ہر دو کے عزل پر اکتفا کر کے کسی انکو قتل نکلے تا حکیم کے واقعے میں انے بدگالی بہت
 اور امام وقت کے ساتھ واقع ہوتی۔ اور بعضے ظریفوں نے اس طعن کا دوسرا جواب اس روش پر دیا ہی کہ حضرت عثمان
 جانا کہ ان ہر دو کو مین قتل کروں تو میری امامت خاص عام کے پاس ثابت ہو جائیگی کیونکہ علم غیب امام کا خاصہ ہی اور شیعہ کو
 انکار کی جگہ باقی نہ رہیگی لاکن جب حضرت عثمان کے مزاج میں جیا غالب تھی شیعہ کی طرح تکذیب سے شرم کر کے فقط عزل پر
 اکتفا کیا تا یہ بات اشارہ ہو اپنی امامت کی صحت پر۔ اگر یہاں شیعہ کہیں کہ ابو موسیٰ اشعری جائز الغزل ہوتے تو حضرت امیر
 انکو اپنے طرف سے کس لئے حکم ٹھہراتے تو ہم کہتے ہیں کہ قواجح سے ثابت ہی کہ یہ حکم ٹھہرانا بھی ناجاری سے تھا نہ اختیار
 اگر بالفرض اختیار سے بھی ہو جب ابو موسیٰ اشعری نے اس کام میں خطا کی معلوم ہوا کہ بیشک قابل عزل تھا۔ **فایده جلیلہ**
 اس جگہ جانا چاہئے کہ شیخین کے مطاعن شیعہ کے سوا کسی کو نہیں تقریر کرنے میں اسواستے اہل سنت کے کتابین
 یہ مطاعن شیعہ کے کتب سے منقول ہیں انہی اکثر شیعہ کے اصول پر چسپاں ہوتے ہیں برخلاف مطاعن عثمان ذوالنورین
 کے کہ اکثر شیعہ کے اصول پر نہیں مبنیے ہیں اور اس غیر مطابق کا سبب یہ ہی کہ حضرت عثمان پر طعن کرنے والے دوسرے
 ہیں ایک شیعہ دوسرے خوارج پس حضرت عثمان کے مطاعن بھی دو قسم ہیں ایک۔ قسم شیعہ کے اصول پر دوسری
 قسم خوارج کے اصول پر منطبق ہوتی ہی اور اہل سنت نے کتابوں میں ہر دو قسم کو محفوظ کر کے لکھتے ہیں بلکہ شیعہ بھی
 کی زیادتی کے لئے اپنے کتابوں میں ان ہر دو قسم کو بے تمیز و تفرق ذکر کرتے ہیں اسلئے حضرت عثمان کے بعض مطاعن جو اہل سنت
 و شیعہ کے کتب میں موجود ہیں شیعہ کے اصول و مذہب پر راست نہیں آتے ہیں سو ابو موسیٰ اشعری کے عزل کا طعن بھی
 اسی بات سے ہی واللہ اعلم۔ اور عمر بن العاص کے عزل کا طعن نہ اصول شیعہ پر منطبق ہوتا ہی نہ اصول خوارج پر کیونکہ یہ
 ہر دو فریق انکی تکفیر کرتے ہیں سو ان ہر دو فریق کے الزام کے لئے ہم کہتے ہیں کہ حیثیت حضرت عثمان نے انکو معزول کیا ہر چند
 انے کچھ کفر کے حرکات و کلمات صادر نہ ہوں تھیں لاکن شیعہ اور خوارج کے اعتقاد کے موافق جب وہ آخر کافر و مرتد
 ہونے والے تھے انکو معزول کرنا حضرت عثمان کے محض کرامات سے سمجھا جائے۔ معاویہ کو معزول کر دینا تھا کہ حضرت
 عثمان سے شیعہ جو خارقہ کہتے تھے انہوں نے یہ کہ شنبہ بیان بتلایا جو عمر بن العاص کو معزول کیا۔ اور عبد اللہ بن سعد بن
 ابی سرح کو اسکے جگہ پر نصب فرمایا۔ ہر خدا نے ابتداء سے اسلام میں مرتد ہوا تھا۔ لاکن جب دوبارہ اسلام لایا پھر اس سے
 کوئی امر شنیع واقع ہوا بلکہ اسکی حسن تدبیر اور حسن نیت سے تمام مغرب کی زمین مفتوح ہوئی اور اسے بہت سے خزانے نصیب
 خلافت میں بھیجے۔ اور دوسرے دست کے بلاد کو دارالاسلام بنا دیا۔ بیان تک کہ مغرب کے جزیروں میں بھی کئی بار غارت
 کی اور غنیمتیں لائیں۔ مورخوں نے لکھا ہی کہ اسکے غلام سے زمرخ کے نقد پچیس لاکھ دینار جمع آئے تھے۔ اور اثاث و پوشاک

معروف کرنے سے اس پر عتاب کیا اور عبدالرحمن بن عوف کو منافی کہا اور عامر بن ابی اسود رمار کہ قرق پیدا ہوا اور کعب بن عبدہ ہزلی سے ایک کلہ بقی صادر ہونے سے اسکی امانت و تفصیل کی یہ سب اہل صحابہ سے ہیں ایوں کی امانت حضرت کے پاس جویت سے بعید ہی تفصیل ان تھوکی یہی کہ ابوذر غفاری شام میں تھے بعضے قاصدون نے حضرت عثمان کے بعضے کو انکو پسندیدہ بنا کے انکو سنا دیا تو انہوں نے ان باتوں کو یقین جان لیکر بر ملا کہنا اور انکے کاموں پر انکار کرنا شروع کیا تب معاویہ نے حضرت عثمان کو لکھا کہ ابوذر نے انکو لوگوں کے نزدیک حقیر اور لوگوں کو انکی اطاعت سے باہر کرنے ہیں اس واقعے کا تدارک جلد کیجئے حضرت عثمان نے معاویہ کو لکھا اَشْخَصْتُ اِلٰی عَلٰی مَرْكَبٍ وَسَمِعْتُ سَابِقِ عَنِيفٍ مِمَّا دَسِيسَ طَرِجِ انکو مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ جب ابوذر دربار خلافت میں پہنچے جناب ذوالنورین نے ان پر عتاب کیا کہ کس لئے لوگوں کو میرے خیرہ کرتے ہو اور میری اطاعت سے نکلانے ہو ابوذر نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی کہ جب حکم بن العاص کی اولاد تیس ہزار ہو چکی تو اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنی دولت ٹھہرائیگے اور اللہ تعالیٰ کے بندگوں کو اپنے غلام بنائے گیسینگے اور اللہ تعالیٰ کا دین حیلہ و تدویر اور دغل سے کھینکے جب ایسا کریں اللہ تعالیٰ ان پر غضب فرمادے اور اپنے بندوں انکی بدی سے بچا دے تب حضرت عثمان نے صحابہ حاضرین سے دریافت کی کہ تمہارے سے کیسے یہ حدیث سنی ہی ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں پھر حضرت علی کو بلوایا کہ پوچھا تب جناب امیر فرمایا کہ میں خود یہ حدیث حضرت کی زبان سے سنی ہی ہوں لاکھ یہ دوسری حدیث حضرت کی زبان فیض ترجمان سے میرے سننے میں آئی ہی کہ **اَقْلَمْتُ الْخَضِرَاءُ وَكَأَقْلَمْتُ الْغَبَرَاءُ اَصْدَقُ بَعْجَةٍ مِّنْ اَبِي ذَرٍّ** پس حضرت عثمان غصہ ہو کے ابوذر کو فرمایا کہ تم ہمیشہ میرے چلا جاؤ تب ابوذر مقام ربذہ میں جا کے رہنے لگے اور اپنی آخر حیات تک وہیں رہے۔ اور عبادہ بن صامت بھی شام میں تھے ایک دن معاویہ کے لشکر میں دیکھا کہ اونٹوں کی ایک قطار چلی ہی اور ان اونٹوں پر شراب کے قلم لادے ہیں عبادہ بن صامت نے پوچھا کہ یہ کہا ہی لوگوں نے کہا کہ یہ شراب ہی معاویہ نے بیچنے کے لئے بھیجی ہی عبادہ نے اسے بیعت ایک چھری اپنے ماتھے میں لیکے اٹھے اور ہر ہر اونٹ پر جو بچا لیں لدین تھیں انکو پھارتا دیا یہاں تک کہ سب شراب ریتہ ان پر گئی پھر اہل شام سے حضرت عثمان اور معاویہ کی بدنی بیان کرتے لگا۔ تب معاویہ نے یہ سب ساجرا حضرت عثمان کی خدمت میں لکھا اور یہ بھی گزارش کی کہ عبادہ کو جلد اپنے پاس بلوائے کیونکہ انکا بیان بہتیا ملک اور لشکر کے فائدہ کا سبب ہوتا ہی حضرت عثمان نے عبادہ کو اپنے پاس بلوائے ان پر عتاب کیا کہ تو کیسے مجھ پر اور معاویہ پر انکار کرتا ہی اور اعلان اللام کی اطاعت واجب نہیں جانتا ہی عبادہ نے کہا کہ میں حضرت سے سنا ہوں کہ **اَلَا تَلْعَانَةُ يَلْعَنُ لَوْ قِي فِي مَعْصِيَةِ النَّبِيِّ** اور عبداللہ بن مسعود کو جب کونے کی قصا اور خزانہ داری سے معزول کیا اور ولید بن عقیقہ کو انکی جگہ پر دیا گیا تب ابن مسعود نے ولید کا ظلم دیکھ کر بزم ہوئے اور لوگوں کے در و داس کے عیوب بیان کرنے لگا اور کونے کی مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے حضرت عثمان کی بدعتیں ظاہر کیں اور فرمایا کہ لوگو اگر مر معروف اور پتہ منکر نہ کرے اللہ تعالیٰ اللہ سے

غضب فرما دیا اور تم پر بدکاروں کو مسلط کر دیا اور نیکوئی اور استجاب نہ ہوگی اور جب ابوذر کے اخواج کی خبر
 ابن مسعود کو پہنچی محض عام بن خطیبہ پر تھا اور یہ آپیت حضرت عثمان پر قریض کی طور سے ندرت کی تم اشم ہو کر
 تَقْتُلُونَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فِرْقَانًا مِنْ دِيَارِكُمْ ولید نے یہ سب ماجرا جناب خلافت مابین
 لکھا تب حضرت عثمان نے انکو کہنے سے طلب کیا۔ جب ابن مسعود نے مسجد نبوی پر پہنچے حضرت عثمان نے اپنے غلام
 کو فرمایا کہ انکو مار بنے سو اس غلام نے انکو مار کے مسجد سے باہر کیا اور انکا مصحف جبین لیکے جلا دالا اور
 انکے گھر کو بنی انکا قید خانہ تعمیر کیا اور انکا سالیانہ چار سال تک موقوف رکھا یہاں تک کہ ابن مسعود کی موت
 قریب ہوئی تب انہوں نے اپنے جنازہ پر امامت کرنے کے لئے زبر کو وصیت کی اور فرمایا کہ عثمان میرا جنازہ
 نماز نہ پڑھے جب یہ خبر حضرت عثمان کو پہنچی انکی عیادت کے لئے آئے اور کہا کہ اے ابن مسعود اللہ تعالیٰ سے استعنا
 کیجئے ابن مسعود نے دعا کی کہ بار خدا یا تو غفور ہی اور کریم لیکن عثمان سے وہ گزر کر جب تک میرا قصاص اس سے نہ کرے
 اور جب سب صحابہ نے عثمان و ذوالنورین سے آزدہ ہو کر عبدالرحمن بن عوف کو حضرت عثمان کی تولیت پر خطاب کیا
 عبدالرحمن نادم ہو کر کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ ایسا ہو دیکھا اب اختیار تمہارے ہاتھ ہی۔ جب یہ قول حضرت
 عثمان کو پہنچا کہنے لگے کہ عبدالرحمن منافق ہی اپنے کہے کا کچھ پرہیز نہیں رکھتا ہی۔ عبدالرحمن نے یہ بات سنے قسم
 کھائی کہ میں جب تک زندہ رہوں عثمان کے ساتھ ہاٹ نکرو گناہ پھر اپنی رحلت تک ایسا ہی رہا پس اگر عبدالرحمن
 منافق تھا تو عثمان کے ساتھ اسکی بیعت صحیح نہ ہو اگر منافق نہیں تھا تو عثمان اُسرفقاری کی اہمیت کی موافق
 ہوئے اور منافق تو قابل امامت نہیں اور عمار بن یاسر کو مارنے کا قصہ یہی کہ صحابہ سے پچاس شخص کے قریب
 جمع ہو کے ایک نامے میں عثمان کے قتل کے لئے اور عمار سے کہا کہ یہ نامہ عثمان کو پہنچائے تا شاید کہ وہ مجھے ہرگز
 اور ان امور شنیعہ سے باز آوے اور اس نامے میں یہ بھی مرقوم تھا کہ اگر عثمان بدعات سے باز نہ آوے تو ہم کو
 معزول کر دیں اور تمہاری جاسے پر دوسرے کو نصب کر دیں گے جب وہ نامہ حضرت عثمان نے پڑھا تو اسے غصے کے زین
 پر ڈال دیا عمار نے کہا کہ اس نامے کو خیر نہ جانئے کہ اصحاب رسول نے اسکو لکھا ہی قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ میں آپکی
 نصیحت اور خیر خواہی کی راہ سے آیا ہوں عثمان نے کہا کذب یا ابن مسعود کہ اور اپنے غلاموں کو فرما
 کہ اسکو ماریں انہوں نے یہاں تک ضرب کیا کہ وہ زمین پر گر کر وہ بیہوش ہوا پھر عثمان خود اٹھے اور انکے شکم
 اور انشیں کی جگہ لات سے مار یہاں تک کہ اسکے فتن پیدا ہو چار وقت کی ناز تک بیہوش رہے افاقے کے
 بعد دسے نازین نقصا کین۔ اول وقت کے لئے تہان پہنا دی تھا۔ اور بنو مخزوم غصہ ہو کے کہنے لگے کہ اگر
 اس فتن سے مرے ہم اسکے عوض میں بنی امیہ کے ایک برے شیخ کو قتل کر دیں اور عمار اسکے بدلہ نہ لیں تو
 یہاں تک کہ حضرت امیر خلیفہ ہوئے۔ اور کعب بن عبدہ بڑی کا قصہ یہی کہ کعب کو نے والوں نے جمع ہو کر عثمان

نام سے ایک نامہ لکھا اور انکی برہنیں اور قبایح اس میں فرج کئے۔ کہ اگر تم ان بدعتوں سے باز آؤ تو میں فہرہ الوداد لایم انکی اطاعت سے بخش جائیگا اور وہ نامہ اہل کاروان سے ایک شخص کے ہاتھ دیکے بھیجا اور کعب بن عبدہ نے ایک نامہ علیہ لکھا اور اس میں سخت کلام اور درشتی کی بھی وہ بھی اسی قاصد کے تحویل کیا۔ جب یہ ہر وہ نامے عثمان کے ہمدست ہوئے مطالعہ کرتے ہی انہوں نے غصے ہوئے اور سعید بن ابی العاص کو لکھا کہ کعب بن عبدہ کو کوفے سے اخراج کر کے کوشستان کی طرف بھیج دیجے تب سعید نے کعب کے گھر گیا اور کعب کو برہنہ کر کے تنہا تازیانے مارے اور کوفے کے کوشستان کے سمت چلا دیا۔ اور یہ وہی سعید بن ابی العاص ہی کہ اشتر نخعی کی بھی امانت اور جنگ حرمت کی بھی قصہ اسکا یہ ہی کہ جب سعید مذکور نے کوفے کا صوبیدار ہوا مسجد میں آئے سب لوگ کوچ کر گیا۔ اور ذکر کوفے کا اور اسکے نواح کی خوبی کا درمیان آیا۔ اور عبدالرحمن بن حنین جو سعید کا کتوال اور اسکے پیادوں کا رسالہ دار تھا کہنے لگا کہ کاش سب کوفے کا ملک حضرت امیر کی جاگیر ہو جاوے۔ اشتر نخعی نے کہا کہ یہ کیسا ہو کہ خدا تعالیٰ اس ملک کو تو ہماری شمشیروں سے مفتوح کیا ہی اور ہکو اسکا مالک بنایا۔ عبدالرحمن نے کہا کہ خاموش کہ اگر امیر چاہینگے سب ممالک کو ضبط کرینگے۔ تب اشتر نے اسکے ساتھ سختی اور ترشگی کی تا می اہل کوفہ نے اشتر کی حمایت اور اپنی زمینوں کی پاس سے عبدالرحمن پر اس قدر بلوہ کیا اور مارے کہ اپنی پہلو پر گر پڑا۔ سعید نے یہ ماجرا لکھا۔ عثمان کی طرف سے یہ جواب آیا کہ اشتر کو ان لوگوں کے ساتھ جہنوں نے اسکی اعانت کی ہی کوفے سے شام کی سمت نکال دیں سو وہ لوگ قتل عثمان کی فتنے تک شام ہی میں رہے اور آخر سعید بن ابی العاص نے مدینے کی جانب بھاگ آیا اور کوفے کا بندوبست اس سے سر انجام نہ پایا کوفے کے لوگوں نے اس پر بلوہ کر کے نکال دیا۔ اسوقت کوفے کے ہر داروں نے اشتر کو لکھا کہ تیرے سب مسلمان بھائیوں کو ایک عہد اور ایک قسم ہوے ہیں اور سعید کو کوفے سے نکال دیا اور اب عثمان پر خروج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اسوقت کو غنیمت جانتے اور جلد بیان تک آئے تاہم سب باتفاق اس جہم کو سر انجام دین اور اشتر جلدی سے وارد کوفہ ہوا نایب بن قیس کو جو شہر کا کتوال تھا لوگوں نے مار کے نکال دیا پس اشتر اور کوفے کے سب اہل لشکر جمع ہو کے سوگند کھائی کہ اسکے بعد عثمان کے عاملوں کو کوفے میں آنے نہ دیں آخر عثمان نے ناچار ہو کے ان کے حسب فرمایش کوفے کی صوبہ داری پر ابو موسیٰ اشعری کو روانہ کیا **جواب** اجمالی اس طعن کا یہ ہے کہ اگر اشخاص جو مذکور ہو شیعوں کے پاس واجب القتل تھے کچھ بزرگی و حرمت نہیں رکھتے تھے کیونکہ انہوں نے نص پیغمبر کو چھو پایا اور ظالموں کی مدد کر کے اہل بیت کا حق تلف کیا اور سچی گواہی دینے سے سکت کیا پس انکو حضرت امیر جو جزاکہ پہنچی تھی حضرت عثمان سے پہنچ چکی طعن کی کہا جائیگا اور ابوذر و عمار ہر چند شیعوں کے پاس محب ظاہر اس گروہ سے مستثنیٰ ہیں اور اخراج و امانت کے قابل نہیں لاکن حکم خبر صحیح الثقیۃ دینی و دین ابائی کے تقیہ جو انکے دے پر واجب تھا انہوں نے اپنے ہاتھ سے چھوڑا اور ترک واجب کیا اور حضرت امیر کی اقتدانکی کیونکہ انہوں نے تقیہ کی رعایت سے ان سب امور کو حضرت عثمان سے گوارا کر کے سکوت فرمایا تھا اور بھی یوفائی ان دونوں کی ثبوت کو پہنچی کہ اپنے افسانیت سے کمال انکار کے ساتھ حضرت عثمان کے مقابلے پر آئے تھے

اور اخراج دلائل کے ساتھ سے قبول کی اور صدیق کبیر خلیفہ ہو گئے وقت حضرت امیر کی امامت کی اس وقت ظاہر کرنا ضروری تھا ہرگز کہ دین محمدی اور حضرت امیر کے حق حاجی جن غلط فہمیوں پر مبتلا ہوئے تھے ان کے پیچھے گئے بہت خوب ہوا جو ان کی سرکار کو پہنچی اسباب میں حضرت عثمان پر اصلاطین کی عظیم ہمتوں کو نگاہ انہوں میں غرض چھوڑ دیکے چاہرے کے رنگ پہنچے حضرت عثمان نے ان کی تادیب و تفسیر کی **دوسرا جواب** یہ کہ خلافت و امامت کا کام اس جس کا نہیں کہ اس امر عظیم کی حفاظت میں اس قسم کی حرمتوں کی رعایت و ممانعت کی جاوے دیکھئے کہ جناب امیر بھی حضرت کے حرم خرم ام المومنین کا پاس نہ تھا اور ظہور اندازہ کے ساتھ جو قدیم اسلام اور ہر دو حضرت کے حادی تھے خصوصاً انہیں جو حضرت کے پیچھے شاد سے تھے قتال کیا حالانکہ یہ بات قطعا معلوم تھی کہ ظہور اندازہ حضرت امیر کے باقی دشمن نہیں تھے مگر یہ کہ حضرت عثمان کے قانون کو چاہتے تھے اور اس قدر فوج کثیر کا لشکر سے جدا ہونا خلافت اور مملکت کے کام میں غلط فہمی تھا اور خلیفہ کا حکم سنی قبول کرنا تھا سو ہی صہبت سے حضرت امیر نے ان کے ساتھ جنگ کیا اور ہرگز قربت اور مصاہرت اور دوستیت و محبت رسول کی رعایت کی اور جو موسیٰ اشعری جب کو نے ہاتھ لگو حضرت امیر کی رفاقت سے منع کرنے لگا اس پر سیاست جاری کی اور اسکے گھر کا جلا لیا اور اس کا اسباب قاتل کیا تاکہ لشکر کے ہاتھ پر واقع ہو اور حضرت امیر ان سب کاموں کو گوارا نہ کیا دیکھئے کہ طرفین کے درمیان موجود ہیں کہ سرسوان مقدمات میں تفاوت نہیں اس معلوم ہوا کہ خلافت کی مصلحت سب مصالح میں مدد ہی اسکے مقابلے میں جزئی مصلحتیں فوت ہونا چنانچہ اگر ان میں اس امر حضرت کا بھی صحابہ رسول سے چند شخص کی تحریف و ممانعت کی ہو کیا پورا کر قتل سے گزرتی کہ حضرت علی کے لشکر والوں سے ظہور قتل قتل ہو گیا اور جنگ جمل کے بعد ام المومنین کی جو امامت بھی گامیج و خون پر پوشیدہ نہیں یہ وہ جواب ہی کہ شیعہ کے مذاق پر تفریق کیا جاوے۔ اور وہ جو اہل سنت نے اس میں اس کے جواب میں اپنی صحیح روایتوں سے نتیجہ کی ہی نہ دوسرا جواب ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا حضرت عثمان کو لوگوں کے حضور میں اور تنہائی میں تشہید فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک وقت خلافت کی غلت پہنچا لیکن اگر منافق لوگ چاہیں کہ اسکو جھین لیں ہرگز نہ دیکھیں اور میرے کچھ چنانچہ اہل سنت کے صحاح میں موجود ہی کہ حضرت نے ایک روز اپنے یاروں میں قتل کا ذکر کرتے تھے اور ایسا فرماتے تھے کہ وہ قتل بہت نزدیک ہی تب لوگوں کو مل کر بکرا دیا اور عثمان وہ ظہورین کی طرف اشارہ کہے فرمایا کہ یہ مرد اس روز ہلاک ہو گیا۔ صحابہ کی ایک جماعت کثیر اس قصے کی روایت کی ہی اور حضرت نے اسی قصے کے ذکر میں دوسرے وقت فرمایا کہ جس نے اس قصے میں تمیاد ہے وہ بہترین اس شخص سے جو کمر ہے۔ اور جو کمر ہے وہ بہترین اس شخص سے جو چلے۔ اور چلنے والا بہترین اس شخص سے جو دوڑے۔ اور حضرت نے اپنے مرض موت میں ایک دن فرمایا لیت عیسیٰ بنی و آکلہ اہل بیت عرض کرنے لگے کہ موانعت کے لئے کہا ہو کہ صدیق اور عمر فاروق کو بلو اور بن فرمایا بنی پھر عرض کی کہا عرض علی کو طلب کر بن فرمایا بنی۔ پھر عرض کی کہا عثمان ذوالنورین کو حاضر کر بن فرمایا بنی۔ جب عثمان ذوالنورین

خلافت حضرت عثمانؓ کے ساتھ دیر تک سرکشی کی گئی بائیں ارشاد کہیں۔ اور اس وقت حضرت کو غصے کی طاقت نہیں تھی جناب ذوالنورین کا سراپے سینہ سے لٹکے چند وصیتیں فرمیں تب جناب عثمان کا چہرہ متحیر ہوتا تھا اور بے اختیار بلند آواز سے انکی زبان سے نکلتا تھا اللہ المستعان اللہ المستعان۔ ازواج مطہرات اور حضرت کے خدام خانگی جو اس وقت حاضر تھے یہ حدیث روایت کی ہیں۔ اور ابو موسیٰ اشعری کو حضرت سے ارشاد ہوا کہ عثمان کو بہشت کی بشارت دیجئے اور آگاہ کیجئے کہ تجھ پر بطور عام ہو دیگا۔ بالخصوص اس خاص مقدمے میں فطری دلیلیں اور ناکیدی وصیتیں جناب رسالت مآب کی حضرت عثمان کی پاس محفوظ و موجود تھیں سو حضرت عثمان نے ان وصیتوں پر استقامت کی تھی۔ جب دیکھا کہ بعض صحابہ بھی اس غلطی کے حسین بنے میں منافقوں کے ساتھ ہم صفی اور ہم آواز ہوتے ہیں چاہا کہ حتی الامکان اس فتنے کو تباہ و بن سو فی الجملہ ان صحابہ کو چشم نمائی کی تاوانکی شرکت سے فقہ قوت نہ پکڑے اور ابوباش و منافقین انکی رفاقت سے دلاور نہوین۔ اور اہل سنت کے پاس عصمت و انبیا کا خاصہ ہی صحابہ کو معصوم نہیں جانتے ہیں۔ اس سبب اسطے شیخین کریمین اور جناب امیر نے بعض صحابہ کو صدمہ مار ہی اور خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسطح بن ثابت پر جہاں بدر سے تھا اور حسان بن ثابت پر حد قذف جاری کی تھی۔ اور کعب بن مالک و مراد بن الربیع و ہلال بن امیہ جو ان دو شخص بدر یوں تھے غزوہ تبوک سے تعلق کرنے سے اسکی سزا میں انکو پچاس روز تک عطر و دودھ منسوب چھوڑا۔ اور ماعز اسلمی کو جرم فرمایا اور بہت لوگوں پر تعزیر اور شراب کی حد جاری کی تھی۔ جب ہر شخص کی تعزیر اسکے منصب و مرتبے کے موافق ہی حضرت عثمان بھی چند لوگ کو انکے حال کے مطابق چشم نمائی کی تا ابوباش و منافقین کے ساتھ نہ طین اور بلوے میں شریک نہوین۔ الحمد للہ ایسا ہی وقوع میں آیا کہ صحابہ کرام سے کسی شخص کا دامن بھی قتل عثمان سے آلودہ نہوا محض فساق و منافق و ابوباش لوگ اس حرکت کے مصدر ہوئے اور اس وقت عثمان ذوالنورینؓ جب حضرت کی زبان شریف سے سنی ہرگز بد الفت نکلی اور قتال پر کہ نہ باندھ ہی بلکہ صبر عظیم کیا۔ اور اس سبب اسطے اگر ان لوگ کو اس گوشمالی اور چشم نمائی سے راضی کیا اور عذر چاہا۔ اور اہل سنت کے بائیں اسباب میں بھی حضرت عثمان کا حال قدم قدم حضرت امیر کے حال کا سا ہی کہ حضرت نے جناب امیر کو بھی وصیت کی تھی کہ یا علی لا تجتمع الامة علیک بعدی و انک تقابل لنا کثیرین و القاسطین و المارقین۔ جنس وقت کہ جناب امیر نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت را مندرہ کی سریرا ہوئے اپنی مقدمہ کے موافق فتنے کی آتش بجھانے اور مخالفین کے خلاف کو اٹھانے میں جو علیمہ وزیر و ام المومنین عائشہ صدیقہ و عیسیٰ بن امیہ و ابو موسیٰ اشعری اور دوسرے صحابہ کرام تھے بہت سعی و کوشش بجالاتی آخر انکے ساتھ جنگ و جدال کر نیکا بھی کچھ پروانہ کیا ہر چند تقدیر مساعد نہوی۔ اور امور خلافت کے انتظام کی صورت ماتھ نہ وی۔ پس جس صورت میں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم صحیح ان ہر دو بزرگواروں پر اسباب میں متفق ہو۔ پھر صحبت اور قربت کا ادب نگاہ رکھنا اور پیغمبر کا حکم بجالانے میں سستی کرنا کس طرح ہو سکیگا مثل مشہور ہی الا مرفوق الا کذب جب بے جوابات اجمالی ذہن نشین ہوئے۔

اب جہا بات تفصیل میں سن لیجئے۔ جانا چاہئے کہ یہ فقہ جلیل پر کہ جن میں مقبول تھے تمام شیعہ کے اختلافات اور فتوے
سے بہن واریج معتبر ہیں اصلاً انکا پناہ نہیں بلکہ معتبر تاریخوں میں جو مذکور ہیں مٹا چاہئے تا خود بخود جواب حاصل ہو۔ ابوذر
کے اخراج کا قصہ ابن سیرین اور دوسرے ثقات تابعین کی روایت سے جو ثبوت کی پہنچائی یہ ہے کہ ابوذر کی اصل فرا
ج میں ایک خشونت اور زبان دہانی تھی۔ چنانچہ حال مؤذن کے ساتھ جو اس جناب رسالت مآب کے خدمت گار تھا
اور عاشق باخلاص تھے اور اعلیٰ بزرگی سب طوابع اہل اسلام کے پاس ثابت تھی۔ ایک دن حضرت کے حضور پیش ہوئے
میں ہی ابوذر نے بلال کے ساتھ بری ہی درشتی کی اور اعلیٰ مان کا نام لیا تب حضرت نے اعلیٰ زبان دہانی پر توجہ
شدید کی اور فرمایا **اَعْبَثَ نَهْ بِاَمْرِ اَنْتَ اِمْرُؤٌ فِیْکَ جَاهِلِیَہٗ** غرض جب شام کے لشکر میں ابوذر
کی اقامت ہوئی اور حضرت عثمان کی عہد میں دولت و ثروت اور بیت مال و مناع اہل اسلام کے ہاتھ آیا تا نام
مہاجرین و انصار لاکھوں کے مالک ہو گئے۔ ابوذر نے سب مال و دولت کے طعن میں زبان دہانی کی اور معاویہ کے
کلام کیا اور یہ آیت قرآنی دسارہ پھر پائی **وَالَّذِیْنَ یُکْفِرُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَکَیْفَ یُفْقَهُوْنَ**
فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ فَلْیَشْرُکْ بَعْدَ اٰیِ التَّوْحِیْدِ اور اس آیت سے سب مال کا خرچ کر دینا فرض سمجھ لیا۔ ہر چند معاویہ
اور دوسرے صحابہ نے انکو بھیجا کہ اتفاق سے مراد قدر ذکر ہے ہی نہ سب مال اور اس بات پر میراث اور فرائض کی
آیت شاہد عدل ہی۔ کیونکہ اگر سب مال کا خرچ کر دینا واجب ہو تا تو کہ میں قسم کا حکم بآقا۔ ابوذر نے ہرگز نہ مانا اور
اپنے معتقد رہی اور کیا۔ اور ہر شخص کے ساتھ خشونت اور سختی آفاذ کی۔ تب لشکریوں نے انکو عہدہ کے مخالف
جان کے انگشت ٹاکیا۔ جہاں ابوذر کا گذر ہوتا لوگ جوق جوق اور گردہ گردہ انکو گھبراتے اور مٹنا ہوا سے یہ آیت
ترجہ تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے جنوں میں آگے لڑائی شروع کرتے۔ جب یہ حالت طفر و تسر کے درجے تک پہنچ گئی
چنانکہ اعلیٰ نشان کے سزاوارد نہیں تھی معاویہ نے یہ ماجرا حضرت عثمان کی خدمت میں لکھا۔ جناب ذوالنورین کا حکم آیا
کہ انکو عزت کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجیں سو ابوذر عزت و احترام کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے نہ اس طرح
جو شیعہ نے افتر کیا ہے کہ جناب عثمان نے مرکب عسف و ساقی ستلید پر روانہ کئے سا لکھا۔ جب مدینہ
منورہ میں داخل ہوئے مدینہ والوں نے انکا قصہ جو شام والوں کے ساتھ روایات سے سنا تھا مدینہ میں بھی خوش طبع
جوانان ظریف تر کے انکے پیچھے چلے اور ان سے اس آریہ کعبہ کا منہ پر چھنے گئے تا اسکو نقل ہر مجلس کریں۔ اور ایسے میں
عبدالرحمن بن عوف جو قطعی ہستی اور مشہور مشہور سے تھے رحلت کی اور انکا مال اسقدر تھا کہ انکا فرض ادا کرنے اور
انکی وصیتیں جاری کرنے کے بعد جب انکے ترکہ کی تقسیم ہوئی اور انکے مال کا اتھواں حصہ انکی چہار عورتوں پر تقسیم
تو ایک ایک عورت کو اتنی ہزار دہم پہنچے اور عبدالرحمن بن عوف نے ایک عورت کو اپنے مرض موت میں
دیا تھا سو اسکو پورا حصہ دیکے فقط اتنی ہزار دہم پر صلہ کئے۔ مدینہ کے اپنی طرفوں نے ابوذر سے جا بجا عبدالرحمن

عوف کا احوال بیان کرنے لگے۔ تو انہوں نے وہ بات فراموش کی جو حضرت نے عبدالرحمن کو جنت کی بشارت دی تھی۔ اور اسباب میں جو نہایت تشدد رکھتا تھا عبدالرحمن کو دوزخی کہہ دیتا۔ یہ تو عاص بن نفیل بنی کا خلاف ہوا کعب اجمار نے جو علمائے اہل کتاب سے تھے اور عمر بن الخطاب کے زمانے میں ان سے پہرہ یاب ہوئے تھے انہوں نے کہنے لگا کہ اسی ابوذر یہ بات اجماع ثابت ہے کہ ملت حنیفہ سہل وادیس اللہ ہے۔ اور ملت یہودیہ جوارضیق اللہ ہے اس میں بھی یہ بات واجب نہیں ہے۔ ملت حنیفہ میں کس طرح واجب ہوگی سمجھ کے کہو۔ ابوذر یہ بات سنتے ہی اپنی مزاج کی حدت سے غصہ ہوئے اور کہنے لگے کہ اسی یہودی نے ان مسئلوں سے کہا کام وہیں اپنا عصا اٹھایا تاکعب اجمار کو مارے تب انہوں نے بھاگنے لگے ابوذر نے انکا پیچھا کیا یہاں تک کہ ہر دو حضرت عثمان کی مجلس میں پہنچے اور کعب اجمار نے جناب ذوالنورین کی پیٹھ سے اکے پناہ لی۔ ابوذر نے دیوانہ کے مانند کچھ اندیشہ ٹکڑے اپنا عصا چلایا کہتے ہیں کہ عصا کا ضرب حضرت عثمان کے سر کو لگا۔ جب حضرت عثمان نے دیکھا کہ ابوذر بخود اور یوں اس ہی مبادا کہیں کعب اجمار کو نہ مارے اور انکی قتل کا موجب نہ ہووے اپنے غلاموں کو حکم کیا کہ انکو کعب اجمار سے باز رکھ کے انکے گھر پہنچا دیں۔ تب انکے غلاموں نے کہا کہ اب ہستی سے انکے گھر پہنچایا۔ جب ابوذر کو اس حالت سے آواز ہوا پھر جناب ذوالنورین کی خدمت میں آکے کہنے لگے کہ میرا مذہب یہی ہے کہ سب مال خرچ کر دینا واجب جانتا ہوں۔ شام کے لوگ بلا اب مدینے کے لوگ بھی میرے اطراف جمع آتے ہیں اور چہتے ہیں کہ مجھے دیوانہ اور مسخرد ٹھہرا دیں۔ پس میری حق میں صلاح وقت کہا ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ تان فی الواقع ایسا ہی ہے جو لوگ تم پر جمع ہوتے ہیں اگر تم چاہیں کہ لوگوں سے کنارہ لین اور مدینے کے قصبہ سے کسی قصبے میں جا کر رہا کرے تو یہ کام کیجئے۔ تب ابوذر نے قصبہ ربذہ کی طرف جو مدینہ منورہ سے تین میل پر واقع ہے جایکا قصد کیا۔ پس وہیں جا کے اقامت کی۔ اسکے بعد مسجد نبوی کی زیارت اور عثمان ذوالنورین کی ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے ان دنوں ہرگز حضرت عثمان کی رشکایت ان سے منقول نہ ہوئی بلکہ انکے نہایت مطیع و متقاد تھے انہاں کی دلیل واضح یہ مورخوں نے لکھی ہے کہ جب قصبہ ربذہ میں ابوذر کا آنا ہوا اس قصبے کا عامل حضرت عثمان کی طرف سے انکا ایک غلام تھا جو مسجد جامع میں نماز پنجگانہ کی امامت کرتا تھا۔ جب نماز کا وقت آ پہنچا اس غلام نے ابوذر کی تقدیم چاہی اور کہنے لگا کہ تم میرے سے افضل اور بہتر ہو پس امامت آپ ہی کیجئے۔ ابوذر نے کہا کہ تو عثمان ذوالنورین کا نائب ہے اور جناب ذوالنورین میرے سے بہتر ہیں اور نائب تو منصب کا حکم رکھتا ہے پس لازم یہی ہے کہ تو ہی امام ہووے آخر اس غلام کو امام ٹھہرا کے اسکے پیچھے نماز پڑھی۔ ابوذر کا قصبہ یہی جو لکھا گیا ہے۔ عجب ہی کہ شیعہ اپنے بعض معناد سے قصص واقعی کی تحریف کر کے ایک قصہ کا سرد و سر قصے کی دُم سے باندھ دیتے ہیں اور اس سے ایک تمثال خیالی اور ایک ضم مہوہم جو بیان ہوتا رش کے انکو اپنا معبود ٹھہراتے ہیں تعبّد و ناسخ تھوون۔ اور عبادہ بن الصامت کا قصہ بھی حضرت عثمان و اقرائی نہ معاویہ انکی رشکایت لکھی عثمان ذوالنورین انکو مدینے کی طرف بلوایا یہ بات کسی تاریخ میں بھی مذکور نہیں بلکہ معتبر تاریخوں میں ایسا لکھا ہے کہ جب معاویہ غزوہ قبرس کے لئے روانہ ہوئے عبادہ بن الصامت بھی ہمراہ تھے

اپنا مصحف بلا مزاحمت اٹکے سپرد کیا۔ اس نے کچھ ایک جگہ اور میان نہ آیا اور کچھ کتب کثرت نہوا۔ باوجود اسکے حضرت
مقداد بصرہ ابن مسعود کی استرضائیں کوشش کی اور معتز بن کاین پس اگر ابن مسعود قبول نہ کرے اعتراض میں جو درپا ہی نہ حضرت
عثمان پر۔ اور جب ابن مسعود بیمار ہو حضرت عثمان انکے گھر آئے اور ان سے اپنی منفرت کی دعا چاہے۔ اور انکے واسطے کچھ
دریہ بھی لایا۔ ابن مسعود نے کہا کہ میں تمھاری عطا نہیں لیتا ہوں۔ کیونکہ جب میں محتاج تھا آپ نے کچھ نہ دیا۔ اب آج میں
بے پروا ہوں اور سب ازخیر کرتا ہوں مجھ کو بدیدہ دیتے ہو۔ حضرت عثمان نے کہا کہ اپنی دختر کو دیکھئے۔ ابن مسعود کہا کہ میں
اپنی دختر کو ہر شب میں سورہ واقفہ پڑھنے کے لئے تاکیدی کرتی تھی۔ اور میں نے حضرت سے سہائی کہ جسے ہر شب سورہ واقفہ
پڑھا کرے وہ فائز میں مبتلا ہوگا۔ تب حضرت عثمان نے ائمہ کے ام المومنین جناب ام حبیبہ کی خدمت میں انکے گزارش
کی کہ ابن مسعود کو میرے سے راضی کر دئے۔ تب ام حبیبہ نے بہت بار کہا ابھی حضرت عثمان بھی ابن مسعود کے پاس آئے
اور کہا کہ امی عبد اللہ حبیبہ یوسف بنی نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا تو مجھ کی سولیا نہیں کہتا ہی کہ لا تشرب علیکم
اليوم یغفر الله لکم وھو ارحم الراحمین ابن مسعود نے سکوت کیا کچھ جواب دیا۔ پس حضرت عثمان کی طرف
استرضاء اور استعفاء میں تو کچھ قصور واقع ہوا اور درجہ نہایت تکلیب اب میں کوشش کی اور بری الذمہ ہو۔ ابن مسعود
کی بہر حرکت حضرت عثمان کے ساتھ شکر بخشی کی قبل سے ہی کہ باہم دوستوں اور برادران میں ہو کر فی ہی حاشا میں
بات نہیں تھی کہ حضرت عثمان کی خلافت کے منکر یا انکی عدم لیاقت کے معتقد ہوں۔ یحییٰ بن مسلم نے جو ابن مسعود
یاروں نے کہتے ہیں کہ دخلت علی ابن مسعود رضی اللہ عنہ فی مرضہ الذی توفی فیہ
وعندہ قوم یدکرون عثمان فقال لھم ھملا فانکم ان تقتلوا لا تصیبون مثله بالجملہ
مقدمات سیاست ملک عالم میں کثیر الوقوع ہو کرتے ہیں اگر ایسے باقون کو مطاعن میں لا دین شیعہ پر دائرہ بہت تنگ ہوگا
حضرت امیر نے اپنے برادر عینی عقیل بن ابی طالب سے جو کنارہ لیا اور انکار و زمرہ اسقدر کم کر دیا کہ انہوں جنگ صغین سے پھر کے
بعد معاویہ کے پاس گئے۔ اور ابواب انصاری کو جو اعظم صحابہ اور جناب امیر کے قطعی شیعہ سے تھے حضرت امیر نے
مغزول فرمایا اور جنسوت کی اور اس سے کنارہ لیا اور انکار و زمرہ خد کیا۔ یہاں تک کہ ابواب اس جناب جدا ہو کر
معاویہ کے ساتھ ملحق ہوئے۔ پس عقیل اور ابواب کہا کہ ہم میں ابو ذر اور ابن مسعود۔ اگر اسباب میں حضرت عثمان مورط
ہوں حضرت امیر بھی انکے شریک ہیں کسی اہل ایمان کو کہ بیزاداری کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامادوں کو طعن
یا ذکر سے یا بہرہ فتنہ اسکی خاطر میں گزیرے یہ اپنے قصور کا سبب ہی کہ ایسے امور کو طعن کا موجب سمجھتے ہیں معاویہ اللہ
من ذلک عسخن شناسی دلہر اخطا انجاست و اور عبد الرحمن بن عوف کے قصے کو بھی کہ اصل میں ہی اگر عبد الرحمن
حضرت عثمان کی تولیت پر آدم ہوئے کس نے ہر اذیت نہ کہہ دیئے ہوتے۔ مان اتنی بات صحیح ہی کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف
اور عثمان و النوزین کے درمیان عقد اخوت باندھا تھا اس باہم ہر دو میں مبارک اکثر نہ کر ہی تھی ایک دن حضرت عثمان

خلافت حضرت عثمان ۳۰۶ . مطاعن حضرت عثمان

اکثر کثرت مباحثات سے تنگ آئے اور عرض ہوئے اور کہنے لگے کہ اِنِ الْاَخَافِ يَا اَبْنَ عَوْفٍ اَنْ يَبْسُطَ ذَا
ایسے امور محبت کے باروں اور باروں میں یہاں یہاں ہو کر آئے ہیں اور اس سے کہ کہ مدت دو مہینہ نہیں رہتی ہی حضرت
امیر سے بھی اس قسم کی تفریح مانگا اور گرنے کے ساتھ واقع ہوئی جا پڑی اور قلعہ نے زیادہ بن عبد اللہ بن جعفر سے رعایت
کرائی کہ کتا جلوساً مع علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی المسجد الا عظم والکوفہ لومئذ بہما
خصاصٌ حجاۃ المودن فقال الصلوۃ یا امیر المومنین للعصر فقال اجلس فجلس
ثم عاد فقال ذلک فقال علی رضی اللہ عنہ ہذا الکلب یعلینا السنۃ اور بھی وہ قلعہ نے
اسی زیادہ سے روایت کرائی کہ قال جاور رجل الی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فسالہ عن
الوضوء فقال بدہ بالیمین او الشمال فاضطر علی بہ ثم دعا ہما و فبدہ بالشمال قبل الیمین
اور عمار بن یاسر کا قصہ حبشہ پر کہ نقل کرتے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہی بلکہ ان کا قصہ اصل سنت کی مدد یا کہ موافق یہ ہی
کہ ایک روز عمار بن یاسر اور سعد بن ابی وقاص نے مسجد مقدس میں آئے اور ایک شخص کی زبانی حضرت عثمان
کی خدمت میں یہ پیام کہلا بھیجا کہ ہم مسجد میں آئے ہیں چاہتے کہ آپ بھی تشریف لا دین تاکہ آپ سے مجھے امر و
صادر ہوئے ہیں اور عوام شکایت کر رہا ہے کہ سب یہودی - سو ہم یہاں ہی آپ کے ساتھ مشورہ کریں حضرت عثمان
اپنے غلام کی زبانی یہ جواب کہلا بھیجا کہ مجھے فجر کے روز بہت سے استغفار عارض ہیں تم سوچو تمہارے اور غلام
روز تمہارے وہ وہ کاٹنی آگے جو کچھ کہنا ہی کہنے - پیر بات سنکے سعد انہی کے چلائے اور عمار نے پھر دوسرے شخص کو بھیجا
آج ہی کے روز آیا جاتے حضرت عثمان نے پھر عذر کیا - پھر بار عمار نے پھر کہیں بھیجا - جناب ذوالنورین نے پھر
کیا - تب حضرت عثمان کے غلاموں نے عمار کو مار کے مسجد باہر کیا - اور کہا کہ شروع میں استیذان کا حدیث میں ہی مذکور
ہی اب تم نے حد شروع سے تجاوز کیا سو تم پر واجب ہوئی جب یہ خبر حضرت عثمان کو پہنچی تو یہی دور نے ہوئے مسجد
کی طرف آئے اور لوگوں کو جمع کروانے کے عہد کو بولایا اور سونگہ کھانکے فرمایا کہ یہ ہر کام تم پر حکم سے نہیں ہوا ہی اور
اس غلام کو بہت زجر و تہج کی اور فرمایا اھل و عیال لعلان فلیقتض منی استأذان تب عمار نے ان کے
ہاتھ کو جو سہ دیا اور رضی ہوئے اور اس بات پر برتری دلیل یہی کہ حضرت عثمان کے ہاتھ کے کیا تم میں کاروان گئے
تھے کہ عوام بولائیں پر حضرت عثمان کے حقوق ظاہر کر کے انکو جواب دے منع کرتے تھے اور جہاں ظالموں نے حضرت عثمان
پانی مذکور کیا انہوں نے پاس اگر باذانہ نہ کہہ سکتا تھا ان اللہ فلا شسترے پیر وقتہ و تمنعوتہ
مساء ہا یہ بول کے دور سے ہوئے حضرت علی کے پاس آئے اور کہا کہ آج بولائیں نے حضرت عثمان پر پانی مذکور
ہی اور میں نے انکو بھیجا یاد سے نہیں سمجھتا اب ایک ایسا خلیکہ کیا جاتے کہ پیر صورت حضرت عثمان کی خدمت میں آتی
ہیجے - جناب امیر نے فرمایا کہ ان بولائیں کے اور نام میں کوئی جا سکتا نہیں مگر وہ سری مخفی راہ سے میں کسی کو بول

خلافت حضرت عثمان ۳۰۷ مطاعن حضرت عثمان

آخر بری سعی و تلاش سے ایک پخال آب شیرین اونٹ پر لا دے اس پوشیدہ راہ سے حضرت عثمانؓ کو روانہ کیا پس
باب میں حضرت عثمانؓ بر طعن کرنا اس مثل کے مصداق ہوتا ہے کہ رضى الخصمان ولم يرض القاضی اور کتب میں
بہری کا قصہ بھی نام امی شیعاؤں نے ادا کا قصہ لایا ہے اور ادا حذف کیا اس قصے کا تتمہ یہ ہے کہ جب کعب کو ہمارے کی خبر حضرت
عثمانؓ کو پہنچی سعید بن العاص کو جھڑکی دیکھ لکھا کہ کعب کو تعظیم و تکریم کے ساتھ میرے پاس بھیج دیجئے۔ جب کعب حضرت عثمانؓ کے
تزدیک آئے جناب ذوالنرین نے کہا کہ اسی کعب تو نے سختی ساتھ مجھے نامہ لکھا مسلمان بھائیوں کی مشورت اور نصیحت کا
طور الیا نہیں ہوتا ہی نصیحت تو رفتی و رفتی کے ساتھ لکھا چاہئے نہ کرتی اور درشتی سے خصوصاً حاکموں اور خلیفوں کے نسبت
اس بات کی بری رعایت کرنی ضروری فرعونؑ کے ظالم اور شرعی کو نصیحت کرنے کے باب میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبرؐ اور الوہم
کو یہ ادب تعلیم فرمایا کہ فقولاً لہ فقولاً لیت اور میں نے تمہیں مارنے کا حکم نہیں لکھا تھا میرے بے اجازت یہاں واقع
ہو ابی اب میں اپنا پیر میں بدن نگاہتا ہوں اور چابک حاکم کرنا ہوں اگر تم چاہتے ہو تو میرے سے قصاص لیجئے یہ
میں نے کعبؓ کہا کہ یا امیر المؤمنین جب آئے اس درجے تک انصاف کیا میں نے اپنے حق سے گذرا اور فی الواقع دست سخت
بائیں جو میرے قلم سے صادر ہو میں میں ہی تقصیر وار ہوں۔ پھر اسکے بعد کعب کی قیامت حضرت عثمانؓ کے ہی پاس ہوئی اور
اُن کے خاص مصاحبوں نے۔ اور اشتر نخعی کا قصہ جو مشہور ہے میں صحیح ہے وہ تونہ صحابی تھا نہ صحابی زادہ بلکہ کوفے کے
ادبائوں سے تھا کہ اولی الامر کا پاس نکلیا اور عوام کو حضرت عثمانؓ کے عاملوں کی امانت پر درغلانا اگر رئیس وقت ایسے
باؤں سے درگذرے فساد عظیم کا موجب ہوتا ہے یہ وہی اشتر نخعی ہی کہ بہت سے فتنوں کا مصدروا اور حضرت عثمانؓ کے
قتل کی نوبت پہنچا یا اور پھر اپنی مویشی دوانی چھوڑی اور طلحہ اور زبر کو اٹکی جانکا خطر سنگا یا بیان تک کہ دے دینے سے
کے کی طرف دوان دوان گئے اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کو اپنی پناہ کی وصال چھوڑی اور جناب امیر کے ساتھ جدال قتال
واقع ہوا۔ اشتر نخعی کی یہ سب حرکتیں جناب امیر کی خلافت کی بے انتظامی کے باعث بریں اور یہی اشتر نخعی ہمیشہ حضرت امیرؓ
کے گناہ کرتا اور کہانیسی آپ کی اطاعت بجا نہیں لاتا تھا چنانچہ بے بائیں تو اربع معتبرہ میں جو امیں میں مشہور ہیں۔
اور جب حضرت عثمانؓ نے اسکی اور اسکے یاروں کی فحاشی کے موافق ابو موسیٰ اشعری کو کوفے کی حکومت اور خلیفہ بن
ایمان کو خراج کی دار ونگی بخشی یہ اشتر نخعی تب بھی سکوت نکلیا بلکہ کوفے کے شریروں کو اپنے ہمراہ لیکے حضرت عثمانؓ آیا اور
اہل مکہ کو بھی اپنے رفیق بنایا بیان تک کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا بلکہ قتل کا ہاتھ دے ہوا علیؓ مافی بعض الرواۃ۔ اور
حضرت عثمانؓ کا قتل قیام قیامت تک فتنہ کا سبب ہوا چنانچہ حدیث میں آیا ہے لا تقوم الساعة حتی یقتلوا
امامکم و یجتلدوا باسیافکم و یرث دنیاکم شرارکم پس ایسا شخص تو قتل کے لائق تھا کہ اسکو مارا
وامت کا فساد متغی ہو جاتا اسکے اخراج و امانت کا تو کیا ذکر۔ یہ سب حضرت عثمانؓ کے غایت حیا کا سبب تھا کہ اسی
قتاعت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھڑوان طعن یہ کہ عثمان بن عفان نے عبداللہ بن عمرؓ سے قصاص موقوف رکھا

خلافت حضرت عثمان - ۳۰۸ - ۱۔ مطاعن حضرت عثمان

حاکم عبداللہ بن جبر نے ابوہریرہ کے ہواؤ کے بادشاہ ہریران کو جو عمر فاروق کے زمانے میں مسلمان ہوئے قتل کیا اس مرتبہ کہ عمر فاروق کے قتل میں ترکیب تھا یہ مرتبہ تو سب ثابت نہیں ہوا ابوہریرہ کی ایک عیوٹی دختر کو بھی قتل کیا اور حبشہ نصرانی کی اسی شرکت قتل کی بہت سے بار وہاں سب صحابہ مافروہ کہنے لگے کہ عبداللہ سے قصاص لیجئے جناب میری بی مشورت دی لاکن عثمان بن عفان نے انکار فرمایا بیت اللہ ہے دلایا پر قصاص نہ لیا حالانکہ قصاص کا حکم کتابائیدہ ہے ثابت ہے اور جسے کتاب اللہ کا حکم جاری کرے وہ قابل نامت نہیں جو اب اس طعن کا یہ بھی کہ ابوہریرہ کی دختر کا قصاص ہریران کے شہید کے پاس پہنچا نہیں کہو کہ وہ مجوسی کی دختر تھی۔ اور علی بن القیس حبشہ نصرانی جو ہریرہ کے ماسکون سے تھا اور مذہب نصرانی رکھتا تھا کیونکہ مسلم اللہ کا فر کے فیما بین خود نہیں ہی قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یقتل مسلم بکافر اور ہریران جو ظاہر میں مسلمان تھا اسکا قصاص عبداللہ سے لینے میں بال سنت میں ذبح کر کے میں مسلمان اور حبشہ یہ کہ ہریران ہواؤ کا بادشاہ تھا۔ اور ملک فارس کے سب بادشاہوں کو انکا ملک لگے ہاتھ سے چاہتے تھے کہ سب اسلام دانیہ اسلام کے ساتھ نہایت بغض اور بغیر رکھتا تھا جب جنگ کی طاقت پہنچ گئے تھے انکا نے ایک جگہ کے عیسوی تھے ان حاصل کیا جانا پورا اسکا قصہ جو تاریخ میں طویل و پیچیدہ ہے یہ بھی کہ جب اسکو کرنا آئے تمام صحابہ کی مشورت اس بات پر قرار پائی کہ اسکو قتل کریں جب غلیفہ کے حضور میں پہنچا تو قتل و غارتگری کا کار کی۔ جب غلیفہ نے ہانی کا ایک پیارے کا تھ دیا اسنے کہنے لگا کہ یہ ہانی کی سیر ہو گئی مجھے ان سے میں بیابان والا کیا حاصل کہ ہانی چنے کے درمیان میں سے جاکرین غلیفہ نے فرمایا کہ یہ ہانی ہے نکالے گا ہی کہینے تجھے قتل کرے گا۔ ہریران نے لوگوں کے درمیان باہر ہات کی تکرار کی جیہ قرار دیا کہ ہواؤ ہانی زمین پر ڈال دیا اور کہ کتاب اگر مجھے مارے گا ان شکلی لازم آتی ہی غلیفہ نے اسکی اس حرکت سے نہایت تعجب ہو کر فرمایا کہ تو خود ہریران نظر آتا ہی بہتر ہے کہ تو اسلام سے مشرک ہو۔ اسنے یہ کہتے ہی کہ ہریران قریب مذہب میں اقامت کی اور عراق سے چند پر گئے جاگیر ہائے اور عرب دیکھا کہ غلیفہ کی وضع بادشاہوں کی وضع کے برخلاف ہی نہ زبان ہی نہ پاسان تھا بازار میں پھر اگر تاجی بہت افسوس کیا کہ اس قسم کے بے اعتدال فریو کو مار دینا کیا بڑا کام ہی فارس کے امرو کو کہ نہایت غفلت میں ہیں۔ آخر غلیفہ غلیفہ ابوہریرہ اور حبشہ اور دوسرے کافروں کو اپنے رفیق ہائے غلو ت میں لئے اس ہم کی تہہ کرنے لگا یہاں تک کہ ابوہریرہ ایک کہ موافق حضرت عمر کا قاتل ہوا جیہ کہ عبداللہ بن عمر نے عبدالرحمن بن ابی بکر اور دوسرے صحابہ کو تباہ لایا کہ ابوہریرہ اور حبشہ ہریرہ ہریران کے ساتھ غلو ت میں بیٹھے اور حضرت عمر قتل کی یہی مشرت کرتے تھے اور ہریران ایک شخص کو دور تیار کر دیا تھا۔ لکھتا تھا کہ کون جو انہرہو گا کہ اپنے دین اور قوم کی حیات اس شخص سے دیکھ کہ اسنے نہ ہار نہ تھوڑا نہ ہاری دولت کو نہ ہار دے دین کو اب ابوہریرہ اسکا نام کو قبول کیا۔ پس کہ تنک نہیں کہ ہریران نے غلیفہ کے قتل کے لئے حکم کیا ہریرہ اسنے صحابہ کے حضور میں یہاں قرار پائی کہ وہ ہریران

حاضر کرین اگر وہ اسی صفت کے مطابق ہو جو گواہان کہتے ہیں ان تینوں شخص کی شرکت خلیفہ کے قتل میں ثابت ہوتی ہی والا بہن جب بنجر لیکے سبھوں نے دیکھا تو اسی صفت پر پائی اسلئے حضرت عثمان نے قصاص لینے میں توقف کیا کہ جسے قتل کا حکم کیا اسکا قتل واجب جانا چنانچہ نبی مذہب ہی امام متافعی اور امام مالک اور اکثر ائمہ کا اور یہ مذہب بالعموم آدمیوں کسی ایک کو قتل کرنے میں ہی بادشاہوں اور خلیفوں کا قتل کرنا تو کیا پوچھے ویسے تو قتل کرنے والوں کو قصاص کے روئے نہ مارے تو بھی سیاست کے روئے ماردانا واجب ہی دوسرا وجہ یہ کہ یہاں قصاص لینے میں فتنہ عظیم برپا ہوتا تھا کیونکہ بنو تمیم اور بنو عدی مانع تھے بلکہ بنو امیہ اور بنو جحج اور بنو سہم بھی ارادہ جنگ کا رکھتے تھے اور بر ملا کہتے کہ اگر عثمان ذوالنورین عبداللہ بن عمر سے قصاص لیوے ہم خانہ جنگی کرینگے چنانچہ عمر بن العاص جو بنو سہم کا سردار تھا محکمے میں بلند آواز سے کہا کہ ای یاربہہ کونسا انصاف ہی کہ امیر المؤمنین کا قتل کل کی شب میں ہوا اور انکے فرزند کو آج کے روز قتل کریں کا واللہ لایکون هذا ابدا اور رفع فتنے کے لئے اگر قصاص سے گزرجاویں اور مقتول کے وارثوں کو راضی کریں بجا ہی دیکھئے کہ حضرت امیر نے بھی فتنہ کے ہی خوف سے حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص نہ لیا اور انکے وارثوں کو خون بھاسی نہ دلوایا اور انکو راضی بھی نہ کیا جناب ذوالنورین تو ہرمزان کے وارثوں کو مال خیر دیکے راضی کیا اور اسکے وارثوں نے پھر اصلا حرف شکایت زبان پر نہ لایا۔ اگر فتنے کے خوف سے قصاص کا ترک کرنا نفس الامین طعن کی جگہ ہوتی حضرت عثمان کا قصاص نہ لینے میں حضرت امیر کے جناب میں نواصب جو طعن کرتے ہیں جواب نہ بن سکتا اب اہل سنت شیعوں اور نواصب ہر دو کو ہی جواب دیتے ہیں کہ ہر دو جگہ فتنے کا خوف تھا بلکہ حضرت عثمان کے باب میں یہ بات زیادہ ہی کہ انہوں نے ہرمزان کے وارثوں کو راضی کیا پس ہر دو جگہ کی اشکال باقی رہتا ہے **دوسرا وجہ** بعض حنفیہ لکھتے ہیں کہ محمد بن جریر طبری اور سب ائمہ تواریخ میں تصریح کی ہی کہ ہرمزان کے سب ورثہ مدینہ میں حاضر نہیں تھے انسے بعضے فارس میں تھے۔ جب امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین نے انکو طلب فرمایا تو وہ گھبرا کے مدینہ کی طرف نہ آئے اور قصاص لینے میں تو سب وارثوں کا حضور شرطی۔ پس حضرت عثمان کو قصاص لینا جائز نہیں تھا اور خون بہا دینے کے سوا چارہ نہیں رہا۔ وہ بھی بیت المال سے نہ قاتل کے مال سے کیونکہ حنفیہ کی کتب میں اس بات کی تصریح ہی کہ جسے امام عادل کے قتل میں اعانت کریگا گو مباشرت نہ کرے واجب القتل ہوتا ہی اور اسکے بعضے ورثہ جو مدینہ میں حاضر نہیں تھے یہ بات کہ کتب اہل سنت پر ہی موقوف نہیں بلکہ شریف مرتضیٰ کی کتاب اور امامیہ کی دوسرے کتب میں بھی موجود ہی **ساتواں طعن** عثمان بن عفان نے سنت نبوی کو بغیر دی و کچھ کی دسویں سے چودھویں تک منی میں جو حاجیوں کے رہنے کا مقام بنی نازہ چارگانہ پر ہی حالانکہ حضرت ہمیشہ سفر میں قصر کرتے تھے۔ خصوصاً اس مقام میں چارگانہ کو دو گانی کر کے ادا فرماتے تھے۔ عثمان بن عفان نے اس مقام میں چارگانہ پر رہنے سے سب صحابہ نے ان پر انکار کیا **جواب** حضرت عثمان کے حقیقت حال پر اطلاع ہونے سے لوگوں نے انکے حضور میں ہی ان

یہ طعن کیا تھا۔ جب حضرت عثمان نے ظاہر کیا کہ میں نے کون سے مصلحت میں نکاح کیا ہے اور خانہ دار ہوا ہوں اور میں نے اس مقام مبارک میں اقامت کی نیت کی ہے میں مسافر نہ تھا ضرور کروں۔ اور بالاجماع مقیم کو قہر یا نہیں ایسے میں چہارگانہ داد کرنا ہوں۔ یہ بات سنے کے تمام صحابہ انکار سے باز آئے حضرت عثمان کے اس جواب کو امام احمد اور طحاوی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابن عبد البر نے اپنے کتب میں لایا ہے کہ ان عثمان صلی اللہ علیہ وسلم اربعاً فانکر الناس علیہ فقال ایہا الناس انی تاقلت بکرم من قبلیت وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تامل ببلدہ فلیصل صلوۃ المقیم فیہا الخرجہ احمد عن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی ذباب عن ابیہ وغیرہ عن حمیرہ بن اصابہ اشکال بنا اس حدیث میں باطع ملا۔ چہارگانہ واجب ہی انھوں نے طعن عثمان بن عثمان نے بیت المال سے بیت سی زمین کے قطعے اور جاگیر بنائے یارون اور مصاحدون کو دین اور مسلمانوں کے حقوق تلف کئے جواب حضرت عثمان نے اپنے یارون اور دیگر اجازت دی تھی کہ جہاں افتادہ زمین پاویں اس میں زراعت کریں اور جو زمین کر آب اور فروغ دہی کیسکو نہی چنانچہ تاریخ کی کتابیں دیکھو وہیں دریاں زمین کو آباد کرنا ملک کی آبادی اور محصول کی زیادتی اور عوام الناس کے کٹایش روزی کا سبب ہے۔ زمین کے ہزاروں جریب افتادہ رہنے میں کہا فائدہ نہ اس سے سرکار میں محصول آوے اور نہ کوئی اس سے فائدہ پاوے۔ جب ملک آباد ہووے اور جایا کشت و کار ہو کرے چرواہوں اور فسادہ کی کو معطل اور بیکار دیکھو کہ زمین۔ اور اہل میرٹ نے ذکر کیا ہے کہ شرفائے زمین سے ایک جماعت اپنا وطن چھوڑ کے آئی اور کہا کہ ہم محض جہاد کے لئے اپنی زمین اور مذاہنین چھوڑ کے آئے ہیں ہر کو اس قراح میں زمین دیکھئے تاہم جہاد کیا کھانے حاضر ہیں اور نوبت بذمت غزائے تھیں تب حضرت عثمان نے انکو فارغ کے معاہدہ میں جو حد پر کہ درود وقت طلب اور اس میں چارے سرکش زمین فائدہ سے مجاہد دی اور اس زمین کو آباد کیا اور دے اپنی زمین و زراعت جو چھوڑ کے آئے اسکے عوض میں حدود اور قطعات بلائے۔ اور بعض صحابہ سے بھی زمین کا معاوضہ کر دیا مثلاً طلحہ کی زمین جو حضرت عتوبہ بن مسی بنی کے لئے اسکے برائے میں ان لوگوں کی زمین دلائی اور اشعث بن قیس کی زمین جو کندہ میں تھی لیکر اسکے عوض میں انکو دوسری زمین دی جب یہ امور باہم راضی کی طور پر واقع ہوئے طعن و طاعت کی جگہ نہیں ہوا۔ طعن سب صحابہ انکی قتل پر راضی تھے اور انکی خدمت کرتے تھے اور انکے قتل کے بعد تین روز تک انکو دفن نہ کر کے چھوڑ دیا جواب یہ سب کذب مزج اور نینان ظاہر ہے یہ بات ترکون پر بھی پوشیدہ نہیں کہ طلحہ و زبیر بن ابی فاریسہ مدنیہ و معاویہ و عمرو بن حماس نے جو طلب قتلا میں جنگ و پیکار کیا کہا وہ قتلا میں ہی عثمان معلوم کی۔ یاد سر عثمان تمخیل و موہوم کی تھی۔ سنی شیعہ ہر دو کی تاریخیں تو موجود ہیں اور صحابہ نے تو ان سے بلا دفع کرنے میں عذر و بہر قصور نہ کیا اور جہاں تک امکان تھا کئے اور کلام سے انکو سمجھا یا جب صحابہ کا سمجھا نا ان

ظالمون عقل میں نہ آیا صحابہ نے حضرت عثمان سے جنگ کی اجازت مانگی جناب ذوالنورین نے جنگ کی رخصت نہ دی اور برے جدوجہد سے منع فرمایا تب صحابہ نے لا علاج ہو کے خاموش رہے۔ اور باوجود اس کے حضرت عثمان کی خدمت میں پانی پہنچانے اور ان سے تنگی دور کرنے آخر تک جیلے اور تدبیریں کرتے تھے اور زید بن ثابتؓ سب انصار کرام کو اپنے ہمراہ لیکے حاضر ہوئے سب انصاروں نے حضرت عثمان سے کہا اِن شَیْئِکَ بَکَا اَنْصَارُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اور عبداللہ بن عمرؓ سب مہاجرین کو اپنے ہمراہ لیکے آئے اور سب کہنے لگے کہ یا امیر المؤمنین جنہوں نے آپ پر بلوہ کیا ہی یہ وہی لوگ ہیں جو ہمارے حرب شمشیر سے مسلمان ہو اور ہماری تر و دار کا خوف ابھی ان کے دلیں باقی ہی انکی یہ سب گستاخی اور بلند پروازی اس سبب ہی کہ وہ کلمہ پڑھتے ہیں اور آپ کلمہ کی حرمت نگاہ رکھتے ہو اگر آپ اجازت دیں ہم انکو حقیقت حال پر آگاہ کر دیتے ہیں اور انکی بھولی ہوئی حالت پھر انکو یاد دلانے ہیں حضرت عثمان نے کہا کہ انہیں بات مت کہو اور فقط میری جان بچانے کے لئے اسلام میں کشاکش نہ دو۔ اور حسینؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہؓ اور دوسرے صحابہ حضرت عثمان کے ہمراہ انکے گھر میں حاضر تھے جب بلوائیوں نے ہجوم کرتے ان بزرگوں نے پتھر اور گتری سے اور دروازے کو بند کرنے سے انکے بلوکو دفع کر دیتے تھے۔ اور حضرت عثمان کے غلاموں کی ایک فوج کثیر حاضر تھی بیان تک کہ اگر حکم کرتے ایک ساعت میں بلوایوں کو زیر و زبر کر دیتے ابھی غلاموں نے سب ہاتھ پیر ہو کے حاضر ہوئے اور کمال آہ و زاری اور بیقراری سے عرض کی کہ ہم وہی لوگ ہیں کہ خراسان سے آفریقہ تک کسی نے ہماری تر و دار کا تاب نہ لایا اگر آپ حکم فرماویں اس جماعت مغرور کو انکی سرکشی کا پتھر ڈال دیتے ہیں کیونکہ ان شریروں نے باقوں سے راستی پر نہیں آتے ہیں اور انکو اس بات کی استعنائی انکی ہی کہ کلمہ کی حرمت کے سبب کوئی ہمارا متعرض نہیں ہوتا ہی ابھی واسطے وہ راہ پر نہیں آتے ہیں اور دوسرے اکابر صحابہ کے کلام کو ایک جو برابر نہیں گنتے ہیں حضرت عثمان نے یہ سنکے فرمایا کہ اگر تم میری رضا چاہتے ہو اور میرا حق نعمت ادا کرتے ہو تو آپ سے یہ ہتھیارین دور کر دو اور اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ تمہارے سے جسے ہتھیار دور کرے اسکو میں آزاد کیا ہوں وَاللّٰہُ لَیْنُ اَقْتُلْ قَبْلَ الدِّمَاءِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقْتُلَ بَعْدَ الدِّمَاءِ یعنی میری شہادت تو مقدر ہی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اسکی بشارت دی ہی اگر تم بلوائیوں کے ساتھ قتال کرو گے میں تو یقیناً مارا جاؤں گا پس اس میں کیا حاصل کہ قتل و خون بھی واقع ہوو اور مدعا بھی کر ہی نشین ہوو اور تواریخ فریقین میں ثابت ہی کہ حضرت امیر بھی اپنے رکون کو اور جعفر طیار کے اولاد کو اور اپنے چیلہ خاص قبر کو حضرت عثمان کے دروازے پر متعین فرمایا تھا اور طلحہ اور زبیر بھی اپنے رکے ان کے دروازے پر بٹھلائے تھے تا بلوائیوں کے مزاحم ہوں۔ جب اہل بلوایوں نے ہجوم لاتے تھے یہ اولاد صحابہ منگ و چوبے انکے ساتھ جنگ کر کے دفع فرماتے تھے یہاں تک کہ حضرت امام حسنؓ خون آلودہ ہوئے اور محمد بن طلحہ اور قبر اپنے سر پر زخم کھایا جب

بلوایوں کو دروازے سے آنا ممکن نہ ہوا ان کے گھر کے پیچھے سے بچے انصار کے گھر میں کو رہنے والے داخل ہوئے اور حضرت عثمان کو شہید کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب بیچ ابلاغت جو شہرہ کا صحیح کتب سے بنی اس ماجرے پر گواہی اسی کتاب میں حضرت امیر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا **وَاللّٰهُ قَدْ دَفَعْتُ عَنْهُ** اور بیچ ابلاغت کے شارحون نے قاطبہ حضرت امیر کا اہتمام بیان کیا ہے کہ ان دنوں جب حضرت امیر نے عثمان ذوالنورین کے گھر کی طرف تشریف لے آئے بلوایوں کی کجاب سے مار کے درد کرتے اور ان پر سن و ستم سے فرماتے تھے۔ پس اہل ایمان کا کام یہ بن کر حضرت امیر کے ان معاملات کو نفعان اور ظاہر و باطن کے مخالفت چرچا کرین اس جگہ کوئی منافق ہی چاہئے **بِأَنَّهُمُ الْمُرُوۡفِقِیۡنَ عَلٰی قِسْطِہٖ** کے اس خیال باطل کی نسبت حضرت امیر سے جواب پاک کے ساتھ کہ **فَوَدَّ اَنۡہُ یُنَاسِحَ** جو کہ اگر کوئی بزرگوار کا نام نہ مسلمانوں اور اگر امیر والہمال نفاق ہی ہو تو اسی وقت ہوگا جناب امیر نے اپنی خلافت میں کونے میں جو شبے پہنچی ان خلیفہ بن قاتلان عثمان کو دفع کر کے باب بن کس نے فرماتے ہوئے اور حضرت عثمان کی شہادت کے بعد کس نے آواز بلند سے فرماتے ہوئے کہ **اِنَّمَا مِثْلُ مِثْلِ عُثْمَانَ کَثَلُ اَثَوَارِ ثَلَاثَ کُنَّ فِیۡ اَجْحَہٖ اَسْمٰکُ السَّوۡدِ اَخْمَرُ وَمَعْنٰہُنَّ فِیۡہَا اَسَدٌ وَکَانَ لَا یَقْدِرُ عَلَیۡہُنَّ بَشَرٌ وَّیَجْنَابُہُنَّ عَلَیۡہِ فَقَالَ لِلنُّوۡرِ الْاَسْوَدِ وَالنُّوۡرِ الْاَخْمَرِ لَا یَدُلُّ عَلَیۡکُمَا اَبَحْتِنَا هٰذِہٖہٗ الْاَلْوَانُ الْاَبْیَضُ فَاِنَّ لَوْنَهُ مَشْہُوۡدٌ وَّکُوْنِیۡ عَلٰی لَوْنِکُمَا فَلَوْ تَرَکْتُمَا اَکَلْتُمَا وَصَفْتُ لَکُمَا الْاَجْحَہٗ فَقَالَ دُونَکَ فَکَلَّ فَاکَلَّہٗ فَلَمَّا مَضَتْ اَیَّامُ قَالَ لِلْاَخْمَرِ کُوْنِیۡ عَلٰی لَوْنِکَ فَاتَرَکْتُمَا اَکَلِ الْاَسْوَدَ فَقَالَ دُونَکَ فَکَلَّہٗ ثُمَّ قَالَ لِلْاَخْمَرِ اِنَّ اَکَلْتُ فَقَالَ دَفِیۡ اَنَّا دَنَیۡ تَلَاۡتُمَا فَقَالَ اِفْعَلْ فَنَادٰی تَلَاۡتُمَا اَلَا اِنِّیۡ اَکَلْتُ یَوْمَ اَکَلِ الْاَبْیَضُ ثُمَّ رَفَعَ اَمِیۡرَ الْمُؤْمِنِیۡنَ صَوۡتَہٗ فَقَالَ اَلَا اِنِّیۡ هِنَا یَوْمَ قِیۡلَ عُثْمَانَ اور یہ قصہ شہرت اور فائز میں اس حد کو پہنچا ہے کہ فریقین فواجح میں حذر سطور ہی کیونکہ انکار کی جگہ نہیں۔ اور عبداللہ بن سلام نے مروی علی الصبح بلوایوں کے پاس ہاک کہتے تھے کہ **لَا تَقْتُلُوۡہُ** یعنی مت قتل کرو اس کو کیونکہ ان کے قتل کے بعد بیت سے نئے و فساد پر پاہر و بیگے۔ اور خلیفہ بن ایمان جو حضرت کے صاحب راز اور انکو منافقوں کا علم حاصل نہایتے منافقوں کو جانتے تھے اور جناب امیر بھی ان کے حق میں اس علم کی گواہی دی تھی سو خلیفہ میرے حضرت عثمان کی قتل سے مخدیر کرتے اور فرماتے تھے کہ انکا قتل فتنے کا موجب ہوگا لاکھ ان کے دفن میں جو تاخیر ہوئی وہ بھی ایک فساد عظیم کا سبب تھا جو ان کے قتل کے بعد مدینہ منورہ میں رونما ہوا تھا اپنی اوباشوں اور بلوایوں نے ہر گھر محال کی کو داتے تھے اس نے لوگ اپنے حال میں گرفتار تھے۔ آخر شب کے وقت جب اہل ہوا سو گئے زبیر بن العوام و حکیم بن عزام و سعد بن خرمہ و حمیر بن عظیم و ابوجہم بن حذیفہ جوری و یاسر بن کرم و عمرو بن عثمان نے جناب ذوالنورین کو شہیدوں کے ہاتھ انہیں کے خون آلودہ کپڑوں سے کفن دیکے نماز جنازہ ادا کی بعد دفن کیا۔ زبیر بن عظیم نے ان کے جنازہ پر امامت کی۔ اور تابعین کی بھی ایک جماعت ہمراہ تھی ازاں بعد جس بھری**

خلافت حضرت عثمان ۳۱۳ مطاعن حضرت عثمان

اور مالک جو امام مالک کا جد ہی۔ اور مالک بھی اویس بن کعب بن جراح سے پرچار ہوئے چنانچہ
 دمشق نے مرفوعاً حضرت سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے یَوْمَ یَمُوتُ عُمَانُ یُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَلَائِکَةُ
 السَّمَاءِ راوی کہتا ہے کہ کہتے ہیں کہ قُلْتُ اَیَاكَ سَوَّلَ اللّٰهُ عُمَانُ خَاصَّةً وَالنَّاسُ عَامَّةً قَالَ عُمَانُ
 خَاصَّةً اور اس روایت کی مورید ابن محاق کی روایت ہے جو ہم بن خنیس سے لائی ہے وَكَانَ مِنْ
 شُهَدَآءِ قَتْلِ عُمَانٍ قَالَ فَلَمَّا امْسَيْنَا قُلْتُ لَیْنِ تَرٰکُمْ صَاحِبُکُمْ حَتّٰی یَضِیْعَ مِثْلُوْا بِہِ
 فَاَنْظُرْنَا بِہِ اِلٰی یَقِیْعِ الْعَرْقِیْدِ فَاَمْسٰنَا لَہٗ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ حَمَلْنَاہُ فَعَشِیْنَا
 سَوَادٌ مِنْ خَلْفِنَا فَهَبْنَا حَتّٰی کِدْنَا تَقَرُّقًا فَاِذَا مَنَا دِیْنَادِیْ لَا رَوْعَ عَلَیْکُمْ
 اِسْتَبَوْا فَاَنَارَ جَنَآہُ لِنَشْہِدَہُ وَكَانَ ابْنُ خَنِیْسٍ یَقُوْلُ ہُمْ الْمَلَائِکَةُ اور حضرت
 عثمان کی بچہ اور مذمت کی نسبت صحابہ کی طرف کرنی محض افزا اور بہتان ہے اب اس سنت کی روایت
 سنا جائے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فِی الْمَنَامِ
 عَلٰی بَرْدَوْنٍ وَعَلَیْہِ عِمَامَةٌ مِنْ نُّوْرِ تَعَمُّ بِہَا وَیَبِیْدُہِ قَضِیْبٌ مِنَ الْفِرْدَوْسِ
 فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اِلٰی رُؤْیَاکَ بِاَلَا شَوَاقٍ وَاَرَاکَ مُبَادِرًا قَالَتْ
 اِلٰی وَتَبَسَّمْ وَقَالَ ابْنُ عُمَانَ اَضْحٰی عِنْدَنَا فِی الْجَنَّةِ مِلْکًا عَرُوسًا وَ
 قَدْ دَعٰنَا اِلٰی وِلَیْمَةٍ فَاَنَا مُبَادِرٌ لِّکَ رَوَّاهُ حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْبَنَاءِ الْفَقِیْہِ
 اور ابو شجاع شیرذیہ و ملی جو مشاہیر محدثین سے ہے اور شیعہ بھی اس کی روایت کو معتبر جانتے ہیں کہ
 متقی میں ابن عباس سے اسی خواب کی روایت اس طرح لائی ہے۔ اور حضرت امام حسن کا خواب
 بھی مشہور اور صحیح روایت ہے۔ اور وہ ملی بھی متقی میں لایا ہے عَنْ حَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ مَکْتُتٌ
 لَا قَاتِلَ بَعْدَ رُؤْیَا رَآئِنَا رَآیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ وَاِضْعَا
 یَدَہٗ عَلَی الْعَرْشِ وَرَآیْتُ اَبَا بَکْرٍ وَاِضْعَا یَدَہٗ عَلٰی مَنْکَبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
 وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ وَرَآیْتُ عُمَرَ وَاِضْعَا یَدَہٗ عَلٰی مَنْکَبِ اَبِی بَکْرٍ وَرَآیْتُ عُمَانَ وَاِضْعَا
 یَدَہٗ عَلٰی مَنْکَبِ عُمَرَ وَرَآیْتُ مَا دُوْنَہُ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالُوْا دُمُ عُمَانَ یَطْلُبُ اللّٰہُ
 بِہِ وَرَوٰی ابْنُ السَّیْمَانِ عَنْ قَلْبِسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیًّا یَوْمَ الْحَجْلِ یَقُوْلُ اللّٰہُمَّ
 اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَیْکَ مِنْ دَمِ عُمَانَ وَلَقَدْ طَاشَ عَلٰی یَوْمِ قَتْلِ عُمَانَ وَانْکَرْتُ نَفْسِیْ
 وَجَاؤُنِی الْبَیْعَ فَقُلْتُ اَلَا اسْتَخِیْ مِنْ اللّٰہِ اَبَا یَعْقُوبَ قَوْمًا مَلَکُوْا رِجَالَہَا قَالَ لَوْ سَوَّلَ
 اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ اَلَا اسْتَخِیْ مِنْ رَجُلٍ یَسْتَخِیْ مِنْہُ الْمَلَائِکَةُ وَاِنِّیْ اسْتَخِیْ

چوتھا کراچید کرار ابوالاولیا خلیفہ تھام اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کے اقوال میں

یہ کراچید ہار چار خیابان - اور درویش - اور چار شاخ - اور چار گل - اور دو گلدستہ پر مقسم ہے۔ پہلی خیابان حضرت علی کے نام نامی و نسب گرامی کے بیان میں - آپ کا نام نامی علی بن ابیطالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف - انکی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم - پس جناب امیر اپنے پدر و مادر کی طرف سے ہاشمی ہیں اور حضرت کے چچے بھائی ایسا نب گرامی کیسکو میر ہوا - روایت ہے کہ جب حضرت علی کے تولد کا وقت قریب پہنچا اور انکی والدہ کو دروزہ شروع ہوا - اور نہایت بیقرار ہوئیں ابوطالب نے انکو کنبہ اللہ میں لے آیا جب بی بی داخل کنبہ ہوئیں درد تخفیف پایا اور انکی تولد ہوا - کنبہ میں کیسی ولادت نہ ہوئی بجان اللہ میر غر و شرف بہن کو خاص ہی اور کیونہ ملا حضرت علی کے والد ابوطالب کے ایمان میں اقوال مختلف آئے ہیں اگرچہ اہل سنت کے پاس انکا ایمان لانا ثابت ہوا لکن جب انہوں نے ہمیشہ حضرت کے مددگار اور خدمت گزار اور آپ کے عشق و محبت میں جان نثار رہے ہیں انکا حفظ ادب لازم ہے - امام سنی و شیعی جو دیار مغرب کا براہ علم تھا اسکی یہ حالت تھی کہ جب ابوطالب کا ذکر درمیان آتا تو بے اختیار رونا اور کمال درد سے کہتا کہ اہل تیرا کام علت پر موقوف بہن تیری رحمت غضب سبقت کی ہی عذاوند اگر تو اسکو عذاب دینا چاہے تو اسے عوض میں مجھے عذاب دینے اور یہاں تک رونا کہ اس غم سے بیہوش ہوتا تھا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد ایمان شرف ہوئیں سابقین اسلام ہیں - وہ بھی ابوطالب کے مانند ابتدا سے بجان رسول کی خدمت بجا لاتیں اور آپ کی محبت میں جان فدا تھیں - یہاں تک کہ حضرت فرماتے کہ میری مان کہ بود ہی میری مان ہی - روایت ہے کہ جب اس بی بی کی حالت ہوئی حضرت نے انکی کفن کے واسطے اپنا لباس عنایت فرمایا اور جب انکی قبر کھدوائی اپنے دست مبارک سے پاک کیا اور لحد اپنے دست شریف سے بنائی اور اول آپ قبر میں لیتا اور دعا کی کہ اہل میری مان کو بخش اور رحمت تعلیم کر اور اسکی قبر کو کشادہ کیجئے محمد عبدک و جمیع انبیاء تک صحابہ عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کیسے ساتھ ایسا کیا حضرت نے فرمایا کہ میں نے اپنا لباس اس واسطے دیا تا جنت کا بہر لباس اسکو ملے اور اسکی قبر میں اسواسطے لیتا تا اسکو قبر کا حفظ ہو دو دوسری خیابان حضرت علی کے خلیفہ شریف عثمان غنی کے بیان میں - حضرت علی کا رنگ مبارک گندم اور چہرہ شریف نہایت جمیل اور نورانی تھا - اور خذہ رو و اشکال حسین نے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھوں کے مانند انکی آنکھیں بھی تری اور دراز تھیں اور انکی بریش مبارک انہو تھی اور سینہ اور کندھوں پر بال تھے اور قد مبارک کچھ کوتاہ و ذیبا تھا اور سبک رفتار تھے اور سر اظہر ریال کم تھے عیسوی خیابان حضرت علی سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کنف تربیت میں لائے اور آپ پر ایمان لانے کے بیان میں - روایت ہے کہ جب امیر المومنین مرتضیٰ علی پر لڑکائی تھی عرب میں برا خط آیا جب ابوطالب کثیر الحال تھے ان پر تیری تنگی اور تصدیق رودی اسلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے حضرت عباس سے فرمایا کہ آپ کے برے برادر ابوطالب برا افلاس ہی چاہئے کہ ہم مدد کریں انکے فرزند سے میں ایک کو لیتا ہوں آپ بھی ایک کو لیجئے تا انکو تخفیف خرچ کا سبب حضرت عباس نے اس تیر کو پسند کیا پس ابوطالب کے پاس کے ظاہر کی - اسنے کہا کہ طالب اور عقیل کو میرا پس چھوڑ دیجیو تا میر فرزند کی سربراہی ہو انکے سوا تم کو کچھ چیتے ہو کچھ یوت جناب سرور انبیا نے علی مرتضیٰ کو اور حضرت عباس جعفر طیار کو لیا پھر خذہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو کمال محبت سے

جیسے فرزند تھے جب انکی عزت و کرامت کی بھرپور اور حضرت مسیح ہوسے جناب امیر نے ام المؤمنین بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایمان دیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت نے پیر کے روز صنعت بڑی پینی رقی علی مثل کے دن ایمان سے مشرف ہوسے۔ روایت ہے کہ جناب امیر سب مشاہیر حضرت کے ساتھ رہے اور کبھی جواہر سے چوتھی حیابان حضرت علی کی کنیت باکرامت اور القاب فیض انصاف کے بیان میں حضرت علی کی کنیت ابو الحسن بنی امیر ابو سبین بھی کہتے ہیں اور ابو ربیع بھی انہیں کی کنیت بنی کنیت کو حضرت سے عزت ہوئی۔ امام سیریل نے تاریخ الخلفاء میں حج بخاری سے نقل کیا ہے کہ پہلے بن محمد سے مروی ہے کہ حضرت علی کے پاس انکے اساتذہ دوست برابر تھے جنہاں کنیت سے انکو بخاری قریب خوش ہوتے تھے۔ انہاں کنیت کا سبب یہ ہے کہ حضرت نے ایک روز جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے مکان کی طرف تشریف لے کر فرمایا جناب امیر ماضی میں تھے آپ نے دریافت کی کہ میرا ابن العکم کہاں ہے۔ بی بی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آج میرے اور انکے درمیان کچھ گفتگو ہوئی سو خواہو گے باہر گئے اور گھر میں قیام نہ فرمایا یہ بات سنے حضرت نے حکم کیا کہ علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں دو تین دن ایک شخص نے جاکے یہ خبر لائی کہ مسجد میں آج فرمایا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی خود حضرت مسجد کی طرف روانہ ہوئے دیکھنے کیا ابن کرم مسجد میں بلا فرشتہ زمین پر تھے جنہاں اور علی پشت مبارک کو مٹی لگی ہے حضرت نے یہ دیکھ کر اپنے دست مبارک سے وہ مٹی جھٹک دی اور پشت مبارک کو پاک کیا اور کمال شفقت اور مسرت سے انکو بکار کہ قحطاً انا کتاب اس روز سے یہ کنیت مشہور ہوئی۔ اور حضرت علی کے انصاف سے رقی حیدر و اساتذہ و درگاہ و محبوب المؤمنین میں پہلی روشن آیتوں کی تفسیر میں کہ جناب رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی طرانی اس ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ فرات مجید میں جہاں یا ایہذا الذین آمنوا کا خطاب آیا ہے اس جماعت کے امیر اور اس گروہ میں تشریف حضرت علی ہیں۔ اور ابن عباس نے کہا کہ یہاں کی شان میں تین سو تین نازل ہیں کذا فی تاریخ الخلفاء للسیوطی غرض جناب امیر کی شان میں آیات کثیرہ وارد ہیں بیان انکے مختصر کی گئی جانی میں از بخیر ہے اس آیت یہ بھی سورہ بقرہ میں آئی ہے الذین یففقون أموالهم باللیل والنهار سراً وعلانیة یعنی جن لوگوں نے خراج کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رات اور دن میں پوشیدہ اور ظاہر فلانم انجرھم عندکم سوائے انکے صدقات کا تو ب جیسا ہی انکے پروردگار کے پاس وکاف خوف علیکم وکافم یخترقون اور نہیں ہی انکو خوف اور دوسے غلین ہو گئے۔ مجاہد نے ابن عباس سے نقل کرنا ہے کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی اس کا سبب تو یہ ہے کہ حضرت علی کے پاس چار درہم تھے انہوں نے ایک درہم مات میں اور ایک دن میں اور ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر صدقہ دیات اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو بلا کے دریافت کی کہ تم نے اس طرح خیرات کی کیا

مرفعی کہ اللہ وحید کرانے پیچھے رکھے ہوئے رہا۔ جو وہ لوگوں کو کیا کہ جب میں دعا کروں تم آمین کہو جب دعا پیشوا جو بڑا کثیف
 تھا حضرت کو آپ کے اہلیت کے ساتھ دیکھا بہت گھبرایا بلے اختیار کیا کہ اگر یاروں میں جنگوں کے ساتھ مبارک کرنے سے بہت
 پرہیز کرو قسم ہی اللہ تعالیٰ کی کہ میں بزرگوں کے مبارک چہرے میں دیکھتا ہوں تو ایسے ہیں کہ بڑے اگر اللہ تعالیٰ سے چاہیں کہ
 پیادوں کو انکی مجلس سے زایل کرے یقین ہی کہ اللہ تعالیٰ زایل کر دے گا۔ پس میں تمہیں جانتا ہوں کہ اگر تم نے مبارک ہو گئے
 روسے زمین پر کسی نافرمانی باقی نہ بیگا پس انصار گھبرائے اس مصالحت پر ماضی ہوئے کہ ہر سال دو بار دو ہر طرف اللہ عزوجل
 مسلمانوں کو دیکھ کر میں حضرت نے فرمایا کہ بھون کے انصار اگر میرے ساتھ مبارک کرنے اللہ تعالیٰ کو بندہ اور غریب کی ضرورت
 مع کر دے اللہ ان پر اتنی شے ہاں سب اہل بھڑاں اور سنگے ہند سے بھی مانگے حکامات میں ہلاک ہو جاتے جو تھیں آیت
 جو سورۃ اعراب میں آئی اِنَّكَ يَرْيِدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكَ الْاَلْبَسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا
 سوائے اسکے نہیں کہ چہلے! اللہ تعالیٰ نے کہ مجاہد سے تمہارے سے گناہ اہل بیت پیغمبر پاک کہ سے مکرہ را پاک کرنا
 زاد اللہ اللہ دوسرے معبر تفسیر میں لائے ہیں کہ اہلیت کا لفظ عام ہی حضرت کی ازواج مطہرات مع اولاد و اہل بیت
 میں داخل ہیں۔ اسباب نزول میں آیا ہے کہ ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز میرے گھر میں ایک گھبر بھڑا آپ کے فرش کے لئے رکھی تھی تشریف رکھی ایسے میں جواب
 خاطر نہ ہوا رضی اللہ عنہا نے سستیوں کے ساتھ کچھ گوشت بچا کے حضرت کی خدمت میں لے آئیں حضرت نے فرمایا کہ اہل بیت
 اور حسین کہ میں کو بھی چاہے آئے ہم سب کا کھنہ ہو دیں۔ تب بی بی نے امینن جلالین جب کھانے سے فراغت حاصل
 ہوئی حضرت نے وہ کنبل لیں ہاتھ ڈال دیے کہ پی پی میری اہلیت میں جس کو انے وہ کہہ دے اللہ انکو پاک کیجئے۔ تب یہ
 آیت نازل ہوئی۔ بی بی ام سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت دعا کیجئے وقت میں نے میں اپنا سر اس گھبر کے نیچے کیا اللہ کی کہ بڑا
 اللہ کیا میں آگاہی اہلیت سے نہیں فرمایا کہ ان نشان اللہ تعالیٰ ایک روایت ہی کہ ارشاد کیا اِنَّكَ عَلٰی خَيْرٍ بِمَنْ تُوَفِّرُ
 ہی۔ پیغمبر اور دوسرے متبرقا نہیں ان میں ہلاک سے منقول ہی کہ اسکے بعد نماز کے وقت حضرت کا گدڑ جب غارتوں جنت
 کے گھر پر توفیر مانے الصَّلٰوةَ اِنَّا يَرْيِدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكَ الْاَلْبَسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا
 تَطْهِيرًا پانچویں آیت جو سورۃ شوریٰ میں آئی ہی قل اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ بِاَجْرٍ اَيْنَہُ کہہ اسے
 میں نہیں چاہتا ہوں تمہارے سے اس پر نیچے ابغیر رسالت پر کچھ زود ہی۔ اللہ کو ہی پیغمبر و جنت کی زود ہی اپنی امت
 طلب نہ کی ہی۔ تب بیان میں جس رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کو
 تشریف لائی کا برفاں آپ کی خدمت میں آنکے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ ہمارے خواہر زادے اور دین میں ہمارے
 پیشوا اور راہ دکھانے والے ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کے اخراجات کثیر ہیں مگر حکم جو ہم اپنی خوشی سے نمودر مال
 جمع کر کے خدام آستان معلیٰ کے تحویل کرتے ہیں تا بسے حواج میں صرف کر رہے۔ اللہ غافر مہارک کو فراغت حاصل ہو

تب یہ آیت نازل ہوئی کہ کہہ دے اے رسول مقبول کہ میں تبلیغ رسالت پر تہہ سے تہہ سے مزدوری کی طبع نہیں رکھتا ہوں
 اِنَّ الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی مگر دوستی چہتا ہوں خوشی میں بیٹھے قریش کو چاہئے کہ مجھے دوست رکھیں اس رشتہ قرابت
 کی سبب جو ان کے ساتھ رکھتا ہوں۔ جب انکو اسباب کا اقتدار ہی کہ ہم صلہ رحمی کی بری رعایت کرتے ہیں سو قریش سے کوئی
 قید نہ بنیں مگر مجھے اسکے ساتھ ایک قرابت کا رشتہ ثابت ہی۔ پس چاہئے کہ میری یاری میں کرنا نہ میں اور میرے ساتھ شعیبی
 نکرین یہ قول قتادہ کے نسبت بہت واضح ہی۔ اور دوسرے مفسرون نے کہا ہی اس سے مراد مودت ثابتہ ہی ذوالقربی
 تین بیٹے میں نے رسالت کی مزدوری نہیں چہتا ہوں لیکن چاہئے کہ میرے خلیفوں کو دوست رکھیں۔ ابن عباس سے
 منقول ہی کہ صحابہ اس آیت کے نزول کے بعد عرض جناب کی کہ یا رسول اللہ آپ کے خلیفوں کے ساتھ جو دوستی رکھنے کا
 حکم آیا دیے کون ہیں فرمایا کہ علی و فاطمہ حسن حسین رضی اللہ عنہم۔ معالم التنزیل میں لایا ہی کہ سعید بن جبیر اور عمر بن شعیب
 اسی بات پر آئے ہیں کہ اِنَّ الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی کی معنی حضرت کے ارباب قرابت اور عزت کے ساتھ دوستی کرنی ہی
 خصوصاً فاطمہ زہرا و علی مرتضیٰ بعدہ ہر دو صاحبزادے کہ جن کی شان میں آیت ظہیر نازل ہوئی۔ زین بن ارقم نے رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰہِ وَاہْلُ بَیْتِیْ اَذْکُرْکُمْ
 اللّٰہُ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ قَبْلَ لَیْسَ بِنَزْدِیْ اَرْقَمُ مِّنْ اَہْلِیْہِ قَالَ لَیْسَ عَلِیٌّ وَّآلُ عَقِیْلٍ وَّآلُ جَعْفَرٍ وَّآلُ عَبَّاسٍ
 انتہی۔ اور یہ حدیث مشکوٰۃ میں اس لفظ سے آئی ہی اِنَّا تَارِکٌ فِیْکُمْ الثَّقَلَیْنِ بیٹے میں چھوڑ جائوں الا ہوں تمہارا درمیا
 دو چیز بھاری اور نفیس اولہما کتاب اللہ فیہ الھدٰی والنور ان ہر دو سے پہلی چیز قرآن مجید ہی اس میں
 ہدایت اور روشنی ہی بیٹے اعمال کا بیان روشن ہوتا ہی فخذُوا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاَسْتَمْسِکُوْا بِہِ پس عمل کرو
 خدا کی کتاب پر اور دستاویز کرو اور استوار پکڑو اسکو فحْتَ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَمِعْیٰبِہِ پھر حضرت نے میں
 قرآن کو دست آور کر نے اور اس پر عمل بجالانے کے لئے بہت ترغیب و تحریص فرمائی ثُمَّ قَالَ وَاَہْلُ بَیْتِیْ اَذْکُرْکُمْ
 اللّٰہُ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ اَذْکُرْکُمْ اللّٰہُ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ پھر حضرت نے فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت میں میں نہیں
 اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں میری اہل بیت کے باب میں بیٹے اسکے عذاب سے ڈرانا ہوں تم کو ان کے حقوق بجالانے کا قصیر
 کرنے پر محض یہ کہ بیت تین قسم پر ہی بیت نسب اور بیت سکنی اور بیت ولادت پس نبو ما شتم اولاد عبد المطلب کی
 جہت سے حضرت کی اہل بیت میں داخل ہیں اور جد قریب کے اولاد کو بھی اہل بیت کہتے ہیں۔ اور حضرت کے ازواج
 مطہرات اہل بیت سکنی ہیں جو حضرت کے گھر میں سکونت رکھتے تھے۔ اور حضرت کے اولاد امجاد آپ کے اہل بیت ولادت
 میں اگرچہ حضرت کے سب اولاد پر اہل بیت کا لفظ اطلاق پانا ہی لیکن علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا و امام حسن و امام حسین
 سلام اللہ علیہم اجمعین حضرت کی سب اولاد میں مزید فضل و کرامت کے سبب مخصوص اور ممتاز ہیں اور ان کے فضائل
 اور مناقب میں بہت سے حدیثیں وارد ہیں۔ اور شیخ ولی مقتدا حکیم علی ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوادر الاصول

میں لایا ہی کہ بیت دومین بیت تن و میت ذکر یہی روایت کے سبب عالم کی آبادی اور ظاہر و باطن میں نہیں دونوں
 کی درستی ہوئی ہی۔ بیت جسم کے ساکن حضرت کے اہل و عیال اسباب کے اولاد مصری ہیں۔ اور بیت ذکر کی ساکن
 علماء اور انقیاد ہیں جو اس جناب کے اولاد و منوی ہیں خانہ دین کا استحکام اور بنائے شریعت کا انتظام انہیں سے ہی
 اور کئی فرج کی مثال انہیں کے شان میں صادق آتی ہی۔ اور جس شخص کی ذات میں یہ ہر دو صفت یعنی نسبت دینی اور
 نسبت طینی حج آدمین وہ اپنے غیر سے اتم و اکل ہی جیسے یعنی اولیائے کرام جو علم و سیادت اور ولایت کے جامع
 ہیں اور جو اسکے نسبت طینی کی تقدیم و تعظیم اور اسے حقوق واجب و لازم ہی ملکتھذا اقال الحکیم ذکرہ فی شرح
 مشکوٰۃ للامام و دوسری روش ان حدیثوں کے بیان میں جو حضرت علی کی
 فضیلت میں آئی ہیں امام احمد و نسائی اور دوسرے ایسے کہتے ہیں کہ دوسرے صحابہ کی نسبت حضرت
 علی کی شان میں بہت سے حدیثیں آئی ہیں۔ امام سیوطی نے کہا ہی کہ اس کا سبب یہ ہی کہ جب حضرت علی متاخر ہیں اور
 ان کے زمانے میں اختلاف رو دیا اور مخالفوں نے ان پر خروج کیا۔ اس واسطے عالموں نے ہاں نہ کہ جناب امیر کے خلاف
 منتشر کریں تا مخالفوں کے رد کا سبب بہاں بنے مگر صحابہ بن حدیثوں کی روایت کرتے تھے و لا خلافاً علیہ عالم کی
 شان میں بھی بہت سے حدیثیں وارد ہیں کذا فی شرح مشکوٰۃ پہلی حدیث جو سعد بن ابی وقاص
 کی روایت صحیحین آئی ہی کہ جب حضرت نے غزوہ تبوک کا ارادہ فرمایا جناب امیر کو اپنے اہل و عیال کی حفاظت
 کے لئے مدینہ میں رہنے کا حکم کیا۔ تب انہوں نے منعم و دیگر حضور نبوی میں آئے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا مجھے
 عورات اور بچوں میں چھوڑ جائے ہو۔ تب حضرت نے فرمایا انت رستی بمثل لہ ہارون یعنی کہ با تو اسباب
 سے راضی نہیں کہ تیری نسبت میرے ساتھ ایسی رہے جیسے ہارون کی نسبت موسیٰ کے ساتھ تھی کہ جب موسیٰ نے طور پر
 گئے اپنے بھائی ہارون کو اپنی قوم میں غلیفہ کیا کہ انا کہ کائناتی بعتی مگر فرق یہی ہی کہ میرے بعد پیغمبر ہیں
 ہارون ہی تو نہیں شیعہ اس حدیث کو مشک کہہ کہتے ہیں کہ حضرت کے بعد خلافت جناب امیر کا حق ہی۔ علماء
 اہل سنت جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث سے جناب امیر کی فضیلت ثابت ہوئی ہی نہ حضرت کے بعد انکی خلافت
 کیونکہ ظاہر حدیث یہی ہی کہ حضرت نے جناب امیر کو غزوہ تبوک کو جانیکے وقت اپنے غیوبت کے ایام میں غلیفہ تمہارا
 جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے طور پر جانیکے وقت اپنے غیبت میں اپنے قوم میں ہارون کو غلیفہ کیا تھا۔ اور ہارون
 فر موسیٰ کے غلیفہ نہ ہوے کیونکہ ہارون کی رحلت موسیٰ سے چالیس سال کے بعد ہی علیہما السلام۔ اور حضرت نے
 اسی غیبت کے ایام میں عبد اللہ بن ام مکتوم کو امامت غانہ کئے اور جناب امیر کو اپنے اہل و عیال کی نفقہ کئے
 غلیفہ تمہارا تھا اگر خلافت مطلق ہوئی حضرت کو ہی امامت کا حکم فرماتے بلکہ وہی اولی و اہم تھے کہ فی شرح مشکوٰۃ
 رتبین جنس جو کبار تابعین سے ہی جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا سا تھ سال جاہلیت میں رہا اور سا تھ سال اسلام

ہیں۔ اور بعضوں نے اسکی بڑھیک سوتیں۔ اور بعضوں نے ایک سو پچاس۔ اور بعضوں نے ایک سو ساٹھ سال کی بھی کہا
 بی اور وہ عبداللہ بن مسعود کے یاروں سے اور اکابر علامہ غزالی سے تھا سورت روایت کی ہے کہ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِي فَلَاقِي
 الْجَنَّةَ عَلِيٌّ قَتْلِي فِي فَرَايَا كَمْ تَسْمَعُ اس پروردگار کی کہ جسے شوق کیا داسنے کو وَبِئْسَ الشَّعْلَةُ اور پیدا کیا خلق کو لعنہ اللہ علیہ
 اکامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ لَا يَجِيْتَنِي الْاُمُومِيْنَ وَلَا يَبْغِضَنِي الْاِمْنَانُ مقرر عہد کیا اور وصیت
 کی مجھے حضرت نے کہ دوسرے نہ کیگا کجگر کو مگر مومن۔ اور دشمن نہ کیگا مجھے مگر منافق۔ پس حضرت علی کی محبت ابان کی علامت
 اور انکی دشمنی نفاق کی نشان ہے اعادنا اللہ مہار روایت کی اس حدیث کی سلم نے **دوسری حدیث جو زید بن**
 مِينَ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَاَنَا
 مِنْهُ عَمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ نے جو قدما اور فضلاء صحابہ سے ہے اور ملائیک جسکی زیارت کے لئے آتے تھے روایت کی ہے کہ
 حضرت نے فرمایا کہ مقرر علی میرے سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ یہ کنایہ ہے کمال اتحاد و اخلاص سے **وہو ولی کل**
مؤمن اور علی ہر مسلمان کا ولی اور دوست اور مددگار ہے **تیسری حدیث جو مشکوٰۃ میں** اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ
 بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمٍ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيرِ خُمٍ
 بڑا بن عازب اور زید بن ارقم جو ہر دو مشاہیر صحابہ اور مخلصان جناب علی رضی اللہ عنہ سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت نے
 حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور غدیر خم پر جو جعفر کے پاس حرین شریض کے درمیان ایک جگہ مشہور ہے نزول کیا اخذ
 بید علی حضرت علی کا ہاتھ پکڑا ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت نے پالان فتر کا ایک منبر بنوایا اور اس پر سوار ہو کر حضرت
 علی کا ہاتھ پکڑا فقال السَّيِّئَاتُ تَقْلُونَ اِلَيَّ اَوَّلِي بِالْمُؤْمِنِينَ مِنَ انْفُسِهِمْ اور فرمایا کہ اے تم نہیں جانتے ہو
 کہ میں بہت دوست اور بہت نزدیک ہوں مسلمانوں کے ساتھ انکی نفوس سے۔ یعنی میں حکم نہیں کرتا ہوں مومنوں کو مگر حسین
 کہ دنیا و آخرت کی قربی جو بخلاف انکے نفوس کے کہ کہی بدی کا بھی حکم کرتے ہیں قالوا ابی اب حاضر دن نے یہ سنے کہا کہ
 ایسا ہی ہے جیسا آپ نے فرمایا فقال اللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوَلاَهُ فَعَلَى مَوَلاَهُ پس فرمایا کہ خداوند میں جیسا مولی
 ہوں پس علی اسکا مولی اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَاَوَاہِ اَبِي دُوسٹ رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ
 اور دشمن رکھ اسکو جو دشمنی رکھتا ہے علی سے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے وَاَحِبَّ مَنْ اَحَبَّہُ وَابْغَضَ مَنْ
 ابْغَضَہُ وَانْقَضَ مَنْ نَصَرَهُ وَاَخَذَ مَنْ خَذَلَهُ یعنی یاری دے اسکو جو یاری دیوے علی کو اور چھوڑ دے
 اور یاری نہ دے اسکو جو چھوڑ دیوے اور یاری نہ دیوے علی کو وَاَدْرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ كَانَ رکھ اور گردان
 حق کو علی کے ساتھ جس طرف کردہ رہے فَلْيَقْبَلْهُ عُمْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ فقال لَهُ هِنَا يَا
 ابْنِ اَبِي طَالِبٍ پس ملاقات کی عمر نے انکے ساتھ اسکے بعد اور کہا اے خوشی ہو تم کو اے فرزند ابی طالب اَصْحَنَ
 وَاَمْسَنَ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ کہ تم مسلمانوں سے ہر مرد و عورت کے مولی ہوے روایت کی ہے

خلافت حضرت علیؓ

۲۲

بیان قوت شجاعت و

حدیث کی امام احمد نے ف شیعہ اس حدیث سے حضرت کے بعد باقیہ صحابہ امیر کی امامت اور خلافت پہ تسلیم کرتے ہیں اور اس کو اس دعا پڑھنے قطعی سمجھتے ہیں اور یہ کہ نبیوں میں جسے طلاق سے لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں لفظ مولانا آیا ہے۔ اولیٰ بنصرہ کے معنی میں ہی اولیٰ بنصرہ ہوا ہے امامت ہی جواب اس کا ہے، اگرچہ مولیٰ کا معنی سرگودا، بالقرن بنی برائی ہے، سب قانون نے قاطعہ اس کا انکار کیا ہے اور کہتے ہیں کہ سفعول ان کے معنی میں کسی جگہ اور کسی ماوراء میں نہیں آیا ہے۔ اولیٰ دوم کے معنی میں یہ ہے: لا انا امیرک کا معنی ہے امامت ہونا لازم آتا ہے حالانکہ یہ مسیحا علیہ السلام اور مکرئی بھلاہم نے تسلیم کیا ہے لیٰ اولیٰ کے معنی میں یہ ہو کر ان کا جملہ شیعہ یا مکرئی امت سے منقول ہے کیونکہ خیال ہے کہ اولیٰ بالمحجۃ واولیٰ بالتعظیم اور اس کے اولیٰ یہ بات کتب آثار میں رجحان غلط اولیٰ کی جگہ میں اس سے اولیٰ بالقرن کی راہ میں تھیں اس کا کیا معنی ہے قیلاً تعالیٰ ان اولیٰ کثا میں ہاں کہ اجماع الذین اشبعوه وھذا الشیخ واللذان اموا اگر اولیٰ کا معنی یہ ہے تو اولیٰ بنقرہ اس آیت کا معنی اس طرح کرنا لازم آتا ہے کہ حضرت کے قریب حضرت ابراہیمؑ میں ہی اولیٰ بالقرن ہے یہ بات بے معنا اور باطل ہے کیونکہ اولیٰ اور ابی کا وہ یہ بھی مرچ وہ انت کوئی بار لفظ ملی وادل کے جوہریت مفہور ہے یہ وہ محبت کے معنی میں ہی وہ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام واللہم والی من ولاہ وصادق من عاداہ اگر معنی تصرف فی الامور کے معنی میں ہوتا ہے اولیٰ کی مراد اولیٰ بالقرن ہوتی تو کیا قرآن بار بار یاد دست رکھ سکے تصرف میں ہے اور دشمنی کہ اس کو جو اسے تصرف میں ہے۔ جناب امیر کی دشمنی اور دشمنی کا ذکر کرنا وبقیہ امر یہ کہ حضرت کا مقصد جناب امیرؑ کو واجب ثبوت بنانا اور ان کا دشمنی سے تمیز کرنا ہی نہیں تھا وہ نہ تصرف نہ تصرف نہ امیرؑ بنانا تھا بلکہ اولیٰ وادبالات اور یہ کہ قیلاً وبقیہ امر اس طرح سرب کے ادب کو اس طرح ارشاد دے کہ اسے لفظوں میں معنی یہ ہے بلانظف لغت عرب کی معرفت بعد ملاحظہ کیا ہے ہر شخص کے فہم میں آتی تھیں۔ اور حقیقت میں گمان ہے کہ اسے ہی اس میں ہی لایہ نسبت اور وجہ ہے، مفسدہ ابھی ہے اگر ایسے عمدہ مفسدے میں ایسے کلام پر اتنا فرما دین کہ عدۃ امت عرب کے موافق اصلاح سے ویشہ نکالیں گے نبی کے حق میں گویا وہ بات کا قصور ہو کر تبلیغ و ہدایت کی سستی ثابت کرنا، العیاذ باللہ انبیاء اس سے پاک ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت کو اسی معنی کا افادہ منظور تھا جو یہ تکلف اس کلام سے سمجھا جاوے۔ لیکن جناب امیرؑ کی محبت فرمیں ہی جیسی حضرت کی محبت فرمیں ہی اور ان کی دشمنی حرام ہی جیسی ان کی دشمنی حرام ہی جیسی ہی نہ سب اہل بیت کا اور مطابق ہی فہم ابلیس کے جاوے تو فرمیں کہ خلیفہ بنی امیہ حسن رضی اللہ عنہ سے ہدایت کی ہے کہ لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ آیا حدیث میں کتب صحیحہ حضرت کی خلافت پر نفس ہی مستانہ دے جواب دیا کہ اگر میرے خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خلافت کا ارادہ کرے ہر آئینہ مسلمانوں کے فہم میں آئے گا اور ان سے فرما دے کہ حضرت

انفع الناس ودر بیت واضح گزینے الیہ ایسا فرمادے برے کہ یا ایہا الناس هذا والی امرہا والقائم علیکم بعدی فاسمعوا واطیعوا پھر شہزادے نے فرمایا کہ قسمی اللہ تعالیٰ کی کہ اگر خدا و رسول حضرت علیؑ اس کام کے لئے اختیار کیے تو جو عزت علیؑ خدا و رسول کا حکم پر پانے لائے تو بہر خطا مند ہو تب ایک شخص نے کہا کیا حضرت نے نہیں فرمایا میں کہتے ہوں کہ فعلیؑ مولاہ حسن الشہی نے جواب دیا کہ آگاہ رہ قسمی پروردگار عالم عزت شانہ کہ اگر حضرت اس سے خلافت کا ارادہ کرتے صاف اور صریح ارشاد فرماتے جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم صاف کرتے تھے

ایسا کہہ دیتے یا ایہا الناس ان علیاؑ والی امرکم من بعدی والقائم فی الناس بامری کذا فی اثنا عشر ایۃ والکلام فی هذا المقام طویل من شاء فلیرجع الیہ جو کچھی حدیث

بوشکوۃ میں امام احمد کی روایت سے ابی بنی عن علی رضی اللہ عنہ قال قال لی البنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیاک مثل بن عینی یعنی حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت نے فرمایا کہ میرے میں عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت ہی افضل ہے الیہ وکجی بھتی اللہ کہ دشمنی کھا انکو بیرون کے بیان تک

کہ بیتان کیا انکی ان مریم علیہا السلام پر واجب ہے النصر حتی انزلوہ بالمشراۃ التی لیسے لہ اور دوست رکھا انکو نصار پہنے بیان تک کر لے آیا انکو اس مرتبے میں کہ ثابت نہیں بنے لے یعنی انکو اللہ اور ان

کو با نوز باندہ منہا ثم قال یمک فی وجلان پھر حضرت علیؑ نے کہا کہ ہذاک ہو گئے دو دیر سے سب سے تجھے

مغیر کہ بغیر کلنی بما لیس فی پہلا مجھے دوست رکھنے والا حدیث گذر نیوالا جو میری توصیف ایسی کرنا ہی جو دیر سے میں نہیں مبعوض میچا کہ شہانی علی ان یتبختی دوسرا دشمن کہ میری دشمنی اسکو با ہوتی

ہی اس بات پر کہ میرے پر بیتان کہتے ایسی چیز سے جو میرے درمیان نہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے مجھے پاک کھا ہی اس طرح کے مطابق مشیہ اور خوارج میں جو افراط و تفریط میں آپس میں اور حد تو ہے و شرائط حقہ از امت و جہا

کے نصیب ہوئی الحمد للہ علی ذلک پہلی شاخ حضرت علیؑ کے خصوصیات کے بیان میں جناب امیر کے حصے بہت ہیں از انجملہ یہ کہ کتبہ اللہ میں اتا تولد ہوا۔ اور انکی موانات حضرت کے ساتھ ثابت ہی

یعنی حضرت نے جب ہاجرین و انصار میں ایک دوسرے کے ساتھ برادری باندھی۔ جناب امیر کی برادری کیے ساتھ مقرر کی تب انہوں نے روئے ہوئے حضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ آپ میری مداخلت کیے ساتھ مقرر نہ فرمائی۔ حضرت نے فرمایا کہ تم دنیا و عقبی میں میرے بھائی ہو۔ اور حضرت نے انکی اولاد کو اپنے اور فرمایا۔ اور انکی

منزلت اپنے ساتھ ایسی ثابت کی جسے حضرت ماریوں کی منزلت حضرت موسیٰ کے ساتھ تھی مگر اتنا ہی فرق کہ حضرت ماریوں ہی تھے حضرت علیؑ ہی نبیؑ۔ اور حضرت نے ارشاد کیا کہ میں جبکہ مولا ہوں علیؑ مولا ہوں۔ اور فرمایا

کہ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ۔ اور حضرت نے علیؑ کے ہاتھ پر رکھا کہ میں بھوکے ہی بہت کو سجدہ

لکھا تھا اس پر خط لکھ کر کہ اللہ جبرہ میں کے ساتھ حاضری دوسری شہادت حضرت علی کے
 اولیات کے بیان میں آپ کے اولیات میں زیادہ میں آتا ہے کہ اپنے پروردگار ہر دو کی طرف سے
 ہاشمی ہیں۔ ادنی ہاشم سے جنے اول بیان کیا آپ ہی ہیں اور جو کہ اول جنے وضع کیا آپ ہی ہیں اور باغیوں سے
 اول جنے قال کیا آپ ہی ہیں اور نیز اہل بیت سے پہلے امام آپ ہی ہیں پہلا کل حضرت علی کے
 تعداد مرویات کے بیان میں جناب امیر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو حدیثیں
 کی ہیں جبرہ ہاشمی پر مجھے ہیں۔ اور بیت سے صحابہ سے روایت کرتے ہیں جیسے حدیثیں کہ میں نے محمد بن اسفندیار و محمد بن
 بن مسعود و محمد بن عبد اللہ بن عمر و محمد بن عباس و عبد اللہ بن الزبیر و ابو موسیٰ و ابن مسعود و زید بن اسلم و جابر بن عبد اللہ و ابی
 و ابو طلحہ و ابی ہریرہ و ابو سعید و مصعب و زید بن ثابت و غیرہ۔ اور بیت سے تابعین بھی لکھے روایت کرتے ہیں
 جیسے ان کے بیٹوں و فرزند و چند عباس و محمد و عمر و محمد و قاسم بن شہاب و غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دوسرے
 حضرت علی کے قوت و شجاعت کے بیان میں سبحان اللہ جناب امیر کی شجاعت و شجاعت
 اتفاق دینی آپ کی کثرت شجاعت پر جب اتفاق۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں ایسی شجاعت اور جرات دینی بخشی کہ
 اس صفت میں کوئی انکار نہیں تھا۔ روایت ہی کہ جب حضرت کی خدمت میں جبریل امین نے شب کے وقت حیرت
 حکم لے آیا تب حضرت نے جناب امیر کو بلا کر کہا کہ اب مجھ حیرت کا حکم کیا ہے میں ایسی یہاں سے روانہ ہوتا ہوں کہ
 میری چادر اٹھ لیکے میرے فرش پر لیٹ جاؤ۔ اور لوگوں کی امانتیں چھوڑے پاس میں اور میرے دن و شب کے
 ناکھون کو پہنچا دیکے جلد میرے سے آؤ جناب امیر نے یہ حکم سنے بڑی خوشی سے حضرت کی ہر چادر اٹھ لیکے آپ کے
 فرش مبارک پر نام کیا حالانکہ اس شب میں جان کا خطرہ کیا کہ لوگ بکرب کفار قویش متفق ہو کے یہ امادہ کیا تھا کہ حضرت
 خواب گاہ میں جا کے فرش مبارک پر ہی آپ کو قتل کریں پس ویسے وقت میں جناب رضی علی نے حضرت کے فرش پر
 استراحت کی اور اللہ تعالیٰ پر اس قدر توکل تھا کہ کبھی ہی نیند آگئی بیان تک کہ خورائے مارنے لگے تب جناب امیر کی
 مبارک انیس سال کی محنتی باقی قصہ لبط کے ساتھ جہان السیر میں نہ گئی۔ غرض یہ بات حضرت علی کی شجاعت پر دینی
 اور غزوہ بدر میں ایسی جرات دینی کی کہ ایک فرشتے نے کہ جبکہ انہم غزوان تھا ان کے ہنڈ سے نہ آئی کہ کافعی اکلے
 لینے نہیں جو از دگر علی۔ اور غزوہ احد میں کافروں کی ایک جماعت کثیر نے جب حضرت کا قصد کیا تب جناب امیر
 تنہا ان حکم کے اہل جماعت کو متفرق اور پریشان کر دیا اور سات کافر قتل کیا اس جنگ میں ایسی جرات دینی کی راہ
 دی کہ حضرت نے نہایت خوش ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ و انا منہ بنے میں اس سے ہون اور وہ میرے ہی جبریل
 نے کہا کہ میں تم دونوں سے ہوں۔ اور غزوہ احزاب میں عمرو بن عبد جرحہ کے بیٹوں میں جانا اور بڑا سخت کافرا
 جب جنگ پایا جناب امیر نے اس کے ساتھ مقابلہ کر کے اس کو قتل کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ علی رضی کا یہ جنگ افضل اعمال

امت بی۔ اور دوسرے غزوات میں انہی سے جو شجاعت ظاہر ہوئی شہرہ ہوئی خصوصاً جنگ خیبر میں جو داد شجاعت دی اور فتح و نصرت جو انہیں کے ہاتھ پر ہوئی شہرہ آفاق ہی اسکا کچھ بیان مختصر یہ فقیر نے جو جان السیر میں لایا ہی بیان لکھا جاتا ہی

فتح لیکن اسکی بردست علی نقل ہی کتب کہا شاہ اہم حق تعالیٰ نے ایسکے ہاتھ پر سعد کہتا ہی کہ نزد مصطفیٰ اور کہتا ہی عمر عالی وقار بعض کہتے تھے قریشانی کہ وہ ہرگز دیکھ سکتا ہی تھا الغرض اسکو بلا خیر البشر بکتر خاص اپنا شاہ ابنیا اور کہا جاتگ کہ خب جلد کلہ طیب کی ہی اقبال پر دیکھا یک جریہ ہودی کا مگر بول اپنی قوم کو تب وہ بکا کیونکہ اوصاف و شجاعت کیا اسکے نیزے کا شان تھا میں بعد اسکا بھائی مر جہ اگیا آکے چاٹا تاکرے حیدر پر وار غازیان حمہ کے سب جیکر نہ کوئی کیا یک ضرب اسکے ہاتھ تب علی از قدرت ربانیہ ایک لہے کاٹا تھا اسکو نقل کرتے ہیں کہ از بعد قتال کہ اتھائے اسکو آچا لیس	جیکہ غمی موقوف بر وجہی میں کل دیو و نگا ایسے کلم فتح کر دیو یگا خیبر جلد تر جاد و زانو بیتھہ کر میں اتھا میں نہ چہتا تھا امار زینہار کہ علی البتہ پاؤں وہ مراد سن بشارت وہ تری ہی دیا رکھ کے اسکے سر کو اپنے رانی زیست ہر ایسے پہنا دیا فتح نادوے نہ پھری مرقی انگو بوا اور انسے جنگ کر شاہ مردان کو زبالا حصار اب ہو مغلوب تم اور خوار اسکا و توبت میں دیکھ جان ہو گئے مقتول اس سچدن وہ یہود و نین مبارز تھا برا حلمدار اسہ حیدر ذوالفقار پاے دوزخ ستار سردار ہرود دست حیدر گری ہی تب کر پا یا ایسا قوت روحانیہ لیکے اس در کو بنا یا ہی سپر اسکو دلا بر زمین دپڑ چلا وہ بنین ہرگز ہلاک نہ ہن	حق یہ رہتہ شاہ مردان کدیا حق تعالیٰ اور بھی اسکا رسول یہہ بشارت سنکے صحاب کرام اس وقوع پر کہ لشکر کا علم ایک میں اس روز چہتا تھا ہی روایت چشم تب کر کے واللہم لا مانع لیا اعطیت ولا معطی لیا معنت حق نے بخشا ہی تھا اسکو شہاد اور علم اسکو دیا ہی با وقار یوں کیا ارشاد تب خیر البشر ایک بتہ پر کیا بر با علم وہ کہا میں ہوں علی مرقی نا پھرے بلے فتح ہرگز نہ کہی سودہ حادث تھا ہونی رشتہ سرنگون اسکو کیا ہی فی السفر اور حایل کر کے دوشمیر کو زمین وزانو کت گیا ہی جلد حیدر کر ار تھا چھے روان شاہ مردان نے ہوا تب حاکمین اور ور قلعے پہنچا ہشکار پہنچا ہشخول جنگ کارزا اور معارج میں بھی ہن کہ ہاسے اسکو آستر نضر
--	---	---

دو تہ ہرگز اپنے جاکے ہلا	پرستش سے مہربانی باہم	نی علی کی تیرے کرامت کا فہم	اسکی مدد اور شجاعت کا فہم
نیق ہی جب خنجر کی خبر	شاہ عالم سے سنائی ہی خبر	خوش بہت ہو کر خوشی لایا کیا	اور علی کے جلیلہ استقامت
اور اسکو اپنے سینے سے لگا	ویکے پرشانی پر ہوسہ زین	بلغی تباہی کو تیرے نصیب	بلغی تباہی کو تیرے نصیب
سب علی مرنے لگا ہی باہر	پوچھا ساری بات ہی کا سب	پوچھا وہاں ہونے کی سے میں	کیون خوش ہوئی ہی راضی ہو
شاہ بدلاتین ہی تھا خوش بین	بلکہ خوش ہی تیرے سے تھا بین	اور میکا سب دھیرا مل بین	سب بھی تیرے سے راضی ہیں بین

حضرت علی کے علم و اخلاق کا بیان جو اس قبر سے مکرر اولیاء میں لایا ہی وہ میں بیان نقل کے جا رہا ہے

تیسرا اہل حضرت علی کے علم و اخلاق کے بیان میں

بھر عرفان و قرب صدق و صدا	اسد اللہ عالم الفنا	ہر شے شیریں جیسا نام	رضی اللہ عنہ بالاکرام
کیا کہوں اسکا علم اور اخلاق	کہ تیرا وقت قمری طاق	باب میں اسکے علم کے شہر	خود کہا یون خدا کا شیر
کہ یون میں شہر علم کا بھیج	ایکا دروازہ ہی علی پر بھیج	اور کہا اس طرح جناب امیر	مگر کہوں ناظم کی بن شیر
تو یہ تھا دواوت کا وہ بار	زیر کے ہنسی عمر علم کند	ابن مسعود روای ماہر	کہہ ہی قرآن کو باطن و ظاہر
ہی علی طاعت بھونٹو	اسے رخسار ہی تیرا ہر دو	بولتا ہی امیر بھر گال	کہ قرآن ہے تم جو چاہیں نقل
ہی قسم حق کی کوئی آہٹ پاک	ہنہن اتری تیرے تولاک	پر مجھے علم اسکا ہی حاصل	کہ وہ کہیں اب میں جوئی نازل
اور وہ کس مکان میں تھی	اور وہ کسے شان میں تھی	اور وہ نیلی ہی پانہار ہی	رات میں بادہ دلا ہی
کہا وہ اتری زمین پٹی نال	یا کسی کوہ پر جوئی نال	خوب میں جانتا ہوں سیکھا	میرا اب مجھ کو علم اسکا دیا
اور فاروق اعظم ای دانا	بولتا تھا علی ہی افغانا	ابن مسعود یون یا ہی غیر	کہ مدینہ کے لوگ میں کبیر
ہی علی جانور فرض و قصا	اور عیسا نہیں کوئی دوسرا	اور یون جالیہ نے فرما	کہ مدینہ جو رہ گئیں باقی
جو نہ پائے میں دوسرا محاب	اسکا اعظم ہی مرضی بصواب	اور یون بولتا ہی عہد اللہ	ابن عباس ہی خدا کا گاہ
کہ علی بسک سب میں فاضل	علم میں اسکو حرص کا مل	اور احادیث کی فقہانیت	جو وہ بخشش میں اور سخاوت میں
حق دیا اسکو ایسی شان کبر	کہ نہیں شخص کوئی اسکا نظیر	الغرض ایسے ہی حدیث دار	آئی میں اس بیان میں اکثر
کیا کہوں اسکا دہر و فخر	کہ نہیں اسکا اسمن کوئی مثل	فقر کا ہی اسنے نصیب	نہ کہہو مالک نصیب ہو
اور خلافت میں بھی تاج	کثرت فقر کا ہی عداوتی	پاس اسکے نمی خود روزنا	تھا ہمیشہ وہ طالب التواری
ہی بروایت وہ جب خلیفہ	میں وہ ہم کا یک تیسرا	امین حسین ماز پیچھے سے	قطع کر کے لیا ہی میں سے
اور جب وہ لباس میں لیا	شکر ہر لاکا ہی بجا لیا	اور وہ کرنا تھا اکٹھا اکثر	ایک لنگ اور ایک چادر
اور اسہی لباس ای بار	ہو تا روح فرزدہ بار	اور باز یون کو صبح و	از مروت لہی وہ کرنا تھا

بولتا تھا ابھیں خدا سے درد	ماں بولتوں میں غنا کرو	مست قسم کھاؤ جو حقہ مست ہو	عیب شی کا چھپا کت عجز
اور کہیں لی ہوئی بھی شہت	نہ نہ کھاوہ مگر قہر بہشت	یعنی وہ جو فقر و استغنا	عمر ساری نہ گھر کیا ہی بنا
کوئی شی گر خرید فرماتا	آپ ہی گھر تھا کے لانا تھا	ایک ایک روز یک دم کے کج	تب کیا عرض کوئی اسکے حضور
میں تھا لاؤں دوش پر جو	کیا ارشاد یوں کرتا اُسے	میں ہی اسکو اٹھا لجا دنگا	مال والا ہی اتنی اسکا
میں مناقب وہ باصفا کثیر	اب نہیں مجھ کو طاقت تیر	یک مجاہد کے ایک اثر پہ پنا	کہتا ہوں اکتفا یہ پاک بیان
نام نامی خزار ہی اسکا	اس کی دن معاویہ کہا	وصف کچھ نقلی کچھ نہ کو	وہ کہہ مجھ کو اس رکھ معذور
پر معاویہ جد و جہد کیا	لاحرم تب خزار کہنے لگا	کہ علی کا مقام پس فاخر	تھا یقین عقل و فہم سے باہر
دین میں اسکا قوت اظہر	حیطہ دہم سے بھی تھا برتر	قول اقدس تھا اس کا فضل ظاہر	حکم تھا اسکا عدل و محض صواب
ہوتے تھے اس علم کے انبار	اور حکمت تھی اسکی لطف بجا	اور وحشت تھی اسکو دنیا سے	نعمت اسکی ذیل پاؤں اسکے
وحشت شب کے ساتھ تھا وہیں	اور منا جاتی کے ساتھ میں	دائم الفکر تھا فکر دراز	اشک ریزان بلبو ز گدا
پہننا تھا لباس موتا ہی	گدا باکر تھا خشک ہی ٹوٹی	تھا ہمارے میں وہ ہمارے	پوچھیں گے کچھ جواب دیتا تھا
آنا تھا ہم بلائے اسکو اگر	گر چہ رہتا وہ ہم سے بل مگر	لیک دلتا اسکی بہت	بات ہم اس سے کہہ سکتے تھے
کہنا تھا اہل دین کی تعظیم	تھا مساکین پر اسکا لطف عظیم	یہ توقع کسی قوی کو تھی	کہ ہو ماطل پر اسکے وہ رنجی
اور کوئی ضعیف بھی صاحب	ابھیں مایوس اسکے عدل تھا	ہر ایک رات میں کی یہ نظر	ریش اپنی لیتا تھا ماتہ اندر
آہ کہنا تھا اضطرابا	سائب کا ناہو کرے صبا	اور روتا تھا اس طرح یقین	جس طرح روتی کوئی غمگین
بعد یوں بولتا تھا دنا سے	کہ مرے غیر کو فریب تو دے	ایا تو چاہتی ہی مجھ سے وفا	میں تو تجھ کو دیا ہوں میں طلاق
بہن رجعت ہی جس طلاق میں	میں قسم کھا کے بولتا ہوں جان	کہ تری عمر ہی بہت چھوٹی	اور بہت کم ہی عمر و قدرتی
تھوڑے تو شہ پر بیشہ فرسوا	اور طول سفر پر افسوس	جب معاویہ یہ بیان سنا	جوش رقت سے زار زار ہوا
اور اس طرح سے کہا گرایا	وہ مجھ پر جو رحمت و رضوان	ای قسم حق کی وہ گرامی نہ	یہی تھا جس طرح کہا تو بیا
	جو اثر تھی خزار کی فاخر	جائے اب یہاں ہوئی	

جو تھا گل حضرت علیؑ نے قضا یا اور الشرف و فراست کے بیانی میں

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں لایا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے اپنے والد سے اور اسے اپنے والد سے نقل کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت علیؑ کو اللہ و جہر کی خدمت میں عرض کی کہ تم سے میں کہ آپ خطے میں فرماتے ہو کہ اللہم اصلحنا بما اصلحت بہ الخلفاء الراشدين المہلکین یعنی الہی درست کر بلکہ جس سے درست کیا تو نے خلفاء راشدین مجددین کو۔ تب حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ہاں ابوکر اور عمر اکملہ ہو ہی اور

بزرگان اسلام اور قریشی مردانہ حضرت علیؑ علیہ السلام کے متعلق تھے جسے انکی ہر وی کی سوچا اور چنے لگے آثار
کی مالاش کی مراد مستقیم کی طرف ہدایت پانی اور جوئے ہر دو کو مصبوط پر سورہ اللہ کی گروہ سے ہوا۔ اور طبرانی اور
بین اور بنیم و لابل زیادہ ان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے ایک حدیث کی روایت کی کسی نے اسکی
گندہ پر کیا حضرت علیؑ علیہ السلام نے اسکو فرمایا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو تجھ پر بددعا کرنا ہوں اسنے کہا کہ کچھ پس آپ نے بددعا
کی وہ شخص ہمیشہ کا نامیا ہو گیا۔ اور تین چار میں سے مروی ہی کہ ایک بار دو شخص کے بیچ کا ناشاکر لے کے لے گئے تھے
ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں دوسے بددعا کا شروع کرنا چاہتے تھے کہ ایسے میں
ایک تیسرا شخص ان پر گذرا اور سلام کیا ان ہر دو نے اسکو اپنے ساتھ تجلیا یا اور دوسے آٹھ روٹیاں بھی بیٹو مگر برابر
کھا تین نہ کوئی کم نہ کی زیادہ پس اس تیسرے شخص نے جانچ کر دقت فتنہ دم لگے بددعا والے اور کہا کہ میں جو کھا یا
اسکے وہ عرض تم پر بددعا ہم رواد چلا گیا پس ان ہر دو میں فیضہ رواد چاہنے پانچ روٹیاں والا تھو کہنے لگا کہ میں
پانچ دم روٹیاں اور تین روٹیاں رکھتا تھا میں دم لے وہ تین روٹیاں والا کہنے لگا میں اسات سے راضی نہیں
بلکہ برابر آدمی سے تو میرے امتداد ہے میں لون بچے چار دم تجھے اور چار دم مجھے پس فیضہ بددعا کرتے ہوئے حضرت
علیؑ رضی کی جانب بن آئے اپنا قصہ بیان کیا حضرت علیؑ رضی نے اس تین روٹیاں والے کو فرمایا کہ تیرے روٹیاں کم
تھیں اور اسکے روٹیاں زیادہ پس تین دم سے راضی ہو جائے اسنے کہا واللہ میں راضی ہوں گا مگر اسپر کہ راہ حق پر
ہو آپ نے فرمایا اگر تو راہ حق سے فیصلہ جاتا ہی تو چھکو تین دم بھی نہیں بیٹنے بلکہ تجھے ایک دم بھی ملے اور پانچ
روٹیاں والے کو سات دم بیٹنے سے کہتے ہی اسنے آٹھ کھرا اور کہا بحال اللہ بہر کا صورت ہی اسکی وجہ اندازہ حق
میرے ذہن نشین کیجئے تا میں اسکو قبول کروں پس حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آٹھ روٹیوں کے جو میں بزرگ
ہوئے میں اندم تین شخص جو برابر کھاتے ہیں اور کون کم کھا یا اور کون زیادہ کھا یا سو یہ بات معلوم بھی نہیں ہیں
برابر کھاتے ہوئے سو ہر شخص آٹھ ترک کھا یا ہی تیرے جو تین روٹیاں تھیں اسکے دن ترک ہوتے ہیں اور پانچ
روٹیاں کے چند مارتک ہوتے ہیں سو پانچ روٹیاں والا آٹھ ترک کھا یا ہی پس اسکے سات ترک باقی رہے اور تیرے
تین روٹی کے دن ترک میں تو بھی آٹھ ترک کھا یا پس ایک ترک باقی رہی سو وہ تیسرا شخص جو یا تھا تیری روٹی سے
ایک ترک کھا یا سو ایک دم لے اور پانچ روٹی والے سات ترک کھا یا ہی سو اسکو سات دم بیٹنے پس وہ شخص جب
یہ فیصلہ کراست گوش کیا کہ میں جل و جان راضی ہوں۔ اور دانی سے متقول ہی کہ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ جب روٹی آکر
کو فرہوے حکماء عرب ایک شخص حاضر خدمت ہو کے عرض کی کہ واللہ ابیر المؤمنین آپ نے خلافت کو زینت دی
نہ کہ خلافت آپکو اور خلافت آپ سے سر فرازی پائی نہ آپ خلافت سے بلکہ خلافت آپ کے سے خلیفہ اور امیر کی
حقانج تھی۔ اور ابو القاسم زجاجی اپنے مالہ میں کہا کہ ابو جعفر محمد بن رستم طبری سے اسنے ابو حاتم سجستانی سے اپنے

ابن عباس بن ابی سرحی تخریج سے اسے سعید بن سالم اور ابی ہاشم سے اسے اپنے دادا ابی اسود و ولی سے اسے اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جناب میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ سرخ کئے ہوئے منکر پیچھے ہیں میں نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین جناب میں فکر کرتے ہو فرمایا کہ میں اصول عربیہ کے لئے قاعدہ ٹھہرا دینا اور اسباب میں کتاب بنانا چاہتا ہوں میں نے عرض کی اگر آپ یہ کام کر و گے اور یہ نعمت ہمارے درمیان رکھ چھوڑ و گے گویا تمکو زندگی بخشی

پھر میں تین روز کے بعد آیا آپ نے ایک صحیفہ میرے روبرو والا حسین یہ لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الکلام کلہ اسم وفعل وحرف فاکل اسم ما انشاء عن المسٹی والفعل ما انشاء عن حركة المسٹی والحرف ما انشاء عن معنى ليس باسم ولا فعل پھر مجھے حکم ہوا کہ تو اور تالاش کر اور جو ترے ذہن میں آوے زیادہ کہجے پھر فرمایا ای ابو الاسود جانتے کہ اشیائیں قسم کی ہیں ظاہر اور مضمحل اور وہ چیز جو ظاہر ہونہ مضمحل اور علماء اس تیسری چیز میں زیادتی کرتے ہیں۔ ابو الاسود نے کہتا ہے کہ میں اس قسم کی کئی چیزیں جمع کر کے آپ کی جناب میں ظاہر کیا انہی سے حروف ناصبہ میں جوائے اور آتے اور کیتے اور کعلے اور گائے ہی اور لکن کا ذکر نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ حرف لکن کس لئے چھوڑا میں نے کہا کہ اسکو میں حروف ناصبہ سے شمار نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ وہ بھی انہیں سے

ہی زیادہ کر دے پس میں اسکو بھی ان میں داخل پہلا گلدستہ حضرت علی کے مواظظ و ملفوظات فیض آیات کے بیان میں اور حضرت علی سے مروی ہے کہ فرماتے تھے کہ لوگو! پناہ عمل مقبول ہو سکے۔

عمل کرنے سے بھی شدہ اہتمام کیا کہ مقرر کوئی عمل بغیر تقویٰ کے درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور یحییٰ بن جعدہ نے روایت کرتا ہے کہ حضرت شیر خدا نے فرمایا ای حاملان قرآن تم قرآن پر عمل کیا کہ و کیونکہ عالم وہ ہی جو علم پر ہے اور عمل کرے اور اپنے عمل کو علم کے موافق کرے۔ قریب ہی کہ چند ایسے لوگ علم سیکھنے کے لئے باطن انکے ظاہر کا مخالف ہو گا اور انکے عمل انکے علم کے برخلاف رہیگا اور وہ ایسے ہونگے کہ لوگوں میں بھیجے کے بعض پر بعض فخر و مبامات کریں گے یہاں تک کہ ایک ہفتین دوسرے اپنے جلس پر غصہ ہو گا اور اسکو چھوڑ دیگا یہ ایسے لوگ ہیں کہ انکے عمل اور پناہ ہینگے۔ اور بھی حضرت علی سے مروی ہے کہ فرماتے تھے کہ تو میں نیک قادیبی اور نیک اخلاق یا نیک ہی اور عقل صاحب نیک ہی اور ادب نیک میراث ہی اور کوئی وحشت عجب سے زیادہ نہیں۔ اور عمارت کہتا ہے کہ حضرت علی کی جناب میں کہنے آئے کہ کہنے لگا کہ قضا و قدر

کی حقیقت بیان کیجئے آپ نے فرمایا کہ اندھیری راہ ہی تو یہ راستہ بجائے پھر اسی سے سوال کیا تو فرمایا کہ دریا عین ہی تو اسکا قصد کیجئے پھر اسی سوال کیا تو فرماتے لگے کہ یہ اللہ کا جسد ہی جو تجھ پر پوشیدہ ہی اسکی تالاش کیجئے پھر اسی سوال کیا تو فرمایا ای سائل کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے واجب جا پید کیا یا وہ جب جا پنا کہا وہ جب چاہا۔ فرمایا جب چاہیگا یہ بات تجھے معلوم کروا دیگا۔ اور خود حضرت علی سے مروی ہے کہ جب کہنے آپ سے سوال کیا کہ سخاوت کسکو کہتے ہیں فرمایا کہ سخاوت وہ ہی کہ پہلے پہل بغیر کوئی طلب کرے کے تو کچھ راہ خدا میں دیوے اور جو کہ سوال کئے پر دیا جاتا ہے سو

خلافت حضرت علیؑ

۱۳۳

بیان بیعت

ان وقایع کا جو اپنی خلافت میں زود سے اسباب میر و توابع رحمہم اللہ نے لائے ہیں کہ جب حضرت عثمان کی شہادت ہوئی حضرت علیؑ نے عزلت اختیار کی اور لوگوں سے ملاپ اور اختلاط بالکل موقوف کیا۔ تب مصر کے سردار دن نے جناب مرتضیٰ علیؑ کی آستان فیض نشان پر حاضر ہوئے اور آپ سے بیعت چاہی تو چند روز آپ نے انکی التماس قبول نہ کی۔ ایک روایت ہے کہ شہادت ذوالنورین سے پانچ روز کے بعد مصر یونان مدینہ والوں کے پاس جا کے کہنا کہ حضرت علیؑ کی خدمت میں جا کے عرض کریں کہ آپ منصب خلافت کو زینت دین اور ہم سب انکے ماتھے پر بیعت کریں۔ تب مدینہ والے ان سے متفق ہوئے حضرت علیؑ کے دروازے پر حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا ابوالحسن خلق کو سوائے امام کے چارہ نہیں ایک خلیفہ اور پیشوا تو ضرور ہے اب خلافت اور امامت آپ کے سوائے دوسرے کو سزاوار نہیں۔ اس منصب کے احق آپ ہی ہو جناب امیر نے جواب دیا کہ میں اس کام کی طرف بالکل میں نہیں رکھتا ہوں اور ہرگز حکومت اور امارت نہیں چیتا ہوں تم جسکے لئے اتفاق کرو گے میں بھی تمہارے ساتھ متفق ہو سکے ماتھے پر بیعت کرو گنا۔ لوگوں نے کہا کہ جب تک آپ زندہ رہیں دوسرے کو یہ طاقت کہاں کہ اس منصب کا دم مارے اور کسی کو بک سزاوار ہے کہ مسلمانوں کا امام اور مقتدا ہووے۔ اگر ہماری التماس درجہ اجاب کو نہ پہنچے اور سند خلافت آپ کے وجود یا وجود زود رفت نہ پاوے حکم لوکا السلطان لقتل بعضهم بعضا کے مخالفت اور منازعت کی شمشیر بے نیام ہوگا اور لوگوں میں باہم خرابی اور خون ریزی رو دیگی۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ کیونکہ امام اور خلیفہ تمہارا نکل نہیں پہنچا ہی بلکہ یہ کام اہل بدر کی رائے پر موقوف ہے کہ اسباب حل و عقد اور حضرت کے اصحاب رفیع القدر ہیں۔ جسکو دے ریاست و خلافت کے لئے قبول کریں وہی خلیفہ ہوگا تب مصر یونان جناب امیر کا یہ کلام اہل بدر کی خدمت میں پہنچایا۔ جمہور اصحاب بدر نے یہ سنتے ہی حضرت امیر کے دروازے پر حاضر ہوئے اور بیعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے جب کبار مہاجر و انصار کا وہ ہجوم دیکھا اپنے دولت سرا سے نکلے اور انکو ہر اد لئے ہوئے مسجد نبویؐ کی طرف تشریف لائی اور حضرت کے منبر انور پر سوار ہوئے ایک خطبہ فصیح و بلیغ پر ماحمد و ثنائے الہی و نعت و درود جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فرمایا کہ اے مسلمانو! اب تم اس بات پر راضی ہو کہ میں تمہارا امیر ہوؤں سبہوں نے کہا کہ ہم بدل و جان راضی ہیں۔ حضرت علیؑ نے طلحہ و زبیر کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ مجھے ہرگز اس کام کی رغبت نہیں تم جسکو احق مناسب جانتے ہو اسکی طرف بیعت کا ماتھے دراز کرو میں بھی اس سے بیعت کرتا ہوں۔ تب ان دونوں نے کہا کہ اس کام کے لئے آپ ہی احق اور اولیٰ ہو آپ کے سوائے کوئی نسب اور سزاوار نہیں ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں پس اول طلحہ اور انکے بعد زبیر بیعت کی۔ یہ مقدمہ ہجرت کے پین تیسویں سال ذی الحجہ کی یکشنبہ کے دن واقع ہوا اور دوسرے دن حج جمعہ تھا علیؑ العموم سب لوگوں نے بیعت کی۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ جب طلحہ و زبیر اور اکابر مہاجرین و

انصار ایک جماعت مسکین کو ہوا لئے جو حضرت علی کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ مسلمانوں کو سوا امام کے
 چارہ نہیں اور آپ کے سوا کسی دوسرے اس کام کے لئےاسب واولیٰ نہیں۔ جناب امیر نے فرمایا کہ حاجۃ ربی
 فی امرکم میں اخترتم وصیت یہ یعنی تمہارے کام میں جو خلیفہ تمہارا چاہتے ہو مجھے حاجت نہیں تم جو کو اختیار
 کرو گے میں بھی اسکے ساتھ راضی ہوں۔ سب کہنے لگے کہ ہم آپ کو ہی اختیار کرتے ہیں آپ کے سوا کسی دوسرے کو اس کام
 کے سزاوار نہیں جانتے ہیں کیونکہ زبیدہ قریش و لا تبارہ بنی اشم کے افتخار اور سب لوگوں سے افضل اور پیر اور رسول
 مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک تر آپ ہی ہیں۔ پھر جناب امیر نے کہا کہ میں بھی چاہتا ہوں تم سب مسلمانوں کے ساتھ
 ایک رہو اور تم جو اس کام کا دالی تمہارے دین میں اسکا مطیع اور ذریعہ اور شیر زمین کیونکہ وزارت امارت سے
 بہتر ہی یہ بات سب صحابہ نے بیعت ہی عجز و راجح کیا اور تو سے پیش آئے۔ تب جناب امیر نے فرمایا
 کہ اگر تم میرے سے بیعت کرو گے میں حدیث سے بچاؤ نہ کروں گا۔ اور معاملات کے فیصلے مشورۃ پر موقوف نہ کروں گا
 اور بیت المال سے ایک دم بھی اپنے خرچ میں نہ لاؤں گا اور تم سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دوں گا بلکہ ہر ایک کو نظر
 مرحمت سے دیکھوں گا۔ اور جب کتاب اللہ و سنت رسول اللہ نہ ہو گن میں احکام جاری کر دوں گا۔ پھر فرمایا کہ
 مسجد کی طرف چلیں کہ یہ کام خفیہ کرنا نہیں۔ پھر سب ملکر مسجد نبوی میں آئے اول طور سے بیعت کی پھر زبیر عزیز
 مہاجر و انصار گرد گردہ شرف بیعت سے سترن ہوئے۔ پس جناب امیر نے جیسے کے دن حضرت کے منبر پر سوار ہو کر
 نہایت بلاغت و فصاحت کے ساتھ ایک خطبہ پڑھا اس خطبے کا شروع یہی تھا الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی احْسَنِ مَا قَدَرْنَا
 الْحَقُّ اِلٰی مَكَانِهِ کہتے ہیں کہ جب خطبے سے فراغت حاصل ہوئی تو زبیر بن ثابت انصاری کہ جسکو حضرت نے لقب
 ذوالشماوتین سے ملایا تھا اٹھ کر ان کے مقابل کھڑا ہو کر یہ مہین جو انہیں کے نتائج افتخار سے تھیں یہیں
 اِذَا حُنَّ مَا يُعَاذِلُنَا خُسْبَانَا اَبُو الْحَسَنِ مَا يَخْلُقُ مِنَ الْعَفْنِ وَوَجَدَهُ اَوَّلِي النَّاسِ بِالْاَمْرِ
 اَنَّهُ اَطِيبُ قُرَيشٍ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَنِ وَوَمَا فِي الْقُرَيشِ مِنْ يَشْتَقُّ عِبَارَةً اِذَا مَا حَوَايَ
 يَوْمًا مِنَ الطَّعْنِ وَالْاِثْمِ وَوَقْدِهِ الَّذِي فِيهِمْ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ وَوَمَا فِيهِمْ مِنْ بَعْضِ الَّذِي فِيهِ مِنْ حَسَنٍ
 وَاَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَا بَيْنَ النَّاسِ وَاحِدٌ وَسُورِ مَنِيرِهِ النُّوَانِ وَاللّٰهُ ذُو الْمُنَنِ وَوَصَاحِبُ جِلْسِ
 الْعُزْمِ فِي كُلِّ وَقْعَةٍ وَتَكُونُ بِمَا نَسْنُ الْجَنَانِ الَّذِي الدِّخْنُ وَفَدْلُكَ الَّذِي مَتَى الْخَاجِرُ مَا مَهْمُ
 اِمَامَ لَنَا حَتَّى نَقِيبَ فِي الْكُفْرِ وَنَقْلَ فِي كَرَمِ بَيْتِ عِزِّهِ وَوَمَا فِيهِمْ مِنْ حَسَنٍ وَوَمَا فِيهِمْ مِنْ حَسَنٍ
 جماعت ہوا لئے جو حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ قاتلان عثمان سے قصاص چھیننے میں کیا
 چیز مانگی۔ جناب امیر نے فرمایا کہ ایک جماعت اس کام سے متہم ہیں ان سے کیا ایک گناہ کے سبب کس طرح ان کا
 جانیگا۔ اگر با یقین تم ایک شخص کو جانتے ہو تو کہو کہ اس سے قصاص لینے کے باب میں میں تمہارے ساتھ متفق ہوں تو

۳۳۳۔ بیان وقایع کا جو خلافت میں رود خلافت حضرت علی

یہ فتور امیر کرد یا صاحب قیام آوے اور اس شخص میں پروردگار کے اور نعم جانشے جو تو گواہی دود کہ میں نے قتل کا حکم کرنا
 ہوں۔ کہتے ہیں کہ بنی امیہ سے اکثر لوگ فرار اختیار کر کے بعض مکہ معظمہ کی طرف اور بعض بنی کی طرف گئے۔ اور بعض حضرت
 عثمان کی زوجہ مایہ کے گئے ہونین انگلیان حضرت عثمان کے خون آلودہ پیرہن کے ساتھ لیکر شام کی طرف معاذیہ کے پاس جا
 پہنچے۔ اور فتور سے لوگ جو مدینہ منورہ میں نرسان و نرزان پوشیدہ تھے قابو نہ ہونہ رہے تھے جب فرصت پانہ
 دلی دے جسے مکہ معظمہ کی طرف جا کے جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ کی خدمت میں پہنچے۔ پس بنی امیہ سے کوئی شخص بھی حضرت
 علی کی شرف بہت سے سعادت حاصل کی مع امین کار دولت بہت کنون تاکر اسد بڑا روایت ہی کہ جب حضرت علی
 مسند خلافت کو زمین دی حکم کیا کہ مروان کو اور چند شخص کو جو اسکے بارون سے تھے حاضر کرین لوگوں نے ہر چند بہت توجہ
 کیا لکن کہیں انکا سراغ نہ ملا کیونکہ دے فرار ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے عثمان ذوالنورین کی زوجہ مایہ سے دریافت
 کی کہ ذوالنورین کا قاتل کون ہی۔ بنی بنی نے کہا کہ وہ شخص میرے گھر میں آئے محمد بن ابی بکر انکے ہمراہ تھے وہی دونوں نے
 تر و در چلائی لاکن دے اپنے چہرے پوشیدہ کئے تھے اس لئے مجھے انکی پچھانت حاصل نہیں۔ پھر حضرت امیر نے محمد بن
 ابی بکر کو بلوا کے استفسار کیا اسنے عرض کی کہ واللہ میں نے عثمان ذوالنورین کے گھر میں داخل ہوا اور انکے قتل کا ہی قصد
 رکھتا تھا لکن انہوں نے میرے والد کا ذکر کیا میرے والد یاد آئے ہی میں نہایت متاثر ہوا اور انکے قتل سے پانہ رکھا اور
 میں نے انکے قتل کا ارادہ کر کے جو انکے گھر گیا تھا اسبات سے بہت ہشیمان ہوں اور توبہ کرتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی
 کہ میں قتل نہیں کیا ہوں۔ سب مامزوں نے انکی باتوں کی تصدیق کی بیان ان وقایع کا جو حضرت
 علی کی خلافت میں رود سے نقل ہی کہ سمیت سے دوسرے دن جناب ولایت ماب نے حکم کیا کہ سمیت
 المال کا خزانہ کسوں اور جو مال کرا سمین حاضری اسکو نکال کے لوگوں پر سمیت کر دین یہ حکم سننے کا پر مانڈون نے دیا ہی
 کیا۔ نقل ہی کہ جناب امیر سدا رے خلافت ہوے سو دوسرے روز بغیر بنی شعبہ نے جو حضرت کی محبت سے شرف پایا تھا
 حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوے اور عرض کی کہ ہم کو خبر دی کہ آپکی نسبت اخلاص اور خیر خواہی اور ہواداری بجا لادین
 اب مجھے آپکی اصلاح ہم میں تین صورتیں میرے خاطر میں خطور کی ہیں اگر شخص ہو تو عرض کرتا ہوں انسے جو صورت
 کہ مرضی مبارک کی مطابق ہے اختیار فرما دین۔ جناب ولایت نے شخصت وی مغیرہ نے کہا کہ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا
 ہوں کہ آپ کے کاروبار میں سستی کرتے ہیں اسلئے انکا علاج ان تین باتوں سے ایک ہو سکتا ہی۔ پہلی صورت یہی ہی کہ ایک
 اکثر تیز رفتار مسکا دین اور اس پر آپ سوار ہو کے ان لوگوں سے اعراض کر کے یہاں سے نکلی دین جب بے لوگ اسکا کم
 سزاوار آپ کے سواے دوسرے کو پناہ دینگے تب آپ کے پیچھے دو دان آویسنگے اور کمال عجز و التماس سے آپکو لے آگے
 مسند خلافت پر بٹھلاینگے۔ اگر یہ بات آپکو پسند نہ ہو تو عثمان ذوالنورین کے عاملوں کو معزول نہ کیجئے تا آپ کی خلافت
 بلا خلاف سب کے پاس مسلم ہو جاوے۔ کیونکہ میں نے آپکے باب میں انکے خلاف سے امین نہیں ہوں۔ ایک روایت

خلافت حضرت علیؓ - ۳۳۳ - بیان وقایع کا جو خلافت میں رونے

جی کہ میرے بھی کہا کہ معاویہ کے نام پر ایک مکتوب روانہ کیجئے شام کی حکومت اسی پر بحال رکھو گے اس مکتوب میں اسکو طمانیت اور تسلی دیجئے۔ اسکے اسلاف کا شرف اور فخر اس نام ہے جن کا برکتیہ اور اسکو اس بات کی ترغیب بھی دیا جائے کہ غزوہ فوج اور عثمان ذی النورین نے ترسے ساتھ جو ملک کیا ہی ہیں اس سے پہلے ملک کو چھوڑنا۔ اور عمر بن الخطاب کو عمر کی حکومت پر بحال رکھو گے۔ اسکی دلجوئی میں ایک نامہ روانہ فرمائیے اسکو اشرف و ایمان میں ممتاز کیجئے کہ یہ تو اپنے بری کیامت و وزارت رکھتا ہی لیکن حکومت و ریاست کی طلب اور تمام و ناموس کے بزدلیں پڑائی میں نے ابن ہرود کی مخالفت اور ہمارے سے ہماریت اندیشاگ ہوں۔ جب میرے ہر دو آپ کے مسلح و متعاہد ہو چکے آپ کے کاروبار کو تبرا استحکام ہو گا۔ یہ سال الیاسی گذار دین اسکے بعد رعایا کا احوال دریافت کر چکے عاقلوں کو اپنے پاس بلوا دیں۔ اور جسکو چاہیں بحال رکھیں اور جسکو چاہیں معزول یا ہل کر دیں۔ لیکن ابن ہرود صورتوں سے کسی صورت بھی مناسب نہ جانیں تو اس شہر سے نکل جائیں اور دوسری جگہ اقامت فرما دیں اور اسکو وطن شہر دیں۔ جناب میرے اسکے جواب میں فرمایا کہ تمہاری یہ ہر راسے صورت نہیں۔ کیونکہ تم نے جو کہا کہ لوگوں سے فرما کر دیں یہ بات کس طرح ہو سکیگی حالانکہ لوگ میری حجت میں آئے ہیں۔ اور وہ جو کہا کہ عثمان ذی النورین کے عاقلوں کو خصوصاً معاویہ اور عمر بن الخطاب کو بحال رکھوں یہ بھی کس طرح ہو سکیگا کیونکہ انکو معزول کر چکے بائیں کئی بار میں ہی عثمان ذی النورین سے کہا تھا کہ لوگو بحال رکھئے میں مسلمانوں کی اصلاح نہیں کرنا مسلمان جو اپنے تنگ آگئے ہیں ظاہر ہی۔ پس عثمان نے میری بات نہ سنی اور میرے سامنے کیے موافق عمل نہ کیا پس انہوں نے جو دیکھنا تھا دیکھا اور انکو جو سمجھنا تھا سمجھا۔ پس اب ان عاقلوں کو کس طرح بحال رکھوں اور فرما سے قیامت ہمارا گاہ الہی کیا کہا جواب دونوں اور وہ جو کہا کہ اس شہر سے چلا جاؤں اور دوسری جگہ وطن شہر آؤں۔ مان اس بات میں نگرود نال کرنا ہوں تا دیکھوں کہ ہر وہ غیب سے کپ ظاہر ہو جائی۔ کہتے ہیں کہ میرے بن شہر نے پھر دوسرے روز آجیالا کہہ کر عزم مصمم کر چکا تھا کہ شام کی طرف معاویہ کے پاس اقامت کرے۔ سو حضرت علیؓ کی خدمت میں عرض کی کہ یا ایزد المبین میں کل کے دن معاویہ اور عمر بن الخطاب اور عثمان ذی النورین کے دوسرے عاقلوں کو بحال رکھنے کے باب میں جو گزارش کی تھی وہ بات آپکی حضور میں درجہ اجابت کو پہنچی۔ اب میں بھی جگہ فقیر مشہورہ الا انسان الواحد یا فیض فخر فی وقتین کے اس باب سے پھر گیا اب مناسب یہی جانتا ہوں کہ اپنے معاویہ کے مطابق ان سب عاقلوں کو معزول کر دیں۔ تا دوست دشمن سے جہاں وہ ضعیف سے قوی متمیز اور ہر حال ہو۔ یہ بول کے مجلس سے اٹھا اور چلا گیا اتفاقاً اسی روز عبداللہ بن عباس جو سفر سے مراجعت کی تھی حضرت علیؓ کی خدمت میں آینکا قصد کر کے آ رہا تھا راہ میں میزبان سے ملاقات ہوئی جب حضرت علیؓ کی حضور میں حاضر ہوا اور کمال ادب سے سلام کیا اور خیریت پرسی کے بعد ابن عباس نے عرض کی کہ میرے بن شہر نے آپ کے پاس کس لئے آیا تھا حضرت علیؓ نے سب ماجرا ظاہر فرمایا۔ ابن عباس نے کہا کہ صحت کی بالاول و کذب بالتانی پہلے روز اسے جو کہا جاتا تھا وہ نصیحت اور خیر خواہی تھی اور دوسرے روز جو کہا گیا

اور خیانت اور تباہی ہوئی۔ جناب ولایت مآب نے کہا کہ اسباب میں تمہاری رائے کیا ہے؟ ابن عباس نے عرض کی کہ مآل اور تدبیر اگر اسکے آگے ہوتی البتہ نتیجہ دیتی۔ اور آج کے روز رائے و تدبیر میں کچھ تغیر نظر آتا ہے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ پہلا تمہاری خاطر میں کیا بات گذرتی ہے سو کہہ دیجئے مآں لون ابن عباس نے کہا کہ مناسب وہی تھا کہ لوگ آپ سے بیعت کر نیلے طالب راغب ہو نیلے آگے آپ کو معطر کی طرف روانہ ہوئے ہونے اور وہاں بھی خلق سے احتیاط کر کے اپنے مکان کا دروازہ بند کر دئے ہوتے۔ تب اکابر قریش اور دوسرے خواص و عوام اپنے مرکبوں پر سوار ہو کے منازل طی کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں آئے تھے کیونکہ آپ کے سواے دوسرے کو اس کام کے مزاوار نہ جانتے اور بڑے جدوجہد سے آپ کو لا کے مسند خلافت پر بٹھلاتے۔ لاکن اب تو بنی امیہ عثمان ذوالنورین کا قصاص جیتے میں بلکہ ان سے بعضے آپ کو بھی متم کیا ہے اور جیتے ہیں کہ لوگوں کو آپ سے پھر دین خصوصاً پہلے اہل شام کو آپ سے بدظن کر دیئے۔ اس پر طلحہ و زبیر جو بنجیدہ ہوئے میں انکی مخالفت کا بھی برا خطر ہے اس واسطے میں مناسب جانتا ہوں کہ معاویہ کو معزول کرنے میں جلدی نہ کریں۔ اب شام کی حکومت پر ایسا ہی چھوڑ دینا تو میں اس بات کا متکفل ہوں کہ معاویہ کو دیری اور سہولت کے ساتھ ایسا نکالوں جیسے بال کو خیر سے نکالیں۔ جناب امیر نے یہ بات سننے ابن عباس کو دہی جواب دیا جو مغیرہ بن شعبہ کو دیا تھا۔ ابن عباس نے ناچار دلا علاج ہوا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اے عبد اللہ میں اپنے اصلاح جہات میں تم سے مشورت کروں تو اپنی خاطر میں جو بات خطور کرے میرے سے کہہ دیجئے۔ اگر تمہارے صواب وید کے بعضے امور کا خلاف کروں تو کیا تم میری اطاعت کر دگے۔ ابن عباس نے کہا کہ میرے پاس اس کوئی بات آسان اور بہتر ہوگی کہ آپ کی فرمانبرداری کروں حضرت علی سے طلحہ و زبیر کی آزر وکی کا سبب نفل ہے کہ طلحہ نے حضرت علی کی خدمت میں آگے بھرے کی حکومت اور زبیر نے کوفے کی امارت طلب کی تھی امیر نے فرمایا کہ اپنے جہات میں تمہاری مشورت اور صوابدید کی احتیاج رکھتا ہوں جب تم ہر دو میرے سے جدا ہو جاؤ تو کس مشورت کروں اس بات سے دوسرے ہر دو بنجیدہ خاطر ہوئے۔ اور جناب ولایت مآب حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص لینے میں تاخیر کرنے سے بعضے لوگ جناب امیر کے پیچھے کہتے تھے کہ قاتلوں سے قصاص لینے میں کس لئے دہیل کرتے ہیں۔ جب یہ بات حضرت علی کو پہنچی لوگوں کو جمع کر داکے منبر پر سوار ہوئے اور ایک خطبہ اس مضمون کا پڑھا۔ کہ جب عثمان ذوالنورین کی طرف سے ایک مدعی پیدا ہو دے اور محکمہ شریعت میں آگے گواہوں سے اپنا دعوا ثابت کرے میں بلا شک اس سے قصاص دینگا اس بات سے لوگوں کو فی الجملہ ایک تسکین ہوئی اور انکی زبانیں بند ہوئیں ہجرت سے تیس پر چھتیسویں سال کے وقایع اور باب تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ جب مسند خلافت حضرت علی کی وجہ و باوجود سے زیب و زینت پائی اور لوگوں کی بیعت آپ کے مبارک ہاتھ پر واقع ہوئی یہ خبر بصرے کے شہر میں پہنچی۔ عبد اللہ بن عامر نے جو حضرت عثمان کا خلیفہ ابراہم اور ان کے طرف سے بصرے کا حاکم تھا سمجھا کہ بصرے کی حکومت اپنے سے جاتی رہیگی جا کر اس ملک کے لوگوں کا حال اپنے ساتھ کیا ہی معلوم کرے پس مسجد میں تمام خواص و عوام کو جمع کر کے ایک خطبہ پڑھا

خلافت حضرت علیؑ ۳۳ ۳۳ روایت کرنا عاقل و بخا محاکم اسلام میں

انگوٹھ دو رکھا۔ اور سہیل بن حنیف کو شام کی امارت پر روانہ فرمایا۔ جب سہیل نے مدینہ سے نکلا اور قطع منازل کر کے موضع بڑک پر پہنچا۔ اس ملک کے سواروں کی ایک جماعت اسکے پیش آکے اس سے پوچھی کہ تو کون ہی اور اس نواح میں آیکا کہا سب ہی۔ اسے جواب دیا کہ امیر المومنین علی بن ابیطالب جو خلیفہ وقت اور صاحب الزمان ہیں میں اسکے امیرون سے ایک امیر ہوں۔ سواروں نے پوچھا کہ تجھ کو کون سے ملک کی امارت دی گئی۔ سہیل نے کہا کہ ملک شام کی امارت پر آیا ہوں۔ سواروں نے کہا کہ تو اپنے ملک کی طرف پھر جا کہ ہم نے نہ تیری امارت قبول کی ہیں نہ انکی خلافت بلکہ ہم عثمان بن عفان کا خون ان سے چتے ہیں سہیل نے کہا کہ تم ہی یہ بات کہتے ہو یا تمہارے ملک والوں سے اور بھی کوئی اس بات پر ہی۔ وہ سواروں نے جواب دیا کہ ہماری ولایت کے سب خاص و عام اسی بات پر متفق ہیں اور سب کے سب علی رضی اور ان کے اتباع و شیعہ کے ساتھ مخالفت رکھتے ہیں اور عثمان ذوالنورین کا خون طلب کرتے ہیں سہیل نے جب یہ کلام سنا اسی مقام سے مدینہ طیبہ کی طرف پھر گیا۔ اور جناب امیر کے حضور میں آکے یہ سرگزشت ظاہر کیا۔ اور عثمان بن حنیف جب داخل بصرہ ہوا عبداللہ بن عامر اسکے آگے ہی مدینہ کی طرف فرار کیا تھا۔ دمان کے لوگ اسکے آنے کو غنیمت جان کر بصرہ کی امارت اسکے پروردگی۔ اور عبداللہ بن عباس جب یمن کی طرف روانہ ہوئے اور یحییٰ بن امیہ جو سابق سے دمان کا امیر تھا۔ جب انکی توجہ کی خبر پہنچی خزانہ بیت المال میں جو سہنہا روپا اور جنس و مویشی موجود تھے اپنے ہمراہ لیکر معطر کی طرف روانہ ہوا اور عمارہ بن ہشام جب کوفہ کے نواح میں پہنچا طلحہ بن خویلد اسدی اور قساص بن عمرو راستے میں اس سے مل کے کہنے لگے کہ انب نبی ہی کہ تو ہمیں سے پھر جاوے کیونکہ حضرت عثمان کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری جو دمان کا حاکم تھا اب اہل کوفہ اسکے سوا سے دوسرے کی امارت پر راضی نہیں ہیں۔ اور قیس بن سعد جب مصر کی نواح میں پہنچا اسکو بھی درہم و درہم دیکھا عبداللہ بن سعد بن ابی السرح جو عثمان ذوالنورین کا برادر رضاعی تھا اور انکی خلافت میں مصر کا حاکم تھا اور انکے قتل کے بعد مصر سے شام کی طرف فرار کیا تھا موضع ایلد میں بعضے ایالی مصر اس سے مل کے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہاں سے آتا ہی اور اس دیار میں آیکا کہا ہی۔ اسے جواب دیا کہ میں عثمان ذوالنورین کے یاروں سے ہوں ہم اطراف و کثاف عالم میں حیرن و سرگردان ہیں۔ پھر انہوں نے اسکو مصر کی طرف مراجعت کرنیکی ترغیب دی تو دار و مصر ہوا دمان کے لوگ سے کہنے لگا کہ مدینہ میں بعضے لوگ علی رضی سے بیعت کی ہیں اور بعضے بیعت ناکر کے عزالت گزین ہوئے ہیں۔ اور ایک جماعت کہتی ہی کہ جناب امیر عثمان ذوالنورین کے قاتلوں سے قصاص لیوین تو ہم سب انکی بیعت میں آتے ہیں والا توقف کرتے ہیں۔ عرض قیس بن سعد جب مصر کے نزدیک پہنچا دمان کی ایک گروہ اسکی استقبال آئی اور کلام سے شہر میں لے گئی لاکن دمان کے ارکان دولت دو فرستے ہوئے ایک فرد اسکا مطیع و متعاہد ہوا اور دوسرے فرستے والوں نے کہا کہ اگر علی رضی عثمان کے قاتلوں کو نسیاست فرماوین ہم انکی متابعت کریں گے والا ہم تاج بہو یگے قیس بن سعد جب مصر میں کامیابہ حال دیکھا اصلحت ایسی بات تین خانہ انکی مخالفت تکررے تھے کچھ ضرر پہنچے اسی بصرہ مواصلات کیا اور تفصیل حار

سب احوال حضرت علیؓ کی خدمت میں لکھا۔ جب جناب ولایت مآب نے حکون کے لیے مختلف حالتیں ملاحظہ کیں بہت غور و طول ہوا اور اپنے خاص یاروں سے فرمایا۔ میں نے تجویز کیا ہے کہ معاودہ ہی وقوع میں کیا اب تو تشریف آتش کے مانند شعلہ مار رہا ہے اور میں حتی الامکان اسکے بجھانے میں کوشش کروں گا اور جسے اسلام کا دھوکا دے گا برا میرے حق نہ کہو۔

آخر کسی دوسرے گزیر بہت زیادہ ہون معاودت کرنی بی بی عائشہؓ صدیقہ کجج بیت اللہ سے اور سنا قتل عثمان ذوالنورین کا اثنا سے راہ میں اور وہیں سے پھر جاننا طرف مکہ معظمہ کے جب حضرت عثمانؓ پر عمرو بن لہو نے غامرہ کیا تھا انہیں پیام میں جناب عائشہؓ صدیقہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت حج و عمرہ کاہیکے لئے مکہ منکر کی طرف روانہ ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضرت عثمانؓ پر غامرہ ہو چکا آگے چھ روز سے بھٹے لوگ انکی بہت سے شکایتیں بی بی عائشہؓ کی خدمت میں اس طرح پہنچاتی تھیں کہ عثمان بن عفان نے کئی سن محمدؐ کو ترک کیا اور بہت سے امور محدثہ جو حضرت کے زمانے میں نہیں تھے ایجاد کئے جیسے ساز و حقوق ثقلیٰ اور دوسروں پر بنی امیہ کی ترجیح اور انگریز قوم و لاؤ کو حکومتیں دینی اور دنیا کی ناہنجاری اور کفر فساد کی پلانٹوں کرنی اور انہیں کے ذراخت و پرداخت میں لگے رہنا اور بھٹے صحابہ کو بیخ و بنا غامرہ سے سنا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حکم بن العاص جو مردان کا باب اور عثمان بن عفان کا چچا بنی۔ اس سے پہلے خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت حرکات کشمیر و امور قبور و غیرہ میں آئی تھیں جب وہ یاقین و دیگر ثروت کو تھیں حضرت کے حکم سے مدینہ منورہ سے نکالا گیا تھا اس جناب کے وفات تک بھی اسنے فراح طایف میں ہی بسر کیا تھا اور اسکو یہاں مکان نہیں تھا کہ مدینہ منورہ کے اطراف و نواحی کے قرون سے کسی قریب سے آئے اور مدینہ کی طرف و عمر فاروق کی خلافت میں بھی وہ آیا ہی دور رہا۔ عثمان بن عفان نے مسند خلافت پر بٹھتے ہی پھر اسکو مدینہ میں بلوایا اور اقامت کی رخصت دی۔

اور ابوذر غفاریؓ کہ جب کئی شان میں یہ حدیث آئی ہے ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی الحجة اصدق ولا اوفی ابی ذرؓ ایسے صحابی معتبر و معاویہ کی خاطر کے لئے شام سے اخراج کیا اور اسکو اجازت دی کہ مدینہ میں اقامت کرے اور قریب ربذہ کی طرف بھیج دیا اور اسی پر مکتا کر کے مسلمانوں کو فتویٰ دینے سے بھی اسکو منع کیا۔ بالآخر ایسی ہی شکایتیں سننے سے بی بی نے حضرت عثمانؓ سے ناخوش اور پُر دل ہوئیں۔ پھر اسکے بعد حضورؐ ہی دونوں میں بلوائیوں نے آگے جناب ذوالنورین پر غامرہ کیا۔ انہیں پیام میں بی بی نے حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئیں۔ اور ان ارباشوں کے بلوے سے نہایت قرون و طول تھیں۔ غرض جب مناسک حج سے فراغت حاصل کر کے مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت کی اتنا یہ ماہ میں حضرت عثمانؓ کا منظم ملنا جانا اور حضرت علیؓ سے مسند خلافت کا روٹی پانا اور وہی ارباش سرکشی سے باز نہ آنا اور حضرت علیؓ کے دباؤ کو گھیرنا۔ جناب صدیقہؓ نے اسکے بہت ہی رنجیدہ اور مکدر خاطر ہوئیں اور اسی منزل سے مکہ منکر کی طرف پھر گئیں۔ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ بھی حج بیت اللہ

خلافت حضرت علیؓ ۳۳۹ طحہ وزیر کا جانا کے طرف

سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف معاویہ کی بھی اور بنی کے ہی ہمراہ تھے سو گزارش کی کہ یا ام المومنین آپ کس لئے اٹھائے راہ سے واپس ہوتے ہو۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین مظلوم مارے گئے اب مدینہ اقامت کی جگہ نری غرض ابن عباس نے مدینہ کی راہ لی اور بنی نے مکہ معظمہ کی طرف واپس ہوئے۔ نقل بی کہ عبید بن سلمہ جو بنی عایشہ صدیقہ کی اقربا سے تھا کہنے لگا کہ یا ام المومنین عجب ہی کو آپ نے اسکے آگے عثمان ذوالنورین کی عیب و طعن میں زبان کھولتے تھے اور اب انکی تعریف و توصیف کرتے ہو۔ بنی نے جواب دیا کہ مان پہلے جب عثمان ذوالنورین سے بعضے حرکات ناپسندیدہ ظہور میں آئیں اور لوگوں نے بار بار دوسے باتیں مجھ کو پہنچائیں میں نے اسے تنگدل تھی اور انکی شکایت بھی میری زبان پر گذرتی تھی۔ لکن جب عثمان بن عفان نے ان حرکات سے باز آئے اور تائب ہوئے طعن کی جگہ نری پس اس پر محاورہ اور بانی مذکر دیا اور تیغ جفا سے قتل کر دیا کس درجے کا ظلم ہو گا بلا شک اسکے قاتلوں سے قصاص لینا ضروری روا نہ ہونا طحہ وزیر کا طرف مکہ معظمہ کے جب ام المومنین عائشہ صدیقہ اٹھائے راہ سے مکہ معظمہ کی طرف پھر جانے کی خبر مدینہ منورہ میں شہور ہوئی۔ حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص لینے میں حضرت علی تاقیر کرنے کے لیے سبب بعضے صحابہ تنگدل تھے اور بھی انکے دونوں کو ایک تحریک ہوئی۔ اور مدینے میں تباہی اضطراب ہوا۔ خصوصاً طحہ وزیر و عثمان بن بشیر و کعب بن عجرہ وغیرہم کمال حرمت اور تاسف سے کہنے لگے کہ اس امت مرحومہ میں یہ بڑا حادثہ رونما ہوا جو عثمان ذوالنورین قتل ہوا کاش اگر یہ کویہ بات آگے معلوم ہوتی کہ یہ حادثہ اس درجے کو پہنچا گا البتہ ہم اسکی ہوشیاری کے ہو انا للہ وانا الیہ راجعون طحہ وزیر کی یہ بات جب مصر کے اوباشوں کو پہنچی چونکہ حضرت عثمان کے قتل میں وہی سامع تھے چہرہ گئے طحہ وزیر کو بھی قتل کر نیکی در پی ہوئے۔ اور ان اوباشوں و شریروں کا تو یہ حال تھا کہ اپنی کثرت و قوت کے سبب حضرت علی کی ابتداء خلافت میں آپکے دربار کو گھیر لیا اور ایک غلبہ حاصل کیا تھا بالفعل اُنہ قصاص لینا بھی ممکن نہیں تھا اس واسطے جناب امیر نے مصلحت کے لئے جذبہ مخموشی اختیار کی تھی۔ الحاصل جب ان ظالموں نے طحہ وزیر کے قتل کا ارادہ کیا اور قابو میں لگے ان ہر دو بزرگوں کو یہ خبر پہنچی مضطر ہو گئے۔ اسکے سواے کوئی اور پھرے کی حکومت اُنکو نہ دینے سے جناب امیر سے نواکو ایک رنجیدگی تھی۔ اس پر مصر کے شریروں کا یہ غلبہ اور حضرت علی کے دربار کو اسکا گھیر لیا اور ناحق آپ ہر دو کے قتل کے در پی ہونا اُنکو بقدر کر دیا تب مدینے کی اقامت مناسب بنانے ناچار عمرہ بجالانے کے ذریعے سے مکہ معظمہ کے سفر کا ارادہ مصمم کر کے حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ ہم عمرہ بجالانے کے واسطے مکہ معظمہ کی طرف جانا چہتے ہیں آپ اجازت دیجئے یہ بات سنکے جناب امیر نے اُنکو رخصت دی پس دوسے ہر دو مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس اتفاق کو بہت غنیمت جان کے عبداللہ بن عامر بھی مدینہ سے نکلا اور اس سفر میں ان ہر دو کا رفیق ہوا اور راہ میں ان ہر دو کو حضرت علی کی مخالفت پر درغلانے لگا اور کہتا تھا کہ مان خطر و لشکر کثرت سے میں تمہاری اعانت کرونگا۔ البتہ جب انہوں نے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے بنی عایشہ صدیقہ کی

خلافت حضرت علیؓ ۴۴۰ طلحہ وزیر کا جانا کے طرف

حضرت میں جا کے اب احوال ظاہر کیا۔ اور بری الحاح سے کہنے لگے کہ ہم اپنی پناہ میں آئے ہیں کیونکہ آپ سب مسلمانوں کی جان میں۔ جب بچا کسی جزیرے سے تباہی و تباہی مان کے دامن میں آ کے پناہ لی تباہی لازم ہی کر آپ ہمارے سر سے سب کی شرم و غنا کو دفع کریں علی رضی اللہ عنہ مصطفیٰ وقت کی رعایت کرتے ان اشیا کے ترک کو دفع کرنے سے سکوت فرمایا۔ اس لئے ان ظالموں نے بیت خیرہ کے ظلم و تعدی کی زبان و دندان کی جی۔ جب تک عثمان ذوالنورین کا قصاص نہ لیا جاوے اور ان بدکردار و نکو سیاست و اجبی نہ پیچے و نہ اثر اور ان کے سے دوسرے بدکار ظلم اور خون ریزی میں دلیر نہ ہو جائیگے۔ اور ہر کو بھی اطمینان حاصل نہ ہو دیکھا۔

یہ باتیں سننے کے بی بی نے فرمایا کہ صلاح اسی میں ہے کہ جب تک دوسرے انتقام دینے میں رہیں اور امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے دربار کو گھیرے رہیں اور انکو مجبور کر رکھیں۔ تم دینے کی طرف بخارین و دربر ہی کی جگہ میں جو امیر المؤمنین کا محل ہو قرار دیں۔ اور علی رضی اللہ عنہ کو جو حیدر و تدبیر کے ساتھ اس چوخت سے نکال کے اپنے طرف کر لیں۔ جب علیؓ تمہارے طرف ہووے اسوقت ان اشیا کو تہیہ و سیاست پہنچانے اور قصاص لینے کی جگہ کیجئے تا آنکہ وہ دوسروں کے عبرت کے انگین کھلیں۔ اور ایسے تو بے کاموں کو پہلے آسان بنائیں اور سب صحابہ مذکورین میں صلاح کو پسند کیا۔ عراق اور بصرے کی طرف جانے کے لئے جو اسوقت ہمارا کلام کا مجمع و بین تھا ترجیح دی اور غیاب صدیق کو بھی باعث ہوئے کہ تب تک آپ بھی ہمارے ساتھ نہ ہو کہ فتنہ دفع ہو جاوے اور امور غلات انتظام پاوے اور غلیظہ وقت کے ساتھ ہماری ملاقات ہووے کیونکہ آپ جو ام المؤمنین و حرم محرم تبارک و تعالیٰ میں اور سب ازواج مطہرات سے حضرت کے بیت محبوب اور مقبول آپ ہی تھے تا آپ کے پاس ادب سے دے اشیا و ہمارا قصد کریں اور ہماری ہلاکت پر گرد نہ بند ہیں۔ بی بی نے کہا کہ یہ کام خردوں سے علاوہ دیکھائی نہ فرماتے تھے طلحہ وزیر ہر دو متفق ہو کے بی بی سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ زمین تو اسکا کم کو براہ اف زہر و دیکھا اور بڑا انتظام و استحکام پا دیکھا۔ اور زہر کے فرزند عبداللہ بن جوی بی عاشرہ کے خدیوہ زادے بی بی اس کے فرزند تھے بی بی عاشرہ کے جناب میں بہت ہی الحاح و دباؤ کرنے لگے چونکہ جناب صدیقہ کو ان کے ساتھ بری لغت و محبت تھی اور انکو اپنے فرزند کہتی تھیں اس لئے بی بی کو ام عبداللہ بھی کہا کرتے تھے سو عبداللہ بن زہر کی خاطر کسی ٹکڑی کی اور بی بی کو انکی موافقت کیلئے سو سے چارہ نہ ملے۔ انھوں نے طلحہ کو ام المؤمنین کی موافقت اور رفاقت سے خاطر جمعی حاصل ہوئی۔ عبداللہ بن عمر کے پاس آئے ان دونوں انہوں نے جناب امیر سے اجازت لینے کے منظر کی افات اختیار کی تھی سو ان نے پہلے طلحہ کہنے لگے کہ اسی عبداللہ نام المؤمنین بی بی عاشرہ نے شخص اصلاح مسلمانین اور دفع فتنہ و فساد کے لئے بصرے کی طرف کوچ کر چکا تھا ہم کو یہی ہم چاہتے ہیں کہ اسباب میں تم بھی نہاؤ گے ساتھ موافقت کرنا پھر زہر نے کلام آغا ز کیا کہ اسی عبداللہ بن جہار سے عثمان ذوالنورین کے مقدمے میں جو سہیلی اور علی رضی اللہ عنہ کی تعین

جو دیری واقع ہوئی تم اس پر نظر نہ کیجئے بلکہ ہمارے انجام کار کی طرف دیکھئے کہ ہمارا مقصد اصلاح مسلمین کے سوا اور کچھ نہیں
ام المؤمنین جناب صدیقہ اس سفر پر عازم ہوئیں ہیں انکو تمہارے سادوسرا مشیر نہیں۔ عبداللہ بن عمر نے انکی دعوت
قبول نہ کی عذر کر کے انکو روانہ کیا۔ نقل کیا کہ ام المؤمنین جناب ام سلمہ بھی حج کے لئے آئی تھیں سو مکہ معظمہ میں ہی
اقامت کی تھیں۔ ایک دن جناب صدیقہ نے انکے گھر تشریف لائی اور سلام سنت ادا کر کے کہا کہ عثمان ذوالنورین تیغ
ظلم سے مارے گئے انکے قاتلون نے اور بھی دلیر ہو کے دوسرے صحابہ کے ساتھ بھی بدخواہی کا ارادہ رکھتے ہیں
جب تک انے قصاص لیا نہ جاوے اس فتنے کی آتش نہ بجھیں گی اور دوسرے شریرون کو بھی تنبیہ ہونو دیگی میں بہت
اندیشہ ہوں کہ رفتہ رفتہ یہ فتنہ کچھ اور ہی رنگ نہ لیوے اور دین و ملت میں خلل پڑنے کی فوج نہ پہنچے اب ظلم
وزیر نے محض اصلاح امت کے لئے عراق عرب کا غم کیا ہی اور مجھے بھی زغیب دے رہے ہیں اس واسطے میری التماس
ہی کہ آپ بھی ہمارے ساتھ تشریف لاوین شاید کہ آپکی مقدم شریف کی بنی دبرکت سے یہ فتنہ و غوغا دب جاوے
اور اصلاح مسلمین کا سبب ہووے۔ بی بی ام سلمہ نے اول جناب صدیقہ کی التماس قبول کی اور اس سفر میں
انکی رفاقت پر راضی ہوئیں لاکن اسکے بعد عمر بن ابی سلمہ جو اسکا فرزند تھا منع کرنے سے باز آئیں اور عذر کی۔ روایت
ہی کہ جناب صدیقہ نے ایک شخص کو ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق کے پاس بھیجکے پیام کیا کہ اس سفر میں اپنے
ساتھ آوین بی بی حفصہ نے اول یہ بات قبول کی اور فرمایا کہ میں عایشہ صدیقہ کی تابع ہوں جب انکی مرضی اسبات
پر آئی ہی میں بھی انکی خاطر کے لئے آتی ہوں۔ جب یہ خبر انکے برادر عبداللہ بن عمر کو پہنچی اپنی ہمیشہ معظمہ سے ملاقات
کر کے منع کیا اور نصیاح مستفانہ سے پیش آئے۔ تب بی بی حفصہ نے لاعلاج ہو کے بی بی عایشہ کی خدمت میں
یہ پیام بھیجا کہ میرا برادر مجھے اس سفر سے منع ہی میں اسکی مخالفت کر نہیں سکتی ہوں اسلئے مجھے معذور رکھئے۔
نقل ہی کہ جب بی بی ام سلمہ و بی بی حفصہ اور عبداللہ بن عمر اس سفر پر راضی نہ ہوئے جناب صدیقہ کا غم بھی گہرا
ہوا اور اس سے باز آئینکا ارادہ کیا لاکن عبداللہ بن عمر نے بہت ہی دروسے عرض کیا کہ یا ام المؤمنین اگر آپ بھر
کی طرف تشریف نہ لاوین میں نے اپنی جان عزیز سے ہاتھ دبو کے صحرا و بیابان چلا جائیگا صحرائی درندوں کا قہر ہوگا
لوگوں نے عبداللہ بن عمر کی یہ حالت دیکھ کے ام المؤمنین کی خدمت میں انکا بہت کچھ سفارش کی اور تسکین دی
جناب صدیقہ نے جو عبداللہ پر بہت ہی جہر و شفقت رکھتی تھیں بارشانی پھر اس سفر کا غم معصوم کیابت یعلیٰ بن منبہ نے
میں کی طرف سے چہار سواونٹ اپنے ہجراہ لائے اور نہ ہرج کے ساتھ ہزار دینار ظلم و زیر کو بطور قرض کے دئے
اور ایک بہتر اونٹ کہ جسکو زمرہ سرخ کے سودینار سے خرید کیا تھا جناب صدیقہ کی سواری کے لئے پیشکش کیا چنانچہ
بی بی کی عماری اسی اونٹ پر باندھے۔ اور عبداللہ بن عمر نے لاکھ درہم حاضر کئے اور بنی امیہ سے بہت سے لوگ
ہجراہ ہونے کہتے ہیں کہ اونٹ کے چھ تو سوار اور گھوڑوں کے چہار سو جملہ ہزار سوار جمع آئے جب یہ لشکر آمادہ

ہو گیا مگر مغیرہ بن زکاردی اور بصرے کی طرف کوچ کئے۔ اس سفر سے جناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر کو اصلاح امت اور حضرت عثمان کے قانون کی تیز دہشت مقصود تھی۔ نہ حضرت علی سے کچھ دشمنی اور مخالفت۔ لاکھ جیب و تلواروں کے قانون نے جو حضرت علی کے دیار کو گریبا اور مہر خلافت میں دایر و سایر ہو گئے تھے اس قسم کے کچھ اور ہی نہ تھے۔ جناب امیر کے گوش گزار کیا اور بیت پر باعث ہوئے کہ جلد انکا بیچا کر بن حضرت امام حسن و امام حسین و عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن عباس پر چند مانع ہوئے۔ لاکھ ان اثبات کے غلبہ سے انکی مخالفت پیش رفت نبوی آخر ہر تدبیر سے حضرت امیر کو ہراہ لیکے بصرے کی طرف نکلے۔ اور جناب عائشہ صدیقہ مکہ منفرہ سے جو بصرے کی طرف روانہ ہوئیں انہیں انکی ہماری اسی مادت پر باز ہے تھے جو میں نے پیشکش کیا تھا جسکا نام عسکر تھا بی بی نے اس ہماری میں تشریف لے گئیں اور وہ ادوت لشکر کے آگے آگے چلا تھا صبح کے قریب ایک پانی کے چشمے پر پہنچے کہ جسکو خوات کہتے تھے جس کے وزن پر۔ جب بی بی کا ادوت اس مقام پر پہنچا وہاں کے کتوں نے اس ادوت کو دیکھ کے بھونکنا شروع کیا۔ بی بی وہاں ادوت کھرا کر کے راہ بتلانے والا شخص جو ہراہ تھا اس سے دریافت کیا کہ اس چشمے کا کیا نام بی بی اسے کہا کہ اسکو خوات کہتے ہیں یہ کہتے ہیں بی بی نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون اور طلحہ کو خطاب کر کے کہنے لگیں کہ اسی طلحہ میں تجھے قسم دیتی ہوں اللہ تعالیٰ کی کہ مجھے جلد بیان سے حرم محرم کی طرف پھیر دیجئے۔ طلحہ نے پوچھا کہ یا ام المومنین اسکا کیا سبب ہی تب بی بی نے اس حدیث کی روایت کی کہ میں نے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ بیت ایام و لیالی ہنیں گزر چکے کہ ملک عراق میں ایک چشمہ ہے جسکو خوات کہتے ہیں اس مقام کے کتے میرے بی بیوں سے ایک بی بی کو دیکھ کے بھونکے اسلئے میں پھر جانا چاہتی ہوں۔ پس اسی جگہ نزول کیا جب جناب صدیقہ کا مادہ مراجعت پر ہی مصمم ہوا۔ ایسے میں مردان بن الحکم اور اس لشکر کے دو سرے لوگوں نے اس گرد و فراخ کے دو ہائیوں کو جو اتنی آوی کے قریب تھے پیسے دیکھنا شروع کیا اور انہوں نے گواہی دی کہ اس چشمے کا نام ہنیں ہی کہتے ہیں کہ پہلی جھوٹی گواہی یہی تھی جو اسلام میں واقع ہوئی۔ پھر بی بی فرمایا کہ راہ بتلانے والے کو برواؤ۔ لوگوں نے کہا کہ یا ام المومنین راہ بتلانے والے نے اس چشمے کے نام میں جو طلحہ کھائی اس پشانی سے فرار ہو گیا۔ اور لوگوں نے اس راہ بتلانے والے کو جو بریز منورہ کی طرف بھیجا یا اسنے کئی کئی ملی کین راہ میں حضرت علی سے ملا اور وہ احوال جو گذرنا تھا بیانے ام المومنین کا ادوت چشمہ خوات پر پہنچا اور وہاں کتے دیکھ کے بھونکنا اور بی بی مراجعت کا قصد کرنا لاکھ لوگ جھوٹی گواہ لاکھ اس چشمے کا نام خوات ہنیں اسلئے کہ آگے بصرے کی طرف روانہ ہونا ظاہر کیا۔ حضرت علی نے انکی توجہ بصرے کی طرف سسکر خوش ہوئے کیونکہ انکا اہل بیت کا اندیشہ تھا کہ کہیں کوفے کی طرف جانے وہاں کے لوگ کو نہ جلاویں۔ غرض ام المومنین اور طلحہ و زبیر آگے روانہ ہوئے اور شہر بصرے تک پہنچے موضع حبرہ میں نزول کیا۔ لاتے ہیں کہ ان دنوں بصرے کا امیر حضرت علی کی طرف

سے عثمان بن حنیف تھا جب اسے جناب صدیقہ و طلحہ وزیر کا لشکر ایچی خبر سنی عمران بن الحصین دباو الاسود دہلی کو چڑھ کر
افاضل علما و فقہا سے تھے اُن ہر دو کو انکے پاس بھیجے دریافت کی کہ اس ملک میں تمہارے ایسا سبب کیا ہے۔ قاصدوں
نے اول ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا۔ بی بی نے کہا کہ کئی شہروں کے سفینا اور ادبائشوں نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دار ہجرت میں جمع آگے مانتی اور بے گناہ خلیفہ وقت عثمان بن عفان کا خون کیا اور فتنہ و فساد
کی آتش مٹکا دی۔ چونکہ میں سب مسلمانوں کی مادر ہوں انکے اس ظلم و ستم سے بے آرام ہو کر اس ملک کی طرف آئی
تایہاں کے لوگوں سے نصرت طلب کر کے اُن سے بددلوں۔ پھر وہ ہر دو قاصد طلحہ وزیر کے پاس جا کے دریافت
کی تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اُن قاصدوں نے عثمان بن حنیف کے پاس جا کے یہ سوال وجواب سنا دیا۔ جب
حضرت عثمان کے قاتلین حضرت علی کے دربار کو گھیرے ہوئے تھے عثمان بن حنیف کو یہ گمان ہوا کہ جناب صدیقہ و طلحہ
وزیر نے امام وقت جناب امیر کی مخالفت پر کمر باندھ ہی ہیں سو سیرقت حکم کیا کہ جدال و قتال کا اسباب مہیا کرین تا معلوم
ہو جاوے کہ بھرے کے لوگوں سے کوئی طلحہ وزیر کے ساتھ موافق ہی یا نہ پس ایسکے اشارے سے قیس بن مغیرہ مسجد حرام
میں آیا بہت سے لوگ جمع آئے تھے انکی طرف خطاب کر کے کہنے لگا کہ ایسا انسان یہہر جماعت جو کہتی ہے کہ ہم امن
کے لئے اس نواح میں آئے ہیں یہ بات کچھ عقل بن نہیں آتی ہی کیونکہ مکہ معظمہ ایسی امن کا مقام ہے کہ جہاں وحوش
و طیور کا بھی کوئی متعرض نہیں ہوتا پس ام المؤمنین زینبہ سیدہ الرسلین کو دہان کس طرح امن ہونگا۔ اگر یہہر جماعت کہتی
ہے کہ عثمان ذوالنورین کا خون طلب کرینگے نے ہم بیان آئے ہیں تو ظاہر ہے انکے قاتلوں سے کوئی شخص ہمارے میں نہیں
ہے۔ اب مناسب یہی ہے کہ ہم سب بالاتفاق اس جماعت کو انکے وطن کی طرف روانہ کر دیں۔ اس وقت اسود بن سرج
سعدی جو حاضر تھا کہنے لگا کہ یہہر جماعت ہمارے سے اور دوسروں سے عثمان ذوالنورین کے طلب خون میں استقامت کرتی
ہے جسے انکا خون مباح جائیگا اسکا خون حلال ہے یہ بات سنکے حاضرین نے بہم ہو کر قیس بن مغیرہ کو مسجد سے باہر کر دیا۔
عثمان بن حنیف کو معلوم ہوا کہ لوگ طلحہ وزیر کی طرف مایل ہیں اسکی حدت اور سختی کم ہوئی۔ پھر طلحہ وزیر نے اس سے
پیام کیا کہ ہمارے لشکر میں بری تنگی ہے بیت المال تو سب مسلمانوں کا حق ہے خزانہ بیت المال سے ہمارا خرچ دیجئے۔ عثمان
بن حنیف نے بیت المال سے انکو دینے پر راضی ہوا اور انکو شہر میں آنے سے بھی منع کیا بلکہ جنگ پر تیار ہو گیا۔ پس وہ
بھی دوسرے روز مقابلے پر آمادہ ہو کے نکلے جناب صدیقہ کو اسی اونٹ کی عماری میں سوار کر داکے ایک میدان میں
کھڑا رہے بی بی کی سواری کے داہنے طرف طلحہ اور بائیں طرف وزیر اور سب سپاہ صف کھینچے ہوئے کھڑے تھے عثمان
بن حنیف بھی انکے مقابلے میں اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کیں۔ اور بھرے کے تمام لوگ اس میدان میں حاضر ہو گئے
طلحہ وزیر نے حضرت عثمان کی فضیلتیں بیان کر کے انکی قصاص طلبی میں مسلمانوں سے مدد چاہی۔ تب اُن لوگوں میں
دو فریقے ہوئے ایک فرقہ کہنے لگا کہ طلحہ وزیر راست کہتے ہیں حضرت عثمان کی قصاص طلبی سب مسلمانوں پر واجب ہے۔

خلافت حضرت علیؓ ۳۲۲ھ ظہورِ نبیر کا جانا کے طرف

دوسرے دن کو یہ لوگ یہ لوگ حضرت علیؓ کی خلافت پر کمر باندھے ہیں۔ کہنے لگے کہ یہ ہر شخص اہل حضرت علیؓ سے بیعت کر کے اب تڑے ہیں۔ جناب ذوالنورینؓ کے قصاص کے جیسے سے منصب ریاست چاہتے ہیں۔ اور مجھے صحابہ جو عثمان بن حنیف کے لشکر میں تھے بلنا مارے کہنے لگے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عثمان ذوالنورینؓ کے قتل سے بھی بیہوش نہ رہا تھا۔ یہ بات نہایت سخت تھی کہ آپؐ کو اذیت پر سہارا دے کہ ایسے مقام میں حاضر کریں۔ پھر بی بی کی عاری کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ یا ام المومنین! اگر آپؐ اپنی رخصت سے اس طرف آئیں ہوں تو واپس تشریف لیاؤں گے کہ مجھ کو بھی یہی لازم ہے کہ آپؐ کو دین و دھارہ کر دین کہ جہاں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؐ کے لئے ایک مکانِ خلوت و گوشہ عصمت قرار دیا ہے اگر آپؐ کو بہت اذیت ہے تو میرے بیان میں ہوں تو میرے کہنے سے ان لوگوں کے ساتھ جگہ ہی جنہوں نے آپؐ کو بیان تک لے لیا اور ملت اسلام میں ایسے گران کام کو آسان بھی نہ سمجھیں گے۔ اسی ظہورِ نبیرؐ حرم حجاب پر ہر شخص ہی کو قتل کرنے والا ہے حقوقِ پیغمبرؐ کی کچھ رعایت نہ کی اپنے عورتوں کو ہر دھمت میں حضورؐ کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمِ حرم کو ہر میدان لے آئے ہر دھمت کے درمیان کھڑا کیا۔ یہ بات سنے کے ظہورِ نبیرؐ خاموش تھے کہ جو جواب نہ دیا۔ ایسے میں حکیم بن حبلہ نے جو عثمان بن حنیف کا سپہ سالار تھا میکہ کی طرف دھڑک کر لشکر پر حکم کیا سو کئی لوگ مارے گئے۔ تب ناچار کچھ لشکر بھی حرکت میں آیا پھر دوسرے دنوں سے بھی اکثر لوگ ظہورِ نبیرؐ کی طرف ہو گئے شام تک مہل و قتال جاری رہا جب شب آئی ہر دو فریق اپنے اپنے مقام کی طرف چلا دوسرے روز بھی ناگاہ و بیاہی جنگ شروع ہوا سوناغز غریب کریم کی ایک پہاڑی تھا اکثر جناب صدیقؓ نے مذاکرے کی کام المومنین کہتے ہیں کہ مسلمان آپس میں کس لئے جنگ کرنے جو محض فتنہ و فحش کرنے اور مسلمانوں کی جان بچانے کی نیت سے اس طرف ہمارا آنا ہوا۔ نہ مسلمانوں کا خون مہانے اور فتنہ کھڑا کر چکے تھے اب بیہوشی میں ہی کہ باکیدہ صلح کریں عثمان بن حنیف نے کہا کہ میں ہرگز صلح نہ کروں گا۔ جب تک ظہورِ نبیرؐ کو آپؐ سے وادہ کریں کہ وہ دوسرے غلبہ بھی سے نکلتے بیعت نہ کریں عرض صلح تو نہ ہو بی بی کے حکم موجب جنگ موقوف ہوا ظہورِ نبیرؐ کے دین عثمان بن حنیف کی اس بات کا گرہ باقی رہ گیا جب رات آئی اور لوگ اپنی اپنی جگہ پر آرام پائے ظہورِ نبیرؐ کے لوگوں نے عثمان بن حنیف پر شیون لگایا اسکے اکثر یاروں کو قتل کیا اور اسکے لشکر کے دواش و آشوب عثمان بن حنیف کے سب وادی کے بال تڑے دئے اور یہ سب کام جا بجا صدیقؓ کے بے اطلاع واقع میں آیا۔ قریب تھا کہ عثمان بن حنیف کو قتل کریں ایسے میں بی بی کو خبر ہوئی بی بی نے لشکر کو یہ ہر شخص پر ہوش اور فرمایا کہ عثمان بن حنیف پر ردا اور اصحاب رسولؐ سے ہی اسکے ساتھ ایسا سلوک ہرگز مزاوار نہ نہیں تھا اور بہت زجر و توبیخ کر کے اسکے قتل سے منع فرمایا۔ پس عثمان بن حنیف مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور غر از نہایت اہل ظہورِ نبیرؐ کے ساتھ آیا۔ پھر کے لوگوں نے بی بی سے عرض کی کہ ناز چھگا نہ ہم کے ساتھ تیرے ہیں اور اپنے مقدمات کی طرف رجوع کریں معتدا کے سوا چارہ نہیں۔ بی بی نے حکم کیا کہ بافضل محمد بن طلحہ یا عبداللہ

خلافت حضرت علی

۵۴ نمبر

پہنچنا حضرت علی کا مدینے سے ذی قارتک اور ان کے حالات

بن زبیر یا عبدالرحمن بن اسید کے ساتھ ناز پر ماکرین ویسا ہی ایک روز محمد بن طلحہ اور ایک روز عبداللہ بن زبیر ناز پر ہوا کرتے تھے۔ اور عثمان بن حنیف جو بصرے سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے راہ میں حضرت علی سے ٹکرا کر باجرا
ظاہر کیا پہنچنا حضرت علی کا مدینے سے ذی قارتک اور اقامت فرمانا اسی مقام پر۔ اور
روانہ کرنا محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن جعفر کو کوفے کی طرف اور طلب کرنا لشکر کا
کوفے سے۔ اور مخالفت کرنی ابو موسیٰ اشعریٰ ان ہردو کے ساتھ پھر روانہ فرمانا
مشاہدہ والا بتیار امام حسن و عمار بن یاسر کو کوفے کی طرف مستقصیٰ میں لایا یہی
کہ جب امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے موضع ذی قار میں شرف اقامت فرمائی ایک دن شاہزادہ دین پناہ
امام حسن رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور گزارش کی کہ اُمّی پدر میں نے چند باتیں خبر چلی اور دولت خواہی کی راہ
سے جن میں حضور کے جہات کی صلاح و فلاح مندرج تھی عرض جناب کی۔ لاکن اُن سے کوئی بات بھی درجہ اجابت
پائی اب نوبت اسبات کی آن پہنچی کہ ہم اس بیابان میں بھوک اور پیاس کے صدمے سے ہلاک ہو جاؤ جناب ولایت
مآب نے فرمایا کہ اسی فرزند ارجمند گریہ و زاری نہ کیجئے بلکہ ان باتوں سے خبر دیجئے کہ تم نے کونسی باتیں کہیں جو میں نے
قبول نہ کیں۔ شاہزادے نے عرض کی کہ یا ابی جن دونوں عثمان ذوالنورین پر محاصرہ ہوا تھا میں نے گزارش کی
کہ ہم سبکو ہمراہ لیکے آپ اس شہر سے نکلا جائے تاہم اس فتنے میں نہیں مجھے اسبات کا بڑا خطر ہی کہ کہیں بعضے لوگ
انکے قتل سے آپ کو متہم نہ کریں۔ آپ نے میری بات کی طرف التفات نہ کیا اور جب عثمان ذوالنورین مقتول ہوئے ہیں
عرض کی کہ آپ خانہ نشین و خلوت گزین ہو جائے جب تک سب لوگ آپکی محبت پر اجتماع و اتفاق نہ کریں آپ گھر سے باہر
تشریف نہ لایا جائے آپ نے یہ بات بھی گوشِ رضا سے استماع نہ فرمائی۔ اور جب وقت دے لوگ بصرے کی طرف
منتوج ہوئے میں نے ظاہر خدمت کی کہ انکو چھوڑ دیجئے تا عثمان ذوالنورین کے قاتلوں سے اس نواح میں کیسکو
پادین تو قتل کر دیں۔ آپ نے یہ عرض بھی قبول نہ فرمائی۔ جناب ولایت مآب نے جواب دیا کہ امی ولید جس زمانہ
میں عثمان ذوالنورین پر محاصرہ تھا اسوقت مدینے سے میں نے جو نہیں نکلا اسکا سبب یہ ہی کہ مجھے یہ گمان تھا
کہ لوگ مجھے نہ چھوڑینگے ہرگز کوشہ میں جھینے نہینگے۔ اور میرے ہاتھ پر لوگوں کی بیعت جمہور صحابہ کے اتفاق سے
واقع ہوئی۔ اگر بعضے اعراض کریں اور نکثِ بیعت کے مقام میں آویں اس سے مجھ پر اعتراض نہ آویگا اور تم نے
وہ جو کہا کہ میں انکو چھوڑ دوں تا خون عثمان طلب کریں۔ جانتے کہ اس خونِ طلحی سے انکا مقصود میرے ساتھ
مواخذہ کرنا ہی حالانکہ میں اس امر شیع سے پاک ہوں۔ اسی فرزند تو میرے بجائے سمع و بصر ہی اب نامل کیجئے کہ جب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے طرف عالمِ باقی کے رحلت فرمائی میں نے امر خلافت کے لئے
میرے سواے اور کسی کو حق اور سزاوار نہیں جانتا تھا۔ جب لوگوں نے ابو بکر صدیق کی خلافت پر اتفاق کیا میں نے بھی

ایک موافقت اختیار کی اور اس کے ساتھ پرچیت کی۔ اور انہوں نے اپنے وقت وفات عمر بن الخطاب کو غلبہ شہر دیا جس
اس بات پر بھی راضی ہوا اور اسے بیعت کی۔ اور انہوں نے اپنی وقت رحلت اور خلافت کو اصحابِ نہدی کی آرا
پر موقوف رکھا شریعہ والوں نے عثمان بن عفان کے ساتھ پرچیت کی۔ تب فتنہ دفع ہونے اور خلافت سے بچنے
کے لئے میں بھی اسے بیعت کی۔ اور جب انکا قتل ہوا میں غارتشین ہوا اور باہر نہ نکلا آخر لوگ میرے نائب
ہوئے اور میرے سے بیعت کر کے باب میں پہنچا ہی الحاح و مبالغہ کیا میں نے مسلمانوں کے امور ضروری معطل کر
کے باب میں بہت اندیشہ کیا ہوا۔ اور ناچار میرے منصب قبول کیا اور لوگوں نے اپنی طوع و رغبت سے بیعت
کی **فَمِنْ بَيْنِكُمْ فَاغْتَابَكُمُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أُوْفِيَ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ** آخر عظیم
نقل ہے کہ جب حضرت علیؑ نے دیکھا کہ جو فوج اپنے ہمراہ رکاب بنی بھرون کے مقابلے کے لئے گھاٹ تک گئی تب قرین
الی بکر و محمد بن جعفر طیار کے ساتھ ایک کتب دیئے ابو موسیٰ اشعری کے پاس جو عثمان ذوالنورین کی طرف سے
کوٹنے کے حاکم تھے روانہ فرمایا نا کوٹنے کے سوا کوفہ زہم کہ جب ایک لشکر اپنے پاس روانہ کرے۔ اور کوفہ
نام سے ایک نام اس ضمنوں کا رقم فرمایا کہ بندہ خدا امیر المومنین علیؑ کی طرف سے معلوم ہو دے کہ اسی اہل کوفہ
میں نے سب جہا میں سے نکلا اختیار کیا ہوں۔ یہ کام جو میرے درپیش ہے جب اس سے فراغت حاصل ہوگی
میں تمہارے طرف آؤنگا اور تمہارے شہر میں وطن اختیار کرونگا تمہارے سے جو لوگ ہماری محبت کا دم دار تھے
ہوں چاہئے کہ اب ہمارے طرف آویں۔ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ اپنے اہل مدینہ سے اس قدر آزر و فاطمہ کے پھر
آؤ ہر معاودت فرمایا کہ ارادہ نہیں تھا اور یہ عزم بالجزم کر چکا تھا کہ مکہ معظمہ میں یا کوٹنے میں اقامت فرمائے۔ جب
وضع ذی قارین لشکر جمع ہو چکے تھے وقف فرمایا اس وقت اپنا اسباب و سامان بھی مدینہ طیبہ سے منگوا لیا۔ اللہ
جب محمد بن ابی بکر و محمد بن جعفر کوٹنے میں آئے اور دوسے ہر دو نامہ نامی پہنچائے کوٹنے کے لوگوں نے اسباب میں
ابو موسیٰ اشعری سے مشورت کی۔ ابو موسیٰ غفیر ہوئے اور میسر پر سوار ہوئے محمد نعمت کے بعد کہنے لگے کہ لوگو علی
بن ابیطالب اور طلحہ و زبیر حکومت دیاست کی طرف مایل ہیں تمہارے سے جسے طالب دنیا ہوا ان پر دوسے ایک
کی طرف جائے۔ اور جہد و غلبہ آخرت چر اسکو چاہئے کہ اپنے گھر سے قدم باہر نہ رکھے کچھ سلامت اختیار کرے۔
محمد بن جعفر نے یے بائیں سٹکے فٹے ہوئے اور ابو موسیٰ کے ساتھ سختی سے کلام کیا ابو موسیٰ نے کہا کہ عثمان بن عفان
کی کنز عین میری گردن اور تمہارے صاحب بیٹے علیؑ بن ابیطالب کی گردن میں باقی ہے۔ اگر قتال کے سوا
چارہ نہ ہو اول فغان عثمان سے قتال کیا چاہئے۔ فاصد و ن نے جب دیکھا کہ ابو موسیٰ اشعری نہایت سختی پر
ہی اور کوٹنے والے بھی اسکے حکم سے مدد نہ کر سکے ناچار کوٹنے سے ذی قار کی طرف لوٹ آئے اور سب ماجر ان کے
کی خدمت میں ظاہر کیا۔ جناب امیر نے ابو موسیٰ کی سختی اور بیقرانی سٹکے سمجھ کیا۔ پھر عبد اللہ بن عباس اور

مالک اشتر کو روانہ فرمایا دے بھی واپس آئے ابو موسیٰ کی وہی سختی اور مخالفت ظاہر کی۔ پھر حضرت علی نے اپنے نوز البصر سبط اکبر حضرت امام حسن و عمار بن یاسر کو روانہ فرمایا۔ جب شاہزادے کی قدوم فیض لزوم کی نذیر کو فوٹو پہنچی اس شہر کے عابد و اشرف استقبال آئے آپ کی دولت دست بوسی سے مشرف ہوئے اور ہرادر کا بکھرنے میں داخل ہوئے امام حسن اور عمار بن یاسر مسجد جامع میں تشریف لے آئے یہ خبر سنے بعض صحابہ جو اس شہر میں حاضر تھے اور تابعین کی ایک جماعت اور اکثر علماء و فقہاء اور ایک خلق کثیر ملازمت کے لئے حاضر ہوئے اور شاہزادے کا کلام فیض النیام گوش رغبت سے سننے لگے۔ ایسے میں جب آپ کی نظر ابو موسیٰ اشعری پر پڑی فرمایا کہ اے ابو موسیٰ ہنایت عجب ہی کہ تم تو ہماری تائید کی بلکہ لوگوں کو ہماری نصرت سے بھی منع کیا حالانکہ ہمارا غرض سوائے اصلاح مشرکین کے اور کچھ نہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ میرے مابناپ آپ پر غذا ہوں میں نے لوگوں کو آپ کی نصرت سے منع کیا بلکہ دے جب میرے سے مشورت چاہے میں نے انکی نصیحت اور خیر خواہی بجالائی اور جو مشورت کا حق تھا ظاہر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمِنٌ یعنی جس سے مشورت طلب کریں چاہئے کہ وہ ایمان رہے حق امانت بجالا دے اسباب میں اسکو جو صواب نظر آدے بیان کرے۔ سو میری رائے میں جو بات تحقیق نظر آئی بیان کر اے صاحبزادے آپکے جد امجد سے میں نے سنا ہی کہ فرماتے تھے قریب ہی کہ ایک فتنہ پیدا ہو دیگا اس فتنے کے موسم میں بٹھایا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہی اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہی اور پیادہ چلنے والا راکب سے بہتر ہی میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہی فتنہ ہی عمار بن یاسر نے کہا کہ اس حدیث کی مراد اور یہی۔ یہ تو خلیفہ ہجرت کی نصرت طلبی ہی جو سب مسلمین پر واجب ہی ایسے میں اسی محفل میں دو جماعت ہوئیں ایک جماعت جو حضرت علی کے احباب سے تھی عمار کی تائید پر آئی دوسری جماعت جو عثمانی تھی ابو موسیٰ کی نصرت پر مایل ہوئی قریب تھا کہ ہر دو فریق میں تروار چلے ابو موسیٰ نے انکو اپنے ماتھے سے اشارہ کر کے بٹھلایا۔ اور آپ منبر پر سوار ہوئے خطبہ شروع کیا اور وہی بیان کرنے لگا جو محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر سے کیا تھا۔ تب شاہزادہ گرامی شان امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسپر آواز کی اور فرمایا کہ اے ابو موسیٰ اب منصب خلافت امیر المؤمنین علی بن ابیطالب کے ساتھ منسوب ہی پس منبر انہیں کے ساتھ علاوہ کتائی جب تم نے انے معیت نہ کی تمہیں منبر سے کیا سروکار اور منبر پر سوار ہونا کب سرور اور بلکہ تم نے اپنی حکومت سے معزول ہوا منبر سے نیچے آئے۔ زید بن جراح نے کہنے لگا کہ لوگوں نے جناب امیر کی نصرت کا ارادہ مصمم کیا ہی تم انکو روک نہ سکو گے پھر بے فائدہ کس لئے مشقت کیجئے ہو اور کوفے کے اکثر اکابر و عمائد بھی ایسا ہی کہا پس ابو موسیٰ منبر سے اترے شاہزادہ جلیل الشان رفیع المکان حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے منبر پر سوار ہو کے کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک خطبہ پڑھا اور حمد و صلوات کے بعد سب مسلمانوں کو امیر المؤمنین کی اطاعت و انقیاد پر ترغیب و تحریص کی سب کے سب اپنی رضا و رغبت سے قبول کیا ابی امام ہمام اور سب

خلافت حضرت علیؑ - ۳۴۸ - پہنچا حضرت علیؑ کا رخ سے ذوقی رنگ اور نوران کے حال

مسلمین جد میں ہی تھے کہ ایسے میں مالک اشتر نے جو موضع ذی قار سے نکلے تھے داخل کوڑہوے اور لوگوں سے سنا کہ ابو موسیٰ نے شاہزادے کے ساتھ بھی مخالفت کر رہی تھی چنانچہ اب سجدہ جامع میں ایک غلطی کی خبر سنائی دی۔ یہ سننے ہی پر نہایت برہم ہوئے مسجد کا قصد کر کے دیسا ہی ابو موسیٰ کے دلالا مارے پر جا پہنچے اور ان کے چند غلام جو حاضر تھے ان کے ہاتھ چلایا اور نہ تھی کر دیا اور دلالا مارے میں جا کے ابو موسیٰ کا جو خاص مال حساب موجود تھا اٹھا کے باہر بیٹھا کھانا کھا۔ اس غلاموں نے ایسوت اسی شکستگی اور خودی کے ساتھ مسجد کی طرف جا کے اپنا سب احوال ظاہر کیا۔ ایسے میں ابو موسیٰ یہ خبر سنستے ہی نہایت مکرر و مضطر ہو کے دلالا مارے کی طرف آئے مالک اشتر نے کہا کہ آئی ابو موسیٰ یہ میرے سلطان ہی نہیں اس سے کیا سروکار یہ دلالا مارے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا کر رکھتا ہے اور تم ان سے شرف جمیعت حاصل کی ہی نہیں اس مکان سے کچھ علاوہ نہیں۔ اس وقت اپنا اسباب لیکے اور کہیں چلا جانا چاہئے۔ ابو موسیٰ نے اپنی وہ شدت و حدت چھوڑ دیکے تواضع کی راہ لی اور کہنے لگے کہ مجھے آج ایک ہی دن ہمت دیکھنے مالک کے روز دوسرے مکان کی طرف نقل کروں۔ مالک اشتر نے کہا کہ ایک ساعت کی ہمت نہ دوں گا۔ ایسے میں کہنے کے خواص و عوام جب یہ خبر سنی بہت سے لوگ جمع آئے تباہی مژدہ نام ہوا۔ آخر بعضوں نے بہت کچھ سفارش کر کے ایک روز کی ہمت دلوائی۔ غرض جب دوسرے روز دارالامارہ خالی ہو چکا۔ کہنے کے اگر لوگ گرنے باعث ہوئے حضرت امام حسن کو لا کے دلالا مارے میں آنا مارا۔ دوسرے روز امام ہام نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اہل علی الصلاح میں بھرے کی طرف روانہ ہوتا ہوں جو لوگ خشکی کی راہ سے آنا چاہتے ہیں میرے ہمراہ آویں اور جو لوگ کشتی کی سواری سے جاننا امداد رکھتے ہیں انکو بھی رخصت ہی کر کشتی پر روانہ ہو دیں۔ پس دوسرے روز نصفے لوگ شاہزادے کے ہمراہ رکاب اور نصفے میرے کچ کیا جو روز ہزار دوسرے روز ہتھیار موضع ذی قار میں جمع آئے۔ جناب امیر نے ان کے استقبال جا کے کمال اعزاز و کرام کے ساتھ لے آیا اور بہت کچھ الطاف و شفقت ظاہر کی۔ اور فرمائے گئے کہ اب اہل کو ذی قار نے ملو کچم کے بادشاہوں پر فتح و نصرت بخشی اور ملو کیا اور قوت مظاہر فرمایا کہ جس سے اکابر کی شوکت و مولت ٹوٹ گئی اور انکا مال و متاع اور خزانے و دینے تمہارے ہاتھ آئے اور انکی تیج و تخت اور ملک و ریاست کے مالک ہوئے ملو و پاس اس قاعدہ متعال کو کہ گند و مشرکین پر مسلمانوں کو غلبہ دیا اور جا بجا دین اسلام کی عزت و شوکت ظاہر فرمائی۔ اب ملو میں اس نے بولایا ہوں کہ ہمارے نصفے بھائیوں نے جو بھادوت و عناد کی راہ لی ہی انکو صلاح و مساد کا سامنے تلو دیں۔ اگر وہ قبول نہ کریں ہم نرمی اور مدارجیلا دیں۔ اگر وہ پھر چلے۔ غرض سے باز نہ آویں تب کتاب و سنت کے مطابق عمل کریں حسب شریعت انکو تنبیہ و مزا پہنچا دیں تا وہ سے لوگ راہ راست پر آویں میں چہتا ہوں کہ جلد اس جہم سے فلاح ہو کر اہل صلاح مسلمین کے ہمت میں کر بانہ ہوں جس امر میں انکی اصلاح مندرج رہے اس سے کوئی دقیقہ بخیر و نیکو ایثار اختیار کروں اور جس بات میں فساد کا

ہوتا مقدور اس سے دور رہوں انشاء اللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تشریف لانا
 خیر التابعین عاشق سید المرسلین اویس قرنی کا اور بیعت کرنا امیر المؤمنین مرتضیٰ
 علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک پر اور آپ کے لشکر میں داخل ہونے کے جنگ کرنا
 باغیوں کے ساتھ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ میں ایک دن موضع ذی قار میں امیر المؤمنین علی
 مرتضیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے کا ایک بڑا لشکر اور اسکے اطراف و فواجی کی نو صین جناب امیر کے حضور میں آئے
 لگین۔ آپ نے فرمایا کہ آج ایک ایسا مرد اور جنگ کا ہزار مرد سے بہتر ہو۔ یہ بات سب سے نظر آئی جناب امیر نے فرست
 سے میرے خطرہ دلی پر گاہ ہو کے حکم کیا کہ اس صحرا میں دو نیزے نصب کریں نا جو نئے لوگ آئے اس لشکر میں ملحق
 ہوتے ہیں ان نیزوں کے درمیان سے گزریں۔ ایسا ہی دو نیزے نصب کر دیئے۔ اور مجھ کو حکم فرمایا کہ ہر گزرنے والے
 پر نظر کیجئے میں نے نظر کر رہا تھا ایسے میں دیکھا گیا ہوں کہ ایک شخص ضعیف و نحیف کہند لباس کھیرے بال زرد رنگ
 لاغرا نام پادہ تشریف لارہا بی اور اپنا زور اور اپنی پشت پر باندھا ہوا اور پانی کا گوزہ اپنی گردن میں لٹکایا ہوا
 جب حضرت علی کی خدمت میں آیا تحیہ سلام ادا کیا جناب ولایت مآب نے جواب دیا اور تعظیم و اکرام سے پیش آئے
 اور اسکا نام وقید دریافت کی۔ اس شخص نے کہا کہ یا امیر المؤمنین میں اویس قرنی ہوں اپنا ہاتھ دراز کیجئے تا بیعت کروں
 جناب امیر نے کہا کہ تم نے کس چیز پر بیعت کا ارادہ کیا ہے۔ اویس قرنی نے عرض کی آپ امام مجتبیٰ و خلیفہ وقت ہو
 آپکی نصرت و یاری پر بیعت کروں۔ اور آپکی یاری میں جان نثاری چھتا ہوں۔ تب جناب امیر نے اسے بیعت لی
 اویس قرنی تابعین کرام و اولیاء عظام سے ہیں خلق سے ہرگز اختلاط نہیں رکھتے تھے بلکہ خلق سے انکو وحشت تھی اکثر
 جنگیں بیا بان میں گزارتے اور ذکر و فکر میں رہتے خلق کے ساتھ ایک ساعت کا ملاپ نخل اوقات سمجھتے تھے یہاں تک کہ
 جب حضرت عمر سے ملاقات ہوئی دو چہار باتیں کر کے جلد اسے رخصت لی ایسے دلی باکمال و صاحب جذب و حال با وجود
 اپنے اس بے سرو سامانی و ضعف جسمانی کے جو قطع منازل کر کے حضرت علی کی خدمت میں آئے اور شرف بیعت سے
 مشرف ہوئے اور آپکے مخالفوں کے ساتھ جنگ کر کے شہید ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام مجتبیٰ حضرت علی تھے۔ اور
 آپکے مخالف باغی۔ لاکن جناب صدیقہ اور طلحہ و زبیر نے جب درباب اجتہاد سے تھے حضرت علی پر خروج کیا اور کچھ نفعت
 اور نفع و عداوت کا سبب نہیں تھا جب اپنی خطا سے اجتہادی پر گاہ ہوئے اس سے باز آئے انشاء اللہ تعالیٰ
 اسکا بیان آگے آویگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر وقت احکام شریعت کو غلبہ ہی جب امام مجتبیٰ کافروں یا باغیوں پر
 خروج کرے اُس زمانے کے علماء فضلاء زما و وجہا و اہل و اولیا کو لازم ہے کہ امام وقت کی بیعت و نصرت میں کمر باندھ
 کیونکہ اولی الامر کی اطاعت سب خواص و عوام اہل اسلام پر واجب ہے کما قال اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ و اطیعوا
 الرسول و اولی الامر منکم

بن مراد جو ان کے اجداد سے ایک شخص کا نام ہی اویس کے ساتھ منسوب ہیں قرن قاف کی فتح اور سے کے سکون سے ہی۔ اور قرن بلا دین سے ایک بلکہ ایسی نام ہی اس بن قاف اور راہرو مفتوح ہیں۔ ایسا ہی کہا صاحب قرنی نے۔ اور اویس قرنی کی فضیلت احادیث صحیحہ سے ثابت ہی چنانچہ یہ حدیث صحیح مسلم میں آئی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان رجلا یاتیک من الیمن یقال له اویس یخبر روابی الیربوعین عرفہ ووقی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ مگر ایک مرد آؤں گا تمہارے پاس میں سے کہتے ہیں اسکو اویس کہ یخبر لیمن غیر اثم لہ بہنیں چھوڑ دیا وہ مرد بن سوا سے اپنی ایک ماہر کے جو رکھ ہی قد کان یہ بیاض قد قال اللہ فلا ھبہ اھ موضع الذینار اوال الذین مفرغی اسکو سفیدی یعنی برص میں دعا کی اسنے اللہ تعالیٰ سے۔ دور کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے یہاں سفیدی کو مگر ایک دینار یا درہم کے مقدار باقی ہی۔ یہ راوی کا شک ہی کہ حضرت نے دینار فرمایا اور ہم۔ اور ایک روایت میں آیا ہی کہ وہ سفیدی جو مقدار باقی رہی وہ بھی اسکی دعا کا سبب ہی کہ اسنے عرض کی خداوند میرے جسد میں اس سے خودی نشان باقی رکھنے تا میں اسکو دیکھ کے تیری نعمت یاد کروں فمن لقیته منکم فلیستغفر لکم پس تم سے جسے اس سے ملیگا تو پڑھئے کہ بخش ماگئے تمہاری یعنی اس شخص کو خود ہی کہ اس سے یہ دعا جاتے کہ وہ بارگاہ الہی میں اپنی مصرت طلب کرے وفي رواية قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان شبرا لکابین رجلا یقال له اویس اور دوسری روایت میں آیا ہی کہ عرفہ ووقی نے تار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو فرماتے تھے کہ تابعین میں بہتر ایک مرد ہی کہتے ہیں اسکو اویس ولہ والدہ وکان یہ بیاض مفرود فلیستغفر لکم اور اسکو ایک نیک نعتی پس اس سے تم چاہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کرے۔ شیخ عبدالحی دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے لکھا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہو کہ اہل خیر وصلاح سے دعا طلب کرنی بہتر ہی اگرچہ طالب الفضل ہو۔ اور بعضوں نے کہا کہ حضرت نے اویس کو خوش کر دینے کے یہ بات فرمائی اور لوگوں سے یہ تو ہم بھی دور ہو کہ اسنے حضرت کی نیکی محبت سے جو خود مرنا اسکا ہی سبب تھا کہ اسکو والدہ نعتی اسکی خدمتگاری کے لئے اویس کے سوا یہ اور کوئی بہنیں خاص اسکی خدمت گزاری کے عذر سے حاضر حضور نہ ہو سکا۔ اور شیخ دمری نے کتاب حیوة النبیون میں اویس قرنی کے مناقب میں یہ حدیث لائی ہی احمد فی الترمذی عن الحسن البصری عن اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدخل الجنة بشفاعۃ رجل من امتی اکثر من ربیعة ومصر قال الحسن هو اویس القرنی یعنی دعایت کی امام احمد نے کتاب زہد میں امام حسن بصری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داخل ہو گئے جنت

میں شاعت ایک مرد کے میری امت سے زیادہ ربیبہ اور مضر کی قوم سے۔ کہا حسن بصریؒ نے کہ وہ مرد اویسؓ کی ہی
 انتہی۔ اور عمر فاروقؓ سے اویسؓ کی ملاقات ہونے میں مختلف اور متعدد روایتیں آئی ہیں ممکن ہے کہ اوقات مختلفہ
 میں دسے سب روایتیں وقوع میں آئی ہوں۔ شیخ عبدالحی دہلوی نے امام سیوطیؒ کی جمع الجوامع سے دس روایتیں
 شرح مشکوٰۃ میں نقل کی ہیں اندیشہ طوالت سے یہاں ایک دور روایت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امام حسن بصریؒ سے روایت
 آئی ہے کہ جب قرن کے لوگ حج کے موسم میں آئے امیر المومنینؓ عمر فاروقؓ نے اسے سوال کیا کہ لوگو! کیا تمہارے میں کوئی
 شخص اویسؓ نامی ہے۔ تب اس نے ایک شخص نے کہنے لگا کہ یا امیر المومنینؓ آپ اس سے کیا چاہتے ہو وہ تو ایسا شخص ہے
 کہ جنگل اور دیوانوں میں رہا کرتا ہے اور لوگوں میں نہیں آتا ہے عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اسکو میرا سلام پہنچا کے کہہ دیجئے
 کہ میری ملاقات کرے۔ اس شخص نے جا کے حضرت عمرؓ کا سلام و پیام پہنچا یا۔ پس اویسؓ قرنیؓ نے حاضر ہوئے اور سلام
 کیا حضرت عمرؓ نے کہا کیا تم ہی ہو اویسؓ کہا ہاں یا امیر المومنینؓ پھر پوچھا کہ کیا تمہارے بدن پر کچھ سپیدی پڑی ہے کہ تم دعا کی
 تو اللہ تعالیٰ اسکو دور کیا اور پھر تم نے التجا کی تو اس سے کچھ باقی رکھا کہا ہاں یا امیر المومنینؓ کسے خبر دی۔ عمر فاروقؓ نے
 کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اسکی خبر دی اور حکم کیا کہ تم سے سوال کروں تا میرے حق میں تم دعا کریں
 تب اویسؓ قرنیؓ نے حضرت عمرؓ کے حق میں دعا کی اور کہا کہ یا امیر المومنینؓ آپ سے میری حاجت یہی ہے کہ میرا حال پوشیدہ
 کریں اور مجھے اجازت دیں کہ میں بیان سے بچا جاؤں۔ پس اویسؓ قرنیؓ ہمیشہ لوگوں سے مخفی تھے یہاں تک کہ ہذا نبیہ
 میں شہادت پائی روایت کی اسکی ابن عساکر نے۔ اور سعید السیب سے روایت آئی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے منبر مبنی
 پر سوار ہو کے ندا کی کہ اے اہل قرن یہہ سنتے ہی اس قوم کے پیروں نے سب اٹھ کر کھڑے رہے اور کہا یا امیر المومنینؓ
 کیا حکم ہوتا ہے فرمایا کہ میں اسکو کسی شخص اویسؓ والا ہے۔ تب اس نے ایک جودہ سے کہا کہ ہمارے درمیان کوئی یہہ نام
 والا نہیں مگر ایک دیوانہ کہ بیابان اور ریگستان میں رہا کرتا ہے نہ کسی اسکے ساتھ الفت ہے نہ اسکو کیسے ساتھ صحبت۔
 حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں اسکو جو چاہتا ہوں جب تم قرن کو جاؤ گے تو اسکو دہو نہ ہو اور میرا سلام پہنچاؤ اور کہو کہ پیغمبر خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بشارت دی ہے اور حکم فرمایا کہ میں حضرت کا سلام تمہیں پہنچاؤں۔ پس جب ان لوگوں نے
 قرن میں جا پہنچے اور دہو نہ نا تو ایک ریگستان میں اسکو زمین پر پڑا ہوا پایا اور عمر فاروقؓ اور حضرت کا سلام
 انکو پہنچا یا۔ تب اویسؓ قرنیؓ نے کہا کہ امیر المومنینؓ نے میری شہرت دی اور میرا نام مشہور کیا السلام علی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی اللہ پس یہہ کہہ کے حیران و پریشان جنگل بیابان کی طرف متوجہ ہوئے پھر انکا
 کہیں سراغ نہ پایا اور کوئی نہ دیکھا یہاں تک کہ حضرت علیؓ کے زمانے میں آئے اور آپ کے لشکر میں داخل ہوئے جنگ
 کیا اور جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ روایت کی اسکی ابن عساکر نے۔ اور ابن عباسؓ کی روایت میں آیا ہے کہ عمر
 فاروقؓ نے دس سال تک اویسؓ قرنیؓ کا احوال پوچھتے رہے یہاں تک کہ حج کے موسم میں ایک روز فرمایا اے ابن

تمہارے سے مراد کے قبیلے دونوں سے کوئی بن تو اٹھ کر کھڑے رہیں۔ تب مراد کے قبیلے والے کھڑے رہے اور وہ
 بیٹھ گئے۔ پس فاروق اعظم نے پوچھا کہ تمہارے میں اولیٰ بنی۔ یہ کس کے ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المؤمنین ہم نہیں
 پہچانتے ہیں اسکو مگر ایک برادر زادہ بنی کہ اسکو ادیس ادیس کہتے ہیں اور وہ بہت ضعیف اور خوار تر بنی ایسا شخص
 نہیں کہ آپ اس کے احوال پر سامان ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا وہ کہاں بنی اسنے کہا کہ وہ اماک بن بنی ادیس کے
 دوست چرانا بنی۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اسوقت سوار تھے اور اماک تک جا پہنچے مگر وہ دیکھتے ہیں کہ ادیس
 ناز میں کھڑے اور اپنی نظر سجدہ گاہ پر لگائی ہے۔ جب حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے انکو دیکھا آپس میں کہنے لگے کہ ہم
 جسکو جوڑتے ہیں وہ بنی تویہی شخص ہوگا۔ جب ادیس نے انکی آواز سنی اپنی ناز کو سبک کی اور ناز سے فیاض ہو کر
 ان پر درو صحابہ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہا السلام علیکم اہل بنی نے جواب دیا کہ وعلیکم السلام ورحمۃ
 اللہ وبرکاتہ پھر پوچھا کہ تمہارا کیا نام بنی اللہ تعالیٰ رحمت کرے تم پر اسنے کہا کہ عبداللہ۔ تب حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم
 جانتے ہیں کہ جو آسمان و زمین میں بنی وہ بندہ خدا بنی لاکن ہم قسم دیتے ہیں مگر اس سب کی جو پردہ گار بنی کہجے کا اور اس
 حرم گنجانا بنی تمہارا جو تمہاری والدہ نے رکھا۔ تب کہا کہ میرا نام ادیس بن اراہ بنی۔ پھر لوٹے کہ اپنے بائیں پہلو کو برہنہ
 کیجئے اسنے برہنہ کیا تو ایک دم ہم کے مقدار پر روشنی چمکی پری نظر انی عمر فاروق اور علی مرتضیٰ نے اسپر روبرو دیا اور فرمایا
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر حکم کیا بنی کہ تمکو سلام پہنچا دوین اور تم سے دعا سوال کریں کہ تم ہمارے حق میں
 دعا کریں۔ ادیس نے کہا کہ ہر ناز کی تشدد میں میں جو عاکرنا ہوں وہ دعا سب شوق و مغرب کے مسلمانوں کو شامل بنی
 پھر فرمایا کہ بالخصوص ہمارے لئے دعا کیجئے۔ تب ان بندگوں اور سب مردن مسلمانوں کی حق میں دعا کی۔ حضرت
 عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی چیز نہیں دونوں ادیس نے کہا کہ یہ دو جانتے کہ میرے بدن پر اور یہ ہر دو فضل پرندہ میرے پر میں
 بن اور میرے پاس چہار دم بھی حاضر ہیں جب یہ نام خراج ہو جاوین تب لوٹو گا اور کہا کہ جسنے ایک ہفتے کی امید کی
 پھر ایک مہینے کی امید رکھنا بنی اور ایک مہینے کی امید رکھنا تو ایک سال کی امید مان کرنا بنی۔ اسکے بعد لوگوں کے سب
 دوست انہیں پہنچا دیا اور دکان سے سدا رات اور کیکو نظر آیا روایت کی اسکی ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں
 یہی قصہ اخبر جو ابن عباس سے منقول ہے شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں اور امام غزالی کہیا ہے سادات
 میں بسط کے ساتھ لایا بنی۔ ان میں سے مقتدر زیادہ بنی کہ حضرت نے پیرا بن مبارک عمر فاروق و علی مرتضیٰ کے تخیل
 کر کے وصیت فرمائی کہ ادیس قرنی کو پہنچاؤ اور کہو کہ اس امت رحمت کی حق میں دعا کیجئے انتہی۔ یہ فقیر جب تذکرۃ الاولیاء
 کا ترجمہ کیا اور وہ مجلس اس کے جابجا مشہور ہوا۔ سننے میں آیا کہ جیسے ابنا سے زمان نے اس قصے سے استہزاء کیا
 اور کتب قدس سے مستفاد ناسخ داعی نہ کیا کہ صمد بار داے اگرچہ ان لوگوں نے اسکی مذہب دیکھتے ہی اپنی
 لبک نہادی سے مان لیا۔ لاکن اس زمانہ فساد نشان میں یہ حیانت توہر جا کھڑی بنی کہ جو بات آپ نہیں جانتے

ہن اسکی تشبیہ و تمذیب پر کرنا نہ ہتے ہن اور جو کتابیں آپ دیکھے ہن پس علم اسی میں منحصر سمجھتے ہن۔ جو ان کو میکہ و مدینہ کی ہنالت پڑ زمین و آسمان اور ہنالت و الفان و سعادت کا طریقہ یہی کہ کسی معتبر کتاب کے کسی مقام میں شک و دوہوے تو اسکے رد و انکار میں جلدی نہ کریں بلکہ اس فن کے ماہرون سے تحقیق کر لیں اگر ترجمہ مذکور نہ چھپ گیا ہو تاہم ہن دے سندن داخل کئے جاتین۔ اب اس کتاب میں جب اولیں قرنی کا ذکر آیا فقیر نے مناسب جان کے دے حدیث جو انکی شان میں آئی ہن اور دے قصبے جو محدثین اپنی کتب میں لائے ہن بلا کم و بیش نقل کئے۔ باقی رہی وہ بات جو حضرت نے اپنا پیرا ہن شریف انکو عنایت فرمایا البتہ اسکی منہ بھی شیخ فرید الدین عطار کو دوسری روایت سے ملی ہوگی۔ یہ بھی کچھ استعجاب و استعجاب کی جگہ ہنیں کیونکہ حضرت نے اپنے صحن حیات اپنے پوشاک مبارک سے کیو پیرا ہن کیو چادر کیونکہ عنایت فرمائی ہی۔ سیر و حدیث کے ماہرون پر یہ بات پوشیدہ ہنیں پس ایسا ہی اولیں قرنی کو بھی عطا فرمایا ہو واللہ اعلم نامہ روانہ فرمانا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا نام کا طلحہ وزیر کے نام سے لائے ہن کہ جناب امیر لبرے کی طرف متوجہ ہونیکے وقت طلحہ وزیر کے نام سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ تم جانتے ہو کہ میں امیر خلافت کا خوانمان ہنیں تھا بیان تک کہ تم بہت ہی جد و جہد سے پیش آئے اور اپنی طوع و رغبت سے بیعت کی پھر اب بلا حجت کس لئے نکلت بیعت کرتے ہو کیا اسبات کی شاعت اور رجات ہنیں جانتے ہو یا جانتے ہن اس سے غافل ہو گئے ہو۔ اب جانیو کہ بیعت تو رنی ہنالت بری بات ہی اگر تم نے با رغبت کراہت کی ساتھ بیعت کی ہی تو تمہیں پراعتراض آتا ہی کہ تمہیں کیا ضرورت دامنگیر مئی کہ اپنی اطاعت ظاہر کی اور مخالفت پوشیدہ رکھی۔ اول آپ ہی جد و جد کہ کے بیعت کرنی پھر اپنے اعراض کے لئے تو ردی اور امام بنی پر خروج کرنا تمہیں بضر اور ہنیں۔ اگر قتل عثمان پر راضی رہنے کی نسبت میرے طرف کرتے ہو یہ تو بڑا ہی افترا اور صریح بیتان ہی اہل مدینہ اسبات پر خوب واقف ہن اگر تمہارا مقصد اصل عثمان بن عفان کی قصاص طلبی ہی تو انکے فرزند تو موجود ہن دے میرے پاس آکے میری رقبہ بیعت و اطاعت میں آویں۔ پھر خضم پر دعویٰ کر کے گواہ گدازنیں تب بلا شک شریعت مجاہد کا حکم جاری کیا جائیگا۔ عثمان ذوالنورین کی قصاص طلبی تم ہر دو کے ساتھ چندان مناسبت ہنیں رکھتی ہی تم ہر دو سے ایک توفیقہ بنی تمیم سے ہی دوسری ہن ماشم سے اور عثمان بن عفان بنی امیہ سے ہی افسوس ہی کہ تم نے اس غرض کے لئے نکلت بیعت کیا اور اس پر اکتفا نہ کر کے سب مسلمانوں کی مادر و زود جہنم کو تحریص و افوا دیئے اپنے ساتھ لے نکلے ہو اور شہر شہر پھراتے ہو اور تم اپنے خورتوں کو گوشے اور پردے میں محفوظ رکھے ہو تمہارے سے یہ اور جو مرد ہوے عقل و شرع سے ہنالت دور ہن تم اب اپنے کئے سے باز آنا بہتر ہی و السلام دوسرا مکتوب روانہ فرمانا حضرت علی کا خدمت میں ام المومنین عایشہ صدیقہ کی بعد حمد و ثنائے الہی و نفرت و درد و جناب رست پناہی کے عایشہ صدیقہ کو اعلام ہو کہ کہ خدا و رسول کی طرف سے عورات اسبات پر مامور ہن کہ اپنے گھر دن میں

پردہ نشین ہو دین لڑکھنوی اور نہ جگہ سے اٹھ کر سوار نہ کر کے جو خروج کیا ہی ہو مگر مزید نہیں تھا جس کام کے نام سے
 منصوبہ کسی دوسرے تھا ہمارے ساتھ مناسب نہیں رہتا ہی۔ شاید کہ تم نے یہ گمان کیا ہی کہ اس بن اصرار
 حال مسلمان مندرجہ بن نہیں بلکہ اس بن فساد مسلمان ہی۔ اگر مگر یہ نہ غم غمی کہ بن عثمان بن عفان کا بددلی ہو
 تو یہ بات بھی تمہارے ساتھ مناسب نہیں رہتی ہی کہ نیکو وہ ایک مرد نبی اور ہے تھا۔ اور تم ایک ضعیف قدرت
 بنی فہم سے ہو کیا تم اس بات سے واقف نہیں کہ تم ایسے فتنے میں چڑے ہو کہ جس کا گناہ فاطمہ بن عثمان کے گناہ سے زیادہ
 ہی آئی عایشہؓ نہ تھی سے کہ وہ اپنے مکان کی طرف بھاگتا اور اسلام۔ کہتے ہیں کہ ظلم مذہب نے جواب تو نہیں دیا
 جناب امیر کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ باوجود اس آپ جس کام کے لئے متوجہ ہوئے ہو یقین ہی کہ اس سے نہ بھر دے
 اور جب تک ہم اپنی فرمان برداری کے ذمہ میں داخل ہو گئے آپ ہم سے راضی اور خوشنود ہو گئے۔ عثمان
 بن عفان کے دشمن و بدخواہ جناب کے پاس جمع آئے بن ہم پر گزرا بن داخل ہو گئے فاطمہؓ مانت فاطمہ
 والسلام روانہ فرمانا حضرت علی کا قتل عام بن عمر کو بصرے کی طرف اور دریا
 کرنا ارادہ ام المومنین و طلحہ اور زبیر کا لائے بن کہ حضرت علی نے داخل بصرہ ہو گئے ان کے قتل
 بن عمر کو اپنی وکالت دیکھ ام المومنین عایشہؓ صدیقہ و طلحہ و زبیر کے پاس روانہ کیا تا دیانت کرے کہ اوپر آئیگا کیا سبب
 حسب الحکم قتل عام بن عمر کی طرف روانہ ہوا اول جناب صدیقہ کے حضور بن حاضر ہوئے پوچھا کہ یا ام المومنین آپ کی طرف
 تشریف لایا کیا وجہ ہے۔ بنی بنی نے جواب دیا کہ اصل حال مسلمان اور عثمان بن عفان کی قصاص طلبی کے ارادہ سے
 اور ہر آئی ہوں۔ قتل عام بن کہا کہ ظلم مذہب بھی حاضر ہو دین تو جو کہنا ہی ان کے روبرو کہو نہ گنا۔ تب ام المومنین نے طلحہ
 اور زبیر کو بلایا جب دے حاضر ہوئے قتل عام بن سوال کیا کہ اس طرف آئیگا کیا سبب ہے۔ انہوں نے وہی جواب دیا
 جو بنی بنی نے دیا تھا۔ قتل عام بن کہا کہ تمہارے کام میں تاقت ہی کہ نیکو عثمان بن عفان کی قصاص طلبی میں مسلمانوں کی
 تباہی اور خرابی کھڑی ہی نا اکی اصلاح و خوبی بڑے اس کا کیا سبب۔ قتل عام بن کہا جب سے کہ تم نے اسلام کا غم کیا ہی
 تب سے اب تک کئے شخص کا خون ہوا ہی۔ کہا کہ بخیر نا چھے تو شخص تک مارے گئے ہیں۔ قتل عام بن کہا کہ اس باب
 میں اور جسد تم زیادہ جبر و جبر کر دے اور بھی لوگ زیادہ مارے جائیگے اور تمہارے مخالف اور دشمن بھی زیادہ
 ہو گئے پس یہ کام مسلمانوں کے فساد کا موجب ہی نہ اصلاح کا سبب۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ اسی قتل عام قتل عام بنی
 پھر اس کی کیا تدبیر کیا جائے۔ قتل عام بن کہا کہ مصلحت اسی میں ہی کہ مخالفت چھوڑ دیکے صلح طلب کر بن تا اس فتنے
 کی آتش منطقی ہو۔ تب مسلمانوں کو عافیت نصیب ہوگی واللہ یہ آتش فتنہ اس قدر شعلہ زن ہوگی کہ جس کا علاج نہایت
 دشوار ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اسی قتل عام اگر امیر المومنین علی رضی کی رائے بھی تیرے جواب دید کے مطابق پڑے
 ہم بھی اسباب بن راضی بن۔ قتل عام بن جب یہ سخن ملامت سا اس وقت مروجت کی اور حضرت علی کی خدمت میں حاضر

یہ کہ سب باجرا ظاہر کیا۔ جناب ولایت مآب نے سنے استیجاب کیا اور بری خوشی کی۔ اور اسکی تقریر دلپذیر کو فائدہ
 قَاتِلَ فَاصْلَحُوا اِيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ کے مطابق پایا اور فتعہ پر بری آفرین و
 تحسین کی۔ اور بھرے کے مدبروں نے اپنے عمدہ گون کی ایک جماعت کو حضرت علی کی خدمت میں روانہ کیا تا آپ کے
 ارادے سے آگاہ ہو دیں جب وہ عمدہ گون کی جماعت حضرت علی کے دربار میں حاضر ہوئی شرف ملازمت حاصل کر کے
 آپکا مافی الضمیر دریافت کیا جناب امیر مظلوم دزیر کی طرف سے طال خاطر اور انکے نکث معیت کی شکایت ظاہر کی۔ اور فرمایا
 کہ میں اسلئے آیا ہوں تا انکو بھر سر شہد پر لے آؤں اور معیت تو رنی اور عہد شکنی کی مذمت سے انہیں آگاہ کروں اور ام
 المؤمنین عایشہ صدیقہ کو عزت و احترام کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف حضرت کی وصیت کی مطابق بھیج دوں۔ حضرت نے
 جناب امیر کو جو وصیت کی تھی وہ یہ حدیث ہی جو امام احمد کی مسند میں ابن رافع کی طرف سے مروی ہے کہ ایک دن
 خیر صادق پیغمبر رحمتی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی کو فرمایا کہ یا علی قریب ہی کہ تیرے اور عایشہ کے درمیان ایک
 امر عجیب واقع ہوگا۔ جناب امیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کیا ارشاد ہوتا ہے۔ فرمایا کہ جب وہ واقعہ رو دیوے
 اسکو مومن یعنی مدینہ منکینہ کی طرف روانہ کر دے۔ القصد جب بھرے کے قاصد دن نے حضرت علی کا کلام فیض النیام
 سنا نہایت خوشی کی اور بچان دول معتقد ہو کے آپ کی شرف معیت سے مشرف ہوے۔ ایک روایت ہے کہ جب بھرے
 کے قاصد دن نے جناب امیر کی تقریر سنی بے اختیار کہا کہ یہی صواب ہی اس سے بہتر و دوسرا کلام بہنیں۔ حضرت علی نے
 فرمایا کہ جب تم میری بات کو راست جانتے ہو پھر معیت کرنے میں توقف کا کیا سبب ہے۔ انکا سردار عاصم بن کلب نے
 کہا کہ ہم قاصد میں آپکا جواب اپنی قوم میں جا کے سناؤں گے اپنی قوم کو بھی ترغیب دیکے پھر انکے معیت کرینگے۔ جناب ولایت
 مآب نے فرمایا کہ جب حق تجھ پر ظاہر ہو اغنیمت جانتے بلا توقف معیت کیجئے۔ پھر اپنی قوم کو راہ راست کی طرف دعوت
 کیجئے اگر قبول کریں مہاد اللہ بارے توفیق پر رہیگا۔ بھرے والوں نے جو توافقی تھے بیکے سب عاصم بن کلب سے
 کہنے لگے کہ اول تو معیت کر پھر ہم بھی کرتے ہیں۔ پس عاصم نے اول معیت کی اسکے بعد اسکے سب رفقا بھی داخل معیت ہوئے۔
 جناب ولایت مآب نے بہت خوش ہوئے اور حضرت کے اس ارشاد و شریف کو یاد کیا جو فتح خیبر کے دن انکو فرمایا تھا
 اَدْعُوكُمُ اِلَى الْاِسْلَامِ فَوَلَّاهُ لَانَ هَدَى اللّٰهُ بَاكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرَ الْاَلَكُ مِنْ اَنْ يَكُوْنُ لَكَ
 حِمْزُ النَّمْعِ غَرَضُ بَهْرَةِ دَوْلَتِ لَمْ يَكُنْ اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ نَبِيِّكَ لَمْ يَكُنْ اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ نَبِيِّكَ لَمْ يَكُنْ اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ نَبِيِّكَ لَمْ يَكُنْ اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ نَبِيِّكَ
 اپنے لوگوں کو خبر دے اور کہنے لگے کہ ہم امیر المؤمنین رضی علی سے ایسے باتیں سنی کہ امینا درسل کی باتوں کی مانند
 تھیں۔ پھر دوسرے روز حضرت علی نے اس منزل سے کوچ کر کے بھرے کے شہر باہر جا پہنچے اور ایک بڑے کثادہ
 میدان میں نزل فرمایا۔ طلحہ دزیر بھی اپنا لشکر جو تیس ہزار کا تھا اپنے ہمراہ لیکے بھرے کے باہر ایک میدان میں جبکہ
 نذرہ کہتے تھے اگر اترے اور اسکیکو اپنا لشکر گاہ تعمیر دیا اور جب خبر جناب امیر کو پہنچی تو آپ نے ایک خطبہ پر ماحمد

خلافت حضرت علیؑ ۳۵۶ روانہ کرنا حضرت علیؑ کا قتل عام بن عمر کو بصرے کی طرف

حکومت کے بعد فرمایا کہ میں دشمنوں کی طرف سے تین باتوں میں مبتلا ہوا ہوں ان سے پہلی بات بغاوت ہی اللہ تعالیٰ اس باب میں فرمائی یا ایہا الناس انا بیضکم علی انفسکم متاع الحیوة الدنیا دوسری کثرت جمعیت ہی اللہ تعالیٰ اسباب میں فرمائی میں نکلتا فاما ینکث علی نفسه قسری بات تری اللہ تعالیٰ اسباب میں فرمائی ولا یحیی المکرم السبی الا باہلہ اور میں چار شخص کے ساتھ مبتلا ہوں۔ اول انجیح مردم زبیر بن النوام ہی دوسرا انجیح مردم ظہر بن عبد اللہ ہی تیسرا طبع الناس میں النساء عائشہ بنت ابی بکر ہی۔ چوتھا جو میرے چھوٹے کا معاون اور انکو مسلح خلیفہ سے نائید کرنا وہاں ابی بن شیبہ ہی۔ تب ابن حزمہ بن ثابت انصاری جو عقبہ بن ذوالنہجہ ہی اور جناب امیر کے اخص احباب سے تھا انشاء اللہ کہنے لگا کیا امیر المؤمنین یہ جماعت جواب سے بغاوت اور کثرت جمعیت اور مکر پر کرنا ہی ہی اللہ تعالیٰ نے اسکی سزا جو اپنی کتاب پاک میں فرمائی انکو پہنچا دیا اللہ ذہیر اگر یہ صاحب شجاعت ہی لاکن انکی شجاعت انکی شجاعت کی ہی نہیں۔ اور ظہر بھی علم و دانش میں آپ کے مانند نہیں۔ اور عائشہ صدیقہ کے اگرچہ لوگ مطیع و فرمانبردار ہیں لاکن دسے انکی مطیعوں کے سے نہیں۔ یعنی اگرچہ ہاں کثیر رکھتا ہی اور بے محل خراج کرتا ہی۔ لاکن اللہ تعالیٰ کا خزانہ جو بے نہایت اندجیسا ہی اس سے عند الحاجت انکو عطا فرما دیا۔ نقل ہی کہ ظہر و زبیر کا لشکر جب موضع فوہم میں آئے منزل کیا تین روزہ ہر دو لشکر میں فاصد و پیغام جاری رہے۔ چوتھے روزہ حضرت علیؑ نے اپنے لشکر سے باہر آگے ظہر و زبیر کو آواز بلند سے پکارا۔ جب دسے ہر دو اپنے لشکر سے منسلک کے قریب اگر کترے رہے۔ جناب امیر نے اسنے سوال کیا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ اپنی کتاب کریم میں فرمائی فوجہم لکن انہم اجمعین پس قیامت کے روز ہر مذہ اپنے اعمال سے سوال کیا جائیگا۔ تم جو اس جنگ پر آگاہ ہو اسپر کیا حجت رکھتے ہو اگر فردا سے قیامت اللہ تعالیٰ تمہارے سے اسباب میں سوال کرے تم کیا جواب دو گے اگر ہمارے اور تمہارے درمیان ملا فرق ثابت اور حق جمعیت ثابت نکاتے ہو۔ آخر اسلامانی اخوت اور پیغمبر خدا صلی علیہ وآلہ وسلم کی حق مصاحبت تو ثابت اللہ متحقق ہی پھر تم کو کیا جواز اس بات پر ملانی ہی جو اتنے حقوق و امتوش کر کے میرے جہاں و قتال پر کرنا ہی۔ تب ظہر و زبیر نے حضرت عثمان کے قتل پر راضی نہ رہنے بلکہ فوغائیوں کو اسپر تلخ و دینے کی نسبت جناب ولایت مآب کی طرف کیا۔ حضرت علیؑ نے یہ خبر سنی ہی غصہ ہوے اور فرمایا کہ ابھی آتے تھم اور ہم قبلہ کی طرف متوجہ ہو دین اور مباہلے کے طور پر بارگاہ الہی میں دست بردار ہو کے دعا کریں۔ یا عثمان بن عفان کے قتل پر جو راضی نہ آیا اسپر فوغائیوں کو تحریریں کی ہو اللہ تعالیٰ کا غضب اسپر نازل ہو دے اور دیکھ شخص خلق میں ممتاز ہو جاوے۔ جب جناب ولایت مآب نے مباہلہ کرنے پر تیار ہو گئے ظہر و زبیر نے جواب سے عاجز آگے تناقل کیا اور لا و نعم میں زبان نہ کھولی اور اپنے اپنے لشکر گاہ کی طرف مراجعت کی۔ کہتے ہیں کہ انہیں و زبیر اخف بن قیس نے ایک روز اپنی قوم سے ایک جماعت کو ہمراہ لیکے حضرت علیؑ کی خدمت میں آگے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین

خلافت حضرت علیؑ ۳۵۷ روانہ فرمانا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو طلحہ وزیر کے پاس

اہل بعصر کہتے ہیں کہ اگر آپ ان پر ظلم ہا دین تو کیا ان کے مردوں کو تیغ ریاست سے قتل کر دے اور انکی عورت بچوں کو بندی بکڑ دے۔ جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ اسی ابو بکر میں اس قبل کا نہیں ہوں کہ میرے حق میں ایسا لگاں بد کریں کیونکہ ایسے کام روا نہیں مگر ویسے لوگوں کے ساتھ جو دین سے بدلے اور کافر ہو گئے ہوں خود باللہ مہنا اہل بعصر تو مسلمان ہیں تو جو کہا انکی ساتھ کس طرح یہہ عمل کیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تو دیکھیے گا کہ ان پر نصرت حاصل ہو تو انکے ساتھ کیسی نیکی اور حسن سلوک سے پیش آؤ گا۔

روانہ فرمانا حضرت علیؑ کا عبداللہ بن عباسؓ کو طلحہ وزیر کے پاس مصالحت کے لئے

میں ایک دن حضرت علیؑ نے عبداللہ بن عباسؓ کو طلحہ وزیر کے پاس روانہ فرمایا تا ان سے رفیق امیر و صلح انگیز باتیں کریں اور سلسلہ مصالحت کو جنبش دین پس عبداللہ بن عباسؓ نے ہر دو لشکر کے درمیان کھڑے۔ اور امیر المومنین کے مدعا کو ایسی عبارت لطیف و بیان شریف کے ساتھ ادا کیا کہ ہر شخص کو پسند آئی اور ہر ہر کے ذہن میں جا بیکر اور دلپذیر ہوئی جناب ولایت مآب نہایت خوش ہو کے علانیہ دوست و دشمن کے رد و بردا انکی ایسی تعریف و توصیف کی کہ

مَنْ كَانَ لَهُ ابْنٌ مِّثْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَدْ قَرَأَ اللَّهُ بِهِ عَيْنَهُ یعنی جسکو چھوڑ بھائی ابن عباسؓ سا ہوتو روشن کین اللہ تعالیٰ نے اسکی آنکھیں۔ بالحد ابن عباسؓ اور طلحہ وزیر کے درمیان بہت سے باتیں ہوئیں آخر اسکے آگے قضا کی ملاقات میں جیسا صلح پر راضی ہوئے تھے ویسا ہی راضی ہوئے اور یہ بات قرار پائی کہ کل علی الصباح نماز فجر سے فراغت پانیکے بعد حضرت علیؑ اور طلحہ وزیر کی ملاقات ہو اور ہر دو لشکر کے اکابر و اشراف بھی راضی رہیں لاکن شرط یہہی کہ حضرت عثمانؓ کے قتل میں جو لوگ ساعی تھے اس مجلس میں دسے لوگ حاضر نہ رہیں حضرت علیؑ بھی اس شرط کو قبول کر کے حکم فرمایا کہ دسے لوگ اپنے لشکر گاہ سے بچ جائیں کہتے ہیں کہ دسے اہل غوثا جو پانسو شخص کے قریب تھے یہہ بات انکو نہایت ناگوار ہوئی لاکن طوعاً و کرہاً لشکر گاہ سے نکل کے دوسری جگہ پر جا کے نزول کیا۔ اور سب مشورت کر کے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ جب امیر المومنین اور طلحہ وزیر کے درمیان صلح ہو جائے بلا شک ہمارے قتل کی فکر کرینگے اب ہم ہماری فکر کیا جائے۔ انے کہا کہ علی مرتضیٰ احکام کتاب اللہ پر بہت آگاہ ہیں یقین ہی کہ طلحہ وزیر کے ہم داستان ہو کے ہم سے بدلہ لینگے اب تہڑی کہ ہم اپنے وطن سے ہاتھ اتھاویں اور دوستوں سے مفارقت اختیار کر کے مغرب کی طرف جا دیں اور اپنی جان بچالیں۔ دوسرے نے کہا کہ یہہ جہاں اہل و عیال اور خویش و احباب کی مصاحبت سے خوش آتی ہی جب انے جدا ہو جاویں زندگی میں کیا حلاوت ہوگی۔ تیسرے نے کہا کہ امیر المومنین کی دشمنی پر کمر باندھیں قابو دیکھ کے انکو بھی عثمان بن عفان کے ساتھ ملحق کر دیں اور اس وسیلے سے طلحہ وزیر کے ساتھ ملجا دیں۔ چوتھے نے کہا کہ واہ عثمان بن عفان کو قتل کر کے ابھی بہت روز نہیں گزرے اب علی بن ابی طالب کو قتل کریں تو طلحہ وزیر کے پاس ہمارا کیا اعتماد رہیگا یقین ہی کہ عرصہ قریب میں ہمکو بھی

مار دیا گئے پس اس وقت میں ایک ہی ذمہ دارین کو انکی دوستی دشمنی کے ساتھ جہل جاوے اور صلح کی جاوے
جہل و قتال کھڑا کرے یہ ہاں کتنے ہی صوبے انھوں نے فتح ہوئے انھوں نے صوبوں کو جس طرح صلح و قتال
میں اسی طرح وہی فتنہ انگیزوں نے نیک سواروں کے بی بی عائشہ کے لشکر پر تاخت ڈالا اس لشکر میں ایک شہر
لاضراب پیدا ہوا اور ان کے ساتھ میں ایک جماعت زخمی اور ایک گروہ مارے گئے۔ ظلو مذہب کو یہ تصور ہوا کہ حضرت
علی کے حکم سے ہی ان کے لشکروں نے یہ شہر جوڑا۔ پس بی بی کے لشکر سے باغداد ایک ہفت روزہ کے لئے
شہر یرون کے ساتھ جنگ کرنے لگی جب انہوں نے ہزیمت کھانی تو وہ لٹکا پھینکا گیا بیان تک کہ اسے حضرت
علی کے لشکر میں داخل ہوا اور یہ غل چھایا کہ ظلو مذہب نے ہمارے ہر شہر کو کیا ہی اس وقت حضرت علی نماز تہجد میں
قیام کیا تھا جب یہ غوغا سنا تو غصہ کیا اور جلد فارغ ہو کے باہر تشریف لائے۔ ان حکاموں نے کہنے لگے کہ
یا امیر المؤمنین ظلو مذہب سے سوائے کو اور جہل شکنی کے دوسری امید نہیں۔ پس باہر حضرت علی کا لشکر تیار ہوا اور
ادھر ظلو مذہب کا لشکر۔ کہتے ہیں کہ جناب صدیق کی عاری لوہے کی ٹیوں سے اوسر نہ تیار کر کے اسی شہر قوی ہو گیا
کہ جسکو پہلے ہی امیر نے وہ کی طور پر گزرانا تھا باندھے چل ادرت کو کہتے ہیں جب اس ادرت کو اس جنگ میں لشکر
کے آگے رکھا تھا اس لیے اسکو جنگ چل کہتے ہیں جنگ جہل ظلو مذہب پر اپنا لشکر تیار کر کے بی بی عائشہ کے
کا ادرت لشکر کے آگے کر کے صف میدان میں آگے کھڑے رہے۔ حضرت امیر بھی اپنا لشکر تیار کر کے میدان پر آئے
اور ہر دو لشکر کے درمیان کھڑے رہے راوی کہتا ہے کہ اس وقت جناب ولایت آب ایک پہر میں پہنچے ہوئے اور
ایکٹ تھا تو رہے ہوئے تھے اور سر مبارک پر ایک دسار تھی اور سردار بنی مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشراف
دلہل پر سوار تھے جب ہر دو صف کے درمیان آئے ایک خدا کی کریمین انھوں نے کہا کہ بی بی چاہئے کہ وہ ہرے پاس
آوے کہ اس سے ایک بات کہنا چاہوں۔ حضرت علی کے لشکر والوں نے کہنے لگے کہ یا امیر المؤمنین کیا دشمن کیلئے
جہانے ہو حالانکہ آپ کے قہ پند مکتبی نہ دست مبارک میں ہتھیار نہ تو رہا آپس میں غرق ہی۔ جناب امیر نے فرمایا
کہ مجھے اس سے کچھ اندیشہ نہیں اس سے کچھ فرزند نہیں چھایا۔ تم میری اس سے ہاتھ کشیدہ رکھو اور زبان سے میری طعن
و تعریض نہ کر کے اسکو آواز نہ دو۔ غرض بار اہل حاضر ہونے میں ذہیر سے توقف ہوا۔ جناب امیر نے پھر دوسرا بار
آواز بلند سے ندا کی۔ تب ذہیر صف سے باہر آئے اور حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے جب جناب صدیق کی
نظر عاری سے ذہیر پر پڑی اضطراب کیا۔ لوگوں نے کہا کہ علی رضی سے ذہیر کو کچھ فرزند نہیں چھایا کیونکہ وہ باہتیار
اور بکر فطش ہی۔ اور جناب امیر نے زندہ دیتا رہی۔ فقہ ذہیر حضرت علی کے پاس آئے بیان تک نہ وہ یک
ہوئے کہ ہر دو کے مرکبوں کی گردنیں ایک دوسرے سے ملیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ یا ابا عبد اللہ کیا چیز میرے
قتال پر تجھے باعث ہری۔ میں تجھے قسم دیتا ہوں اس پر دو گار جہل و غفلت کی کہ جسے قرآن مجید کو محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا تھیں وہ بات یاد نہیں کہ ایک روز تم اور میں حضرت کے حضور فیض گنجور بن حاضرتھے حضرت تمہاری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ ای زبیر کیا تو علی کو دوست رکھتا ہی تم نے کہا کہ یا رسول اللہ میں علی کو کس لئے دوست نہ رکھوں حالانکہ وہ میرے مامو اور بھائی کے فرزند ہیں۔ اور میرا اور اسکا ایک ہی دین ہی۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ایک روز ایسا لنگا کر توں سے جنگ کر گیا اور اس جنگ میں تو ظالم ہی۔ زبیر نے کہا کہ سچ ہی واللہ میں نے یہہ حدیث فراموش کی تھی۔ پھر جناب امیر نے زبیر کو قسم دیکے پوچھا کہ کیا تمہیں یاد نہیں کہ بنی ہاشم کے محلات سے فلان محلے میں حضرت نے تمہارے سے کہنے لگے کہ ای زبیر گویا میں دیکھتا ہوں کہ تو نے میرے بعد ریاست و حکومت کی خواہش سے علی کی دشمنی اور ساز و مت میں کمر باندھ لیا۔ زبیر نے یہہ سنئے ہی ایک ساعت سر خم کیا۔ اسکے بعد کہنے لگے کہ یا علی تم نے سچ کہا میں نے یہہ حدیث فراموش کیا تھیں اگر اسکے آگے آپ مجھ کو یاد دلواتے یا ایک ساعت کے آگے مجھے خود یاد آتے ہرگز میں اس معرکے میں حاضر ہوتا اب میں قسم کھاتا ہوں اللہ تعالیٰ کی کہ پھر ہرگز آپ سے جنگ نہ کروں گا یہہ کہہ کے اپنے آنکھوں میں پانی لایا اور اس وقت اپنی تر و کار کو زام کر کے معرکے سے پھر گئے۔ بنی بی عالیہ نے اپنی عمارت سے دیکھ رہی تھیں اور اسی بات کا انتظار تھا کہ جناب امیر کی طرف سے کیا پیام آتا ہی زبیر نے بی بی کی خدمت میں آکے سب ماجرا ظاہر کیا اگرچہ عبداللہ بن زبیر نے یہہ سنکے بہت آزر دہ و طول ہوئے کیونکہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے باب میں انکو تباہی جد و جد تھا سو اپنے والد ماجد سے کہنے لگے کہ جناب ام المؤمنین کو صف میدان بن چھوڑ دیکے چلا جانا مردت بہنیں ہر چند باعث ہوئے کہ معرکے سے نہ پھرے اور جنگ میں قیام کرے لاکن زبیر نے قبول کیا ہر دو لشکر کے صفین چرتے ہوئے نکل گئے اور حجاز کی راہ لی۔ پھر حضرت علی نے طلحہ کو بھی بلوایا کہ چکر فرمایا اور نصیحت کی انہوں بھی مان لیکے اس وقت اپنی شمشیر کو نیام کر کے معرکے سے نکل گئے اور لشکر سے کنارہ لیکے تہتا متفکر کھڑے تھے۔ زبیر باوجود پھر جانیکے بھرے کے لشکر والے متنبہ نہ ہوئے اور جنگ کے ارادے سے باز نہ آئے اپنی کثرت و شوکت پر مغرور اور مصالحت سے ہنابت دور تھے اور جنگ پر ہی مستعد ہو گئے حضرت علی نے اپنے لشکر والوں کو فرمایا کہ حضرت کے زمانے میں کہی ایسے جنگ کا اتفاق نہ ہوا تم انکی جدال میں برا احتیاط کرو کیونکہ یہہ مسلمان اہل قبلہ ہیں جب تک دے جنگ میں اقدام نہ کریں تم ابتدا کرو جب دے تم پر جھک کرین اسوقت اپنے سے ضرر دفع کر نیکی بہت سے انکے ساتھ مقابلہ کرو۔ اور انسے جو کہ فرار اختیار کرے تم انکا پیچھا نہ کرو اور بعض مجروح کے متعرض نہ ہوؤ اور مقتول کا لہاں دھتیار مت نکال لو۔ اور جیسے ہتھیار ڈال دے اسکو مت اٹھاؤ اور اسکو قتل نہ کرو۔ اور جناب صدیقہ کی عمارت کی طرف خطاب کر کے آواز بلند سے ندا کی عجاقلیل لیضجی ناد میں یعنی جسے دوستوں کی نصیحت نہ آخریشمانی کہینچے۔ ایسے میں بھرے کے لشکر والوں نے تیر اندازی شروع کی اور جناب امیر کے لشکریوں سے چند لوگ زخمی ہوئے۔ تب اہل لشکر تنگ آکے کہنے لگے یا امیر المؤمنین ہم کب تک صبر کریں اب جنگ کی اجازت دیجئے

تب حضرت علیؑ نے ہر دو مبارک ہاتھ لٹکا کے دعا کی۔ اور اپنی زندہ مٹکا کے پھنی اور شمشیر جاہل کی اور مبارک پر دستار باند کئے دلدل پر سوار ہوئے۔ پھر اپنے یاروں کی طرف متوجہ ہو کر جنگ میں احتیاط کر گئے۔ پہلے جو مجاہدین کی تعین از راہ ناکید پھر اسکا اعادہ فرمایا۔ اسکے بعد ہل لشکر گریف منت منت ہو کر فرمانے لگے کہ تمہارے سے کون آئی کر اس مصحف مجید کو اپنے ہاتھ لیے اور اپنے جان عزیز سے ہاتھ دھو کر اس گردہ باغیہ کے نزدیک جاؤ اور اس کلام ربانی و کتاب آسمانی کی طرف انکو دعوت کرے۔ تب ایک شخص کہ جگانام مسلم قاصف سے آگے تر تھا اور قرآن مجید اپنے ہاتھ میں لیا ہوا مصف امداد کی طرف گیا اور انکو اس کتاب کی طرف دعوت کی اور بجاوت سے تھریہ تغیری۔ ایک شخص نے کہا کہ تو مجھ سے کہتا ہوں علی ابن ابی طالب ہمارے سے صلح کرنے پر راضی ہو جب وہ دن گذرا اور شب آئی تم بخون کیا۔ یہ کہہ کر اپنے ایک لشکر کی طرف اشارہ کیا تو اسے مسلم ہر تر ہا چلائی ایک ہی ضرب میں اسکا دایہا ہاتھ کٹ گیا۔ اس جوان مرد نے قرآن مجید کو اپنے بائیں ہاتھ میں لیا اور سرے بار جب مارا کیا تو یان ہاتھ بھی کٹ گیا قرآن شریف کو اپنے سینہ پر لیا آخر وہ بڑ شہادت پایا۔ اسکی ایک والدہ ضعیفہ تھی نہایت مغموم و مظلوم آسمان کی طرف منہ کر کے ایک رجز پڑھتی تھی پھر آتش جہال ہر دو طرف سے شعلہ مارنے لگی جنگ نہایت گرم ہوا کہتے ہیں کہ جناب ولایت آب نے علم اپنے فرزند اور جند نو بہال پوسان شہادت سرا جو بار شجاعت محمد بن الحنفیہ کے ہاتھ دیکھ کر مخالف پر بھیجا تو اس مردانہ انہوں نے جو ازادی اور پیادگی کے لیے کوششے تھلائے کہ دوست دشمن جبکو دیکھ کر نقش دیارتے اور آفرین و تحسین کرنے لگے۔ پھر ترہا ہی جنگ ہوا ہر دو طرف بہت سے لوگ مار گئے۔ نقل یہی کہ زبیر بن صوحان کا ایک ہاتھ کا زون کے جنگ میں جدا ہوا تھا اور وہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا تھا کہ زبیر داخل جنت ہو گئے آگے اسکے پیچھے اعدا بہشت میں داخل ہو گئے جناب صدیقہ نے یہ حدیث حضرت کی زبان در فشان سے سنی تھی سو اس مرد زبیر بن صوحان جو حضرت علیؑ کے لشکر میں تھا شریعت شہادت نوش کیا جناب صدیقہ اسکی شہادت کی خبر سنتے ہی بہت تاسف کر کے کہنے لگے کہ حضرت تو اسکی شان میں یہ حدیث ارشاد کی جب وہ شہید ہوا مقرر ہر گردہ باغیہ ہیں۔ پس جیسا طلحہ زبیر پھر گئے ویرا بی بی کا بھی میلان پھر جائیکے طرف غالب ہوا لاکھ بھرے والوں نے یہ قرینہ پلکے بی بی کے اونٹ کو کچھ چھوڑے اور جنگ سے ہاتھ نہ رکھا۔ جب ظہر کا وقت آ پہنچا اور بھی آتش جنگ کو تیز کیا بی بی کے اونٹ کو بار بار ہزار پیادہ و سوار گریہ ہوئے لشکر کے پیش کیا اور جنگ کرنے لگے ایسا قتال عظیم ہو دیا کہ وہ صحرا و بیابان خون سے رنگین ہوا اور مقتولوں کے سر تن سے جاہو کے چو طرف غلطان تھے۔ جب بی بی عائشہ نے یہ حال دیکھا ایک ہول و وحشت ان پر غالب ہوئی۔ اسوقت بی بی کے اونٹ کی چہار کب بن سوار چلے گئے کا ایک سردار تھا اپنے ہاتھ میں بی بی نے غایت اضطراب سے کعب بن سوار کو فرمایا کہ تو اونٹ کی چہار چھوڑ دے اور قرآن مجید اپنے ہاتھ میں

لیکے علی بن ابیطالب کے لشکر کی پاس جا کے انکو اس کتاب اللہ کی طرف دعوت کرنا مسلمانوں کی خون ریزی بطریق موقوف ہووے۔ کعب معصف شریف ہاتھ میں لیکے آگے بڑھا۔ جب مالک اشتر اہل آب سے واقف ہو سمجھے کہ جناب امیر کمال لطف و شفقت سے مان لینگے اور دشمنوں کے کید کا گمان نہ کریں گے۔ بصرے والوں کی یہ حرکت بھی دغا سے خالی نہیں پس کعب لشکر امیر کے نزدیک پہنچنے کے آگے آپ ہی آگے قدم بڑھا کر کعب کو قتل کر ڈالا۔ جب اس جنگ میں تر اندازی بہت ہونے لگی حضرت علی کو تبری فکر و تشویش رودی کہ کہیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محترم کو کچھ صدمہ نہ پہنچے۔ مالک اشتر کو حکم کیا کہ بی بی کے اونٹ کی چہار بھرے والوں کی ہاتھ سے نکال لی۔ مالک نے جا کے اونٹ کی چہار لینا چاہا۔ کعب کے بعد اسکے بھائی نے جو چہار پکڑی تھی نہیں دی مالک نے ضرب شمشیر سے اسکے ہاتھ کو کوئی سے جدا کیا۔ پھر دوسرے نے آگے چہار پکڑی اسکے ساتھ بھی دی معاملہ ہوا ایسا ہی دوسو ستر شخص کے ہاتھ جدا ہو کے اونٹ کے آس پاس پڑے ہوئے تھے۔ یہ حال دیکھ کے دوسرے لوگ کھبر آئے اور اونٹ کے نزدیک آئے تب مالک نے اونٹ کے لشکر والوں سے ایک کو حکم کیا کہ اونٹ کی چہار لیکھنے اسے چہار پکڑ لکھنی تو اونٹ اپنی جگہ نہ ہلا دوسرے لوگ بھی چہار پکڑ لکھنے لگے اور ہر چند جد و جہد کیا لاکن وہ ہرگز قدم نہ اٹھایا۔ تب مالک اشتر نے اسپر تروار چلائی تو اس اونٹ کا ایک پاؤں کٹ گیا۔ وہ اونٹ اپنے تین پاؤں پر ہی کھڑا رہا۔ پھر دوسرا پاؤں قلم کیا تب بھی اونٹ اپنا سینہ زمین سے لگا کے کھڑا رہا پھر تیسرا پاؤں بھی قطع کیا ایسے میں عمار بن یاسر نے جلد آگے عمار کی کی نوار جو اونٹ سے بانڈ تھے کاٹ دیا پس عمار ہی بحفاظت تمام زمین پر اتاری۔ جب اونٹ زمین پر گر بصرے والوں نے یہ حال دیکھ کے فرار کیا۔ جناب ولایت مآب کا حکم ہوا کہ بھاگنے والوں کا کوئی پیچھا نہ کرے۔ اور محمد بن ابی بکر کو جو بی بی عائشہ کے برادر تھے حکم فرمایا کہ تیرے سوا کسی کو بی بی کی عمار کی کے نزدیک نہ جاوے اور براہ احتیاط کیجئے۔ تب محمد بن ابی نے عمار کی کے پاس آیا اور ہاتھ لگییا تا معلوم ہو کہ بی بی کو کچھ آسیب پہنچا ہی یا نہیں بی بی نے غصہ ہوئیں اور جھڑکی سے فرمایا کہ تو کون ہی اور کس لئے ہاتھ عمار کی میں ڈالتا ہی مجھے ہاتھ نہ لگا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کے سوا میرے بدن کو کبھی ہاتھ نہ لگائی۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ میں تمہارا برادر اور محمد بن ابی بکر کا چہرہ باعث ہوئی جو اپنے ماسن و مسکن سے باہر نہیں کس لئے دوسرے ازواج مطہرات کے مانند حرم عزت میں آسودہ نہ رہیں۔ ایسے میں جناب امیر نے تشریف شریف ارزانی فرمائی اور اپنا نیزہ عمار کی کو لگا فرمایا عائشہ ھکذا امرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تفعلی یعنی اے عائشہ کیا تم کو ایسا ہی حکم کیا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ بی بی نے عمار کی کے اندر سے جواب دیا یا علی ملکیت فانیخ یعنی اے علی جب تم مالک ہوے پس آسانی کیجئے دوستان عہد نبوی کو آزار نہ دیکھئے اور انکی جانب کی رعایت کیجئے۔ ایک روایت ہے کہ بی بی نے کہا قد ظفرت و اجسنت یعنی تم نے فتح و ظفر پا پس

شکی اور احسان کیجئے۔ جناب ولایت مآب نے محمد بن ابی بکر کو حکم کیا کہ امیر المومنین کو عبد اللہ بن خلف غزالی کے ساتھ
 میں جو بصرے کے اشراف و اکابر سے تھا، اتارے انہوں نے حسب حکم اسی مکان میں لجا کے انار اور چرباب امیر نے
 محمد بن ابی بکر کو حکم کیا کہ تیرے ہمیشہ و زادے عبد اللہ بن زبیر کا کیا حال ہے معلوم ہوا مگر کہ قتال میں اسکو تلاش کیجئے۔ محمد
 بن ابی بکر نے کہا کہ یا امیر المومنین آپ اسکا حال کیا وہ یافت کرتے ہو جو سنا نہ ہو اور اذیت کہ ایکو پہنچی اسکے سب سے
 پہنچی۔ حضرت علی نے پھر کمال لطف و شفقت سے فرمایا کہ اسکی جستجو کیجئے۔ اور بی بی عائشہ کا بھی حکم ہوا تب محمد
 بن ابی بکر نے اسسیرت جا کے سر کے مین بہت جستجو کی تو زخموں میں پڑا ہوا پایا اسکو اٹھایا اور اپنے مرکب پر
 سوار کر داکے آپ اسکا روضہ و عبد اللہ بن زبیر کو زخموں کی کثرت سے ایسی نقابت مئی کہ گھوڑے پر بغیر
 مہین سکتے تھے محمد بن ابی بکر نے بری حفاظت و احتیاط سے اسکو بچا لیکے آئے ادل بی بی عائشہ کے حضور میں لگیا
 انکی نظری بی پر پہنچی کمال دقت سے رونے لگے۔ بی بی نے محمد بن ابی بکر سے کہا کہ اسی محمد علی بن ابیطالب سے
 بدل کہ میرے واسطے اسکو امان دیوے۔ پس محمد بن ابی بکر نے اسسیرت حضرت علی کے حضور میں آگے جناب فرما
 کی طرف سے عبد اللہ بن زبیر کی امان طلب کی۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے اُن سبکو امان دی جہنوں نے
 میرے ساتھ یہی سے پیش آئے سچ این کار دولت است کنون تا کہ ارسد و اور جناب ولایت مآب نے اس
 شب میں جو شکاری کی تا اپنے لشکریوں سے کوئی لشکر مخائف کے مال و اسباب کی طرف دست و دلازی نہ کرے
 جب شب گذر گئی تا فجر سے فارغ ہو کے اپنے اشرار پر سوار ہوئے اور بصرے کی طرف متوجہ ہو کے اس شہر کے
 واد السلطنت میں شرف نزول فرمایا۔ بصرے اور اسکے اطراف و فواجی کے عابد و اثراف حاضر ہو کے شرف ملازمت
 اور دست بوسی سے مشرف ہوئے۔ اور عقد بیعت کو موکہ کر کے مراسم تہنیت بجالانے لگے۔ پس جناب ولایت مآب نے
 حکم فرمایا کہ مقتولوں کو دفن کریں۔ اور انکا مال و تیار بصرے کی مسجد جامع میں جمع کریں۔ اور شہر میں جو طرف مذکور
 کہ مقتولوں کے در نہ جو اپنے مال کو پہنچانے اپنی ملک ثابت کر کے لیجا دیں۔ جناب امیر کے لشکر کو یہ کہا کہ یا امیر المومنین
 غنیمت کے مستحق ہر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انکا مال و مالاں نہیں انہوں نے عرض کی کہ یا امیر المومنین کہ انکا خون مباح
 اور انکا مال حرام ہونیکا کسب ہی۔ جناب ولایت مآب نے جواب دیا کہ حکم کر یہ فَاِنْ يَغْلِبْ اِحْدَاهُمَا
عَلَى الْآخَرِ فَمَا تَلَوْنَا اَلَيْتِي کے انکے ساتھ قتال کرنا ہم پر واجب ہی اور انکا خون مباح۔ دے تو مسلمان ہیں
 پر جب بغاوت اختیار کی یہ قتال انکی مزامی۔ لکن انکا مال لینا جائز نہیں مال لینا جائز ہوا تو انکی عورت کو بردہ
 لینا بھی جائز ہوگا۔ کرنا مومن بہات کر داکہ لیکھا کہ ام المومنین زوجہ سید المرسلین جس لشکر میں رہے اسیری اور
 بردگی کا نام دمان زبان پر لاؤ و خود باللہ نہنا۔ جب لشکریوں نے یہ بات سنی اپنے دعوے باز آئے اور انکا حکم
 بجان و دل قبول کیا۔ کہتے ہیں کہ جنگ جل میں حضرت علی کا لشکر میں ہزار کا تھا اُنے ایک ہزار ستر مرد مقتول ہوئے

اور جناب صدیق کا لشکر تیس ہزار کا تھا اسے نو ہزار شخص مارے گئے۔ نقل ہی کہ واقعہ جس کے بعد تم بن ابی برد عبد الرحمن پوچھا کہ بی بی عائشہ کے شر کو پتی کرنے میں کیا تو بھی شریک تھا جواب دیا کہ مان اگر ہم پی نکلے ہوتے بی بی کے لشکر سے ایک شخص بھی باقی نہ رہتا خواہ تو مجھ پر غصہ ہو یا خوش رہ۔ نقل ہی کہ جس کے روز مروان اور عبد بن عثمان اور اسکے برادر سعید اور سعید بن عمرو العاص کو امیر کر کے لوگوں نے حضرت علی کے پاس لے آیا عمار بن یاسر نے کہا کہ انکو قتل کیا جائے آپ نے فرمایا کہ ایسے امیرون کو جو اہل قبلہ میں قتل نہ کرو گنا۔ جب وہ پشیمان ہوئے۔ پھر مروان کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تیری اولاد سے امت کو آفتیں پہنچیں گی ویسا ہی اسکی اولاد سے برا ظلم و ستم ہوا اسکا بیان فقیر نے خلاصہ تاریخ الخلفاء میں لایا ہی من شاء فلیرج الیہ زیر بن العوام کی فضیلت اور شہادت جانے کہ زیر بن العوام حضرت سیدنا ام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھپی صفیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ عمدہ صحابہ کبار و مشاہیر قریش نامدار و سابقین دین متین و مجاہدین اولین سے ہیں۔ جب اپنی بارہ سال کی عمر میں شرف ایمان شرف مشرف ہوئے۔ انکا چچا انکو پورے میں لپیٹ کے دیوان دیا تھا تب بھی اسلام سے نہ بھرے اور صاف کہہ دئے کہ میرا جان جانا قبول ہی پر ہرگز کہی اسلام سے نہ بھر دو گنا تب انکا چچا علاج ہو کے چھوڑ دیا۔ پھر زیر بن نے حضرت کی ملازمت اختیار کی اور سب مشاہدین آپکی ساتھ رہے صاحب ہجرتین اور مصلی قبلتین اور عسکر المہشرہ سے ہیں اور ان چھ صحابہ دانشمند سے ہیں کہ حضرت عمر نے جنکی مشورت پر ام خلافت تفویض کیا تھا۔ اور شجاعت و جواہر میں فرد شہیر حضرت حمزہ اور جناب امیر کے نظیر تھے۔ انہوں نے راہ خدا میں اول شمشیر کھینچی لیکن اوایل اسلام میں ایک روز مکہ معظمہ میں شیطان بعین نے یہ نہ انداکی کہ قریش حضرت کو بکر لینگے۔ زیر بہر فرودشت اتر سکتے ہی اپنی تر دار کو علم کر کے تنہا صفوں کو چیرتے ہوئے دورے اور حضرت کو مکہ معظمہ کے کنارے پر پایا۔ جب حضرت کی نظر اُن پر پڑی دریافت کی کہ امی زیر تو کس لئے ایسا مضطرب آیا۔ زیر نے اسکا سبب ظاہر کیا۔ حضرت نے بہت خوش ہو کے انکے حق میں دعا کی۔ اور فرمایا کہ ہر پوچھنے کو ایک حواری ہی میرا حواری زیر ہی۔ حواری کی معنی مامور اور مخلص ہی۔ روایت ہی کہ ایک سفر میں جب حضرت نے استراحت کی تھی زیر اپنی تیغ کھینچے ہوئے دشمنوں سے حفاظت کرنے کے لئے آپکی نزدیک بیٹھے تھے حضرت بیدار ہو کے پوچھے کہ تو کس لئے ابنگ بیان چھڑا رہا۔ زیر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا ناباب آپ پر خدا ہو دین دشمنوں کے اندیشہ سے میں ابنگ یہیں چھڑا رہا حضرت نے فرمایا کہ جبریل امین تجھکو سلام کہتے ہیں اور بولتے ہیں کہ قیامت کے دن میں تیرے ساتھ رہو گنا اور آتش کو تیرے سے دور کر دو گنا۔ روایت ہی کہ غزوہ بدر میں جب زیر نے دستار زرد باندھے آئے ملائک بھی زرد دعائے ہی باندھے آسمان سے نزول کئے تھے۔ کہتے ہیں کہ زیر کے ایک ہزار غلام تھے اور انکو خراج دیتے تھے انکا خراج جو مبلغ خیر ہوتا زیر ایک ہی مجلس اسکو خیرت کرتے جب مجلس سے اٹھتے ایک درہم بھی باقی نہیں رہتا۔ فاروق اعظم کہتے تھے کہ زیر ارکان دین

ایک رکن بنی - غرض زبیر کی ایسی فضیلتیں ہیں - اب انکی شہادت کا حال بھی سنا جائے کہ جنگ جمل کے دن جب حضرت علیؓ کے پاس جو اس کے وہ حدیث یاد دلوانی تو انہوں نے ایسی وقت پہنچ کر رقت کی اور ترہار کو بنام کر کے جنگ سے بھر گئے اور چھانڈ کر راہی عربین جو روز جو جناب امیر کے لشکر میں سے تھا وہ بھی زبیر کے ہمراہ وہاں ہوا اور کردوغا سے انکے ساتھ افتخار کیا تا جو دہرہ تھا - جب راوی السباع میں پہنچے زبیر نماز میں شامل ہوئے سر سجدہ کرتے کہ وہ ناہنجاریجھے سے انکے انکو قتل کیا اللہ انکا سر مبارک جدا کر کے حضرت علیؓ کی خدمت میں لے آئے رکھا انکے سر مبارک کو دیکھتے ہی حضرت علیؓ کو رقت ہوئی اشک سے انکے آنکھیں بھرتیں اس ناہنجار سے پوچھے کہ تو کس نے اسکو قتل کیا - اسنے کہا کہ میرا گان یہ تھا کہ انکے قتل سے تپ خوش ہو دو گے - جناب امیر نے فرمایا دی بھلائی میں نے حضرت سے سامعین کہ فرمایا مہینہ کے فرزند کو جس نے قتل کر لیا اسکو آتش و دوزخ کی شدت دیکھئے - ابن جریر نے یہ کہتے ہی باہمی ترہار سے ہی آپ کو مار دیا اللہ قتل و دوزخ کے ترہار ہوا - جب زبیر نے شہادت شہادت نوش کی انکی عمر سال کی تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ **طلحہ بن عبید اللہ کی فضیلت اور شہادت** طلحہ کی کنیت ابو محمد بنی وہ بھی سابقین میں تھیں اور ہاجرین اولین اور عمرہ صحابہ و شہرہ طبریہ سے ہیں اور صاحب ہجرت ہیں اور جان خدا سے سید الکونین تھے سب شہداء میں حضرت کے ساتھ تھے کبھی جدا ہوئے - جو دو سخاوت مرمون اور کمال شجاعت میں مشہور و معروف تھے - حضرت نے انکو طلحہ الوجود اور طلحہ الخیر اور طلحہ الغیاث بھی فرمایا - یہ سب طلحہ کے القاب اور خطاب ہیں - روایت ہے کہ طلحہ نے اپنی ایک زمین فروخت کی مساکین کے چھ لاکھ دینار آئین ایک شب طلحہ کے پاس رہیں انکو اس شب ہرگز نیند نہ آئی علی الصباح سب مدینہ والوں پر تقسیم کر دیں - انکے اقربا سے ایک شخص نے انکے انکو رحم کیا قسم دیکے کچھ مانگا تو اسکو تین لاکھ درہم دیں - انکے خوشیوں میں جو نفر و مساکین تھے انکو طعام اور لباس دیتے اور انکا فرض یاد کرتے تھے - ادا تم المؤمنین عایشہ صدیقہ کی خدمت میں ہر سال لاکھ درہم تحفہ بھیجتے تھے - روایت ہے کہ ایک روز لاکھ درہم کی خیرت کی حال کہ اس روز جب نماز کے لئے مسجد کی طرف چلے انکو لباس پہننا تھا - روایت ہے کہ غزوہ بدر میں حاضر نہیں تھے حضرت نے انکو ایک کام کے لئے روانہ فرمایا جب حضرت نے بدر سے مراجعت کی انکو بدر میں جن محبوب کیا سبحان اللہ طلحہ نے غزوہ احد میں ایسی جاں بازی کی کہ انکے زمانے کو قیامت تک یاد ہے - لشکر کھار سے جب حضرت پر تیرائی طلحہ اسکو اپنے بدن پر لیتے اور آپ کو حضرت کی سپرد سے تھے اس روز طلحہ پر ایک بیاض عریض پہنا کہ انکا ماتمہ مثل ہو گیا - اور انکی ایک انگلی قلم ہو گئی اور انکے بدن پر پانی پر کئی زخم لگے - حضرت نے فرمایا کہ جس نے چھانڈ کر ایسے شہید کو دیکھے کہ وہ زمین پر چلتا ہی طلحہ پر نظر کرے - اور اس روز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زخمی ہوئے انکو بھی ستر زخم لگے اور دو بکتر پہنے زخموں کی کثرت سے مبارک بدن میں ضعف آیا تھا اور بکتر کا بھی وزن تھا جب ایک تنگ برجر ناچا تو زخمی بہ

کے سبب چرنے سکے۔ طلحہ کے بیٹھے اور عرض کی کہ میری پیٹھ پر قدم رکھ کے چر جاؤں۔ ویسا ہی انکی نسبت پر قدم رکھ کے اس ٹیک پر سوار ہوے اور فرمایا کہ طلحہ نے جنت کو اپنے پر واجب کر لیا۔ صدیق اکبر فرماتے تھے کہ اسی طلحہ توحید کے روز خاص تھا۔ اور جناب امیر فرماتے تھے کہ میرے کان حضرت سے سنے ہیں کہ فرماتے تھے طلحہ وزیر جنت میں میرے عہدے ہیں۔ ایسی ہی احادیث و آثار طلحہ کی فضائل میں بہت وارد ہیں۔ انکی شہادت کا بیان یہہی۔ کہ جب زیر جنگ سے باز آئے جناب امیر نے طلحہ کو بھی بلوائے نصیحت کی وہ بھی کسی وقت اپنی شہرت کو بنام کر کے مہر کے سے پھر گئے اور لشکر سے کنارہ لیکر کھراختار و ان شقی نے جب یہہ حال دیکھا سو خستہ بن گیا آگے بھی طلحہ کے ساتھ اسکو عداوت تھی سو نہ مانہ بنارنے ان پر تیر چلائی وہ تیر طلحہ کے پاؤں میں جا لگی اسقدر خون جاری ہوا کہ بندہ نہیں ہوتا تھا۔ اپنے غلام کو حکم کیا کہ مجھے گھوڑے پر بٹھلا کے شہر میں لے چل۔ غلام نے انکو گھوڑے پر بٹھلایا جب انکو بٹھینے کی طاقت نہیں تھی آپ ردیف ہو کے لے چلا جب خون زیادہ جاری ہوا اس غلام نے اٹاے راہ ایک بیابان میں اتارا طلحہ بے طاقت لیٹے ہوئے تھے ایسے میں انکی نظر ایک سوار پر پڑی کہ راہ سے چلائی۔ اسکو بلوائے سوال کیا کہ تو کون سے لشکر والوں سے ہی اسے کہا کہ میں حضرت علیؑ کا لشکر ہوں طلحہ نے کہا کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیجئے تا میں امیر المؤمنین علی بن ابیطالب کی معیت کو تازی کروں۔ اس لشکر نے یہہ بات سننے اپنا ہاتھ دراز کیا طلحہ نے تجدید معیت کی۔ اسکے بعد انکی روح مقدس لنگرہ عرش کی طرف پرواز کی۔ اس سوار نے جب حضرت علیؑ کی خدمت میں آکے خبر دی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بہنیں چاہا کہ طلحہ کو میری بلا معیت بہشت میں لیجاوے۔ طلحہ کی شہادت کے وقت انکی عمر ساٹھ سال کی تھی۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رضی کرم اللہ وجہہ روانہ فرمانا ام المؤمنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ کی طرف روایت ہی کہ جنگ جمل کے بعد جب بصرے کے ضبط و نسق سے فراغت حاصل ہوئی۔ حضرت علیؑ نے عبداللہ بن عباس کو بی بی عایشہ صدیقہ کی خدمت میں روانہ فرما کے یہہ پیام کیا کہ آپ مدینہ طیبہ کی طرف تشریف لیجاؤں۔ عبداللہ بن عباس نے یہہ پیغام پہنچایا۔ جب طلحہ وزیر کے مارے جانے اور عبداللہ بن زبیر کے زخمی ہونیکا اور ہزاروں مسلمان کے مرنے کا غم بی بی کو لاحق تھا سو بہانہ ملول تھیں کچھ جواب نہ دیا۔ اسکے بعد بنفس نفیس خود جناب امیر تشریف لیگئے اور اتم المؤمنین سے اذن طلب کیا و انکی کے بعد داخل ہوا۔ اور کہنے لگے کہ اسی عایشہ تم نے حضرت سے بار بار سنے ہو جو فرماتے تھے کہ من کنت مؤکدہ فاعلی مؤکدہ اللہم وال من واکلہ و عا د من عا دہ با این تم نے میرے پر خروج کیا فوج کشی و مہر کرانی مردوں کے ساتھ علاوہ رکعتی ہی نہ عورات کے ساتھ ایسے امور تمہاری شان کے سزاوار نہیں تھے خیر جو گذر اسکو گذرا اب اس پر نشان رہا چاہئے اور حضرت کا حج کو حکم ہوا تھا کہ اسی علی میرے ازواج سے ایک بی بی تیرے سے قتال کر لگی جب تو اس پر ظفر پا دیکھا اسکو اسکے گھر بھیج دیجئے۔ سواب مناسب ہی کہ تم مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو وین حضرت

جو جس مکان میں ہجرت کے دارِ بان کی طرف مدعا سے تہا پنی موت تک اسی مکان میں رہیں۔ پس حضرت علیؓ
 فرما سے سوائے۔ اور تشریف لینگے تاکہ جب بی بی کا روادہ کچھ معلوم ہوا حضرت علیؓ نے دوسری روز گلی میں سرکش
 درمیانے وہاں سے رسالت حضرت امام حسن کو بی بی کی خدمت میں روانہ فرمایا تا مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو سکے
 میں ترغیب دین۔ رادوی نے کہا بی بی کو جب امام عام نے بی بی کے گھر تشریف لائے کہ یہ پیام پہنچا یا اس وقت حاضر
 بی بی کے سر پر شانہ کرتی تھی ایک طرف شانہ کر کے چلی تھی دوسری طرف باقی تھی۔ بی بی نے شاہزادے کی زبان
 مبارک سے دو پیام سنی بی بی سی حال میں ان کے گھر تشریف لائے اور بی بی کے چہرے سے ایک اضطراب ظاہر ہوا۔ اور
 خواص و خدام کو حکم کیا کہ میرا سبب سیرت ہاؤنڈوں پر لاؤ اور اس وقت سامانِ سفر کیا کہ کہتے ہیں کہ اس وقت
 سرداروں اور عورتوں کی عورتیں بی بی عالیہ کی مجلس میں حاضر تھیں۔ قبیلہ بنی ہاشم کی ایک عورت نے عرض کی
 کہ یا ام المومنین اہل بیت علیہم السلام نے آپ کی حضور میں یہی پیام پہنچا یا آپ نے قبول فرمایا اسکے بعد اس جوان
 کے والد خود امیر المومنین ہی اسکے آگے بھی فرمایا تو آپ نے کچھ لافتم سے لب کشائی کی۔ یہ کیا سبب بی بی کر اب اسکے
 فرزند اور جند کے قول پر آپ حاضر ہوئی اور باخبر سفر میں مستعد ہو گئیں۔ بی بی نے جواب دیا کہ یہ جوان گرامی شاہ
 سبط رسول و فرزند نبول بی چھنے چاہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ مبارک پر نظر کرے تو جانتے کہ حضرت
 کے اس فرزند اور جند کے انگوٹوں پر نظر کرے مقرر میں نے بار بار دیکھی ہوں کہ حضرت نے اسکو سونگتے اور دوسرے دیتے
 اور اپنے سینہ مبارک سے منضم کر کے پیچھے چھ امیر المومنین نے اس شاہزادے کے زانی پیام بھیجا چھ سوائے
 قبولیت کے چار زانی۔ نقل بی بی کو جب بی بی عالیہ نے مدینہ طیبہ کا سفر باخبر کیا۔ بیٹھے صحابہ کرام نے اپنے حائل
 سے سفر کے ساز و سامان میں اعانت و امداد دینا لائی تھے اور جسے پیشکش کئے۔ از انجود عبداللہ بن جعفر طیار نے
 بار خزاہ دینار اپنے ماروں پر تھمت کئے اور پچاس ہزار درہم حضرت صدیقہ کی خدمت میں ہرے بھیجے اور مالک اشتر
 نے ایک ہزار دینار سات ہزار درہم سے خرچہ کر کے بی بی کے اونٹوں کی قطار میں منسلک کیا۔ اور امیر المومنین کا حکم
 ہوا کہ بھرے کی سرور میں مراد ہمارے پیچھے اور ہاتھ ہر کہ ام المومنین کے ہر اوہ رکاب زمین اور محمد بن ابی بکر
 اس سفر میں اپنی ہمیشہ عالیہ کا رفیق و حامی رہے۔ ایسا ہی دوسرے عورت ہاتھ اور ہر کون پر ہوا کہ بی بی
 کی دیوری پر حاضر ہوئے اور ہار بن یا سرور دایہ کر چکے بی بی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک
 یا ام المومنین جناب صدیقہ نے جواب دیا و علیک السلام۔ اور پوچھے کہ کئی فرزند تو کون ہیں۔ کہا میں عمار بن یاکر
 ہوں۔ بی بی نے فرمایا کہ میں نے علی بن ابیطالب کے لئے ایک نصیحت اور خیر خواہی رکھتی ہوں جتنی ہوں کہ انکے دربار
 کہوں اگر تو سکتا ہی انکو بیان تک لے آئے یہ سبکے عہد نے امیر مومنین حضرت علیؓ کی خدمت میں جا کے ظاہر کیا جناب
 ولایت مآب نے تشریف شریف ارزانی فرمائی۔ اور کہا السلام علیک یا بنت ابی بکر بی بی نے سلام کا جواب دیا

اور پوچھا کہ یا علی کیا میرے باب میں آپ حضرت کی حرمت نہیں نگاہ رکھتے ہو۔ جناب امیر نے فرمایا کہ مان اسباب میں
تو برا احتیاط رکھتا ہوں اور حفظ حرمت میں بری رعایت کرتا ہوں آپ اس سحرمتی کا کچھ شائبہ دیکھے ہو تو کہو۔ بی بی
نے کہا یا علی کیا آپ ان مردوں کو نہیں دیکھتے ہو جو فراہم آئے ہیں اس سفر میں ہمیشہ میری ہماری کے گرد و پیش جھوم کئے ہوئے
رہینگے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ اسی صدیقہ یہ لوگ مردوں سے نہیں بلکہ ان کی سی عورت ہیں۔ میں نے حکم کیا ہی
کہ مردانہ لباس پہن اور ہاتھیار ہو کے آپ کے ہمراہ رکاب رہیں تا اعراب بادینہ نشین یعنی بدوی لوگ انکو مرد اور سپاہی
سمجھ کے خوف کریں اور قافلہ رستے کا خیال نہ لادیں۔ پھر امیر المومنین نے پوچھا کہ وہ نصیحت کیا ہی جو میرے لئے
رکھتے ہو۔ جناب صدیقہ نے کہا کہ یا علی معاویہ شام کی حکومت پر ہی اور آپ پر داعیہ خروج رکھتا ہی اور مالک
شام کے بہت سے لوگ اسکے ساتھ متفق ہوئے ہیں ارادہ جنگ و جدال اور قتل و فساد کا رکھتے ہیں آپ ان کو
جانا ضروری نہیں اگر فوج کو بھی ہمراہ لے جائیں تو مناسب ہی کیونکہ جب شامیوں اور اطراف و اکناف کے لوگوں کو
معلوم ہوگا کہ ام المومنین عایشہ بھی امیر المومنین علی کے ساتھ ہی توفیق اللہ تعالیٰ اکثر لوگ معاویہ کے طرف سے
بدل کے اپنی طرف ہو جائیں گے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ یا صدیقہ میں کس طرح یہ کام کروں حالانکہ اسی سبب میں نے
طلحہ و زبیر پر عتاب کرتا تھا کہ تم اپنے خورتوں کو پردہ حفاظت میں رکھا ہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حرم محترم کو لشکر کے ساتھ برسر میدان لے آئے ہو اب میں کس طرح وہ کام کروں جو وہی اعتراض مجھ پر آوے۔
اب انب یہی ہی کہ آپ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو دیں اور اپنے مکان میں قرار پکڑ کے طاعت و عبادت میں
مشتغول ہو دیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان حکم کرے جو کہ چاہے۔ پس حضرت امیر نے کمال عزت و
اکرام کے ساتھ بی بی کو رخصت کیا بی بی کی اس قدر تعظیم و تکریم جو حضرت علی سے وقوع میں آئی بصرے کے سرداروں
اور عہدگروں نے دیکھ کے اپنے عورتوں کو بھی حکم کیا کہ ام المومنین کے سواری کے ہمراہ تین منزل تک جا کر پہنچ کے آویں
اور حضرت علی کے دلہنوں اور مقربوں نے بھی کئی منزل تک ہمراہ کی۔ اور رخصت کر کے واپس آئے۔ القصہ
جب بی بی عایشہ نے دار مدینہ منورہ ہوئیں اور اپنے مکان میں قرار پکڑا ہمیشہ ندامت اور پشیمانی ظاہر کرتے اور
بارگاہ ایزدی جلشانہ سے مغفرت مانگتی تھیں جسوقت کہ جل کا روز یاد آتا اس قدر روتی تھیں کہ اپنی مچھ جیگ
جاتی اور کچھ تاب و طاقت باقی نہ رہتی۔ اور فرماتیں کہ کاش جگ جل سے بیس سال آگے اگر میں مر گئی ہوتی کیا بہتر
تھا۔ اور کمال حسرت سے کہتی تھیں کہ اگر حضرت سے مجھے بیس فرزند پیدا ہوتے اور ہر ایک مرد میدان ہو کے کافروں
کے جہاد میں جان دیتا تو اس سے بھی بہتر یہ بات تھی کہ جگ جل میں میں حاضر ہوتی غرض یہ حسرت و ندامت بی بی
کو تا دم رحلت باقی تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہا **بعض** مخفی رہے کہ علی مرتضیٰ و عایشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر
درمیان جو خلیفت آئی اور جو مشاجرات روئے یہ کچھ لغزنت اور بغض و عناد کا سبب بنیں تھا بلکہ

طرفین بھی مجھے تھے کہ ہم حق پر ہیں اگرچہ حق حضرت علی کے جانب میں تھا طرف ثانی سے خلافتی الاجہاد و ہجری
 اور انکا قتال ہرگز مند و فتنانیت پر نہیں۔ دیکھئے کہ اول جناب امیر اپنے لشکر کی کو حکم فرمایا کہ یہ قرآن مجید لے
 ان باغیوں کو اسکی طرف دعوت کیجئے۔ اور ایسا ہی جناب صدیقہ بھی اپنے لشکر کی کو حکم کیا کہ اب قرآن کریم لے
 علی مرتضیٰ کے لشکر کے نزدیک جاؤ اور انکو اسکی طرف دعوت کر۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ طرفین سے ہر ایک کو
 یہی تصور تھا کہ اس مقدمے میں ہمارا مشرب قرآن مجید کے مطابق ہی۔ ادبلی بی عائشہ کے لشکر پر جب تیرا ناز نہ
 نہ یاد ہو ہی جناب امیر کو تیرا اضطراب ہوا کہ کہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ کو کچھ ضرر
 نہ پہنچے سو بی بی کی محافظت کے لئے اپنے یاروں کو حکم کیا کہ بی بی کے اونٹ کو اوپر کھینچ لو اور بھرے کے
 لشکر والے جہادنت کو نہیں دیتے تھے انکو یہ تصور تھا کہ ہر دو لشکر میں تو دشمنی لگنی ہی پس مادر مومنان
 و زوجہ پیغمبر آخر الزمان کو کس طرح دشمنوں کے حوائے کو دین پس بی بی کی حفظ و نگہبانی جانفشانی کی ہر ایک شخص
 جب جہاد پکڑتا اسکا ہاتھ قلم ہوتا ایسا دوسو ستر و دو کے ہاتھ قلم ہو گئے اور انکے کئے ہوئے ہاتھ جہادنت شے
 گرد و پیش پر سے تھے سبحان اللہ اب ہر دو طرف کی نیت خبر پر لینی لیا یا جائے۔ پس ہر دو طرف کی موت
 شہادت اور دوسے سزاوار رحمت و امید و در مغفرت کیوں نہیں۔ محمد بن سیرین نے نقل کرتا ہی کہ خالد بن
 واسطہ جو اصحاب جہل کے عہد گون سے تھا اور دوزخ و جہنم و گیاست اور فضل و عظامت کے سبب بی بی عائشہ
 کے حضور میں ایک قرب رکھا ہی۔ واقعہ جہل کے دن جب ایک خلی کثیری گئی بی بی نے خالد سے پوچھا
 کہ ظلم کہاں ہی اسنے کہا کہ مقتول ہوئی۔ پھر دریافت کی کہ زیر کیاں ہی اسنے کہا کہ بھی اسنے لشکر سے مل گیا
 پھر شام تک اسے قتل کی خبر مشہور ہوئی۔ بی بی نے دوسروں کا حال نام بنام استفسار کیا۔ خالد نے کہا کہ وہ
 سب مارے گئے۔ بی بی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔ خالد نے کہا کہ علی مرتضیٰ کے یاروں سے
 زید بن صوحان بھی مقتول ہوا۔ بی بی نے فرمایا کہ وہ بھی مرحوموں سے ہی۔ تب خالد نے سوال کیا کہ یا امیر
 ان ہر دو طرف کی کو جو ایک دوسرے کے مخالف ہوئے اور ایک دوسرے پر تر دار کیجئے۔ کیا اللہ تعالیٰ ایک
 مکان میں جمع کرے گا جناب صدیقہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز سے نہایت کشادہ اور وسیع زیادہ
 ہی کیوں اسکے کار و بار میں مجال چون دجرا کا نہیں۔ خالد نے جب یہ باتیں سنی متحیر ہوا اسکے بعد حضرت علی
 کی ملازمت اختیار کی اور جنگ صفین میں جو نزدیکی کی داد دی۔ حضرت علی کے لشکر والوں نے جب
 بصریوں کا مال لینا چاہا جناب امیر نے فرمایا کہ انکا مال تحین حلال نہیں۔ تب ایک شخص نے عرض کی یا امیر
 المؤمنین یہ کیا سبب ہی کہ خون انکا مباح اور مال انکا حرام ہی کیا دے لوگ مشرک میں آپ نے فرمایا
 کہ دے مشرک نہیں بلکہ مشرک سے فرما کیا ہی۔ پھر سائل نے سوال کیا دے لوگ منافق میں فرمایا کہ منافق

سین سافق لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت یاد نہیں کرتے ہیں۔ اسے پوچھا پھر یہ کہوں لوگ ہیں حضرت علی نے فرمایا اخوات
 تَدْعُوا عَلَيْنَا یعنی ہمارے برادرین لاکھ ہمارے بناوٹ اختیار کی ہیں انتہی اس سے معلوم ہوا کہ طرفین کے
 پیشوا ہر دو لشکر کے تابعوں کو مومن و مسلمان اور برادر رحمت و غفران جانتے تھے اب شہور امیشوا یوں کا احوال
 پاک بھی سنا چاہئے۔ نقل ہی کہ ایک روز بی بی عائشہ نے حضرت علی کی فضیلتیں بیان کرتی تھیں۔ حاضرین نے
 پوچھا کہ یا ام المؤمنین پھر آپ کس لئے ان سے جدال و قتال کیا۔ یہ سنتے ہی بی بی نے کمال رقت سے رونے لگیں
 اور فرمایا کہ بنی آدم صواب و خطا کا مصدر ہی میں نے اس سے پشیمان ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لائی۔
 طلحہ وزیر کا تو باز ایک قصہ تفصیل آگے مذکور ہو چکا۔ غرض عثمان ذوالنورین و علی مرتضیٰ دبی بی عائشہ صدیقہ و طلحہ وزیر
 رضی اللہ عنہم سب با یکدیگر دوست ہیں۔ تفسیر غریب میں لایا ہی کہ حضرت علی نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ میں اور
 عثمان اور طلحہ وزیر ان لوگوں سے ہوں کہ اللہ تعالیٰ جن کی شان میں فرمایا وَنَزَعْنَا فِي صَدْرِهِمْ مِنْ
عِلِّ اٰخِوانًا عَلٰی سِرٍّ مُّتَقَالِلِيْنَ یعنی ہم نے کمال ہی بہشتیوں کے دلوں سے خفگی جو دنیا میں رکھتے تھے۔ اور
 کر دئے ہم انہیں اکسین بھائی بہنے کے تختوں پر جو خواہر سے مرصع رہیں ایک دوسرے کی طرف منہ نہ کئے بیٹھیں گے۔ اور اللہ
 تعالیٰ نے جو بعضوں کو بعض چیزوں سے خاص کیا ہی اور تفاوت درجات اور مرتبے دئے ہیں امیر حسنہ کو نیلے کذا
 فی تفسیر غریب و حسینی۔ بعضے تاریخ نویسوں نے شیعہ دسی کی کتب میں تبرک کے بلا تحقیق رطب و یابس جو روئین
 پائی ہیں اپنی مصنفات میں لائی ہیں۔ روضۃ الصفا والے نے اگرچہ شیعہ نہیں بلکہ شیعہ اور خوارج نے بعضے صحابی
 و تابعین پر جو افسرے باندھے اور جھوٹے قصے وضع کئے ہیں ان سے بہت احتراز رکھا ہی چنانچہ اپنی کتاب مذکور کے
 دیباچے میں تاریخ نویسی کی پہلی شرط جو لکھی ہی یہی ہے۔ شرط اول اس است کہ تاریخ نویس باید کہ سالم العقیدہ و پاک مذہب
 باشند چ بعضے بد مذہبان چون طغافہ خوارج و غلاۃ روافض قصص و آثار نا پسندیدہ بر صحابہ و تابعین لبتہ اند و سخنان
 مشہور و منہجور و مردود و مقبول و درتالیفات خود ایراد کردہ اند و مردم را فریب دادہ۔ و چون کسی را بر اصل ضائع
 و کید ایشان اطلاع نبود جان پندار و ذکر روایات آن جماعت مقبوس از مشکوٰۃ نبوت است و بواسطہ این اعتقاد فاسد
 در صلاحت و گمراہی افتد انتہی۔ باوجود ایسا احتراز رکھنے کے اپنی کتاب کے بعضے مواضع میں لغزش کھائی ہی چنانچہ
 ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور طلحہ وزیر کو جو حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ مخالفت رو دی اُس میں بعضے بے اصل
 باتیں جو شیعہ کے مفتریات و موضوعات سے ہیں لائی ہیں۔ شاید اس لغزش کا سبب یہ ہو گا کہ کسی شیعہ کی کتاب
 کو کسی کی تالیف سمجھ کے اس سے نقل کیا ہی۔ اس سے زیادہ عجب یہ ہی کہ روضۃ الاحباب میں بھی مشاجرات
 مذکورہ میں بعضے باتیں ایسے ہی رقوم میں یہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا کسی دیکھے ہی شیعہ کی کتاب سے نقل
 کہیں ہیں یا کسی شیعہ نے الحاق کر دی ہی ظن غالب الحاق کا ہی واللہ اعلم۔ یہ تو مشہور کا برا کید ہی کہ ایک کتاب

ابن عساکر کے کسی نسخے کے نام سے مشہور کرتے ہیں اور کسی ہی کی کتاب میں الحاق بھی کر دیتے ہیں۔ چنانچہ قدوة
المفسرین عمدة المحققین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث نے اپنی کتاب تحفہ اشعار میں شیعوں کے کچھ روایات
کی یہ سچاہ و حکیم انگریزوں نے ایشان بغداد میں ایک کتابت میں کتابی نسخہ تاریخ نابینا میسند دار فہرہ
و قصص جزیری مورخ محمد مولف ابن کتاب خارج از اہل سنت است درج فرمایا ہے و لیکن در بعض طبعات و احوال صحابہ و صحابہ
ایشان چیز فیصلی از مذہب خود داخل میسند و بعضی مورخین اہل سنت ان کتاب بجان انگریز مولف آن از اہل سنت است
نقل نمایند و غلط افتد و فترہ رفتہ موجب ضلالت و غلطی بل تحقیق شود و نقل ابن کثیر ہم برادر ایشان بیستہ عالمی از
محققین تاریخ در مدد طوطی از اختر و ناظران تواریخ را در بعض ضلالت کشیدہ حتی کہ سید جمال الدین محدث صحابہ
روضہ الاحباب نیز در بعض جا از ابن قسیر تواریخ نقل آئندہ خصوصاً در قصہ حبیب الی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و توقف حضرت امیر کرم اللہ وجہہ و در قصہ قتادہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و خلاصت ابن قسیر بقول مذکور است
کہ میگوید بعض روایات چنین آید۔ اما محققین اہل سنت از نظر در تواریخ مصنفہ جمال الدین عزیز نام واجب الہدیہ
کی سچاہ و دو قسم آنکہ محمد میسند یا مورخین اہل سنت بنیجہ دیگر مثلاً کتاب عبد تواریخ نوین۔ یہ وہاں کتابی
تواریخ مشہور اہل سنت نقل نمایند و اصل ضلالت و غلطی گندگن حزن نوبت یہ کہ صحابہ و مشاہیرت آپسار مدد بعض
قدحات ایشان از کتاب محمد بن جریر طبری کشیدہ کہ در کتاب صحابہ مصنف کردہ یا از کتاب او کہ در امامت تو
و ابیصاح السمر شد نام او ہندہ نقل نمایند و نام آن کتاب مریخ گویند پس در بیجا ناظرین را غلط افتد کہ شاید مراد کتاب
محمد بن جریر طبری شافعی است کہ بنا بر تاریخ کبیر مشہور است واضح التواریخ است پس مورخان بعض نقل نمایند و موجب
تخریب و متبعین آن نقل در مدد ضلالت گرفتار شوند و این کتاب پہلے تاریخ کبیر بسیار عزیز و موجود است کہ کسی را نہ
او میرا آمدہ انچہ نزد مردم مشہور است مختصر است کہ از جہات مسامحہ شیعہ است و سببی حار انشا اللہ تعالیٰ تخریب
آن مختصر نیز اکثر شیعہ گذشتہ اند پس تخریف و تحریف در ان راہ یافتہ کی سچاہ و سیموم آنکہ بعضی مورخین
ایشان کتابی نویند کہ تاریخ در ان کتاب اکاذیب مریخ و تواریخ ہوشہ صحابہ لی نقل از کسی دلی بسند ذکر نہ
نابینے بل تخریب از دوسے نقل پر گیرند و در تصانیف خود و مجاہدات خود بکار بند و فترہ رفتہ مشہرت یا بد مردم را
اختلاف روایات موجب تشکیک شود و اول ابن کادرا از ایشان ابو محنف موطن بھی از دہلی کشیدہ کہ وہ بہت داکٹر
بعض حصہ عرب صحابہ کہ در کتاب او مذکور است از موضوعات و فقرات ادب است انتہی۔ غرض شیعہ کے ایسے کچھ
بہت ہیں صحابہ ماجدین و جناب ام المومنین پر بہت سے روایات و قصص کا ذکر وضع کئے ہیں اہل سنت
میں بڑی تفتیش و تحقیق فرمادی خصوصاً محققین اور مولفون کو لازم ہی کہ آئندہ روایات میں یہ احتیاط کریں
کوئی روایت شیعہ کی کتب میں تفصیل کے ساتھ پائی جاوے اور روایت اہل سنت کے مطابق یا موافق نہ

یا کوئی قصہ ایسا ہو کہ جس میں بغض یا طعن صحابہ کا ذکر نہ ہو نہ مذہب کی مطابقت یا مخالفت سے کچھ علاقہ نہ رکھے مثلاً جنگ کفار کا قصہ اور غازیان اسلام کی جو انفرادی ایسے باتیں شیعہ کے کتب سے لیوں تو کچھ مضائقہ نہیں یہ فقرہ بھی اگرچہ اکثر وختہ الاحباب سے لیا ہی لاکن حضرت علی و جناب صدیقہ اور علی و زبیر کی مخالفت میں جو بعض بے اصل روایتیں مذکور ہیں اور دوسرے مواضع جو صاحب اثنا عشریہ نے جنگا یا فرمایا ان سے احتراز کیا۔ غرض حتی المقدور براعتیا طریقی و منظور رکھا۔ کوئی ایسی روایت جو شان صحابہ کے لائق نہ ہو نہیں لائی شیعہ کے موضوعات و مفتریات سے قلم کہت دو رکھا مع ہذا کہیں سہو بشری سے قلم چلا ہو تو حق سبحانہ و تعالیٰ شائد سے امید غفور کھٹائی کہ اپنے لطف و کرم سے بخش دے علماء اعلام کی خدمت میں بھی یہی ظن ہی کہ کہیں سہو و خطا پائی جاوین تو قلم اصلاح جاری کر کے ماجر ہووین

مطالعن ام المؤمنین علیہ الصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہا
 پہلا طعن یہ کہ اس بی بی نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک بھردان سے بھرے کی طرف سفر کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو اپنے گھروں سے نکلنا منع فرمایا اور انہیں مکانات کثیر البرکات میں قرار پکرنیکا حکم کیا

قوله تعالیٰ وَفَرَأْنِیْ سُوْدَکَیْ وَکَا تَبْرَجْنَ فِیْ سَبَیْلِکَ الْاَکْثَرُ وَلَیْ اَیُّہُنَّ لَیْسَ بِیْ بَیْ کَیْ
 مناسب تھا کہ ناموس رسول کی محافظت نہ کی۔ ایک لشکر کی ہمراہ کہ جس میں سولائے اشخاص سے زیادہ اوباش دار و نزل جمع آئے تھے خروج کیا جواب اس طعن کا یہی کہ اپنے گھروں میں قرار پکرنیکا اور باہر نہ نکلنا اگر مطلق ہو تا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت شریف کے نزول کے بعد اپنے ازواج مطہرات کو حج و عمرے کا سفر نکراتے اور غزوات میں اپنے ہمراہ نہ لیجاتے۔ اور والدین کی زیارت اور بیماروں کی عیادت اور مردوں کی تعزیت کے لئے اپنے قرابت داروں کے گھر جانے سے منع فرماتے ایسا تو نہیں و ہر باطل قطعاً۔ پس معلوم ہوا کہ اس امر و نہی سے مراد حکم ستر اور حجاب کا ہی۔ تا چادر پوشوں کے مانند کو جو دیوار میں ہرزہ گردی نہ کریں۔ اور سفر کرنا منافی ستر اور حجاب کا نہیں۔ عورات محذوہ جو نہایت ستر اور حجاب میں رہا کرتے ہیں جیسے خواتین بزرگ اور بادشاہوں کی بیگمات بھی لشکر کے ہمراہ نکلتے ہیں خصوصاً جو سفر کو دینی یا دنیوی مصلحت پر متضمن ہو جیسے جہاد اور حج و عمرہ۔ اور ام المؤمنین کا یہ سفر ہی جب اصلاح ذات البین کے لئے اور خلیفہ عادل کا قتل جو ظلم و جفا سے ہوا تھا اسکے قصاص کا حکم جاری کر نیکی واسطے وقوع میں آیا۔ حج و عمرے کے ہی سفر سا ہوا۔ اگر اس زمانے میں بھی کیسے عرف عام میں کہے کہ فلان عورت خانہ نشین ہی باہر نہیں آتی ہی۔ اس سے کیا مفہوم ہوتا ہی انصاف کیا جاہئے۔

دوسرا جواب یہی کہ دوسرے ازواج طاہرات جیسے بی بی ام سلمہ اور بی بی صفیہ کہ شیعہ کے پاس مقبول و معتبر ہیں حج اور عمرے کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے تھے بلکہ ام سلمہ اس سفر میں مکہ معظمہ تک شریک تھیں اور جناب صدیقہ کے ہمراہ بھرے تک جانا بہت ہی تھیں لاکن انکا فرزند عمر بن ابی سلمہ اپنے کئی مصلحتوں کی رعایت کرتے

فَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ مَيْكٍ الْبَدَاؤُ مِنْكَ الْغَيْرُ وَمِنْكَ الرِّيحُ وَمِنْكَ اللَّطَرُ وَأَنْتَ أَمَرْتَ بِقَتْلِ الْأَمَامِ
وَقُلْتَ إِنَّهُ فِي حُجَابٍ اس طعن کا یہی ہے کہ جب خلیفہ عادل سب مسلمانوں کا نائب ہی۔ انکی مال کی حفاظت اور
تقسیم غنیمت میں۔ اور بی بی عایشہ جوام المومنین اور حرم رسول رب العالمین تھیں احکام الہی کی تنفیذ کے لئے کہ
قصاص حسین عمدہ کام ہی۔ خصوصاً ایسے مظلوم کا قصاص جو باوصف خلافت دریافت کے جوئے وجر شرعی مار گئے ہو
کس نے نکلے اور ماتھ پاؤں نہ مارے۔ حاشا یہ بات بہنیں کہ جناب عایشہ کو حضرت علی کے ساتھ یا حضرت علی کو جناب
عایشہ کے ساتھ کچھ بغض رہے بلکہ ان سے ہر ایک نے دوسرے کے فضائل و مناقب بیان کئے ہیں اس حرج الدلیلی
عن عائشہ رضی اللہ عنہا اُتھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حُبَّ عَلِيٍّ عِبَادَةُ
اور بخانا اس بی بی کا جناب امیر کے قاتل کے لئے بہنیں بلکہ محض اصلاح ذات البین اور حضرت عثمان کے قاتلوں قصاص
لینے اور انکو حضرت امیر کے لشکر سے نکال دینے کے لئے تھا تا ظلم و ذریعہ اور دوسرے صحابہ جو قاتلان عثمان کے مقتول
مستوم ہو کے فرار کئے تھے اطمینان خاطر کی ساتھ حضرت امیر کے رفیق ہودین۔ اور انکے اتفاق سے خلافت کے امور
انتظام پاوین معاویہ اور دوسرے باغی لوگ برسر حساب رہیں اور تاریخ سے تو قطعاً یہ بات معلوم ہوئی ہی کہ حضرت
عثمان کے قاتلوں نے اس مظلوم کے قتل کے بعد ظلم و ذریعہ کے قتل کا بھی ارادہ کیا تھا۔ اور ان ظالموں سے نفاق
کے کلمات بر ملا ظاہر ہوتی تھیں۔ پس دیوں سے بدلہ لینا کیونکر ضرور ہوگا۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ بی بی عایشہ حضرت
عثمان کے قتل پر لوگوں کو تحریص کرتی اور انکو تشکیلی کہتی تھیں۔ یہ سب مفتریات سے ابن قتیبہ اور ابن اعمش کو فی اور
سبساطی کے ہی ان کذابوں کی جماعت تو مشہور ہی واقعہ جبل میں اور دوسرے وقایع میں ان کا ذہن نے ایسے
باتیں ذکر کی ہیں کہ شیعہ دینی کے اتفاق سے محض افرا اور صرف بہتان ہیں۔ یہہ بری بے انصافی ہی کہ حضرت عائشہ
صدیقہ کے باب میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محبوبہ ہیں خدا و رسول کی شہادت کو ہم طاق میں
رکھ دیکے چند کوفے کے اخوان الشیاطین کے اقوال کا ذہب کی طرف جاوین اور اپنے دین و ایمان کو اکی اتباع
سے برباد کرین اللہ کی پناہ قولہ تَالِي الطَّيِّبَاتِ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ اُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ
فَمَا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَدِرْزُ كَرِيمٍ ابن قتیبہ کا وہ قول کس طرح اہل سنت حضرت صدیقہ کے حق میں باور
کرشکے۔ حالانکہ ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو حاتم رازی متعدد طریقوں سے روایت کرتے ہیں کہ عایشہ رضی اللہ عنہا
خبر دی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان کو فرمایا یا عثمان لَعَلَّ اللَّهَ يَقْمِصَكَ قِمِصًا فَإِنْ
رَأَدَّوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعُهُ لَهُمْ ثَلَاثًا مِثْلَ اس طعن یہ کہ حضرت عایشہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی مخالفت کی اور واقعہ جبل میں اس خلاف پر اصرار کیا تفصیل اسکی یہہ ہی کہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن
میں اور محمد بن مسکویہ نے تجارب الاحم میں اور ابن قتیبہ نے کتاب السیاسة میں لایا ہے کہ جب بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا

کا لشکر چشمہ جواب پر پہنچا اس جگہ کے گئے سمجھ گئے۔ بی بی نے محمد بن طلحہ سے دریافت کی کہ اس چشمے کا کیا نام ہے
 اس نے کہا کہ اسکو خزائن کہتے ہیں بی بی نے کہا کہ میرے اوت کو بھی دو محمد بن طلحہ نے کہا کہ کس نے حضرت عائشہ سے
 کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ اپنے ازواج مطہرات کو فرماتے تھے کافی آگ سے
 باحد ملکن تجھما کلاب الکواب فایاک ان نکو فی یا ختمیں اس باوجود یاد کرنے اس بھی کے مخالف
 پر امر کیا اور اس مقام سے نہ بھرے جواب اس طعن کا یہ ہے کہ حضرت عائشہ مرحمت کا قصد کرنا ان دایرہ
 سے بھی ثابت ہوا۔ چنانچہ اہل سنت کی روایات میں مرآتہ آیا ہے کہ بی بی نے فرمایا زہدونی زدونی یعنی مجھ کو
 مجھ کو مجھ دو۔ اور اس قصے کا تہہ اہل سنت کی روایات میں اس طرح صحیح ہے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صدیقہ نے مرحمت کے
 باب میں جب اسادیکہ لشکر داروں نے پھر وہاں سے پھر جانے میں انکی موافقت نہ کی باہم جھگڑ رہے تھے ایسے میں ان
 بن الحکم اور دوسرے لوگوں نے ان کو دو فراس کے دیحانی لوگوں کو جوتی آدمی کے قریب تھے گواہ لے آئے کہ
 اس چشمے کا نام خزائن نہیں ہے۔ تب بی بی نے ان کے روانہ ہوئیں یہی اس طعن کا جواب جو موافق روایت کے
 ہے۔ لکن روایت کی راہ کرتے جواب دوسرا ہے وہ یہ ہے کہ حدیث مذکور میں چشمہ جواب پر گزرنے کا من
 نہیں آیا بلکہ اس پر ثابہ بھی نہیں ہوا۔ ثانی اس حدیث سے اس قدر مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت نے اپنے بی بیوں کو
 خزدی کہ تمہارے سے ایک کو یہ مصیبت پیش آئیگی سو فی الواقع وہ حادثہ ایک مصیبت عظیم تھا جسکی حرم محترم کی سخت
 کاسب ہوا۔ اور مقصود اصلی جو اصلاح ذات البین تھا سراجام بنایا اور مسلمانوں میں ہفت مفاہم دوایا۔ اور
 اس حدیث سے بھی سمجھیں اور اسکی مخالفت کے بعد پھر مخالفت پر امر کر کے بی بی کی طرف کر لی اس طرح پہنچا
 علی الخصوص لفظ ایاک ان نکو فی یا ختمیں کہ تو اہل سنت کی مشیر کنیوں میں موجود نہیں اگر بالفرض موجود
 بھی ہو اس باب سے ہی کہ عاتقوں سے ہر کسی نے اپنے اہل و عیال اور اولاد و ازواج کو ان آفتوں سے قدامت
 کہ جسکا واقع ہونا معلوم ہو یا طینوں جیسے راہوں کا خطر اور گمراہی کی سوتیری۔ ایسی تخریر شرعی منہا سے نہیں
 حضرت بھی اس قسم کے امر اپنے علی بن ابی طالب تھے قبیح جہاں شرعی نہیں ہوتا دے۔ پس ایسے امور کی مخالفت
 کو مصیبت کہنا کمال کسب ادب و عبادہ سے ناشی ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار شب کے وقت جناب
 امیر کے گھر تشریف لڑا کے نماز تہجد کی تاکید فرمائی حضرت امیر نے صاف جواب دیا کہ واللہ لا نصلی الا ما کتب
 اللہ لکن ابہد شکے حضرت نے مراجعت کی اور جتنے ہوئے بھرے اپنے راتوں پر راتے اور فرماتے تھے و
 کان الانسان اکثر شئی عجل لا یسب اب اس مخالفت کو اس مخالفت کے ساتھ وزن کیا جائے اور اس
 امر کو اس امر کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھئے حالانکہ حضرت عائشہ اس امر میں معذور تھیں۔ کیونکہ کہ معظمر سے
 نکلنے کے وقت بی بی کو یہ بات بھی معلوم نہیں تھی کہ چشمہ جواب اس ماہ میں واقع ہے اور اس راہ سے گذرنا لازم

آدھ لگا۔ اور جب اس چشمے پر گزر ہوا اور سننے میں آیا کہ یہ وہی چشمہ ہی مراجعت کا ارادہ معکم کیا لاکن پھر نہ میر ہوا کیونکہ لشکر والوں سے کوئی پھر جانے میں بی بی کا رفیق نہ ہوا۔ اور حدیث میں بھی وہ واقعہ ظاہر ہوئے بعد کیا گیا جائے کچر ارشاد فرماے میں پس بی بی نے ناچار اصلاح ذات البین کے قصد سے جو بلاشبہ مامور ہی آگے روانہ ہوئیں پس اس دور میں حضرت عائشہ کی حالت اس شخص کی حالت کی سی ہی کہ دور سے ایک بچے کو دیکھا کہ ایک چاہ میں گرنا چہتا ہی بے اختیار اسکے پچانیکے لئے دوڑا۔ اور دوڑتے وقت بیخبر ایک نماز پڑھنے والے کے روبرو سے اسکا گزر ہوا۔ جب مصلی کے مقابل ہوا تب اسکو اطلاع ملے کہ وہی نماز پڑھنے والے کے روبرو ہوں۔ پس لوٹ جانا ہی تو وہ بچہ کنوے میں گرنا ہی اور یہ مرد جو واقع ہو گیا اسکا تدارک بھی ہو سکتا نہ ہین سو دیا شخص ناچار اس بچے کی خلاصی کا قصد کر گیا اور اس مرد کو اپنے حق میں معفو سمجھ گیا چوتھا طعن یہ کہ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا لشکر بصرے میں پہنچا۔ بیت المال کو غارت کیا۔ اور حضرت امیر کے عامل کو جو عثمان بن حنیف انصاری صحابی رسول تھے امانت سے اخراج کیا جواب اس طعن کا یہ ہی کہ یہ امور جناب صدیقہ کے رضا مندی سے واقع ہوئے چنانچہ وہ مقدمہ واقع ہوئے کے بعد عثمان بن حنیف کو راضی کر نیکے باب میں درج نہایت تک سزا فرمائی اور عذر چاہا۔ اور جناب امیر کے لشکریوں سے جو مالک اشتر وغیرہ تھے کوفے میں ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ ایسا ہی واقعہ وقوع میں آیا کہ اٹھا گھر چلا دیا اور مال و متاع غارت کیا۔ اگر محل طعن ہی تو ہر دو جگہ ہی اور ہین ہی تو ہر دو جگہ بھی ہین۔ مع ہذا فرق بھی ہی کیونکہ بیت المال سب مسلمانوں کا حق ہی۔ طلحہ وزیر نے تو اول عثمان بن حنیف سے پیغام کیا تھا کہ ہمارے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر خلیفہ مقتول کے طلب قصاص کے لئے فراہم آئی ہی۔ مینے جو توشہ ہمراہ لایا تھا آخر ہو گیا۔ اگر خزانہ بیت المال تم روانہ کریں ہم ان مسلمانوں میں تقسیم کر نیکے جب عثمان بن حنیف نے یہ بات قبول نہ کی اور جنگ و قتال پر مستعد ہوا۔ بلکہ انکے لشکریوں کو بصرے کے شہر میں آنے سے منع کر دیا اور دانہ چارہ اور اذوقہ لشکریوں پر بند کیا۔ قریب تھا کہ آدمیوں کو قوت اور جانور دن کو چارہ ہونے سے لشکر ہلاک ہو جاوے۔ تب ناچار اس واقعہ سخت کو دفع کیا جب لشکر کے اوباش اور عرب کے اجلاف کا مینہ کیسے محکوم ہین ہتی ہین بے حجابا شہر میں داخل ہوئے اور بیت المال کو جو اپنا حق جانتے تھے غارت کیا اس صورت میں ملامت اور عتاب کا کیا محل ہی بعد اللتیا واللتی اہل سنت جناب صدیقہ اور طلحہ وزیر کو ادبیا کے مانند معصوم ہین جانتے ہین۔ انکے لشکریوں کو معصوم جانا تو کہاں۔ تا ایسے امور صادر ہوئیں تو انکے اعتقاد میں خلل آوے جبکہ طلحہ وزیر کا قتل اور بی بی عائشہ کی امانت جو حضرت امیر کے لشکریوں سے واقع ہوئی اور ظاہر ہی کہ اٹھا مرتبہ اہل سنت کے پاس عثمان بن حنیف کے نسبت آسمان و زمین کا حکم رکھتا ہی اہل سنت کے اعتقاد میں خلل انداز نہ ہوا۔ بی بی کے لشکریوں سے جو امور صدور پائے کس لئے اہل سنت کے اعتقاد میں خلل انداز

ہر ایک عن بخش بن زیاد الصبی قال سمعت الامتخت بن قیس یقول لما ظہر علی علی
 اهل البجل ارسل الی عایشہ ارجعی الی المدینۃ قال فایب قال فاعاد الیہا الرجل واللہ
 لترجعن اولاً بعث الیک نسوة من بکر بن وایل معهن متاع حداد باخذنک بما
 فلما رأت ذلک سخرت رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ فی المصنف یا نوح ان طعن بیک
 صدیقہ رضی اللہ عنہا آخر مال میں کہتی تھیں کہ فانت علیاً وادذت انی کنت نسیاً منسیاً
 جواب اس طعن کا یہ بھی کہ یہ روایت اس لفظ کے ساتھ محنت کو نہیں پہنچی مان اس قدر صحیح ہی کہ بی بی نے
 جب جنگ جمل کو یاد کرتیں اس قدر روایت تھیں کہ اکی سو بار اک ایک سے بھیج جاتی۔ اسلئے کہ فرج میں
 جلدی کی اور تامل نہ کی۔ ادا گئے اس بات کی تحقیق نہ فرمائی کہ چشمہ جواب اس راہ میں واقع ہی یا نہ بیان
 کہ ایسا واقعہ عظیم روایا۔ اور اس سنت کی کتابوں میں یہ لفظ حضرت امیر سے مروی اور صحیح ہی کہ جب ام المؤمنین کے
 لشکر نکلتا ہو اور دھن کے لوگ مارے گئے۔ حضرت امیر نے مقتدروں پر نظر کر کے کمال حرمت سے اپنے رانہ
 مارنے اور فرمانے لگے یا یکتبی میت قبل هذا وکنت نسیاً منسیاً پس اگر جناب صدیقہ سے بھی ایسی
 عبارت ثبوت کو پہنچے اسی قبیل کی ضمانت ہوگی کہ اس قسم کی خانہ جنگی میں ہر دو جانب رو دیتی ہی یہ تو ظہر میں
 کمال انصاف اور رجوع حق اور ایک دوسرے کے مرتون کی معرفت ہی۔ اور یہ کیا بلا ہوگی کہ اس کو مدائن
 میں شمار کرنے میں مطاعن اصحاب کرام کے عموماً۔ پہلا طعن یہ کہ صحابہ دو بار
 مرکب کیرہ ہوئے۔ اول جنگ احد میں فرار کئے۔ دوسرا جنگ خندق میں۔ یہ ہر دو جنگ کھار کے ساتھ تھے
 کافروں کے جنگ سے خصوصاً پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق ہونے کے فرار کا کیرہ ہی جواب احد کے
 دن کافراں ہی کے آگے تمام ہذا غفوی بھی ہوا بعد جب نص فرما کے لقد عفا اللہ عنہم ان اللہ غفور رحیم
 اور منافقوں کا فرار قتال کے آگے تھا اور مومنوں کا فرار قتال اور شکست اور حضرت کی شہادت کی خبر سنا ہے ہر ایک
 بعد ہر جب لشکر کے برادر اور امیر ارے جاوے اور جمیعت میں تباہی آوے پھر فرار نہیں دمنوع نہیں رہتا ہی
 اور جن میں کے روز کا فرار جمیعت میں فرار نہیں تھا۔ بلکہ بے تدبیری اور خالد بن الولید کی سبقت اور کفار کے گریز
 سے فعلت کا سبب تھا کہ چٹل میں چپ و راست پوشیدہ تھے تھے اور گزرنے کی جگہ بھی تنگ تھی۔ اور اسے
 میں غار اور شیبہ و فرار واقع تھا۔ پس غازیوں میں بھی اس جوشی اور شیبہ و فرار ہی مروی۔ اس شان میں بعض
 لوگوں نے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں تھے بلکہ طعنا کہ اس سلسلہ الفتح لینے کے کے فتح کے دن یا اسلام لا
 ہوئے لوگ تھے انہوں نے بھی اس پر امر نہ کیا۔ بلکہ لوٹ آئے یہ جنگ پر آمادہ ہوئے دلیل سے اس آیت کریمہ
 ثم انزل اللہ سیکنتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودہم تروھا اور حضرت نے بھی

اس سبب کسی پر غلبہ نہ کیا کیونکہ ان کا عذر معلوم تھا پس دوسرے کو بھی غلبہ اور ظن کی جاسے نہ ہی۔ اور شیعہ کے پاس توجہ ہلاکت متیقن پر جنگ کفار سے فرار جائز ہی نص علیہ الوالقاسم بن سعد نے الشرائع سوا اس جگہ بھی یہی صورت تھی کیونکہ گزرگاہ نہایت تنگ تھی اور کفاروں نے ہر دو طرف سے جویر چلانے تھے اہل اسلام زخمی ہو رہے تھے ان کا ایک تیر بھی خطا نہیں کرتا تھا تب ناچار پیچھے ہٹ کر کفار میدان میں آدیں مارنا شروع کر دیے۔ کفار پر حملہ کریں۔ جب بعض پیغمبروں کے حق میں کبار کا ارتکاب شیعہ نے اپنی صحیح روایتوں سے ثابت کیا ہو جیسے حضرت آدم و حضرت یونس وغیرہا حالانکہ انبیاء کی عصمت قطعی اور مجمع علیہ ہی اگر صحابہ سے کہ بالا جماع معصوم نہیں تھے ایک گناہ صادر ہو دے اور پھر زلال توبہ و استغفار اور رحمت پر دروگاہ سے وہ دہو یا جا دے کہا عجب اور کونسا عمل طعن ہو گا۔ اور معہذا انکی طاعتوں اور جہاد کی مشقوں کو توڑنے والا نہیں ہوتا ہی اور ان کے حق میں جو بشارتیں کہ قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی نصوص قطعیہ سے آئین ہن نے چشم پوشی کرنی اور ایسے مادیوں کے تجسس میں ترقی ایمان کی شان نہیں ہی۔ اور ایسے شبہات سے اہل سنت کو ازام دینا اس وقت ہو سکیگا کہ ان کے اعتقاد میں خلل انداز ہو۔ جب اہل سنت انبیاء کے سوا کسی کی حق میں عصمت کا اعتقاد نہیں رکھتے ہیں پس ان سے حد درگناہ ہو تو کیا پردا۔ مان اس قدر ہی کہ اہل سنت صحابہ کے جمیع امور کو حقوق صحت اور حضرت کی خدمت اور انکی جانبازی اور اپنے خاندان کا ترک کرنا اور اپنا جان و مال راہ خدا میں فدا کرنا اور دین و شریعت کی ترویج دینی اور جو آیتیں کہ ان کے شان میں نازل اور جو حدیثیں کہ انکی فضیلت میں ناطق ہیں اور ان کے مرتبہ کی بلند ی پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور شیعہ سوا چند عیوب اور گناہ کے نہیں دیکھتے ہیں نوز با اللہ منہا دوسرا طعن یہ کہ ابن عباس سے اہل سنت کے صحاح میں مزی ہی کہ سیجاء برجال من امتی فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول اصحابی اصحابی فیقال انک لا تدزی ما اخذتوا بعدک فاقول کما قال البند الصالح وکنت علیکم شہیداً ما د فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید فیقال انہم لن یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم جواب اس طعن کا یہ ہے کہ یہ حدیث صریح ناطق ہی کہ مراد ان لوگوں سے دے مرتدین ہیں جبکہ موت کفر پر ہو ہی اہل سنت سے کوئی شخص دیسے لوگوں کو صحابی نہیں کہتا ہی اور انکی خوبی اور بزرگی کا معتقد نہیں ہوتا ہی اگر نبی حنیفہ اور نبی تمیم جو جماعت جماعت ان کے حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے اس بلا میں مبتلا ہوئے اور اپنی عاقبت تباہ کر لی نوز با اللہ منہا اہل سنت کا کلام ان صحابہ میں ہی جو دولت ایمان اور نیک عمل کے ساتھ اس جہان سے گزرے لاکھ اختلاف آرا کے سبب آپس میں منافقات اور مشاجرات بھی رو دئے اور ہر دو طرف کے لوگ ایک دوسرے کی تکفیر کی بلکہ ایک

دوسرے کے ایمان پر گواہی دی۔ پس شیعہ ایسے اشخاص کے باب میں کوئی روایت رکھتے ہیں تو ان کو مرتدین کی بڑائی تو فریقین کے نزدیک ثابت تھی۔ ان مرتدوں کے قاتل تو حضرت کے صحابہ ہی تھے کہ ان کو بلاشبہ دین کے جہنم سے بلند کئے اور کامرہ اور قیامہ کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کے انکو خوار و ذلیل کر دیا۔ اور ہزاروں لاکھوں شخص کو حارہ اسلام میں لاکھ قلم قرآن کی اور انکو نازدہ شریعت کے احکام سکھائے اور قطعا یہ بات تو ظاہر ہے کہ ایک شخص کو مسلمان بنانا یا نازدہ سکھانی یا تعلیم قرآن کرنی کس قدر ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد و قتال کرنا دین میں کہاں دیکھتا ہے یا ان باخصیص ان بزرگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے بشارتیں دیں اور قرآن مجید میں ایک وعدہ ہے کہ میں جہاد فرمائے ہیں وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا اور اے مجھ پر فرمائیے میں رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ خَيْرٌ مِنْ جَنَّاتِ الْأَنْحَارِ خَالِدِينَ فِيهَا ابداً اور فرمائیے وَيُشْرِكُوا بِمُشْرِكِينَ بَأَنَّهُمْ مِنَ اللَّهِ فُضْلاً كَبِيراً اور فرمائیے فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَآخَرُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَآوَدُوا فِي سِبْطٍ وَقَاتَلُوا وَقَاتِلُوا الْأَكْثَرِينَ عَنْهُمْ سَبَاطٌ وَلَا تَخْطِبُهُمْ جَنَاتُ خَيْرٍ مِنْ جَنَّاتِ الْأَنْحَارِ اس جگہ یہ دقت ہونا چاہئے کہ دنیا کے جناب میں بے ادب ہو کے دشنام و طعن سے پیش نہ آئے کہ اور حرام ہی کہ سب و طعن کا وجہ یعنی کفر و معاصی ان بزرگوں میں پایا جاتا نہیں بلکہ تعلیم و توفیق اور شامہ تک کے موجبات نہایت وفد کے ساتھ ان میں موجود ہیں۔ جب مومنین کی ایک جماعت ایسی ہو کہ تعلیم و حکم کے اسباب ان میں موجود ہیں اور ان کے گناہوں کی مغفرت اور کفارہ نص قرآنی سے ثابت رہے یقیناً یہ جماعت بھی سب و طعن اور توہین و تحقیر حرام ہونے میں انبیاء کے حکم میں ہوگی نہایت کا ذریعہ کہ انبیاء میں تحقیر کے اسباب توجہ دہین اور اس جماعت میں وہ اسباب موجود ہیں کہ وہ اسباب موجود ہیں جو بعد الوجود ہی اس باب میں مدوم اصل کے مانند ہی اس واسطے تاب کو اسکے گناہ سے یاد کرنا حرام ہی اور صحابہ کے سوا اس عوام امت پر توبہ نہیں رکھتے ہیں کہ ان کے گناہ پر ناکارہ اور مغفرت ہو قطعا وحی سے معلوم ہوا ہوا اور انکی طاقت کی قبولیت اور ان کے اعمال و معاشے آپ سے متعلق ہونا یا تخصیص درجہ یقین کو مینا ہو پس صحابہ کا وفد انبیاء اور امتیوں کے درمیان برونہی سوا اس واسطے مذہب منصور ہی ہے کہ صحابہ کے سوا کسی کو یہ خبر نہ ملے اور متقی ہونے کے وجہ کہ نہیں مینا ہی اس لئے کہ محفوظ رکھا جائے کہ نہایت نفیس ہی قرآن مجید میں اور بھی ارشاد ہوا ایشیرم رجم بوجہ منہ و رضوان لکم فیما نعیم مقیم خالد بن

فیہا ابدا اور بھی ارشاد ہوا لیکن اللہ حبیب الیکم الايمان وزینہ فی قلوبکم وکوة الیکم الکفر
 والفسوق والعصیان اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر صحابہ سے کسی نے فسق و عصیان کا مرتکب ہو ہی تو
 خطا اور غلط فہمی سے ہو ہی فسق و عصیان کی کراہت یاد رکھتے ہوئے اور جانتے ہوئے فسق و عصیان کرنا
 محال ہی کیونکہ شوق اور استحسان عاقول کی اجماع سے افعال اختیار کے اندامین غور ہی کا تقرب ہے
 موضعه فی الحکمة اور بھی ارشاد ہوا اولئک هم المؤمنون حقا کم درجات عند ربکم
 ومغفرة ودرزق کریم پس معلوم ہوا کہ صحابہ کے اعمال ظاہری جیسے نماز و روزہ اور حج و جہاد وغیرہ ہرگز
 نفاق اور کمزوری سے ناشے نہیں تھے بلکہ انکا ایمان تحقیق و یقین کے ساتھ ثابت ہوا تھا اور بھی ارشاد ہوا کہ
 لکن الرسول والذین امنوا معہ جاهدوا باموالکم وانفسکم اولئک هم الخیرات
 واولئک هم الفالحون اور بھی ارشاد ہوا الا یتوی سیکم من اتفق من قبل الفکر وقاتل
 اولئک اعظم درجة من الذین اتفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد الله الحسنی -
 وقوله للفقراء المهاجرین الذین اخرجوا من ديارهم واموالهم یتبعون فضلا من الله
 ورضوانا ونصر ون الله ورسوله اولئک هم الصادقون الی آخر الایة الثانیہ اور وہ
 آئین بھی اس جماعت کے احتمال نفاق کو کمال صراحت کے ساتھ باطل کرتے ہیں وقوله تعالیٰ یوم لا یخزن
 الله النبى والذین امنوا معہ نورهم یسعی بین ایدیہم و بائنا کم یہ آیت دلالت کرتی ہے
 کہ صحابہ کو آخرت میں کچھ عذاب نہ ہوگا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وفات کے بعد انکا نور ضبط اور زایل نہ ہوگا
 والا جو نور ضبط ہوا اور زوال پایا ہو قیامت کے روز کس طرح انکے کام آویگا وقوله تعالیٰ ولا تظن
 الذین یدعون ربکم بالغداة والعشی یریدون وخجہ یہ آیت بھی نفاق کے احتمال کو
 باطل کرتی ہے وقوله تعالیٰ واذ جاء لك الذین یؤمنون بایاتنا فقل سلام علیکم
 کتب ربکم علی نفسہ الرحمة انه من عمل منکم سوء ایجھالہ ثم تاب من بعدہ واصلح
 فانه غفور رحیم یہ آیت بھی صاف قطعی دلالت اس بات پر کرتی ہے کہ صحابہ کے اعمال بغفورین اسیر
 کچھ مواخذہ نہ ہوگا وقوله تعالیٰ ان الله اشتتر من المؤمنین انفسهم واموالهم بان لهم
 الجنة یقاتلون فی سبیل الله فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراة والانجیل
 والفرقان ومن اوفی بعہدہ من الله پس معلوم ہوا کہ انکے حق میں یہ محال ہی کہ انکو مغفرت اور بہشت
 کی بشارت دینے کے بعد پھر دوزخ کے عذاب میں ڈالیں کیونکہ وعدے میں یہ اجازت نہیں والا وعدے کا خلاف
 لازم آویگا وقوله تعالیٰ لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبايعونك تحت الشجرة فعلم

ساقی، قلوب ہم اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے فطری عمل کے ساتھ نہیں مگر ان کے دلوں
 جو ابان اور صدق و اخلاص کے مستقر اور ثابت تھا اور ان کے رگ و پوست میں عزت کیا تھا اللہ تعالیٰ کی
 رضا و خوشنودی ان سب پر مثال تھی۔ اور وہ جو شیروں کے بعض ٹہنا کہتے ہیں کہ رضا ایک کام کے ساتھ
 سورت و احکام الہی کے ساتھ بھی راضی رہنا لازم نہیں آتا ہی یہ قول بھی اس جگہ پیش رفت نہیں ہوتا ہی
 کیونکہ حق تعالیٰ نے رَضِيَ اللَّهُ عَنْ الْمُؤْمِنِينَ فَرِيَانَهُ عَنْ بَيْعَةِ الْمُؤْمِنِينَ اور پھر فَعَلِمَ مَا فِي
 قُلُوبِهِمْ اَسْأَلُكَ سَاحَتَهُمْ فَرِيَانَهُ۔ ظاہری کہ عزائم اور نیت و اخلاص کا محل دل ہی پس رضا صاحب فعل کے
 ساتھ متعلق ہی نہ فعل کے ساتھ اور فعل کا جو منہج اور مشائی رضا ان کے ساتھ علاوہ رکھتی ہی نہ فعل کے صورت
 کے ساتھ۔ بالجمہ حافظ قرآن کو مکن نہیں کہ صحابہ کی بزرگی میں تردد رکھتا ہو اگرچہ حدیث و روایت پر نظر
 کیا ہو۔ کیونکہ اکثر قرآن اسی جماعت کی تفریف و توصیف سے ملتی ہے اور قرآن دیکھ کے پہچنے والے ایک
 آیت سے ایک لفظ کو دیکھتے ہیں اور اس کی سابق و سابق کو یاد رکھ کے خود نہیں کرتے ہیں۔ کہ اس جگہ
 کہا قیود و رافع ہوئے ہیں۔ اور اس لفظ کا ضمیمہ کوئی کسی چیز فہم قرآنی میں ٹھہرے گئی ہی کہ مبطلین کی
 تاویل اور جاہلین کی تحریف کو کچھ دخل نہ تھا۔ واللہ کہ اگر مراد پر بزرگوار سوائے حافظ قرآن کے مجھے کچھ فہم
 کیا ہوتا اس بزرگوار عالم بقدر کے عہدہ منکر سے بن باہر نہ آسکتا۔ روح پدم شاد کہ میگفت باستاندا
 فرزند مرا عشق یا موز دو گر میچ و پیر ہر حفظ قرآن کی نعمت ہی کہ دین کے ہر مشکل میں ہر اسکے ساتھ رجوع لاکے
 اس کو مل کرے ہیں وَالْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ وَمَبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا حِثَّ وَبَنَّا
 وَبَرَّحْنِي وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْاَمَانُ الْاَكْمَلَانِ عَلٰی مَنْ بَلَغَ الْاَلْبَا الْعُرَانَ وَأَوْصَحَهُ بِالْبَيَانِ
 ثُمَّ عَلَى اللَّهِ وَصِيَّةٌ وَاتِّبَاعُهُ وَوَرَاتُهُ مِنَ الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِينَ خُصُوصًا مَشَاجِنًا وَاسَانًا
 فِي الطَّرِيقَةِ وَالشَّرِيعَةِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِينَ وَوَسْطَرُ طَعْنِ ابْرِكُو عَزَّ وَجَلَّ
 امیر اور جناب زہرا پر ظلم کیا تو دوسرے صحابہ اہل امانت علیؑ وغیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دختر و داماد کو ظالموں
 پر ذکر دیا جواب اس طعن کا یہ ہی کہ یہ بات محض افروغ و عریض بیان ہی شیعہ تو ایسے ہی یمنین باز
 کے اپنے مذہب کو قوت دیا کرتے ہیں مساوات نہ بنا۔ اب جانا چاہئے کہ صحابہ سے کوئی شخص حضرت امیر اور
 جناب زہرا کے اہل کا دلی ہوا بلکہ ہمیشہ دلی تعظیم و توقیر اور محبت و نفرت کیا کرتے رہے جب حضرت علیؑ نے
 اسے نفرت طلب کی تو نفرت دیاری اور جان نثاری سے پیش آئے عبد الرحمن بن ابی بکر ہی کہ تہذیبنا
 صَفَيْنَ مَعَ عَلِيٍّ فِي ثَنَانٍ مِائَةٍ حَتَّى بَايَعَتْ حَتَّى الشَّجَرَةِ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ وَقُتِلَ مِنْهُمْ ثَلَاثَةٌ
 وَرِسْتُونَ وَرَجُلَانِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ بَابِئٍ وَخُرَيْجَةُ بْنُ ثَابِتٍ ذُو الشَّهَادَتَيْنِ وَجَمْعٌ كَثِيرٌ مِنْ

المہاجرین و الانصار وقد ذکرہم فی الاستیعاب وغیرہ دیکھئے کہ نبی البلاغت میں حضرت امیر کے خطبے اور اس جناب کے نامے جو معاویہ کے نام سے لکھے تھے موجود ہیں۔ ہاجرین و انصار جو آپ کی رفاقت میں حاضر تھے اس بات کو جناب امیر نے اپنی خلافت کی حقیقت پر دلیل لائے ہیں۔ اگر معاذ اللہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق سے کچھ ان پر ظلم ہوتا کیا امکان ہی کہ وہ ہاجرین و انصار جو جنگ صفین میں رفاقت کی داد دی خاموش رہتے۔ حالانکہ اس وقت حضرت کا زمانہ قریب اور حضرت زہر البغۃ الرسول کی ذات پاک موجود تھی۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو وہ شوکت و قوت حاصل تھا۔ وہی دو فرقوں کے سبب سے تھا۔ بخلاف معاویہ کے کہ لاکھ شخص کے قریب شامیوں اور اس سرزمین کے پہلو افزوں سے اپنے ہجرہ رکھتا تھا اور وہ جہانین و انصار جو حضرت امیر کے ہمراہ تھے انکی کچھ پروا نہ کرتا تھا۔ سو وہ گروہ صحابہ باوصف اپنی قلت کے اس وقت جناب امیر کی رفاقت دینی۔ اور خلیفہ اول کے وقت جو ہاجرین و انصار بھی دفور اور کثرت کے ساتھ حاضر تھے اور نہ ان سے کوئی موافقت نہ شہید ہوا تھا رفاقت نہ کرنی غیر ممکن ہی۔ خصوصاً ظلم و غضب کے مقدمے میں کہ وہ خاندان رسول سے دفع مظالم کا مقام تھا برخلاف مقدمہ معاویہ کے کہ انہوں نے حضرت امیر کے جنگ پر نہیں آئے تھے بلکہ انکی بغاوت کے سبب سے جناب امیر نے ان پر فوج کشی کی تھی۔ غرض باوجود قلت کے معاویہ کے جنگ میں حضرت علی کی رفاقت و نفرت پر کمر باندھنی اور اپنی کثرت کے وقت رفاقت نہ دینی یہ بات ہرگز کسی عاقل کے عقل میں نہیں آتی ہی مگر جبکہ عقل کو شیطان یا اخوان الشیاطین برباد دیکے اسکو دشت ضلالت میں بہکا یا ہوا اللہ کی پناہ یہ حال جمہور صحابہ کا تھا جو نہ کور ہوا۔ اب صدیق اکبر و عمر فاروق کا بھی حال سنا چاہے۔ ابوبکر صدیق تو بیشہ جناب امیر کی فضیلتیں بیان کرتے اور لوگوں کو انکی محبت اور تعظیم و توقیر پر تاکید فرماتے تھے۔ چنانچہ دارقطنی نے شعبی سے روایت کرتا ہی کہ **بَنَّا ابوبکر جالساً اِذَا طَلَعَ عَلٰی فَلَمَّا رَاہُ قَالَ مَنْ سَرَّہُ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی** اعظم الناس منزلاً واقربہم قرابۃ و افضلہم و اکثرہم عناءً من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فلینظر الی ہذا الطالع اور اسطرح عمر بن الخطاب بھی حضرت امیر کی تعظیم و توقیر بجالانے اور اسے مشورہ پر چھنے اور صلاح چھنے میں بہت مبالغہ کرتے تھے چنانچہ وہی دارقطنی سعید بن المسیب سے روایت کرتا ہی عن عمر بن الخطاب **اِنَّہُ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اَعْلَمُوْا اِنَّہُ لَا یَسْتَمِ شَرَفٌ اِلَّا بِوَلَائِہِ عَلٰی بَنِی طَالِبٍ** اور مؤودہ کے معنی میں اور ایک چینیہ یا دو چینیہ کا حمل جو ساقط کرتے ہیں وہ مؤودہ میں داخل ہی یا نہیں جب اس بات میں صحابہ کے درمیان اختلاف رو دیا تب بعضے متورعان صحابہ نے کہا کہ یہ بھی مؤودہ ہی حضرت امیر نے فرمایا کہ **وَاللّٰہُ لَا تَکُوْنُ الْمُوَدَّةُ حَتّٰی تَاْتٰی عَلَیْہَا النَّارُ** السبع قال لہ عمر صدقت اطال للہ بقاءک ابوالقاسم حریری نے درۃ النواصی فی غلط الخواص

میں کہا ہی گا بن عمر اول من ينفق بهذا الدار عاكف عليه عبد الله بن عمر جابہ پور بزرگوار کے خلف
 رشید اور صحابی بالاستقلال بکر عمرہ صحابی سے ہیں ہمیشہ ناسف کرتے کرتے کہ میں نے کیسے حضرت امیر کے ہمراہ
 رکاب ہو کے باغیوں کے جنگ میں شریک ہوا اور آپ کی وفات ملی۔ اور طبرانی نے اسط المعاجم میں روایت
 کی ہے کہ جب عبداللہ بن عمر نے حضرت امام حسین کو جنگی طرف روانہ ہوئی خبر سنی بنایت مضطر ہو کے کلمہ معذرت سے
 دوتے اور تین منزل پر جا کے امام ہمام سے ملے اور کہا میں تریک قتال الحسین الی العراق فاداً
 معہ کتب و طوا میر قتال حذو کتبهم و یغتم قتال کا انتظار الی کتبهم ولا تا قیم قتال
 ابن عمر انی محمد ناک حدیثا ان جبرئیل لانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخرہ بین
 الدینا والاخرۃ فاختر الاخرۃ و انک بضعة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لا یلینما احد منکم فابی ان یرجع واعتقہ ابن عمر فکی واجتہس فی البکاء وقال
 استودعک اللہ من قتل و روی البراز نحوہ یا سناہ حسین جید مطالعن
خواج و نواصب کے جو حضرت علی پر کرتے ہیں جانا چاہتے ہیں کہ حضرت علی کے مخالف
 جو عبد المجید منزل نامری کی کتاب میں آئے ہیں وہ دو قسم ہیں پہلی قسم وہ ہیں کہ نواصب ہی اسکی
 روایت میں مشغول ہیں۔ اہل سنت اور شیعہ جو اس جناب کے محب ہیں ان صاحبوں کا انکار کرتے ہیں سو اس
 قسم کے مطالعن کا اعتبار نہیں ہی کیونکہ یہ انکار ادبیات ہی ان مطالعن سے فریقین پر الزام نہیں عاید ہوتا
 جیسے حضرت عثمان کے قتل میں شرکت اور جناب عائشہ مدینہ کے قتل میں شرکت اور والدہ کی قتل
 کبرۃ منہم لہ عذاب عظیم کا نزول و دوسری قسم وہ ہیں کہ شیعہ اور اہل سنت کے کناہوں میں
 لائق صحیح سے نام ہی اس قسم کے مطالعن البتہ جواب طلب ہیں چنانچہ شیعہ اور اہل سنت ہر دو اسکا جواب دیتے
 ہیں۔ شریف رفقہ نے جو علامہ شیعہ سے ہی کتاب ترمذیہ لا ینبوا ولا ینہ من روایہم حرم نے جو مالک اہل سنت
 سے ہی کتاب الفرج میں خواج کے بہت سے مطالعن کو وضع کیا ہے۔ انہیں مطالعن سے ہی کہ علی رفقہ نے
 عثمان ذوالنورین کے قتل کے بعد اس کے ہتھیار اور مال میں تصرف کیا حالانکہ مسلمانوں کا مال کسی وجہ سے
 حلال نہیں ہوتا ہی اور ہر خند عثمان ذوالنورین کے وارثوں نے طلب کیا ہے علی رفقہ نے نہ کیا۔ اور انکا
 یہ طعن ہی کہ جناب امیر نے آیات الاموال کے حق میں نزاع مختلف اختیار کئے اور ایک چیز پر قرار دیا اول
 انکی محبت بیچ کا قایل تھا پھر عمر فاروق کے زمانے میں جب اس کے بطلان یا حجام ہوا جناب امیر اس اجتماع
 داخل ہوئے پھر انی خلافت میں اسکی محبت بیچ پر فتویٰ دیا اسکی واسطے غامضی شرح نے بالمتاذ جناب امیر سے
 بحث کیا اور کہا انک فی الجماعۃ یحب الیاسین و انک و حدک خلاک کہ اب ہی فرمایا تھا اکابر

عن الصبی حتی يبلغ الم اذ انجز به کہ رونی محمد بن بابویہ الفقی فی الفقہ انہ جاء رجل الی
امیر المومنین واقتر بالسیرۃ اقر ارا یقطع به الید فلم یقطع یدہ پس اقامت حدود میں
کرنی کبیر ہی اذ انجز به کہ جب بخاشی خانی نے ماہ رمضان میں غراب پیا اور اسکو بکڑے آئے تو ایک حد
میں میں تازیانے زیادہ کئے کارواہ محمد بن بابویہ حد الی میں تو زیادہ کرنا جائز نہیں اذ انجز
بہ ہی کہ شریف مرتضیٰ نے کتاب نزیہ الانبیاء والائمة میں لایا یہی کہ انہ علیہ السلام اتی بآل من
محمود البغایا فقال از فغوة حتی یجئی عطا غنی و یاہلہ حالانکہ بغایا کی جو سخت اور چون
حرام ہی اذ انجز به کہ سود کے درجہ میں درجہ اثر رسول کی خلاف میں حکم کیا وہو قولہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا یتبعوا الذرہم بالذرہم اذ انجز به ہی کہ ایسا حکام کیا جو ذی الوکیت پر مشرعی کا ثبت عنہ
ذلك فی خطبہ البیان التي رواها اصبع بن بئانہ من رجال السبعة انا احدث
العهد علی کارواج فی الازل انا المنادی لم الست بکم وکذا قوله انا منشی
الارواج وقوله فی خطبة الافتخار کارواہ رجب بن محمد بن رجب الیہ
الحلی فی کتاب مشارق انوار البقین فی الكشف عن امیر المومنین انا صاحب
الصویر انا مخرج من فی القیود وقوله انا حتی لا یموت انا جاوزت موسی البحر
واعرفت فرعون وجوڈہ انا رصبت الجبال الشاخبات وفجرت العیون البغایا
انا ذلك النور الذی اقتبس موسی منه الھدی اذ انجز به ہی کہ اپنے اقربا کو میں اور علی
و غیر مالکون میں متعرف کیا اور ظہر اندر بر کو کہنے اور بھرے کی امارت دینے پر راضی ہونے حالانکہ وہ
ہر دو تولیت اور امارت کے لئے اتنی اور اولی تھے اذ انجز به کہ حضرت عثمان کے قاتلون پر قصاص قائم کرنے
میں توقف کیا حالانکہ عثمان ذو النورین کو قتل کرنے کا کچھ موجب ثابت نہیں تھا اذ انجز به کہ ابو موسی اسرار
کی امانت کی اور انکا مال غارت کیا اور ایسا گھر علاؤالاہ اور ابو مسعود انصاری کی بھی امانت کی اذ انجز به
بی بی عائشہ کے قصہ ایک من سبیل سے نئے دلیس سے روایت بخاری کے وکان علی مسلما فی شاہنا
حالانکہ اللہ تعالیٰ فرمایا کہ لوکا اذ سمعتموه ظن المومنون والمومنات بانفسهم حیل
وقالوا هذا افک من بین پس خلاف مقتضائے بیان عمل میں لایا۔ اذ انجز به کہ عثمان ذو النورین
کے قتل سے ایک بار بری کی اور جب انکے قاتلین آذرہ خاطر ہوئے فرمایا قتلہ اللہ وانا معہ
بہ تو خلاف ہمدق و اخلاص ہی انتہی میں فاش پر میں نواصب کے مطالعین علم و دیانت میں اس جانب کا
حواصا اجمالی ان مطالعین مذکورہ کا اصول اہل سنت کے قاعدے پر پر ظاہری کیونکہ عثمان ذو النورین

کے مال و ہتھیار میں حضرت امیر کا تصرف کرنا اس قبیل سے ہی کہ بیت المال سے علاقہ رکھتا تھا اور خلافت کے لازم سے تھا کہ جسے خلیفہ ہووے اس میں تصرف کرے جیسے تخت اور چھتری اور ٹائی گھوڑے اور توپ خانے ہمارے زمانے میں لازم شاہی سے ہی۔ جناب امیر نے عثمان ذوالنورین کی خاص ملک میں تصرف کیا۔ اور اس قسم کا مال خلیفہ اول کے فوت کے بعد خلیفہ ثانی کے تصرف میں آتا ہی نہ خلیفہ اول کے وارثوں کی تصرف میں۔ جب عثمان ذوالنورین کے وارثوں نے یہ بات کہیں سمجھی تھی ان چیزوں کی درخواست کی اور بھی اہل سنت حضرت امیر کو مجتہد جانتے ہیں اور اجتہاد میں ایک پہلی بات سے دوسری بات کی طرف رجوع کرنا جائز اور واقع ہی چنانچہ حضرات شیخین اور عثمان ذوالنورین سے بھی بار بار وقوع میں آیا ہی اور وہ اجماع جو حضرت عمر کے زمانے میں اجہات اولاد کو بیچنے پر منعقد ہوا تھا حضرت امیر کے پاس وہ اجماع قطعی کہیں تھا بلکہ آپ کے پاس شاید وہ اجماع ظنی ہو سکیا وسطے اسکی مخالفت کی۔ اجماع ظنی کی مخالفت تو کر سکتے ہیں جیسے اجماع سکوتی اور باقی رہنا اہل اجماع کا اپنے قول پر اسکی حجت ہونے میں اکثر اصولیوں کے پاس شرط ہی جب حضرت امیر بھی ایسی اہل اجماع سے تھے اور اجتہاد آپ کا متغیر ہوا اس صورت میں وہ اجماع حجت نہ تھا۔ اور جد کے حکم میں ابو بکر صدیق اور زید بن ثابت اختلافات رکھتے ہیں۔ اور حضرت عمر کے عہد میں اس باب میں مناظرے ہوئے اور دراز مباحثے رودئے۔ مجتہدین کے اختلاف کی صورت میں اگر ایک مجتہد کو بھی مختلف وقوتوں کے مطابق جو ماب حکم کی ترجیح نظر میں آوے کیا مضائقہ۔ اور جناب امیر نے وہ جو فرمایا من اراد ان یشکر الخ اس سے مراد وہ ہی کہ جد کا مسئلہ مختلف فیہ ہی اور ہر طرف سے ترجیح کے لئے بہت سے وجوہات قائم ہیں اور اس باب میں کوئی نص وارد نہ ہوئی۔ پس جسے باوجود ان تمام باتوں کے قول جازم پر آوے وہ شخص بے باک اور بے احتیاط ہی یہی شان ہی احتیاط والے علمائے راسخین کی کہ مختلف فیہ اجتہادیات میں ایک طرف جزم کہیں کرنے میں جو کہ جزم کر گیا قابل عذاب ہی۔ اور تو ملی اور زندیقوں کو جلا دینا بھی اجتہاد سے تھا۔ جب اپنے خبر صحیح سنی امیر نادم ہوئے۔ جمیع اخبار کا استیعاب تو اجتہاد میں شرط نہیں ہی اس دلیل سے کہ ابو بکر صدیق کو جدہ کی میراث معلوم نہیں تھی۔ جب بغیر بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ نے اسکی خبر دی انہوں نے قبول کیا حالانکہ ابو بکر صدیق نواصب اور خوارج کے اجماع سے مجتہد تھے۔ اور شارب خمر جب حد مارنے سے مرگیا جناب امیر نے جو اسکی دیت ادا کی یہ بات بھی احتیاط کے لئے تھی نہ اپنے اجتہاد میں شک کے سبب اور عمل بالاحتیاط کرنا کمال درع و تقویٰ ہی جو حضرت امیر کی اور انکے امثال کی شان ہی۔ اور ولید بن عقبہ کے حد میں چالیس تازیانے پر اسلئے اکتفا فرمایا کہ اسکی حد کی گواہی میں شبہ واقع ہوا تھا کیونکہ ایک شاہد نے اسکے شراب پینے پر اور دوسرے شاہد نے اسکے نہ کرنے پر گواہی دی تھی۔ ہر چند خود حضرت عثمان نے اس شیبہ کو اجراء حد میں معتبر نہ لکھا اور فرمایا۔

ماقتلاًھا الا وقد شرعاً یعنی وہ قتل کیا بلکہ اسکو پایا۔ لاکھ حضرت امیر نے احتیاط کے لئے اقل حد تک
فرمایا ماذائد کہ حضرت امیر عداوت کرنے میں عثمان و النورین کے قربت کی پاسداری کی ہو حالانکہ عثمان و النورین
کو کمال تاکید کے ساتھ دہری عداوت سے پرہیز کیا چاہے کتب میر و قریب جو ذواصب اداہل سنت کے درمیان محفل
علیہا ہیں اس بر دلال رکھتے ہیں۔ اور قصاص کا معاف کر دینا حضرت امیر سے نہیں بلکہ مقتول کے والدین کی
حضرت امیر کی مشورت سے معاف کیا۔ کیونکہ یہ قصہ معزکنا دون میں اسطرح ردی ہی کہ ایک شخص نے دہری
شخص کے ساتھ جو عداوت رکھتا تھا اسنے ایک ایک دیرانے میں مار کر فرار ہوا جب مقتول کے والد اسکی تلاش
میں نکلے۔ اور اس دیرانے کے پاس بیٹھے اسکے قریب ایک دیرانہ تھا اس دیرانے میں ایک دوسرے
شخص نے ایک خون بھری چاقو اپنے ہاتھ میں لیا ہوا پیشاب کر رہا تھا سو اس شخص کو پکڑ کے لئے آئے اور اسکے
پکڑے بھی خون سے رنگین تھے۔ غرض جب وہ شخص حضرت امیر کے حضور میں پہنچا افراد کے سوا چارہ نہ دیکھا کہ اسکا
میں مادر ہوں جو کہ حکم شرع ہوا سکا فہم ہوں کیونکہ لوٹ مرجع اور شاہد صحیح رکھنا ہوں۔ اور مجھے مقتول کی قتل کی
جگہ سے اس حالت کے ساتھ پکڑ لائے ہیں اس شام میں اس مقتول کا قاتل اس قصے سے واقف ہونے کے وقت آیا
اور حضرت امیر کے حضور میں ملے کہ درمیان افراد کیا کہ با امیر المؤمنین اس شخص کا قاتل میں ہوں۔ اور یہ شخص پہ گناہ
معیت گرفتار ہوا تھا اس میرے پر جہادی کیجئے اور اس بیگناہ کو چھوڑ دیجئے۔ تب حضرت امیر نے اس پہ شخص سے
پوچھا کہ تیرا قصہ کیا ہے اور تو کسے قتل کا افراد کیا اسے عرض کی با امیر المؤمنین میں اصلاً یہ ماجرا نہیں جانتا تھا بلکہ
اپنے گھر ایک بکرا فوج کیا تھا سو اسکے خون سے میرے کپڑے رنگین ہوئے تھے اور خون بھری چاقو میرے ہاتھ
میں تھی اس سے بکرے کو پاک کر رہا تھا ایسے میں بلیک مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی اپنی قضاے حاجت
کے لئے اس دیرانے میں آباد دیکھا گیا ہوں کہ ایک شخص قتل ہونے کے تڑپائی میں نے اندیشہ کر کے اس دیرانے سے
نکلا اور دوسرا دیرانہ جو اسکے قریب تھا اس میں جا کے پیشاب کیا اور چاہتا تھا کہ اپنی گھر جاؤں اور اس
بکرے کو پاک کرنے میں مشغول ہوں ایسے میں ناگاہ اس مقتول کے وارثین آ پہنچے اور مجھے پکڑ کے یہاں لائے
جب میں نے دیکھا کہ قتل کی سب علامتیں میرے میں موجود ہیں سو اسے افراد کے چارہ نہ دیکھا۔ حضرت امیر نے
حد اہل بیلا سے اور اس قاتل نے چواڑہ کیا امیر نورین و تحسین کی کہ ہر چند تو نے ایک شخص کو قتل کیا لاکھ دہری
کو جان بخشی کی اگر تو جلد نہ آتا اور افراد کو اسے گناہ معیت ماما جانا تو اس بات کے سزا داری کہ قصاص میرے
معاف ہو دے۔ اس مقتول کے والدین نے جب حضرت امیر کا یہ کلام سنا اسکے خون سے بدگذر کر کے قصاص
معاف کیا پس اس قصے میں ہرگز ظمن کی جگہ نہیں۔ اور بطاب کی کثیر کو جو رحم کیا اسکے جواز میں کلام نہیں کہ اسکے
آزاد کرنے کے بعد ہو گا یا وہ کثیر رہے نہ پر حضرت امیر کو اطلاع ہوگی۔ اور نہ میں ثابت آپ کے ساتھ حاضر ہوں

اور ایک مسئلے میں آپکو الزام دینا حضرت امیر کی حقارت کا موجب نہیں کیونکہ حق بات کا تابع ہونا ایسے ہی
 اولیاء کی شان ہی خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب سے بھی منقول ہے کہ انہوں نے ایک عورت کے کہنے پر قائل ہو کے فرمایا کُل
 النَّاسَ أَفْقَعُ مِنْ عُمْرٍ حَتَّى الْمَخْدِرَاتِ فِي الْحِجَالِ اور حکیم کا انقضائے وقت لازم آتا ہے کہ ہر دو حکم فکر و
 نال سے ایک چیز قرار دے ہوئے اور انقضائے وقت کے ہوتے جب ایک حکم جو مواد یہ کے طرف سے تھا دوسرے حکم کو
 مکرو فریب سے پھسلا دیا اور فکر و نال کی فرصت بھی مذی حکم پر ہی متحقق ہوتی تا اسکا انقضائے لازم آوے۔ اور چور
 کے انگلیان کا تثنی جلاد کی خطا تھی نہ حضرت امیر کے فرمودے سے تا اسکا جہل لازم آوے۔ اور بعض ترکوں کی
 گواہی بعض پر ان باتوں میں جو ترکوں کے فیما بین جاری ہوتے ہیں جائز ہے اب بھی امام مالک کے پاس مقبول
 ہے اور آیہ و استتہدوا و مخصوص ہے ترکوں کے امور کے سوا کیونکہ ترکوں کی کھیل بازی میں بالغ مردوں کا
 حضور متغیر ہے جیسے بعض کفار کی گواہی بعض پر مقبول ہے پس جاے طعن کی نہ ہی لائنہ مذہب بعض
 المجتہدین اور حشمت اور کی ادبی دیت یعنی فقہائے کمال دقت اور باریکی کا سبب ہے کیونکہ امور کی آنکھ
 ایک فرد میں منحصر ہے پس حکم دو آنکھ کا رکھتی ہے پس صاحب قصاص نے کہ اسکی ایک آنکھ کو کہ اس کے حق میں دو آنکھ
 کا حکم رکھتی تھی کہ کیا سو گویا اپنے حق سے زیادہ ایک آنکھ کو کہ کیا اسے اس پر دیت لازم آئی لکن بعض قرآنی کے مطابق
 کہ العین بالعين وار دہی اسکا قصاص لینا روا ہوا پس اس حکم علی بن الحقیقہ و الشہرہ پر دو متحقق ہوئے اگرچہ عین
 سے کیے کا مذہب نہیں لکن اسکی نظر شرعی قواعد سے ثابت ہو سکتی ہے جیسے لینا بنت لبون کا بنت مخاض کی جا پر
 صدقے میں اور پھر دینا زیادہ قیمت کا۔ بالجمہ اجتہاد کو جاے طعن چھہر ناما بری نادانی ہے۔ اور نابالغ لڑکے
 پر حد سرقہ جاری کرنی صحت کو پہنچنے کی صورت میں یہ بات سیاست اور انکے آبا کی تادیب سے مرفوع نہیں
 اس حدیث صحیح کی دلیل سے اضر لوہم علیہا و ہم ابناء عیش سنین اور ابن بابویہ کی روایت حد
 سرقہ کے باب میں زیادہ کرنا میں نازیانے کا اس شخص پر جو رمضان میں شراب پیتا تھا مقبول نہیں تا جواب
 کی محتاج ہو اگرچہ دوسری بات کی توجیہ ہو سکتی ہے کہ یہ زیادتی سیاست کے لئے تھی نہ زیادتی حد مقرر پر
 اور فقہور بغا یا کی روایت اصلا اہل سنت کے کتب میں موجود نہیں پس اس روایت کی تکذیب ہی اسکا جواب
 ہے بلکہ اہل سنت کے پاس اس روایت کا خلاف صحت کو پہنچا ہے روئے ابو سلمہ موسیٰ بن اسمعیل
 عن ابی عوانہ عن مغیرہ عن ثابت بن ہریرہ قال حمل الحجار ما لامن المداہن من
 عند عمہ الی علی بن ابی طالب فاخرج کيسافيه خمسة عشر درهما فقال هذا من
 اجور المومنان فقال علی و یلک مالی و للمومنان ثم قام الحجار و علیہ مقطعة حمراء
 فلما سلم قال علی مالہ قاتلہ اللہ لو شق عن قلبہ لان لوجہ ملان

اللائب والعرضے ہلکذا فی الاستیعاب فی ذکر المختار من معلوم ہوا کہ شہید کو خود روایت پہنچی
 ہی وہ خمار کا بہانہ دافتر ہی کہ اس مال کے لینے اور اپنے دفع مکتب کے لئے باندھے اپنے حاضر لشکر میں کہ
 او بتاجون کو نشان دیا اور رفتہ رفتہ منتشر ہو گیا۔ اور سوڈ کے درہم میں کراش اس پر غالب رہے اسکے غفلت
 رواج کے بعد کہ انھوں نے جسے کا حکم زایل ہو جائی۔ اب بھی شافعیہ کے پاس قاض جانیہی حرام نہیں شاید حضرت
 امیر نے جو تجویز فرمائی اسی باب کے ہو گا۔ اور درہم سے مراد مرث بنوی میں روپے کے فاصل درہم میں
 یا درہم راجح بن جو شہیت رکھتی ہوں۔ اور خطبہ الیاس و خطبہ الافتخار اصلا اہل سنت کے کتابوں میں نہیں
 بلکہ اسکے موضوع ہونے پر انہوں نے حکم کیا ہی۔ اور اسکے ماویاں بھی امامیہ سے کا زمین ہیں۔ بہتان و افتر
 کو محل طعن نہیں رہا نہایت معافیت ہی۔ بالفرض اگر صحیح ہو پس یہ کام جذبات حسانہ اور سکر حال سے ناشی ہی
 کہ اولیاء اللہ کو رو دیتا ہی اور حقیقۃً المتعاقب کی زبانی سے منکر کرتے ہیں اور شرع میں بھی یہ سکر حال اور غلبہ
 واردات غرور تھا یا گیا ہی۔ اور حدیث تو یہ میں واقع ہی کہ ائمتہ عیدی و انار بلکہ اخطا میں
 سندۃ الفرج اور بھی یہ منکر کو بحکایت ہی زبان حال کی مثل قولہم قالت الکراض
 للوئد الشفتی قالت لا کسالتی واسأل ابن یحییٰ و مثله فی الحدیث هل
 تدرکون ماذا قال ربکم انی بلسان الاشارۃ والا فالاطلاع علی العبارة للامۃ
 غیر ممکن حتی یستفہم عنہ آدابارت و ترواری اپنے افر باکو دینی جو اطاعت واجب کرین نہیں
 ان لوگوں سے جو اطاعت نہ کریں چنانچہ عثمان ذوالنورین نے بھی علی بن لائی ہی۔ اور جناب ذوالنورین
 کا فیصا لینے میں توقف کرنا قائل متعین نہیں ہو سکا سبب ہی اور قائل کی تفتیش خلیفہ کے دست پر نہیں بلکہ
 مقتول کے وارثوں کے دست پر ہی۔ اور ابو موسیٰ اشعری کی امانت جو مالک اشتر اور اسکے غلاموں کے ہاتھ
 سے ہوئی اور جناب امیر کے بلا حکم جو انہوں نے کوتنے میں اسکا گھر ملا دیا حضرت امیر کو ان باتوں کی اطلاع
 نہیں تھی چنانچہ تاریخ طبری میں ثابت ہی۔ اور ابو مسعود انصاری کی امانت کا وجہ یہ تھا کہ اُس نے باغیوں
 کی طرف داری کرنا تھا۔ اور تسلیم شان عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی انکی بات نازل ہونیکے آگے تھی کہ اس میں
 کچھ خدو نہیں لان الخ یحتمل الصدق والکذب اور قتله اللہ وانامعہ کی عبارت قرآن
 کی قبیل سے تھی کہ ضرورت کے لئے علی بن لائی جیسے ہذا حتی حضرت سارہ کے حق میں حضرت ابراہیم
 سے مرزد ہوئی۔ اور وہ ضرورت قاتلان عثمان سے بلوا ہونے اور لشکر میں فتنہ و فساد برپا کر دینے کا خوف
 تھا۔ بلکہ خوف اس بات کا بھی تھا کہ حضرت امیر کو بھی قتل کر دیں۔ بالحد شیطان نے یہ ہر دو فرغے لینے تو
 اور شیخ کی راہ ماری ہی اور دوستانہ خدا کے عیب جوئی میں ڈالائی۔ اس میں اس کی بھی آرزو ہی اپنا

کلام انکے ہاتھ سے گزرا تاہی کہ اگر خدا خواہد کہ پردہ کس ورد و میلش اندر طلعہ پاگان برد و وعلیاذ باللہ
تشریف فرما حضرت علی کا کوفہ کی طرف نقل ہی کہ جب امیر المومنین مرقی علی کرم
 اللہ: جبہ نے بی بی عائشہ صدیقہ کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور بصرے کے ضبط و نسق سے فارغ ہوئے۔ عبد اللہ
 ابن عباس کو اس ملک کی حکومت پر مسلط کر کے آپ کوفہ کی طرف روانہ فرما دیے اور اسکو اپنا پاسے تخت چھڑا
 اور انکے ہی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بعض بنی امیہ حضرت عثمان کا خون آلود پیرہن۔ اور انکے
 بی بی کے کتے ہوئے انگلیان لیکے شام کی طرف معاویہ کے پاس گئے۔ معاویہ نے یہ بات سوچھی تھی کہ امیر المومنین علی
 مرقی کے ساتھ کسی وجہ سے اسکو ملاپ ہنویگا مخالفت پر کمر باندھ ہی شہرین منادی کر دے گا کہ تمام خاص و عام کو جمع
 دمشق میں جمع کر دیا۔ اور وہ خون آلود پیرہن اور کتے ہوئے انگلیان سب لوگوں کو بتلا کے حضرت عثمان کے
 تحریص قتل کی نسبت حضرت علی کی طرف کر کے خلق کو قصاص طلبی کی ترغیب دی۔ آخر ہم اس درجے کو پہنچا کہ شام
 کے سپاہیوں نے سوگند کھائی کہ ہم خشک پانی نہ پیئیں اور فرش نرم نہ سوئیں جب تک عثمان ذوالنورین کے خون کا
 بدلہ نہ لینے۔ پھر معاویہ نے عمرو بن العاص کو فلسطین سے ہوا کے اس سے ساخت کیا عمرو بن عاص کے ہی آنے سے
 معاویہ کے مزید اعتبار اور قوت کا سبب ہوا۔ ایسے میں جزیرہ عرب کے لوگ کہ وہ چند شہرین مشہورین معاویہ سے
 بیعت کر کے اسکے خارج گزار ہوئے۔ جب حضرت علی کی خدمت میں یہ خبر پہنچی مالک اشتر کے ساتھ ایک فوج
 دیکر روانہ فرمایا صھاک بن قیس جو معاویہ کی طرف سے جزیرہ عرب کا حاکم تھا مالک اشتر ایک خبر سننے ہی رتہ و لوتنگ
 مدد جا ہی انہوں نے ایک فوج سے تائید کی اسکو اپنے لشکر کے ساتھ ملحق کیا جب مالک اشتر نے بحران کے قریب
 پہنچا۔ صھاک نے وہ برا لشکر مراہ لیکے حصار سے باہر آیا۔ جب ہر دو فریق ملے جنگ شروع ہوا صبح سے شام
 تک تر و در چلی آخر صھاک ہزیمت کھا کے قلعے میں جا کے پناہ لی۔ پھر مالک کا لشکر اسکو محاصرہ کیا۔ یہ خبر جب معاویہ
 کو پہنچی عبدالرحمن بن خالد کے ساتھ ایک برا لشکر دیکر روانہ کیا۔ جب یہ خبر مالک اشتر کو پہنچی حصار سے نکل کے
 تھوڑی مسافت ملحق کی جب ہر دو فریق ملے تباہی جنگ ہوا مالک اشتر کو فتح ہوئی اور عبدالرحمن فرار کیا۔ پھر مالک
 اشتر نے غسان غزیمت رتہ کی طرف معطوف کی وہاں کے لوگوں نے جو قلعے میں پناہ لی تھی ان پر محاصرہ کیا۔
 معاویہ کو جب یہ خبر ہوئی ابن بن حریم الاسدی کے ساتھ بہت سے سپاہ دیکے صھاک کی مدد پر روانہ کیا۔
 تب صھاک اور امین ہر دو متفق ہو کے اطراف و نواحی کے بہت سے لوگوں کو جمع کر کے مالک اشتر پر گئے برا
 جنگ ہوا آخر مالک اشتر بھی فتح و نصرت نصیب ہوئی اور مخالفون نے ہزیمت کھا کے صف میدان سے بھاگے اور
 شام کی راہ لیکے معاویہ سے جا ملے۔ مالک اشتر نے جزیرہ عرب کو اپنے تصرف میں لاکے فتح نامے میں سب
 ماجرا ظاہر کر کے حضرت علی کی خدمت میں روانہ کیا۔ جب جناب ولایت مآب کو معلوم ہوا کہ معاویہ کمال مخالفت

خلافت حضرت علیؑ ۳۹۰ھ تا ۴۰ھ نامہ روانہ حضرت علیؑ کا معاویہ کی طرف

وہ حادثہ برکراہی ہوئی۔ سب ارکان دولت و ایمان ہجرت کو حاضر ہوئے تاکہ حکم کیا جاسکے۔ سب فرما کر
فرمانے لگے معاویہ نے باطل میرے سے مخالفت اور دشمنیت کی بنا پر لی ہوئی عثمانؓ ذوالنورین کی تحریریں قتل
کی نسبت میرے طرف کر کے شام کے لوگوں کو میرے سے برگمان کیا ہوئی اور حق اللہ و علیؑ کو میری اطاعت سے
بھرنے میں کوشش کر رہی اور اسی پر کفایت کیا بلکہ اب سنتے ہیں تمہاری کھجکی اسباب اور ایک لشکر عظیم جمع
کرنے میں مصروف ہوئی تمہارے ساتھ اس کے مقابلہ کرنے۔ اسلئے میں جیہاں کر ایک مکتوب نصیحت آمیز اس کے نام
پسے لکھوں اور طریق جواب اور ماہ جن کی طرف ایک دعوت کروں سب اکابر و عوام جو حاضر تھے اس واسطے
کو بیت ہند کیا نامہ روانہ فرمانا حضرت علیؑ کا معاویہ کی طرف بسم اللہ الرحمن الرحیم
یہ مکتوب طرف سے عبداللہ امیر المومنین علیؑ کی طرف معاویہ بن ابی سفیان کے۔ ابجد بانا چاہئے کہ جس میں
طبقات ہاجرین و انصار نے میرے نام پر بیعت کی اسی معاویہ اگرچہ تو غایب تھا لاکن میری اطاعت بخیر
لازم ہوئی کیونکہ جو جماعت ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمانؓ ذوالنورین رضی اللہ عنہم سے بیعت کی اور
انکی خلافت ہفتا فی رہی۔ وہی جماعت میری امامت پر بھی راضی ہوئی اور اپنی طوع و رغبت سے میری اطاعت
آپ سے لازم کر لی ہوئی جب حصار ہاجر و انصار تھے اسلئے کہ کوئی خلاف نکلیا جائے کہ کو خلاف اور اعتراض نہیں
پہنچائی جسے میری بیعت مکی وہ حق پر نہیں پس مافی الغیر سے اعلام کیا جائے والسلام۔ یہ نامہ جلیح بن
خریمہ انصاری کے ہاتھ دیکر روانہ فرمایا اسنے جب قطع منازل کر کے دمشق پہنچا اور وہ نامہ معاویہ کو پہنچا یا۔
معاویہ نے اسکا جواب لکھ کے مین کے ہاتھوں سے ایک شخص جو دشمن نہیں سیکونت کی مرضی دیکر روانہ کیا
افسوس ہے کہ اس میں خلفائے ثلاثہ کی تعریف و توصیف کے بعد انکی بیعت میں تاخیر کرنی اور ان پر حسد پھانپنا
خصوصاً خلیفہ ثالث سے زیادہ حسد کرنے اور انکے قتل نہیں سامی جنور کی نسبت حضرت رضی اللہ عنہ کے جناب
پاک کے طرف کی مرضی۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ اس بات کی دلیل یہی ہے کہ خلیفہ ثالث کے قاتل تمہارے ساتھ
ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ انکو میرے پاس بھیج دیجئے تا انکی مرزائے باجی انکو پہنچاؤں والا تمہارے ہمارے
درمیان شمشیر چلنے کے سوا سے گزیر نہیں عثمانؓ ذوالنورین کے قانون کو میں بھر و بار سہل و جہل میں دہرند و تھکا
جیت تک ان سب کو قتل نہ کروں یا اب مارا جائیڈن امام پاؤنگا والسلام۔ جب معاویہ کا قصہ یہ نامہ ملے کلا
اور قطع منازل کر کے کوہنے میں آیا۔ اور حضرت علیؑ کی شرف عازمت سے مشرف ہوئے وہ نامہ پہنچا یا۔ اور
انکی زبان فیض تر جان سے چند کلمات حقانی سے بجاں دل ایسا محقق ہوا۔ اور بنے اختیار کہنے لگا کہ
یا امیر المومنین مسند خلافت و سریر حکومت آپ کے سوا سے دوسرے کو مرزا دارین بن منافق ظاہری و باطنی
میں کیونکہ میں آپکا شریک نہیں دیکھتا ہوں لاکن میں سمجھتا ہوں کہ عثمانؓ ذوالنورین شیخ جفا سے مارے گئے

معاویہ نے جو انکی مخالفت پر کمر باندھ ہی اب اسکو یہی حیلہ ملا ہی اور اسی بات کو دہرایا کہ عثمان ذوالنورین کے قاتل آپکے لشکر میں داخل ہیں۔ پس اگر حضور عالی کی رائے میں آوے تو ان قاتلون کو اسکے حوالے کر دین تافتنے کی بخاریتھہ جاوے اور مازعت کا سلسلہ ٹوٹ جاوے۔ جناب امیر نے نہایت سنے اسکو جواب دیا کہ میں جنگو عاقل اور فہیم دیکھتا ہوں پھر عجب ہی جو تو ایسا کہتا ہی۔ اب سوچئے کہ معاویہ کون ہی کہ اسکے دعوے کے موافق عثمان ذوالنورین کے قتل کا گان جن لوگوں کے ساتھ ہی انکو اسکے تحویل کر دیں تا وہ انکے باب میں حکم کرے۔ بلکہ معاویہ پر واجب ہی کہ حسب سب جہا جہ انصار میری بیعت اور اطاعت میں آئے وہ بھی انکی موافقت کرے اسکے بعد عثمان ذوالنورین کی اولاد کو جمع کر کے قصاص طلبی کے واسطے آوے اور انکو جن لوگوں پر گان ہی دعو اکریں۔ تب خلیفہ کو لازم ہی کہ دریافت کر کے شرع شریف کے موافق انکے درمیان حکم کرے۔ پھر چند روز کے بعد حضرت علیؑ نے معاویہ کا جواب رقم فرمایا اسکا خلاصہ مفہون یہی تھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ای معاویہ تو نے خلفائے کرام و اصحاب عظام کے محاسن اعمال و مکام اخلاق جو لکھے تھے اس میں کیکو کچھ شک و شبہ نہیں اب جانئے کہ میں بھی امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور سب اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کو اپنی رحمت بیعایت سے ایک خط وافر اور نصیب کا ر عطا فرماوے گا۔ کیونکہ اول اس جناب کی جہنوں نے تصدیق رسالت کی ہم ہیں۔ اور ابتدا سے بخت میں جب کافرون نے حضرت کی قتل کا قصد کیا ہم نے بھی اپنی نقدیات سے ہاتھ اٹھایا اور انباب میں محض اللہ تعالیٰ کا رضا چاہی ہی۔ اور جن دنوں سب قریش متفق ہوئے باہم عہد کیا اور حضرت کی دشمنی میں ایک عہد نامہ لکھ کے کہے پر لگایا۔ تب آپ نے مکہ معظمہ سے مکہ کے تین سال تک عار میں تشریف رکھی ہم بھی ہمراہ رکاب ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس تنگی سے خلاصی بخشی ہم دیسا ہی آستان نبوت کے ملازم رہے۔ پھر جب ہجرت کا حکم آیا ہم بھی گھر بار اور وطن چھوڑ کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جب جہاد کا حکم آیا ہم اس جناب مضطرب کے ہمراہ رکاب ہوئے کافرون کے ساتھ جنگ و قتال میں کمر باندھی اور جان و تن نثار کیا چنانچہ میرا ابن العم عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب بدر کے روز کفار کی زخم شمشیر سے اس دار فانی سے سد ہارا۔ اور میرے چچا حمزہ جنگ احد میں اور میرے برادر جعفر طیار جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ اور میں بھی ہمیشہ معارک و مشاہد میں حضرت کی رکاب فیض انتاب کے ساتھ رہا اور جہاد کفار میں نہایت سعی کی اور اجتہاد دجا اور تیری آرزو رکھتا تھا کہ درجہ شہادت میرے نصیب ہو کاش میں کسی جنگ میں شہادت پاتا مجھے شخص کے ساتھ راہبلا و مکاتبات کا باز اٹھانے سے جھوٹ جاتا۔ اور یہہ رنج و اذیت جو تجھے مجھ کو پہنچی ہی اس سے خلاصی پاتا۔ اور خلفائے کرام کی حسد کی نسبت تو نے جو میرے طرف کی ہی حاشا و کلاہر گز وہ بات

بنین بلکہ حد میرے سے بیعت وہی ہے۔ اور علیؑ اول کی بیعت میں میرے سے جو ناخیر ہوئی اسکا عذر میرے تو
 سب پر روشن ہے۔ پھر جناب امیر نے اسکے جواب میں وہی تقریر دہلیز تحریر کی جو حدین اکبر سے بیعت کر لیکے
 وقت جمہور ہاجرین و انصار کے حضور بن کی تھی۔ اور سب صحابہ تسلیم کر لیکے مذرت سے پیش آئے تھے۔
 چنانچہ وہ بیان مفصل آگے گزاری ہے۔ اور یہ بھی رقم فرمایا کہ اسی معاویہ وہی بیعت کی تاخیر کے ایام میں تیرا پدر
 ابوسفیان اور میرا عم کرم عباس بن عبدالمطلب نے ہر چند ہاکہ میرے ہاتھ پر بیعت کر بن لاکن میں قبول نہ کیا نا
 امت میں فتنہ نہ چڑھے۔ یہ عجب معاملہ ہے کہ اگر میں خلافت چاہوں کہتے ہیں کہ یہ ریاست کا خزانہ ہے۔ اور اگر
 اس سے اجتناب کروں اور گوشہ خفایت میں بیٹھوں کہتے ہیں کہ یہ موت سے ترسان ہے۔ واللہ ہر دو طالب
 موت سے ترساں بنیں بلکہ موت کا آرزو مند اور فحاشے حق کا ہنایت شائق ہے۔ اور تو نے وہ جو لکھا تھا
 کہ عثمان بن عفان کے قتل کی تحریر میں بن نے کی ہے یہ تو کذب میرج اور وسیع بنے فروغ ہے بلکہ عامر سے کہ ہا
 میں میں نے اپنے ہر دو فرزند اور چند حسنین کو عثمان بن عفان کی حفاظت و احانت کے لئے بھیجا تھا اور انہوں نے
 نگہبانی میں کچھ قصور کیا لاکن جو نسبت ابھی میں معاویہ کی ظہور میں آیا۔ لاکن مای معاویہ تو نے عثمان و الزورین کو
 چھوڑ کے شام بھاگیا تا حکومت کرے اور اب انکا قصاص چاہا ہے اور اس قصاص طلبی کو حصول ملکیت کا وسیلہ
 تعبیر پایا ہے اگر تو یہ بات چہا ہے اول میرے سے بیعت کیجئے پھر عثمان مظلوم کی اولاد کی طرف سے قصاص کا دعو
 لے آئے تب شریعت عرا کے موافق حکم کیا جائیگا والسلام۔ اور یہ نامہ طرح بن مدی بن حاتم طائی کے ہاتھ
 دیکے روانہ کیا۔ طرح سے معاویہ کی مجلس میں عجب تقریر ظہور میں آئی اندیشہ طلالت سے یہاں نہیں لایا۔
 نقل ہے کہ جریر بن عبد اللہ بھی حضرت عثمان کی طرف سے ہمدان کی حکومت اور اشعث بن قیس گندی آندہا
 کی امارت رکھتے تھے جناب ولایت ماب نے ان ہر دو کو اپنی بیعت و اطاعت کی طرف دعوت کی سو دے
 ہر دو جنگ جمل کے بعد کوفے کی طرف آئے۔ اور جناب امیر کی خدمت سے مشرف ہو کے بیعت کی ایسے
 میں جب طرح نے شام سے لوٹ آیا اور صوٹ حال ظاہر کی۔ جناب امیر نے اپنے خواص اور مقربوں سے
 فرمانے لگے کہ معاویہ اگرچہ ہماری رقبہ بیعت میں آئے سے اساد کیا ہے لاکن میری خاطر میں یہ بات اتنی
 ہی۔ کہ حضرت کے اکابر میری بارے اگر کسی کو دالت دیکے بھیجوں اور وہ معاویہ سے ملے بحث کرے اور جب
 قایم کر کے اسکو الزام دیوے شاید کہ وہ راہ پر آوے۔ یہ بات کہنے پر جریر بن عبد اللہ کہنے لگے
 یا امیر المؤمنین یہ میرا کام ہے کیونکہ میرے اقربا اور بنی اہل شام میں بہت براہین معاویہ میری معاویہ
 سجادہ کر لیکے تب جناب امیر نے اپنی کوروا نہ فرمایا۔ جب جریر بن عبد اللہ قطع منازل کر کے داخل
 شام ہوئے معاویہ نے انکو کمال عزت و احترام سے ایک قصر اعظم من امارا جب جریر ریح سفر سے

خلافت حضرت علیؑ ۳۹۳ خطوط روانہ کرنا معاویہ کا اہل مدینہ کی طرف

آرام پائے۔ معاویہ کی مجلس میں جا کے ایسے کلمات شتمہ زبان پر لائے اور تقریر دل بستہ سے جناب امیر کی جہت کی طرف دعوت کی کہ معاویہ کو سوائے تسلیم کے چارہ نہ آ آخر انہوں نے اباب میں چند روز کی جہلت طلب کی۔ اسکا غرض اس جہلت سے یہی محتاط معلوم کرے کہ شام کے اکابر و اشراف کا کیا حال ہی اپنے تابع ہیں یا نہ اور اسکے لگے شرجیل بن شمس کو اطراف و اکناف میں روانہ کیا تھا تا لوگوں کو حضرت عثمان کی قصاص طلبی پر اغوا دے جب اسکو اطمان حاصل ہوا کہ سب اہل شام اباب میں اپنے ساتھ متفق ہیں کوئی مخالف نہ ہو گیا۔ جریر سے صاف کہہ دیا کہ اب کوئے کی طرف جا کے علی ابن ابیطالب کو سادیکھے کہ اہل شام تمہاری اطاعت میں نہ آئینگے بلکہ قصاص طلبی پر اتفاق کر کے جنگی اباب اور لشکر جمع کرنے میں مشغول ہیں پس تم بھی جنگ پر آمادہ ہو جا یا جائے۔ پس جریر نے شام سے نکل کے کوئے آئے اور سب برگزشتہ امیر المومنین کی خدمت میں ظاہر کیا۔ خطوط روانہ کرنا معاویہ کا طرف اہل مدینہ کے اور دعوت کرنی انکو اپنی متابعت کی طرف کہتے ہیں کہ جب معاویہ کو شامیوں کی اطاعت سے طمانیت حاصل ہوئی مدینے والوں کو بھی خطوط لکھ کے اپنی متابعت کی طرف بلانا چاہا اگرچہ بار اہل عمر دین العاص نے منع کیا بعد جب اسکا عزم مصر میں لکھا طوعا و کرہا راضی ہوا۔ معاویہ نے اول سب اہل مدینہ کے نام سے لیکو خاص نکو کے نام لکھا۔ مدینے والوں نے اسکی دعوت قبول نہ کی صاف ایسا جواب روانہ کیا کہ امی معاویہ اور امی عمر دین العاص تم راہ خطا پر ہیں بار دیگر ہمکو تصدیق نہ دیجئے۔ پھر معاویہ نے تین مکتوب علیحدہ ایک عبد اللہ بن عمر کے دوسرا سعد بن ابی وقاص کے تیسرا محمد بن مسلمہ کے نام سے روانہ کئے۔ تینوں مکتوب کا مضمون یہی تھا کہ تم بزرگوں سے یہ امید تھی کہ عثمان ذوالنورین کے قصاص طلبی میں مسلمان بھائیوں کی اعانت کریں اور جلد اے لشکر شام میں ملحق ہو دین اور آخرت میں اجر و ثواب پا دین والسلام۔ عبد اللہ بن عمر نے اسکا جواب یہ لکھا کہ امی معاویہ تو بے جرم نامہ لکھا تھا پہنچا اور اسکا مضمون معلوم ہوا۔ میں تعجب کرتا ہوں جو تو نے مجھے اپنی متابعت اور مہاجرین و انصار کی قتال پر دعوت کرتا ہی۔ معلوم ہوا کہ تجھے عثمان ذوالنورین کی قصاص طلبی سے سوائے جاہ و منصب خالی کے اور کچھ مقصود نہیں۔ اگر تجھے یہ گمان ہی کہ میں امیر المومنین علی رضی کا تابع ہوں کے تیرا محکوم ہو و مٹا تو یہ گمان سراسر خطا پر ہی۔ اور میں جو امیر المومنین کی رفاقت نہ کر کے خلوت نشین ہوا ہوں۔ اسکو تو نے جو مٹی لغت پر حمل کیا ہے یہ دوسری خطا ہی معاذ اللہ میں ہرگز جناب امیر کا مخالف نہیں اگر لیکو یاری دون تو جناب ولایت ماب ہی سزاوار تر ہیں۔ کیونکہ اسلام میں انکو سبقت اور حضرت کی قرب قربت حاصل ہی اور سب مناقب و فضائل میں کامل اور منصب خلافت لئے وہی احق اور سب اہل زمان سے فاضل ہیں۔ برا در رسول و زوج مقبول۔ اور بہترین جوانان بہشتی کے والد ماجد ہیں۔ امی معاویہ میں جناب امیر کی جو رفاقت نہ کی

اسکا سبب یہ بھی کہ میں مکہ و رکتا ہوں کہ اہل قبلہ کے ساتھ جہاں کر دوں۔ اس واسطے میں نے گوشت نشینی اختیار کی ہے کاش میں ایسے مقام میں ساکن ہو تا کہ مجھے روزگار کی بے وفائی اور نا اتفاق نہ لگتا اور تو نے مجھ کو اپنی بیعت کی طرف دعوت کی ہے انصاف کیجئے کہ میں کس طرح تیرے سے بیعت کر دوں حالانکہ دین مبین میں تیرے سابق تر اور فاضل تر موجود ہوں اور میرے ابابہ تیرے ابابہ سے شریف تر اور فاضل تر تھے والسلام۔

روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے اپنی اخراجات میں تین چیزیں ہیٹ تاسف کرتے تھے۔ ایک تو یہ کہ میں نے جابر امیر سے بیعت نہ کی۔ دوسری اس کے مخالفوں کے ساتھ جنگ نہ کیا۔ تیسری حرارت کے ایام میں زیادہ روزے نہ کھا اور سعد بن ابی وقاص نے معاویہ کا جواب اس طرح لکھا کہ تیرا مکتوب پہنچا اور تو نے مجھے طرہی باطل کی طرف جو دعوت کی تھی معلوم ہوا۔ عثمان ذوالنورین عظیم مارے جا ہیکی بات جو کبھی تھی یقیناً چاہے کہ اللہ تعالیٰ یا مکر الخاکیس نے اپنی کائنات میں جہاں کچھ اور ظلم و ظلم کی سزا دیگا۔ اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اگر علی ابن ابیطالب کے ساتھ خلافت و جہاں نہ کروں گا اور اس کی مخالفت نہ کیجئے یا رہی نہ دوں گا۔ جب اہل اسلام میں یہ قسم ظاہر ہو جائے کہ گوشت اختیار کیا اسکو امیر المؤمنین کی مخالفت پر حمل کیجئے۔ اور معاویہ نے سعد بن ابی وقاص کے مکتوب میں لکھا تھا کہ محمد بن حنفیہ میں تیرے عدیل اور اسلام میں تیرے نظیر و مشابہ ہیں۔ جو ابی وقاص کے فتنے میں جہنم میں آئے وہ تمام قومیں غالبہ مدینہ میں انکی موافقت کیجئے۔

جواب میں رقم کیا اگر ظالم و ذلیل امیر المؤمنین کے ساتھ جنگ و جہاں نہ کرتے یہی بات انکے حق میں بہتر اور انکے شان کے سزاوارتر تھی اللہ تعالیٰ انکے غم کو دے۔ امدام المؤمنین سے جو عداوت ہو اور ارحم الراحمین اللہ مدد فرمادے والسلام۔ اور محمد بن مسلمہ نے یہ جواب لکھا کہ اسی معاویہ میں ایسا سمجھا ہوں کہ تو نے جو یہ کام اختیار کیا ہے تیرا عرض حصول سلطنت اور شاہی ہے۔ عثمان ذوالنورین کی قصاص خود ہی۔ یقین جانتے کہ میں تیرے جگو علی ابن ابیطالب پر ترجیح نہ دوں گا اور تیری جانب داری کر کے دہراؤنگے ساتھ خلاف نہ کروں گا۔ جب معاویہ نے محمد بن مسلمہ کے مکتوب میں لکھا تھا کہ عثمان بن عفان پر جب مخالفوں نے محارہ کیا تھا تو نے انکو دفع کرنے میں کچھ کوشش کی۔ محمد بن مسلمہ نے اسکے جواب میں بخارش کیا کہ اسی معاویہ عثمان ذوالنورین کی خلافت میں جب فتنے برپا ہوئے انکو دفع کرنا میری مقدر سے خارج تھا اور مجھے شخص کی اور ذہنی کچھ فائدہ نہیں دیتی تھی۔ اسلئے میں نے اپنی ترداد کو توڑ کر گوشت خور کیا ایسا ہی صحابہ کبار کی ایک جماعت اسباب میں میری شریک ہوئی کیونکہ وہ بھی سمجھتے تھے کہ ہماری سعی سے کوئی کام سر انجام نہ پائے گا حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس فتنے سے مبرا رہے جو بہ نسبت عثمان ذوالنورین کچھ ظہور کی خبر دی تھی عرض یہی عذر ہی میری لاعلاجی کا جو اس فتنے کو دفع کرنے سے مجبور اور مقصر رہا۔ لکن اسی معاویہ تیرے سے نہایت عجب ہے

خلافت حضرت علیؑ ۳۹۵ خطوط روانہ کرنا معاویہ کا اہل بد مذہب

کہ تو اباب میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا ہی۔ جن دنوں بلوئین نے عثمان ذوالنورین پر حجازہ کیا تھا اور وہ مظلوم ہنایت حیرانی اور پریشانی میں تھے کلمات و مرآت تیرے پاس قاصد و مکتوب بھیجا اور تیرے سے مدد طلب کی۔ اور باوجود قدرت کے اپنی حکومت کی رعایت کرتے اس مظلوم کی تائید ملی اور انکا حق نعمت و حق تربیت برباد کیا اور سمجھا کہ انکے دشمن ان پر ظفر با دین تو تو اپنی مراد کو پہنچا۔ اور اب قصاص طلب کے جیلے سے تو چھٹی ہی کر حکومت کی تاج سر پر رکھے اور مملکت کی انگشتری اپنی انگلی میں ڈالے عداوت نہ کیا کہ حد بار دے دے والد السلام القعد جب صحابہ کے یہ مکتوبات معاویہ کو پہنچے انکو مطالعہ کیا تو بہت ہی مادم اور پشیمان ہوا عربین العاص اسکو بہت ملامت اور سرزنش کی۔ معاویہ کہنے لگا کہ حق تیرے جانب میں تھا کہ تو نے خطوط نویسی کو منع کیا تھا افسوس ہی کہ میں نے نہیں سنا۔ اب تو دینے والوں سے تائید کی امید نہ رہی اور علی بن ابیطالب کے ساتھ سوائے جنگ و جدال کے چارہ بھی نہیں پس قتال کے نتیجے میں بھیج بہت معروف ہوا۔ اسکے بعد بھی جناب امیر اور معاویہ کے درمیان کئی مراسلات چلے اور حضرت امیر نے بہت کچھ نصیحتیں کیں اور خبر خواہی سے پیش آئے لاکن کچھ فائدہ نہوا۔ الغرض جب جناب ولایت مآب کو خبر ہوئی کہ معاویہ ایک بڑا لشکر لیکے نخلے والا ہی آپ بھی کوفے کی اطراف و نواحی کے امرا و حکام کو فرامین روانہ فرماے کہ اپنے بلاد سے کوفے کی طرف فوجیں روانہ کریں۔ سو تھوڑے عرصے میں بہت سے سپاہ و لادور کوفے میں جمع آئے جناب امیر نے جھوکے دن بالائے منبر خطبہ پڑھا اور سب فوجیں موضع نخیلہ میں جمع آینکا حکم فرمایا۔ پس ابو مسود انصاری کو کوفے میں اپنا نائب ٹھہرا کر کوفے کے اعیان و اکابر کو براہ لئے ہوئے آپ بھی نخیلہ کی طرف رونق افروز ہوئے اور چند روز وہیں اقامت فرمائی۔ عبداللہ بن عباس بھی ابو الاسود دہلی کو اپنی نیابت دیکے بھرے کاشکر اپنے ساتھ لئے ہوئے وہیں آئے ملے ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جلد تو ہزار ہزار جو انور حضرت علیؑ کے ظل رایت میں فراہم آئے۔ انہیں اہل بدر سے انہی اصحاب کرام۔ اور اہل بیت الرضوان سے آئمہ موصی ابی ذوی الاحترام داخل تھے۔ عارف باللہ و عاشق رسول اللہ زبدۃ الاولیاء قدوۃ اللاحقین اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ رکاب ہوئے اور امیر المؤمنین کے قرب میں ایک خصوصیت رکھتے تھے اور اکثر اس سفر میں جناب امیر انکے کلمات سننے اور آپ انسے رموز و اسرار فرماتے اور اکرام سے پیش آتے تھے۔ غرض جب موضع نخیلہ سے کوچ کر کے اس مسجد پر پہنچے جو راہ میں واقع تھی دامن نزول کر کے ناز نظر قہر والکی۔ اور جب آگے ترے دیر ابو موسیٰ کے پاس نزول کر کے ناز عصر سے فارغ ہوئے۔ اور ساحل فرات پر ناز مغرب گزار کے وہیں شب باقی کی۔ دوسرے روز آگے روانہ ہوئے دارالک کسری پر پہنچے اور ایسی ہی منزلیں ملی کرتے ہوئے جب جزیرہ عرب میں ایک راجہ کے صومعے پر پہنچے۔ سب اہل لشکر بانی نہ ملنے سے تشنہ تھے اس لئے جناب امیر اس صومعے کے پاس کھڑا

خلافت حضرت علیؑ ۹۴ خطبہ روانہ کرنا معاویہ کا اہل مدینہ کو

ایک اس مہربان کو ایک نہ کی۔ جب اسے اپنا مہربان بنی ضرورت کے باہر رہا نہایت محیف البدن اور
 اصغر اللہ اور سیاہ پوش تھا امیر المومنین کو سلام کیا آپ نے اس سے پانی دریافت کیا اس نے کہا کہ میرے
 پاس تھوڑا پانی حاضری آپ نے فرمایا کہ سب لشکر پانی دے وہ پانی کفایت کر گیا راہب متحکروا اور کہنے لگا
 کہ اس سیلاب میں بانی کہیں نزدیک نہیں۔ جناب وہاں تک آپ نے فرمایا کہ اے راہب اس صومے کے
 میسر کے پاس ایک پانی کا چشمہ ہے کہ اس سے انبیاء بنی اسرائیل سے چھ تین پانی پے ہیں راہب نے یہ
 سنتے ہی جھارتی سے اتر اور عرض کیا کہ میرے باپ نے اسے باپ سے نقل کی ہے کہ اس جگہ ایک پانی کا
 چشمہ مسدود اور دھنسا ہوا ہے اسکو منہ پیر یا دھنی پیچنے کے سوا اسے کوئی کھول نہ سکیگا۔ اور میرے باپ سے
 مجھے ایک صحیفہ پہنچائی اس میں سیز آخر الزمان کا اور یہ چشمہ کو کھولنے والے کا نام مسطور ہے۔ آپ کا کیا نام ہے فرمایا
 کہ میرا نام علی ابن ابیطالب ہے۔ راہب نے کہا کہ آپ کے ہاتھ سے یہ چشمہ ظاہر ہوا تو میں اپنے دست مبارک
 پر ہی اسلام لانا ہوں۔ تب امیر المومنین حضرت علیؑ کے تبرق کی جانب تشریف لائے میں گرنے کے مقدور ہر ایک
 خطہ مذکور کہنے کے حکم فرمایا کہ اسکو کہہ دو اہل لشکر نے جب اسکو کہہ دیا ایک تنگ اعظم ظاہر ہوا لشکر کے تری
 قوت والے پہلو ہون کی ایک جماعت نے بیانات اجتماعی سے بہت کچھ ذور و قوت کیا لاکن وہ ہیر جوش ہلکا
 تب جناب امیر نے اپنا مبارک کسبہ منبر سے اٹھائے قوت کیا تو وہیں سرگ گیا ہر ماتھے سے اٹھائے دو ذوال با
 اس جے کا پانی نہایت مہیا اور بہت ہی شیریں تھا سب اہل لشکر اور جانور سیراب ہوئے۔ سب لوگوں نے
 جب یہ کرامت دیکھی کہ امیر المومنین کے ساتھ ادا عطا دزدادہ ہوا۔ اور اس راہب نے اس وقت
 اسلام سے مشرف ہو کر وہ صحیفہ چاہے آپا و ایداد سے بطور وراثت کے پایا تھا حاضر کیا اسکی عبارت
 سرانی تھی اسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ تمہوں نے حضرت علیؑ سے رعایت کرنا ہی کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے
 بعد ایک پیغمبر کو مبعوث کرے گا جو ب پیغمبروں کا قائم ہو گا نہ درشت گو بازار و دن بن آواز بلند کرے گا۔
 اور نبی کے بدلے میں برائی سے پیش نہ آئے گا بلکہ عفو فرماوے گا اور کرم سے نہ گذرے گا۔ اور اسکی امت
 ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں مشغول ہوگی۔ جب وہ پیغمبر اس جہان فانی سے گذرے گا۔ اسکے
 اتباع اختلاف کے بعد اتفاق کرے گا۔ پھر ایک مدت کے بعد انہیں اختلاف آوے گا اسکی امت سے ایک مرد
 مشرق والوں کو تہراہ لے کر مغرب والوں سے جنگ کرے گا۔ جب وہ پیغمبر اس جہان فانی سے گذرے گا۔ اسکے
 ایک جتہ ہی آئیے گا تھے اسے کہیں گا وہ مرد صورت و معانی میں دو بیرون کی بہ نسبت اس پیغمبر کے ساتھ فریب
 ہوگا اسکا حکم انصاف راستی کے ساتھ ہوگا وہ جنات کے فیصلوں میں سنی کرے گا رشوت نہ لے گا دنیا کی
 مرزوفات اسکی بہت کے پاس خاکستر سے بھی بے قیمت رہیں گے۔ اور موت اسکے پاس پیاسے کے حلق میں

پانی جانے سے بھی اسان ہوگی۔ باطن میں اللہ تعالیٰ سے قربا اور ظاہر میں عدالت و راستی کے ساتھ رہیگا۔ جسے انسا زمانہ پادے تو اسکا قربان بڑا در ہے اسکی خوشنودی رضاے ایزدی کے ساتھ مقرون ہی خوا حال ایسا جو اسکو پادے انتہی۔ جیب ادیر المومنین اس صحنے کے مضمون پر مطلع ہوے گاں خوشی سے روک اور کہنے لگے کہ شکر نعمت اس پر در درگا۔ کچا میں کس طرح اوکرون کہ اسنے مجھے فراموش نہ کیا اپنی کتاب میں یاد فرمایا۔ القعہ معاویہ نے بھی اپنا لشکر لیکے شام سے جو نکلا تھا جب صحراے صفین پر پہنچے وہیں نزول کر کے اسکو اپنا لشکر گاہ ٹھہرایا۔ زمانہ سابق میں روم کے بادشاہوں نے اس جگہ عمارتیں بنا کی تھیں اور دمان برد و فرات بھی واقع تھی لاکن اس سے پانی لینے کے واسطے ایک راہ کے سواے دوسری راہ نہیں تھی۔ جب حضرت علیؑ کا لشکر آئیے آگے معاویہ نے دمان تک پہنچ گئے تھے ابوالاعور کے ساتھ دس ہزار سوار و پیادے حکم کیا کہ پانی کی نگہبانی کریں کہ نہ کا لشکر جب ایجا اس سے پانی روک لین کیو ایک قطرہ بھی نہ دین جب حضرت علیؑ کا لشکر بھی مقام صفین پر پہنچ کے نزول کیا۔ اپنے لشکریوں نے کار فرات پر جا کے پانی لینا چاہا تو ابوالاعور مانع ہوا۔ جب یہ حال حضرت علیؑ کی خدمت میں لوگوں نے ظاہر کیا آپ نے متفکر ہو کے صمصمہ بن سوجان کو معاویہ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام کیا کہ ہم ایک لشکر کے ساتھ بہت دور سے آئے ہیں اس نیت سے کہ امر خلافت کو جو ملت کے معظمت امور سے ہی فرادین۔ اور ہمارا یہ قصد تھا کہ جب تک نگو نصیحت نہ کریں اور راہ صواب پر نہ بلا دین جنگ و جدل میں اقدام نہ کریں۔ اب تمہارے لشکریوں نے پانی کو روک لیا یہی ہمارے رفیقو کو اسکے تصرف سے منع کرتے ہیں حالانکہ بانی اللہ تعالیٰ کی ملک سے ہی اپنے سب مجنوعات پر مباح کیا ہی کیو کہ نہیں پہنچا ہی کہ پانی زندگان الہی سے منع کرے۔ اب چاہئے کہ اپنے لشکر کو حکم کرے کہ مخالفت سے باز آویں والا فریقین میں مقاتلہ کھار ہیگا۔ اسی معاویہ یقین جانتے کہ اگر میں تیرے سے آگے یہاں نزول کرنا ہرگز تمہارے سے پانی نہ روکا ہوتا۔ جب صمصمہ نے جا کے جناب امیر کی طرف سے یہ پیغام پہنچا معاویہ نے ارکان دولت سے مشورت کی تو بعضے شریروں نے منع کیا۔ برعز و ابیہاص نے کہا کہ پانی کو روکنا : مرزاوار نہیں یہہ وحشت کا موجب ہوگا۔ اور قبیلہ ازوسے ایک شخص کہنے لگا کہ اسی معاویہ پانی کا منع کرنا مرد نہیں اگر تیرے مخالفین اہل روم سے بھی ہوتے مروت کا اقتضا یہہ تھا کہ اول آب و مان سے ضیافت کرے اسکے بعد جنگ پر آمادہ ہووے۔ یہ تو اہل اسلام کا لشکر ہی اصحاب بدر اور اہل بیت الرضوان اور انصار مہاجرین و انصار اور تابعین اختیار اور پیغمبر خدا علیہ السلوۃ و السلام کے بنی اعمام اس لشکر میں داخل ہیں اللہ تعالیٰ سے قرے پانی ہرگز روک لینا نہ چاہئے۔ لاکن دوسرے بعضے شریروں نے معاویہ کو اغوا و اسلئے اپنے پانی کی مخالفت پر ہی اصرار کیا جب حضرت امیر کے لشکر کے لوگ تشنگی سے جان طلب ہوے۔

تب مالک اشتر اور اشعث بن قیس نے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر اہل لشکر کا احوال کا منشی بن گیا اور کہنے لگے کہ اب ہمارے کچھ کتاب و طاقت باقی نہیں اجازت دیجئے تا ہمتیار ہو سکے کہ فرات کے پار پہنچیں اور پانی پیوین یا شربت شہادت نوش کریں۔ حضرت علیؑ نے لا علاج ہو کر فرمایا کہ جو مصلحت وقت ہی کیجئے تب دس ہر دو پہلوان دس ہزار سوار کو ہمراہ لیکے یہ صریت فرات کے قریب جا پہنچے معاویہ کے لشکر والوں نے پانی کو روک لیکے مقابلہ کیا مالک اشتر نے اسے ساتھ شخص کو قتل کیا۔ پھر فریقین میں ایسا مقابلہ ہوا کہ معاویہ کا لشکر بے طاقت ہو کر پیچھے ہٹا۔ جناب امیر کے لشکر میں نے پانی سے سیراب ہوئے اور ہار کر بھی سیراب کیا اور پانی مشکون میں بھر لیا اور ان پر غالب آئے کہ فرات پر عادی ہو گئے۔ جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی تری مذمت اور پشیمانی لی۔ تب عمرو بن عامر نے معاویہ کو ملامت اور سرزنش کرنے لگا کہ پانی کے باب میں ہم نے علیؑ ابن ابی طالب کے لشکر کے ساتھ جس معاملے سے پیش آئے اب دسے بھی ہمارے ساتھ اسی معاملے سے پیش آویں تو کیا علاج۔ معاویہ نے کہنے لگا جو گندہ اسو گندہ اب علیؑ ابن ابی طالب کے ساتھ تجھے ظن غالب کیا ہی۔ عمرو بن عامر نے کہا کہ تو جس سلوک سے پیش آیا علیؑ رضی اس سلوک سے پیش لگا ہرگز پانی منع نہ کرے گا۔ تب معاویہ نے نامہ اور ماجر ہو کر اپنے لشکر سے ہمارے والد کو حضرت علیؑ کی خدمت میں روانہ کیا تاخیر والی حالت سے پانی کی اجازت لین جب دس ہزار حاضر ہوئے جناب امیر نے پوچھا کہ تمہارے آنے سے کیا مقصود ہے۔ انے جواب میں نے سبقت کر کے کہنے لگا کہ یا ابا الحسن اب معاویہ کے جرم کو غور کر کے پانی کی رخصت دیجئے۔ پھر معاذ بن ذہب نے عرض کی کہ یا امام المسلمین معاویہ نے جو قصاص طلب کرتا ہی اسکا مقصود دنیا طلبی اور سلطنت خواہی کے سوا کچھ نہیں۔ اگرچہ میں اہل شام سے ہوں لاکن اب معاویہ کی رفاقت سے باز آیا۔ عرض جناب امیر نے ہمدردی و صلوات کے فرمایا اچھا اب تم جانے اور معاویہ کو کہئے کہ میں نے رخصت دی ہی کہ فرات سے پانی داور اپنے جانوروں کو پلاؤ۔ ابوالاعور کے خواص سے ایک شخص نے یہ کمال شفقت و رحمت دیکھی اپنے کئے سے بیباں ہو کر توبہ و استغفار کیا اور حضرت امیر کے لشکر میں داخل ہوا۔ پھر ہر دو لشکر قہر و احتجاج فرات سے پانی لینے لگے اور اختلاط آغاز کیا ایک کو دوسرے سے کچھ خطر تھا مالیوس ہونا فریقین کا مصالحت سے اور آخر ہم نگر ہونا جنگ محاربت کے طرف کہتے ہیں کہ پانچ تین جیسے جیسے ربیع الاول اور ربیع الثانی اور جمادی الاول جناب امیر اور معاویہ کے درمیان رسل و رسائل جاری رہے لاکن کسی وجہ سے صورت صلح کی تھر نہ پائی اس پیام میں اتنی پر پانچ بار ہر دو فریق مسر کے میں معین کہیں۔ لاکن ہر بار نہاد و مخاطب و اغظ و لغضاب نہ لب کشا ہوئے اور آپس میں تدار چینی نہ دی۔ جب ماہ جمادی الاولیٰ مقضیٰ اور مصالحت کی کچھ توقع نہ رہی

جناب امیر نے جنگ کی تیاری کر کے پیغام بھیجا کہ کل کے دن جنگ پر آمادہ ہو جاؤ۔ معاویہ بھی اپنے لشکر میں اعلان کر دیا پھر دوسرے روز سے فریقین میں جنگ آغا نہ نصف جاؤی الا ولی سے غزہ جب تک ہمیشہ تلوار چلتی رہی۔ جب ہلالِ رجب رونما ہوا جنگ موقوف ہوا کیونکہ رجب ماہِ حرام سے ہی جاہلیت اور اسلام میں عرب اسکی بزرگی بیکار لاتے اور جنگ وجدال نہیں کرتے تھے۔ اس اثنائیں بودردا اور اسامہ جو ہر دو صحابہ سے تھے اور دیارِ شام میں ساکن اور اسوقت معاویہ کے ہمزہ آئے تھے کہنے لگے کہ اہی مخاویہ منصبِ خلافت کے لئے علی مرتضیٰ تیرے سے زیادہ اہق اور اولیٰ میں پھر تو کس دلیل سے انکے ساتھ قتال کرتا ہی معاویہ نے کہا کہ عثمان ذوالنورین کا قصاص چہتا ہوں۔ ان ہر دو نے پوچھا کیا انکو جناب امیر نے شہید کیا یا دوسرے لوگوں نے۔ کہا کہ عثمان بن عفان کے قاتل علی بن ابیطالب کے ساتھ ہیں اگر انکو میرے تسلیم کر دین اہل شام سے علی بن ابیطالب کے ماتھے پر اول میں معیت کرتا ہوں تب ان دونوں نے حضرت علی کی خدمت میں آکے یہ احوال ظاہر کیا حضرت علی کے لشکر میں یہ خبر شہرت پائی ہی اسوقت میں ہزار شخص ان کے کھڑے اور آواز بلند سے کہنے لگے کہ قاتلانِ عثمان ہم ہیں۔ جب ان دونوں بزرگوں نے یہ حال دیکھا جناب امیر کے لشکر گاہ سے باہر گئے پھر معاویہ سے بھی نہ ملے بلکہ کج عزت اختیار کیا۔ پھر معاویہ نے شرحبیل بن محیط اور کئی شخص کو بھیج کے یہ پیغام کیا کہ عثمان بن عفان کے قاتلون کو میرے سپرد کر دین تو ہم امرِ خلافت لشکر پر رکھتے ہیں تا اہل شہرہ جسکو مناسب جانیں خلیفہ تمہارا دین جناب امیر نے یہ پیغام سننے ہی غصہ ہوے اور قاتلون کو سپرد کر دینے کے باب میں فرمایا کہ میں ہزار شخص کو بکر کے دشمن کے تحویل کرنے کی تجھے طاقت نہیں تب ان قاصدون نے معاویہ کے پاس جا کے صورت حال ظاہر کی۔ کہتے ہیں کہ غزہ رجب سنہ ۳۵ ھ میں ہر دو لشکر اپنی اپنی جگہ پر ہی تھے جدال و قتال واقع ہوا جب ماہِ محرم گزر چکا حضرت علی نے معاویہ کے لشکر میں مذاکرہ کی کہ ہم نے ہر چند کٹو طریق حق و راہ صواب کی طرف دعوت کی آخر تم راہِ راست پر نہ آئے ماہِ محرم بھی گزر چکا صفر کی پہلی شب میں جنگ کی تیاری کر لیکے علی الصبح میدان میں آیا چاہئے غرض دیکھا دوسرے روز ہر دو لشکر جنگ پر آمادہ ہر سر میدان آئے اور صفیں آراستہ کیں۔ ایسے میں معاویہ کے لشکر سے ایک شخص نے آواز کی کہ اہی اہل عراق کیا تمہارے درمیان ادیس قرنی ہی۔ جناب امیر کے لشکر یوں نے کہا کہ مانِ حاضر ہی تو کس لئے پوچھتا ہی۔ اسنے کہا کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے ادیس قرنی خیر التامین ہی بس یہ کہہ کے اسنے شام کے لشکر سے نکل گیا اور حضرت علی کے لشکر میں آگے بلن ہوا عمار بن یاسر کی شہادت نقل ہی کہ فریقین میں جنگ ہوا کہ تاتھا ہزار حضرت علی کا لشکر ہی غالب آتا تھا اور معاویہ کا لشکر ہزیمت پاتا۔ جنگ صفین شروع ہوا سو چھ سو بیس روز

خلافت حضرت علی ... ۴۰۰ لیلۃ الہریر کا جنگ

عمر بن یاسر کی شہادت ہوئی اسکا مختصر قصہ یہ ہے کہ اس روز جب سارے بیت بنی ہمد و کد کے جناب امیر
 قتال کی رخصت لی اور صف میدان میں اپنے لشکر شام سے حارت نامی ایک شخص نخل کے انے مغاڑ کیا ہوا
 میں کئی حملات دلیزانہ ہوئے۔ آخر عمار نے ایک حزب تہ و تدبیر سے اسکا کام تمام کیا پھر اپنے لشکر کی طرف رجعت
 کر کے اپنے یاروں کو وداع کیا اور حضرت علی کی اطاعت و اطاعت پر وصیت کی اور کہنے لگے کہ میں ایسا کرتا
 کہ آج کے دن شہادت پاؤں گا اور نہ جسے سیادت ہوگی کہ امام بنی کی امداد و افتاد میں مارا جاؤں۔ یہہر
 اپنے گھوڑے کو نایزاد مار کے میدان میں آئے اور قتال شروع کیا علی التواتر حملے کرتے اور حزب تہ سے
 شامیوں نے انکی دلیری و یکہ کے حیران ہوئے۔ آخر انکی ایک جماعت انکے اسکو گھیر لیا۔ انے ایک
 شخص کو جب کینٹ ابو العادیہ بنی امیر ایک ضرب کیا سوڑا سخت زخم لگا اسی زخم سے عمار کو تری بیانی ہوئی
 اور اس شخص کی موت غلبہ کی تب اپنے لشکر کی طرف لوٹ آئے اور بانی طلب کیا تو پانی کا ایک پیالہ کہ حسین
 دودھ آمیز پھالے آئے عمار نے اس پر نظر کرنے کی تکیہ کی اور فرمایا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 لوگوں نے جب اسکی حقیقت سے سوال کیا تو جواب دیا کہ حضرت نے مجھے خبر دی تھی کہ دنیا سے اخیر جزیرہ
 روزی ہوگی وہ دودھ بنی۔ پس وہ قرح اپنے ہاتھ میں لیکے نوش کیا اور اسکیوت جان بحق تسلیم ہوئے۔
 جناب امیر نے یہ خبر سنتے ہی انکی محس مبارک کے پاس انکے انتحار اپنے زانو سے شریف پر لیا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ
 وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمار پر رحمت کرے۔ میں نے بار بار حضرت کی خدمت میں
 دیکھا ہے اگر تین شخص رہتے عمار انتحار جو تھا اگر چہا شخص رہتے انتحار پانچواں رہتا۔ عمار نے ایک
 نہیں بلکہ کئی بار بہشت کا استحقاق پیدا کیا اللہ تعالیٰ اسکو جنت عدن میں جگہ دیوے اور وہ مقتول ہوا
 جس حال میں کہ حق باکے ساتھ تھا حضرت نے اسکی شان میں فرمایا بیک و الحق مع عمار حبشما۔ پس
 جناب امیر نے عمار کے جنازے پر نماز پڑھ کے اپنے دست مبارک سے اسکو دفن کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
لیلۃ الہریر کا جنگ صفین کا جنگ اخیر جس شب میں واقع ہوا اسکو جنگ لیلۃ الہریر کہتے ہیں
 عمار بن یاسر کے قتل کے بعد دوسرے دن جب ہر دو لشکر میدان آئے روایت بنی اس روز حضرت علی
 سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار مبارک اپنے سر پر باندھی اور حضرت کے خاص گھوڑے پر سوار
 تھے دس ہزار سوار کو اپنے ساتھ لیکے شامیوں پر ایک ایسا حملہ کیا کہ معاویہ کا لشکر درہم و برہم ہو گیا اتنے
 لوگ مارے گئے کہ گھوڑوں کے چاروں بیر خون سے رنگین ہو گئے۔ کسی شامی کو مقابلے کا قوت باقی
 نہ رہا۔ معاویہ نہایت مضطرب ہو کے عمر بن عاص کی طرف توجہ دے کہنے لگے انی ابا عبد اللہ اب صبر کیا ہے
 عمر بن عاص نے کہا کہ انی معاذ ہے اگر علی بن ابیطالب دوسرے بار ایسا حملہ کرے ہمارے سے کوئی باقی

زمینکا۔ غرض پھر ہر دو لشکر ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اور گردوغبار اس قدر اٹھنے لگی کہ ایک دوسرے کی معرفت مشکل ہو گئی شام تک ایسا ہی جدال و قتال جاری رہا بلکہ شب کو بھی موقوف نہ ہوا۔ جناب امیر نے اس شب کئی بار بارگاہ الہی میں دست التجا بلند کر کے دعا کرتے اور جب دعا سے فارغ ہوتے محالین پر حملہ لاتے اور آپ کے اہل لشکر بھی حملے کرتے تھے ہر حملے میں صد ناماشامی ترقیع ہوتے تھے اور جناب امیر حملہ کرنے کے وقت تکیر کہتی تھی آپ کے رفیقوں سے ایک شخص نے روایت کرتا ہے کہ لیلۃ الہری میں نے جناب امیر سے پانستیس بار آواز تکبیر سنی۔ معجم کبیر میں امام ابو سعید سمنانی سے منقول ہے کہ معاویہ کہتے تھے کہ علی بن ابیطالب نے لیلۃ الہری میں نفیس نفیس نون سو سے زیادہ شامیوں کو قتل کیا۔ میں نے اس شب بیطاقت ہو کے آٹھایا ار اوہ کیا کہ اب دو کام سے ایک کام کر نیکی سوائے گزیر نہیں یا عبداللہ بن عباس کے پاس التجا لجاؤں کہ تا میرے لئے علی مرتضیٰ سے اجازت چاہے کہ مکہ معظمہ کی طرف جا کے حرم میں اقامت کروں۔ یا قیصر روم کی پاس جا کے پناہ لوں اور کسی جزیرے میں سکونت کر کے فارغ البال گذرانوں۔ آخر اسی حصص و حصص میں شب گذر گئی جو وقوع میں آنا تھا آیا۔ غرض آتش جنگ ہرگز منطفی نہ ہوئی بیان تک کہ صبح ہوئی۔ جانا چاہئے کہ ہر دو فریق نے جب صحرا سے صفیں پکڑنے کے نزول کیا تین چھینے تک آپس میں رسل و رسائل جاری رہے جب آخر کسی وجہ سے صلح کی صورت نہ نکھر ہی جنگ شروع ہو گیا راہینے تک اسکا سلسلہ باقی تھا مگر حرام مہینوں میں قتال موقوف رکھتے تھے اس عرصے میں خود جنگ ہوئے ہر بار جناب امیر کو ہی نصرت ہوئی جنگ اخیر بھی محتاج لیلۃ الہری میں واقع ہوا۔ ان جنگوں میں معاویہ کے لشکر سے چٹائیں ہزار اور جناب امیر کے لشکر سے پچیس ہزار شخص مقتول ہوئے۔ انہیں سے ہی عمار بن یاسر اور حنظلہ بن ثابت جو ذوالشہادتین سے طعنب ہی اپنے حضرت نے انکی ایک گواہی کو دو گواہ کے مرتبے میں اعتبار فرمایا اور عبداللہ بن ہزمل خراعی۔ اور ماسثم بن عتبہ بن ابی وقاص جو سعد بن ابی وقاص کا برادر زادہ تھا اور ابو الہشیم شیبانی۔ اور عارف ربانی دلی حقانی او بیس قرنی اور دوسرے صحابہ و تابعین کہ جن ناموں کی تفصیل بڑی تطویل جتنی ہی مکرو حیلے سے پیش آنا اہل شام کا حضرت علی کے لشکر کے ساتھ جب لیلۃ الہری میں اہل شام کو شکست فاش ہوئی اور بہت سے سردار اور سپاہ نامدار مارے گئے انکے لشکر میں بڑا ہی اضطراب اور تزلزل واقع ہوا۔ معاویہ کو بڑی وحشت و رودی اور ہنایت عاجز آ کے صلح کرنی چاہی اور کمال عجز و الحاح کے ساتھ ایک نامہ حضرت علی کی خدمت میں روانہ کیا اسکا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ یا ابوالحسن فریقین خصوصاً ہمارے بہت سے امیر اور پہلوان مارے گئے۔ اب امید ہے کہ قتال سے ہاتھ رکھیں۔ اور مجھے شام کی حکومت ارزانی فرمادیں لیکن اپنی سبقت سے معاف کہیں تا فارغ البال گذرانوں۔ جناب امیر نے اسکی ٹمنس قبول نہ کی اور جواب تحریر

خلافت حضرت علیؓ ۲۰۲ مکرو حیلتیں ام اہل شام کا حضرت علیؓ سے

فرمایا کہ بلا حجت و اطاعت تو نے شام کی حکومت جو طلب کرتا ہی میرا تاس مقبول نہیں اور حجت کچھنے والا جنگ پر آمادہ ہو جائے۔ یہ مکتوب معاویہ کو حجت منظر کیا اسکو کچھ تدبیر سوچینی نہیں تھی۔ عرض جناب امیر لیلۃ النہر کے مقتولوں کے دفن سے فارغ ہوئے اپنے لشکر کے سرداروں سے فرمایا کہ تمہارا اور تمہارے مخالفین کا کاروبار اس درجے کو پہنچا جو دیکھتے ہو اللہ تعالیٰ انکو بے قوت کر دیا پھر جنگ کا نتیجہ کچھ حجتی حکم اللہ بینناں و خویر الحاکمین جب میر خیر معاویہ کو پہنچی اور بھی گھبراہٹ۔ اشعث بن قیس جو اسکے لشکر کے سرداروں سے ٹکرائے تھے کل شب میں جیسا جنگ ہو یعنی بنی کہ پھر ہم جنگ بر کرنا نہ ہیں تو ہمارے سے باقی لوگ بھی ترس رہے تھے ایک طرف سے اہل روم و سری جانب سے اہل فارس قاصد ہوا کہ ہمارے شہر و دیار کے سخت و گاراج پر کرنا نہ چھوڑے اور ہمارے اہل و عیال کو بندی پکڑے۔ معاویہ نے اس بات کی تصدیق کی اور عمر بن العاص سے کہا اب تو بھوکے معاتبے کی طاقت نہیں چاہئے کہ لیا جیل کرین کہ جس سے مدعا حاصل ہو۔ تب عمر بن عاص نے یہ حیلہ سکھایا کہ اہل حجاز و اہل عراق جو علی مرتضیٰ کے لشکر میں جمع آئے ہیں انکو کتاب اللہ کی طرف دعوت کیجئے اگر قبول کریں انہیں افتخار آجائے گا۔ اور اگر رد کریں انہیں قفر و تیرجا بیگا۔ معاویہ نے اس تدبیر کو لیز کر کے اپنے لشکر میں حکم کیا کہ معصفون کو نیزوں پر باندھیں کہتے ہیں کہ معاویہ کے لشکر میں یا نسوچا جس صحیفہ نئے شامیوں نے اپنے نیزوں پر باندھے علی الصباح ضعیف کھینچیں اور دس نیزہ بردارے لشکر کے آگے کھڑے رہے جب آفتاب طلوع ہوا جناب امیر کے لشکر والوں نے دیکھ کر یہ تصور کیا شاید کہ نیزے درست گئے ہیں۔ پھر جب خود سے دیکھا تو کچھ صورت نئی پائی گئی ایسے میں شکر شام سے کئی سردار نے پیش قدم ہو کر مذاکی کہ انی معشر عرب اللہ تعالیٰ کے واسطے عورات و اطعالت پر رحم کر دے اگر جنگ سے مانتہ نہ کھو گے اور بھی طرفین کے لوگ جب ہمارے جائینگے تب روم اور فارس کے کفار جو قابو طلب ہیں ہمارے اور تمہارے زن و اولاد کو اسیر کر کے لیجائینگے یہ دیکھ کر تمہارے ہمارے درمیان کتاب اللہ ہے۔ اسکے بعد ابولا حور نے گھوڑے پر سوار اور قرآن مجید اپنے سر پر لیا ہوا ہر دو لشکر کے درمیان انکر کھرا مارا اور مذاکی کہ اسے اہل عراق نے نہ لکھو کتاب اللہ کی دعوت کرتے ہیں یہی کتاب تمہارے اور ہمارے درمیان حاکم ہے چاہئے کہ اسیر عرب کریں۔ جب عراقیوں نے مخالفین کے ہاتھوں پر مطلع ہوئے۔ تب دوس بن ابی بکر نے کہا کہ اسی اہل عراق نے ہمیں شامیوں نے معصفون کو جو نیزوں پر چڑایا یہی امیر غریب نہ کھاؤ یہ صورت مکرو و تدبیر سے خالی نہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا کہ ہم نے اہل شام کو کتاب اللہ کی طرف دعوت کی جیسا انہوں نے اجابت نہ کی ہم پر انکا خون حلال ہوا۔ اگر انکی عمتس بھی ہم قبول نہ کریں تو ہمارا خون بھی ان پر مباح ہو جائے گا۔ حالہ معرور

انہیں بن مندر کہنے لگے کہ امیر المومنین کی رائے مبارک جو نہایت عوام پر ہی جس بات پر قرار پاوے عین مصلحت ہی۔ جب حضرت علی سے گزارش کی تو آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ کے حکم کو قبول کرنے میں میں سب سے زیادہ ہوں اور اسباب میں تم مجھ سے میرے شریک ہیں لاکھ بیہ ایک جیلہی کہ مخالفوں نے نکالا ہی اور یہ ایک مکر ہی جو پیش کیا ہی مصحفون کو جو یزید بن ابی اس سے انکا مقصود یہ نہیں کہ کتاب اللہ پر عمل کریں۔ بلکہ جب جنگ و جدال سے تنگ آگئے اور فتح و ظفر سے مایوس ہو گئے ہیں چاہتے ہیں کہ اس سے فتنے کو تشکیں دین اور اس جھلکے سے نجات پاویں۔ میں اسے جنگ کر دینگا بیان تک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو دیں۔ لاکھ اس اثنا میں لشکر عراق کے اکثر سرداروں کو معاویہ کی طرف سے رشوتیں پہنچا دی گئیں اور جنگ سے تنگ آکے آرام طلب تھے سو کہنے لگے یا امیر المومنین معاویہ کی دعوت قبول کیجئے کہ وہ کتاب اللہ کی طرف بلاتا ہی اگر آپ اسکی متمس قبول نہ کریں ہم آپکو پکڑ کے اسکے تحویل کر دینگے جب انکی بیوفائی اس درجے کو پہنچی جناب امیر نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون

والی اللہ اشتکی واللہ المستعان علی تصفون اللہم انت الحاکم فیما بیننا فانک لا تجوز اس اثنا میں معاویہ کے قاصدوں نے مصاحف اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے حاضر ہوئے اور جناب امیر سے عرض کرنے لگے کہ ای ابا الحسن شامی لوگ کہتے ہیں کہ آپ اور ہم کتاب اللہ پر عمل کریں ہمارے درمیان اس کتاب الہی کے سواے دوسرا حکم نہیں۔ اشعث بن قیس کہ اکثر قبائل جسکے حکم میں تھے اور معاویہ کی طرف سے مبلغ خفیہ بطور رشوت کے لیا تھا کہنے لگا ای امیر المومنین کل کے دن جیسی ہم نے آپکی اطاعت کی تھی آج نہیں کریں گے۔ معاویہ تو انصاف سے بات کرتا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہی۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ واللہ معاویہ اور عمر بن العاص سے زیادہ تر میں کتاب اللہ جانتا ہوں یہ مکر و دغا ہی غرض اس اختلاف کی خبر جب لشکر میں شہرت پائی افسوس ہی کہ کوفے کے لشکر والے مخالفوں کے مقابلہ سے پھرنے لگے۔ لاکھ مالک اشتر جو مہینہ پر تھا وہاں ہی جنگ میں کوشش کر رہا تھا۔ جناب ولایت مآب نے جب دیکھا کہ اپنے لشکر کے سپاہ فوج فوج معرکے سے پھرتے ہیں دست افسوس مار کے فرمایا کہ ابن ہند غالب آیا۔ ایسے میں ابن الکوا اور اسکے ساتھ والوں کی ایک جماعت کہ اسے بعد جن پر خوارج کا لفظ اطلاق پاتا ہی حضرت امیر سے کہنے لگا کہ بالضرور معاویہ کا دعوا قبول کیجئے والا ہم آپکے مخالف ہوینگے۔ اور اسکی قوم کہنے لگی کہ مالک اشتر قتال کا اشتغال رکھا ہی کیونکہ بھیج کے اسکو منع فرما دیں۔ جناب امیر نے یہ فتنہ اور مخالفت پر نظر کر کے یزید بن مانی کی زبانی مالک اشتر کو سینا بھیجا کہ مراجعت کیجئے مالک نے کہا کہ یہ وقت مراجعت کا نہیں کیونکہ فتح و ظفر قریب ہی یزید نے فوت

اور مالک کا جواب ظاہر کیا ایسے میں مالک اشتراک اسکے تابعوں کے اودن بن بندہ ہوں اور ایک گردنبا
ظاہر ہوئی۔ سب خارجیوں نے متفق ہو کے حضرت امیر سے کہا کہ ہم اب لگان کرنے ہیں کہ مالک اشتراک
ہی اشارے سے جنگ و جدال میں متحمل ہی آپ نے فرمایا کہ میں تو علانیہ نریذ کی زبان اسکو کھلا بھیجا کہ
جنگ سے ہاتھ رکے پھر دوسرے بار نریذ بن مانی کو بھیجا اور حکم کیا کہ مالک اشتراک کو بل کر جلد مراجعت کر
کیونکہ بیان ایک فتنہ عظیم برپا ہوا ہے جب قاصد نے یہ خبر مالک اشتراک کو پہنچی اسنے سستے ہی کہا شاید
کہ یہہ واقعہ مصحفون کو نریذوں پر چرمانے سے رو دیا ہے قاصد نے کہا ان۔ مالک نے کہا کہ شامیوں
نے جب مصحفون کو نریذوں پر چرمانا میں نے نہیں سمجھا کہ اب ہمارے لشکر میں تفرقہ آدیا غرض حضرت علی
کی خدمت میں حاضر ہوئے کرنے اور پھر سے کے سردار اور عمدہ لوگ جو حاضر تھے انکی طرف توجہ لاکے
عقاب و خطاب آغاز کیا کہ اے اہل عراق تم نے ایسی ذلت قبول کی کہ پھر اب تک جسکاتہ ارک ہنر کے
شامیوں نے جو مصحفون کو درمیان لایا یہہ انکا کر تھا جو تم نے اسپر فرب کہا یا اگر اسپر فرب لکھانے
و تمنون پر غالب آئے ہوتے۔ اب بھی مجھ کو چھوڑ دو کہ انتہا اللہ تعالیٰ انکا کام تمام کرنا ہوں یہہ سکے
انہوں نے کہا کہ ہم گناہ میں تیرے ساتھ شریک نہیں ہوتے میں پھر مالک انکے ساتھ ایسی گفتگو کی کہ انکو
نہ بن آیا۔ آخر خارجیوں نے اسکو گالیان دین اور اسکے گھوڑے کو تادیانہ مارا۔ مالک اشتراک نے انکو
ذہر و دلاست کی القصد جب حضرت امیر نے خراج کا یہہ مال دیکھا اشعث بن قیس کو حکم کیا کہ اب تو با
ان لوگوں سے کہہ دیجئے جو مصحفون کو نریذوں پر چرمانا ہی کہ اب جنگ موقوف ہے۔ اشعث یہہ حکم پہنچا
کے لئے جانا تھا جب قوم ربیعہ پر پہنچا غیر نے اسکو دیکھ کے کہا اے اشعث کیا اہل شام سے تو اخلاط چھپائی
حالا نکو ہم نے انکے خون میں غوطہ کھا یا یہہ بول کے اسکے مرکب کی پتھر پر زور سے ایک فرب کیا۔ اشعث
نے کہا کہ اپنی تردار کو نیام کیجئے کہ شامیوں نے ہلکو کتاب اللہ کی طرف جلاتے ہیں۔ ایسے میں معاویہ
جب بن سلمہ کو حضرت علیؑ کی خدمت میں بھیجا اور یہہ پیغام کیا کہ ہم اور تم کتاب اللہ کے تابع ہو جا دین
لاکن جب کتاب کو لفظ نہیں چاہے کہ آپ ایک شخص کو اختیار کریں اور میں ایک کو اختیار کرنا ہوں
تا یہہ ہر دو حکم ہو دین ہم ہر دو سے جسکی خلافت پر کہ انکی ماسے آوے وہ خلیفہ ہو دے اگر ہم ہر دو کے
سوا یہہ دے اور کسیکو اختیار کریں تو اسکیکو خلیفہ تمہارا دین جب بن سلمہ نے جب یہہ پیغام پہنچا یا
اشعث بن قیس نے کہا یا امیر المومنین معاویہ نے انصاف سے کلام کرنا ہی اور حسن بن منذر بھی اسکی
تقویت کی۔ اور شقیق بن ثور نے کہا یا امیر المومنین ہمارے اکثر شیخ اور جوانزد لوگ مقتول ہو گئے۔
اب جو باقی ہیں ان پر ترحم فرمائے اور معاویہ کو یہہ بات معلوم تھی کہ جناب امیر کے لشکر یا نہ کو غلبہ ہی

خلافت حضرت علیؓ - ۴۰۶ - کروچیلے میں آنا اہل شام کا حضرت علیؓ

کہ اسکی نسبت آپؓ کے ساتھ برابر رہے۔ جناب امیرؓ نے فرمایا کہ ہر کس نے اہل شام کے
 عربوں و عجم کو اختیار کیا تم جانتے ہو کہ معاویہ کی ساتھ اسکی نسبت اور خصوصیت کیسی ہے۔ فارحون نے
 جواب دیا کہ ہر شخص اپنی مصلحت آپؓ کی طرح جانتا ہے۔ اور باری صلاح اسی میں ہے کہ ابو موسیٰ اشعری
 ہماری جانب سے حکم ہو۔ امیر المومنینؓ نے فرمایا کہ اگر ایک اشتر بھی اس کام کے لئے مرزود رہی۔ میں اسکو
 حکم نہیں دیتا ہوں۔ اسوقت بن قیس جو خواجہ کار تھا۔ نکلتے نکلتے اسکو خبر دی کہ بنی کلب اور فتنے کی
 آتش اسنے ملگائی ہے۔ جناب امیرؓ نے فرمایا کہ اگر ایک حکم ہو۔ تو کیا معاویہ کو کتاب اللہ کے برخلاف
 حکم کر چکا۔ اسوقت نے کہا کہ اسکا حکم یہی ہے کہ اسکو چھ روزین تا تیرہ روزہ دے اور لوگوں کو جنگ اور فتنے کی
 حاصل کلام جناب ولایت اور سب و شہاد جیسے اخیاف بن قیس و غیرہ کہنے لگے کہ ابو موسیٰ اشعری اس کام کے
 قابل نہیں۔ بلکہ اہل کیاست اور فرات سے اور کیا اختیار کیا جائے تا عربوں و عجم کے ساتھ معاہدہ کرے گا اور
 اسکے قریب میں تیرے خواجہ مطلقا اس بات پر ماضی ہو۔ سوائے ابو موسیٰ کے اور کسی کو اختیار نہ کیا۔ اور
 اسوقت ایک شخص کو اسکی طلب میں روانہ کر دیا۔ ابو موسیٰ نے اذہ فتنہ گوشتہ اختیار کیا تھا اور کسی اور میں
 نہیں دیا تھا۔ جب اسنے ساگر برد گردہ باہم صلح کی کہا اگر شہد رب العالمین اور جب جوئے کہ انہوں نے مجھکو
 حکم نہیں دیا ہے کہا، اللہ و انامہ را چون غرض ابو موسیٰ نے جناب امیرؓ کے حضور میں حاضر ہوا اور دولت
 دست پر ہی سے شرف حاصل کیا۔ جب اسنے حیات کے انفعال سے غربت آگاہ تھا صحابہؓ کو اسے ہر شخص
 اسکی مجلس میں آگے بیعت میں لب کن ہوا۔ اور اسباب بن قیس و احتیاد کر کے اسنے سب و عصب کر کے آخر
 مزیٰ اشتر اسنے فخر ہو کر کہا کہ مجھ کو تمہارے رکنے ہو تو اس جہم کے لئے دوسرے کو اختیار کرو و ایک اشتر نے کہا کہ
 وہی شخص ہے کہ جب امام حسنؓ و امام حسینؓ کو دیکھو کہ ہرے فوسے اٹھانے لپٹے ہیں تو لوگوں کو اپنی بیعت و ملازمت کی طرف قریب
 رہی اور کہا کہ جناب امیرؓ کے ساتھ اتفاق کرنے میں غرض ابو موسیٰ نے اقرار کیا کہ ان تب بھی بات رقی میں آئی
 قیس و کنراج تک اسی روز کی آتش میں جل رہا ہوں اب میں اس واقعے میں تمہارا یا ہوں۔ غرض جب امر
 خلافت مصلحت اور حکم کے حکم پر قرار پایا۔ جناب امیرؓ اور ایمان عراق اور معاویہ اور ان کا یہ شام ہر دو لشکر
 در میان مجلس کر کے جمع ہوئے تا قیامہ لگیں۔ عبد اللہ بن ابی رافع جو امیر المومنین کا کاتب تھا امور ہر اک
 اسباب میں چند سطرین تحریر کریں۔ اسنے تحریر فرمائی کہ اللہ مقدر کیا کہ ہذا املا صلح علیہ امیر المومنین
 علی بن ابی طالبؓ معاویہ بنی کہا کہ میں کیسا بڑا آدمی ہو گا کہ ہمارے قریبی امیر المومنین بازن اور ہر نے
 معاہدہ کر دیں۔ عمر بن قیس نے کہا کہ لفظ امیر المومنین کو مجھ کے لفظ اسنے نام اور انکے والد کے نام پر لکھا
 کیئے اخیاف بن قیس نے جو حضرت امیرؓ کے لشکر میں تھا اسباب میں اسناد کیا۔ جناب ولایت آپؓ نے فرمایا

خلافتِ حضرت علی

7-2

مکرو حیلے پیش آنا اہل شام کا حضرت علی سے

کہ اللہ اکبر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی مقدمہ حدیث کے روز میرے ہاتھ پر واقع ہوا لیکن جب صلح نامہ لکھنے کے لئے مجھے حضرت کا حکم ہوا میں نے لکھا کہ یہ صلح نامہ ہی طرف سے محمد رسول اللہ کے کے والوں کے ساتھ مہیل بن عمرو نے لکھا کہ لفظ رسول اللہ محمد کے محمد بن عبد اللہ تحریر کیجئے۔ کیونکہ اگر ہم ابوہریرہ کے ساتھ لکھیں گے تو اللہ کے لئے ہے اور غرہ بجالانے سے مانع ہوتا ہے تب جناب رسالت آپ نے فرمایا کہ یا علی اصفح فان للک یوماً کیونکہ میں ہذا ایسے ہی علم اسکو جو کیجئے کہ تیرے واسطے بھی ایک روز ایسا ہی آئیگا جیسا یہ میرا روز ہی نہیں ایسی عید اللہ یہ وہی روز ہی کہ خبر صادق نے جسکی خبر دی اب معاویہ کی جتنی مرضی ہی وہی ہی لکھ دیجئے۔ تب اللہ نے اس طرح لکھا کہ ہذا ما صلح علی بن ابی طالب و معاویہ بن ابی سفیان اسکے بعد اسکا خط اللہ مضمون یہی تھا کہ جناب امیر اور اہل حجاز اور اہل عراق جو انکے دوست ہیں۔ اور معاویہ اہل شام جو اسکے حق گزار ہیں۔ یہ بات قبول کی کہ تم قرآن پر فاتحہ سے خاتمے تک عمل کریں۔ اور اسکے مضمون سے نہ گزریں زندہ کریں اسکو کہ قرآن مجید جسکو زندہ کرنا ہی اور مارین اسکو کہ قرآن کریم جسکو مارتا ہی۔ علی مرتضیٰ اور انکے شیعہ لیجئے احباب اس بات پر راضی ہوئے کہ ابو موسیٰ اشعری اسباب میں حاکم اور ناظر ہے۔ اور معاویہ اور اسکے اتباع اس بات پر راضی ہوئے کہ اسکے قبائل سے عمر بن عاص حاکم و ناظر ہے۔ انہی۔ علی مرتضیٰ اور معاویہ بن ابی موسیٰ اور عمر بن عاص سے عہد و میثاق کیا کہ قرآن مجید کو اپنا پیشوا تھہرا دیں۔ اور مضمون کلام ربانی سے تجاوز نہ کریں جو کہ قرآن مجید میں مسطور ہے اسکے مطابق حکم فرمادیں۔ اور جو اسکا مطلوب ہو اور کتاب اللہ میں وہ پایا جائے سنت نبوی کی طرف رجوع کریں اور قصد افتخار سنت نبویہ کے برخلاف عمل نہ کریں۔ وے ہر دو حکم نے بھی حضرت امیر اور معاویہ سے عہد و پیمان لیا کہ انکے حکم سے جو کتاب بہت کے مطابق ہو عدول نہ کریں۔ اگر یہ ہر دو حکم حکم کرینگے انکے افسے کوئی ایک فوت ہو جاوے تو جناب امیر اور معاویہ کے توابع دوسرے کیسے جو اہل عدل و صلاح سے ہوا اسکی جگہ پر نصب کرے اور ہر دو حکم کو رمضان شریف تک ہر ملت ہی کہ اس عرصے میں حکم کریں اگر اس مدت میں اور خلافت کو کسی پر قرار نہ دیں اور کسی کریں فریقین کو جنگ و قتال کا اختیار ہی۔ اور جسے اس امر میں ظلم و فساد اور خلاف کرے گا سب امت اسکے دفع شر میں اتفاق کریں۔ جب صلح نامہ تمام ہوا اسپر گواہان ثبت کہیں کہ شہید علی ما فی ہذا الکتاب الحسن والحسین ابناء علی و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن جعفر بن ابیطالب و اشعث بن قیس اور مشاہیر کی ایک جماعت نے جو حضرت امیر کی ملازم تھے۔ اپنے نام لکھ وئے۔ اور اہل شام کی ایک گروہ بھی اپنی گواہی ثبت کی۔ اور آخر صحیفے میں مرقوم ہوا کہ کتبہ یوم الاربع ثلاثہ عشر من صفر سنہ ثلاثین و ستمیج۔ روایت ہی کہ اشعث بن قیس نے مالک اشتر سے التماس کی کہ تیری گواہی بھی ثبت کیجئے۔ اسنے جواب دیا کہ مالک کا داہنا ہاتھ کتبہ کا

خلافت حضرت علیؑ :۔۔۔۔۔ نمبر ۱۰ : مکرو حیجہ پیش آنا اہل شام کا حضرت علیؑ سے

ادبایان ناختم بن ہرجاؤ سے اگر اپنا نام اس کا غنہ بن گئے۔ اشعث نے کہا کہ جب تک تو اپنا نام اس میں نہ کیے میں ترے سے راضی ہوں گا۔ مالک نے کہا کہ تو کون شخص ہی اور میری کیا راضی خواہ تو میرے سے راضی رہے یا نہ اس مجلس میں تو مرداروں کی ایک جماعت جینی مدی بن حاتم طائی و غیرہ حاضر تھے اشعث نے کہا کہ غلامے عرب کی خوست میں نظر رکھتا ہوں۔ والا جواب لایق دیا ہوا۔ مالک نے کہا کہ میری شہزادان سے تیرے ہی اور میری سان تیری سان سے غنہ اور میرا قبیلہ ترے قبیلے سے بیشتر اور میں اکثر ترین کا دوست ہوں تو تیرے اور چند کلمات بحث زبان پر رہے۔ اشعث نے ہر ہم ہو کے اپنی تردید کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مالک اپنی شمشیر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور ابیم بن مالک بھی اپنی شمشیر کا نام سے کہتے تھے مالک نے اپنے فرزند کو نصیحت کر کے اشعث کی طرف متوجہ ہوا وہ کہنے لگا کہ اہل تو نے اگر وہ سے اسلام قبول کیا اسکے بعد اپنی گافروں اور بدعت پرستوں کے دین باطل کی طرف رجوع کیا میرا جان کے اندیشے سے مسلمان ہوا جب مالک کا کلام بیان تک پہنچا اور یہ خبر حضرت امیر کو پہنچی مالک کو اپنے پاس بلو کے فرمایا کہ اہی مالک تو اس قوم کے ساتھ دھار کر جیسا میں کرتا ہوں حضرت مخیر صادق نے مجھ کو خبر دی ہی کہ اشعث سے میرے بڑے اور اسکی اولاد سے میری اولاد کے نسبت کیا کیا معاہدہ ہو گا۔ جناب امیر کا یہ کلام اس بات پر مشور تھا جو اشعث نے کر بلا میں حضرت امام حسین سے قتال کیا اور اسکا پر محمد بن اشعث نے اس جناب پر پانی بند کیا تھا عرض جب چند ماہ گئے مالک نے اشعث نے اسکو اپنے ہاتھ میں لیکے قبائل عرب کے پاس جو اس لشکر میں تھے لگیا۔ جب قبیلہ عرب اسکے مضمرین سے واقف ہوئے اننے دو ہزار دن نے بلند آواز سے کہا لا طاع الا للہ میرے لشکر شام کے ساتھ قتال کرنے لگا بیان تک کہ ہر دو مارے گئے۔ جب اشعث نے قبیلہ مراد پر حملہ کیا وہ تمام صالح بن شقیق نے جو ایک فاضل تھا کہنے لگا لا طاع الا للہ کو و لو کو و البشر کون اور اکثر قبائل متفق ہوئے اشعث کو گت مرزقش کی۔ اور کہتے ہیں جناب امیر کے لشکر سے ایک شخص نے جلد اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے پانی مانگا جب پانی لیا پلا اور معاویہ کے لشکر پر حملہ کیا اور یہیت سے لوگ کو زخمی کر کے راجت کی۔ پھر پانی مانگنے کے چا اور حضرت علیؑ کے لشکر پر حملہ کر کے کئی تن کو زخمی کیا ایسا ہی کہیں ایسے لشکر پر کہیں اس لشکر پر حملہ کرتا اور کہتا تھا کہ ایسا کائنات میں علی مرتضیٰ اور معاویہ اور حکمین سے بڑا ہوتا حکم نہیں مگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو و لو کو و البشر کون اور جس مرتبہ کہ حضرت امیر کے لشکر پر حملہ کیا مارا پڑا پہلا راجی جو مقتول ہوا وہی تھا۔ اقصیٰ نام مصباحت کے بعد حضرت امیر نے کوسے کی طرف اور معاویہ نے شام کی طرف روانہ ہوئے اور یہ بات قرآن پائی کہ انجوسی اشعری حجاز اور عراق کے اکابر کے ساتھ اور محمد بن حاتم شام اور عرب کے علما کے ساتھ فدومہ الجندل میں جو عراق اور شام کے درمیان واقع

خلافت حضرت علیؑ ۲۰۹ جمع ہونا فریقین کا دومتہ الجندلین

ہی اسکے جمع ہو دیں۔ اور ہر دو متفق ہو کے اور خلافت میں حکم کریں۔ جناب امیر نے شریح بن ہانی کے ساتھ اپنے خواص سے پانچ ہزار نفر کو دیکے حکم فرمایا کہ دومتہ الجندل کی طرف جا دیں۔ اور عبداللہ بن عباس کو حکم کیا کہ انکے ہمراہ رہے۔ اور معاویہ نے ابوالاعور السملی اور شریح بن سمطہ الکندی کے ساتھ لاکھ لاکھ کے عمرو بن عاص کے ہمراہ کیا۔ کہتے ہیں کہ اثنائے راہ میں عبداللہ بن عباس اور اخف بن قیس نے ابو موسیٰ اشعری کو نصیحت کر کے کہا کہ عمرو بن عاص کی باتوں پر فریفتہ نہ ہو جائے اور حکم کے باب میں کسی طرح سے اپر سبقت نہ کرے۔ ابو موسیٰ نے قبول کر کے ان ہر دو کو مطمئن کیا۔ لاکن جب وہ نہایت مرد ستادہ تھا آخر عمرو بن عاص کے فریب میں آگیا چنانچہ اسکا بیان اب لکھا جاتا ہی جمع ہونا فریقین کا دومتہ الجندلین اور جو کہ واقع ہوا درمیان ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص کے کہتے ہیں کہ جب ہر دو فریق دومتہ الجندل میں آکے قرار پاسے۔ عمرو بن عاص نے ابو موسیٰ اشعری سے ملاقات کر کے اسکو آپ پر تقدیم دی۔ اور کہنے لگا اے میرا دراز می گنجی اب بیٹھے تیری نزدیکی سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس امر میں برکت نہ دیوے جس میں تفریق کا سبب ہو۔ پس عمرو بن عاص ہر روز اسکی خدمت میں آتا اور اسکی تعظیم و تکریم میں بڑا مبالغہ کرتا اور اسکے روبرو دوزانو تھکتا اور مسایل پوچھا کرتا۔ جب ابو موسیٰ سوار ہوتا وہ اسکی رکاب پکرتا۔ جب وہ مجلس سے اٹھتا انخلین اسکے آگے رکھتا۔ اور کہتا کہ سبقت اسلام اور علم و عمل کی فضیلت تمکو اس درجے میں ہی کہ اجاتے روزگار سے کیسکو میسر نہیں۔ عرض ایسے ہی حیلہ و تدبیر سے اسکو اپنے فریب میں لایا۔ جب بہت ایام گزر گئے۔ اور ہر دو حکم سے کوئی حکم صادر نہ ہوا۔ لوگ طویل اور تنگ دل ہوئے ہر دو حکم سے کہنے لگے مدت مدید منقضی ہوئی اب تک خلافت کے باب میں تم نے کچھ حکم نہ کیا ہکو اسبات کا بڑا خطر ہے کہ کہیں وعدے کے ایام گزر جانے سے پھر فریقین میں قتال برپا نہ ہووے۔ تب ہر دو حکم نے لوگوں کو تسکین دیکے خلوت میں تدبیر آغاز کی عمرو بن عاص نے ابو موسیٰ سے کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض درجہ میں تو نے میرے سے آگے مشرف ہوا ہی اور دنا نامرد و گرم آزما یا ہی یقین جانتے کہ میں تیری ضوابط سے تجاوز نہ کرونگا۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر نے صلاح و عفت سے آراستہ اور علم و عمل سے پیراستہ ہی اور اندون گوشتہ اختیار کیا ہی اور جنگ و جدال سے دوری لی اور اپنی نژاد کو کیسے خون سے آلودہ نہ کیا ہی۔ میں اسکو لایق خلافت کے سمجھتا ہوں۔ عمرو بن عاص نے پوچھا کہ معاویہ کے باب میں تو کہا کہتا ہی۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ معاویہ خلافت کے لایق نہیں۔ اور بھی کوئی شخص کا نام لینا ابو موسیٰ نے کیسکو پسند نہ کیا آخر عمرو بن عاص نے یہ بات تمھاری کہ ہم ہر دو متفق ہو کے علی رضی در معاویہ کو حکومت سے معزول کر دیں اور استقرار خلافت کا ہم شوری کے تجویز کریں تاوے جسکو

خلافت حضرت علیؑ ۴۱۰ حج ہونا فریقین کا دوسرا الجندل میں

مناسب جاہن خلیفہ مقرر ہوئے۔ ابو موسیٰ نے یہ بات پسند کی۔ جب اسے مکان آیا عبداللہ بن عباس نے اس کے ساتھ خلوت کر کے فرمایا کہ ای ابو موسیٰ واللہ میں گمان کرتا ہوں کہ عروبن حاص نے تجھے قریب دیا ہی اب میری اتناں ہی ہی کہ تم ہر دو حیات براتفاق کرین تو ہرگز اسباب میں اقدار نہ کیجئے کیونکہ وہ صاحب غیرہ بنی۔ مجھے اسات کا برا اندیشہ ہی کہ ایک امر متفق طہرین و اقدام کر لیا تو وہ نیز خلافت کو بھیجے گا تب ایک ایسا فساد پیدا ہو چکا کہ کوئی اسکا تذکرہ نہ کر سکیگا۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ ہم ہر دو نے ایک ایسی بات براتفاق کیا ہی نہ ایک دوسرے کی مخالفت کو گنجائش نہیں۔ غرض دوسرے روز ابو موسیٰ اور عروبن حاص باہر لوگ مسجد طاع میں فراہم آئے ابو موسیٰ نے عروبن حاص سے کہا کہ منبر پر سوار ہو کے وہ مات جبریم نے اتفاق کیا ہی لوگوں کو سنا دیکھے۔ عروبن حاص نے کہا کہ میں ترسے بقیہم کروں گا کہ تو میرے سے غرضین طول واد فضل ہی۔ تب ابو موسیٰ نے ہاے منرا کے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ادا کی اور حضرت برادر و تبرا پھر کہنے لگا تو گورما جاوہر ایک بہتری اسی میں پائی جاتی ہی کہ علی رضی اور معاویہ کو حکومت سے معاف رکھیں اور اس امر خطیر کو ترسے کے تحویل کرین تا کہ حکومت کے سزاوارد سمجھیں اور ایسا اصلاح کار سوچیں اسکو اختیار نہ کریں۔ میرا ہی انگوٹھی انجلی سے نکل کے کہنے لگا کہ میں نے علی رضی اور معاویہ کو حکومت سے عزل کیا ہی جیسا کہ یہ انگوٹھی اپنی اعلیٰ سے نکلی یہ ہول کے منرا سے اترا اور عروبن حاص نے منبر پر چڑھ کر کہا کہ اس شخص نے اپنے صاحب کو خلافت سے عزل کیا جیسا کہ سب لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ اور میں نے اپنے صاحب کو بیٹھے معاویہ کو خلافت پر مقرر کیا کیونکہ وہ عثمان بن عفان کا ولی اور اس کے قصاص کا طالب اور خلیفہ مظلوم کی مسند پر بیٹھنے کے لئے سزاوار ہی۔ یہ زمانہ نام بات اسکی زبان سے نکلنے ہی لوگوں جیسا شور و فضاں ہوا۔ ابو موسیٰ نے عروبن حاص کو دشنام دیکے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے توفیق نہ دی کہ تو نے فہم کیا اور میری مخالفت کی تو اور میرا فرداد ایسا نہیں بنا واما جیٹلٹ و سئل الجبار و جمل استغفار عروبن حاص ہی اسکے جواب میں ہی کہا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا کاش ہی ابو موسیٰ تو نہ ہو اگر آپا حکم کرنا۔ شرح بن ثانی نے عروبن حاص کے سر پر تادیب ڈالا۔ لوگوں نے درمیان آگے اسکو تسلی دی۔ اور شرح ہمیشہ ناصت کرنا تھا کہ عروبن حاص کے سر پر بچاے تا زمانہ میں ترمار سے کہنے نہ مارا۔ بچنے حصار مجلس نے آواز بلند سے کہا کہ کھنکھ کر اللہ ابو موسیٰ اور عروبن حاص کو حکم خداوندی کے ساتھ کیا اختصا ص اور اہل عراق سے ایک جماعت جاری کر نیام سے ترمار بن کینج کے منبر کے پاس قتال آغاز کریں پھر عدنی بن خاتم طائی نے مانع ہو کے کہا کہ تمام وقت کے بلا حکم قتال جائز نہیں۔ اور یہ مقدمہ اہل جہاز پر خصوصاً بنی ہاشم پر نہایت گراں آیا۔ اور ایک جماعت نے ابو موسیٰ کو سب دشنام کر کے کہا کہ امیر المؤمنین کو تیری حافت سے خبر تھی اسکو اسطے تجھے حکم شہر انکو کر دیا کہ تھے۔ جناب دلائل باب کے متبع کی ایک جماعت نے ابو موسیٰ کو مار ڈالا جانا اسے بہت جلدی سے کوٹھ

خلافت حضرت علیؓ ۱۱۴ محمد بن ابی بکر و مالک اشتر کا قتل

ایک طرف فرما لیا۔ عمرو بن عباس اور ابوالاعور اپنے تابعوں کے ساتھ معاویہ کے پاس جا کے خلافت کا سلام کیا۔ اور عبداللہ بن عباس اور شریح بن ہانی نے اپنے موافقین کے ساتھ حضرت امیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سب مرکز نشین ظاہر کی محمد بن ابی بکر اور مالک اشتر کا قتل نقل ہی کر جناب امیر نے مصنفین کی طرف تشریف فرمانے کے آگے قیس بن سعد عبادہ کو مصر کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابی بکر کو اسکی جاسے پر روانہ کیا تھا۔ جب محمد بن ابی بکر شہر مصر کو پہنچا۔ قیس نے حکومت اسکی سپرد کر کے اس ملک کے ضبط و نسق کے باب میں اور فلان فلان کی دلجوئی اور خاطر داری کر نیکے مقدمے میں نصیحت کی اور حضرت امیر کی خدمت میں حاضر ہو کے آپ کے ہمراہ رکاب مصنفین کی طرف روانہ ہوا۔ جب محمد بن ابی بکر نے مصر کی حکومت پر تسلط ہو کے اس ملک کے تنظیم و تنسیق پر کمر باندھی۔ مصر میں ایک شخص معاویہ بن خدیج نام جناب امیر کے سخت دشمنوں سے تھا جنگ صفین آخر ہوا اور حکمیں کا قصہ بھی وقوع میں آیا۔ معاویہ بن خدیج نے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ طلب کرنے میں اٹھا اوباشوں کی ایک جماعت بھی اسکے ہمراہ ہوئی سو اس ملک میں ایک شور اور فتنہ پیدا ہوا۔ محمد بن ابی بکر نے یہ احوال حضرت امیر کی خدمت میں لکھا۔ حضرت امیر نے مصنفین سے مراجعت کرنے کے بعد مالک اشتر کو جزیرے کی حکومت پر بھیجا تھا جلد اسکو بلوا کے اسباب میں مشورت کی کہ محمد بن ابی بکر کو ابھی خبر نہ پہنچی۔ پس کسکو دمان بھیجا جائے۔ مالک نے کہا کہ اس ملک کی فرمان روائی کے لئے قیس بن سعد ہی بہت مزا دار ہے۔ لاکن حضرت علیؓ نے جب اسکو بلے سب معزول کیا تھا پھر دمان کے جانے پر راضی ہوا۔ اسلئے جناب امیر نے اسکو آذربائیجان کی حکومت پر روانہ کر کے۔ مالک اشتر کو فرمایا کہ مصر کی حکومت تجھے مزا دار ہی ہے۔ مالک اشتر حکم کے ساتھ تری جلدی سے مصر کی طرف روانہ ہوئے یہ خبر شام میں معاویہ کو پہنچتی ہی درطہ اضطراب میں پڑا کیونکہ یہ سوچا کہ کونے کی طرف سے جناب امیر اور مصر کی جانب سے مالک اشتر فوج کشی کر آویں تو شام میں اقامت مشکل ہو جائیگی آخر یہ تدبیر سوچی کہ مالک کو دعا سے ہلاک کرے مصر کے راہ میں ایک قریہ واقع تھا اس میں ایک دھقانی جو معاویہ سے دوستی رکھتا تھا اقامت کی تھی تری جلدی سے اسکو لکھ بھیجا کہ مالک اشتر مصر کی طرف جانے وقت البتہ ترے قریے پر سے گزرے گا تو اسکی استقبال جا کے اسکے ساتھ تری محبت سے پیش آئے اسکی ضیافت کیجئے۔ اور ہر جیلہ و تدبیر اسکو زہر دیجئے۔ یہ خط اس دھقانی کو پہنچتی ہی اسنے انتظار میں تھا جب مالک اس نواح میں پہنچا اسکے استقبال جا کے تری تکریم اور محبت سے پیش آیا اور گھر لاکے اتارا۔ اور خوارج کا ذکر درمیان لاکے انکی تری شکایت اور مذمت کی اور کہا کہ ہم سب ترے سے شہید و جوارہ کے محتاج تھے غرض شہد میں زہر ملا کے اسکو کھلا دیا مالک اشتر نے اسبوقت رحلت کی۔ جب اسکے رحلت کی خبر کدورت اشتر حضرت امیر کو پہنچی تری در دلال دار و خاطر ہوا بے اختیار رو دئے۔

خلافت حضرت علیؑ ۴۱۲ اٹھائیسویں سال کے وقایع

اور محمد بن ابی بکر کے نام سے ایک نام اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ میں نے بڑی جاہ پر جو مالک اشتر کو روانہ کیا اس کا سبب کچھ ترسے تصور و فتور کا نہیں بلکہ میں نے چاہا کہ تجھ کو ایسے ملک کی حکومت پر روانہ کروں جس کا فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو اور تو فارغ اہل امام سے و مان گذار نہ بنے۔ خیر تو اٹھاے راہ مالک اشتر کی رحلت ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو بخیر سے۔ چاہئے کہ تو اپنے مسند حکومت پر ٹھکن رہے تو ہی ہر شہادت سے خزانہ روای کیجئے اور دشمن کے مقابلے سے پس پانہو سے ہر امر میں اللہ تعالیٰ سے استعانت کیجئے وہی تیر کا فعل عبادت و کافرانہات ہی اسے پردہ غیب سے جو ظہور نہیں پایا چاہر راضی رہا چاہئے والسلام۔

فعل ہی کہ مالک اشتر کی رحلت کے بعد جب خراج کا فتنہ بدو یا۔ اور امیر المومنین اس کے دفع شر کی طرف متوجہ ہوا تو فرمودہ جتا۔ معاویہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ جنگ صفین کے وقت عمر دین حاص سے جو وعدہ کیا اس کے موافق اس کے ساتھ چھ ہزار کا لشکر دیکھ معرکہ شہر پر روانہ کیا۔ عمر دین حاص نے جب مصر پہنچا معاویہ بن شجاع جو مصر میں فتنہ برپا کیا تھا اپنا لشکر لیکے عمر دین حاص کا رقبہ ہوا۔ محمد بن ابی بکر کا لشکر اس کے ساتھ مقابلہ کیا آخر محمد بن ابی بکر کے لشکر کو شکست ہوئی لوگ متفرق ہو گئے معاویہ بن خویج نے اس کو قتل کیا اور اس کے جسد مبارک کو جلا ڈالا انا نبیہ وانا الیر راجون۔ پھر عمر دین حاص معرکہ حکومت پر قرار پایا۔ اور بعض روایات میں کہا ہے کہ جب عمر دین حاص نے مصر پہنچا محمد بن ابی بکر نے حضرت امیر کی خدمت میں اس کے احوال سے اطلاع دیکے مدد طلب کی۔ آپ نے ہر چند کہ فیرون کو اس کی عانت پر تر غیب و تحریریں دیں وہی پر دے بد مضمون نے قول دیا کیا جناب امیر کو بڑی برنجیدگی ہوئی سو رو بقلہ ہو کے یہ دعا کی کہ الہی اس قوم پر ایسے شخص کو مسلط کر کہ ہرگز ان پر تر نہ کرے۔ انکی دعا مقرون اجابت ہوئی سو بقلہ جیہر داسی شب حجاج بن یوسف ظالم پیدا ہوا کہ فتنوں کو اس کے ہاتھ سے جو بیچ بیچا سو شہور ہی۔ القصد جب محمد بن ابی بکر کے قتل کا واقعہ جا کر ان جناب امیر کے گوش گزار ہوا۔ بہت محزون طول ہوئے۔ ان دنوں عبداللہ بن عباس جو بصرے کی حکومت پر تھے ان کے نام سے ایک مکتوب تحریر فرمایا اور امین اپنی کدورت اور دیل مکی ظاہر کی انہوں نے زیاد بن ابیہ کو اپنی نیابت دیکے بصرے سے کہنے کی طرف راجت کی اور اپنے ولین یہ قرار دیا کہ امیر المومنین کے جناب سے پھر مفارقت اختیار نہ کروں ہجرت سے اٹھائیسویں سال کے وقایع فوجیں روانہ کرنا معاویہ کا جزیرے اور یمن و حجاز عراق کی طرف کہتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر کی شہادت اور عمر دین حاص ملک مصر چلے جانے کے بعد جناب امیر کے امور خلافت میں محمود داخل ہو دیا معاویہ نے عبداللہ حضرمی کو بصرے کی تہذیب پر نامزد کر کے روانہ کیا ایسے جب بصرہ پہنچا۔ زیاد بن ابیہ جو عبداللہ بن عباس کی طرف سے دیا گیا حاکم تھا مقابلے کی طاقت نہ پاسکے قتل ہو گیا۔ جب کہنے میں امیر المومنین

سر کی جلیت کے
حوالے سے

بے اثر کرلو
میں سے محمد بن

اس بات کی اطلاع ہوئی آپ نے امین بن مخاشع کو اسکے جنگ پر روانہ کیا۔ جب اسے جانے لگا اس سے
مقابلہ کیا عبداللہ بن حنفیہ نے اس پر فتح پانے کے اس کو قتل کر دیا۔ اسکے بعد امیر المومنین نے حارثہ بن قدامہ کو روانہ
فرمایا اسے بصرہ پہنچا اسکا مقابلہ کیا جنگ شدید واقع ہوا عبداللہ بن حنفیہ نے ہزیمت پانے کے ایک قصر بلند
میں جا کے پوشیدہ ہوا اور اسکے راہین اور دروازے بند کر دیئے۔ حارثہ نے حکم کیا کہ اس عمارت کو آتش
دین پس عبداللہ اور اسکے اتباع سب کے سب جل گئے۔ **ہجرت سے اچالیسویں سال کے**
وقایع اس سال میں معاویہ نے نفعان بن بشیر انصاری کے ساتھ دس ہزار کافکروں کے عین التمر کے
تخت پر روانہ کیا اس وقت حضرت علی کی طرف سے مالک بن کعب و مانیکا حاکم تھا جب عین التمر کے لوگ
کم خے شامیوں کی کثرت کو دیکھ کر فرار ہوئے۔ مالک نے تھوڑے لوگ کے ساتھ قطعے میں پناہ لیکے
ایک قاصد کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجا اور مدد طلب کی۔ جناب خلافت مآب نے چاہا کہ مدد روانہ
کرے لاکن کو فینوں سے کسی نے بھی قبول نہ کیا۔ مالک نے جب دیکھا کہ مدد آنے میں تیری دیری ہوئی
آخر وہی شخص جس کے ساتھ جو اسکے ہمراہ تھے قطعے سے باہر آئے جنگ شروع کیا شام تک قتال جاری تھا۔
ایسے میں عبدالرحمن بن خنفیہ اپنے باپ کے حکم پر مالک کی مدد پر پہنچا۔ نفعان کو یہ تصور ہوا کہ مالک کی
مدد پر لوگ بہت آتے ہیں گھبرا کر شام کی طرف رجعت قہقری کی۔ اور اسی سال میں معاویہ نے چھ ہزار
سپاہ کے ساتھ سفیان بن عوف کو سرحداری دیکے انبار پر روانہ کیا وہ شہر سواد عراق سے رہی جب سفیان
انبار پر پہنچا حسان نے جو دمان کا حاکم تھا اسکے ساتھ مقابلہ کر کے مارا گیا۔ شامیوں نے انبار کو سحر کر کے
غارت کیا۔ جب یہ خبر جناب خلافت مآب کو پہنچی۔ تبیس بن سعد کے ساتھ شجیعوں کی ایک فوج دیکے
روانہ فرمایا۔ وہ تری جلدی سے روانہ ہوا حدود شام تک جا کے دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔ کیونکہ شامیوں نے
جو بہت سا مال و متاع غارت کیا تھا بلا توقف اپنے وطن میں جا کے پہنچ گئے۔ غرض معاویہ نے ایسا ہی اور
کئی شہروں میں اپنے تابعوں کو روانہ کیا جناب امیر کی طرف سے جو عامل اور حاکم مقرر تھے انکے ساتھ جنگ
جدال واقع ہوا کبھی فتح ادھر تھی کبھی ادھر۔ اور اسی سال معاویہ نے ایک سردار کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا
تا مصر اور مغرب کے لوگوں کو ساتھ لیکے حج ادا کرے۔ اس وقت قثم بن عباس جو حضرت امیر کی طرف سے
مکہ معظمہ کا حاکم تھا اسکو امیر حجاج ہونے سے منع کیا اسلئے فریقین میں جنگ برپا ہوئی والا تھا لاکن مکہ میں
کہا کہ حج کے ایام میں ہم خون ریزی ہونے نہ چکے۔ آخر انہوں نے شیبہ بن عثمان کو مقرر کیا کہ سب کو گنا
مقتدا ہو کے مناسک حج پر قیام کرے۔ **خارج کا جنگ** نقل ہے کہ جب حضرت علی نے ابو موسیٰ
اشعری کو دومۃ الجندل کی طرف بھیجا چاہا۔ خرئوس بن زہیر اور زرع بن مالک نے انکے عرض کی کہ

خلافت حضرت علیؑ ۱۱۰۴ھ خوارج کا جنگ

ابو موسیٰ کو حکم ٹھہر کے نہ بھیجئے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ جب میں نے عہد کر چکا۔ اور عہد نامہ میری لکھا گیا اور
 طرفین کے عہدیدار کا برکی گواہیاں بھی اس پر ثبت ہوئیں اب کس طرح اس کا خلاف کیا جا سکا۔ عہد شکنی تو جائز
 نہیں اللہ تعالیٰ فرمائی **وَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ إِذَا عَاهَدْتَ** اے ابن اکرم اور سب خوارج کہنے لگے کہ ابو
 موسیٰ اشعری کو نہ کیجئے بلکہ اب لشکر آرام پایا ہی پھر سامیوں سے جنگ برپا کیجئے۔ جناب امیر نے فرمایا
 کہ سامیوں نے جب مسخون کو نیزوں پر چڑھایا۔ میں نے کہا یہ بھی اسکا جیلہ ہی تم اور ایک ذوات جنگ
 کرو کہ اسید فح کی ہی۔ تب تم نے میرا قول نہ کیا۔ آخر میں نے علاج ہو کے چھین ٹھہرانے پر راضی ہوا
 تب ایک شخص نے کہنے لگا یا امیر المؤمنین ان لوگوں کی جمعیت زیادہ ہو گئی ہے۔ اور سب تکلم کے آپ
 کی تکفیر کرتی ہے۔ اگر آپ ان کے کہے موافق اس سے باز نہ آویں تو یہ آپ سے قتال کرینگے۔ حضرت امیر نے
 فرمایا کہ اب اسے بھی جنگ کرنا مجھے حال ہوا۔ غرض یہی اختلاف تھا کہ ابو موسیٰ نے دوتا محمد لیا گیا۔ اور
 اسے عمرو بن عاص کے فریب میں اس کے حکم کیا اسکی خبر کو نے کو آتی ہے۔ خوارج بیت خوش ہوئے اور
 کہنے لگے کہ اب جناب امیر کا خون مباح ہے پھر سپہوں نے متفق ہو کے یزید بن حصین کو اپنا سردار مانا ہوا
 اسے قبول نہ کیا پھر یزید بن ابی اس سے الناس کی وہ بھی قتل نہ کیا آخر **عبد اللہ بن وہب**
 کو اپنا امیر بنا کے اس سے بیعت کی۔ ان مردود و احمقوں کا یہی وعدہ تھا کہ جب تکین کے حکم کرے ہر طریقہ
 لوگ راضی ہو کے حکم ٹھہراے ابوقت محمد و تکفیر ہوئے۔ لیکن کتاب اللہ کے موافق حکم کی کسی جو شرط تھی
 اور دوسے برخلاف کتاب اللہ حکم کرنے کے سبب حضرت علی جو اس پر راضی نہ ہوئے ان نہ تیاروں کو سپہ
 نظر نہیں **نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْعِصَاوَةِ وَالْغَوَايَةِ** قصہ کو ناہ سب خوارج نے اس بات پر اتفاق کیا کہ
 کرنے سے ٹھکر نہرواں پر جانے کے جمع ہو دیں۔ اور جناب امیر پر امر معروف کریں اگر انہوں حکم ٹھہراے
 فعلی کفر سے تو کریں بہتر والا اسے جنگ نہ کرنا کریں تو ذی اللہ نہا پس سب کرنے سے بکے نکلنے میں شہرت
 اور مغز کا خطر جان کے دو دو چار چار شہر سے اپنا منہ کالا کرنے لگے اور لہر کے کے خوارج
 کو بھی ایک نامہ لکھا کہ ہم ہزدان پر جا کے جمع ہوتے ہیں تم بھی جلد و دان اس کے ملحق ہو جاؤ۔ پس اس
 سے بھی پانسو خارجی ہزدان کا قصد کر کے نکلے۔ ان خالوں کا تو یہ تشدد تھا کہ اٹھانے راہ جنگ
 اپنا مذہب ظاہر کرنے اگر وہ شخص قصہ تکلم سے انکار کرتا اور ان کے ساتھ ملحق ہوے۔ اور یہ خبر امیر المؤمنین
 کی خدمت میں پہنچی آپ نے ان کے سردار ہذا کے نام سے یہ نامہ رقم فرمایا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**
مِنْ عَلِيِّ بْنِ ابِی طَالِبٍ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ الرَّاصِی وَیَزِیْدِ بْنِ الْحَصَنِی وَمَنْ
يَتَّبِعُهُمَا سَلَامٌ عَلَیْكُمْ فَاِنَّ الرَّجُلَیْنِ الذِّیْنِ اِذْ تَضَمَّنَا مَا خَلَفْنَا كِتَابَ اللّٰهِ وَاتَّبَعَهُمَا

ہوا تھا بغیر ہدیٰ فلما لم یجلا بستانہ ولم یحکم بالقرآن وتبرانا من حکما نحن
 علی امرنا الاول فاقبلوا وحکم الله الیانا فانما سبنا فی عذونا وعدوکم لنعوقد
 الحجاز ثم حتی یحکم الله بیننا وهو خیر الحاکمین جب یہہ بکوت خوارج کو پہنچا دے نہ ہجرت
 نے کتنی ہو کے یہہ جواب لکھا کہ آپ جب ہند امین حکیم حکمین پر راضی ہوئے اس وقت ہجرت کو تقرر ہو
 اگر اس سے توبہ کریں بہتر والا ہم انکو امر معروف کریں گے اور راہ راست پر بلائیے آپ قبول کریں ہم آپ کے نان
 ہونگے والا آپ سے جنگ کریں گے۔ جب ان گمراہوں کا جواب جناب ولایت مآب کو پہنچا نہ انکے راہ صواب
 پر آنے سے مایوس ہوئے۔ اور چاہے کہ ان اشقیاء کو بالہند انکے حال پر چھوڑ دیکے غنان غنمت شام
 کی طرف معطوف کریں اور از سر نو معاویہ کو گوشائی دیں۔ پس کونے سے نکلے موضع نخلہ کو لشکر گاہ
 ٹھہرایا اور اپنے یاروں کو حکم فرمایا کہ سفر کا تہیہ کریں۔ اور مالک محروسہ کے اطراف و انکاف کے غائبو کو
 پروانجات روانہ فرما کے شعیبوں اور جو از دون کو بلوایا اور آپکا فرمان جب عبد اللہ بن عباس
 کو پہنچا انہوں نے بصرے سے ساتھ ہزار تیغ زن کا لشکر لیکے موضع نخلہ میں ہوئے۔ اور چو طرف کی جو قومیں
 فراہم آئیں انکا شمار اسی ہزار آدمی سے زیادہ ہوا۔ ایسے میں یہہ خبر آئی کہ خارجیوں نے سواد عراق میں
 قتل اور غارت کا ماتھہ دراز کیا ہی اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے انکو غفلت اور حرمان ماتھہ دنی
 ہی۔ انکا ظلم اس درجے کو پہنچا ہی کہ عبد اللہ بن جناب بیکت رفیق کو ہمراہ لیکے راہ سے چلا تھا ان خارجیوں
 نے اپنا مذہب ان پر عرض کیا دے ہر دو نے نہیں قبول کیا پھر انہوں نے ان ہر دو کو قتل کر ڈالا۔ امیر مومنین
 نے یہہ خبر سنکے حارث بن عمرہ کو ہزدان کی طرف روانہ کیا تا انکی کیا حالت ہی تحقیق کر کے آوے۔
 جب اُسے ہزدان پہنچا ان ظالموں نے اسکو بھی مار ڈالا۔ جب یہہ خبر موضع نخلہ میں مسموع ہوئی سب لشکر
 کے سرداروں حضرت امیر کی جناب میں عرض کی کہ اب مصلحت ایسی کہ ہم ان گمراہوں کو چھوڑ دیکے شام کی طرف
 جا دیں۔ دے ایسا ہی ناحق مسلمانوں کو مار ڈالنے اور انکا مال غارت کرنے میں بے باک رہینگے بلکہ انکا
 فساد کو بے تک بھی پہنچ جائیگا۔ اب مناسب یہی ہی کہ یہہ متعدد دفعیں جو جمع آئے ہیں ہمراہ لیکے ہزدان
 کی طرف روانہ ہو دیں۔ اور اس گمراہ فریق کو راہ راست کی طرف دعوت کریں دے قبول کر لیں تو بہتر
 والا ان سے جنگ برپا کریں۔ جب انکی سزا سے فراغت حاصل ہو شام کا قصد کریں۔ یہہ رائے جناب ولایت
 مآب کو پسند آئی۔ حکم ہوا کہ لشکر میں نہ اگر دین کہ ہزدان کی طرف کوچ کریں۔ جب قطع منازل کر کے ہزدان
 ایک فرسنگ کی مسافت پر چاہنچے۔ جناب امیر نے عبد اللہ بن عباس اور ابو ایوب
 انصاری کو روانہ فرمایا تا انکو نصیحت کریں۔ دے ہر دو بزرگوں نے جانکے انکو بڑھ چڑھایا اور نصیحت

لی پر کچھ فائدہ نہوا۔ دناں سے مراد جنت کے انہوں نے سب احوال ظاہر کیا۔ تب جناب امیر خود بنفس
نفس خوارج کے لشکر گاہ طرف تشریف فرما تھے انسانی فرماں اور انگوڑا کی ایتھا العصابۃ التي اخرتہا
بالحاجۃ شامی لوگ جب یزید پر مطمئن ہو چکے تھے اس لیے آئے۔ میں نے ہر چند کہا کہ جیہ انکا حیلہ اور مکر
تم انکے قریب میں نہ آؤ اور ایک ساعت اپنے قاتل کو روہتم نے ہرگز نہ مانا۔ اور حکیم حکمین کے سوا سے
راضی نہوے۔ تب میں نے اسی شرط کے ساتھ راضی ہوا کہ حکمین کتاب اللہ کے مطابق حکم کریں۔ اور
زندہ کریں اس چیز کو کہ قرآن مجید جبکو زندہ کرے اور مارے اس چیز کو کہ قرآن مجید جبکو مارے۔ جب
وہ ہر دو حکم نے اپنے نفس کے تابع ہو کے کتاب اللہ کے خلاف میں حکم کیا ہم بھی انکے حکم کو معذور سمجھ کے وہی
پہلی بات پر میں۔ اور تم نے جو میری مخالفت اور بے قرانی پر کرنا وہی ہمیں اسکا کیا سبب معلوم نہوا۔ خوارج
کہنے لگے کہ تم شرع میں جب حکم پر راضی ہوے اسوقت کا فرمو گئے اب اس حرکت سے پشیمان ہو کے فوراً کہنے
اگر اب بھی ایسا ہی توبہ و استغفار کریں اپنی اطاعت کریں گے۔ جناب امیر نے فرمایا کہ میں باوجود قدم اسلام و
ہجرت باسید نام علیہ الصلوٰۃ والسلام و جنگ و جہاد با کفار باہم محض واسطے خوشنودی رب العالمین کے کیا فعل
کفر سے آگاہ نہیں ہوں کیا خلاف طاع کفر کا افراد کر دن خود باللہ نہ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم اپنی ایک ایسے
شخص کو اختیار کرو کہ جسکے قول و فعل پر تمکو اعتماد ہے نہ وہ شخص میرے سے معاوضہ کرے اگر اسنے مجھے الزام
دیوے میں تمہارے قول پر عمل کرنا ہوں۔ اگر میں اسکو لازم کر دوں تم اللہ تعالیٰ سے تہ و اور میری اطاعت
کو۔ تب خارجوں نے عبداللہ بن ابی العزیز کو اختیار کیا جب وہ منافرے کے لئے آیا نہ حضرت امیر نے
یہ چاہی ابن الکواثم سب سے اہل میری مخالفت اور اطاعت پر راضی ہو کے اور جہاد میں میری بری کر کے
اب میری بغیر فرمائی نہ کیا کیا سبب ہی اور کس نے جنگ جمل میں تمہارے سے ایسے حرکات صادر ہوئیں۔ ابن الکوا
ثم نے کہا اس روز فضیہ حکیم روزنا جب آپ حکیم پر راضی ہوے تو معلوم ہوا کہ اپنی مخالفت میں آپ کو شک تھا۔ چاہے
امیر نے فرمایا کہ و یختلف یا ابن الکواثم انصاف کر کہ کیا میری اور شاد و ہدایت زیادہ ہوگی یا رسول خدا صلی
علیہ وسلم کا انصاف۔ اسنے کہا کہ حضرت کا انصاف زیادہ ہی۔ آپ نے فرمایا کیا تو نہیں سنا کہ حضرت کو یزید
نصارا کے ساتھ جب معاوضہ دیا اسنے مباہلہ طلب کر کے باب میں یہ آیت شریف نازل ہوئی قُتِلَ نَحَاكُوا
نَدْعُ اَبْنَانَا وَ اَبْنَانَاكُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ کالایتر یعنی ہی کہ اللہ تعالیٰ کو نازل
بجراں کے کذب و بطلان میں شک نہیں تھا۔ غرض اور چند باتیں ہوئیں آخر جناب امیر نے قوی السلطان
اسکو لازم کیا۔ ابن الکواثم نے عاجز ہو کے کہنے لگا کہ آپ جو کہتے ہیں راست ہی آپ میں کچھ عیب نہیں مگر
یہی بات ہی کہ جب ابو موسیٰ کو آپ نے حکم کیا کہ میں نے تیرے ساتھ ہر دو نور و کفر ہر سے نفوذ باللہ من

قول الخوارج جناب امیر نے پوچھا کہ ابو موسیٰ کیا دوسرے الجندل کی طرف جانے کے وقت کافر ہو آیا حکم کرینگے کہ
 ابن الکواثر نے کہا کہ حکم کرینگے وقت۔ جناب امیر نے فرمایا جب اسکو بھیجنے کے وقت وہ مسلمان رہے اور حکم کرینگے
 وقت کافر ہو دے۔ اس صورت میں میرا کیا گناہ اگر سیر ایک شخص کو مشرکوں کے طرف بھیجے کہ تانا کو دعوت الی اللہ
 کرے فی السبل اگر وہ جا کے انکو دوسرے طرف دعوت کی تو اس میں میرا کیا اعتراض۔ بالجمہ ابو موسیٰ کے
 قصور سے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کس طرح ایسا کرے اور مسلمانوں کا خون مینا کس طرح تمہیں مباح ہوگا۔ جب خوارج کے اکابر
 حضرت امیر سے یہ بات سنی ابن الکواثر سے کہنے لگے کہ اب اس مرد کے مکارنے سے زبان کر روک لے اور
 اپنی منزل کی طرف چل۔ یہ بات سنے اسے اس وقت بھر گیا اور یہ خوارج قتال و جدال پر مستعد ہوئے جناب
 امیر نے دیکھا کہ ان گمراہوں کا فتنہ شمشیر کے سواۓ انفصال پاتا نہیں۔ آپ بھی اپنے لشکر طہر بیکر کو برسر میدان
 لے آئے۔ جہاں ہر دو لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ جناب امیر نے حکم کیا کہ ایک جھنڈا اٹھار کر کے
 دوسرا شخص اسکی محافظت میں رہیں۔ اور تدارک دین کر جسے اس جھنڈے کے طرف آئیگا اسکو امان ہی۔ اور
 جسے کوئی کی طرف چلا جاوے۔ اسکو بھی امان ہی۔ اس اثنا میں قرودہ بن نوفل شجعی نے جو خوارج کے سردار
 تھا اپنے تابعوں سے کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو ولی خدا و وحی رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہم کس لئے جنگ کریں۔ پس پانچ شخص کے ساتھ اپنے لشکر گاہ سے نکلے کہ کوئی کی راہ مال
 ایسا ہی خوارج کے لشکر سے اور بھی ایک طايفہ کوئے کی طرف چل دیا۔ اور ایک جماعت اس جھنڈے کی طرف
 آئے جان و مال کا امان پایا۔ جناب امیر نے اپنے لشکریوں کو حکم فرمایا کہ جنگ میں تم اقدام نہ کرو اسقدر توقف
 کیجیو کہ مخالفین ابتدا کریں۔ اس لئے اچھا لشکر طہر بیکر کو جنس نکر کے اپنے مقام پر کھڑا ہوا تھا۔ جب خارجیوں
 دیکھا کہ اس لشکر سے کوئی اقدام نہیں کرتا ہی۔ بلکہ کلمہ لا حکم الا للہ ولولیکہ المشرقین کہتے ہوئے
 ہسات اجماعی سے لشکر امیر پر حملہ کیا۔ خوارج کے لشکر سے انھیں طامی نے جو جنگ معین میں جناب امیر
 کی طرف تھا اور کئی شاہینوں کو قتل کیا تھا اپنی حمايت سے جب حضرت امیر کے لشکر پر حملہ لائے اپنے لشکر کی طرف
 بھرا خود جناب ولایت یاب نے اسکا پیچھا کیا اسے انکو دیکھ کر گھوڑے کی باگ پھیر کے اس جناب کے ساتھ
 مقابلہ کیا حضرت امیر نے زوردار سے ایک ہی ضرب میں اسکو گھوڑے سے زمین پر گر آیا۔ تب اسکا برادر خروار
 نے اپنے گھوڑے کو دوڑانا ہوا حضرت علی کے نزدیک آیا چلا کہ اب زوردار کرے ایسے میں جناب امیر نے
 سبقت کر کے اس پر ایک ضرب ایسا کیا کہ زوردار اسے مغز و تنک کا ڈکڑ ہوئی اور خروار کا گھوڑا بھی اسکی اختیار
 سے نکل جا کے جو طرف دوڑنے لگا آخر عمر کے سے باہر ہو کے ہزاروں کے کنارے ایک غار میں گر آیا۔ اس کے
 بعد خروار کا چچا یحییٰ مالک بن الوضاح میدان میں آئے کھڑا رہا۔ اور دو قطعے خروار کے

دفع میں جلتے کے لئے وہی بہت مزاداری روایت ہی کہ جنگ سے فراغت حاصل ہوئی بعد حضرت علیؑ
 جو کہ میں فریفت فرمائی اور خارج کے لشکروں کی طرف متوجہ ہوئے کہ فرمائے گئے کہ تجھے مختار سے جبارت ہی کہہ کر
 امیر فریب کیا یا کہ آخر تمہارے قتل کی نوبت پہنچے۔ مازن نے بوجھا کہ انکو کسے نوبت رہا۔ فرمایا کہ نفس و شہ
 اور یہ آیت شریفہ صلاحت کی و عزیمت احاطہ ہم و ان بنی الحکم الشیطان اجمال ہم کہتے ہیں کہ خارج کے
 مقتولوں سے چار سو شخص ایسے تھے کہ انہیں حیات ایک دم میں باقی تھی۔ جناب امیرؑ فرمایا کہ انکو انکے خویشوں
 کو بل کر دے۔ اور حکم کیا خارج کے بھائی زادہ جازا اپنے لشکر کے غازیوں پر تعظیم کرن اور انکا مال انکے وارثوں کو
 پہنچا دیں۔ پھر ویسا ہی عمل میں آیا۔ نفع ہی کہ لشکر خارج سے نون شخص جو بکے گئے۔ اسے دو شخص بھاگ گئے
 وراستان گئے۔ جہزہ و زوہمان دم لیکے پھر وراستان سے ولایت نیم روز کی طرف گئے اور وہیں قرار پائے سبحان
 خارج انہیں سے منتقل میں نہ آکر اسے دو شخص میں کی طرف گئے۔ یہاں کے خارج انہیں کی تسلی سے ہیں۔ اور
 دو شخص عمان میں جا کے ساکن ہوئے۔ عمان کے خارج انہیں کی اولاد سے ہیں۔ اور زفر نے جزیرہ عرب
 کی طرف اپنا منہ نہ لاکیا۔ ابھی انکی اولاد و ساحل فرات میں باقی ہیں خود اسے نوان شخص بھی کہیں رو پیش ہوا
 سجد لہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب خارج کے ہم سے فراغت اور طمانیت حاصل ہوئی جناب امیرؑ نے
 اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجے اور اپنے لشکر سے فرمایا کہ اللہ
 تعالیٰ نے تمکو خارج پر فتح و نصرت عطا کی اب شام کا قضا کیجیو۔ تب لشکر کے کتب سرداروں نے منع فرمایا کہ
 عرض کی کہ یا اخیالو میں ہمارے شمشیریں کند ہو گئیں اور زینے توڑ گئے ہیں اگر کوئی کی طرف براہِ جہت کا حکم ہو
 ہر ایسے ہتھیارین درست کر لیکے اور جازو نہ کو خود ادا کر دیکے کمال شوکت و اہمیت کے ساتھ شام کی طرف کوچ
 کر لینگے۔ جناب ولایت ماب نے ابھی عرض قبول کر کے حکم فرمایا کہ کہنے کی طرف کوچ کا تقاضا مجاہدین۔ عرض جب
 لشکر طرہ بیکار و قطع مشاغل کر کے کہہ کر فرمایا اور شب بیکار اور جازو نہ سے آرام پائے اور ہتھیارین درست کرالیں
 امیر المؤمنین کا حکم ہوا کہ لشکر جمع کریں معقل میں مقیم۔ فوجیں فراہم کر کے لئے دستاویز کی طرف روانہ ہوا۔
 ایک روایت ہے کہ ایسے میں شام سے ایک خبر خوش آئی اسلئے جابینہ انرا روایتی نے حضرت امیرؑ کے ماتھے پر سعیت
 کی تا شامیوں کا شروع کر کے باب میں جان فشاں کریں تا آن جب تقدیر عینی ہو کر کے موافق نہ پڑی ابھی معقل
 سے تھوڑا جہت تھیں کی تھی کہ ایسا میں حضرت امیرؑ کی شہادت کا واقعہ پایا۔ درود یا انا للہ وانا الیہ راجعون
 انشاء اللہ تعالیٰ اسکا بیان مختصر آگیا۔
 یعنی رہے کہ ان میں فرقوں نے پہلے طلوع و زبر و دروہ سب
 مناد و تیسرے خارج کے ساتھ حضرت علیؑ کو جنگ کرنا لازم ہوا۔ حضرت محمد صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے
 ہی اس سے خبر دی تھی چنانچہ امام حسن علیؑ تاریخ الحقائق میں یہ حدیث لائی ہے کہ امام احمدؑ اور جاکم نے حدیث صحیحہ

خلافت کی پہلی ہی اجنبی تھی کہ گنگا اس سخن پر چرچ مٹا دی اس لئے دونوں کی محبت کی نگاہ رکھنا زبان کا ہی غرور نہ ہو کہ کچھ عیب طعن انکو تو ہرگز کہ نہیں یہ اہل سنت پانچ تھے جو فرقہ تیسرا ہی مذہب نام خواجہ بن وہ سادہ کلمت الہام ہوئے جب ان کے سرحد وہ تھا ہوا یہ نام زشت انکو نہ ادا پڑا تو لائے ہر مومن کی کن عروج اہل سنت تھے سب نے امیر المومنین اس لئے کیا جنگ کہ تھے اسلام میں وہ خارج ہو گیا کیا اس فوج نامور کو قتل بھی انکے زشت و مردار کو قتل نہ ہی ماسد ذل اسکو ایک پستان کیا غارت انہو کو شاہ مردان

فصل شیعہ کے تعصبات میں

اٹھارہویں میں انکے پچیس تعصبات مع جوابات مرقوم ہیں۔ اور انچھدہم تیسرے ہوا ان تعصبات ہی جو کہنے ہیں کہ اہل سنت بعض میں حضرت علی کے اور آپ کی ذریت طاہرہ کے افراط کرتے ہیں چنانچہ ابن شہر آشوب نے ذکر کیا ہے۔ اور اسی سبب سے انکو تو اصابت سے ملے کرتے ہیں جواب شیعہ نے خود اپنے کتب میں اہل سنت کی کتابوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوہریرہ سے نقل کی ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم لا یومن احد حتی اکون احب الیہ من نفسه وذلکون عترتی احب

الیہ من نفسه۔ وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجوا

اللہ لما یعدوکم من نفعہ واجبونی لحب اللہ واجبوا اہلبیتی لحبی الی غیر ذلک اور یہ

بھی جانتے ہیں کہ اہل سنت جناب امیر کی اور آپ کی ذریت طاہرہ کی محبت کو ایمان کے زاریں سے کہتے ہیں۔ حضرت شیخ

فرید الدین احمد بن محمد میثاق پوری معروف بطار قدس سرہ علیہ اشعار میں فرماتے ہیں **ع** فلا تعدل باہل

البيت خلقا لا فاهل البيت هم اهل السعادة فبعضہم من اہل انسان حسن و بحقیقی وجہم

عبادۃ ان اشعار کو شیخ بہاء الدین عاملی نے اپنے کٹر گول میں نقل کیا ہے۔ بھرتیج عطار سے نقل کرنے میں کہ فرمایا

تھے من امن بمحمد ولم یؤمن باہلبیتہ فلیس بمومن اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت انعمش کے

ساتھ انکار پر خاش مشہور ہے۔ ایسے انعمش نے اس قصے کی روایت کرتا تھا کہ ایک بار حضرت امیر نے ابو جہل کی بیٹی کے

ساتھ نکاح کا پیام کیا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب خبر ہوئی ان پر عتاب فرمایا۔ امام ابو حنیفہ نے

انعمش سے کہا کہ ہر چند یہ قصہ صحیح ہی ہے مگر کیا لایق ہے کہ اس قصے کو بے ادبیانہ لوگوں کے رد پر روایت کرنے کوئی

دینی مسئلہ اس قصے پر موقوف نہیں۔ اور شرک بل علیہ اللہ اور ابن شہر آشوب ابن ابی لیلہ یہ سب امام کے ساتھ متفق

ہوئے انعمش کے گھر گئے اور اسکو اس قصے کی روایت سے بلامت کی۔ انعمش کہنے لگا کہ حضرت علی کی محبت میں

تمہارے سے پیش قدم ہوں لیکن میں نے جو حدیث جیسی ہی تھی روایت کی میرا کام یہی ہے بھرا ایک دفتر حضرت علی

کے مناقب سے روایت کیا۔ یہاں تک کہ سب اس سے خوش ہوئے اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ آئے۔

اور امام ابو حنیفہ نے جو افتاد علم و شاکر دی حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر صادق کی بکالائے امام حسین علی
بن الحسین کے ساتھ محبت اور عقیدت پر کہنے تھے میان سے مستثنیٰ تھی۔ اور ابو حنیفہ کے والد کی چھٹا نام ثابت تھا
حالت سفر میں اپنے والد کے ساتھ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی زیارت حاصل کی۔ حضرت امیر نے انکے اور انکی اور
کے حق میں برکت کی دعا کی۔ اسی دعا کے مطابق ابو حنیفہ وفور میں آئے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کی محبت
اس خاندان کے ساتھ اور اہل بیت میں انکے اشارہ شیوخ کی کتب میں مشہور و مشہور ہیں اور جو اشارہ کہ اسکے نام سے
شیوخ کی کتب میں دیکھے گئے ہیں انکی کسی خاق بن **یا اہل بیت رسول اللہ حکم و فرض میں**
فی القرآن انزلہ کر پکھنکے میں عظیم الفخر انکم و من لم یضل علیکم لا صلوة لہ و اما امام
شافعی کا مذہب بھی یہی تھا کہ ناسخ و رد و فرض جانتے ہیں اور ہر جگہ ایسا کہ ذکر پیش تھی۔ اور امام مالک
رحمہ اللہ علیہ امام جعفر صادق کے خاں یا مدد تھے اور مولیٰ عمر کے ساتھ محبت کے ساتھ تھے اور اس سے
افتد کر لیا اور بالا جماع انکے عمدہ شاگردوں سے ہیں۔ اور جب امام علی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو امام جعفر صادق
سودا گئے۔ اور تحقیق تھی جو احاطہ صرف اہل سنت سے ہے میں امام کے آگے آگے تھے اور بڑی قدر تھے۔ اور
ایک جماعت صرف اہل سنت کی اپنے جانشین امام برصا یہ ان کی تھیں۔ اور حافظ ابو نعیم حارثی اور محمد بن اسلم
طوسی سب طالب علم تھے اور حدیث طراز کو براہ لئے ہوئے اپنے مددوں اور رہا طابت سے مخلص کے امام کی
زیادت کے لئے آئے۔ اور شیخ میں ایک فرما ہے علم بیا ہوا۔ اور اگر کوئی نے اس باب کے دیدار میں گئے
و نجوم کیا اہل سنت کے محدثوں سے عرض کی کہ اگر ایک در محدث اپنے آبا سے کلام کی سند سے جس سلسلہ مذہب تھی
اس وقت جو خلق اللہ جمع آئے میں وہاں کر انکی کمال منت تھی۔ کہ امام ہام بد لے آئے وہ علم اس حدیث
کی روایت کی لا الہ الا اللہ تعالیٰ فی قلوبہا دخل حصنی و من دخل حصنی امن من علی
العذاب الموت اہل سنت کے محدثوں اور انکے شاگردوں سے جو جمع آئے تھے انکا حجاب ہوا تو میں ہزار
دوبی گئے۔ اور امام ابو حنیفہ جب یہ سند بیان کرنے فرماتے تھے لو قرأ هذا علی محسن لا فاق اور
علی مر یض لمر ذکرہ میں الا شیخ فی الکامل و ذکرہ صاحب العقول من الامامیہ النضا
فی تاریخ الاممۃ اور عبد بن البیہ روایت مشہور ہے کہ کان عندہ و نجل من قرئ فاناہ علی
من البیہین فقال لہ الرجل القرئنی یا ابا عبد اللہ من بعد قال یعیل هذا الذی ہے
لا یسع محلان یجولہ یجو علی بن الحسن ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین
اور صرف اہل سنت کے سب سلسلے طریقت میں شریک ہوا پر یہی تھی برتے ہیں۔ پس وہ بزرگان میں جمیع
طوائف اہل سنت کے شیخ الشیوخ و مراد خیرین۔ ظاہری کو اہل سنت کے پاس برکت اور بزرگی کس درجہ

دین ہی اور بیرون کے ساتھ کسی محبت رکھتے ہیں اور ان کے بعض اہانت کو طریقت کا ارتداد سمجھتے ہیں۔ اب
نظر انصاف سے دیکھا جائے کہ دراصل اہل سنت کا نہیں ہی مگر شریعت و طریقت پر اور اسی دو امر کو موقع ریاست
و بزرگی کا جانتے ہیں۔ اکابر شریعت فقہائے اربعہ میں اور بزرگ طریقت اصحاب خانوادہ سے صوفیہ میں
ان ہر دو فرقوں کو بھی اہلیت کی طرف رجوع اور انکی خواندہ نہیں ہے ذلہ برداری ہی۔ پس اہلیت کے بعض کی نسبت
اہل سنت کی طرف کرنی محسوسات کا انکار اور اجتماع اہل سنت کا دعویٰ کیا گیا ہے نہایتی اور کوئی قائل اسکو باور نہ کرے گا۔ اور
اہل سنت کو نواصب سے ملحق کرنا اس بات سے ہی کہ وہ کو ظلمت اور آفتاب کو تاریک کہیں۔ اور قطعاً تاریخ سے معلوم
ہی کہ اہل سنت ہمیشہ نواصب کے ساتھ معاہدہ کرتے اور ان امتیاز کے نہایتات کا جواب دیتے اور اسے پر خاش کرتے
رہے۔ کثیر غرہ شاعر جو ایک شاعر مشہور ہی ان ملعونوں کے مقابلہ میں نگ ان کے مضامین شعر سے گذر کے نوبت اس
اور بدعات تک پہنچائی اسکا شعر مشہور ہے **لعن الله من سب حسينا وواخاه من ملو قرة**

وامام ورسى الله من ليسب عليا و يصد الم وادلق و جدام و اور فی الواقع اہل سنت کی محبت
شیعہ نہیں جان سکتے۔ مگر جذب امتحان کے لئے شیعہ نواصب کا مذہب اختیار کر کے بھڑکھین کر ان کے مقابلے میں اہل
سنت کیا کرتے ہیں سچ بتا کر دست میں بڑیاں چمکندہ اور ہتھیار جو وہ **ان نواصب** ہی شیعہ کہتے
ہیں کہ اہل سنت حضرت علی کے قتل کو فتن نہیں جانتے ہیں۔ اس جناب کا قائل جو ابن ملجم ملعون ہی۔ بخاری نے اپنی
صحیح میں اس روایت لایا اور اسکی تعدیل و توثیق بھی کی ہے **جواب** یہ شیعہ کی جھوٹی بات اور ایسا انفرامی
کہ جسکی وقاحت کو نہایت نہیں کیونکہ صحیح بخاری ہی ایسی کتاب نہیں کہ نا در الوجود اور غریب و کیاب رہے۔ اس کے ہزاروں
نسخے ہر شہر اسلام میں پائے جاتے ہیں۔ اور اسکے رجال بھی محدث و اور مضبوط ہیں۔ اہل سنت تو اپنی کتب عقاید
میں ائمہ اربعہ کے بعد قتل نفس مومن کو اکبر کیا رکھتے ہیں۔ علی الخصوص ایسے نفس مقدس کا قتل جو جب حدیث
بنوی کے کفر جانتے ہیں حدیث اشقی الاخرین جو اس ملعون کے حق میں آئی ہے اہل سنت کے سب کتابوں میں موجود
ہی۔ کیا امکان ہی کہ اہل سنت کی کسی کتاب میں اس ملعون سے کوئی روایت مامود رہے صحیح بخاری میں تو کہاں۔

روى الطبرانی عن ابن عمر رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال اشقى
النامس ثلاثة عامر نافع عوف۔ وابن ادم الذي قتل احام۔ وقاتل علي ابن ابی طالب
اور یہ انفرامی شہر مشہور ہے بے مثال میں بخاری پر ذکر ہی اس حکمہ تھامس کیا جائے کہ شیعہ کی روایات و
اقوال اہل سنت کے حق میں کن ہیروگی کے ساتھ آئے ہیں۔ **تولا اور تبر کا بیان** صاحب اثنا عشر
بارہویں باب میں جو تولا اور تبر کے بیان میں کی مقدس لکھے ہیں بیان اسکا خلاصہ اختصار کے ساتھ لکھا جاتا
ہی وہو العین و العین لکھا جائے کہ تولا کی معنی محبت اور تبر کی معنی غلاوت ہی۔ اس نادرک محبت میں بتریب

چند مقدمے سنا جا رہے۔ اور دوسرے مقدمات بھی سامنے کشیدہ کے معتبر اقوال اور قرآن مجید کے آیات سے ثابت ہو گئے جاتے ہیں۔ یہاں مقدمات کے نتیجے کی خاطر جو نتیجے میں دیکھا جا رہے تھا واضح ہو کر تولا کے قابل کون ہی۔ اور تولا کے لائق کون۔ اور یہ بھی اصولی معروضہ یہ لکھا جاتا ہے کہ اس میں اصل قتل اہل سنت کو دخل نہیں پہنچا تھا۔

مخالفین تولاہ عداوت میں فرق ہی کہ مخالفت کو عداوت لازم نہیں ہر چیز پر مقدمہ برپا ہی لاکن بکھارنے کو دفع کر کے لئے دودھ سے بابت ہو سکتا ہی۔ اول یہ کہ صاحب ابواب الجنان علامہ رفیع واعظ کہ معتبرین فرقہ شیعہ سے ہی اس بات کی تصریح کی کہ دوسرے کے ذمہ یاں امور دینی کے لئے مخالفت ممکن ہی۔ حالانکہ ایمان کی حجت سے ہر ایک دوسرے سے محبت رکھتا ہی۔ دوسرا یہ کہ بافتتاح شیعہ اثنا عشریہ دو مجتہد کے فیما بین مثلاً اس بارہ و سید رفیعی علم الہدی کے درمیان بعض مسائل فقہیہ تصحیح روایات مرویہ میں جیسے خبر شناق و غیرہ کی مخالفت ممکن ہی۔ اور اتحاد مذہب کے سبب ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھتے ہیں جس مخالفت اس میں عداوت سے۔ ہر جہاں مخالفت ہو لازم نہیں کہ عداوت بھی ہو۔ ان حش جگہ عداوت ہو سکتی کہ بالخصوص مخالفت کسی سرگئی و وسیعہ امجدہ فقہیہ محبت اور عداوت کو بھی جمع بھی ہو سکتے ہیں تفصیل اس لہجہ کی یہی عداوت و دشمنی کی کوئی ہی ایک دینی جیسے مسلمانوں کی عداوت کا فرقوں کے ساتھ کہ سبب اختلاف اصول عقاید ایک دوسرے کو دشمن کہتے ہیں۔ اور عداوت دینی جیسے عداوت مسلمان کی بجائی مسلمان کے ساتھ۔ یہ دشمنی دنیا کی مصلحت اور مضار اور طبیعت کی نفرت سے ہو کر رہتی ہی۔ پس محبت و عداوت مختلف الجنس یعنی دینی و دنیوی کا اختلاص اصلاً مستبعد نہیں ہے بلکہ اکثر اوقات ہوتی ہی۔ لاکن جو محبت و عداوت کہ متعلق الجنس مختلف النوع یا بعض النوع و مختلف الصنف ہی واضح ہو کر رہتی جیسے مومن قاسمی کہ ایمان کی حیثیت سے محبوب ہی ہو لیل قولہ تعالیٰ المؤمنون و المؤمنات بعضهم اولیاء بعض اور مشق کی حیثیت سے متغوض ذلیل کلام الہی ان اللہ لا یحب الخاشین واللہ لا یحب الظالمین اور اس دلیل سے کہ منکر سے نفی کرنی فرض ہی۔ اور یہی منکر کا دنیوی مرتد دل سے بغض رکھتا ہی۔ اب ہم آئے اس بات پر کہ کافر بھی محال عالم کے سبب سے جو اس سے صادر ہو نہیں جیسے خرا و برات یا حیل و اوداد اور چار دیو اور خوشی و بدی اور صدق و کفر کے سبب سے دوست ہو سکتے ہیں یا نہ قاتل نظر اسکی اجتماع محبت و عداوت پر مگر کئی ایسی باتیں کہ مومن عاشق برحقیت یا تم کی محبت و عداوت کے سبب سے اور دشمنان کی محبت انبیاء و عدالت کی محبت سے لاکن نظر دینی مسئلے حق میں اجتماع محبت و عداوت دینی کے محال ہوئے پر مگر کئی ہی۔ اس سبب کہ مقبول ہر عالم کا ماہ ضیاء میں درستی اعتقاد کافر ہی۔ جب اسکا اعتقاد و سید ہی اسکا عمل حق دین کے اعتبار کر لے اور اللہ تعالیٰ کے پاس فاجد ہی قابل اعتبار نہیں محبت و کفر پس جو محبت کہ کافر محسن یا کافر مایل کے ساتھ ہم بیچہ وہی محبت دینی ہی نہ دینی قولہ تعالیٰ والذین

کفر و اعمالہم کسراب بقیعة بحسبہ الضمان ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا و وجد
 اللہ عندہ فوفاہ حسابہ واللہ سریع الحساب پس معلوم ہوا کہ محبت و عداوت کا اجتماع ایک
 شخص میں ایک حیثیت سے محال ہے۔ اور دو حیثیت سے جائز اور واقعہ چنانچہ ملا محمد رفیع واعظ نے تناد
 سے دو شخص کے قصے میں ایسے سے نقل کی ہے۔ اور یہ اجتماع جیسا عوام امت میں ممکن ہے۔ خواص امت
 میں بھی محال نہیں کیونکہ بشریت کا معتق مشترک ہے۔ اور جو فرق کہ خواص امت اور عوام امت میں متحقق
 ہے۔ اس سبب سے نہیں کہ بشریت کے احکام خواص میں مفقود ہیں اور عوام میں موجود۔ بلکہ سبب کثرت
 و قلت فضائل و مناقب کے۔ اور سبب قوت و ضعف ایمانی اور ترویج شریعت اور احکام الہی قبولیت
 میں مابقیہ و مسبقیت کے جہت سے ہے۔ چنانچہ ایک حدیث طویل ایمان کے درجات میں کلینی نے
 حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے۔ اور خواص امت بالا جماع تین فرقے ہیں اہلنیت یعنی اولاد
 پیغمبر۔ اور اپنے اقارب اور ازواج مطہرات۔ اور اصحاب خالص جہا جہین و انصار سے۔ اس قدر ہی
 کہ دو طرف اپنے ساتھ مقابل تناسبی رکھتے ہوں مثلاً احاد امت کو نہیں پہنچتا ہے کہ خواص امت کے ساتھ
 اس طرح سے پیش آویں۔ کہ حسب طرح خواص با یکدیگر پیش آئے ہیں۔ اسباب میں بہت سے شرعی و دلیلین وار
 ہیں از انجملہ یہ حدیث مشہور ہے اللہ اللہ فی اصحابی لا یخذلکم غرضاً من بعدی الی اخرہ
 از انجملہ وہ جواہر بللیث اور انصار کے حق میں وارد ہے کہ اقبلوا عن محسنہم و متجاوزوا عن
 مسیتہم از انجملہ وہ جواز و اج مطہرات کے حق میں وارد ہے و از واجہ امھاتہم اور حضرت نے فرمایا
 کہ ان امر ککن فیما یحتمل من بعدی ولن یصبر علیکن الا الصابرین یعنی تمہاری
 اطاعت اور فرمانبرداری پر صبر نہیں کرینگے۔ اور تمہاری تعظیم و حقوق کی رعایت نہ جانہ لاینگے۔ مگر وہ
 لوگ جو صبر کامل رکھیں۔ اور عرفی و دلیلین بھی بہت ہیں۔ از انجملہ یہ کہ اولاد کو والدین کے ساتھ ہرگز
 وہ معاملہ درست نہیں کہ فیما میں اپنے یا اپنے امثال کے گرفت و گیر اور طعن و تشنیع کریں اسکے اسباب باوجود
 ان کے متحقق ہونگے۔ از انجملہ یہ کہ ہر دولت میں خواص کی ایک جماعت ہوتی ہے جیسے شاہزادے اور بیگات
 اور بڑے بڑے امیر و وزیر۔ کہ ابتدائ میں اس دولت کا نشو و نما اور انتہا میں اس دولت کا بقا انہیں سے
 ہے۔ اور انہیں کی سعی اور تلاش سے وہ دولت قائم ہوتی اور ایک صورت پکڑی پس انکی سبقت اور قدامت
 کا حق۔ اس دولت کے سب مستفید و ن پر ثابت ہے۔ اور دوسری ایک جماعت ہے جوئی آئی ہو سو اس
 دولت کے خوشہ چینوں سے ہوگی پس دوسری جماعت والے جو آپس میں با یکدیگر معاملہ کرتے ہیں اگر وہ
 معاملہ بیگات اور شاہزادوں اور وزیروں اور امیروں کی ساتھ کرینگے بلاشبہ یہ صاحب دولت کے

اس میں مطعون اور مردود ہو جائیگے۔ آئندہ اس دولت کے خواص باہم گرفت و گیر آمد یا بکھار و بکھار اور مشورے میں مخالفت کریں۔ بلکہ آپس میں جنگ و قتال کی بھی تربیت پہنچی رہے۔ اگر وہ نئی جماعت کے لوگ ہیں اور ان سے خواص دولت کے ساتھ بیٹھنا آویں یا مشہد سب لوگوں کے پاس بے ادب اور اس کے مستحق ٹھہریں۔ انہیں ان شرافت و گورن سے ایک شخص نے دوسرے ایک شریف کے ساتھ عداوت اور اذیت آئندہ بگڑتی ہے بیش آیا۔ دنیا ہی ایک شخص نے ہی کسی شریف کے ساتھ گزرتے تو ہرگز عداوت کو نہ دے نہ کہیں گے بلکہ کو تہذیب اور تہذیب پر ہنسی جائیگے۔ اور کہیں گے کہ تو نے اپنی حد نہیں پہچانی۔ تجھے نہیں پہنچتا ہی کہ ایسے شرفاء کے ساتھ ایسا معاملہ کرے۔ یہ تو خدا کا عہد و عداوت جو دنیا کے لئے باہم مسلمانوں میں ہو کر رہی ہے وہ اب ہاں میں غل نہیں لاتی ہی لاکھن خرم اور قبیح ہی۔ اور جب بلند مرتبے کی ہوا فوج اور لشکر ہی۔ حربے کی رہ وہ ہی کہ پرورد خواص امت سے ہو دین یا پرورد خواص امت سے نہ۔ اور حربے کی رعایت نہ کرنی یہ کہ ایک حامی نے ایک فرد خاص کے ساتھ ایسی ہی اولی سے جس آوے جیسے اپنے بچپن کے ساتھ یہ وہاں نہایت قبیح رہی۔ اور عداوت اول میں خواص امت میں گروہ نہیں۔ اجماع و اذواج و اہمیت اور مذاکرہ و مذاکرہ میں ہی تین گروہ ہوئیں۔ سیادت و عداوت و مشایخ طریقت نے اولیا۔ پس اس میں جو مردود ہوئے ہم پہنچے۔ پہلا یہ کہ محل انان نہیں۔ دوسرا خرم و قبیح ہی۔ تین پرورد کے راستہ کے لئے کھینچنے کی کافی سے ایک رعایت کافی ہی۔ چارم و پنج و خطا ہے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی آئندگی کا قصہ صول جلال کی روایت ہے جو کتاب کافی سے نقل کیا ہی اسکے آخر میں کہتا ہی کہ نا خوشی کی کھینچتے جب ایک شخص گذری حضرت ابو عبد اللہ نے عبد اللہ بن الحنفیہ کے گھر فرشتہ لائی اور صلح کی۔ پس معلوم ہوا کہ صلح کی آئندگی خواص امت کے درمیان وقوع میں آئیں۔ لاکھن مفاہد اللہ کیا ایمان ہی کہ وہ آئندگی ان طرف سے کیے محل ایمان ہوئے ہوں۔ آئندہ ہمیں معلوم ہو کہ اس قسم کی آئندگی ہی خرم و قبیح ہی عداوت کا تذکرہ کیا جائے۔ آئندہ خواص امت میں باوجود مساوات خارج کے بشریت کے حکم سے حاب سیدۃ النساء حضرت علی مرتضیٰ میں ایک پرورد آئندگی آئی تھی۔ اس قسم کو بھی علامہ رفیع نے لایا ہی اور اقتضا سے بشریت پر حوالہ کیا۔ چوتھا مہر محمد بالا صلح صحابہ اور ازواج مطہرات سے کوئی ایسی چیز واقع ہوئی کہ ان کے گھر کا مروج یا ان کے اعمال جہاں ہو نہ سبب ہو یا ان کا ملاقاتی غیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سابقہ ہو جائے۔ یا ان ایسے جو واقع ہو ان ہی بجا کہ بعضوں نے خلافت کے باب میں حجاب اور صلح کیا اور اہمیت کے حقوق کا غضب قصہ فکر و فکر کے مانند۔ اب علامہ شیعہ کے ہی کلام میں نظر کیا جائے کہ مخالفت اور خارج اور غصب کو کفر جانتے ہیں یا نہیں۔ اس مقام میں خواجہ رفیع طوسی کا کلام

مشہور ہے کہ سچے الفوہ فسقہ و حار بوہ کفر ہے پس صحابہ کی ایک جماعت جو حضرت امیر کی فقط مخالفت کی ہی دے قابل تبرا نہیں کیونکہ انکا مہتا ہے کہ فسق ہی اور فاسق مومن ہی والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعضہم شیخین کہ میں اور عثمان ذوالنورین سے شیعہ کے اصول پر تبرا جائز نہیں۔ انکے علمائے محققین نے اس قدر اقرار کیا ہی قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین میں لایا ہی کہ حضرات شیخین کے جناب میں تکفیر کی نسبت اہل سنت نے جو شیعہ کی طرف کی ہی یہ بے اصل بات ہی کیونکہ شیعہ کے کتب اصول میں اس سے کوئی نشان نہیں۔ مان انکا مذہب ہی ہی کہ حضرت علی کے مخالف فاسق ہیں اور اسے جنگ کرنے والے کافر حناخ نصیر الدین طوسی تحریر میں لایا ہی مخالفوہ فسقہ و حار بوہ کفرہ بمقتضائے حدیث حرب بک حسرتی و سلمی کے جو واقع ہی ظاہر ہی کہ حضرت شیخین نے تو امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ جنگ نہیں کیا ہی بلکہ بے زحمت قتال امر خلافت غضب کیا انتہی کلامہ جواب اول یہ کہ یہ کلام مجاز پر محمول ہی حرف تشبیہ کے حذف کے ساتھ یعنی حرب بک کا حرا ہی کیونکہ حقیقی معنی امکان نہیں رکھتا ہی پر ظاہر ہی کہ حضرت امیر کا حرب حقیقہ حضرت رسول کا حرب نہیں بلکہ حکامی۔ جب مجاز حرف تشبیہ سے حذف ہوا۔ اس حدیث سے قبیح اور مذموم ہونا معلوم ہوتا ہی نہ کفر ہونا۔ کیونکہ مساوات مشبہ اور مشبہ بہ کی تمام احکام میں سرگزشت تشبیہ میں لازم نہیں اور حضرت زکریا علیہ السلام تو اس لفظ کو بہت سے صحابہ کے حق میں بلکہ اسلام اور عمار اور جہنہ وغیرہ قتال متعددہ کے حق میں بھی فرمایا ہی۔ انکا جنگ تو بالاتفاق کفر نہیں ہی۔ دوسرا حرب بک حسرتی کہ یہ عداوت عداوت اولی سے۔ اور پر ظاہر ہی کہ طلحہ و زبیر اور ام المومنین جناب امیر سے عداوت نہیں رکھتے تھے انکا جنگ کرنا عداوت کے سبب سے نہیں تھا بلکہ محض امت سے رفع فساد اور نقصان طلبی کے لئے جو انہوں نے مقابلہ کیا آخر قتال کی نوبت نہیں۔ تیسرا یہ کہ تمام احوال اختیار یہ میں قصد و ارادہ شرط ہی تاج و دم کا مورد ہو مثلاً اگر ایک شخص کہے کہ جسے اس برتن کو پور بگاڑا اسکو ایسا اور دنیا کر دینگا۔ ایک شخص چلتے چلتے جو اسکا پاؤں بھلا سو اس برتن کو جالنگا بالا جماع اسکو بھڑے والا نہ کہینگے۔ اور وہ امن و عید میں داخل ہونگا۔ یہی حال ہی انکے جنگ و قتال کا حضرت امیر کے ساتھ اذروے تواریخ معبرہ کے۔ جو تھا یہ کہ سلمنا حضرت امیر کے ساتھ جنگ کرنا حضرت رسول مقبول کا ہی جنگ ہوا لکن حمار یہ رسول بھی مطلقاً کفر نہیں بلکہ نبوت و رسالت کے انکار کے ساتھ کفر ہی دنیا اور مال کی طمع سے ہو تو کفر نہیں دلیل سے اس آیت قرآنی کے جو قطاع الطریق کے حق میں لئی ہی کہ بالا جماع دے کافر نہیں مان فاسق ہیں قولہ تعالیٰ انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ ولیسعون فی الارض

خلافت حضرت علیؑ - - - ۲۸ - - - تولا و تبرا کا بیان

فساد اداں یقتلو او یصلو الم اور مرد و خواتون کے حق میں بھی یہی وعید وارد ہوئی سو حواری بھی الٹے کافر بنیں قولہ تعالیٰ فاذا نواجر من اللہ ورسوله بلکہ ان آیتوں میں خدا و رسول ہر دو کا کھلنا مطلقوں کے حق میں ثابت کرتے ہیں۔ اور اس حدیث میں تو فقط حرب رسول آیا ہی۔ پس جب حرب خدا و رسول ہر دو کفر ہو تو بن فقط حرب رسول کس طرح موجب کفر ہوگا ان جو حرب رسول کے ساتھ انکار دین اور مائت اسلام کی راہ سے واقع ہووے بلاشبہ کفر ہی نہ مطلق حرب کسی نبی کو رسول مقبول کے ساتھ مطلق حرب بھی واقع نہ ہو۔ اور کوئی کیا کہہ سکتا کہ حضرت موسیٰ کے حق میں جو حضرت ہارون کے عمارتے میں کچھ قصور فرمایا۔ یہاں تک کہ حضرت ہارون زاری سے پیش آئے اور فرمایا کہ یا ابن ام لا تاخذ بلحیبتی ولا براسی عمارتے میں اس کے سواے کیا حرکات سوائے میں حال کہ حضرت امیر محمد بن ابی بکر انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ کے وہی مرتبہ رکھتے تھے۔ اور حضرت کے زوہر بطبر و اکوفہ ثمان ثمان کے حامی اور قصاص جاری کرتے ہیں مدائن سمجھ کے ایک ساتھ جنگ پڑھتے۔ بعینہا حضرت موسیٰ کے مثال ہی کہ حضرت ہارون کو گور مارا پرستوں کے حامی اور حد و قریز جاری کرتے ہیں مدائن سمجھ کے ایسی امانت اپنے بڑا دکلاں اور سیر کے بہ نسبت علی بن ابی طالب پس اگر حرب رسول کفر ہو تا حضرت موسیٰ بھی خاشاہ من ذلک اسکے محدود ہونے والی بادشاہت میں ملک اور حضرت یوسف کے ہارون کا معاملہ جو انہوں نے حضرت یوسف کے ساتھ کیا اور حضرت یعقوب کو رنج پہنچا یا عمارتے سے کیا کم ہی۔ اس مقام میں انصاف کی ماہ چلا جائے۔ اور ہر شخص کے رستے کو دیکھا جائے کہ دوسرے جانب بھی ام مومنین و زوہر سید المرسلین میں کہ کجک نفس قرانی کے سب منزلوں کے ماوراء حضرت امیر کے صی ماوراء میں۔ اگر مادہ اپنے فرزند پر زور و قویج اور ہتھ پیر کرے گو کہ وہ فرزند سید اس فقیر سے بری لادہ ہو۔ مادہ تاکر بتین بیٹیجائی کہ اسکی ماوراء پر طعن کر بن جیسا کہ ہجو بہن پہنچائی کہ حضرت موسیٰ اور حررت یوسف کے بڑا ہارون پر طعن کر بن۔ بلکہ اس جگہ ماوری اور ہسری ہی اور اس جگہ نسبت بڑا ہی اور برا بڑی ع اگر حفظ مراتب نہ کنی نہ ذلتی کو بالجمہ معلوم ہو اگر حدیث حرب کی اور متادیز حضرت امیر کے عمارتوں کی تکفیر میں ہرگز فاعدے پر بہن تھیتی ہی اور بہت سے اصول کی مخالف ہوتی ہی۔ اور عمارتوں کا ایمان اور اعمال صالحہ کہاں گئے۔ وہی کمال صانع بنفس و عبادت اور سب و تبرا کے مانع ہیں۔ غرض حدیث مذکور قابل تاویل ہی اور بالقطع اسکی حقیقی معنی مراد بہن ہی۔ ان آیات قطعہ کی معارض ہو سکتی ہیں جو عموم ہاجرین و انصار کے حق میں اور بالخصوص ازواج مطہرات اور یہ ہر دو بزرگوں کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ غایت الامر

امام وقت کے ساتھ جنگ کرنا بغاوت ہی اور بغاوت فسق ہی نہ کفر۔ اور شیہے یا تاویل کے سبب سے ہوتو فسق
میں نہیں بلکہ خطا ہے اجتہادی ہوتی ہی۔ جب اس بحث میں شیعہ کے کلام کا منہا معلوم ہوا اب ضرور ہوا کہ
اس مسئلہ میں اہل سنت کا مذہب بھی مذکور ہووے۔ جانا چاہئے کہ حضرت امیر کی مخالفت امامت اور میرا
پیغمبر کے باب میں اور مہمہ تمام ہونے میں قبض کے آگے اور تقسیم جس اور متعہ الحج وغیرہ فقہ کے اجتہادی
مسئلوں میں جو بعض صحابہ سے ہوئی اصلاً کفر نہیں بلکہ معصیت بھی نہیں ہی کیونکہ حضرت امیر بھی مجتہدین اصحاب
ایک مجتہد تھے۔ مجتہدین کو مسائل اجتہادیہ میں با یکدیگر خلاف جائز ہی۔ اور ہر مجتہد ماجور ہی۔ اور حضرت
امیر سے جنگ کرنا بالاعتراض و عداوت کی راہ سے علماے اہل سنت کے پاس بالاجماع کافری۔ اور یہی
ہی انکا مذہب خوارج اور اہل ہمدان کے باب میں۔ اور حدیث حرب بن ابی انکے پاس اسی جنگ پر منقول
ہی۔ لاکن اس جگہ بھی لزوم کفر ہی نہ التزام۔ پس مرتد کا اطلاق ان پر ہو سکتا نہیں۔ جب خوارج کا شبہیت
ہی ہے مگر اور قرآن مجید کے نصوص قطعیہ اور پیغمبر کے احادیث متواترہ کے مقابل ہی انکے اعتذار کا موجب بھی
ہو سکتا نہیں۔ پس خوارج اہل سنت کے پاس احکام اخروی میں کافر ہیں انکے واسطے مغفرت کی دعا نہ کیا
چاہئے اور انکے حجاز سے پرناز نہ ترما چاہئے و علی بذالقیاس اور حضرت امیر سے جنگ کرنا بالاعتراض و
عداوت سے نہیں بلکہ شبہ فاسد اور تاویل باطل سے کیا ہی چنانچہ اصحاب حمل و اصحاب صفین۔ لیکن خطا
اجتہادی اور بطلان اعتقادی میں مشترک ہیں۔ فرق یہ ہی کہ اصحاب حمل کی یہ خطا ہے اجتہادی اور فسق
اعتقادی طعن و تحقیق کی مجوز نہیں کیونکہ قرآن کریم کے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ انکی مدح و ثناء میں
ہیں اور اسلام کی سبقت اور حضرت کی قرابت اور انکا نبی و صہری علاقہ جو حضرت کے ساتھ ثابت ہی چیا
کہ حضرت موسیٰ کے حق میں انکی عصمت اور علو مرتبہ پر نصوص قطعیہ قائم ہیں انکی طعن و تحقیق سے مانع میں اس باب
میں جو انہوں نے اپنے برابر حضرت ماروں کے ساتھ جلدی اور بے تاملی سے پیش آئے۔ وہ سب بشیر
وفی اللہ تھانہ ہوا ہے نفسانی و زعم شیطان سے حاشا جنابہ من ذلک۔ اور اصحاب صفین میں جب یہ
باتیں بالقطع ثابت ہونیں توقف اور سکوت لازم ہی نظر کرتے عموم آیات و احادیث پر جو صحابہ کے بلکہ جمیع
مومنین کی فضائل پر اور شفاعت اور نجات اور عفو الہی بر دلالت کرتے ہیں۔ مان جب یہ کو بالیقین معلوم ہو
کہ جماعت شام سے جسے حضرت امیر کے ساتھ بعض و عداوت رکھے تا یکدیگر اس جناب کی تکفیر یا من یا و شام
اپنی زبان پر لاوے۔ بالیقین ہم اسکو کافر جانینگے۔ جب یہ بات اتنگ روایت معتبرہ سے ثابت ہوتی او
انکا اصل بالیقین ثابت ہی ہم مشترک اصل کے ساتھ رکھنے میں بالجملہ اس بات پر اہل سنت کا اجماع ہی کہ جسے
حضرت امیر کی تکفیر کرے یا باعتبار اوصاف دین کے جیسے علم و عدالت اور ورع و تقویٰ کے انکو لائق خلافت

خلافت حضرت علیؑ ۴۰۰ھ - شہادت حضرت علیؑ

بچانے یا اس جانب کے بہت ہی بڑھ چکا تھا کہ اسے وہ بلا ملک کا فرقی۔ جب تلے بائیں خواجہ ابراہیم بن ابی اسحاق
 بن جعفر ثقات کو پہنچے پاشیرہ کو کاڑھ کر کہتے ہیں۔ جب دوسروں سے ہرگز ثابت ہو نہیں سکتے اس لئے انکی تکفیر
 نہیں کرتے ہیں۔ یہی ہی متوجہ بہت ہی سخت کی اسباب میں اور موافق انکے اصول کے۔ کیونکہ اسباب پر
 اسلحہ دیکھتے ہیں کہ حریدات دین کا مسک کا فرقی۔ حضرت امیر کے ایمان کا علو و جہاد بہت ہی ہوا اچھا اور عقائد
 میں بیکری یافتہ کہ اس جانب کا احادیث صحیحہ کا قطعاً بیات متواتر دیکھتے تھے تا جت ہی اس میں کوئی شک نہ تھا کہ کافر
 ہی اللہ وادہ انکے ساتھ شامت اعتقاد وہ عبت خانہ کے غلبہ یا تاویل باطل اور تہرہ فائدہ کے حجت سے نفی
 علیؑ یا بنی اس عقائدی کہ کفر اس اصل میں المیہ جی متفق ہیں نہیں اس حکم میں ہی جاکر متفق ہیں وہ اللہ وادہ
 ہجرت سے چالیسویں سال کے وقایع۔ امیر المومنین حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ
 کو خرم اللہ وجہہ کی شہادت کہتے ہیں کہ واقعہ نہروان کے بعد حالات خواجہ سے میں خرم
 بیلا سید الرحمن بن طبرستان مروی۔ دوسرا برک بن عبد اللہ التمیمی۔ تیسرا عمرو بن بکر السدوسی کہ مظہر میں حج انکے
 باہم طاقت کی اور سکون کے عاملوں کے عہدہ ابی زبان پر لاکہ نہروان کے کشمکش کی توجہ و توجہ
 بیان کی اور اپنے ناپاک آنکھوں سے پانی نکالا آخر یہ تدبیر شہرانی کہ میں شخص کو قتل کروں تو لوگوں کی آرا
 ہوگی لیکن علیؑ ابن ابی طالب اللہ معاویہ بن ابی سفیان و عمرو بن العاص۔ ابن طلحہ ملعون نے کراہی مصر سے تھا
 کہا کہ میں علیؑ رضی اللہ عنہ کو قتل کر لوں اور برک بن عبد اللہ نے کہا کہ میں معاویہ کو مار دوں گا ہوں۔ اور عمرو بن
 نے کہا کہ میں عمرو بن العاص کے سر کو دفع کرتا ہوں۔ پس قتلوں نے اپنے شمشیروں کو مسوم کیا اور یہ قرار دیا
 کہ نہ صفیان کی صفیان شب میں قتل کروں۔ اس عہد وہاں کے بعد دس قتلوں نے ابن طلحہ کو
 کی طرف روانہ ہوا اور برک و شمشیر کی طرف اور عمرو مصر کی جانب۔ جب ابن طلحہ کو قتل کرنے میں ناکام ہوا
 عورت کا حاشق ہوا اسکا قصہ طغریب آویگا اس فوج نے اور دو شخص کو اسکے معاون شہر کے اسکو جانا
 امیر کے قتل کی ترغیب دی۔ میں وہ قتلوں ملعون کو قتل کرنے میں مقرر رہی شب کے مستغرق تھے۔ اور برک
 بن عبد اللہ دمشق میں صفیان کی اسی مقرر رہی شب میں جو ایک روایت سے سرسبز ہیں تھی تا جو پاک
 معاویہ پر شمشیر چلائی لاکن اسکا ضرب دیا وہ کادگر نہوا اور برک کو لوگوں نے پکڑ لیا جب وہ موقوف
 ہو گیا معاویہ نے کہنے لگا کہ تجھے ایک بات کی خبر دیا ہوں کہ شمشیر سے تجھے خوشی حاصل ہے معاویہ پوچھا کہ
 کیا ہے جواب دیا کہ میرا اور ابن طلحہ نے آج کی شب علیؑ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا معاویہ نے کہا شاید یہ میری صورت
 اسکو بھی جانتا ہے نہ ہی خود۔ میں حکم کیا کہ برک کو مار دو اللہ تعالیٰ۔ معاویہ کے سرسبزوں نے اسکے ہاتھ پاؤں اور
 تھیں کو کاشت کے والے دیا سودہ بہت بری وجہ سے معاویہ نے حلائی ہوا تھا ایک طبعیت کو تلوک

علاج کر دیا۔ جب صحت حاصل ہوئی حکم کیا کہ مسجد میں ایک مقصورہ باندھیں۔ جب مقصورہ تیار ہوا چند مختصر عرصہ کے بعد ایک اسمین ناز پرکار اور ایک جماعت تر داریں کھینچی ہوئی اسکی حرابت و حفاظت کرنی تھی۔ اور عمر بن کبر جب مصر پہنچا تو وہ ہندو رہا تھا اتفاقاً اسی شب عمر بن عباس کو در و شکم پیدا ہوا سو سوجی کر لے گیا بنی عامر سے ایک شخص کو نائب بنانے کے بھیجا تا امانت کرے۔ جب وہ داخل مسجد ہوا عمر بن کبر نے جو مسجد میں پہنان تھا اس پر در جلانی پھراٹے سر نہ اٹھایا۔ اور مسجد میں ایک غل ہوا اور کہنے لگے کہ اسی ظالم بیہ امر ہونے کا ثبوت اسکو قتل کیا۔ اسے کہا کہ اس میں میرا کیا گناہ کہ میں امیر کے سوا دوسرے کو قتل کرنا نہ چاہا۔ اور حضرت علی کی شہادت کا قصہ یہی کہ کہتے ہیں کہ جب آپ کی رحلت کے ایام قریب ہوئے کہنبی حضرت امام حسن گھر رہتے اور کوئی شب حضرت امام حسین کے مکان میں۔ اور یہی عبداللہ بن جعفر طیار کے بیان جو دایا و خاگر اس جناب کے تھے افطار کرتے تھے اور تین لغون سے زیادہ تناول فرماتے اور فرماتے تھے کہ میں چند شب کا جہان ہوں اور چہا ہوں کہ خالی شکم اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں جاؤں۔ روایت یہی کہ انہیں ایک میں ایک روز حضرت علی نے سبط اکبر حضرت امام حسن سے فرمایا کہ مجھے آج کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت بابرکت نصیب ہوئی۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کی اخٹ سے مجھے کیا کیا نصیبین اور کہ در تین پہنچیں۔ حضرت نے فرمایا کہ تو ان پر دعا کر میں نے دعا کی اللہم ابدلنی منہم خیرا منہم و ابدلہم بی شرالہم منی یعنی آپ ہی مجھے ان سے بہتر لوگوں کی صحبت سے مشرف کر اور میرے ایک بدتر کو ان پر سوئپ۔ آپ کی دعا و زجر اجابت کو پہنچ کر انہیں دنوں آپ کی شہادت ہوئی۔ مروی ہے کہ اپنی آخریام حیات میں جناب امیر نے ایک روز حضرت امام حسن سے پوچھا کہ اس جیسے سے کتنے روز گزرے ہیں کہا پندرہ روز اور حضرت امام حسن سے دریافت کی کہ اس جیسے سے کتنے روز باقی ہیں کہا کہ پندرہ روز۔ یہ سنے جناب ولایت مآب نے فرمایا کہ میں اور پانچ روز تمہارا جہان ہوں۔ اور آپ کی ایک کنیز سے منقول ہے کہ دو شبے کی شب میں میں نے حضرت علی کے ہاتھ پر پانی ڈال رہا تھا اسوقت آپ نے اپنی محاسن شریف کو اپنے مبارک ہاتھ میں لیکے فرمایا واسے اس محاسن سفید پر کہ جمعے کی شب سرخ ہوگی القصہ ان دنوں جناب امیر سے ایسے کلمات اور خرق عادات کثیر ظہور میں آئے۔ عرض جناب رضوان کی آیتسوسن شب جو شب جمعہ تھی حضرت امیر نے اپنی عادت معبود کے موافق صبح کی نماز کے لئے مسجد کا قصد کر کے نکلا آپ کے دولت سرا میں جو بدن اور قاضی تھے آپ کو گھیر لیکے شور مچائیں تو ایک شخص نے انکو مانکنے لگا آپ نے فرمایا کہ انکو چھوڑ دیجئے کیونکہ میں نے مجھے وداع کرنے ہیں۔ پھر مسجد کی طرف بدوئی اور ہوئے جب مسجد میں قدم رکھا وہ تینوں ملوں جو مسجد میں چھپے ہوئے قابو دیکھتے کھڑے تھے ان سے

ابن ابی عمیر نے اس جانب کے مبارک پرترہ دار چٹائی اسکی تشریف اس مقام پہنچی کہ جنگ احزاب میں عمرو بن عبدود کی تیغ آپ کے سر مبارک پر لگی تھی جیسا خبر صادق نے خودی تھی ویسا ہی ایک خون مبارک دہا ہوا اور محاسن شریف رنگین ہوئی۔ اور وہ طعول و مان سے بھاگا۔ جب وہ جانب زخمی ہوئے شہر میں ایک غل ہوا اور طعن کثیر جمع آئے۔ اور ابن ابی عمیر نے بجا کی جستجو میں برے۔ اور وہ طعول نے وہی پرترہ دار باقیہ میں لپکا ہوا وحشت زدہ کرنے کی گیلیوں میں دور تا دور پھرتا لوگوں نے جب اسکو پکڑ کے جانب خلافت پناہ کے حضرات نے آیا آپ نے اسکی طرف متوجہ ہونے کے پوچھا کہ اسی دشمن خدا کیا تجھ پر ہے احباب ثابت نہیں تھے کہا ناں۔ پھر فرمایا کہ کیا چیز تھے اس حرکت پر باعث ہوئی۔ اس طعول نے اپنا قصہ بیان کیا پس جانب ولایت آپ نے حضرت امام حسن کو وصیت کی کہ ابن ابی عمیر کو نگاہ رکھئے اور اسکو آب و طعام دیا کہوے۔ اور فرمایا کہ میں رطبت پاؤں تو اسکو ایک زخم سے زیادہ نہ مار دو۔ اور بھی وصیتیں فرمائیں۔ جب وصایا سے فراغت حاصل ہوئی زبان مبارک ذکر الہی میں کھولی کلمہ طیب کی تکرار کرنے لگے آخر دعا کی اکیسویں کو آپ کی روح مقدس اس عالم فانی سے طرف اعلا علیین کے پر ہوا ذی اناللہ وانا الیہ راجعون صاحب تفسیر عزیزی نے سورۃ شمس کی تفسیر میں لایا ہے۔ اب یہاں پر بیان دیا جائے کہ حدیث صحیح میں جو امام احمد کی سند اور دوسرے معتبرین یوں ہیں انہی ہی راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور شاہ فرمایا کہ کچھ نیکو معلوم ہی کہ سب سے زیادہ بد بخت پہلی امتوں کا کون ہے جسکی اس امت میں زیادہ بد بخت کون ہی حضرت علی نے عرض کی کہ خبر کو معلوم نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ تبا بد بخت اگلی امتوں کا ایک سرخ رنگ نمود کی قوم سے ہے جیسے قدار بن سالف کہ جی تعالیٰ کی اودھنی کی کو پہنچے اسی حسین اور اس امت کا تبا بد بخت وہ شخص ہی جو ترے مز پر تر دار مارے گا اور تیری اتاری اس خون سے رنگین ہوگی اور اسی تر دار سے تو شہید ہوگا۔ قدار بن سالف طعول نے اودھنی کا مارے گا قصہ مختصر یہی کہ جب صالح علیہ السلام نے نمود کی قوم کو دعوت کرنے لگے اس قوم کا ایک سر دار نے حضرت صالح کو عاجز کر دیکھنے لگے اسنے ایسا مجروح طلب کیا کہ اسل پھاڑے ایک اودھنی کو تھامے اور وہ دس بیٹے کی گاہ بھر رہے اور وہ پتھر سے بھٹکے کے چہ ہارے روز و پھر جئے۔ حضرت صالح نے فرمایا کہ میرے پروردگار کی قدرت سے یہ بات کچھ بود نہیں۔ اگر میں ایسی اودھنی تیرے نکالوں تو کیا تم بیان لاؤ گے کہ سب سے بڑا قرار کیا کہ ناں۔ پس صالح علیہ السلام نے ان لوگوں کو جواب بیان لائے تھے اپنے ہمراہ لیکے اس بھارت کے پاس شریف لینگے اور بد بخت غناؤ کی اور زحامین مشغول ہوئے اور مسلمانوں کو حکم کیا کہ تم آمین پڑھو اور قوم نمود کے سر دار کو فوج و لشکر انکے گرد کھڑے دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک قدرت سے اس قدر قدامت

اس پہار کے پٹنے سے جانور چلانے کی آواز آنے لگی جس طرح جانور بچنے کے وقت آواز کرتا ہی بیان تک کہ وہ پشتہ
 مشن ہوا اور اس سے ایک اونٹنی حبسی انہوں نے طلب کی تھی نکل اور جنگل میں چکنے لگی۔ اور ایک ساعت
 کے بعد اسکو بھی دروزہ شروع ہوا وہ بھی ایک بچہ جنی قدر قدامت اور شکل و صورت میں وہ بھی اپنی ما کے برابر
 تھا۔ یہہ مجرہ دیکھتے ہی سب کے سب بکا راتھے کہ صالح کا معبود برا قادیانی۔ اور جند بن عمر چھ ہزار آدمیوں
 سمیت ایمان لایا اور حضرت صالح کے قدم پر گر کے پچھلے تقصیروں کی معافی چاہی۔ اور دوسرے سردار اور
 انکے تابعدار ایمان سے محروم رہے۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم خلاف عہد کیا اب اللہ تعالیٰ سے بہت
 درو۔ اور اس اونٹنی کی اور اسکے بچے کی تعظیم پیش نظر رکھو اور سیطرح اسکو رنج نہ دو جب تک یہہ اونٹنی
 اور اسکا بچہ تمہارے میں رہیگا تم پر عذاب نہ آویگا۔ اس اونٹنی کی خاصیت یہہ تھی کہ سب جانور اڑ
 اور جنگلی اسکو دیکھنے سے خوف کھا کے بھاگتے اور جس جنگل میں وہ چرتی کوئی دوسرا جانور قدم بہین رکھتا
 تھا۔ اور شام کے وقت جب شہر میں آتی سب شہر والوں نے اپنے برتن لاکے اسکے دودھ سے بھر لیتے
 اسکا دودھ تمام شہر والوں کو کھایت کرتا تھا غرض جب اسکے خوف سے دوسرے جانور جنگل میں جا بہین
 سکتے تھے اکثر لوگ جو جانور رکھتے تھے تنگ آگئے حضرت صالح کے جناب میں شکایت لائے تب حضرت
 صالح نے یہہ بات تمہاری کہ ایک روز تم اپنے جانور چھوڑ دو ہم اونٹنی کو بند رکھینگے۔ اور ایک روز ہم اونٹنی
 کو چڑا لیتے ہیں تم اپنے جانور دن کو بند رکھو۔ ایک مدت اسی طرح گزری۔ ایسے میں ایک شخص اسی قوم قدار
 بن سالف نام شورہ پشت کو تہ گردن چار شانہ مانباب کو رنج دینے والا ایک فاحشہ عورت کا عاشق ہوا اس کا
 نام غیرہ تھا خوبصورتی اور خوش اسلوبی اور لطیفہ گوئی میں مشہور تھی۔ چند روز اسکے بیان جانا آتا شراب
 خواری اور زنا کاری سے رویا ہوتا آخر چاکا کہ اسکو اپنے نکاح میں لاوے تب اس فحشہ نے کہی اگچھے نکاح
 میں لانا چہتا ہی اس اونٹنی کے کو بچے مار دیکھئے کہ اس سے میرے جانور دن کو رنج ہی۔ اس ملعون نے ہاتھ
 کو قبول کر کے اور سات شخص کو اپنے ہمراہ لیکے قابو میں تھا ایک روز اونٹنی جب چراگا وہ سے پھری شہر میں
 آئی تو قدار نامہ بنجار نے اسکے پیشانی پر اسکو زخمی کیا پھر چوڑوں سے تر واروں سے مارنے لگے قدار نے بچے
 سے اسکے کو بچے مارے پس وہ اونٹنی زمین پر گری اسکے یار گرد سے پہنچے اور تر واروں سے اسکے پر
 پر زے کر کے اسکا گوشت تقسیم کیا۔ اسکا بچہ جو چھپے سے آتا تھا ماکا یہہ حال دیکھ کے دمان سے بھاگا اور
 اسی پہار پر جا کے کھرا ہوا جب حضرت صالح کو یہہ خبر پہنچی تو بہت افسوس کرتے ہوئے باہر نکلے اور شہر کے
 لوگوں سے فرمایا کہ یہہ بہت برا کام ہوا تم نے خدا کا عذاب فصد امنگوایا۔ اب بھی ایک بچاؤ کی صورت
 پہنچی کہ میرے ساتھ تھا اسکا بچے کو شہر میں لاؤں کہ اسکے سبب حق تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ۔ کافروں

یہ بات بھی قول کی۔ آخر صالح علیہ السلام نے سب مسلمانوں کو ساتھ لیکے اس بچے کو لایکے واسطے جنگ کیں گئے اس بچے نے حضرت صالح کو دیکھتی ہی تین بار آواز کی اور بار بار کالینہ شتی ہوا وہ بچہ اس میں گھس گیا۔ حضرت صالح نے انہوں کو کہتے ہوئے پھرے اور شہرین سے کہا کہ تم نے اپنے اٹھ سے اپنی خالی کی۔ اس بچے کے تین بار آواز کر کے یہی تفسیر یہ کہ تم کو عذاب الہی سے تین دن کی جہالت ہی۔ پہلے دن تمہارے منہ زہر ہو گا دوسرے دن مرغ۔ تیسرے دن سیاہ۔ چوتھے کی صبح کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حکم الہی سے آسمان زمین دھڑکایک تری دہشت ناک حرکت سے ظاہر ہوئے اور ایک ایسی آواز کی سب شہر والے اودھے اپنے اپنے زاد و پرگہ پر سے اور انکے پتے بھٹ گئے اور سب واصل جہنم ہوئے۔ پس صالح علیہ السلام مسلمانوں کو فرما کہ یہ شہر غضب الہی نازل ہوئی جگہ ہی بیان نہ ہا ہرگز مناسب نہیں سب کہ معتقد کی خرم کا احرام باندھو اور وہیں جگہ رہو۔ انہوں کو صالح علیہ السلام کے حکم کے موافق دیکھا ہی کیا سعادت دارین حاصل کی اب باقی چاہئے کہ اشقی الاولین قدر ان سالف اور اشقی الاخرین ابن عجم ہوینکا شہیت یہ کہ بے ہر دوا کہ قسم کی معصیت میں مبتلا ہوئے اور فیض شہرت چھوٹنے لگے فاحشہ بکار عورات کے کہہ۔

وغضب کے مغلوب ہوئے اور وطن و خان کی حقوق غنی پر کرا دہی اور ایسے ہمدی کام سے رعب کہ ہر وہ جہان کی رسوائی اور موصیائی اور تباہی اور عتاب و عتاب الہی کے مترادف ہوئے خود ہا مہنا۔ صاحب تفسیر عزیزی نے سترہ شمن کی تفسیر میں لایا ہی کہ جب شہرت و غضب کے سبب واجب حق تلف ہونے لگتے ہیں تب سب لوگوں کے نزدیک وہ شخص معیوب اور مطعون ہو جاتا ہی اور جب قدر وہ حق بزدل ہو گا مستدر فطن و شہین زیادہ لاف ہی ہوگی۔ تو اول بد بخت وہ شخص ہی خواہ اپنے نفس کے حق پر شہوت و غضب کو مقدم نہ کیے اور نفس کے حق تلف کرے۔ اس سے زیادہ بد بخت وہ شخص ہی کہ اپنی لذت تمہوئی اور غضب ہی کے سبب سے دوسرے کا حق تلف کر دے۔ اور اس بھی زیادہ بد بخت وہ شخص ہی کہ ان دونوں لذتوں کے سبب سے بدشگون کے حقوق تلف کرے پھر حق نہیں کہیں مختلف ہیں جیسے دنیا کا حق کو اسکا تلف ہونا سہل و آسان ہی آخرت کا حق تلف ہونے کے لا اسکا دفعہ البتہ مشکل ہی۔ چنانچہ مقدمہ یہی کہ آدمی زمین حق تر ہے اور عمدہ ثابت میں پہلا حق اللہ تعالیٰ جو اسکا پیدا کر دیا اور نعمت دیے والا ہی اور کسی وقت اور آدمی اسکا احسان سے باہر نہیں ہو سکتا اور ہر کام میں آدمی اسکی مدد و مہربانی کا محتاج ہی اسی واسطے کوئی حق اور کسی کا حق اسکے حق کی برابر نہیں سکتا۔ دوسرا حق اپنی قوم اور برادری کا ہی کہ اپنی زندگی اور موت میں انکا محتاج ہی اور ہر طرح کی مدد کا ان سے امید و دل۔ تیسرا حق اپنے نفس کا ہی اور اس حق

کی حقیقت خود ظاہری کچھ حاجت بیان کی نہیں تھی۔ پس سب بد بختوں سے زیادہ بد بخت وہ شخص ہی کہ ان تینوں حقوق کو ایک خسیس شہوت کی عوض میں تلف کرے سو یہ وصف اگلی امتوں میں سے قرار بن سالف میں تھا کہ ادنیٰ اور خمس کام کے واسطے ان تینوں حقوق کو تلف کر دالا اول اپنے نفس کے حق کو تلف کیا کہ کافر اور دوزخ کا کندہ ہوا اور اپنی زندگی کو برباد کیا دوسرا اپنے قوم کے حق کو تلف کیا یعنی اسکے سبب سے سب حق تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوئے کیسکا نام اور نشان باقی نہ رہا تیسرا حق تعالیٰ کا حق تلف کیا یعنی اس اونٹنی کو کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا تھا اور ہدایت الہی کی صورت تھی بلکہ رحمت اور عنایت الہی کے نزول کی سبب تھی اور بیت اللہ کی ہی بزرگی پیدا کی تھی سو اس کم بخت نے اسکی کوچین کا تین اور ہلاک کیا اور اس امت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل یعنی ابن ملجم ویسایا ہی بد بخت تھا توضیح اس ابہام کی اور تشریح اس مقام کی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی جس طرح حضرت صالح علیہ السلام کے کمال کی صورت تھی اور انکی نبوت پر گواہ صادق تھی اور قوم مشرکوں کی ہدایت کے واسطے جو حق تعالیٰ کی عنایت منسوب ہوئی تھی اور حضرت صالح علیہ السلام کو مرتبہ رسالت کا مرحمت کر کے اس قوم کو ہدایت مسعودت کیا تھا اور وہی ہدایت انکے سوال کے بموجب ناقہ کی شکل میں ان میں پھری تھی اور قرار پکا تھا یہاں تک کہ اس ناقہ کی تعظیم اور اسکے حق کو ادا کرنا گویا حضرت صالح علیہ السلام کی شریعت کا قبول کرنا تھا اور عذاب الہی کے دفع کرنے کے واسطے اتنا دین قبول کر نیکیہ قائم مقام تھی گویا حضرت صالح علیہ السلام کی ولایت کا نور راہ سے جلوہ گر اور ظاہر ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے مرتبے کی بزرگی اور ان کی دعا کی قبولیت اس حجرہ کے سے ظاہر ہوتی تھی اسی طرح سے وجود جسمانی حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو ختم کرنا خلافت حقہ کا تھا اور جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت کے کمال کی صورت تھا اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کا نور اس راہ سے جلوہ گر تھا اور اس جناب کے قرب معنوی کی روشنی اسی راہ سے ظاہر تھی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور نبابت اس وقت میں اسی ذات جامع الصفات میں منظر تھی سو اس واسطے حدیث شریف میں جس طرح بیت اللہ کے حق میں وارد ہوئی النظر الی الکعبۃ عبادۃ یعنی دیکھنا بیت اللہ کا عبادت ہی اور قرآن شریف کے حق میں وارد ہوئی کہ النظر الی المصحف عبادۃ یعنی دیکھنا قرآن کے حرفوں کی طرف عبادت ہی اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں آپ نے فرمایا کہ النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا علی کے منہ کی طرف عبادت ہی سو اس وقت میں وجود شریف حضرت علی کا مشی وجود شریف حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا سو اگر اس وقت میں نشان امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی مشی خاص گریب ہوئے تھے اور ہر حاجت ظاہری اور باطنی کو اس وقت میں سبب جمع ہوتا تھا کمال شریکہ وہ داماد تقاری تھے

خلافت حضرت علیؑ

۳۴۶

شہادت حضرت علیؑ

اس وجود با وجود کو جو اس بد بخت ترین بد بختوں نے بشہید کیا تو گویا ہدایت کی شمع کو گل کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے حق کو تلف کیا اور نام امت کے حق کو بھی تلف کیا جیسے ایسی ذلت کو جو اس وقت میں اپنا ثانی و اولیٰ مقام نصیحت اور بزرگی میں رکھتی تھی ہلاک کر کے نام امت کو جھاڑ دینے کی مانند منتشر اور فرج ہلے سرور کی طرح پیریشان کر دیا اور اپنے نفس کیے حق کو بھی تلف کیا اور کندہ و دوغ کا ہوا اور اپنی زندگی کو قربا دیا اور یہ سب برائی اس بد بخت کو اسی شہادت کے سبب سے حاصل ہو گئی تھی چنانچہ روایات صحیحہ میں وارد ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبداللہ بن علیؑ مروی تھا خارجی مذہب کو گنہگار کیا اور نگہبان اس کی نظر ایک عورت کو بغیوت نہر جسکا نام قطام تھا چڑی نہ دل اور جان سے اس پر فریفتہ ہوا اور وہ عورت بھی یہی مذہب باطل رکھتی تھی اللہ باب اور بھائی اسکا ہنروان کی زانیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مبارک ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے تھے جب ابن عجم کو اسکی ملاقات کا خیال دل میں پڑا اور خط کتابت اس مقدمے میں اس نے شروع کی اور آدھیر کو ذہبیان میں ڈالا تب اس عورت نے جوڑا بین نہر کہا کہ ایک میرا کام ہی اگر وہ تجھ سے ہو سکے اور تو اسکا کر سکا اور تو کرے تو البتہ میں تجھکو قبول کر دوں اور اپنے تئیں نیز سے نکاح میں دوں اور وہ کام میری ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو شہید کر اس خون نے کہ مغلوب شہادت کا تھا اس بات کو اس ملعونہ کی قبول کیا اور اس کام کی تدبیر میں پڑا چنانچہ ایک نوا ہزار درم کو خرید لی اور اسکو نہر کے بانی سے بچھایا اور اپنے یا دون سے اسکا نام کی تدبیر پوچھی اسکے یا دون نے کہا کہ میرا کام کچھ مشکل نہیں ہی بہت آسان ہی اسکا ہے کہ حضرت علی کوئی گھبیاں اپنے ساتھ نہیں رکھتے میں اور اکیلے رات کو نہ ہیرے میں مسجد کو جاتے ہیں کسی دن مسجد میں اندھیر کے وقت چھپ رہا ہوں ہاں کام تمام ہو چکا چنانچہ انیسویں رمضان مبارک کی صبح صادق کے وقت کہ منہ نہر کی باقی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے مسجد شریف میں تشریف لائے اور وہ ملعونہ اکیلی خستون کی آڑ میں مستعدی کام پر کھڑا تھا اور اچکی غارت شریف ایسی تھی کہ مسجد میں جوتے ہوئے آدمیوں کو گھنیز کی آواز سے جیدا کرتے تھے تاکہ وہ سب اللہ کے ظہارت کریں اسی آواز سے ایسے جو نہیں آتے تھے مسجد شریف میں قدم مبارک نہر کا دو چہن اس ملعونہ نے چھپے سے غفلت میں ایک تلواریا بکے سر مبارک پر مار دی اور بھاگا آدمی ہر طرف سے دوڑا اور اسکو پکڑ کے قید کیا نہر خند کہ زخم چندان کاری نہ تھا لیکن نہر کی تاثیر سے آپکا کام تمام ہوا اور اس خاکدان ظلمانی سے فردوس برین کو انتقال فرمایا چنانچہ انیسویں رمضان کے جب مبارک کو نجف الحیرہ میں جو ایک جگہ پر کا نام بھی گونے میں مسجد جامع سے ایک فرنگ پر حیرۃ النعمان کی راہ میں تھا وہاں مدفون کیا اور اچکی قبر کو بلند کیا بلکہ بالکل بے نشان رکھا تاکہ خارجی لوگ جو اس زمانے میں گونے کی نواح

میں بہت منتشر تھے کچھ بے ادبی آپ کے جہد مبارک سے ٹکرین اور یہ قصہ سنہ جالیں مجری میں واقع ہوا اور آپ کی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہو گئی اور کوئی قائم مقام اس رتبے کا نہ رہا یہی بات صحابہ نے سمجھ کے ہنایت افسوس کیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خبر شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنی فرمایا کہ اب عرب جو جاہلین سوکرین ایسا کوئی نہ بنا کہ انکو کسی بد کام سے منع کر لیا آپ جانا چاہتے تھے کہ صحابہ میں بعد وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علما اور داغظ بہت موجود تھے اور آدمیوں کو بد کاموں سے بے محابا یعنی بے دہشت منع کرتے تھے اور کسی کی بنی امید کے پادشاہوں سے یا دوسرے سرداروں سے لحاظ اور خاطر داری سچی بات کہہ دینے میں نکرے تھے لیکن انکا امر وہی مانند سمجھانے علما کے اور رہنمائی اولیا کے تھا نہ پیغمبروں کے حکم کے مانند کہ وہ بات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہو گئی اسی واسطے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا اسی جگہ سے قاتل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشتہی ہونے کی وجہ ظاہر ہو گئی کہ اس وقت میں تمام کمالات ولایت کے جو قائم مقام نبوت کے ہیں اسی ذات مبارک میں منحصر تھے دوسرا کوئی اس وقت میں دیا نہ تھا بخلاف خلفاء سابقین کے زمانے کے کہ اس وقت میں دوسرے بھی ایسے تھے جو لیاقت اس امر کی رکھتے تھے چنانچہ انکے معدوم ہونے کے بعد اس امر کو سنبھال لیا اور ان کے قتل ہونے سے دین میں خلل پنا یا گیا بخلاف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے کہ یہ خاتم الخلفاء تھے تو انکا قتل کرنا گو یا اللہ تعالیٰ کے نور کو بالکل بجھا دینا تھا اور ہدایت کی شمع کو گل کر دینا تھا اسی واسطے ان کے قتل سے ایسی خرابی دین میں ہوئی کہ پھر تدارک اسکا ہوسکا اور اگر کسیکو یہ شبہ خاطر میں گذرے کہ اس بد بخت ترین کی حرکت سے مشود کی قوم سب ہلاک ہوئی اور اس امت کے بد بخت ترین کی حرکت سے باقی ماندہ کو کچھ آسیب نہ پہنچا اسکا کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق دو وجہ سے ہے اول وجہ یہ ہے کہ اونٹنی کے مارے جانے سے نام مشود کی قوم راضی اور خوش ہوئے تھے اور اس امت میں اکثر لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل ہونے سے راضی نہ ہوئے تھے بلکہ اس حرکت کو بیوا لے پر لعنت اور نفرین کرتے رہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اونٹنی کے مارے جانے کے بعد اسکا کچھ بھی غائب ہو گیا تھا اور بالکل اسکا نام اور نشان نہ رہا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد آپ کی اولاد ایجاد باقی رہی اور آپکا نام و نشان قائم رہا اور اس ولایت کا نور جبکہ آپ حامل تھے سنا بعد نسل ایک حامل انکی اولاد میں پیدا ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا ہر چند کہ وہ ہیئت اجتماعی مت گئی تھی لیکن وہ نور متفرق اور منتشر ہو کے موافق استعداد کے ہر ایک فرقے میں اہل خیر قائم رہا ان سب کو یہ امت اس طرح کے عذاب پہنچ رہی اور ایک سانچہ عجیب آپ کی شہادت کے بعد یہ ہوا تھا کہ اسکا

سیت العترہ میں کوئی غیر تھا جسے نیچے سے خون جوش نہ نہا تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

قرۃ العین رسول جگر گوشہ قبول امام ہمام امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہما کے احوال میں اس شاہزادے کا نام نامی حسن اور کنیت ابو محمد بنی اور آپ کا لقب مجتبیٰ

بنی اور آپ کے سوا کسی اور نہ تھا کی اور سید و طیب سے بھی لقب میں۔ ہجرت سے تیسرے سال رمضان

المبارک کی ہند رہوین منحل کے روزہ مدینہ منورہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ امام سید علی تاریخ الخلفاء میں لایا

ہی اخراج ابن سعد عن عمران بن سلیمان قال الحسن والحسين اسمان من اسماء الخیر

ما سمعت العرب یما فی الجاہلیۃ یعنی ابن سعد نے عمران بن سلیمان سے نقل کرنا ہی کر کے کہا

اور حسین یہ ہر دو جنت کے ناموں سے ہیں۔ جاہلیت میں عرب یہ نہیں جانتے تھے وقال ابن المغضل

ان اللہ حجب اسم الحسن والحسين حتی معی یما النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابذیہ

اس شاہزادے کے ولادت باسعادت سے حضرت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تہی فرحت

و بشاشت طالع ہوئی۔ تو اس کے ساتویں روز آپ ہی ان کا نام رکھا۔ اور دو بکروں سے ان کا عقیقہ کیا

اور سر مبارک ہندھو کے اسکے ہر وزن روپا خیرات کیا اخراج البخاری عن انس قال لم یکن

احدا شبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الحسن بن علی بخاری عن انس سے نقل

کرنا ہی کہ کہا کہ حضرت کے ساتھ امام حسن سے زیادہ کوئی شہادت نہیں رکھتا تھا و اخراج السیحان

عن البراء قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم والحسن علی عاتقہ و

هو یقول اللہم انی احبہ فاحبہ بخاری اور مسلم نے اسے نقل کرنا ہی کہ کہا کہ میں نے دیکھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ کے دوش مبارک پر امام حسن تھے اور حضرت یہ دعا کرتے

تھے کہ یا اللہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو دوست رکھ و اخراج البخاری عن ابی بکر

قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی المنبر والحسن الی جانبہ

ینظر الی الناس قرۃ والیہ مرۃ یقول ان ابنی سیدو لعل اللہ ان یصلحہ بہ بین

فشتین من المسلمین بخاری نے ابی بکر سے لایا ہی کہ میں نے حضرت سے سنا ہی کہ منبر پر ہوا کرتے

اور امام حسن اپنے گود میں لے جاتے تھے شاہزادے کو گود میں لیکے بالاسے منبر خطبہ پر بٹھاتے تھے اور کہتے

اس جگر گوشہ کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی لوگوں کی طرف۔ اور فرماتے تھے کہ یہ میرا فرزند مردار ہی

قریب ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکے واسطے سے مسلمانوں کی دو گروہ میں صلح کر دیگا و اخراج البخاری

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمار بجا نشی من الدنیا یعنی

خلافت حضرت علی

۴۴

احوال امام حسن رضی

ساتھ ملکر ترک خلافت کر گئے۔ ایسے بائین سکے خوارج کی ایک گروہ بنالالت پڑوئے اس امام خدا
 الاخر کم کی تکلیف کی خود پائندہ مہنا اور اس جناب پر بھروسہ کر کے آپ کے لباس کو پارہ پارہ کیا۔ اور جو خیر
 پر کہ تشریف رکھتے تھے اسکو فارت کیا اور آپ کے دوش مبارک سے چاند بھی کھینچی۔ امام ہام نے حب
 یہ حال دیکھا فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے نڈاکی کر قوم پر سید و ہمدان
 کہاں ہیں۔ دسے ہر دو قبیلے حاضر ہوئے اور حاکمیت و حاکمیت میں کرنا نڈا ہی اور ان شریر دن کا شرم
 جناب سے منقبذ کیا میر حضرت امام حسن و مان سے ملان کی طرف رخا نہ ہو۔ اٹا سے رادین خارجین
 سے ایک شخص کہ جسکو خوارج بن قیسہ امروہی کہتے تھے قابو پا کے امام ہام کی ران مبارک کو زخمی کیا تب
 عبد اللہ بن جعفر و عبد اللہ بن لیلیان نے اس ملعون کو قتل کر ڈالا۔ پس امام ہام منبجہ ہوئے اور مدین
 کے قصر امین بن تزل فرماے۔ اور تزل و حوں نے اس زخم کا علاج شروع کیا اللہ تعالیٰ مصلحتا مجتہد۔ اٹا
 میں معاویہ نے اپنے ایک پہنچ کے قیس بن سعد کو حضرت امام حسن کی طرف سے و مان کا حاکم خاص مقرر کیا
 اور عبد اللہ بن ماکر کو مدین کی طرف روانہ کیا جب اس امام ہام کو اس بات کی خبر ہوئی آپ اپنا لشکر روانہ ہوئے
 جنگ کا قصد کر کے مدین سے باہر نکلے۔ جب یہ دو فریق کی طاقت ہوئی عبد اللہ بن ماکر نے فریاد کیا کہ
 اہل عراق میں معاویہ کے لشکر کا مقدمہ ہمدان میں جنگ کرنا مہین چہا ہوں معاویہ ایک لشکر کے ساتھ
 اپنا رہین تزل کیا بی ابر اسلام امیر المؤمنین امام حسن بن علی کو پہنچا و اور کہہ کہ عبد اللہ آپ کا نڈا نڈا
 کی قسم دیتا ہوں کہ جنگ سے ہاتھ نہ کھو تا لوگ ہلاکت سے بچیں۔ جب یہ بات عراق والوں نے سنی سنت
 ہوئے امام ہام نے مدین کی طرف مراجعت کی۔ اور عبد اللہ بن ماکر کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ میں خلافت
 چھوڑ دیکے معاویہ کی ساتھ مل کر نہ ہوں مگر چند شرطوں کے ساتھ۔ اور بعضے روایات میں آیا ہوں کہ اگر میر
 حسن مجتبیٰ نے سادہ طین جنگ و حوالہ عتوفن کرنا چاہا۔ تب عبد اللہ بن ماکر بن زفل کو جو معاویہ کا
 خواہر زادہ تھا و کالت دیکھے معاویہ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام کیا کہ اگر تم کتاب اللہ دست رسول اللہ
 پر عمل کرین اور ذیر دستوں پر شفقت رکھیں اور لوگ اپنے جان و مال کا امن پادین و وطن کی امر و
 نہی کی خدمت اور منصب خلافت تمہارے سپرد کرنا ہوں والا جنگ و قتال پر حاضر ہوں میں کیکر اللہ
 جینا و جو غیر الی کہیں معاویہ میرے کس میت ہی خوش ہوئے اور کہا کہ امام حسن کی زبان مبارک پر جو باتیں
 گزری ہیں میں نے ان سب کو قبول کر لیا لیکن اسکے سوا سے اور بھی کچھ فرماتے ہیں تو قبول کرنا ہوں۔
 عبد اللہ نے کہا کہ امام حسن کہتے ہیں کہ نسل چکومت چند شرطوں پر عتوفن ہی معاویہ نے پوچھا کہ وہ کیا
 ہی عبد اللہ نے جواب دیا کہ اگر تو آگے مر جاوے گا کے ریاست امام حسن کے ہی طرف رجوع کرے۔ دوسری

شرط یہ کہ اپنی مدت العمر ہر سال پانچ لاکھ درہم بیت المال سے انگو بیچا جائے۔ دوسرا یہ کہ دار البحر اور فارس کا خراج سال بسال انہیں کو پہنچا جائے معاویہ نے کہا یہ سب شرطیں میں نے قبول کیں پس ایک سفید معرا کا غنڈ اپنی ہڈی کے عبد اللہ کے تحویل کیا اور کہا کہ امام حسن کی خدمت میں میری طرف سے یہ گزارش کیجئے کہ میں اس کا غنڈ پر اپنی ہڈی کے بھیجا ہوں آپ جو چاہیں اس پر تحریر فرما دیں مجھے قبول ہی۔ اور قریش کے چند سردار کو بھی عبد اللہ کے ہمراہ کر کے روانہ کیا۔ جب عبد اللہ بن حارث اور دوسے اکابر قریش شاہزادے کی خدمت میں حاضر ہوئے سب احوال ظاہر کیا۔ اور وہ شرط جو عبد اللہ نے اپنے طرف سے معاویہ کو بولا تھا کہ تیرے رحلت کے بعد ہر حکومت امام حسن کے ہی قبولین کیا جائے۔ امام ہمام نے اسکو سکے پسند فرمایا اور کہا کہ مجھے حکومت کی طرف ہرگز میل نہیں۔ اگر اسکی خواہش ہوتی آج نہ بیا ہوتا۔ پس اپنے کاتب کو صلح نامہ لکھنے کا حکم کیا۔ اسکا مضمون یہی تھا کہ یہ صلح نامہ ہی درمیان حسن بن علی بن ابیطالب اور معاویہ بن ابی سفیان کے اس مسئلے پر کہ ام خلافت معاویہ کے تسلیم کی گئی ہی۔ اس شرط کے ساتھ کہ جب معاویہ کی موت نزدیک پہنچے کسی شخص کو حکومت پر نصب نہ کرے بلکہ اہل شیعہ کے حوالہ کرے تا اہل اسلام مصلحت وقت کے مطابق جسکو مناسب جاوے خلیفہ تھرا دیں۔ دوسری شرط یہی کہ سب اہل اسلام اسکے ماتھے اور زبان سے امین رہیں اور سب خلق اللہ کے ساتھ سلوک نیک سے پیش آوے۔ تیسری شرط یہی کہ حضرت علی کے شیعہ اور متعلقین اور متنبین کے ساتھ کسی طرح سے کچھ قرض نہ کرے اور انکو رنج نہ پہنچا دیں اور معاویہ ان شرطوں کو دھارے مکر و کید سے بہت دور رہے۔ اور امام حسن اور انکے برادر امام حسین کے ساتھ ظاہر و باطن بدی نہ کرے۔ اور کسی کو اتنا نہ دے اور حکم نہ کرے کہ انکو یا انکے متعلقین کو ضرر پہنچا دے۔ اور انکے متعلق یا احباب و قطار زمین سے جس جگہ کہ رہیں معاویہ یا اسکے گماشتوں سے محفوظ رہیں۔ اور اس پر عبد اللہ بن الحارث بن نوفل اور عمر بن ابی سلمہ اور کئی اکابر گواہی لکھے۔ پس امام ہمام کو نے طرف روانہ ہوئے۔ اور قیس بن سعد بھی اپنی جگہ سے نکل کے کوئے تک جا پہنچا اور حضرت امام حسن کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اور معاویہ بھی اسی روز شام کا لشکر اپنے ساتھ لیکے دار کوڈ ہوا معاویہ اور امام ہمام اور خلق کثیر مسجد میں جمع آئے۔ معاویہ نے کہا کہ امام حسین کو بھی بلوا دیں تا انہوں بیعت کریں تب ایک شخص انکے بلانے کے لئے گیا۔ حضرت امام حسین نے ابا کیا اور اس مجلس میں حضرت امام حسن نے معاویہ سے فرمایا کہ حسین کو اپنی بیعت پر اکراہ نہ کر کیونکہ اسکے پاس میرے ماتھے پر بیعت کرنے سے اپنا قتل و موت تری۔ جب معاویہ نے یہ بات سنی انکی بیعت سے درگزر کی۔ قیس بن سعد بھی معاویہ سے بیعت کرنے پر راضی نہیں تھا امام ہمام کے حکم پر طوعا و کرہا بیعت کی۔ عرض اس مجلس میں حضرت امام حسن نے معاویہ سے بیعت کر کے اپنی خلافت و ریاست اسکے سپرد کی۔ پھر منبر پر سوار ہوئے

خلافت حضرت امام حسنؑ ۴۴۲

ایک جنگیہ کال فصاحت و بلاغت کے ساتھ تیار۔ حدود کے بعد اس خطبے میں فرمایا کہ اے مسلمانوں میں سے
 فتنے کو نہایت کردہ رکھنا ہوں۔ میرے بعد میری امت نے فتنہ و فساد و دہر کرنے اور مسلمانوں کے حال
 بال کھرا مان حاصل ہو چکے تھے میں معاویہ سے صلح کی اور اس میں حکومت کا کاروبار اسکو دے دیا۔ اگر قی
 اسکے ہی اسکو پہنچ گیا اگر میرا حق ہی میں اسکو بخش دیا۔ اسکے بعد معاویہ کو کوئی وصیتیں کر کے میرے ارستے۔
 سبحان اللہ یہ خرمناحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوا جو ایک روز نہ ہوا اسے منبر فرمایا تھا کہ اگر
 سرور ہی میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسکے واسطے سے مسلمانوں کے دنگر و دہن صلح کر دیکھا۔ غرض
 جب امام ہمام منبر سے اترے معاویہ نے حیران اور بخود ہو کے کہنے لگا کہ یا ابو محمد آپ نے آج ایسی چیز سے
 جو انفری کی کہ آج تک کسی نے نہیں کی۔ آپ کی روایا یہ جو وہ کہہ کر نہایت ہنسنے والی تھی یہ کہ امام
 ہمام نے جو معاویہ کے ساتھ صلح کی اور خلافت چھوڑ دی حالانکہ آپ نے خلافت کا اسحقاق کیا
 ہی ذات مالی صفات میں منحصر تھا۔ اور مخالف کی جانب میں سے کستھاتی ظاہر تھی اسکا سبب کچھ عورتوں کی
 کا نہیں تھا شاید اس کے طرف مال و مال کی کثرت اور جنگ و قتال کی تہذیب میں حاشیہ دے دی ہو ہو رہی تھی۔
 بلکہ اسکا سبب یہ تھا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ انھوں نے جعدی التلون سے کہہ دیا کہ تم نیکوں میں
 عفو و انصاف سے خلافت کا زمانہ میری بعد تیس سال کی ہے میرے بعد بادشاہ کرندہ ہوگا۔ سو امام
 ہمام نے سوچا کہ خلافت کا زمانہ تو گزر گیا اب دورہ ظلم و بیدادی کا آیا ہے۔ اب ریاست کروں تو میں
 جو معصیتیں کہ امت میں ملحوظ ہیں فوت ہو جائیں گی۔ پس دعا مارا سوقت کی ریاست۔ کہا۔ یا ابی اس
 جو معاویہ اس کام کے لائق تھا وہ ریاست اسکے میر دیا۔ اور اس میں یہ مصلحت بھی منظور تھی کہ طریقہ
 جنگ میں مسلمانوں کے جان و مال کا جو نقصان کھرا ہی لوگ ان سے امن پا دیں اور ریاست محمدیہ میں اتفاق
 حاصل ہو دے کہ ان کی تحفہ شام و شرب۔ نقل ہی کہ جب امام ہمام نے صلح کی کہ ان عدی نے بہت ملال
 اور کہنے لگا یا ابن رسول اللہ کاش میں اسکے آگے مر جاتا تو میرے روزہ نہ کھا ہوتا۔ آپ نے ہم کو اہل عدل کے
 زمرے سے نکال کے اور باب جو رو جھانکے فرستے میں داخل کیا اس میں ہمارے ہی عزتی و خلعت کا سبب ہوا
 امام حاکم ہمام نے فرمایا کہ ای میں عدی میں نے اس واسطے صلح کی تا ہمارے شیروہ واجب مرض ہلاکت میں
 نہ آویں۔ پھر ابن عدی نے عبیدہ بن عمر کو ہوا۔ لیکے حضرت امام حسین کی خدمت میں آگے اپنا بیچ و مال ظاہر
 کیا اور اس جناب کو جنگ و جدال پر غریب و غریب کی حضرت امام حسین نے فرمایا کہ ہم نے جب معاویہ سے بہت
 کر چکا اور عہد ویمان دے دیاں لایا پھر اب جو بدگفتی سرور نہیں یہ بات سنے دے ہر دو بہت ہی غمزدن ملل
 ہر سے لاعلاج صبر کیا۔ علی بن ابی طالب کی کہانی کہ میں اور صفیان بن ابی علی حضرت امام حسن کے باپوں کے

خلافت حضرت امام حسنؑ ۳۴۴ھ حضرت امام حسنؑ کی صلہ معاویہ کے ساتھ

دینے کے طرف گئے۔ جب آپکی مجلس میں حاضر ہوئے چند اکابر انکی خدمت میں بیٹھے تھے۔ میں نے آپکی طرف متوجہ ہو کر کہا السلام علیک یا نذیل المومنین۔ شاہزادے نے فرمایا وعلیک السلام بیٹھے میں مومنوں کو ذلیل کر ڈیلا نہیں بلکہ انکو عزیز کر دیا ہوں کیونکہ میں نے معاویہ سے جو صلح کی اس سے میرا غرض یہ تھا کہ تمہارے خون بہتے جاویں اور میں نے یقین جانا کہ اگر صلح نہ کروں میرے سب دوست واجب تلف ہو جائینگے۔ اگر خیال و اشتیاق کے ساتھ بھی ہم معاویہ سے جنگ کئے ہوتے آخر یہ کام ایسے تفویض کرنا ضرور تھا راوی کہنا ہی کہ میں نے یہ باتیں سنے تھے اچھا اور حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں جا کے یہہ قیل و قال ظاہر کیا آپ نے فرمایا کہ ابو جحر جو ارشاد کیا حق اور مطابق صدق کے ہی کہ جب تک معاویہ زندہ رہے ہر شخص اپنے گھر بیٹھنے کے سوا بے چارہ نہیں کہتے میں کہ یہہ صلح ماہ ربیع الاول سن یکتا لیس ہجری میں واقع ہوئی۔ پھر چند روز کے بعد حضرت امام حسنؑ اپنے سب اتباع و احباب کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف اور معاویہ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب امام ہمام نے مدینہ پہنچے ایک شخص نے کہا کہ دروسے تفویض خلافت کے باب میں انکو بلا امت کی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واقعے میں ظاہر کیا کہ نبی امیہ کے ظالم حضرت کے منبر پر ایک کے بعد دوسرا بندہ رون کی طرح کود کود کر بیٹھتے ہیں۔ اور رعیت پر ظلم و ستم کرتے ہیں یہ بات حضرت پر نہایت شاق گذری سو بہت محزون و غمگین ہوئے حتیٰ کہ سنیہ نذالی انکو طمانیت کے لئے سورہ قدر نازل فرمایا۔ اس سورہ میں ارشاد ہوا کہ ہم تم کو عبادت کی کوئی بات ایسی دی ہی کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اسے اس شب کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہی۔ ہزار مہینوں مراد نبی امیہ کی سلطنت کے ایام ہیں کہ جبکہ اتنی سال ہوئے ہیں۔ اور یہہ رات کئی طور سے دوسری راتوں شرف اور بزرگی رکھتی ہی۔ اول یہہ کہ تجلی الہی شام سے صبح تک اس رات میں بندوں کے حال کی طرف متوجہ ہوتی ہی اور انکو قرب معنوی حق تعالیٰ کی جناب میں پیدا ہوتا ہی۔ دوسرے یہہ کہ فرشتوں کا عالم اور ارواح کا عالم صلی اور عابدوں کی ملاقات کو آسمان سے زمین پر آنے میں اور ان کے نزدیک ہونے کے سبب عباد تو انکی سعادت اور طاعتوں کی حلاوت دوسری راتوں کی عبادت اور حلاوت سے ہزاروں درجے ترجیح جاتی ہی تیسری یہہ کہ قرآن مجید بھی اسی رات کو لوح محفوظ سے دنیا کے آسمان پر نازل ہوا ہی اور یہہ ایسا شرف ہی کہ نہایت نہیں رکھتا۔ چوتھی یہہ کہ پیدائش فرشتوں کی بھی اسی رات میں ہی۔ پانچویں یہہ کہ بہشتی نگار آراستہ کرنا بھی اسی شب کو ہی۔ چھٹے یہہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا مادہ بھی اسی شب کو جمع ہوا ہی اور صبح روز میں آیا ہی کہ عثمان بن ابی العاص کا ایک غلام تھا کہ ساٹھ سال جہانوں کی ملاحی کی تھی ایک وزان سے کہنے لگا کہ درانکے عجائبات سے ایک چیز میرے تجربے میں ہی کہ میری عقل اسے حیران ہی وہ یہہ ہی کہ دریا شو کا

خلافت حضرت امام حسنؑ ۴۴۴ ۴۴۴ حضرت امام حسن کی وفات

پانی سال میں ایک دست تھا ہوتا ہی عثمان بن ابی العاص نے اسے کہا کہ جب وہ مات آوے تو مجھ کو تر کرنا
 و کچھ یوں تو کہ وہ کون سی رات ہی اور کیا بڑی رکتی ہی اس غلام نے سنا میں کو رمضان مبارک کی ان سے
 کہا کہ میرات دی ہی۔ کہانی تفریح السوزیہ۔ غرض حضرت امام حسن داخل جہنہ ہوئے بعد دس سال زندہ رہے
 معاویہ نے ہر سال ہندو مال حضرت حنین کیرین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں سمیٹا اور حضرت حاکم سے پیش کرتا
 جب میلنا مد میں جو وہ ترطر قوم تھی کہ معاویہ اپنی رت کے قریب نیک حکومت اور کیونہ سے۔ بڑی پرہیزگار
 معاویہ کا پرہیزگار نہ تھا یہ شرط مضطر اور بے آرام رکتی تھی۔ بہر صورت حضرت امام حسن کی ہلاکت چہرے
 آخر حیدرہ سے ساخت کیا اور اسکو مال ہند کی طبع بکلا اسکے ہاتھ سے اس امام ہمام طرک شریعت نام کو زہر ملا
 سوات نے اسی قہر سے بہت ریخ و یاری کیج کے رحلت فرمائی۔ آپ کی رحلت کا بیان ہر فقیر نے
 جو شرح سر الشہادتین میں لایا ہے یہ بیان وہی نقل کیا جاتا ہی حضرت امام حسنؑ کی وفات کا بیان

سبب رحلت کا اسکے ہی ہر	وہی حق آجہدہ جو ملے	نمی ہی حضرت ابی بکرؓ کا	دیا انوارینہ اسطرح کہ
حسن کو زہر گلاب دیوئی تو	میرے مال نہ رہے یوئی تو	نہج ابا کو دغا میں بڑے	تو پاو گی تیرہ ہزار دینار
سوجھدہ آخرت کو بھول کر	طبع و مال فانی چھوٹ کر	چہ جانی نہار یہیے جوں کو	وہی ہی۔ ہر مفسر جوں کو
آٹھا کھنچ دیا ہر چیل ہند	ہو خاکدہ بین کو دفنی آواز	چہ چہ ہو نہا رت انجام	وہ طعون تپتہ ہر چیل
کہ آدہ آدہ کرے آباد وادہ	کہ اس یوفا کو پر حجاب	کہم ویدیا ہر سے حق کا پست	کہم نہ ہمار ہم ماضی ہر چیل
ہمارے پاس ہیں کہنے کو سدا	کچھ کس طرح ماضی ہر چیل	مسوا رت کی جہدہ ہر چیل	لہی دارین کا نقصان ہر چیل

قال الله تعالى خسرا لا ذیاء لا خیرة ذلک هو الخسران المبین

غرض جب یہ بڑی جہدہ ہو	علی کا باغ کے سرو چن کر	جو تھا چالیس دن تک بار	یہی تھی اسکی بیاری ہر چیل
کہہ جوتے بہت اہل اکبر	عدو کو اسکے جو خیال ابر	جگر اور آتریان کے مبارک	کئے گئے بارہ بار ہر چیل
مہشہ ریخ تھا جیسازناؤ	تھا ہر دنگی دیرازناؤ	جب آیا آہ کا وقت طر	ہوا حاضر حسین پاک ہر چیل
کہا ہی غرض کہ نہ جہنم کر	کہہ کچھ بجا نہیں کچھ کو دیا	کہا کیا قتل تو چہا ہی اسکا	کہا ان تہ جس کہنے کو دیا
کہ میں پہ لگان کھتا ہر چیل	وہ قاتل گم ہو میری پرورد	تو اہلہ طہا ہی محنت اسپر	کہہ کہوے انتقام کچھ کو دیا
نہروے فی الحقیقت کوئی	تو میں میرا ہر حقیاں ہر چیل	کہ کوئی بیگنہ نہ میں ہر چیل	نہرے ابائتہ علی بھائی
وہ تھے نہ تو چھو کی بات	کوئی ایسا نہیں تھا سخت	شہادت تر تھی جیکو دیا	باقی ہی ہیں در پردہ
یقین نہیں قاتل کی لیکن	موافق شرح کا علی گھر چن	وہے چلے اسکے دنگن	کہہ کچھ بیخ اور تحقیق کرنا
وہی باکر کی بیہ کار عالی	جو ہر غرض نساں علی	والا باجوہ وقت اسی غائب	نہ ایسا دنگن ہی امر آسان

تمی ناگذا انکی ایسی ہی جلی
کھا فصل خطاب اندر پیر ہوا

کہ تھی وہ خلق نبوی کی تھی
دئے حضرت حسن کی زہر جھپٹا

حدیث

کہ میں ایک شخص کو ہمراہ کرے
کہیں عرض ای غفلت کے حال
کہا رادی یہ پسر شاہ والا
دئے تھے زہر جو جھکوا
ہی دسر روز میں حاضر ہو جا
میں حالت سے اسکو جھکوا
کہ دو آنکھو کے درمیان کے ترش
کہ ہی نزدیک اب حلت جس کا
کہ بی بی عایشہ سے ای برادر
کئی ہی مجھ سے پیچہ وہ بی
جناب عایشہ سے چاخصت
ولیکن آہ ابناے امید
بقیع اندر مجھے تہ فن کیجے
امام دین حسین باکر امت
وے یہ خبر جب مردان کو پہنچی
مبارک تب جنازہ اسکا پائی
مزار فاطمہ بنت اسد پاس
کھو کیا آہ میں شہر کا غم
رسول اللہ نہ اسکا جد پائی
ہیں کوئی رما نا دیوے یاری
جنازے پر حسن ابن علی کے
ہوے ناپاکوں کا سایہ فی حقیت

عیادت لگیا حضرت حسن کے
نہ میں کچھ پوچھ سکتا ہوں
کہا گھر کو وہیں بھر ملدیا
نہ کوئی زہر تھا اس زہر کا
قریب لگتا تھا حضرت حسن
بہت درد و الم سے نکلا یا
ہی گویا سورہ اخلاص مکتوب
رسول اللہ کے سروچمن کی
کئی دن لگے میں بولا تھا ملے
یقین امید ہی خصلت وہ دلی
وہ خاتون گر تھیں دو کجا
کرے نیک منع ظالم بدر وہ
کسلی ناخوشی ہرگز نہ لیجے
ہی چاہی عایشہ سے اجازت
وہ مانا ثانی سلطان کو پہنچی
اٹھا آگے سے اس کے ناپا
جو دا دی سکی ہی وہ پاک
حسین باصفاء دلگیر کا غم
نہ حیدر والد امجد زما ہی
ہوا تھا درد و ماتم اسکو کھاری
جنازے پر وہ فرزند ہی کے
ہیں رکھتا تھا ہرگز یہ قیامت

بیان وہ شدت سم کا کیا جو
ہنوی ناظر اسکی بچ باری
بروایت کی ہی یوں زبان
مجھے اسطرح فرمائے لکات
کہ تو پایا ابھی اتنا افاد
کہا جو پوچھنا ہی پوچھ لیجے
کہ گرتے ہیں مگر تے جگر سے
حسن کے سر اٹھتے پر غم
بھی آئی ہی روایت وہ عقلا
سعید ابن المسیب حب مٹائی
غرض نزدیک پہنچ چکے
کہ دنیا سے کر دینا نقل حسن
رکھو ہر جنازے کو لجا کے
تو قبر حیدر نجد پاس میرے
تراع آئے نہیں لائی ہی
ہزار افسوس وہ جینا کہا ہی
وہ ام المومنین خصلت وہی
ہوا مانع وہ ابد ذات ملون
بقیع پاک میں بالغور لا کر
کئے ہنوی میں جان جان کو
کوئی ہرگز معین دیار اسکا
نہ اسکی والدہ باقی ہی زہر
یقین جب قوت بازو گیا ہی
زنا بے امید کوئی آخر
کہ باکوں کے جنازے پر چڑا

کہا یہ یاس پرچینے سے تھا
ہوا وہ بارشتم زہر کاری
بکلیہ بونعم ای نیک اخلاق
تو گر چاہے کرے پوچھ کچھ
میں آنیدہ کچھ پوچھنا ہی نہ
کہ یہ فرصت نہ بھگوا
بہت نگین ہوا میں نے پیسے
تھا استغفار میں قاتل کے اسد
ہی کو عالم رویا میں دیکھا
وہیں تعبیر اسکی یوں کہا ہی
حسین ابن علی کو کی وصیت
کرے وہ دفن اپنے گھر مجھے
رسول اللہ کے روضے کے آگے
مجھے ای بھائی سیر دفن کیجے
ہی افسے دنگد کرنا سزاوار
زہر نقل دیسا ہی ہوا ہی
ہنیں کہ عذر و حیلہ کئی ہی
ہنیں کرنے دیار وہیں مدفون
رکھے ہیں قبہ عباس اندر
سر عزت امام النسن جان کو
ہنیں باقی رما غم خوار اسکا
ہنیں باقی برادر کوئی دوسرا
بہت نگین تن تہا رما ہی
ہنیں ہرگز ہوا ہی آہ حاضر
رکھا ہوا سٹے دور انکو مولا

حضرت امام حسن کی ولاد کا بیان

۴۴۶

عبدالرحمن بن عوف کا احوال

وفات اسکا بوجہ بی بی زینب	تھی بی بی زینب سے اسکا طہر	جسٹہ ہے زیادہ کم کنی رو	ہر از دوس بی بی زینب سے
وہوت اسکی شہانہ کی زندگی	کہ جسے تھی حسن کی زندگی	تھا حیرت سے بی بی کا کنی	بریں حالت کا تھا بجا۔
	ہو تھی سے ہر ضرورت کی	رکھے ایدار کر کے وہ ضرورت	

حضرت امام حسن کے اولاد کا بیان

سے سب اولاد پیدا ہو سکے	پسرون اور چھٹے اہل خانہ	پسرون اور چھٹے اہل خانہ	بی بی زینب ابو محمد اسکی بی بی
سے زید احمد حسن امیر	ابو شریک شہید تھیں اہل خانہ	ابو شریک شہید تھیں اہل خانہ	بی بی زینب ابو محمد اسکی بی بی
عراق اسم و عبد اللہ طہر	اتھی ام ولد تھیں کی نادر	اتھی ام ولد تھیں کی نادر	بی بی زینب ابو محمد اسکی بی بی
حسن اور فاطمہ علی کی نادر	تھی علی بن عبد اللہ کی نادر	تھی علی بن عبد اللہ کی نادر	بی بی زینب ابو محمد اسکی بی بی
بی بی عبد اللہ ثانی اور احمد	بی بی اسماعیل غزنو محمد	بی بی اسماعیل غزنو محمد	بی بی زینب ابو محمد اسکی بی بی
بینہ باختر کے بی بی کی نادر	بینہ باختر کے بی بی کی نادر	بینہ باختر کے بی بی کی نادر	بی بی زینب ابو محمد اسکی بی بی
انہو کی والدہ کا نام طہر	انہو کی والدہ کا نام طہر	انہو کی والدہ کا نام طہر	بی بی زینب ابو محمد اسکی بی بی
وہ فرج فاطمہ صغریٰ تھیں	یہ ثابت بی بی کی نادر	یہ ثابت بی بی کی نادر	بی بی زینب ابو محمد اسکی بی بی
ولیکن جسے شہید غزوہ واقع	ہوے اس غزوہ کے خلاف	ہوے اس غزوہ کے خلاف	بی بی زینب ابو محمد اسکی بی بی
تھی اسکی عجب سزا دی گئی	کیا عجب بگڑ رہا تھا	کیا عجب بگڑ رہا تھا	بی بی زینب ابو محمد اسکی بی بی
جیاتی وہ بھی زندہ باقی رہا	تھا وہ بھی زندہ باقی رہا	تھا وہ بھی زندہ باقی رہا	بی بی زینب ابو محمد اسکی بی بی

جانا چاہے کہ جب اہل کتب میں غزوہ مشر سے غلام سے لے کر ابو عبد اللہ بن ابی وقاص اور ابو حمیدہ بن العزیز
اور ابو ذر غفاری کا احوال لکھا۔ پاتی رہے جو صحابی اپنے عبدالرحمن بن عوف و سید بن زید اب اسکا احوال لکھتے
بھی لکھ کے ختم کیا جاتا ہی تاہم کتاب مستطاب عشرۃ المدینہ کے احوال لکھنے کے مناسبت احوال کو شامل رہے۔
عبدالرحمن بن عوف کا احوال انکی کنیت ابو حمزہ بن عوفہ اصحاب بارہ قبیلہ بنی زہرہ تھے
بنی زہرہ غلام سے قریش سے لی گئی۔ انکا نسب حضرت کے ساتھ کلاب بن ملجم ہے۔ عبدالرحمن بن عوف آٹھ ہجری
سال قبل ہجرت اور عشرہ مبشرہ ہجرت سے ہیں۔ بعد ان چھ ہجرت سے ہیں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور خلافت کو انکی
مستویت پر لکھا گیا۔ اور صاحب ہجرت بنی زہرہ اصحاب سید الکرمین سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جاہلیت میں عمر
اپنے برادر کو کہا تھا اور بنی شام و مہاجر سے موعوف تھے جبکہ احمد بن ابی انیس نے فرم گئے تھے ہاں میں صرف
میدان میں ثابت قدم رہے۔ خبری کہ ایک روز خالد بن ولید کے ساتھ سخت بات کی حضرت نے برہم ہو کر کہا
کہ میرے باروں سے تو میں موت کو اور انکو ویشام نہ دو۔ قسیر بن العبد تھانی کی اگر تم کوہ احد پر رہنا نہ

عبدالرحمن بن عوف کا احوال ۴۴۷ سعید بن زید کا احوال

خدا میں خرچ کر کے انکے ایک مددگار نصف مذکور پہنچا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جسے میرے ازدواج کی خبر گیری کرے وہ صدق اور سچ سے متصف ہوگا۔ اس واسطے عبدالرحمن بن عوف حضرت کے بعد آپ کے ازدواج مطہرات کے بہت خدمت گزار تھے۔ ہر سال انکو حج بیت اللہ کے لئے لانے اور لجانے میں مبلغ خطر خرچ کرتے تھے۔ اور مدینہ طیبہ میں ایک بہتر باغ خرید کر کے اسکو امہات المؤمنین پر وقف کیا تھا۔ بی بی عائشہ صدیقہ نے فرماتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اسکو جنت کا سلسیلہ بلا دے ہم ازدواج رسول اللہ سے بہت سے احسانات کئے ہیں۔ اور روایت ہے کہ ایک بار حسین بن علیؑ کے بھوکے ہوئے حضرت نے انکو دیکھ کر فرمایا کہ کون ہے یہ کہ اب انکو کھلا دے عبدالرحمن بن عوف نے جا کے جلد ایک قاب بھر کے سموا اور دو مان لے آئے۔ حضرت نے بہت خوش ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ترے دینا کے سب کام کر دیوے اور ترے آخرت کے سب کاموں کے لئے میں ضمان ہوں اور کئی بار انکو حضرت نے جنت سے بشارت دی ہیں۔ اور ایک سفر میں حضرت نے صبح کی ایک رکعت میں انکا اقتدا کیا یہ شرف کسی صحابی کو نہ ملا اور حضرت نے انکے حق میں برکت کی دعا کی اسلئے اللہ تعالیٰ نے انکے مال میں ترقی دی۔ روایت ہے کہ ایک بار حضرت کے حضور میں امور دینیہ میں خرچ کرنے کے لئے چار ہزار دینار حاضر کئے۔ اور ایک روز چالیس ہزار درہم اور ایک بار چالیس ہزار دینار لے آئے اور تین ہزار غلاموں کو اللہ آزاد کر دیا اور بیت باغ وقف کئے اور سہ ہزار دینار سے زیادہ اور پانچ سو گھوڑے خیرات کئے انکی تجارت جو بوجہ حلال سے تھی اللہ تعالیٰ اس میں نفع کثیر دیا تھا اور اپنے مرض الموت میں وصیت کی کہ مجھ پر سے ہر صحابی کو چار دینار دیوین اور ازدواج مطہرات کو بھی بہت مال دیا۔ کہتے ہیں کہ اسوقت بدریان سوئے ان سب کے حصے پہنچے حضرت عثمان اور حضرت علیؑ نے اپنے حصے لیکر انکی شاکی اور عرافہ روق نے کہا کہ وہ دین کے سرداروں سے ایک ہزار ہی باوجود اس اخراجات و خیرات کثیر کے جب انکے ترکے سے انکے بیویوں کو آٹھ سو ان حصہ ملا چار بی بیان تھیں ہر بی بی کو تین لاکھ میں ہزار دینار آئیں ہجرت کے تیسویں سال انکی رحلت ہوئی تب انکی عمر پچتر سال کی تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا احوال حضرت عمرؓ کے چچے بھائی اور بھنوئی ہیں جو سابق اسلام سے ہیں سب مشاہدین حضرت کے ساتھ رہے کہیں جہانم سے بدر میں حاضر نہیں تھے حضرت نے انکو طلوع کے ساتھ بھیجے تھے جب وہاں سے مراجعت کی حضرت نے انکو بدر کا حصہ دیا پس وہ بدریوں میں داخل ہوئے اور حضرت نے انکو جنت سے بشارت دی اور وہ فضلاء صحابہ سے ہیں اور انکے کرامتیں مشہور ہیں اور کتب میں مسطور۔ ایک عورت نے کہ جسکا نام اروی تھا ان پر آکے زمین کا جھوٹا دعویٰ کیا سعید نے دعا کی اہلی اگر یہ اپنے دعوے میں جھوٹی ہو تو اسکو نابینا کر دے اللہ تعالیٰ نے انکی دعا کو قبول کیا اور وہ نابینا ہو گئی۔ ایک روز کہیں جاتی تھی اسکا پیر جھسل کے ایک چاہ میں گر پڑی اور مگر کئی مدینہ میں یہ قصہ صغیر و

کبریا پر دفعہ میں مشہور ہو گیا۔ سن کا وہ چھری میں سعید کی رحلت ہوئی اور اسی سال کی آخری سال کی آخری سعید بن
نے کہتا ہے کہ جابر و خلفا اور طلحہ اور زبیر اور حسن و سعید اور ابو عبیدہ بن الجراح اور ابوالحسن بن عوف عشرہ مبشرین
عبداللہ سے مروی ہے کہ کوئی ایک عامل آیا تھا ایک دن اسے بالاسے مبشر حضرت علی کے جناب میں کچھ نام سنا
کہا سعید بھی سجد میں شرف رکھے تھے میرے طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کیا تو دیکھتا ہے کہ یہ یہ ظالم نے حضرت علی کے
جناب میں کیا ہے ابوی کہہ رہی ہیں گویا وہاں کہ وہ دن صحابہ داخل جنت ہیں اور اگر کہیں کہ رسواں بھی
ان میں داخل ہی تو کچھ دیر تا مین ہی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ وہ دن اصحاب کون ہیں سعید نے فرمایا کہ ابو
وعمر و عثمان و علی و زبیر و طلحہ و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح و عبدالرحمن بن عوف پھر میں نے پوچھا کہ رسول
کون ہی سعید نے یہ سنے توقف کیا پھر میں نے پوچھا کہ رسواں کون ہی تپ کہا کہ میں ہوں۔ اور حدیث صحیح
میں آئے ہیں کہ اس اصحاب کرام کی بشارت ثابت ہے۔

اختتام این کتاب فرجام - و مینا حیات در گاہ رب العالمین صلوات اللہ علیہ

۱۶۶	شکر اللہ بیدار و قدر و انوار	و در جہ سے بیداری با دراز	شکر اللہ بر نفس کا گلزار	بر حق جیسا کہ ہمیشہ بیدار
۱۶۷	شکر اللہ بہ ظہور شایان	کہ فیہ منافع و اصحاب	جس سے بہی ہر طرف	عطر پر ہے جس جیسا کہ بیدار
۱۶۸	شکر اللہ بہ گلشن افند	محل و گلشن میں جیکے تازہ و	شکر اللہ بہ رسالہ خوب	سنیوں کے قلوب کا مرفوع
۱۶۹	شکر حق بیکتاب فیض و انوار	نام جیسا کہ حدائقہ الاجاب	حسن انجام کالی ہی بیدار	اس شخص میں ختم کے انوار
۱۷۰	لعلہ القدر حق مدد و انوار	نیت و مقصد میں خوش و بیکار	سال بخت سے بیکار و دربار	اور دینی چھپے انوار
۱۷۱	ہی بیدار کی کتاب فیض و انوار	کہ تندی میں آجکے نایاب	خارسی میں بھی ہی بیدار	بہ دوسری خبر و حدائقہ الاجاب
۱۷۲	ادب اس بھی بہ فیض و انوار	اور مطہری مطلق ہی	انجمن سے حدیث و انوار	شرح و تفسیر ترجمہ کے ساتھ
۱۷۳	ادب شیعہ کے طبع کی بھی جوار	و یکو اس میں گئے بصواب	ادب بعض منافع و اصحاب	جوز آئے بہ حدائقہ الاجاب
۱۷۴	و کھینچے اس میں کیا بیدار	مغرب و کتب میں با بیدار	جو حدیث و دیگر کا مرفوع	قد اس کی اسی بہ ظاہر و
۱۷۵	عرف اس فکے کتب و انوار	بس یہی کتاب ہی بیدار	ہی سار و نین جلیح و انوار	کتب معتبر کی لب لباب
۱۷۶	ایسی تالیف و حدائقہ انوار	اب ہی کہ دبا میں خوش و بیکار	ایسا خانی عجمان ہی	ایسا وہ قادر و توانا ہی
۱۷۷	کرے در سے آجی تازہ	کہے قریبے جو یک موجود	بہ کہ شہر ہی اس کی قدرت کا	بہنیں شہر ہی میری قضا کا
۱۷۸	کیوں راہ و بیکار و انوار	ہر روز گو کہ نہ لاکھ زبان	یا الہی تو اب کرم سے تر	غایت رحمت اعظم سے تر
۱۷۹	کیجئے اس کتاب کو مقبول	از طفیل رسول و آل و انوار	اور حرکت اسکے بار و انوار	اسکے اصحاب کی شان و انوار

ت نامہ کتاب مستطاب حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصحاب مطبوعہ مطبعہ محمدیہ

جائے کہ حضرت علی کے شہادت کو بعد ایک ازواج و اولاد کا ذکر جو ۳۸ صنف میں لکھے تھا سو چھوٹ گیا اس لئے یہاں لکھا جاتا ہے کہ ابن حبر
 دایت کی ہے کہ حضرت کو اولاد بقول بعض چھپس تھے اور بعض بتیس اور بعض اونیس کہہ ائین فرزند بار اور دختر شتر انکی تفصیل یہ کہ فرزند بن
 ن و امام حسن بن اور دختر بن بن بی بی رقیہ جس کو ام کلثوم بھی کہتے ہیں اور بی بی زینب ان پانچوں کے والدہ ماجدہ جناب فاطمہ الزہراء بن
 اللہ اور عثمان اور جعفر اور عباس علم بردار جسکی والدہ ام البنین بنت خرام ہے اور عبداللہ اور ابوبکر جسکی والدہ بنت خالد ہے اور سحر علی
 بنت ابان بنت عیس ہے اور بی بی رقیہ اور عمر کے مانت زمرہ ہے اور ابوالکھم جسکو بن حنیفہ کہتے ہیں انکی مادر جو بنت جعفر ہے انکی سوا
 اب فرزند محمد اوسط نامی بن جسکی مادر ابان بنت ابوالعاص بن جو بنای بن دختر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لڑکی بن محمد اصغر نامی ایک
 بن جسکی مان ام ولد بن یعقوب بن نے انکی ما اسماء اور بعض لیکے کہتے ہیں۔ اور دختر بن میں میمونہ بقیہ امام مانی زینب۔ صغر
 م سلمہ ام جعفر ام الکرام خدیجہ فاطمہ ام کلثوم انکی ماؤں کے نام معلوم ہوئے اور امامہ ناجی ایک دختر تھی جسکی مان کا نام معلوم
 ایک لڑکی لڑکا کی بن رحلت کی جسکی مانت اور ابوالقیس ہے۔ امام حسن کو جدہ زہر دینے سے شہادت باطنی پائی اور حسن
 بن رحلت کیا اور امام حسین اور ایک ہمارا حسن اور جعفر اور عبداللہ و عبداللہ و عثمان اور ابوبکر و محمد اصغر و بنت کر مابین
 ت پائی۔ اور سحر علی عالم طفلی بن رحلت پائے اور عمر بن تیس پر پانچ سال میں وفات کیا اور محمد بن حنیفہ نے جو وقت خلافت صدیق
 میں ولادت پائی تھی عمر ۷ سال میں حسن ہجری انسی میں مدینہ میں رحلت پائی شیوہ انکی امامت و عصمت کے قائل ہیں اور جناب
 اکبر کے اور رقیہ عہد ہمسیر میں ہی وفات کیں صلوات اللہ وسلامہ علیہم وعلیہم اجمعین۔

تصحیح الاغلاط

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
۱۷	ثابت جانے	۱۹	ثابت بن	۱۷	ثابت بن	۱۹	ثابت بن	۱۷	ثابت بن
۱۸	مستقل	۲۰	مستقل	۱۹	سوال کہ	۲۰	سوال کہ	۱۹	سوال کہ
۱۹	کار	۲۱	کار	۲۵	شرف سلام	۲۱	شرف سلام	۲۵	شرف سلام
۵	الزجاج	۳۲	الزجاج	۳	بین	۳۲	بین	۳	بین
۳	غرض انے	۳۶	غرض ایسے	۲۸	فضلت لے	۳۶	فضلت لے	۲۸	فضلت لے
۱۹	اصحابین	۴۵	اصحابین	۵	قتل پر	۴۵	قتل پر	۵	قتل پر
۲۲	زادہ و زیادہ	۴۹	روایت ہے	۱۶	پکڑنے کے	۴۹	پکڑنے کے	۱۶	پکڑنے کے
۳۳	راہ خدایں	۵۰	راہ خدایں	۱۲	ان دونوں	۵۰	ان دونوں	۱۲	ان دونوں
۱۴	راہ کرے	۵۵	راہ کرتے	۳	پس علم لے	۵۵	پس علم لے	۳	پس علم لے
۱۲	اصحاب جات	۵۶	اصحاب جات	۲	سب	۵۶	سب	۲	سب
۲۲	لکھا جاتا ہے	۶۶	لکھا جاتا ہے	۲۵	غیمت	۶۶	غیمت	۲۵	غیمت
۱۰	مسطح	۶۸	مسطح	۲۱	طرف	۶۸	طرف	۲۱	طرف

[illegible]

[illegible]